الاصابة
في
تمييز الصحابة
اُردو
تالیف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہزاد علوی
مکتبہ رحمانیہ

www.KitaboSunnat.com
الاصابہ
فی
رضوان اللہ علیہم اجمعین
تمیز الصحابہ
(اردو)
(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

الاصابہ
فی
تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)
(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)
جلد ۱
تالیف
مترجم
www.KitaboSunnat.com
حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مولانا محمد عامر شہزاد علوی
مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
MAKTABA-E-REHMANIA

نام کتاب .... الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو) جلد ۱

تالیف .... حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم .... مولانا محمد عامر شہزاد علوی

ناشر .... مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

مطبع .... خضر جاوید پرنٹرز

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

فہرست مضامین

باب الالف جس کے بعد سین ہے

جن کا نام أسید (ہمزہ کے زبر اور سین کے زیر سے) ان کا ذکر

جن کا نام اُسید (پیش سے ہے) اس کا ذکر

باب الالف جس کے بعد لام ہے

باب الالف جس کے بعد میم ہے

باب الالف جس کے بعد نون ہے

انیس نامی حضرات

انیف نامی حضرات

باب الالف جس کے بعد ھا ہے

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

باب الہمزہ جس کے بعد با ہے

باب الہمزہ جس کے بعد حائے مہملہ ہے

باب الہمزہ جس کے بعد زا ہے

باب الہمزہ جس کے بعد سین ہے

قسم ثالث از حرف الف

باب الہمزہ جس کے بعد باء ہے

باب الہمزہ جس کے بعد جیم ہے

باب الہمزہ جس کے بعد حا ہے

باب الہمزہ بعدہا دال

باب الہمزہ جس کے بعد را ہے

باب الہمزہ جس کے بعد زا ہے

باب الالف جس کے بعد سین ہے

باب الالف جس کے بعد شین ہے

باب الالف جس کے بعد صاد ہے

باب الالف جس کے بعد طاء ہے

باب الالف اس کے بعد غین ہے

باب الالف جس کے بعد فاء ہے

باب الالف جس کے بعد قاف ہے

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

باب الالف جس کے بعد میم ہے

باب الالف بعدھا نون

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

قسم رابع از حرف الف

باب الالف جس کے بعد باء ہے

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

باب الالف جس کے بعد دال

باب الالف جس کے بعد را ہے

باب الالف جس کے بعد زا ہے

باب الالف جس کے بعد سین ہے

2

حرف الباء

باب الباء جس کے بعد الف ہے

باب بالباء جس کے بعد جیم ہے

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

باب الباء جس کے بعد دال ہے

باب الباء جس کے بعد راء ہے

باب الباء جس کے بعد زا ہے

باب الباء جس کے بعد سین ہے

بُسر (با کے پیش سین کے سکون سے) نامی حضرات کا تذکرہ

بِشر (زیر اور نقطوں والے شین سے) نامی حضرات کا ذکر

بشیر نامی (شروع میں زبر شین کے زیر پھر یا) حضرات کا تذکرہ

بشیر (پیش سے) نامی حضرات کا تذکرہ

باب الباء جس کے بعد صاد ہے

باب الباء جس کے بعد عین ہے

باب الباء جس کے بعد غین ہے

باب الباء جس کے بعد قاف ہے

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

باب الباء جس کے بعد لام ہے

باب الباء جس کے بعد نون ہے

باب الباء جس کے بعد ہا ہے

باب الباء جس کے بعد واو ہے

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

قسم ثانی از حرف الف

ان حضرات کا ذکر جنہیں دیدار نبوی ﷺ حاصل ہے

باب الباء جس کے بعد شین ہے

قسم ثالث از حرف باء

ان حضرات کا ذکر جنہوں نے دور نبوی ﷺ پایا لیکن ملاقات نہ ہو سکی چاہے وہ آپ کی زندگی میں مسلمان ہوئے یا بعد میں

باب الباء جس کے بعد الف ہے

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

باب الباء جس کے بعد دال ہے

باب الباء جس کے بعد راء ہے

باب الباء جس کے بعد شین

باب الباء جس کے بعد طاء ہے

باب الباء جس کے بعد غین ہیں

باب الباء جس کے بعد عین ہے

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

باب الباء جس کے بعد ها ہے

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

قسم الرابع حرف باء

جن کا غلطی سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کتابوں میں ذکر ہوگیا اور اس کا بیان

باب الباء جس کے بعد الف ہے

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

باب الباء جس کے بعد دال ہے

باب الباء جس کے بعد ذال ہے

باب الباء جس کے بعد راء ہے

باب الباء جس کے بعد سین ہے

حرف التاء

قسم اوّل حرف تاء

باب التاء جس کے بعد لام ہے

باب التاء جس کے بعد میم ہے

باب التاء جس کے بعد واؤ ہے

باب التاء جس کے بعد یاء ہے

باب التاء جس کے بعد میم ہے

باب التاء جس کے بعد باء ہے

باب التاء جس کے بعد میم ہے

قسم ثالث

جن کا ذکر لفظی غلطی سے صحابہ میں ہوگیا ہے

باب التاء جس کے بعد لام ہے

باب التاء جس کے بعد میم ہے

باب التاء جس کے بعد یاء ہے

حرف الثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

باب الثاء جس کے بعد راء ہے

باب الثاء جس کے بعد عین بے نقطہ ہے

باب جیم جس کے بعد سین ہے

باب جیم جس کے بعد شین ہے

باب جیم جس کے بعد عین ہے

باب جیم جس کے بعد فا ہے

باب جیم جس کے بعد میم ہے

باب جیم جس کے بعد نون

باب جیم کے بعد هاء

حارثہ نامی حضرات

حرف حاء کے باقی ناموں کا ذکر

باب الحاء جس کے بعد باء ہے

حبیب نامی حضرات کا تذکرہ بروزن عظیم

حا جس کے بعد تا ہے

باب حاء جس کے بعد ثاء ہے

باب حاء کے بعد دال

باب حاء جس کے بعد ذال ہے

باب حاء کے بعد سین

باب حاء کے بعد شین

باب حاء کے بعد صاد

باب حاء کے بعد واؤ

باب حاء کے بعد یاء

قسم ثانی

نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہونے والے وہ لوگ جنہیں دیدار نبوی نصیب ہوا اور ان کے والدین مسلمان تھے

حاء کے بعد الف

باب حاء کے بعد جیم، صاد اور کاف

باب حاء کے بعد میم

باب حاء کے بعد نون

قسم ثالث از حرفِ حاء

جن لوگوں نے زمانۂ نبوت تو پایا لیکن دیدار کرنے سے محروم رہے

باب حاء کے بعد الف

باب حاء کے بعد باء

باب حاء کے بعد تاء

باب حاء کے بعد جیم

کلمۃ الناشر

اُمت محمدیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ تمام امتوں میں سے بہتر امت ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی یہ شان و منزلت ہے کہ کسی نبی کے اصحاب کو وہ مقام و مرتبہ نہ مل سکا جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر آیا۔ آج ہم دنیا کے اطراف و اکناف میں اسلام کا چرچا دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کی نشر و اشاعت کا کام تیزی سے جاری ہے، اس کا سبب ان نفوس قدسیہ کی جدوجہد ہے کہ جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے کلام حکیم میں یہ سند جاری فرما دی:

﴿ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ﴾

''کہ وہ اپنے اللہ سے راضی ہوئے اور ان کا اللہ ان سے راضی ہوا۔''

الحمد للہ مکتبہ رحمانیہ کی طرف سے بیش قیمت اسلامی مطبوعات ترجمہ ہو کر آچکی ہیں۔ جن کی مقبولیت ہمارے قارئین کے اعتماد اور اطمینان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کتب احادیث و سیر کے مستند اور سلیس تراجم کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اس کی ایک کڑی الاصابہ فی تمییز الصحابہ ہے جو کہ اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ ہماری یہ پرانی خواہش تھی کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے سے قلب و روح کو معطر کرنے والی اس معرکۃ الآراء کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ الحمد للہ ہم نے صرف اور صرف اپنے رب کے فضل و کرم سے اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ ہمارا اس میں کوئی کارنامہ نہیں۔ اگر ہم نے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیا ہے تو یہ بھی اس رب العالمین کی عطا کردہ ہیں کہ جس کا کوئی شریک نہیں۔ امید ہے کہ قارئین کو ہماری یہ کاوش پسند آئے گی اور ہم ایک بار پھر ان کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔

الاصابہ فی تمییز الصحابہ اہل علم کے ہاں نہایت معتبر اور اہم کتب میں شمار ہوتی ہے۔ اسے تذکار صحابہ میں مرجع کی حیثیت حاصل ہے۔ اگر ہم اسے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیں تو شاید یہ بات غلط نہ ہو۔ اصحاب علم و تحقیق پر اس کتاب کی اہمیت مخفی نہیں۔ دین کا کوئی طالب علم جو کہ احادیث کی چھان پھٹک اور ان کی تصحیح و تضعیف جس کا دائرہ علم ہو، وہ اس کتاب سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اس کے تحقیقی مدارج کی تکمیل کا اہم ترین ذریعہ الاصابہ فی تمییز الصحابہ ہی ہوگی۔ اس کتاب کے مطالعے سے قاری کو بخوبی علم ہو سکے گا کہ کون کب ایمان لایا۔ کون اصحاب رسول میں شامل ہے اور کون نہیں۔ کس کا شمار حضرات صحابہ کے کس طبقے میں ہوتا ہے۔ کون مہاجرین میں سے ہے اور کون انصار میں سے۔ کون اصحاب بدر میں سے ہے اور کس نے حدیبیہ میں بیعت کی۔ کون سی پاک باز ہستیاں السابقون الاولون میں شمار ہوتی ہیں اور کن کے نصیب میں ہدایت آئی لیکن دور نبوت کے آخری ایام میں۔ غرض حضرات صحابہ کے بارے میں اس انداز کی بے شمار معلومات کو یہ کتاب سموئے ہوئے ہے۔ صاحبان تحقیق کے ساتھ ساتھ تاریخ کے طالب علموں کے لیے بھی یہ کتاب گنج ہائے گراں مایہ کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک عام پڑھے لکھے مسلمان کے لیے بھی اس کا مطالعہ بے حد فائدہ مند

ہوگا۔ وہ جان سکے گا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کس انداز سے دین حنیف کی سربلندی کے لیے جدوجہد کی وہ ان کے حالات و واقعات سے آگاہ ہو سکے گا۔ اس کتاب کی ثقاہت شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ اس کے مصنف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں۔ ان کا شمار اپنے دور کے عظیم محدثین اور علماء تحقیق میں ہوتا تھا۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ کی تیاری میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قیمتی زندگی کی چالیس بہاریں صرف کیں مگر اس کی تشنگی کو ختم نہ کر پائے۔ کتب سیر وتراجم میں اس کا شمار امہات الکتب میں ہوتا ہے۔ علماء وطلباء میں سے کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ حافظ موصوف ایک صد پچاس سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں مشہور فتح الباری ۱۴ جلدوں میں، تہذیب التہذیب ۱۲ جلدوں میں، الاصابہ ۸ جلدوں میں، لسان المیزان ۴ جلدوں میں اور تغلیق التعلیق ۵ جلدوں میں ہیں۔ اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ اپنی تصانیف پر تبصرہ کیا تو فرمایا "میری اکثر تصانیف دوسرے اہل علم کی ایک کتاب کے بھی برابر نہیں لیکن بس قلم چل گیا"۔

کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنا آسان کام نہیں ہوتا۔ بسا اوقات یہ تصنیف وتالیف سے مشکل کام ثابت ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اس میدان کے شہسواران کٹھنائیوں کو عبور کرتے ہوئے منزل مقصود تک جا پہنچتے ہیں۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں آسان مگر مستند تراجم پیش کریں۔ اس سلسلے میں ہم معزز قارئین کی تجاویز اور آراء کا خوش دلی سے خیر مقدم کریں گے۔

آخر میں ہم اپنے فاضل مترجم مولانا عامر شہزاد علوی، کمپوزر جناب جاوید اقبال اور پروف ریڈر جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحبان کے شکر گزار ہیں کہ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰهَ "جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکر بھی ادا نہ کیا"۔ سب افراد نے اپنے اپنے حصے کا کام بخوبی سرانجام دیا۔ ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، دعا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے سبب اللہ رب العزت ہمیں روز آخرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا ساتھ نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مصنف کے ساتھ ساتھ ناشر کو بھی ان درجات میں جگہ نصیب فرمائے جو اس نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ساتھیوں کے لیے مخصوص کیے ہوئے ہیں۔

آمین یارب العالمین

خادم العلم والعلماء
مقبول الرحمٰن

عرضِ مترجم

نحمده و نصلّی ونسلّم علی رسوله الکریم واٰله و صحبه و علی من عَلَّمَنَا

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں جو کتاب ہے یہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ تالیف ''الاصابه فی تمییز الصحابه'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ علامہ مرحوم کی جلالتِ شان اور عظمتِ علمی پوری دنیا میں عیاں ہے۔ ان کا حدیث کے باب میں سب سے بڑا کارنامہ ''فتح الباری بشرح صحیح البخاری'' ہے۔ جس کا چرچا چاردانگِ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے یگانۂ روزگار اور نابغۂ دوراں تھے۔ انہیں اپنے زمانے کی ''اکیڈمی'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان جیسا شخص اُمت محمدیہ میں بذاتِ خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یادگار معجزہ ہے۔ فللّٰه الحمد من قبل و من بعد.

بازار سے گزرنے والے اپنی افتادِ طبع اور اپنے شوق و مزاج کے مطابق مختلف دوکانوں کا رُخ کرتے ہیں۔ بالکل یہی ذوق کتابوں کے شائقین اور مطالعے کے رسیا لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ بعض تاریخی واقعات میں دلچسپی رکھتے تو بعض کا مزاج انہیں جنگی میدانوں اور خونریز معرکوں کی تصویر دیکھنے پر مجبور کرتا ہے، کسی کی فطرت احکام سے متعلق قرآنی آیات اور مجموعۂ احادیث سے میل کھاتی ہے تو کوئی حدیث کی باریکیاں اور اس کی گتھیاں سلجھانے میں لذتِ قلبی محسوس کرتا ہے، کسی کو ازدواجی زندگی کے نشیب و فراز میں رہنمائی اور رہبری کے اصولوں کی تلاش رہتی ہے تو کوئی ادبی اور لطیف نکتہ سنجیاں ڈھونڈتا ہے۔ غرض ہر ایک کی تمنا و منشا دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ لہٰذا قارئین کرام اس بات کو مدِ نظر رکھیں کہ یہ نہ محض تاریخ کی کتاب ہے اور نہ خالص حدیث کا خزانہ ہے اور نہ اس میں فن جرح و تعدیل کی موشگافیاں ہیں اور نہ اس میں ہر صحابی کے مکمل حالات ہیں۔ اس کتاب کے مصنف کا اصل مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی فرد جس کے متعلق واضح، درمیانہ یا معمولی سا بھی تمغۂ صحابیت سجانے کا ثبوت ملتا ہے اس کا ذکر اور اس سے متعلقہ کسی حدیث کا ذکر کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کے متعلق خود مصنف کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

انما اقتصر من حديث الرجل علی ما يتعلق بترجمته فی اثبات صحبته او فضيلة له او نحو ذٰلك. (ج ۲ ص ۱۰۱۶ عنوان ۴۵۶۶)

اسی بنا پر جا بجا مصنف لکھتے ہیں فيه حديث، وله قصّة، کیونکہ اگر احادیث و واقعات کو جمع کرنا شروع کر دیں تو کتاب کی ضخامت دوگنی، چوگنی ہو جائے گی۔

اہم بات:

چونکہ ہر مصنف کی اپنی ترتیب ہے اور ہر شخص اپنی اصطلاح قائم کرنے میں آزاد ہے۔ یہ یاد رہے کہ اس کتاب میں جتنے نام ہیں وہ اوّل سے آخر تک سارے صحابہ نہیں بلکہ بعض غیر مسلم لوگوں کا تذکرہ بھی اس کتاب میں آ گیا ہے اور نمبر شمار میں انہیں بھی شمار کر لیا گیا ہے۔ خواتین سمیت کل ۱۲۳۰۰ (بارہ ہزار تین سو) افراد کا شمار ہوا ہے۔ بقول ذہبی ان حضرات کی تعداد آٹھ ہزار ہے جبکہ اسد الغابہ میں سات ہزار پانچ سو چون (۷۵۵۴) ہے، جس کی ترتیب یوں ہے کہ

قسم اوّل میں اصلاً صحابہ کا ذکر ہے جن کے بارے میں واضح ثبوت ہو، خواہ وہ ثبوت کسی بھی درجہ میں ہو۔

قسم ثانی میں ایسے حضرات کا ذکر ہے جو کمسنی میں اور بلوغت سے پہلے کی عمر میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش کیے گئے۔ جن میں سے بعض کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹی ڈالی، بعض کو اپنا لعابِ دہن چٹایا، بعض کے سر پہ دستِ شفقت پھیرا اور بعض کے لیے دعا کی۔ ان کے لیے عموماً مصنف ''له رؤية'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جس کا ترجمہ ہم نے ''دیدارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے کیا ہے۔

قسم ثالث میں ایسے حضرات کا ذکر ہے جنہوں نے وہ دور پایا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس موجود تھے، خواہ یہ لوگ مسلمان ہوئے یا نہیں ہوئے۔ لیکن کسی بھی وجہ سے ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملاقات ہوئی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ انہیں ''مُخَضرَمی'' کہا جاتا ہے۔ مصنف ان کے لیے عموماً ''له ادراك'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں جس کا ترجمہ ہم نے ''انہوں نے دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے'' سے کیا ہے۔

قسم رابع میں ایسے افراد کا ذکر ہے جن کا وہم یا غلطی سے صحابہ میں تذکرہ ہوا یا ان کا نام ونسب غلط لیا گیا ہے۔ اس پر مصنف تنبیہ کرتے ہیں۔ یہ قسم ان کی اپنی طبع زاد ہے ان سے پہلے کسی نے اس کا استعمال نہیں کیا۔ خود فرماتے ہیں:

و هذا القسم الرابع لا اعلم من سبقني اليه و لا من حام طائر فكره عليه. (مقدمة الكتاب)

یہ تو کتاب کی ترتیب اور مصنف کی پیش کردہ باتوں سے متعلق گفتگو تھی۔

آخر میں راقم الحروف ان تمام احباب کا تہہ دِل سے شکر گزار ہے جنہوں نے کسی بھی درجہ میں اس عظیم کام میں اس کی معاونت، رہنمائی اور دستگیری کی۔ خصوصاً وکیل صحابہ حضرت مولانا محمد نافع صاحب حفظہ اللہ جن کی خدمت میں راقم خصوصی کار کے ذریعہ اپنے خسر کے ہمراہ سفر کر کے حاضر ہوا اور حضرت کی اہم باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کو صحیح نہج و انداز سے جاری رکھا۔ مولانا کے الفاظ تھے ''ابن حجر اپنے فن کے بڑے فاضل ہیں''، ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنے بڑے علمی کام کی توفیق بخشی ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہ رہنے دیں'' اور ڈھیر ساری دعاؤں سے رخصت کیا۔

دوسری اہم شخصیت استادِ محترم مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی ہے۔ آپ نے خط میں تحریر فرمایا کہ ''میں اپنی مشغولیات کی وجہ سے مزید جواب دینے سے قاصر ہوں، چند ایک باتوں کا ذکر کر دیتا ہوں''۔ میں نے پوچھا ''مولیٰ'' کا کیا ترجمہ کرنا بہتر ہے۔ آپ نے لکھا: ''(۴) مولیٰ فلان لغۃً اس لفظ میں دونوں ''غلام'' اور ''آزاد کردہ غلام'' کے معنوں کا احتمال ہے۔ لہٰذا ترجمہ میں مولیٰ ہی لکھنا چاہیے'' جس کا ترجمے میں التزام کیا گیا ہے۔ میں نے پوچھا سند، سنن اور جامع مؤنث ہیں یا مذکر؟ آپ نے لکھا: ''(۵) سند، سنن اور جامع تینوں مؤنث ہیں''۔ اس کے بعد مزید استفسار کا موقع نہ ملا۔ حضرت کا ارسال کردہ جواب بطورِ برکت وثبوت شامل مقدمہ ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين و سلام على المرسلين.

اہل علم سے گزارش ہے جہاں کوئی علمی فروگزاشت نظر آئے آگاہ کر کے شکریے کا موقع فراہم کریں جس کا خود راقم پر احسان ہوگا۔ اور جس ادارے کی بدولت یہ سارا کام پایۂ تکمیل تک پہنچا اس کا بھی تہہ دِل سے احسان مند ہوں۔ خصوصاً ناصر مقبول صاحب کا جنہوں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور راقم کو علمی ضروریات کا سامان بہم پہنچایا۔

عامر شہزاد علوی

فاضل دار العلوم کراچی

مقدمہ

ہمارے شیخ، امام، شیخ الاسلام، مشہور علماء کے بادشاہ، زمانے کے حافظ الحدیث اور اس کا املا کرانے والے، سنت کا جھنڈا اٹھانے والے، تعدیل وتخریج کرنے والوں کے سرخیل، ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد بن حجر العسقلانی الشافعی (اللہ تعالیٰ انہیں خیر وعافیت سے رکھے) نے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہر چیز کو گن کر محفوظ رکھا ہے اور اپنی مخلوق میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی، جو مختلف طبقات ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس نے بیوی بنائی اور نہ بیٹا اور نہ کوئی بادشاہت میں اس کا شریک ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے برگزیدہ، خلیل، انتہائی معزز سردار بندے اور مدد یافتہ حبیب ہیں۔ کیا ہی پاکیزہ ان کی نسل واصل ہے اور کس قدر شائستہ ان کی خوابگاہ اور پیدائش گاہ ہے اور کیا ہی معزز ان کے صحابہ ہیں۔ جو رہنمائی حاصل کرنے کے ستارے اور قابل اقتداء امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان پر ایسا درود بھیجے جو ہمیشہ برقرار رہے۔ ایسا سلام بھیجے جو ابد تک قائم رہے اور خوب سلامتی نازل فرمائے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ بات جاننی چاہیے کہ علومِ دین میں سے حدیث نبوی کا شرف سب سے زیادہ ہے اور حدیث کے معارف میں اعلیٰ ترین درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بعد کے لوگوں سے تمیز کرنا ہے۔

اس سلسلہ میں حفاظِ حدیث کی ایک جماعت نے جس قدر انھیں اطلاع ملی انھوں نے تصانیف جمع کی ہیں۔ ان میں سے پہلے پہل جنہیں میں جانتا ہوں ابوعبداللہ بخاری کی تصنیف ہے، انہوں نے مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے جس سے ابوالقاسم بغوی وغیرہ نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام، بعد کے لوگوں کے ساتھ ملا کر جمع کیے ہیں۔ جیسے خلیفہ بن خیاط، محمد بن سعد، ان کے ہمعصر جیسے یعقوب بن سفیان، ابوبکر بن ابی خیثمہ۔ اس فن کے متعلق ان کے بعد کی ایک جماعت نے بھی تصانیف چھوڑی ہیں۔ جیسے ابوالقاسم البغوی، ابوبکر بن ابی داؤد، عبدان، ان سے کچھ عرصہ پہلے کے لوگ جیسے مطین، پھر ابوعلی بن السکن، ابوحفص بن شاہین، ابومنصور الماوردی، ابوحاتم بن حبان، جیسے طبرانی اپنی معجم کبیر کے ضمن میں یہ اسماء ذکر کرتے ہیں پھر جیسے ابوعبداللہ بن مندہ، ابونعیم، پھر ابوعمر بن عبدالبر، انہوں نے اپنی کتاب کا نام الاستیعاب اس گمان سے رکھا کہ انہوں نے اپنے سے پہلے کی کتب کا استیعاب کیا ہے۔ اس کے باوجود ان سے کئی چیزیں رہ گئی ہیں جس پر ابوبکر بن فتحون نے جامع ضمیمہ لکھا ہے، اور ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اس پر حواشی تحریر کیے ہیں۔ ابوموسیٰ مدینی نے ابن مندہ کی کتاب پر بڑا ضمیمہ لکھا ہے۔

انہی لوگوں کے زمانے میں بہت سے لوگوں نے اس فن پر بھی لکھا جن کا شمار مشکل ہے تا آنکہ ساتویں صدی کے ابتدائی سالوں میں عز الدین ابن الاثیر نے بھرپور کتاب جمع کی جس کا نام انہوں نے ''أسد الغابہ'' رکھا، جس میں انہوں نے سابقہ کئی تصانیف کو جمع کر دیا البتہ انہوں نے اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کی، یوں انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بہت سے ان لوگوں کو رلا ملا دیا جو صحابی نہیں تھے اور ان لوگوں کی کتابوں میں جو بہت سے وہم تھے ان پر زیادہ تر تنبیہ کرنے سے تغافل برتا پھر ان کی کتاب سے حافظ عبداللہ الذہبی نے مزید اضافوں کے ساتھ ناموں کو جدا کیا، اور ان پر علامت لگا دی جس کا ذکر غلطی سے ہو گیا یا جن کی صحابیت درست نہ تھی لیکن ان سے بھی احاطہ نہ ہو سکا بلکہ قریب بھی نہ پہنچے۔

تتبع و تلاش سے مجھے بہت سے نام ایسے ملے ہیں جو ان دونوں کی شرط کے مطابق نہ ان کی اصل میں ہیں اور نہ کتاب میں۔ یوں میں نے اس بارے میں ایک ضخیم کتاب جمع کر لی، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دوسروں سے ممتاز کیا ہے۔ اس سب کے باوجود ہمیں ابوزرعہ رازی کی بات کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے عشر عشیر سے بھی واقفیت حاصل نہ ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ان کی تعداد ایک لاکھ مرد و عورتوں سے زیادہ تھی جن میں سے ہر ایک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یا دیکھ کر روایت کی ہے۔

ابن فتحون ذیل الاستیعاب میں یہ بات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ابوزرعہ رازی نے یہ جواب اس شخص کو دیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا، تو ان کے علاوہ کی تعداد کا کیا حال ہوگا؟ اس کے باوجود وہ تمام حضرات جن کا ذکر استیعاب میں ہے یعنی جن کا ذکر نام، کنیت کے ساتھ آیا ہے وہ تین ہزار پانچ سو ہیں۔ نیز انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے ان کی شرط کے مطابق ان کے ذکر کردہ لوگوں کے قریب استدراک کیا ہے۔

میں ابن حجر کہتا ہوں کہ میں نے حافظ ذہبی کی لکھی تحریر ان کی کتاب ''التجرید'' سے پڑھی جو یہ ہے: ہو سکتا ہے سب صحابہ آٹھ ہزار ہوں اگر زیادہ نہ ہوئے تو کم نہ ہوں گے۔ پھر میں نے انہی کی تحریر دیکھی کہ ''اسد الغابہ'' میں تعداد میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سات ہزار پانچ سو چون (۷۵۵۴) آدمی ہیں۔ پھر جس سے ابوزرعہ رازی کی دونوں باتوں کو تائید ملتی ہے وہ روایت ہے جو تبوک کے قصہ میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں ثابت ہے۔ ''لوگ اتنی کثیر تعداد میں تھے جنہیں کسی رجسٹر میں شمار نہیں کیا جا سکتا تھا''۔

اور امام ثوری سے اس روایت میں ثابت ہے جو خطیب نے اپنی ان کی صحیح سند میں نقل کی ہے۔ فرمایا: جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا تو اس نے بارہ ہزار لوگوں پر عیب لگایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت ان سے راضی تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ نبی علیہ السلام کے بارہ سال بعد کی بات ہے، اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بہت سے ایسے افراد جو فتنۂ ارتداد اور فتوحات کے دوران فوت ہوئے ان کے نام محفوظ نہیں کیے گئے۔ اسی طرح جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتوحات، عام طاعون اور طاعونِ عمواس وغیرہ میں فوت ہوئے ان کی کثرت کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے اسماء اس وجہ سے پردۂ خفا میں رہے کہ ان میں سے اکثریت دیہات کے رہنے والوں کی تھی جن میں زیادہ تر حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر ہوئے تھے۔ واللہ اعلم

میں نے جو کتاب جمع کی تھی اس کی تبییض و صفائی کے متعلق بھائیوں کی ایک جماعت کا مطالبہ بڑھ گیا تو میں نے اس

بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، پھر میں نے اس کتاب کو اس کے ہر حرف میں سے چار حصوں میں مرتب کیا۔

قسم اوّل: جن کا صحابی ہونا ان سے یا ان کے غیر سے روایت کے انداز میں ثابت ہوا، چاہے وہ روایت کا طریقہ صحیح ہو، حسن ہو یا ضعیف یا ان کا ذکر جس طریقہ پر بھی ہو لیکن اس سے صحابیت کا پتہ چلتا ہو۔ میں نے پہلے اس ایک قسم کو تین اقسام پر مرتب کیا تھا پھر مجھے محسوس ہوا کہ اسے ایک ہی قسم بنایا جائے جسے میں ہر سوانح عمری میں ممتاز کر دوں گا۔

قسم ثانی: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے وہ بچے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور وہ آپ علیہ السلام کی وفات کے وقت سن تمیز کو نہ پہنچے تھے، کیونکہ ان کا ذکر صحابہ میں کرنا اس گمانِ غالب پر مبنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا ہے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنے بچوں کو ولادت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لانے کے بے شمار اسباب ہیں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں گھٹی دیں ان کا نام رکھیں ان کے لیے برکت کی دعا کریں۔ اس بارے میں احادیث واخبار بہت مشہور ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہشام بن عروہ، وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تو آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے تھے''۔ اور حاکم نے مستدرک میں کتاب الفتن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: ''جس کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعائے خیر فرماتے''۔ (الحدیث)

اور ابن شاہین نے کتاب الصحابہ میں محمد بن طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی میں محمد بن عبدالرحمٰن جو ابوطلحہ کے آزاد کردہ غلام تھے کی سند سے محمد بن طلحہ کی دایہ کے خاوند سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: جب محمد بن طلحہ کی ولادت ہوئی تو میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا تا کہ آپ انہیں گھٹی دیں اور ان کے لئے دعا کریں، بچوں کے ساتھ اس طرح کا رواج تھا۔ لیکن محققین اہل علم جنہیں حدیث کا علم ہے ان کے نزدیک ان لوگوں کی احادیث مراسیل میں شمار ہوتی ہیں۔ اسی بنا پر میں نے انہیں قسم اوّل کے لوگوں سے علیحدہ کیا ہے۔

قسم ثالث: جن مُخَضرمین کا ذکر مذکورہ کتب میں ہے جنہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے اور کسی روایت سے کبھی بھی اس کا ثبوت نہیں ملا کہ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور نہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ چاہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہوئے یا نہیں، حدیث کا علم رکھنے والے علماء کے نزدیک یہ لوگ آپ علیہ السلام کے صحابہ نہیں ہیں۔ اگرچہ بعض لوگوں نے بعض کو معرفۃ الصحابہ کی کتابوں میں ذکر کر دیا ہے تو وہاں انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ انہوں نے ان کا ذکر اس طبقہ سے قریب ہونے کی وجہ سے کیا، نہ یہ کہ وہ اس طبقۂ صحابہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جنہوں نے اس کی وضاحت کی ان میں سے ابن عبدالبر اور ان سے پہلے ابوحفص بن شاہین ہیں۔ انہوں نے نجاشی کے حالاتِ زندگی نقل کرنے سے یہ معذرت کی کہ نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تصدیق کی ہے وغیرہ۔ جو آدمی اس طرح کا ہوگا وہ ان کے نزدیک صحابہ میں شامل ہو جائے گا تو پھر کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔

اور اس شخص سے غلطی ہوئی ہے جس نے عبدالبر سے اس بات کو نقل کرنے پر اعتماد کر لیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (مُخَضرمین) صحابہ ہیں بلکہ ابن عبدالبر کی مراد انہیں ذکر کرنے سے واضح ہے جو انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں بیان کی۔ جیسا کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے، نبی علیہ السلام سے ان لوگوں کی احادیث، علم حدیث رکھنے والے علماء کے نزدیک بالاتفاق مرسل ہیں۔ ابن عبدالبر نے

تمہید اور اپنی دوسری کتب میں خود اس کی تصریح کی ہے۔

قسم رابع: جن کا ذکر مذکورہ کتب میں غلطی اور وہم سے ہو گیا، اس کا بیان ظاہر ہے جس پر اہل حدیث کے طریقوں کا اعتماد ہے میں نے صرف اس کو ذکر کیا جس میں وہم واضح تھا۔ اور جہاں وہم نہ ہونے کا احتمال تھا اسے ذکر نہیں کیا البتہ وہ احتمال ایسا ہو جس کا باطل ہونا گمانِ غالب کا درجہ رکھتا ہو۔

مجھے معلوم نہیں کہ اس چوتھی قسم کی طرف مجھ سے پہلے کسی نے سبقت کی ہو۔ اور نہ اس کی فکر کے پرندے نے اس پر پرواز کی ہو۔ وہ اس شاندار (باب) فن کی مطلوبہ گمشدہ چیز ہے اور اس دل لبھاتے فن کا مکھن ہے جسے کوئی عقلمند ماہر بلوئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے اس کی تکمیل پر مدد کا سوال کرتا ہوں، اور یہ کہ وہ اسے اپنی کریم ذات کے لئے خالص کر دے اور مجھے اپنے فضل واحسان والے گھر میں بہترین جزا دے بے شک وہ قریب ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

مذکورہ اقسام شروع کرنے سے پہلے میں اہم فصلیں ذکر کروں گا جن کی اس نوع میں ضرورت پڑتی ہے۔

فصل اوّل: صحابی کی تعریف

سب سے صحیح تعریف جو مجھے معلوم ہوئی یہ ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جس کی ایمان کی حالت میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو، جس کی بنا پر ہر وہ شخص صحابہ میں شامل ہوگا جس کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو، خواہ اس کی نشست زیادہ دیر رہی یا کم، اور جس نے آپ سے روایت کی یا نہیں کی، اور جس نے آپ کی معیت میں جہاد کیا یا نہیں کیا اور جس نے صرف آپ ﷺ کو دیکھا اگرچہ آپ ﷺ کی مجلس اختیار نہیں کی اور جو کسی معذوری مثلاً نابینے پن کی وجہ سے آپ کو نہیں دیکھ سکا۔

ایمان کی شرط سے کافر، خارج ہو جائے گا اگرچہ وہ بعد میں مسلمان ہو گیا، کیونکہ اسے دوسری مرتبہ ملاقات کا موقع نہیں ملا، ہم نے جو یہ کہا کہ آپ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہوئے، اس سے وہ شخص خارج ہو جائے گا جس کا کسی اور پر ایمان ہوگا جیسے بعثت سے پہلے جن مومنین اہل کتاب کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ کیا وہ شخص صحابہ میں شامل ہوگا جس کی ملاقات آپ ﷺ سے ہوئی اور اس کا اس پر ایمان ہے کہ آپ ﷺ مبعوث ہوں گے، یا وہ شامل نہیں ہوگا؟ یہ بات قابل احتمال ہے انہی میں بحیرا راہب اور اس جیسے لوگ شامل ہیں۔

ہماری شرط ''آپ پر ایمان رکھتے ہوئے'' کی وجہ سے انسان و جنات میں سے ہر مکلف داخل ہوگا۔ مذکورہ شرط کی بنا پر جنات میں سے ایماندار لوگ جن کے نام محفوظ ہیں متعین ہو جائیں گے۔ ابن الاثیر نے ابوموسیٰ پر بعض ان جنات کی تخریج کی وجہ سے نکیر کی ہے جن کا ذکر کتاب الصحابہ میں آیا ہے تو جو کچھ میں نے ذکر کیا اس کی وجہ سے نکیر نہیں ہے۔ جبکہ ابن حزم نے المحلی میں کتاب الاقضیۃ میں کہا ہے: جس نے اجماع کا دعویٰ کیا اس نے اُمت پر جھوٹ بولا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ جنوں کی ایک جماعت ایمان لائی انہوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا ہے تو وہ فضیلت والے صحابہ ہیں۔ تو دعویدار کے لئے اجماع کہاں سے ثابت ہوا؟

یہ جو انہوں نے اجماع کا مسئلہ ذکر کیا ہے اس میں ہم ان کی موافقت نہیں کرتے۔ میں نے تو ان کا کلام صرف اس لیے ذکر

کیا ہے کہ وہ (جنات) صحابہ ہیں۔

کیا فرشتے (صحابہ میں) شامل ہوں گے؟ یہ بات محل نظر ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ کیا آپ فرشتوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے یا نہیں؟ تو امام فخر الدین رازی نے اسرار التنزیل میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام فرشتوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے، اس نقل میں ہم اعتراض کر سکتے ہیں۔ بلکہ شیخ تقی الدین سبکی نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ آپ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث تھے، دلائل میں آپ نے بہت سی چیزیں پیش کی ہیں جن کی شرح طویل ہو جائے گی۔ اس مسئلہ کی اس اصل پر بنیاد رکھنے کی درستی وصحت میں اشکال ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔

ہم نے جو یہ کہا: ''اسلام کی حالت میں اس کی موت ہوئی ہو'' اس کی وجہ سے العیاذ باللہ وہ لوگ نکل گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت ایمان میں ملے تو ضرور لیکن پھر مرتد ہو گئے یا ارتداد کی حالت میں مر گئے ان کی تعداد تھوڑی سی ہے جیسے عبید اللہ بن جحش جو اُمّ حبیبہ کا خاوند تھا، وہ انہی کے ساتھ مسلمان ہوا، حبشہ ہجرت بھی کی لیکن وہاں جا کے عیسائی ہو گیا اور اسی مذہب پر اس کی موت ہوئی یا جیسے عبداللہ بن خطل جسے اس حالت میں قتل کیا گیا کہ وہ کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا تھا۔ اسی طرح ربیعہ بن اُمیہ بن خلف جیسا کہ میں قسم رابع میں حرف را کے تحت ان کے حالات میں وضاحت کروں گا۔ اس قسم میں وہ شخص شامل ہوگا جو مرتد ہونے کے بعد مرنے سے پہلے اسلام کی طرف پلٹ آیا۔ چاہے دوسری مرتبہ اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی یا نہیں ہوئی یہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔

پہلی شق اس قسم میں داخل ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ دوسری شق کے بارے میں بعض لوگوں نے احتمال ظاہر کیا ہے جو کہ قابل تردید ہے اس لئے محدثین نے اشعث بن قیس کو صحابہ میں شامل کرنے پر اجماع کیا ہے۔ نیز صحاح ومسانید میں ان کی احادیث نقل کرنے پر بھی اجماع ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرتد ہو کر دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تھے۔

یہ تعریف محققین کے نزدیک جیسے بخاری اور ان کے شیخ احمد بن حنبل اور جو ان دونوں کے پیروکار ہیں زیادہ صحیح اور پسندیدہ قول پر مبنی ہے۔ اس صحیح قول کے علاوہ دیگر شاذ اقوال بھی ہیں۔ جیسے کسی نے کہا ہے کہ وہی شخص صحابی شمار ہوگا جس میں چار اوصاف میں سے کوئی ایک وصف ہو، جس کی نشست زیادہ دیر رہی ہو یا اس کی روایت یاد کی گئی ہو یا یہ بات محفوظ ہو کہ اس نے آپ علیہ السلام کی معیت میں جہاد کیا ہے یا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں شہید ہوا ہو۔ اسی طرح جس نے صحابیت کی درستگی کے لیے عقل وتمیز تک پہنچنے کی شرط لگائی یا مجالست کی شرط لگائی اگرچہ وہ تھوڑی ہو۔

ایک جماعت نے مطلقاً کہا ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ صحابی ہے، جسے سن تمیز پر محمول کیا جائے گا اس لئے کہ جس کی عمر سن تمیز نہیں اس کی طرف رؤیت ودیدار کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں! یہ تب صادق آ سکتی ہے جب آپ علیہ السلام نے اسے دیکھا ہو تو وہ اس حیثیت سے صحابی ہوگا اور روایت کی حیثیت سے تابعی ہوگا۔ کیا اس میں وہ شخص شامل ہوگا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میت دیکھی اور ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین نہیں ہوئی۔ جیسا کہ اس طرح کی صورت حال ابوذؤیب ہذلی شاعر کے ساتھ پیش آئی؟ اگر یہ واقعہ درست ثابت ہو جائے تو محل نظر ہے راجح یہی ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل نہیں ہیں۔

کسی شخص کے صحابی ہونے کے بارے میں جس سے پہچان ہوتی ہے ائمہ کے اقوال مجمل ہیں۔ اگرچہ اس کی صراحت بیان

نہیں ہوئی۔ اور ابن ابی شیبہ نے جس طریق سے نقل کیا ہے اس سے کوئی حرج نہیں "کہ غزوات میں صرف صحابہ ہی کو امیر بنایا جاتا تھا اور ابن عبدالبرؒ کا قول کہ مکہ اور طائف میں دس ہجری میں جو شخص بھی تھا وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اور حجۃ الوداع کے موقع پر نبی علیہ السلام کے ساتھ حاضر تھا۔ اسی طرح کا قول اوس اور خزرج کے بارے میں بھی ہے کہ "نبی علیہ السلام کے آخری زمانہ میں ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ بچا کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوا ہو اور ہنوز نبی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے کہ ان میں سے کوئی کفر کا اظہار کرتا ہو۔ واللہ اعلم

فصل ثانی: کسی شخصیت کے صحابی ہونے کی پہچان کا طریقہ

جو کئی اسباب سے حاصل ہو سکتا ہے، سب سے اوّل یہ کہ تواتر سے ثابت ہو کہ وہ شخص صحابی ہے پھر شہرت و چرچے سے پھر صحابہ کی خبر واحد سے یہ روایت کی جائے کہ فلاں شخص مثلاً صحابی ہے اسی طرح تابعین کی خبر واحد سے وہ روایت ہے۔ جس کی بنیاد ایک شخص کے تزکیہ وتعدیل قبول کرنے پر ہو۔ یہی راجح بات ہے پھر وہ شخص جس کی عدالت اور معاصرتِ نبوی ثابت ہو خود ہی کہہ دے میں صحابی ہوں۔

شرط اوّل: عدالت ہے اسی پر آمدی نے اعتماد کیا ہے کیونکہ اس شخصیت کی عدالت ثابت ہونے سے پہلے یہ کہنا: "میں صحابی ہوں" یا جو اس بات کے قائم مقام ہو، اس کے قول کو قبول کرنے سے اس کی عدالت ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ہیں۔ تو یہ کہنا، کسی کہنے والے کی اس بات کی طرح ہو جائے گا: "میں عادل ہوں" اور یہ قبول نہیں کیا جاتا۔

شرط ثانی: معاصرت ہے جس کا اعتبار ہجرت نبوی سے ایک سو دس (۱۱۰) سال سے کیا جائے گا جس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اخیر عمر میں یہ ارشاد ہے: "کیا تمہیں اپنی یہ رات معلوم ہے؟ اس صدی کے آخر میں آج جو موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔" [1] جسے بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ آپ علیہ السلام کی وفات سے ایک ماہ پہلے کا ہے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرمایا: مجھے اللہ کی قسم! آج جو شخص زمین پر زندہ ہے وہ ایک صدی گزرنے کے بعد زندہ رہے۔" [2] اسی نکتہ کی بنا پر ائمہ نے کسی شخص کا دعویٰ صحابیت مذکورہ مدت گزرنے کے بعد قبول نہیں کیا۔ ایک جماعت نے دعویٰ بھی کیا لیکن ان کی تکذیب کی گئی۔ ان کا آخری شخص رتن ہندی ہے جیسا کہ ہم قسم رابع میں ان کے حالات ذکر کریں گے تو جیسا کہ میں نے ثابت کیا ظاہر یہی ہے کہ ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

پھر جس شخص کا حال صرف اسی سے معلوم ہو سکے تو آمدی کے کلام کا جو پہلے گزر چکا اور ان کے متبعین کے کلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ ایسے شخص کی صحابیت ثابت نہ ہو، جبکہ ابوالحسن بن قطان نے اس سلسلہ میں اختلاف نقل کیا ہے۔ اور عدم ثبوت کو ترجیح دی ہے اور ابن عبدالبرؒ نے قبول پر اعتماد کیا ہے اس بنا پر کہ بظاہر وہ جرح سے محفوظ ہے اور ائمہ حدیث کے تصرف سے اس کو تقویت دی ہے کہ انہوں نے اپنی مسانید میں اس قسم کی احادیث نقل کی ہیں۔ لیکن ایسے شخص کے سابقہ لوگوں سے رتبہ کی کمی میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس

---

[1] اخرجہ البخاری فی کتاب: مواقیت الصلاۃ، باب: ذکر العشاء والعتمۃ و من رآہ واسعا (الحدیث ٥٦٤) و اخرجہ مسلم فی کتاب فضائل الصحابۃ، باب: قولہ ﷺ لا تاتی مائۃ سنۃ و علی الارض نفس منفوسۃ الیوم (الحدیث ٦٤٢٦).

[2] اخرجہ مسلم فی کتاب فضائل الصحابۃ، باب قولہ ﷺ "لاتاتی مائۃ سنۃ و علی الارض" (الحدیث ٦٤٣٠).

قسم کی صورتوں میں پہلے یہ ہے کہ تابعی کہے: مثلاً مجھے فلاں شخص نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، چاہے وہ تابعی اس شخص کا نام لے یا نہ لے، البتہ جب وہ یوں کہے: مجھے فلاں شخص نے نبی علیہ السلام کی فلاں بات کے متعلق بتایا تو اس سے صحابی ہونے کا ثبوت بعید ہے اس لیے کہ اس میں ارسال کا احتمال ہے۔ اس بات میں فرق کرنے کا احتمال ہے کہ کہنے والا کبار تابعین سے ہو تو قبولیت کو ترجیح دی جائے گی یا صغار تابعین سے ہے تو تردید کو ترجیح دی جائے گی اس کے باوجود جن لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں تصانیف کیں وہ ایسے لوگوں کو اپنی کتابوں میں شامل کرنے سے باز نہ رہے۔ واللہ اعلم

ضابطہ:

اس کی معرفت سے بڑے مجمع کی صحابیت کا فائدہ ہوتا ہے ان کے بارے میں ایسا وصف تسلیم کیا جائے جو اس بات کا ضامن ہو کہ وہ صحابہ ہیں، جو تین آثار سے ماخوذ ہے۔

الاوّل: ابن ابی شیبہ نے ایک سند سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: جنگوں میں امارت صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملتی تھی تو جو شخص ارتداد اور فتوحات کے بارے آنے والی روایات تلاش کرے گا اسے بہت کچھ مل جائے گا۔ جن کا تعلق قسم اوّل سے ہوا۔

الثانی: امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: جس کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا، آپ اس کے لیے دعا کرتے تھے جس سے بہت کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ لوگ قسم دوم سے ہوئے۔

الثالث: ابن عبدالبر نے ایک سند سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ اور طائف میں دس ہجری میں جو شخص بھی تھا مسلمان ہو گیا اور نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حاضر تھا۔ یہ بات اپنی جگہ، حقیقت میں وہ لوگ اتنی تعداد میں تھے کہ ان کا شمار کرنا مشکل تھا لیکن ان میں سے ایک شخص معروف ہو جاتا جس کا تقاضا یہ ہوتا کہ وہ شخص اس وقت میں موجود تھا، لہٰذا قسم اوّل یا ثانی کے ساتھ ملا دیا جاتا، کیونکہ انہیں نبی ﷺ کا دیدار حاصل ہے اگرچہ آپ علیہ السلام نے انہیں نہیں دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

فصل ثالث: صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں، جس کی کچھ بدعتی فرقوں نے مخالفت کی ہے۔ خطیب نے "الکفایہ" میں اس پر ایک نفیس فصل قائم کی ہے وہ فرماتے ہیں: "صحابہ کی عدالت ثابت اور معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی عدالت و صفائی بیان کی ہے ان کی طہارت و پاکیزگی کی اطلاع دی، انہیں پسند فرمایا ہے۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

"تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے"۔ (آل عمران: ۱۱۰)

ارشاد ہے: "اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی اُمت بنایا"۔ (البقرۃ: ۱۴۳)

ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ ان ایمانداروں سے راضی ہو گیا جو درخت تلے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی دلی حالت کا علم ہے"۔ (الفتح: ۱۸)

اور ارشاد ہے: "وہ مہاجرین و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو راست

بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے''۔ (التوبہ : ۱۰۰)

ارشاد ہے: ''اے نبی! اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہارے متبعین ایمانداروں کی مدد کے لیے کافی ہے''۔ (الانفال: ٦٤)

ارشاد ہے: ''(اور یہ مال) ان فقراء مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حمایت پر تیار رہتے ہیں، یہی راست باز لوگ ہیں ...اس ارشاد تک ...(اے ہمارے رب!) تو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے''۔ (الحشر: ۸۔ ۱۰)

بہت سی آیات میں (یہ فضائل موجود ہیں) جن کا ذکر طویل ہے اور کئی مشہور احادیث جن کی تعداد زیادہ ہے ان سب کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی عدالت وصفائی پر یقین رکھا جائے۔ ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی صفائی بیان کر چکنے کے بعد مخلوق میں سے کسی کی طرف سے صفائی بیان کرنے کا محتاج نہیں رہا۔

اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان کے بارے میں کچھ بھی بیان نہ ہوتا جو کچھ ہم نے ذکر کیا پھر بھی ہجرت کی وہ حالت جس پر وہ قائم تھے۔ جہاد اسلام کی نصرت وحمایت، جان و مال کا قربان کرنا، باپ بیٹوں کو (اسلام کا دشمن ہونے کی وجہ سے) قتل کرنا، دین کی خیر خواہی کرنا، ایمان ویقین کی قوت، ان کی عدالت کا یقین، ان کی براءت کا اعتقاد ضرور پیدا کر دیتی اور یہ کہ وہ گزرے ہوئے لوگوں سے اُن کے بعد سب سے افضل ہیں اور جو قابل بھروسا لوگ اِن کے بعد آئیں گے ان سے اعلیٰ ہیں۔ یہی تمام علماء اور جن کی بات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کا مذہب ہے۔

پھر انہوں نے ابوزرعہ رازی سے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ جب تم کوئی ایسا شخص دیکھو جو اصحاب رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کرتا ہو تو اس بات کو مان لو کہ وہ بے دین ہوگا، جس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ برحق ہیں، قرآن حق ہے اور آپ علیہ السلام کی تعلیمات حق ہیں اور یہ سب کچھ ہم تک صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہنچایا ہے اور یہ زندیق لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں کو نا قابل اعتماد قرار دے کر کتاب وسنت کو بے کار کر سکیں، بے اعتباری اور جرح کے قابل زنادقہ خود ہیں۔

صحابہ کی فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان میں مقصود کی وضاحت کے لیے وہ روایت ہے جو ترمذی اور ابن حبان نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! انہیں (اپنے اعتراضات کا) نشانہ نہ بنانا، جو ان سے محبت رکھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض کرے گا، جس نے انہیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور مجھے ایذا رسانی گویا اللہ تعالیٰ کی ایذاء رسانی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائے گا عنقریب اللہ اس کی پکڑ فرمائے گا''۔ [1]

ابومحمد بن حزم نے فرمایا کہ یقیناً تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح

[1] اخرجہ الترمذی فی کتاب المناقب، باب ۹ (الحدیث ۳۸٦۲) و اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ (الحدیث ۷۲۵٦).

سے پہلے خرچ اور جہاد کیا۔ ان کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اگر چہ اللہ تعالیٰ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں''۔ (الحدید: ۱۰)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''رہے وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی کا وعدہ پہلے ہی ہو چکا ہے تو وہ یقیناً اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے''۔ (الانبیاء: ۱۰۱)

لہٰذا معلوم ہوا وہ سارے جنتی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اس لیے سابقہ آیت میں انہیں ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔

کوئی اگر یہ کہے کہ خرچ کرنے اور قتال کرنے کی قید تو ان لوگوں کو خارج کر دے گی جو اس صفت سے موصوف نہ ہوں، اسی طرح سابقہ آیت میں احسان کی شرط جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے:

''مہاجرین وانصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے''۔ (التوبہ: ۱۰۰)

اس شخص کو خارج کر دے گی جو اس صفت سے متصف نہ ہو، اور مقصود کی سب سے زیادہ وضاحت اسی سے ہوتی ہے۔ اسی بنا پر مازری نے شرح برھان میں کہا ہے: ہماری مراد ''سارے صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں'' سے یہ نہیں کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دن دیکھا، یا چند گھڑیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، یا کسی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے جلد جدا ہوگیا۔ بلکہ ہماری مراد وہ لوگ ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑے رہے، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد ونصرت کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا، یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ قیودات وشرائط غالب مخرج کے طور پر ہیں۔ ورنہ انفاق، قتال سے مراد بالفعل ہے یا بالقوۃ۔ جہاں تک مازری کا کلام ہے تو کسی نے ان کی موافقت نہیں کی۔ بلکہ فضلاء کی ایک جماعت نے ان پر اعتراضات کیے ہیں۔ شیخ صلاح الدین علائی نے فرمایا: یہ غریب قول ہے جس کی وجہ سے بہت سے حضرات جنہیں صحبت وروایت میں شہرت حاصل ہے عدالت کا حکم لگانے سے طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے خارج ہو جاتے ہیں، جیسے وائل بن حجر، مالک بن الحویرث، عثمان بن ابی العاص، اور ان کے علاوہ وہ لوگ جو آپ علیہ السلام کے پاس آئے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر واپس چلے گئے۔ اسی طرح وہ حضرات خارج ہو جائیں گے جن کی شہرت صرف ایک حدیث کی روایت سے ہے، قبائل کے اعرابی لوگوں کے قیام کی مقدار معلوم نہیں، عام رکھنے کا قول ایسا ہے جس کی جمہور نے تصریح کی ہے، یہی معتبر ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم کا رواج اگر چہ ان کی ملاقات آپ علیہ السلام سے مختصر ہی کیوں نہ ہو، خلفاء راشدین اور دیگر لوگوں میں رہا ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ وہ ہے جو میں نے کتاب الخوارج تالیف محمد بن قدامہ مروزی ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی جنہوں نے ان سے دو سو سینتالیس (۲۴۷) میں سنا۔ فرماتے ہیں: ہم سے علی بن جعد، ان سے زہیر — جو جعفی ہیں — نے انہوں نے اسود بن قیس سے، انہوں نے نُبیح العنزی سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور میں نے

ابوالحسن علی بن احمد المرادی کے سامنے دمشق میں پڑھا، زینب بنت کمال سے سن کر، انہوں نے یحییٰ بن قمیرہ سے اجازت حاصل کر کے، شہدہ کاتبہ سے سن کر روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں: ہمیں حسین بن احمد بن طلحہ نے خبر دی، انہیں ابوعمر بن مہدی، ان سے محمد بن احمد بن یعقوب نے فرماتے ہیں: ہم سے میرے دادا یعقوب بن شیبہ نے، فرماتے ہیں: ہم سے محمد بن سعید قزوینی ابوسعید، فرماتے ہیں ہم سے ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ جعفی اسود یعنی ابن قیس سے انہوں نے نبیح یعنی عنزی سے وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ہم آپ کے پاس تھے آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے، ہم لوگوں نے حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا ذکر چھیڑ دیا، ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے کچھ کہنے لگا تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، فرمایا: ہم لوگ رفاقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جگہ پڑاؤ کے لیے ٹھہرتے تھے۔ ایک دفعہ ہم لوگ ایک جماعت میں تھے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، کچھ گھر والوں کے پاس ہم لوگ اترے وہاں ایک ماں بننے والی عورت تھی، ہمارے ساتھ دیہات کا ایک شخص تھا وہ حاملہ عورت سے کہنے لگا: کیا تو لڑکا جننا چاہتی ہے؟ وہ کہنے لگی: ہاں۔ اس شخص نے کہا: اگر تو مجھے بکری دے تو لڑکا جنے گی۔ چنانچہ اس نے اسے بکری دے دی، تو اس شخص نے اس عورت کے لیے کچھ اشعار کہے پھر بکری کی طرف بڑھا اور اسے ذبح کر کے پکایا اور ہم لوگ بیٹھ کر اسے کھانے لگے۔ ہمارے ساتھ صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ کو جب سارا واقعہ معلوم ہوا تو اٹھ کر سارا کھایا قے کر دیا، فرماتے ہیں: پھر میں نے اس دیہاتی کو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ اس نے انصار کی ہجو کی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ''اگر اس شخص کو نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل نہ ہوتی تو نا معلوم میں اس کا وہ حال کرتا جو تمہارے لئے کافی ہوتا، لیکن اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہے''۔ الفاظ علی بن الجعد کے ہیں اور اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ڈانٹنے سے باز رہے چہ جائیکہ اسے سزا دیتے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ اس کی نبی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے، اس میں اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ صحابیت کے برابر کوئی چیز نہیں۔ جیسا کہ صحیحین میں ثابت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

''اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی احد جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے تو ان (سابقین اولین) کے ایک مد یا اس کی برابری تک بھی نہیں پہنچ سکے گا''۔ [1]

اور یہ الفاظ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں:

''میرے زمانے کے لوگ بہترین ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے''۔ [2]

بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ اپنے دادا وہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں:

''تم ستر امتوں کے برابر ہو اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بہتر اور معزز اُمت تم ہو''۔ [3]

---

[1] اخرجه البخاري في كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي ﷺ لو كنت متخذا خليلا (الحديث ٣٦٧٣) و اخرجه مسلم في كتاب فضائل الصحابة باب تحريم سب الصحابة رضي الله عنهم (الحديث ٦٤٣٥).

[2] اخرجه البخاري في كتاب الشهادات باب لا يشهد على شهادة جور اذا اشهد (الحديث ٢٦٥٢) و اخرجه مسلم في كتاب فضائل الصحابة باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (الحديث ٦٤١٩).

[3] اخرجه الامام احمد في مسنده (الحديث ج ٤ ص ٤٤٧) و اخرجه الحاكم في المستدرك (الحديث ج ٤ ص ٨٤).

بزار نے ایک سند سے جس کے رجال ثقات ہیں سعید بن المسیب کی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب پر فضیلت بخشی ہے''۔

عبداللہ بن ہاشم طوسی نے فرمایا، ہم سے وکیع نے بیان کیا، فرمایا: میں نے سفیان کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ﴾ [1] کے بارے میں فرماتے سنا، فرمایا: وہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اسی میں حفاظت ہے۔

فائدہ: مطلقاً جن صحابہ کے فتاویٰ زیادہ ہیں وہ سات ہیں: عمر، علی، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، زید بن ثابت و عائشہ رضی اللہ عنہم۔

علامہ ابن حزم نے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کے فتوے کی ضخیم کتاب جمع کرنا ممکن ہے۔ فرمایا: بیس صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے قریب ہیں اور ان کے نام یہ ہیں: (۱) ابوبکر (۲) عثمان (۳) ابوموسیٰ (۴) معاذ (۵) سعد بن ابی وقاص (۶) ابوہریرہ (۷) انس (۸) عبداللہ بن عمرو بن العاص (۹) سلمان (۱۰) جابر (۱۱) ابوسعید (۱۲) طلحہ (۱۳) زبیر (۱۴) عبدالرحمٰن بن عوف (۱۵) عمران بن حصین (۱۶) ابوبکرہ (۱۷) عبادہ بن الصامت (۱۸) معاویہ (۱۹) ابن زبیر (۲۰) ام سلمہ رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے ہر ایک کے فتویٰ کو ایک جزء صغیر میں یکجا کرنا ممکن ہے۔

فرماتے ہیں: صحابہ میں تقریباً ایک سو بیس (۱۲۰) افراد بہت کم فتویٰ دیا کرتے تھے، ان میں سے کسی سے صرف ایک، دو یا تین مسئلے منقول ہیں۔ ممکن ہے کہ بحث کے بعد ان میں سے ان کے فتاویٰ کو ایک چھوٹے جزء میں یکجا کیا جائے۔ جیسے ابی بن کعب، ابودرداء، ابوطلحہ، مقداد وغیرہ بقیہ کو شمار کرلو۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے جنہیں انہوں نے ذکر کیا میں اس قسم کے ہر ایک ترجمہ (حالاتِ زندگی) میں ان کا ذکر کروں گا۔ ابن حزم نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ فقہاء صحابہ تھے تو یہ بات بھی مناقب و فضائل میں شامل ہے۔ میں جس اسم کو بھی شامل کروں گا اسے میں نے ذہبی کی تجرید اور اصل سے زائد رکھا ہے۔ یا جو صرف ان کی اصل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سیدھی راہ دکھائے اور ہمیں اہل تحقیق کی روش پر چلائے اور ہمیں درستگی اور توفیق سے نوازے، اور ہمیں بہترین اور اعلیٰ رفیق کے ساتھ، انعام یافتہ لوگوں میں کردے۔ آمین آمین

[1] اخرجہ البزار فی مسندہ (الحدیث ۲۷۷٤).

باب الہمزہ جس کے بعد الف ہے

(۱) آبی اللحم الغفاری ✿

مشہور صحابی ہیں جن کی احادیث ترمذی، نسائی اور حاکم نے روایت کی ہیں۔ انہوں نے اپنی سند سے ابوعبیدہ سے روایت کی ہے، فرمایا: آبی اللحم کا نام عبداللہ بن عبدالملک بن عبداللہ بن غفار ہے، معزز شاعر آدمی تھے۔ حنین میں اپنے آقا عمیر کے ہمراہ موجود تھے۔ ان کا نام آبی اللحم اس وجہ سے پڑ گیا کیونکہ وہ گوشت نہیں کھاتے تھے (عموماً لوگ بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے تو شک کی وجہ سے اجتناب کرتے تھے)۔ واقدی نے کہا: وہ صفراء میں فروکش ہوتے، اسی طرح خلیفہ بن خیاط نے ان کے نام ونسب کے بارے میں کہا ہے، ہیثم بن عدی اور ہشام بن الکلبی نے کہا: ان کا نام خلف بن عبدالملک ہے اور ان کے علاوہ (علماء انساب) نے فرمایا ہے: ان کا نام عبداللہ بن عبداللہ بن مالک ہے۔ بعض نے کہا: ان کا نام حویرث بن عبداللہ بن خلف بن مالک ہے۔ مرزبانی نے کہا: ان کا نام عبداللہ بن عبدملک ہے وہ صاحب شرافت شاعر تھے، زمانہ اسلام اور جاہلیت کو دیکھا ہے۔ میں کہتا ہوں: میں نے رضی شاطبی کے قلم سے لکھا دیکھا ہے، عبدملک، لام کے زبر سے شروع میں الف لام کے بغیر۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ✿ نے اپنی صحیح میں آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: مجھے میرے آقا نے گوشت کاٹنے کا حکم دیا، اتنے میں ایک مسکین آیا تو میں نے وہ گوشت پکا کر اسے کھلا دیا۔ (الحدیث) اور اسی روایت میں ہے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے آقا کے مال میں سے کچھ صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں (اگر وہ اجازت دے دے تو) تم دونوں کو اجر ملے گا"۔ اور علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا: وہ قدماء واکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ حنین میں موجود تھے اور وہیں شہید ہوئے۔

باب الالف جس کے بعد باء ہے

(۲) ابان بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبدمناف القرشی الاموی

امام بخاری، ابوحاتم رازی اور ابن حبان نے فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے والد اکابر قریش سے تعلق

✿ اسد الغابہ (ت ۱) الاستیعاب (ت ۱۳۷).

✿ اخرجہ مسلم، کتاب الزکوۃ باب ما انفق العبد من مال مولاہ الحدیث (۲۳۶۵).

رکھتے ہیں، ان کی حسب نسب والی اولاد ہے، ان میں سے بہت پہلے خالد اور عمرو مسلمان ہو گئے تو ان کے بارے میں ابان نے مشہور اشعار کہے، جن کا مطلع یہ ہے:

الالیت میتا بالظریبۃ شاھد لما یفتری فی الدین عمرو و خالد

''کاش! ظریبہ کا میت، دین میں عمرو اور خالد کے افتراء کا مشاہدہ کرتا (میت سے مراد ابواحیحہ ہے جو وہاں دفن ہیں)''

پھر عمرو و خالد حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل ہو گئے اور وہیں قیام کر لیا، ابان جنگ بدر میں حالت شرک میں حاضر ہوئے، وہیں ان کے دونوں بھائی العاصی اور عبیدہ حالت شرک میں قتل ہوئے، اور وہ کسی طرح بچ نکلے اور مکہ میں زندہ رہے تا آنکہ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا تو ابان نے ان سے کہا:

اَسْبِل وَ اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اَحَدًا بنو سعید اعزّۃ الحرم

''اترا کر آگے بڑھو اور کسی سے نہ ڈرو، بنی سعید حرم کے معزز لوگ ہیں''

پھر عمرو اور خالد حبشہ سے واپس آ گئے، انہوں نے ابان سے خط و کتابت رکھی بالآخر انہوں نے اپنے بیٹوں کی بات مان لی اور پھر تینوں مل کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور خیبر کے زمانہ میں ابان مسلمان ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس میں شرکت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مہم میں روانہ فرمایا، یہ سب کچھ واقدی نے ذکر کیا ہے۔[1] اخبار و قصص کا علم رکھنے والوں نے ان کی موافقت کی ہے اور یہی مشہور ہے البتہ ابن اسحاق نے ان کی مخالفت کی ہے اور ابان کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے حبشہ ہجرت کی، ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ فاطمہ بنت صفوان کنانیہ بھی تھیں۔ واللہ اعلم

- ابن ابی خیثمہ نے موسیٰ بن عبیدۃ الربذی سے — جو ضعیف لوگوں میں سے ہے — ایاس بن سلمہ بن اکوع سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا تو ابان بن سعید نے انہیں پناہ دی، انہیں اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر مکہ لے آئے، اور ہیثم بن عدی نے کہا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے، سعید بن العاص نے کہا: جب میرے والد جنگ بدر میں مارے گئے تو میں اپنے چچا سعید بن ابان کی پرورش میں تھا، وہ سچے سرپرست تھے، وہ شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلے، جس میں انہوں نے لمبا قصہ ذکر کیا ہے جو یکا نامی راہب کے ساتھ ملاقات میں پیش آیا، راہب نے ان سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نشانیاں بیان کیں اور آپ کی نبوت کا اعتراف کیا، اور اس نے آپ سے کہا: اس نیک شخص (مراد نبی علیہ السلام) کو سلام کہنا، ابان واپس آئے تو اپنی قوم کو جمع کر کے یہ قصہ سنایا اور خود مدینہ کا سفر کیا اور مسلمان ہو گئے۔

بخاری و ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابان بن سعید کو نجد کی جانب ایک مہم پر روانہ فرمایا، تو وہ اور ان کے ساتھی خیبر میں نبی علیہ السلام کے پاس آئے۔[2] (الحدیث)

---

[1] المغازی والسیر (٦٣٣).

[2] اخرجه البخاری فی کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر (الحدیث ٤٢٣٨) و اخرجه ابوداؤد فی کتاب الجهاد، باب فیمن جاء بعد الغنیمۃ لا سهم له (الحدیث ٢٧٢٣).

واقدی[1] فرماتے ہیں: ابراہیم بن جعفر، اپنے والد سے وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابان بحرین پر مقرر تھے اس کے بعد وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام چلے گئے، اور اَجنادِین کے روز ۱۳ھ کو شہید ہوئے، یہی موسیٰ بن عقبہ اور اکثر اہل علم کا قول ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: یرموک میں شہید ہوئے، اس روایت میں سیف بن عمرو نے ''فتوح'' میں ان کی موافقت کی ہے۔ بعض نے کہا: کہ وہ مرج الصفر کے روز شہید ہوئے اسے ابن البرقی نے نقل کیا ہے۔

ابوحسان زیادی نے کہا کہ ان کی وفات ستائیس ہجری (۲۷ھ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔ اور جس روایت سے ان کی وفات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متاخر ثابت ہوتی ہے وہ ہے جو ابن ابی داؤد اور بغوی نے سلیمان بن وہب انباری کی سند سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں، نعمان بن بزرج نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، تو فیروز نے دادویہ کے خون کے بارے میں ان سے گفتگو کی جسے قیس بن مکشوح نے قتل کیا تھا تو ابان نے قیس سے کہا: کیا تم نے مسلمان شخص کو قتل کیا ہے؟ تو قیس نے اس کے مسلمان ہونے کا انکار کیا۔ انہوں نے اسے اپنے باپ اور چچا کے بدلہ میں قتل کیا تھا، تو ابان نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے ہر خون کو ختم کر دیا ہے۔ اب جو کوئی اسلام میں نیا قتل کرے گا اسی سے ہم اس کا مواخذہ کریں گے۔ پھر قیس سے فرمایا: تم امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ سے ملو، اور تمہارے بارے میں لکھ بھیجتا ہوں کہ میں نے تم دونوں میں فیصلہ کر دیا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے فیصلے کو نافذ رکھا۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے ابان بن سعید کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی مسند روایت معلوم نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[2] نے اس روایت کو ان کے حالات میں مختصراً ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر[3] نے پہلے قول کو راجح قرار دیا ہے، پھر اس بات پر ان کے حالاتِ زندگی ختم کرتے ہوئے فرمایا: ابان بن سعید ہی وہ شخص ہیں جو مصحفِ عثمان کا املاء حضرت زید بن ثابت کو کرانے پر مامور تھے، جس کا ان دونوں کو حضرت عثمان نے حکم دیا تھا۔ ابن شہاب نے یہ خارجہ بن زید بن ثابت سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے... الخ۔

اس کلام سے تناقض و تدافع پیدا ہوتا ہے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کا حکم دیا تھا، جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شہید ہوا ہو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ بلکہ وہ روایت جس کی طرف ابن عبدالبر نے اشارہ کیا ہے وہ شاذ روایت ہے جس میں نعیم بن حماد دراوردی سے نقل کرنے میں متفرد ہے مشہور ہے کہ اس خدمت پر مامور سعید بن العاص بن سعید بن العاص تھے جو ابان بن سعید کے بھتیجے ہیں۔ واللہ اعلم

---

[1] المغازی والسیر (٦٣٣).

[2] التاریخ الکبیر (ج١ ص ٤٥٠).

[3] الاستیعاب (ج١ ص ١٦٠).

۳ ابان المحاربی [1] از بنی محارب

ابن عمرو بن ودیعۃ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس، انہیں ابان العبدی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن نے کہا ہے: انہیں صحبت حاصل ہے ان کی حدیث بصریوں سے مروی ہے اور ابن حبان [2] نے کہا ہے: ابان العبدی نبی ﷺ کے پاس آئے، ان کا شمار اہل بصرہ میں ہے۔ بغوی نے ان کی روایت ابان بن ابی عیاش کی سند سے حکم بن حیان المحاربی عن ابان المحاربی نقل کیا ہے۔ وہ اس وفد میں تھے جو عبدالقیس قبیلہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ صبح کے وقت یہ کلمات:

((اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّی لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا)).

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو میرا رب ہے میں کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا''۔

کہتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔ [3]

بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کی دوسری روایت ملی ہے جو ابن شاہین نے نقل کی ہے جسے ہم نے فوائد ابی بکر بن خلاد النصیبی کے جز ثانی میں زیاد البکائی کی سند سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ابوعبیدہ العتکی نے، الحکم بن حیان سے انہوں نے ابان المحاربی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں وفد میں موجود تھا میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی اس وقت دیکھی جب آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو (دعا کے لئے) قبلہ کی جانب کر رہے تھے۔ [4]

اور الدارقطنی نے ''الافراد'' میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ابان بن ابی عیاش پہلی حدیث میں متفرد (تنہا) ہیں وہ بے حد درجہ ضعیف راوی ہے۔ اگر ابان بن ابی عیاش کی کنیت ابوعبیدہ ہے تو یہ بات درست ہے کہ وہ الحکم بن حیان المحاربی مذکورہ شخص سے حدیث نقل کرنے میں متفرد ہے۔

۴ ابراھیم بن جابر [5]

یہ خرشہ ثقفی کے غلام تھے، ان کے غلام جو طائف کے محاصرہ میں قلعہ سے نیچے اتر کر آپ علیہ السلام کے پاس آ گئے تھے یہ بھی ان میں شامل تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں آزاد کر کے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا کہ ان کی کفالت کرو اور انہیں تعلیم دو، مذکورہ بات واقدی نے ذکر کی ہے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے، کیونکہ یہ نبی ﷺ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے۔

---

[1] اسد الغابہ (ت ٤) الاستیعاب (ت ٥).

[2] الثقات (ج ٤ ص ٣٧).

[3] ذکرہ ابن سعد فی الطبقات الکبری (ج٧ ص ٦٢) و ذکرہ المنذری فی الترغیب والترھیب (ج ١ ص ٤٥٩) و ذکرہ الھیثمی فی مجمع الزوائد (الحدیث ج ١٠ ص ١١٦) و ذکر الھندی فی کنز العمال (الحدیث ٣٥٨٤).

[4] ذکرہ الھیثمی فی مجمع الزوائد (ج٢ ص ١٢٨) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (ج١ص ٤٤).

[5] تجرید اسماء الصحابۃ (ج١ص١).

۵ ابراهيم بن الحارث ❶

بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن تیم بن مرّہ القرشی التیمی، بخاری ❷ نے فرمایا: انہوں نے اپنے والد کے ہمراہ ہجرت کی، اور ابن مندہ نے صحیح سند سے زید بن الهادی سے انہوں نے محمد بن ابراہیم التیمی سے، ان کے والد مہاجرین میں شامل تھے۔ ابن عبدالبر ❸ نے ان کے والد کے حالات میں یوں کہا ہے: الحارث بن خالد، انہوں نے حبشہ ہجرت کی، وہیں ان کے موسیٰ، زینب اور ابراہیم پیدا ہوئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ یہ مصعب کا قول ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے کہا ہے: حارث ان لوگوں کو مدینہ کے ارادے سے لے کر نکلے، راستے میں انہوں نے پانی پیا تو سوائے حارث کے سب فوت ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: کہ ہوسکتا ہے اُن کا ابراہیم، جو محمد کے والد ہیں، علاوہ کوئی اور بیٹا ہو۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جو شخص اُس زمانے میں وفات پا رہا ہے اتنے طویل عرصے بعد اس کی اولاد کیسے ہوسکتی ہے؟ ابن مندہ نے ایک سند سے نقل کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں، وہ روایت یوں ہے محمد بن ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ (الحدیث) اگر نفس الامر میں یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو ابراہیم ایک ہی ہیں وہ نبی علیہ السلام کے بعد زندہ رہے۔

۶ ابراهيم بن عبّاد ❹

بن إساف بن عدی بن یزید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس الانصاری الاوسی الحارثی۔
ابن الکلبی کا قول ہے کہ وہ احد میں شریک تھے جسے ابن شاہین وغیرہ نے نقل کیا ہے جبکہ ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۷ ابراهيم بن عبدالرحمٰن ❺ بن عوف

ان کا تذکرہ قسم ثانی میں آئے گا۔

۸ ابراهيم بن قيس ❻

بن حجر بن معدیکرب الکندی، الاشعث کے بھائی، ہشام بن الکلبی کا قول ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر مسلمان ہوئے، ماہر انساب اسحاق الاعرج کے والد ہیں۔ ابن شاہین ❼ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون اور ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۹ ابراهيم، ابورافع ❽

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ بغوی نے کہا کہ مصعب الزبیری نے ان کا نام ابرہیم، جبکہ کسی اور نے اسلم بتایا ہے۔ میں کہتا ہوں: بعض نے کچھ اور کہا ہے میں ان شاءاللہ تعالیٰ کنیتوں میں ان کے حالات ذکر کروں گا۔

---

❶ اسد الغابة (ت۸).
❷ التاريخ الكبير (ج۱ ص ۲۲).
❸ الاستيعاب (ج۱ ص ۳۵).
❹ اسد الغابة (ت۱۱) الاستيعاب (ت۳).
❺ اسد الغابة (ت ۱۳).
❻ اسد الغابة (ت ۱۷).
❼ ثقات ابن شاهين (۶۰).
❽ اسد الغابة (ت ۱۰).

۱۰ ابراهيم الطائفى ✿

بغوی اور طبرانی ✿ نے ابوعاصم کی سند سے، عبداللہ بن مسلم بن ہرمز، یحییٰ بن عطاء بن ابراہیم، ان کے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی علیہ السلام سے سنا جب آپ منیٰ میں لوگوں کو تعلیم دے رہے تھے۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبدالبر ✿ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کرنا صحیح نہیں، اس واسطے کہ ان کی حدیث مرسل ہے یعنی وہ تابعی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن عبدالبر کے الفاظ یہ ہیں: ''ان کی حدیث کی سند ٹھیک نہیں اور نہ میرے نزدیک ان کی صحبت صحیح ہے اور ان کی حدیث مرسل ہے''۔ اگر ارسال سے ان کی مراد حدیث کے راویوں میں سے کسی ایک کے درمیان انقطاع ہے تو یہ بات درست ہے۔ ورنہ نبی علیہ السلام سے ان کے سماع کی صراحت ہے لہٰذا اگر ان کی حدیث کی سند ثابت ہو جائے تو وہ صحابی ہیں۔ لیکن اس کا دارو مدار عبداللہ بن مسلم بن ھرمز پر ہے جبکہ وہ ضعیف اور ان کے شیخ مجہول ہیں۔

ابوعاصم سے جو سند چلی ہے اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: اسی طرح ہے اور بعض کہتے ہیں یوں ہے: یحییٰ بن ابراہیم بن عطاء عن ابیہ عن جدہ، اسے ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے، اس کی بنیاد پر ''عطا'' صحابی بنتے ہیں، ابن السکن نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اسی سند سے انہوں نے اور ابن شاہین نے عمرو بن علی الفلاس نے ابوعاصم سے نقل کیا ہے اور بغوی نے بھی اسے ابن الجنید سے بواسطہ ابوعاصم نقل کیا ہے۔ اور یوں فرمایا: ابراہیم بن یحییٰ بن عطاء اور بعض نے کہا ہے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن عطاء اور کسی نے کہا ہے: یحییٰ بن عبید بن عطاء، اسے طبرانی نے نقل کیا، اسی طرح ابن حبان ✿ ابن ابی عاصم، مطین اور دیگر لوگوں نے عطاء کے حالات صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیان کیے ہیں۔

ابوالعباس دغولی کی حکایت کردہ بات سے پہلی روایت کی تقویت ہوتی ہے انہوں نے کہا: میں نے ابوحاتم رازی سے کہا: کیا ابراہیم نامی کوئی شخصیت صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، ابراہیم قدیمی نام ہے۔ جو ایسے شخص کا نام ہے جس نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے، اسے مکی لوگ عطاء بن ابراہیم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱ ابراهيم النجّار ✿

طبرانی نے ''اوسط'' ✿ میں ابونضرۃ عن جابر کی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر لوگوں سے خطاب کرتے تھے، پھر انہوں نے منبر سازی والی حدیث ذکر کی، اسی میں ہے آپ نے ایک شخص کو بلایا، فرمایا: تمہارا کیا نام ہے۔ انہوں نے عرض کیا: ''ابراہیم''۔ فرمایا: ''منبر بنانا شروع کرو''۔ ابوموسیٰ نے اس وہم کو دور کیا ہے، اور دوسری روایت میں کہا: نجار (ترکھان) کا نام باقوم تھا، لہٰذا یہ احتمال ہے کہ ابراہیم ان کا نام ہو اور باقوم لقب۔

میں کہتا ہوں: یہ تو صحیح ہونے کی بنیاد پر ہے ورنہ سند میں العلاء بن مسلمہ الرواسی ہے جسے محدثین نے کذاب کہا ہے۔

✿ اسد الغابة (ت١٦) الاستيعاب (ت١).

✿ اخرجه الطبرانى فى المعجم الكبير (الحديث ٩٩٧).

✿ الاستيعاب (ج ١ ص ١٥٨).

✿ المجروحين (ج٢ ص ٢٦).

✿ اسد الغابة (ت١٨).

✿ اخرجه الطبرانى فى الاوسط (الحديث ٩٩٥).

۱۲ ابراهيم الاشهلى [1]

ابن مندہ نے اسحاق بن محمد الفروی، ابوغصن ثابت بن قیس، اسمٰعیل بن ابراہیم الاشہلی کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بنی سلمہ کی جانب نکلے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے انہیں وہم ہو گیا اور ابونعیم نے کہا: انہیں وہم [2] ہو جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں: دونوں نے اس میں وہم کی وجہ بیان نہیں کی۔ واللہ اعلم

۱۳ ابرهة الحبشى

اسمٰعیل بن احمد الضریر نے اپنی تفسیر میں انھیں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَإِذَا سَمِعُوا مَآ أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ ۔۔ الآية ﴾ (المائدة : ۸۳)

''اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے...''۔

۱۴ ابرهة بن شرحبيل

بن ابرهة بن الصباح بن شرحبيل بن لهيعة بن زيد الخير ابو مكنف بن شرحبيل بن معدى كرب بن مصبح بن عمرو بن ذى اصبح الاصبحى الحميرى۔ یہ (سلسلۂ نسب) الرشاطی نے انساب [3] میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی، وہ شام میں رہتے تھے۔ حکماء میں ان کا شمار ہوتا ہے، اس بات کو ہمدانی نے النسب میں ذکر کر کے کہا: وہ نبی ﷺ سے احادیث روایت کرتے تھے۔

۱۵ ابرهة بن الصباح الحبشى يا الحميرى

فاکہی نے ''کتاب مکہ'' میں کہا ہے: جو لوگ مکہ میں تھے ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا تعلق حمیر سے ہے اور وہ حبشی ہیں۔ ابرہہ بن الصباح اسلام لائے، ان پر کسی کا احسان نہیں، نیز فرمایا: مجھے معلوم نہیں یہ پہلے شخص کے دادا ہیں یا کوئی اور ہیں؟ لیکن پھر میرے سامنے یہ بات آشکارہ ہوئی کہ یہ اور صاحب ہیں، کیونکہ ابن الکلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: وہ تہامہ کے بادشاہ تھے اور ان کی والدہ ابرہۃ الاشرم کی بیٹی ہے جس نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ عنقریب ابوشمر بن ابرہۃ بن الصباح کا تذکرہ کنیتوں میں آئے گا۔

۱۶ دوسرے ابرهة [4]

ابن فتحون نے ''ذیل الاستیعاب'' میں لکھا ہے کہ وہ ان آٹھ افراد میں سے ہیں جن کا تعلق شام سے ہے اور وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ سے بتیس افراد کے ساتھ آئے تھے۔ اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں مراد ہیں:

---

[1] اسد الغابة (ت ۷). [2] ذكره ابن الاثير فى اسد الغابة (ج ۱ ص ۵۷).

[3] ذكره ابن حزم فى جمهرة انساب العرب (۳۹۵). [4] اسد الغابة (ت ۲۰).

”جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں“۔ (القصص : ۵۲)
اسے ماوردی نے قتادہ سے نقل کیا ہے۔
اور مقاتل نے ان آٹھ افراد کے نام گنوائے ہیں جو یہ ہیں: (۱) ابرہہ (۲) ادریس (۳) اشرف (۴) ایمن (۵) بحیرا (۶) تمام (۷) تمیم (۸) نافع۔ اسی کو ابوموسیٰ نے ذیل میں نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر اس بحیرا کو وہ مشہور بحیرا راہب سمجھ بیٹھے ہیں جس نے بعثت سے پہلے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔ کہتے ہیں: ابن مندہ نے اسے ذکر کیا ہے لہٰذا اس کی غلطی کی کوئی وجہ نہیں بنتی... الخ۔
ظاہر یہی ہے کہ مذکورہ بحیرا دوسرے ہیں، کیونکہ انہوں نے آپ علیہ السلام کو شام میں دیکھا تھا اور ان کا تعلق حبشہ سے ہے، کہاں جنوب اور شمال؟ اس میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں کہ ایک نام کے دو شخص ہوں۔
ابوالشیخ وغیرہ نے تفسیر میں سعید بن جبیر سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ نجاشی کے وہ لوگ جو ایمان لائے انہوں نے نجاشی سے کہا: ہمیں اجازت دیجئے تا کہ ہم اس نبی کے پاس حاضر ہوں جنہیں ہم اپنی کتاب میں لکھا پاتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس قصہ کی کچھ نہ کچھ اصل وبنیاد ہے۔ واللہ اعلم

۱۷ ابزی الخزاعی [1]

عبدالرحمٰن کے والد ہیں۔ ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں وحدان (یعنی جن سے صرف ایک حدیث مروی ہے) میں ذکر کیا ہے۔ ان سے ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس کی سند اچھی ہے۔ ان کی حدیث خراسان میں بیان کی جاتی ہے۔ ہم سے احمد بن محمد بن بسطام نے ان سے احمد بن بکیر نے، ان سے ابووہب محمد بن مزاحم نے، ان سے بکیر بن مصروف نے ان سے مقاتل بن حیان نے ان سے علقمہ بن عبدالرحمٰن بن ابزی نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ وہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کی تعریف کر کے فرمایا: ”کچھ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے نہ علم حاصل کرتے ہیں اور نہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں“۔ [2] (الحدیث) فرماتے ہیں: یہ روایت صرف اس سند سے مروی ہے۔ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: انھیں صحابہ میں شمار کرنا درست نہیں اور نہ انہیں رؤیت و دیدارِ نبوی ﷺ حاصل ہے۔ پھر ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی حدیث نقل کر کے اسے ”غریب“ کہا ہے اور کہا کہ اسے اسحاق بن راھویہ نے مسند میں محمد بن ابی سہل — جو محمد بن مزاحم ہیں — سے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: بات ویسی ہے جیسی انہوں نے کہی، ہم نے اسے مسند اسحاق میں ان سے ابن مردویہ کی روایت سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ لیکن محمد بن اسحاق بن راھویہ نے اسے اپنے والد سے نقل کر کے اس کی اسناد کے بارے میں کہا: علقمہ بن سعید بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے اور طبرانی [3] نے اسے عبدالرحمٰن بن ابزی کے حالات میں

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۲۱)۔ [2] ذکرہ الهیثمی فی مجمع الزوائد (الحدیث ج ۱ ص ۱٦٤)۔
[3] اخرجه الطبرانی فی الاوسط (الحدیث ٦٩٣)۔

نقل کیا ہے۔ ابونعیم نے اس روایت کو وزنی قرار دے کر کہا: ابزی کی طرف صحبت ورویت کی نسبت کرنا درست نہیں۔ ابن الاثیر نے ان کی بات کو صحیح کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے ان کے کلام کی تردید ہوتی ہے اس سلسلہ میں بخاری قابل اعتماد ہیں۔ اس بارے میں وہی آخری سہارا ہیں۔ اور محمد بن اسحاق بن راھویہ کی روایت شاذ ہے۔ کیونکہ علقمہ سعید کے بھائی ہیں نہ کہ ان کے بیٹے۔ واللہ اعلم

۱۸ ابیض بن اسود [1]

جو لوگ ابن ابی الحقیق کو قتل کرنے گئے ان میں سے ایک ہیں۔ اسے عمر بن شبہ نے ابن اسحاق کی سند سے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے عبدالرحمٰن ابن کعب سے روایت کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۹ ابیض بن حمّال [2] (حائے مہملہ کے ساتھ)

ابن مرثد بن ذی لُحیان (لام کے ضمہ سے) ابن سعد بن عوف بن عدی بن مالک المار بی السبائی۔ ان کی حدیث ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے "کبریٰ" میں نقل کی ہے۔ اور ابن ماجہ و ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔ جب وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مأرب میں واقع نمک کی کان والی زمین جاگیر میں مانگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دے دی (بعد میں کسی نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عام پانی کے استعمال والی جگہ دے دی ہے) تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ جاگیر واپس لے لی۔ [3]

دوسری سند میں ہے کہ ابیض بن حمال کے چہرے پہ داد تھی جس نے ان کی ناک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، وہ دن نہ گزرا تھا کہ ان کے چہرے پر ایک (چمک کا) نشان تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [4] اور ابن السکن فرماتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اور ان کی کئی احادیث ہیں۔ اہل یمن میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ [5] نے روایت کی ہے کہ جب یمن کے گورنروں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی تو یہ آپ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں اتنے صدقہ پر مقرر کر دیا جس پر آپ علیہ السلام نے صلح کی تھی۔ بعد میں یہ صلح ختم ہوگئی اور صدقہ میں منتقل ہوگئی۔

۲۰ ابیض بن عبدالرحمن [6]

بن نعمان بن الحارث بن عوف بن کنانہ بن بارق البارقی۔ ان کی کنیت ابوعزیز (بفتح العین اور دو زا ہیں)۔ نبی علیہ السلام کے پاس آئے، اسے ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم بواسطہ محمد بن یزید ان کے راویوں سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح یہ روایت جمھرۃ ابن الکلبی

---

[1] اسد الغابة (ت ٢٣). [2] اسد الغابة (ت ٢٢) الاستيعاب (ت ١٤٣).

[3] اخرجه ابوداؤد فى كتاب الخراج والامارة والفىء باب اقطاع الارضين (الحديث ٣٠٦٤) و اخرجه الترمذى فى كتاب الاحكام باب ما جاء فى القطائع (الحديث ١٣٨٠) و اخرجه النسائى فى احياء الموات فى سننه الكبرى كما فى تحفة الاشراف (الحديث ج١ ص٨٢٧) و اخرجه ابن ماجه فى كتاب الرهون باب اقطاع الانهار والعيون (الحديث ٢٤٧٥) و اخرجه ابن حبان فى صحيحه (الحديث ٤٤٩٩).

[4] التاريخ الكبير (ج ٢ ص ٥٩). [5] المعجم الكبير (الحديث ٨٥٧). [6] اسد الغابة (ت ٢٤).

میں ہے اور ابن فتحون نے اسے طبری سے روایت کیا ہے۔

۲۱ ابیض بن هنیّ ❶

بن معاویہ، ابوہیرہ، انہوں نے نبی علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے اور آپ فتح مصر میں موجود تھے۔ اس روایت کو ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ نیز ابن الکلبی نے الجمہرۃ میں نقل کیا ہے۔

۲۲ ابیض الجنی ❷

ان کا تذکرہ ابوعلی الاشعث کی کتاب السنن میں ہے جو متروک اور تہمت زدہ لوگوں میں سے ایک ہے اس نے اپنی سند سے اہل بیت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے شیطان کو رسوا کرے۔ (الحدیث) اور اسی میں ہے: لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے (اپنے ساتھ والے) شیطان پر قابو دے دیا ہے، اب وہ میرا فرمانبردار ہے، اور اس کا نام ابیض ہے اور وہ جنت میں ہے اور ہامۃ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس جنت میں ہے۔ ❸

۲۳ ابیض (بے نسبت) ❹

ان کا نام اسود تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر (کے ابیض رکھ) دیا، آپ مصر میں ٹھہرے، ابن یونس کہتے ہیں مصر میں ٹھہرنے والے لوگوں میں آپ کا تذکرہ ہے۔ ابن لہیعہ کی سند سے بکر بن سوادۃ، سہل بن سعد سے روایت ہے فرمایا: ایک شخص کا نام اسود تھا، آپ علیہ السلام نے اس کا نام ابیض رکھ دیا۔

طبرانی فرماتے ہیں: اس روایت میں ابن لہیعہ متفرد ہیں۔ اور ابوعمر نے ابیض بن حمال کے حالات میں سہل بن سعد کی حدیث میں کہا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا نام تبدیل کر دیا جو پہلے اسود تھا آپ نے ابیض رکھ دیا۔ مجھے معلوم نہیں یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟

۲۴ ابیض ❺ (ایک اور)

ممکن ہے یہ وہی ہوں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ ابوموسیٰ المدینی نے ذیل میں ابن وہب، عمرو بن الحارث، بکر بن سوادۃ، موسیٰ بن الاشعث، الولید کی سند سے نقل کیا ہے کہ وہ اور ابیض دونوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی شخص کی عیادت کرنے گئے، پھر اس کا قصہ بیان کیا۔

۲۵ ابیّ بن امیّۃ ❻

بن الحرثان بن اسکر الکنانی اللیثی، وہ اور ان کے بھائی کلاب اسلام لے آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کر کے آ گئے تو ان کے والد امیہ نے کہا:

---

❶ اسد الغابۃ (ت ۲۵) ❷ اسد الغابۃ (ت ۲۳) ❸ ذکرہ الزبیدی فی اتحاف السادۃ المتقین (الحدیث: ج ۷ ص ۲۶۷)
❹ اسد الغابۃ (ت ۲۶) تجرید اسماء الصحابۃ (ج۱ص۳) ❺ اسد الغابۃ (ت ۲۷) ❻ اسد الغابۃ (ت ۲۸)

اذا بكت الحمامة بطن وجّ علی بیضاتها ادعو کلابا

''وادیٔ وج میں جب کبوتری اپنے انڈوں پر بیٹھے روتی ہے تو میں کلاب کو (یاد کر کے) بلاتا ہوں''۔

اس کا ابوعمرو الشیبانی نے ذکر کیا ہے، جب ابن الکلبی نے ان کا ذکر کیا تو یہ کہا کہ مذکورہ قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا، جبکہ ابن الاثیر [1] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: فاکہی نے ان کا اخبارِ مکہ میں ذکر کیا ہے جس کی سند یہ ہے ابن ابی عمر، سفیان، ابوسعد فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص آتا تو اس سے لوگوں کی خیر خبر پوچھتے، ایک دفعہ کوئی شخص آیا تو آپ نے پوچھا: کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا: طائف، پوچھا: وہاں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں نے ایک بوڑھے شخص کو یوں کہتے دیکھا ہے:

ترکت اباك مرعشة یداه و املك ما تسیغ لها شرابا

''تم نے اپنے باپ کو اس حال میں چھوڑ دیا جب کہ اس کے ہاتھ رعشہ سے کانپتے ہیں، اور اپنی ماں سے اس حال میں جدا ہوئے کہ اسے پانی تک نہیں اچھا لگتا''۔

اذا نعت الحمام ببطن وجّ علی بیضاتها ذکرا کلابا

''ان دونوں کی حالت یہ ہے کہ وادی وج میں جب کبوتری اپنے انڈوں پر بیٹھے گنگناتی ہے تو وہ دونوں کلاب کو یاد کرتے ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کلاب کون ہے؟ اس نے کہا: اس بوڑھے شخص کا بیٹا، اس وقت وہ جہاد پر گئے ہوئے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں امیر لشکر کو لکھا کہ انہیں واپس بھیجو۔ چنانچہ وہ آ گئے۔

(۲۶) ابیّ بن ثابت الانصاری [2]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی، ابن الکلبی، واقدی اور ابن حبان [3] وغیرہ علماء نے کہا ہے۔ وہ ابوشیخ ہیں، بدر میں موجود تھے، جبکہ ابن اسحاق نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے: ابی بن ثابت زمانۂ جاہلیت میں فوت ہوئے، بدر میں جو موجود تھے وہ ان کے بیٹے ابوشیخ بن ابی بن ثابت ہیں۔ اسی طرح کا قول موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شامل صحابہ کے بارے میں اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ابوالشیخ بن ابی بن ثابت۔ واللہ اعلم

(۲۷) ابیّ بن شریق [4] (شین معجمہ کے فتحہ سے)

الثقفی بنی زہرہ کے حلیف، یہ اخنس نام سے مشہور ہیں۔ عنقریب ان کے حالات آئیں گے۔

(۲۸) ابیّ بن عجلان الباهلی [5]

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے بھائی، اسے ابن شاہین نے ابن ابی داؤد سے روایت کیا ہے اور یہ کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

---

[1] اسد الغابه (ج١ ص٦٦) [2] اسد الغابة (ت ٢٩) تجريد اسماء الصحابة (ج١ص٤) [3] الثقات (ج٣ ص٥)
[4] اسد الغابة (ت ٣٠) تجريد اسماء الصحابة (ج ١ ص ٣) [5] اسد الغابة (ت ٣١) الاستيعاب (ت ٨) تجريد اسماء الصحابة (٤/١)

۲۹ ابیّ بن عمارہ [1] (بکسر العین بعض نے ضمہ بھی کہا ہے)

ان کی روایت کردہ ایک حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں نماز پڑھی تو انہوں نے نبی علیہ السلام سے موزوں [2] پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا۔ اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے نقل کیا ہے۔ لیکن یہ سند ضعیف ہے۔ ابوحاتم [3] نے ذکر کیا ہے کہ یہ غلط ہے، صحیح یوں ہے: ابوابی بن ام حرام۔ فاللہ اعلم۔

بغوی نے روایت نقل کی ہے کہ وہ ابی بن عبادہ ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں انہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے، البتہ مجھے ان کی حدیث کی سند پر اعتماد نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن الکلبی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے انہیں دیکھا ہے اور ان کے والد عمارہ نے خالد بن سنان العبسی کو دیکھا ہے جسے کہا جاتا تھا کہ وہ نبی تھا۔ عنقریب میں خالد کے حالات میں یہ بات ذکر کروں گا۔

۳۰ ابیّ بن القشب الازدی [4]

ابن مندہ نے اسمٰعیل بن عیاش، ابن جریج، عطاء کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ اقامت ہو چکنے کے بعد مسجد میں داخل ہوئے، اور ابی بن القشب دو رکعتیں پڑھنے لگے تھے۔ آپ علیہ السلام نے (ان کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا): ''کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے؟'' [5] ابونعیم [6] نے کہا ہے کہ ان کے بارے میں بعض راویوں کو وہم ہو گیا، ان کا نام تو عبداللہ بن مالک بن القشب ہے اور وہی عبداللہ بن بحینہ ہیں۔ بحینہ ان کی والدہ ہے۔

میں کہتا ہوں: مسدد اسے اپنی مسند میں یحیٰی بن سعید، جعفر بن محمد، ان کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے پاس نماز کا بتانے آئے، جب باہر نکلے تو آگے ابن القشب کھڑے تھے۔ اور ہم نے دوسری سند سے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابن بحینہ کو دیکھا، اس میں ثبوت کا احتمال ہے۔

۳۱ ابیّ بن کعب [7]

بن عبد ثور المزنی، مزینہ کے ان لوگوں میں سے ہیں جو نبی علیہ السلام کے پاس آئے، اسے ابن شاہین نے مدائنی سے اپنے رجال کی سند سے روایت کیا ہے۔

۳۲ ابیّ بن کعب [8]

بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری، ابوالمنذر رابوالطفیل قراء کے سردار، عقبہ ثانیہ کے لوگوں میں سے ہیں۔ بدر اور تمام جنگوں میں شریک رہے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ابوالمنذر! [9] تمہیں علم مبارک ہو''۔ نیز ان

[1] اسد الغابة (ت ٣٢) الاستعياب (ت ٨) تجريد اسماء الصحابة (ج١ص٤) [2] اخرجه ابوداؤد فی كتاب الطهارة باب التوقيت فی المسح (الحديث ١٥٨) و اخرجه ابن ماجه فی كتاب الطهارة و سننها باب ما جاء فی المسح بغير توقيت (الحديث ٥٥٧)

[3] الجرح والتعديل (ج٢ ص٢٩١) [4] اسد الغابة (ت ٣٢) [5] اخرجه البيهقی فی "السنن الكبرىٰ" (الحديث ج ٢ ص ٤٨٢)

[6] معرفة الصحابة (ج٢ ص ١٨٠، ١٨١) [7] اسد الغابة (ت ٣٣) [8] اسد الغابة (ت ٣٤) الاستيعاب (ت ٦)

[9] اخرجه مسلم فی كتاب صلوة المسافرين باب فضل سورة الكهف و آية الكرسی (الحديث ١٨٨٢)

سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں''۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں سید المسلمین کے نام سے بلاتے تھے اور فرماتے: ابی قرآن پڑھو، یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ ائمہ نے اپنی صحاح میں ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ اور ''مسروق'' نے انہیں فتویٰ دینے والے چھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے۔ واقدی کہتے ہیں: وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خطوط لکھے اور یہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خط کے آخر میں کاتب ہونے کی حیثیت سے یوں لکھا: ''اسے فلاں بن فلاں نے لکھا ہے''۔

وہ میانہ قد تھے، داڑھی سفید تھی، وہ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جنہوں نے ان سے روایت کی وہ یہ ہیں: عمر، آپ ان سے آیات کے شانِ نزول کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے اور مشکل مسائل میں ان سے فیصلہ کراتے تھے۔ ابوایوب، عبادہ بن الصامت، سہل بن سعد، ابوموسیٰ، ابن عباس، ابوہریرہ، انس، سلیمان بن صرد وغیرہ۔ ابن ابی خثیمہ [2] کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین کو فرماتے سنا کہ حضرت ابی بن کعب کی وفات بیس یا انیس ہجری میں ہوئی۔ اور واقدی فرماتے ہیں: میں نے آلِ ابی اور اپنے ساتھیوں کو کہتے دیکھا ہے کہ ان کی وفات بائیس ہجری میں ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج مسلمانوں کے سردار فوت ہو گئے۔ فرماتے ہیں: میں نے بعض لوگوں کو یوں کہتے بھی سنا ہے کہ ان کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تیس ہجری میں ہوئی اور یہ قول سب سے زیادہ درست ہے اور ابن عبدالبر [3] فرماتے ہیں: اکثریت اس طرف ہے کہ وہ خلافت عمر میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ ابونعیم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ ان کی وفات خلافت عثمانی میں تیس ہجری میں ہوئی۔ اور دلیل یہ دی ہے کہ زر بن حبیش کی خلافت عثمانی میں ان سے ملاقات ہوئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [4] نے اپنی تاریخ کبیر میں عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت نقل کی ہے فرمایا: میں نے ابی رضی اللہ عنہ سے کہا، جب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں باتیں کرنے لگے... پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اور بغوی نے حسن سے ان کے قصہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان کی وفات شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک جمعہ پہلے ہوئی۔

ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ خلافت عمر میں ۲۳ ہجری میں فوت ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ خلافت عثمانی تک زندہ رہے، اور حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ثابت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بیماریاں جو ہمیں لگتی ہیں ان میں ہمارے لئے کیا فائدہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: (گناہوں کے) کفارے، تو حضرت ابی بن کعب عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! اگرچہ تھوڑی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاہے کانٹا یا اس سے کم درجہ کی چیز ہو''۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ موت تک بخار ان سے جدا نہ ہو۔ اور وہ بخار انہیں حج، عمرہ، جہاد اور باجماعت فرض نماز سے غافل نہ کرے۔ فرماتے ہیں جو انسان بھی ان کے بدن کو چھوتا تو گرمائش محسوس کرتا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔ [5]

---

[1] اخرجه البخاری فی کتاب مناقب الانصار، باب مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (الحدیث ۳۸۰۹) و اخرجه ایضًا فی کتاب التفسیر باب سورة "لم یکن الذین" (الحدیث ٤٩٥٩) و اخرجه مسلم فی کتاب صلاة المسافرین باب استحباب قراءة القرآن علی اهل الفضل (الحدیث ١٨٦٢) و اخرجه الترمذی فی کتاب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل (الحدیث ۳۷۹۲) و اخرجه الحاکم فی المستدرك (الحدیث ج ۲ ص ٢٢٤) [2] ذکره ابن ابی خیثمة فی الجرح والتعدیل (ج۲ ص ۲۹۰) [3] الاستیعاب (ج۱ ص ١٦٤) [4] التاریخ الکبیر (ج ۲ ص ۳۹، ٤٠) [5] اخرجه الامام احمد فی مسنده (الحدیث ج ۳ ص ۲۳) و اخرجه ابو یعلی فی مسنده (الحدیث ج ۲ ص ۹۹۵).

اسے امام احمد، ابویعلی اور ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ [1] نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

(۳۳) ابیّ بن مالك القشيري [2]

انہیں جرشی بھی کہا جاتا ہے، از بنی عامر بن صعصعہ، ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ان کا نسب یوں ہے: ابی بن مالک بن عمرو بن ربیعہ بن عبداللہ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ القشیری ابو مالک، ان سے بصریوں نے روایت کی ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں کہا ہے ہم سے شعبہ، قتادہ، زرارہ بن اوفی نے ابی بن مالک سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے (اپنے) والدین یا ان میں سے ایک کو پایا پھر بھی جہنم میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) دور کرے''۔

علی بن الجعد، غندر، عاصم بن علی، عمرو بن مرزوق، آدم بن ابی ایاس اور بہز بن اسد شعبہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں ابوداؤد طیالسی کی موافقت کی ہے۔ اور عبدالصمد نے اسے شعبہ سے روایت کر کے کہا: مالک یا ابی بن مالک، اور خالد بن الحارث نے شعبہ سے روایت کر کے کہا: کسی آدمی سے جس کا انہوں نے نام نہیں لیا اور شبابہ نے شعبہ سے روایت کر کے کہا: عمرو بن مالک، پہلی سند قتادہ سے زیادہ صحیح ہے۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [3] نے فرمایا: اس حدیث میں کہا جاتا ہے: مالک بن عمرو، ابن الحارث اور ابن مالک بھی کہا جاتا ہے اس سلسلہ میں ابی بن مالک صحیح ہے اور بغوی وغیرہ نے اسے راجح قرار دیا ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے ابن معین سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن مالک کے لئے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ کہتے ہیں یہ غلط ہے صحابہ میں ابی بن مالک نامی کوئی شخصیت نہیں، البتہ عمرو بن مالک ہیں۔

میں کہتا ہوں: ہوسکتا ہے انہوں نے شبابہ کی روایت پر بھروسا کیا ہو، لیکن وہ روایت شاذ ہے۔ یہی حدیث علی بن زید بن جدعان نے زرارہ بن اوفی سے انہوں نے اپنی قوم کے ایک مالک، ابو مالک یا ابن مالک نامی شخص سے نقل کی ہے ثوری اور ہشیم نے علی بن زید، عن زرارہ عن مالک القشیری کی سند سے نقل کی ہے۔ اور اشعث نے علی بن زید سے نقل کیا تو کہا: مالک، ابو مالک، یا عامر بن مالک، بعض مالک بن عمرو، بعض ابن الحارث، یہ حماد بن سلمہ کی علی بن زید سے روایت ہے کسی نے عمرو بن مالک کہا اور یہ ثوری کی علی سے روایت میں ہے، وہ دونوں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کسی نے مالک بن عوف کہا، تو کسی نے ابن الحارث اور یہ ہشیم کی علی سے بواسطہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: جس بات سے شعبہ کی قتادہ سے روایت کو تقویت ملتی ہے، وہ روایت ہے جو ابن اسحاق نے مغازی میں حنین کی غنیمت تقسیم کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں: تو ابی بن مالک قشیری عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔

---

[1] اخرجه الطبرانی فی "المعجم الكبير" (الحديث ٨٧٧٧) [2] اسد الغابة (ت ٣٥) الاستيعاب (ت ٩) تجريد اسماء الصحابة (ج ١ ص ٤) اخرجه ابوداود الطيالسی فی مسنده (الحديث ١٣٢١) [3] التاريخ الكبير (ج٢ ص ٤٠)

ابن درید کی "الاخبار المنثورۃ" میں ہے، فرماتے ہیں، تو ابی بن مالک قشیری نے کہا: وہ نہیک بن مالک مشہور شاعر کے بھائی ہیں۔ پھر ان کا قصہ کا ذکر کیا۔ اسی میں ہے، اس کے بعد ضحاک بن سفیان کسی چیز کے متعلق ابی بن مالک سے ناراض ہوئے، تو کہا:

أتنسى بلائي يا ابيّ بن مالك غداة الرسولِ مُعْرِض عنك اَشْوَسُ

"کیا تم میرا احسان بھول رہے ہو اے ابی بن مالک جس روز صبح کو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے اپنی توجہ ہٹائی اور ناراضگی سے آپ کو گوشۂ چشم سے دیکھا"۔

یہ خبر مروان بن قیس الدوسی کے حالات میں آئے گی، اس سب سے اسے تقویت ملتی ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے راجح قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

۳۴ ابیّ بن معاذ [1]

بن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری، واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ بدر و احد میں شریک تھے۔ بلوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: انس بن معاذ اور ان کے بھائی ابی بن معاذ احد میں شریک تھے اور بئر معونہ کے واقعہ میں دونوں شہید ہوئے۔ [2]

باب الالف جس کے بعد ثائے مثلثہ ہے

۳۵ اثال بن النعمان الحنفی [3]

عبدان نے حارث بن عبید الایادی کی سند سے ان کے والد سے وہ اثال بن نعمان الحنفی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں اور فرات بن حیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہم نے آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا، ابھی تک ہم مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرات بن حیان کو زمین کا ٹکڑا دیا۔ [4] طبری نے روایت کی ہے کہ وہ فتنۂ ارتداد میں مسیلمہ سے جنگ کے دوران ثمامہ بن اثال کے ساتھ تھے۔ ابن فتحون کہتے ہیں: ہو سکتا ہے وہ ثمامہ کے والد ہوں۔

میں کہتا ہوں: ثمامہ کے والد کا نام اثال بن سلمہ ہے جیسا کہ عامر بن سلمہ کے حالات میں آئے گا۔

۳۶ اثیج العبدی (بروزن احمد پہلے ثا پھر با اور آخر میں جیم ہے)

ماوردی نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں کہا ہے: مجھ سے مطر بن الاعنق نے وہ کہتے ہیں مجھ سے ام ابان بنت الوازع بن الزارع نے اپنے دادا الزارع کے حوالہ سے نقل کیا فرماتی ہیں: میرے دادا رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لئے نکلے، اور اپنے ساتھ اپنے بھتیجے کو بھی لے گئے جنہیں اشج کہا جاتا تھا۔ پھر ابوداؤد طیالسی نے وہ حدیث بیان کی، ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ٣٦) الاستیعاب (ت ٧) [2] ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (ج ١ ص ٥٩) و ذکرہ ابن عبدالبرّ فی الاستیعاب (ج ١ ص ١٦٥) [3] اسد الغابۃ (ت ٣٧) [4] ذکرہ ابن هشام فی "السیرۃ النبویۃ" عن ابن اسحاق (ج ٢ ص ٢١١).

۳۷ اَثوب ✿ (سابقہ نام کے وزن پر اس کے آخر میں با ہے)

ابن عتبہ، ابن قانع نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ہارون بن نجید، بواسطہ جابر بن مالک کی سند سے ان سے مرفوع روایت نقل کی ہے: "سفید مرغ میرا دوست ہے"۔ (الحدیث) ✿ الدارقطنی نے المؤتلف میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے: اس کی سند صحیح نہیں، ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۳۸ اثیلة الخزاعی

ابوقرہ موسیٰ بن طارق نے اپنی سنن میں کہا ہے: ابن جریج نے ابن ابی حسین سے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے سہیل بن عمرو کی طرف لکھوایا: "اگر تمہارے پاس میرا یہ خط رات کو پہنچے تو صبح ہونے سے پہلے اور اگر دن کے وقت پہنچے تو شام ہونے سے پہلے میرے پاس آبِ زم زم روانہ کر دینا"۔ ✿ راوی کا بیان ہے کہ سہیل رضی اللہ عنہ نے اثیلة الخزاعی کی مدد حاصل کی یہاں تک کہ دونوں نے دو توشہ دان بنا دیئے اور بنا کے فارغ ہو گئے۔ پھر سہیل نے ان دونوں کو آبِ زم زم سے بھر دیا اور اونٹ پر لاد کر روانہ کر دیا۔ اسے المفضل بن محمد الجندی نے ابوعمر، سفیان، ابراہیم بن نافع، ابن ابی حسین کی سند سے اسی طرح کے مفہوم میں روایت کیا ہے۔ عنقریب یہ بھی آئے گا کہ سہیل رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ پانی دے کر جو شخص بھیجا گیا تھا وہ ان کا غلام ازہر تھا۔

باب الالف جس کے بعد جیم ہے

۳۹ اجمد بن عُجیان ✿ (جیم یا کے ساتھ بروزن عثمان)

اس لفظ کو ابن الفرات نے قلمبند کیا ہے، کسی نے علیّان کے وزن پر بھی کہا ہے۔ اسے ابن الصلاح ہمدانی نے نقل کیا ہے۔ اجمد نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر میں شریک رہے، ابن یونس نے اس روایت کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے، اور کہا ہے: مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں ہے۔ مصر ✿ میں بمقام جیزہ ان کا خطۂ ارض مشہور ہے اسے بھی الدارقطنی نے مؤتلف میں ذکر کیا ہے، القاضی ابن العربی نے یہ نام حائے مہملہ سے ضبط کیا ہے لیکن انہیں وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

۴۰ اَحقب

ابن درید نے ذکر کیا ہے کہ یہ نَصِیبِیْن کے ان جنوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ سے قرآن سنا۔

✿ اسد الغابة (ت ۳۸) ✿ ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابة (ج ۱ ص ۶۰) ✿ اخرجہ عبدالرزاق فی مصنفہ (الحدیث ۹۱۲۷) و ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور (الحدیث ج ۳ ص ۲۲۳) ✿ اسد الغابة (ت ۳۹) الاستیعاب (ت ۱۶۰) ✿ ذکرہ ابن ماکولا فی "الاکمال" (ج۱ ص۹) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابة (ج۱ ص ۶۰) و ذکرہ ابن کثیر فی "جامع المسانید والسنن" (ج۱ ص ۱۷۷)۔

۴۱ احمد بن حفص ❁

بن المغیرہ ابوعمرو المخزومی، اپنی کنیت سے مشہور ہیں ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے نسائی نے ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی کی روایت سے ان کا نام بتایا ہے، انہوں نے ابوہشام مخزومی سے پوچھا۔ انہیں صحابہ کے نسب کا کافی علم تھا۔ کہ ابوعمرو بن حفص، فاطمہ بنت قیس کے خاوند کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: احمد، ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲ احمد

ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ ان کا نام ابو محمد ہے جو یہ سمجھتے تھے کہ وتر واجب ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام مسعود بن زید بن سُبیع ہے۔

۴۳ احمر ❁

آخر میں را ہے ابن جزء بن ثعلبہ بن زید بن مالک بن سنان السدوسی، ابن عبدالبر ❁ نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: احمر بن جزء بن معاویہ بن سلیمان مولی الحارث السدوسی، ان سے سجدہ میں (اعضاء کو پیٹ سے) جدا رکھنے کی حدیث روایت کی جاتی ہے۔ ❁ اسے ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد اور طحاوی نے حسن بصری کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں ہم سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی احمر نے بیان کیا۔

اور عباد بن راشد، حسن بصری سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے احمر رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام نے بیان کیا۔ اس کے رجال ثقہ ہیں، باوردی نے ان کی ایک اور حدیث روایت کی ہے۔ کسی نے کہا، وہ احمر بن سواء بن جزء ہیں۔ بخاری ❁ فرماتے ہیں: بصری ہیں انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ لفظ جزء کو بعض نے جیم کے زبر، زا کے سکون اور اس کے بعد ہمزہ سے ضبط کیا ہے اور بعض نے جیم کے زبر، زا کے زیر اور اس کے بعد ی سے ضبط کیا ہے۔

۴۴ احمر بن شلیم ❁

بعض نے سلیم بن احمر کہا ہے، انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے اسے ابوموسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

۴۵ احمر بن سواء ❁

بن عدی بن مرہ بن حمران بن عوف بن عمرو بن الحارث بن سدوس السدوسی: ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ اور العلاء بن منہال کی سند سے ایاد بن لقیط کے واسطہ سے احمر بن سواء السدوسی رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ ان کا ایک بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے، کسی دن اسے اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دیا پھر نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت (اسلام) کر لی۔ یہ غریب حدیث ہے اور العلاء الکوفی ان کی حدیث جمع کرتے تھے۔

❁ اسد الغابۃ (ت ۴۲) ❁ اسد الغابۃ (ت ۴۳) الاستیعاب (ت ۱۰) ❁ الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۶۶) ❁ اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ السجود (الحدیث: ۹۰۰) و اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب السجود (الحدیث: ۸۸۶) و اخرجہ الامام احمد فی مسندہ الحدیث ج ۴/۳۴۲ ❁ التاریخ الکبیر (ج ۱ ص ۶۳) ❁ اسد الغابہ (ت ۴۵) الاستیعاب (ت ۴۳) ❁ اسد الغابۃ (ت ۴۶).

۴۶ احمر بن ابوعسیب ✿

اپنی کنیت سے مشہور ہیں، الاستیعاب ✿ میں ان کا نام ونسب احمر بن عسیب لکھا گیا تو علماء نے ان کا ناقدانہ علمی تعقب کیا، یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی کنیت ان کے والد کے نام کے مطابق ہو۔ ان شاءاللہ کنیتوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۴۷ احمر بن قطن ✿

الہمدانی بے حد عمر رسیدہ تھے فتح مصر میں حاضر تھے، کہا جاتا ہے: انہیں شرفِ صحبت حاصل ہے اس بات کو ابن ماکولا ✿ نے ابن یونس سے نقل کیا ہے اور ابن یونس کہتے ہیں کہ وہ اپنی قوم میں سردار کی حیثیت رکھتے تھے۔

۴۸ احمر بن مازن ✿

بن اوس بن النابغہ بن عنز بن حبیب بن وائلہ بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ھوازن الہیجی، غزوۂ حنین کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ ابوعلی الہجری کا قول ہے جسے رشاطی نے ان سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے ابوعمر اور ابن فتحون نے ذکر نہیں کیا ہے۔

۴۹ احمر بن معاویہ ✿

بن سلیم بن لائی بن الحارث بن صریم بن الحارث اور وہ مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم ہیں جن کی کنیت، ابوشُعَیل ہے، ان کی حدیث ابن السکن وغیرہ کے ہاں ملتی ہیں۔ جو محمد بن عمر بن حفص بن السکن بن سواء کی سند سے شعیل بن احمر بن معاویہ کے واسطہ سے ان کے والد کے ذریعہ ان کے دادا سے روایت کی جاتی ہے کہ احمر نبی علیہ السلام کے پاس آئے وہ بنی تمیم کے سرخیل تھے تو آپ ﷺ نے انہیں اور ان کے بیٹے شعیل کے لئے ایک تحریر لکھوائی، ابن السکن کہتے ہیں اس روایت کی سند مجہول ہے اور ابونعیم ✿ کہتے ہیں: انوکھی ہے جو صرف اسی ذریعہ سے پہچانی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اسے بغوی اور طبری نے نقل کیا ہے۔ "شعیل" کا ضبط تحریر کا طریقہ ان کے حالات میں آئے گا۔

۵۰ احمر مولی ام سلمٰی

بعض کہتے ہیں کہ یہ سفینہ کا نام ہے ان کے حالات حرف سین میں آئیں گے اور ابن مندہ نے عمران النخلی کی سند سے احمر مولی ام سلمہ روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: ہم کسی غزوہ میں تھے میں کسی وادی یا نہر میں لوگوں کو عبور کرا رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: آج تو تم سفینہ کشتی کا کام دے رہے ہو، ✿ اور مالینی نے اس روایت کو "المؤتلف" میں نخلی کے حالات میں ذکر کیا ہے جو (نام) نون، خا سے ہے۔

✿ اسد الغابۃ (ت ٤٧) الاستیعاب (ت ١١) ✿ ابن عبدالبر (١٦٦/١) ✿ اسد الغابۃ (ت ٤٨) ✿ الاکمال (١٠)

✿ اسد الغابۃ (ت ٤٩) ✿ اسد الغابۃ (ت ٤٤) ✿ معرفۃ الصحابۃ (٣٩٥/٢) ✿ ذکرہ الھندی فی کنز العمال (الحدیث ٣٣٣٤٩)

(۵۱) الاحمریؓ [1]

اسی طرح بغوی، ابن قانع وغیرہ نے اسماء میں لکھا ہے، ممکن ہے احمری نسبت ہو اس بنا پر یہ اسم مبہمات میں منتقل ہو جائے گا۔ بغوی نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور اسمٰعیل بن ابی حبیبہ کی سند سے عبداللہ بن ابی سفیان وہ اپنے والد سے وہ احمری سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے اپنی بیوی سے عمرہ کا وعدہ کیا تھا، کسی جہادی مہم میں مجھے اس کا موقع مل گیا، تو میں نے نبی ﷺ سے اس بات کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ رمضان میں عمرہ کر لے، جو [2] حج کے برابر (ثواب رکھتا) ہے۔

بغوی نے کہا ہے: مجھے یہ احمری معلوم نہیں۔ اسی طرح ابن قانع نے بغوی سے اسی سند سے نقل کی ہے۔

(۵۲) الاحوص بن عبدؓ [3]

بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، ابن الکلبی اور البلاذری نے ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے بحرین کے گورنر تھے۔ اور مروان بن الحکم کا جو قصہ پیش آیا اس میں انہی کی کوشش ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہو اور انہوں نے عمر پائی ہو۔ اس واسطے کہ ان کے والد حالت کفر پر مرے تھے۔

ان کی اولاد میں سے منصور بن عبداللہ بن الاحوص ہے ان کا بنی مروان کے زمانہ میں شام میں ذکر تھا۔ ان کے بیٹے عبداللہ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے کسی علاقے پر مقرر تھے۔ موطا [4] میں زید بن اسلم کی سند سے سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ احوص شام میں اس وقت فوت ہوئے جب ان کی بیوی تیسرے حیض کے خون میں داخل ہوئی۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”ان کی بیوی کا میراث میں کوئی حصہ نہیں“۔ اسے ابن عیینہ نے زہری کے حوالہ سے سلیمان بن یسار سے نقل کیا کہ الاحوص بن فلاں یا فلاں بن الاحوص، پھر اس طرح کی بات ذکر کی ہے۔

ابن الحذّاء نے کہا ہے: زیادہ قوی بات یہ ہے کہ یہ قصہ احوص کے بارے میں ہے وہ ابن عبد ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے بیٹے عبداللہ بن الاحوص کا ہو، بہر حال زہری سے ابن عیینہ کی روایت میں کسی کا نام مذکور نہیں ہے۔

(۵۳) الاحوص بن مسعودؓ [5]

بن کعب بن عامر بن عدی الانصاری، خویصہ اور حویصہ کے بھائی، عدوی نے ”انساب الانصار“ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ احد اور بعد کے واقعات میں حاضر تھے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۵۴) اُحَیحَۃ بن امیّۃؓ [6]

بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح الجمحی، صفوان کے بھائی ہیں ان لوگوں میں سے ہیں جن کی تالیف قلب مطلوب تھی۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۵۰) [2] اخرجہ الترمذی فی کتاب الحج باب ما جاء فی عمرۃ رمضان (الحدیث ۹۳۹) بلفظ عمرۃ فی رمضان تعدل حجّۃ

[3] اسد الغابۃ (ت ۵۰) [4] اخرجہ الامام مالک فی کتاب الطلاق، باب ما جاء فی الاقراء وعدۃ الطلاق و طلاق الحائض (الحدیث ۱۲۵۳)

[5] اسد الغابۃ (ت ۵۲) [6] اسد الغابۃ (ت ۵۳) الاستیعاب (ت ۱۴۰).

اسے عبدان المروزی نے بشر بن تمیم وغیرہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ ان کے پوتے ابوریحانہ علی بن اسید بن اُحیحہ ہیں جو عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ میں حجاج بن یوسف کے ساتھ تھے۔

۵۵ اُحَیْحَۃ (حائے مہملتین سے تصغیر ہے)

ابن الجلاح (جیم کے ضمہ لام متحرک آخر میں حائے مہملہ ہے) امام مالک نے مؤطا میں [1] یحییٰ بن سعید کی سند سے عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ انصار کے ایک شخص تھے جنہیں احیحہ بن الجلاح کہا جاتا تھا ان کا ایک چچا ہوا کرتا تھا جو ان سے کم عمر تھا جو اپنے ماموؤں کے ساتھ رہتا تھا، کسی طرح احیحہ نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا تو اس کے ماموں ان سے کہنے لگے: ہم اصلاح و مرمت کے اہل تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ مضبوط ہو گیا تو ہم اس پر غالب آ جائیں گے اور اس کے معاملہ کا حق اس کے چچا کے بارے میں ہے۔ عروہ نے کہا: اسی وجہ سے قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔

میں کہتا ہوں: میں انساب الانصار میں اس احیحہ کے نسب پر مطلع نہیں ہو سکا۔ بعض وہ لوگ جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں تالیف کیا ہے ان کا گمان ہے کہ وہ احیحہ بن الجلاح بن حریش ہے جسے خراش بن جحجبی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن مالک بن الاوس کہا جاتا ہے، سلمیٰ بنت عمرو الخزرجیہ اُس کے عقد میں تھیں پھر سلمیٰ نے احیحہ کے بعد ہاشم بن عبد مناف سے شادی کر لی جن سے عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا پیدا ہوئے۔ اور انہی کا خیال ہے کہ عمرو بن احیحہ وہی ہیں جو خزیمہ بن ثابت سے، عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی کرنے کی نہی روایت کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن السائب ان سے روایت کرتے ہیں وہ یہی ہیں۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے والد احیحہ کے لیے صحابی ہونا ثابت ہو جائے۔

جبکہ ابن عبدالبر [2] نے اس کا بڑے زور شور سے انکار کیا ہے اور انہوں نے ''الاستیعاب'' میں کہا ہے: ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے لوگوں میں کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے خزیمہ بن ثابت سے سنا ہے۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں: [3] اسی بات کی مجھے سمجھ نہیں آتی، کیونکہ احیحہ قدیم ہیں وہ عبدالمطلب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ لہٰذا یہ محال ہے کہ اس قدر قدیم آدمی خزیمہ سے روایت کرے۔ اور ان سے عبداللہ بن علی بن السائب روایت کریں۔ فرماتے ہیں: ہو سکتا ہے یہ عمرو بن احیحہ کے پوتے ہوں، یعنی انہوں نے اپنے دادا کا نام رکھا ہو۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے جو کچھ کہا اس کی تعیین نہیں ہوئی، بلکہ ہو سکتا ہے کہ احیحہ بن الجلاح کسی اور عمرو کے والد ہوں جو احیحہ بن الجلاح مشہور کے علاوہ کوئی شخص ہو۔ مرزبانی نے عمرو بن احیحہ کا معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے وہ مُخضرمی ہیں یعنی انہوں نے جاہلیت و اسلام کا دور پایا ہے، اور ان کا ایک شعر بھی پڑھا جو انہوں نے اس وقت کیا جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس خطبہ دیا۔ احیحہ بن الجلاح مشہور شخص ہیں یہ زمانہ جاہلیت میں تھے اور اپنی قوم میں شریف انسان شمار ہوتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کافی عرصہ پہلے فوت ہو گئے۔

ان کی اولاد سے محمد بن عقبہ بن الجلاح ہیں جن کا نام زمانہ جاہلیت میں محمد اس امید سے رکھا گیا کہ شاید وہ مبعوث ہونے

---

[1] اخرجہ الامام مالک فی کتاب العقول، باب ما جاء فی میراث العقل والتغلیظ فیہ (الحدیث ۱۶۶۹).

[2] الاستیعاب (۲۲۳/۱) [3] ایضًا

والے نبی بنیں۔ یہ محمد زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے۔ البتہ ان کے بیٹے منذر بن محمد اسلام لے آئے اور بدر وغیرہ جنگوں میں شریک رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بیر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

احیحہ کی اولاد میں سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے وہ یہ ہیں: عیاض بن عمرو بن بلال بن بلیل بن احیحہ وہ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے، جبکہ عمرو اور بلیل جو بلال بن احیحہ کے بیٹے ہیں وہ بھی احد میں حاضر تھے، کسی نے بھی ان کے آباء و اجداد کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔

اسی طرح احیحہ بن الجلاح کی اولاد سے فضالہ بن عبید بن ناقد بن قیس بن الاضرم بن جحجبی ہیں جن کی والدہ محمد بن عقبہ مذکور کی بیٹی ہیں۔ یہ چند دلائل ان لوگوں کے وہم کو واضح کرتے ہیں جنہوں نے احیحہ بن الجلاح اکبر کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ عیاض نے ''مشارق'' میں کہا ہے: موطا میں جو روایت آئی ہے اس کی وجہ سے بعض کو وہم ہو گیا ہے، وہ کہتے ہیں: احیحہ جاہلی ہیں انہوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا، اور الانصار اسلامی نام ہے جو اوس اور خزرج قبیلوں کے لئے مختص ہے لہٰذا انہیں انصاری کیسے کہا جا سکتا ہے؟ نیز عیاض نے کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ میں تساہل ہوا ہے جب اس کا تعلق مذکورہ قسم سے ہے۔ اور یہ (انصار) نام ان کا نسب بن گیا تو انہیں ان میں ذکر کر دیا کیونکہ یہ ان کے بھائی تھے۔

اور ان کی طرف سے یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ان کی وفات زمانہ جاہلیت میں ہوئی، اور قاضی ابوعبداللہ بن الحذاء نے رجالِ موطا میں عجیب بات کی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ احیحہ بن الجلاح قدیم الوفات ہیں اور ان کے حالات بیان کرتے ہوئے انہیں یہ گمان ہو گیا کہ انہوں نے اسلام کے زمانے تک عمر پائی۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے انہی سے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ عروہ نے ان کا زمانہ نہیں پایا، ان کے ساتھ جو کچھ پیش آیا وہ جاہلیت میں ہوا۔ مذکورہ روایت دراصل وہ قصہ ہے جو انہوں نے جاہلیت میں فیصلہ کیا تھا۔ اسلام نے اسے برقرار رکھا۔

تو کبھی انہیں یوں پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا ہے اور کبھی کہتے ہیں اسلام کا زمانہ نہ پا سکے، جہاں تک قصہ والے صحاب ہیں جو کچھ میری سمجھ میں آتا ہے وہ کوئی اور ہیں۔ گویا وہ عمرو بن احیحہ کے والد ہیں جو خزیمہ بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ لہٰذا احیحہ صحابی عمرو کے والد، احیحہ بن الجلاح جو محمد بن عقبہ کے دادا ہیں جو جاہلی اور قدیم شخص ہیں ان کے علاوہ ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ چھوٹے بڑے کے پوتے ہوں، ان کا نام اِن کے والد ان کے دادا اور اِن کے بیٹے کے نام جیسا ہو۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد خاء ہے

(۵۶) الاخرم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار ہیں ان کا نام محرز بن نضلہ ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ حرفِ میم میں آئے گا۔

(۵۷) الاخرم الهجیمی [1]

عبدالغنی اور ابن ماکولا [2] نے کہا ہے ان کا شمار صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں

---

[1] اسد الغابة (ت ٥٦) الاستيعاب (ت ١٣) [2] الاكمال (٢٠/١)

اور بغوی نے یحییٰ بن الیمان العجلی کی سند سے بنی تیم لات کے ایک شخص سے روایت ہے جس کا نام عبداللہ ہے وہ عبداللہ بن اخرم سے وہ اپنے والد سے۔ اور انہیں شرف صحبت حاصل ہے، فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ذی قار کے دن فرمایا: یہ دن ہے جس میں عرب عجم سے آدھے ہو گئے''۔ [1] ابن ماکولا نے الاخرم الهجيمي اور الاخرم بے نسبت والے میں فرق کیا ہے، حالانکہ وہ دونوں ایک ہیں۔ اور حدیث بھی ایک ہے (جیسا ہم نے کہا) ابن عبدالبر [2] نے بھی ان کی کسی قبیلے کی طرف نسبت بیان نہیں کی، بلکہ یوں کہا: مجھے ان کے نسب کا علم نہیں۔

۵۸ الاخرم بن ابی العوجاء السلمی

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان اخرم کو پچاس آدمیوں کے ایک سریہ میں سات ہجری کو بنی سلیم کی طرف بھیجا، جن میں سے عمومی صحابہ شہید ہو گئے اور ابن ابی العوجاء زخمی حالت میں پہنچ گئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ محرز بن نضلہ ہوں۔

۵۹ الاخضر بن ابی الاخضر الانصاری

ابن السکن نے ان کا تذکرہ کیا ہے، اور حارث بن حصیرہ کی سند سے جابر جعفی، محمد بن علی بن الحسین وہ اپنے والد سے وہ اخضر بن ابی اخضر سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں قرآن نازل کرنے (کے انکار) پر جنگ کرتا ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) قرآن کی تفسیر (کے انکار) پر جنگ کرتا ہے''۔ [3]

ابن السکن نے کہا ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں غیر مشہور شخص ہیں، اور ان کی حدیث کی سند میں تامّل ہے۔ دارقطنی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جابر اس حدیث کی روایت میں اکیلا ہے اور جابر رافضی ہے۔

۶۰ الاخنس السلمیّ [4]

معن بن یزید کے دادا، ان کے والد کا نام خبیب ہے، بعض نے خباب کہا ہے، اسے طبری، ابن سکن وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا: بنی سلیم کے وفد میں اخنس بن یزید تھے۔ اور بغوی نے معن کے حالات میں یزید بن ابی خبیب کی سند سے نقل کیا ہے کہ معن بن یزید بن الاخنس السلمی، ان کے والد اور ان کے دادا تینوں بدر میں شریک تھے، ان کے علاوہ کوئی شخصیت ہمیں ایسی معلوم نہیں جو خود، اس کا بیٹا اور پوتا مسلمان ہو کر اس غزوے میں شریک ہوئی ہو۔

ابن حبان [5] اپنی صحیح میں صفوان بن عمرو کی سند سے سلیم بن عامر سے، امامہ باہلی سے روایت کرتے ہیں کہ یزید بن

---

[1] اخرجه الطبرانی فی "المعجم الكبير" (الحديث: ج ۲ ص ۳۴) و ذكره الهندی فی "كنز العمال" (الحديث: ۳۰۳۰۱)

[2] الاستیعاب (ج۱ ص ۱۶۷)

[3] ذكره الهندی فی كنز العمال (الحديث ۳۲۹۶۸)

[4] اسد الغابة (ت ۵۸)

[5] اخرجه ابن حبّان فی صحيحه (الحديث: ۴۸۵۵)

الاخنس السلمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، پھر ان کا قصہ نقل کیا۔ اور بخاری نے، ابوالجویریہ کی سند سے معن بن یزید سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے، میرے والد اور میرے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔[1] ابن مندہ یہ سمجھتے ہیں کہ معن کے دادا کا نام ثور ہے اس لئے انہوں نے ان کا تذکرہ حرف ثا مہملہ میں کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

(۶۱) الاخنس بن شریق[2]

بن عمرو بن وہب بن علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزی بن غیرہ بن عوف بن ثقیف الثقفی، ابوثعلبہ، بنی زہرہ کے حلیف، ان کا نام ابی ہے، ان کا لقب اخنس اس وجہ سے پڑ گیا کیونکہ جب انہیں یہ خبر مل گئی کہ ابوسفیان تجارتی قافلہ لے کر بچ نکلے ہیں، تو وہ بدر سے بنی زھرہ کو لے کر واپس آ گئے۔ تو لوگ کہنے لگے: ''اخنس بنی زھرہ کو واپس لے آیا''۔ یوں ان کا نام اخنس پڑ گیا۔ اس کے بعد اخنس مسلمان ہو گئے، یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے، غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں ان کی وفات ہوئی۔ اسے ابوموسیٰ نے ابن شاہین سے نقل کیا ہے، کہتے ہیں: ہم سے محمد بن ابراہیم، ان سے محمد بن یزید اپنے راویوں سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح ابن فتحون نے اس بات کو طبری سے روایت کیا ہے۔

ذہلی نے زھریات میں صحیح سند سے زہری، سعید بن المسیّب کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابوسفیان، ابوجہل اور اخنس تینوں ایک رات جمع ہوئے کہ چھپ کر قرآن سنتے ہیں۔ پھر اس قصہ کو ذکر کیا۔ اسی قصہ میں ہے: اخنس ابوسفیان کے پاس آ کر کہنے لگے: تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: میں سمجھتا ہوں لیکن انکار کرتا ہوں، ابوسفیان نے ان سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں تو اسے حق سمجھتا ہوں۔

ابن عطیہ نے سدی سے نقل کیا ہے کہ اخنس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اسلام کا اظہار کیا اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ پھر کسی وجہ سے بھاگ نکلے، مسلمانوں کی ایک بستی سے گزر ہوا تو ان کا کھیت جلا ڈالا اور ایک آزاد شخص کو قتل کر دیا، تو یہ آیت نازل ہوئی:

> ''انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمہیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے، مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے، جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے، حالانکہ اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو اپنے وقار کا خیال اسے گناہ پر جما دیتا ہے، ایسے شخص کے لیے تو بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے''۔ (البقرۃ: ۲۰۴، ۲۰۶)
>
> ابن عطیہ کہتے ہیں: یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ اخنس مسلمان ہوئے ہوں۔

میں کہتا ہوں: جن لوگوں کا پہلے ذکر ہوا انہوں نے اخنس کا صحابی ہونا ثابت کیا ہے۔ اس کا عین احتمال ہے کہ وہ اسلام

---

[1] اخرجہ الامام احمد فی "مسندہ" (الحدیث ج۳ ص ۴۷۰) و اخرجہ ابویعلی فی مسندہ (الحدیث: ج۳ ص ۱۲۲)

[2] اسد الغابۃ (ت ۵۷)

لائے پھر (نعوذ باللہ) مرتد ہوئے اور پھر مسلمان ہو گئے ہوں۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد دال ہے

۶۲ (ز) الادرس الجنّی ارقم میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۶۳ الادرع السلمی[1]

ابن ماجہ[2] نے سعید المقبری کی سند سے ادرع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرہ داری کے لیے نکلا، تو اچانک ایک شخص کی میت نظر آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، تو کسی نے کہا: یہ عبداللہ ذوالبجادین ہیں۔ (الحدیث)

ابن مندہ کہتے ہیں: غریب روایت ہے اسی سند سے ہی ہم جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس سند میں موسیٰ بن عبیدہ الربذی ہے جو ضعیف ہے۔ یہ قصہ زید بن اسلم کی سند سے ابن ادرع سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۴ الادرع ابوالجعد الضمریّ

اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ تذکرہ آنے والا ہے۔

۶۵ (ز) ادریس

ان آٹھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنھوں نے حبشہ سے ہجرت کی، ابرہہ میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۶۶ (ز) ادھم بن حظرۃ اللخمی الراشدی

از بنی راشدہ بن اذینہ بن جذیلہ بن لخم، ابن ماکولا[3] نے کہا: وہ صحابی ہیں۔ سعید بن عفیر نے اہل مصر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اتفاق سے ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ رشاطی نے کہا ہے کہ ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

باب الالف جس کے بعد ذال ہے

۶۷ اُذَینۃ بن سلمہ[4]

بن الحارث بن خالد بن عائذ بن سعد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن بھثہ بن عبدالقیس العبدی، عبدالرحمٰن کے والد اور بعض

---

[1] اسد الغابہ (ت ۵۹) الاستیعاب (ت ۱۶)

[2] اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب الجنائز، باب ما جاء فی حفر القبر (الحدیث: ۱۵۵۹)

[3] الاکمال (ج۱ ص ۲۱)

[4] اسد الغابہ (ت ۶۳) الاستیعاب (ت ۱۳۸)

نے کہا ہے: وہ اذینہ بن حارث بن یعمر بن عمرو بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ اللیثی ہیں۔ یہ دونوں نسب مختلف ہیں۔ جبکہ ابن عبد البر [1] نے پہلے کو صحیح قرار دیا ہے۔ فرمایا: کچھ لوگوں نے ان کے متعلق یوں کہا ہے: اشنی۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے، رشاطی نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ شن بن افصی بن عبد القیس ہے۔ لہٰذا الشنی اور العبدی میں کوئی مغایرت نہیں ہے۔

ابن الاثیر [2] فرماتے ہیں: شاید جس نے انہیں کنانی منسوب کیا ہے تو اس نے انہیں ابن اذینہ مشہور شاعر کا والد سمجھ لیا ہے۔ وہ یہ نہیں ہیں۔ اور ان اذینہ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ وہ عبد الرحمٰن کے والد اور بصرہ کے قاضی ہیں۔ ابن حبان [3] فرماتے ہیں انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ پھر انہیں تابعین میں بھی ذکر کر دیا۔ اور عسکری کہتے ہیں: وہ بصرہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عبد القیس کے سردار تھے، جنگ جمل میں موجود تھے، اور ان کا اس میں ذکر ہے۔ مدائنی کہتے ہیں: وہ قبیلہ عبد القیس کے پہلے رئیس ہیں۔ ان پر ان کی ریاست منذر بن جارود سے پہلے تھی۔ اذینہ زیاد کے کئی عہدوں پر فائز رہے۔ ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبد اللہ تھا ان کا امیر معاویہ بن ابی سفیان اور مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ بھی ذکر ہے۔

ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں نقل کرتے ہیں ہم سے ابوالاحوص نے ابواسحاق بن عبد الرحمٰن بن اذینہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جس نے کوئی قسم کھائی اور پھر اسے اس سے اچھی چیز مل گئی تو اسے چاہیے وہ چیز اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔'' [4]

طبرانی، بغوی، ابن شاہین، ابن سکن اور ابوعروبہ سمیت کئی لوگوں نے اپنی کتابوں میں ابوالاحوص کی سندوں سے ان کا تذکرہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا ہے اور بغوی نے کہا: جہاں تک میرا علم ہے کہ اذینہ نے اس کے علاوہ کچھ اور روایت کیا ہو۔ اور نہ ابواسحاق سے سوائے ابوالاحوص کے کوئی روایت کرتا ہے اور ابن السکن نے کہا ہے: کہا جاتا ہے کہ انھیں شرف صحابیت حاصل ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ ان کی مرفوع حدیث ابوالاحوص کے سوا کوئی روایت کرتا ہو اور وہ ثقہ ہیں۔ البتہ اس میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کا ذکر نہیں۔

اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''علل مفردہ'' میں بواسطہ قتیبہ، ابوالاحوص سے نقل کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ کبیر'' [5] میں کہا ہے کہ اذینہ العبدی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ ابونعیم [6] کوفی نے انہیں اہل کوفہ کے تابعین میں ذکر کیا ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین کے طبقہ اُولیٰ میں ذکر کیا ہے۔ ان کی احادیث جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ہیں انہیں عبد الرزاق حسن عرنی کی سند سے عبد الرحمٰن بن اذینہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، پھر اپنا قصہ ذکر کیا۔

---

[1] الاستیعاب (ج۱ ص ۲۲۲)
[2] اسد الغابۃ (ج۱ ص ۶۷)
[3] الثقات (ج ٤ ص ٦٠)
[4] اخرجہ ابوداؤد الطیالسی فی مسندہ (الحدیث ١٣٧٠) و اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (الحدیث ج ١ ص ٨٧٣).
[5] التاریخ الکبیر (ج۱ ص ٦١)
[6] معرفۃ الصحابۃ (٢٨/٣)

اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ''العلل المفردہ'' میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مرسل ہے اور اذینہ نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا ہے۔ انہی سے عمرو بن دینار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح کہا ہے اگر ان کا یہ قول کہ ''انہی سے'' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو ان کے بارے میں مختلف ہے اس واسطے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے التاریخ میں ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور ابوحاتم رازی نے ان کی پیروی کی ہے۔ ابن ابی حاتم[1] نے کہا ہے: اذینہ العبدی بصری ہیں نبی ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: پھر (ابن ابی حاتم نے) کہا: اذینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ان سے عمرو بن دینار اور محمد بن الحارث نے، ابن عیینہ نے کہا ہے: وہ عمان کے رہنے والے تھے، اسی طرح ابن حبان[2] نے دونوں باتوں میں فرق کیا ہے، اگر یہ قول ''انہی سے عمرو بن دینار'' والا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے تو انہیں وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد را ہے

۶۸ (ز) اربد بن جبیر[3]

بعض نے ابن حمزہ اور بعض ابن حمیر اور ابن حمیّر تصغیر اور تشدید سے کہا ہے اس آخری والے کو ابن ماکولا[4] نے معتبر کہا ہے، پہلے قول کو ابن مندہ نے جریر بن حازم کی سند سے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، ابن اسحاق نے انہیں حبشہ اور مدینہ ہجرت کرنے والوں اور اہل بدر میں ذکر کیا ہے۔

۶۹ اربد بن مخشیّ[5]

ان کی کنیت ابومخشی ہے اور ان کی زیادہ شہرت کنیت سے ہے۔ ان شاء اللہ کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا، کچھ لوگ کہتے ہیں: ان کا نام سوید ہے۔

۷۰ اربد[6] خادمِ رسول ﷺ

ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں اصبغ بن زید کی سند سے سعید بن ابی راشد، زید بن علی بن الحسین سے وہ اپنی دادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی وہ حدیث جس میں ان کا ذکر ہے روایت کرتے ہیں، ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل (ج۲ ص ۳۲۹)
[2] الثقات (ج٤ ص ٥٩)
[3] اسد الغابۃ (ت ٦٤) الاستیعاب (ت ١٤١)
[4] الاکمال (ج۲ ص ٥١٧)
[5] اسد الغابۃ (ت ٦٦)
[6] اسد الغابۃ (ت ٦٥)

۷۱ ارطاۃ بن الحارث

انہیں وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، یہ معاویہ بن صالح کا قول ہے شاید وہ بعد والے ہوں۔

۷۲ ارطاۃ بن کعب ✿

بن شراحیل بن کعب بن سلامان بن عامر بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع، ابن شاہین نے ضعیف سند سے عبد بن عابس النخعی، قیس بن کعب النخعی کے سلسلہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اور ان کے بھائی ارطاۃ بن کعب اور ارقم نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اور وہ دونوں سب سے زیادہ حسین اور صاحب نطق تھے، آپ علیہ السلام نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ دونوں اسلام لے آئے۔ اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور ارطاۃ کے لیے ایک تحریر لکھوائی۔ انھیں جھنڈا باندھ کر دیا، وہ جنگ قادسیہ میں اسی جھنڈے سمیت حاضر ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں: وہ جھنڈا ان کے بھائی زید بن کعب نے پکڑا پھر وہ قتل ✿ ہو گئے۔ اور رشاطی نے اس کا ابن الکلبی سے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور ان کے بھائی کا نام درید بن کعب بتایا ہے، اسی طرح کا قول ابن سعد نے طبقات میں اختیار کیا ہے، فرمایا: ارطاۃ بن شراحیل بن کعب از بنی حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع، اور ابن ہشام الکلبی اپنے والد سے وہ نخع کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اور جھیش جن کا نام ارقم ہے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ عنقریب ارقم میں آ رہا ہے۔

ارطاۃ کا ذکر دوسرے طریقے سے بھی ہے۔ ابن ابی شیبہ ✿ نے کہا: ہم سے ادریس نے، حنش بن الحارث سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نخع قبیلہ کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، آپ ان کے پاس آئے انہیں شمار کیا تو وہ ڈھائی ہزار تھے ان کے امیر ارطاۃ تھے، پھر فرمایا: مجھے تم لوگوں میں مروت چار زانو بیٹھی نظر آتی ہے اپنے عراقی بھائیوں کی طرف جا کر جنگ کرو۔ انہوں نے عرض کیا: ہم شام کی جانب روانہ ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا: عراق جاؤ! چنانچہ وہ عراق کی طرف چل نکلے۔ اور ابونعیم نے اسے حنش سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ابوالحارث کو اس کا تذکرہ کرتے سنا، فرمایا: ہم یمن سے آئے اور مدینہ پڑاؤ کیا۔ حضرت ہم لوگوں کی طرف آئے، قبیلۂ نخع میں گھومے.... اسی طرح کا مفہوم ہے۔ ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ہم لوگ جنگ قادسیہ میں آئے جس میں ہمارے بہت سے افراد شہید ہوئے اور باقی لوگوں میں سے کم ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: قبیلۂ نخع اکیلا بڑے کام کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

۷۳ الارقم بن ابی الارقم ✿

ان کا نام عبد مناف بن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا ابوعبداللہ کنیت رکھتے تھے۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کی والدہ تماضر بنت جذیم سہمیہ تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امیہ بنت عبدالحارث خزاعیہ تھیں۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ

✿ اسد الغابة (ت ٦٨)

✿ ذكره ابن الاثير في اسد الغابة (ج١ ص ٦٩)

✿ اخرجه ابن ابي شيبة في مصنفه (الحديث ج ١٢ ص ٥٧٠)

✿ اسد الغابة (ت ٧٠) الاستيعاب (ت ١٣٣) تجريد اسماء الصحابة (ج١ ص ١١)

وہ دس آدمیوں کے بعد ایمان لے آئے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا ہے۔ حاکم [2] نے (اپنی) مستدرک میں ان کے حالات میں روایت کیا ہے: ایمان لانے والوں میں وہ ساتویں شخص ہیں۔ ان کا گھر کوہِ صفا پر تھا، یہ وہی گھر ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام (پھیل جانے کے زمانہ) میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور اس گھر کا لمبا قصہ ذکر کیا ہے۔ ارقم رضی اللہ عنہ نے اسے روکے رکھا تھا اس کے بعد ان کے پوتوں نے ابوجعفر منصور کو بیچ دیا۔ ابن مندہ نے اسے حاکم کی سند سے زیادہ قوی سند سے نقل کیا ہے اور وہ یوں ہے کہ عبداللہ بن عثمان بن الارقم سے روایت ہے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ بدری صحابی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک ان کے اس گھر میں رہے جو کوہِ صفا پر تھا یہاں تک کہ چالیس مسلمان ہو گئے۔ ان سب سے آخری اسلام لانے والا شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ جب چالیس اشخاص پورے ہو گئے تو باہر نکلے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن الارقم بن ابی الارقم عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے اور الارقم اصحاب رسول علیہ السلام میں سے تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے روز (نمازی) لوگوں کی گردنیں (آگے جانے یا پیچھے آنے کے لئے) پھلانگتا ہے، امام (خطیب) کے باہر نکل چکنے کے بعد دو آدمیوں کو جدا کرتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹے گا۔ [3] اسے حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔

لیکن دارقطنی نے افراد میں کہا ہے کہ اس روایت میں ہشام بن زیاد متفرد ہیں۔ ان کا نام ابوالمقدام (زیادہ مشہور ہے) ناقدین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح حاکم نے روایت کیا ہے کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کا جنازہ حضرت سعد بن ابی وقاص پڑھائیں۔

ابن مندہ نے ابراہیم بن المنذر کی سند سے نقل کیا ہے فرمایا کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کی وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پچپن ہجری میں ہوئی۔ پھر ایک کمزور سند سے عثمان بن الارقم سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میرے والد کا انتقال ۵۳ ہجری میں ہوا اس وقت ان کی عمر پچاسی سال تھی۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُن کا جنازہ پڑھایا۔ ابونعیم [4] اور عبدالبر [5] نے منقطع سند سے نقل کیا ہے کہ ان کا انتقال اسی دِن ہوا جس دِن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ ابن عبدالبر نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس سے مراد ان کے والد ابوالارقم ہیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں آئے گا۔ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ بدر و اُحد اور بعد کے تمام واقعات میں موجود تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ میں ایک گھر بطور جاگیر دیا تھا۔ اور ابن عبدالبر نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن ابی حاتم کو ان کے بارے میں وہم ہوا ہے اس لیے انہوں نے ان ارقم کو عبداللہ بن ارقم کا والد بنا دیا، یعنی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیت المال پر مقرر تھے یہ زہری ہیں

---

[1] التاريخ الكبير (ج٢ ص ٤٦)

[2] اخرجه الحاكم فى المستدرك (الحديث: ج٣ ص ٥٠٢)

[3] اخرجه الامام احمد فى مسنده (الحديث ج ٣ ص ٤١٧) و اخرجه الحاكم فى المستدرك (الحديث: ج٣ ص ٥٠٢)

[4] معرفة الصحابة (ج٢ ص ٣٧٨)

[5] الاستيعاب (ج١ ص ١٣١)

اور پہلے مخزومی ہیں۔ اور زہری کے والد کا نام عبدیغوث بن وہب بن عبد مناف تھا۔

میں کہتا ہوں: طبرانی [1] نے ثوری کی سند سے ابن ابی لیلیٰ سے نقل کیا ہے، وہ الحکم سے وہ مقسم سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارقم بن ابی ارقم زہری کو سعایۃ (صدقات کی وصول یابی) پر مقرر فرمایا، انہوں (ابورافع) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کو پیچھے چلنے کو کہا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابورافع صدقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حرام ہے۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ارقم زہری کو بھی شرف صحابیت حاصل ہے لیکن شعبہ نے اسے حکم کے واسطہ سے مقسم سے روایت کیا ہے۔ فرمایا کہ بنی مخزوم کے کسی شخص کو مقرر کیا اسی طرح ابوداؤد [2] وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اس کی سند پہلی سے زیادہ صحیح ہے۔

۷۴ الارقم بن ابی الارقم الزهری

ان سے پہلے والے حالات میں میں نے ان کی حدیث ذکر کر دی ہے۔

۷۵ الارقم بن خُفینَة التجیبی [3]

از بنی نصر بن معاویہ۔ ابن مندہ کہتے ہیں، میں نے ابن یونس کو فرماتے سنا: وہ فتح مصر میں حاضر تھے، انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا جاتا ہے، عبداللہ بن ارقم بن حفینہ کی سند سے ان کے والد سے روایت ہے فرمایا کہ انہوں نے اور ان کے بیٹے نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروایا۔

۷۶ الارقم بن عبداللہ [4]

بن الحارث بن بشر بن یاسر النخعی، بعض نے ابن زید بن مالک النخعی کہا ہے۔ انہیں قاصد ہونے کی حیثیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا شرف حاصل ہے۔ بعض نے کہا ہے ان کا نام اوس ہے اور بعض نے جہیس کہا ہے، یہی صحیح ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۷۷ الارقم الجنّی

ان جنات میں سے ہیں جنہوں نے قرآن سنا اور ان کا تعلق نصیبین سے ہے، اسمٰعیل بن ابی زیاد نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور جب ہم نے تمہاری طرف جنات کا ایک گروہ بھیجا جو قرآن سنتے تھے''۔ (سورة الاحقاف: ۲۹)

فرماتے ہیں وہ نو افراد تھے جن کے نام یہ ہیں: (۱) سلیط (۲) شاصر (۳) خاضر (۴) حسا (۵) مسا (۶) لحقم (۷) ارقم (۸) ادرس (۹) حاصر۔ میں نے انہیں تجوید کے ساتھ مغلطائی کے خط (تحریر) سے نقل کیا ہے۔

---

[1] اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر (الحدیث: ج۱۱ ص ۳۷۹)

[2] اخرجه ابوداؤد فی کتاب الزکوة، باب الصدقة علی بنی هاشم (الحدیث ۱۶۵۰)

[3] اسد الغابة (ت ۷۱)

[4] اسد الغابة (ت ۷۲)

۷۸ (ز) الاریقط العبدی

از عامر بن الحارث، انہیں اشج العبدی نے اپنے بھتیجے عمرو بن عبدالقیس کے ساتھ بطور رہنما نبی ﷺ کی طرف بھیجا، جب انہوں نے آپ ﷺ کی خبر سنی، اور اسلام لے آئے۔ یہ بات اشج کے حالات میں ان شاء اللہ آئے گی۔

باب الالف جس کے بعد زا ہے

۷۹ ازداد[1]

انہیں یزداد بن فساء ہ الفارسی بھی کہا جاتا ہے۔ بحیر بن ریسان کے غلام ہیں۔ نبی ﷺ سے استنجاء کے بارے میں حدیث نقل کرتے ہیں، جسے ابن ماجہ[2] نے روایت کیا ہے۔ ابو حاتم[3] نے کہا ہے: ان کی حدیث مرسل ہے اور کچھ لوگ اسے مسند میں شامل کرتے ہیں۔ ابن الاثیر[4] کہتے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[5] نے کہا: انہیں صحبت رسول ﷺ حاصل نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔

۸۰ الازرق بن عقبة

ابوعقبہ الثقفی وِلاء کی وجہ سے ہیں۔ وہ عبید کلدہ ثقفی کے غلام تھے۔ بعض نے کہا: عبدالحارث بن کلدہ کے غلام تھے۔ طائف کے محاصرے کے دوران نبی ﷺ کے پاس اتر آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے خالد بن سعید بن العاص کے سپرد کر دیا کہ ان کی نگہداشت و تعلیم کا بندوبست کریں۔ تو وہ بنی اُمیہ کے حلیف بن گئے۔ انہوں نے ان سے رشتے ناطے قائم کر لیے۔ واقدی نے اسے مغازی میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن اسحاق نے مختصراً ذکر کیا ہے ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا ذکر حارث بن کلدہ کے حالات میں آ رہا ہے۔ بلاذری نے کہا ہے: ازرق رومی لوہار تھے، انہوں نے سمیہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت شادی کر لی جب یاسر نے انہیں طلاق دے دی، تو ازرق کے ہاں سلمہ کی ولادت ہوئی جو عمار رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی ہیں۔ پھر عمار کی اولاد نے عمر اور عقبہ کا دعویٰ کر دیا — جو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سے تھے — کہ وہ حارث بن ابی شمر غسانی کی اولاد ہیں اور بنی اُمیہ کے حلیف ہیں اور مکہ میں انہیں شرافت حاصل ہے، اسی طرح طبری نے اسے ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (ت ۷۵)

[2] اخرجه ابن ماجه فی كتاب الطهارة باب الاستبراء بعد البول (الحديث ۳۲۹)

[3] الجرح والتعديل (ج۲ ص ۳٤)

[4] اسد الغابة (ج۱ ص ۷۳)

[5] التاريخ الكبير (ج۸ ص ٤۲۸)

۸۱ ازھر بن خمیصة ✿

ابوعمر ✿ نے ان کا مختصراً ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ وہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۸۲ ازھر بن عبدعوف ✿

بن عبد بن الحارث بن زھرہ بن کلاب القرشی الزھری، عبدالرحمٰن بن عوف کے چچا اور عبدالرحمٰن بن ازھر — جن کا ذکر آ رہا ہے — کے والد۔ ابن عبدالبر ✿ نے سمجھا ہے کہ وہ ازھر بن عوف ہیں اور عبدالرحمٰن بن ازھر بن عوف کے بھائی ہیں۔ سو انہیں اس بارے میں وہم ہوا ہے۔ بغوی نے یعقوب بن زید بن طلحہ، زھری، ابوالطفیل کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، فرمایا: میری اور محمد بن الحنفیہ کی سقایہ (پانی پلانے کی خدمت) کے بارے میں چپقلش ہوگئی، اس موقع پر طلحہ، عامر بن ربیعہ، ازھر بن عبدعوف اور مخرمہ بن نوفل نے گواہی دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خدمت فتح مکہ کے روز عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کی تھی۔ اس کی سند میں واقدی ہے اور زھری عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حرم کی حدود کو تازہ کرنے کے لیے چار افراد روانہ فرمائے وہ یہ ہیں۔ مخرمہ، ازھر بن عبدعوف، سعید بن یربوع، حویطب بن عبدالعزیٰ اسے فاکہی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور طبرانی ✿ نے ان ازھر کے حالات میں احمد بن محمد بن نافع طحان کی سند سے احمد بن عمرو بن السرح سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے اپنے ماموں کی کتاب میں عقیل، ابن شہاب، عبدالرحمٰن بن ازھر وہ اپنے والد سے نقل کردہ دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مے نوش لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حنین میں تھے۔

(یاد رہے) یہ طبرانی یا ان کے شیخ کی جانب سے ایک وہم ہے جبکہ ابوداؤد ✿ اور نسائی نے اسے ابن السرح سے اسی سند کے ساتھ زھری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ازھر عن ابیہ کے سلسلہ سے نقل کیا ہے۔ لہٰذا حدیث عبدالرحمٰن بن ازھر کی مسند سے ہے نہ کہ ازھر کی مسند سے، اسی طرح صالح بن کیسان نے اسے زھری، عبدالرحمٰن بن ازھر سے ہی نقل کیا ہے انہوں نے یوں نہیں کہا: "ان کے والد سے" اسی طرح ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور محمد بن ابراہیم تیمی نے اسے خود عبدالرحمٰن بن ازھر سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۸۳ ازھر بن مِنْقر ✿

ابوعمر ✿ فرماتے ہیں کہ ان سے صرف عمیر بن جابر نے روایت کی ہے، ابن مندہ نے کہا: ان کا تعلق بصرہ کے اعراب (دیہاتیوں)

✿ اسد الغابة (ت ٧٦) الاستیعاب (ت ٢٠)
✿ الاستیعاب (ج ١ ص ١٦٩)
✿ اسد الغابة (ت ٧٧) الاستیعاب (ت: ١٧) تجرید اسماء الصحابة (١/١٢)
✿ الاستیعاب (ج ١ ص ٧٤)
✿ اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر (الحدیث ج ١ ص ١٠٠٣)
✿ اخرجه ابوداؤد فی کتاب الحدود باب اذا تتابع فی شرب الخمر (الحدیث: ٤٤٨٨)
✿ اسد الغابة (ت ٧٩) الاستیعاب (ت ١٨) تجرید اسماء الصحابة (ج ١ ص ١٣)
✿ الاستیعاب (١/١٦٩)

سے ہے پھر عمیر بن جابر کی سند سے ازھر بن منقر سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے، میں نے سنا آپ ﷺ الحمد للہ سے قراءت شروع فرماتے اور دو سلام پھیرتے تھے۔ ابن مندہ کہتے ہیں یہ غریب روایت ہے جو صرف اسی سند سے مروی ہے۔ میں کہتا ہوں: اس سند میں علی بن قرین ہے جس کی ابن معین، موسیٰ بن ہارون وغیرہ نے تکذیب کی ہے۔

۸۴ (ز) اُزَیہر

سہیل بن عمرو کے غلام ہیں۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے آقا نے انہیں ماءِ زمزم دے کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اور فاکہی نے محمد بن سلیمان بن مسمول کی سند سے حزام بن ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ ام معبد رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں: میرے خیمہ کے پاس سہیل کے غلام ازیہر گزرے، ان کے پاس پانی کے دو مشکیزے تھے، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے میرے آقا کو ماءِ زمزم کا ہدیہ بھیجنے کا پیغام لکھا تھا اس لئے میں جلدی جلدی جا رہا ہوں تا کہ مشکیزوں کا پانی خشک نہ ہو جائے۔

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۸۵ اساف بن انمار السلمی [1]

ابن حبان کہتے ہیں انہیں شرف صحبت حاصل ہے، باوردی اور ابن مندہ نے ایوب بن عتبہ کی سند سے ابو النجاشی، رافع بن خدیج سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: مجھ سے میرے چچا ظہیر بن رافع نے فرمایا: میرے بھتیجے! ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے کھیت کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ تو ان کی یہ بات بنی سلیم کے کسی شخص نے سن لی جنھیں اساف بن انمار کہا جاتا تھا تو انہوں نے ہمارے خسارے پر خوشی کا اظہار کیا اور اشعار بھی کہے، ہمارے شاعر — جس کا نام اساف بن نہیک بن نہیک بن اِساف تھا — نے جواب دیا۔ ابن مندہ نے کہا: یہ روایت غریب ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: سیاقِ حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں جس سے پتہ چلے کہ وہ صحابی ہیں۔

۸۶ اساف بن نهيك

ان سے پہلے والے ترجمہ میں ان کا ذکر ہو گیا ہے۔

۸۷ اسامه بن اخدری [2] التميمی ثم الشقری

بصرہ میں ٹھہرے، ابن حبان [3] نے کہا کہ وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ان کی ایک حدیث ہے جو ان

[1] اسد الغابة (ت ۸۰)
[2] اسد الغابة (ت ۸۲) الاستيعاب (ت ۲٤) تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۷۸)
[3] الثقات (ج ۳ ص ۳)

سے بشیر بن میمون روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ قبیلہ شقرہ نبی ﷺ کے پاس آیا، اس میں ایک بھاری بھرکم جسم والے صاحب تھے جن کا نام ''اصرم'' تھا، انہوں نے ایک حبشی غلام خریدا، عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس کے لیے دعا کریں۔ اور اس کا نام رکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے، انہوں نے عرض کیا: اصرم، آپ نے فرمایا: نہیں (تم) زرعہ ہو، تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: چرواہی آپ ﷺ نے ان کی انگلیاں بند کر کے فرمایا: یہ عاصم [1] (محفوظ) ہے، ان کی حدیث ابوداؤد اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے ابن السکن نے کہا: ان کی اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں۔ اسی طرح اسے طبرانی نے نقل کیا ہے۔ اور دوسری روایت سے بشیر سے انہوں نے اسامہ بن اصرم سے نقل کیا ہے فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایک غلام خریدا ہے۔ [2] (الحدیث)

(۸۸) اسامہ بن خزیم [3]

ابن عبدالبر [4] نے ان کا ذکر کر کے کہا کہ ان کی طرف صحابی ہونے کی نسبت کرنا صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بخاری وغیرہ نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان [5] نے کہا ہے: اسامہ بن خزیم تابعی ہیں۔ جو مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہاں ''جنہیں'' ضمیر سے مراد مرہ بن کعب ہیں نہ کہ اسامہ۔

(۸۹) اسامہ بن زید [6]

بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن زید بن امرئ القیس بن عامر بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرۃ الکلبی، محبوب کے بیٹے محبوب، ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ بعض کہتے ہیں ابو زید ہے ان کی والدہ اُم ایمن نبی ﷺ کی ماما (پرورش کرنے والی) ہیں۔ ابن سعد نے کہا: اسامہ اسلام (کی حالت) میں پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت وہ بیس سال کے تھے۔ ابن ابی خیثمہ [7] نے کہا: اٹھارہ سال کے تھے آپ ﷺ نے انھیں ایک بڑے لشکر کا امیر بنایا، لشکر کی روانگی سے پہلے آپ ﷺ وفات پا گئے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حکم کو نافذ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کا اعزاز و اکرام کرتے، اور حکومتی وظیفہ کی ادائیگی میں انھیں اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی، فتنوں کے زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اسامہ یکسو رہے یہاں تک کہ امیر معاویہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں فوت ہوئے۔ وہ دمشق کے مضافات مزّہ میں رہتے رہے۔ پھر واپس آئے اور وادی القریٰ میں سکونت اختیار کر لی، اس کے بعد مدینہ قیام کر لیا یہاں تک کہ مقام

---

[1] اخرجه ابوداؤد فی کتاب الادب، باب فی تغییر الاسم القبیح (الحدیث ٤٩٥٤)
و اخرجه الحاکم فی المستدرك (الحدیث ج ٤ ص ٧٧٢٩) و اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر (الحدیث ج ١ ص ٥٢٣)

[2] تقدم تخریجه سابقا (حوالہ پہلے گزر چکا ہے)

[3] اسد الغابة (ت ٨٣) الاستیعاب (ت ٢٥) تجرید اسماء الصحابة (ج ١ ص ١٣)

[4] الاستیعاب (ج١ ص ٧٨)

[5] الثقات (ج ٤ ص ٤٤)

[6] اسد الغابة (ت ٨٤) الاستیعاب (ت ٢١)

[7] الجرح والتعدیل (ج٢ ص ٢٨٥)

حرف میں وفات پائی۔

ابن عبدالبر [1] نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ وہ ۵۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی، ابوہریرہ، ابن عباس، اور اکابر تابعین میں ابوعثمان النھدی، ابووائل اور دوسرے لوگ شامل ہیں ان کے فضائل بہت زیادہ ہیں ان کی روایت کردہ احادیث مشہور ہیں۔

۹۰ اسامہ بن شریک [2] الثعلبی

از بنی ثعلبہ بن یربوع، یہ طبرانی اور ابونعیم [3] کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے بنی ثعلبہ بن سعد، یہ ابن حبان کا قول ہے اور بعض نے بنی ثعلبہ بن بکر بن وائل کہا ہے جو ابن السکن ابن مندہ اور ابن عبدالبر کا قول ہے اور ان کے بارے میں الذبیانی، العظفانی بھی کہا ہے، جبکہ الرشاطی نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ بکر کا ثعلبہ نامی کوئی بیٹا نہ تھا اور ان کے نسب کے بارے میں ذبیانی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بنی ثعلبہ بن سعد بن ذبیان کے فرد ہیں۔ واللہ اعلم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسامہ بن شریک بنی ثعلبہ کے فرد ہیں انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اصحاب السنن نے ان کی حدیث نقل کی ہے اسی طرح امام احمد، ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم رحمۃ اللہ علیہم نے بھی ان کی احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی (روایت کردہ) حدیث ہے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے (متوجہ) بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے [4] ہیں اور اس روایت کے کسی سلسلہ میں ہے میں حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلا، ایک قوم آ کر کہنے لگی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بنی یربوع نے ہمیں مار ڈالا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص دوسرے پر زیادتی نہ کرے''۔ [5]

اور اسامہ بن شریک حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ازدی، ابن السکن وغیرہ کئی لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ زیاد بن علاقہ ان سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

۹۱ (ز) اسامہ بن عمرو اللیثی

بعض نے کہا ہے کہ وہ شداد بن الہادی ہیں۔ شین میں آ رہا ہے۔

---

[1] الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۲)

[2] اسد الغابۃ (ت ۸۵) الاستیعاب (ت ۲۳) تجرید اسماء الصحابۃ (ج۱ ص ۱۳)

[3] معرفۃ الصحابۃ (۱۸۲/۲)

[4] اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب الطب باب ما انزل اللہ داء الا انزل لہ شفاء (الحدیث : ۳۴۳۶) و اخرجہ الامام احمد فی مسندہ (الحدیث: ج۴ ص ۲۷۸) و اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ (الحدیث: ۴۸۶) و اخرجہ الحاکم فی المستدرک (الحدیث: ج۴ ص ۳۹۹، ۴۰۰) و اخرجہ البغوی فی شرح السنۃ (الحدیث: ۳۲۲۶)

[5] اخرجہ النسائی فی کتاب القسامۃ، باب ھل یؤخذ احد بجریرۃ غیرہ (الحدیث: ۴۸۵۰) (والحدیث : ۴۸۵۱) و اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب الدیات، باب لایجنی احد علی احد (الحدیث: ۲۶۷۲) و اخرجہ البیہقی فی السنن الکبری (الحدیث: ج ۸ ص ۲۷)

۹۲ اسامہ بن عمیر ✿

بن عامر بن الاقیشر بن عبداللہ بن حبیب بن یسار بن ناجیہ بن عمرو بن الحارث بن کثیر بن ھند بن طابخہ بن لحیان بن ھذیل الہذ لی والد ابوالملیح ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ✿ فرماتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ اصحاب السنن، امام احمد، ابوعوانہ، ابن خزیمہ اور حاکم نے اپنی اپنی صحاح میں ان کی حدیث روایت کی ہے۔ ان کی حدیث ہے: حنین ✿ کے روز ہم پہ بارش ہوئی ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

خلیفہ کہتے ہیں: وہ بصرہ آئے اور ان سے صرف ان کے بیٹے نے روایت کی ہے یہ حفاظ کی ایک جماعت کا قول ہے۔

۹۳ اسامہ الحنفی ✿

باوردی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور معاذ بن عبداللہ بن خبیب کی سند سے ایک شخص نے اسامہ الحنفی سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سمیت بازار میں ملاقات کی۔ میں نے ان لوگوں سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے کہا: کسی قوم کے لیے مسجد کا نشان لگانا چاہتے ہیں۔ (الحدیث) ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۹۴ اسحاق الغنوی ✿

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ کبیر" میں اور سمویہ، ابویعلی وغیرہ نے بشار بن عبدالملک المزنی کی سند سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: مجھ سے میری دادی اُم حکیم بنت دینار المزنیہ نے اپنی مالکن ام اسحاق الغنویہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اور ان کے بھائی اسحاق نے مکہ سے مدینہ کے ارادے سے ہجرت کی۔ ابھی کچھ ہی راستہ طے کیا تھا کہ ان کے بھائی ان سے کہنے لگے: تم یہاں بیٹھو میں مکہ جا کر اپنا خرچ لے آؤں جو میں بھول گیا تھا۔ وہ کہنے لگیں: مجھے تمہارے بارے میں اس فاسق (یعنی اپنے خاوند) کا خوف ہے کہیں تمہیں مار نہ ڈالے۔ بہرکیف ان کے بھائی انہیں وہاں چھوڑ کر مکہ چلے گئے۔ تین دن کے بعد وہاں سے ایک سوار گزرا تو وہ ان سے کہنے لگا: اُمّ اسحاق! یہاں تم کس وجہ سے بیٹھی ہو؟ وہ کہنے لگیں، اپنے بھائی اسحاق کا انتظار ہے۔ وہ کہنے لگا: اسحاق اب تمہیں نہ ملا،

✿ اسد الغابۃ (ت ٨٦) الاستیعاب (ت ٢٢)

✿ التاریخ الکبیر (ج ٢ ص ٢١)

✿ اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ فی الیوم المطیر (الحدیث ١٠٥٧) و اخرجہ النسائی فی کتاب الامامۃ، باب العذر فی ترک الجماعۃ (الحدیث ٨٥٣) بلفظ کنا مع رسول اللہ ﷺ بحنین فاصابنا مطر فنادی منادی رسول اللہ ﷺ ان صلّوا فی رحالکم و اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب الجماعۃ فی اللیلۃ الممطرۃ (الحدیث: ٩٣٦) بنحوہ و اخرجہ الامام احمد فی مسندہ (الحدیث: ج٥ ص ٧٤) و اخرجہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ (الحدیث: ١٦٥٨) و اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ (الحدیث: ٢٠٨١) و اخرجہ البیھقی فی السنن الکبریٰ (الحدیث: ج ٣ ص ٧١)

✿ تجرید اسماء الصحابۃ (ج ١ ص ١٣)

✿ اسد الغابۃ (ت ٨٨) تجرید اسماء الصحابۃ (ج١ ص ١٤)

✿ التاریخ الکبیر (ج٢ ص ١٢٩)

وہ جب مکہ سے نکلا تو تمہارے خاوند نے اسے قتل کر دیا، پھر ان کے مدینہ آنے کی حدیث ذکر کی۔ بشار با، شین کے ساتھ ہے۔ ابن معین نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

(۹۵) (ز) اسحاق ✿ بغیر نسبت

عبدان نے خالد بن عبدالرحمٰن کی سند سے اسحاق صحابیٔ رسول ﷺ سے نقل کیا ہے کہ ''نبی ﷺ نے کھجور کو کھولنے اور تر کھجور کا چھلکا اتارنے سے منع فرمایا ہے''۔ اس حدیث کی سند میں انقطاع اور ضعف ہے۔ ابوموسیٰ نے اسے نقل کیا ہے۔

(۹۶) (ز) اسد بن اسید

بن ابی اُناس بن زُنیم الکنانی، ان کے والد کا ذکر آ رہا ہے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں دغفل سے نقل کیا ہے کہ اسد بن اسید اور ان کے والد فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔

(۹۷) اسد بن حارثہ الکلبی ✿

ثم العلیمی از بنی عُلیم بن جناب، ابوعمر ✿ نے کہا کہ وہ اور ان کے بھائی قَطَن اپنی قوم کی ایک جماعت میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ علیہ السلام سے اپنی قوم کے لیے بارش کی دعا کی درخواست کی۔ ان لوگوں کے متکلم اور خطیب قطن بن حارثہ تھے۔ پھر راوی نے فصیح، اکثر غریب الفاظ والی حدیث نقل کی جو ابن شہاب کی عروہ بن الزبیر سے روایت کردہ ہے۔

(۹۸) (ز) اسد بن خزیمہ

اسمٰعیل بن احمد الضریر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی:

''کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے نکل کھڑے ہوتے''۔ (سورة التوبة: ۱۲۲)

مجھے معلوم نہیں کہ قبیلہ مراد لیا ہے یا مخصوص شخص کا نام مراد ہے۔

(۹۹) (ز) اسد بن خویلد ✿

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نسب میں ہیں۔ ان کی حدیث محمد بن جابر نے سماک اور ان لوگوں سے نقل کی ہے جنہوں نے اسد بن خویلد سے سنا ہے۔ اسی طرح ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔ ابوعمر ✿ نے کہا: اسد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ انہوں نے نبی

✿ اسد الغابة (ت ۸۹)

✿ اسد الغابة (ت ۹۱) الاستيعاب (ت ٦٩)

✿ الاستيعاب (ج۱ ص ۱۷٤)

✿ اسد الغابة (ت ۹۰) الاستيعاب (ت ٢٦)

✿ الاستيعاب (ج۱ ص ۱۷۳)

ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز تمہارے پاس نہیں اسے مت بیچو''۔ [1] عقیلی نے اس کا ذکر کر کے کہا ہے کہ اس کی سند میں کلام ہے۔ اہل نسب نے عوّام، جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں، کے سوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کوئی بھائی ذکر نہیں کیا۔ ان (عوام) کا جاہلیت میں انتقال ہو گیا تھا۔ اور نوفل بدر میں کافر مارے گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں: انہیں ان کے بھتیجے زبیر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا، لہٰذا اس بات کا احتمال ہے کہ یہ اسد نوفل کے بیٹے ہوں، لیکن اہل نسب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

(100) اسد بن سَعية القرظی [2]

جو لوگ یہود میں سے اسلام لائے ان میں سے ایک ہیں۔ ابن السکن نے سعید بن بزیغ کی سند سے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ قریظہ کے ایک بوڑھے شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ثعلبہ بن سعیہ، اسد بن سعیہ اور اسد بن عبید کے اسلام لانے کا واقعہ ابن الہیبان کی حدیث کی وجہ سے ہے پھر لمبا قصہ بیان کیا کہ اسلام سے پہلے وہ انہیں نبی ﷺ کی آمد کے بارے میں بتاتا تھا، جس رات کی صبح فتح قریظہ تھی، تو ان تینوں نے یہود سے کہا: اے یہودیو! اللہ کی قسم یہ (نبی) وہی ہے جس کے اوصاف ہم سے ابن الہیبان نے ذکر کیے تھے۔ سو اللہ سے ڈرو اور اس کا اتباع کرو۔ تو یہود نے ان کی بات کا انکار کر دیا۔ تو یہ تینوں اشخاص قلعہ سے نبی ﷺ کی طرف اتر کر مسلمان ہو گئے۔

اسی طرح اس روایت کو یحییٰ بن محمد بن عباد الشجری کی سند سے ابن اسحاق، عاصم بن عمر، سعید بن المسیب و حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے لیکن پہلی سند قوی ہے۔ طبری [3] اور ابن مندہ نے ایک دوسری سند سے ابن اسحاق، محمد بن ابی محمد سعید یا عکرمہ سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: جب عبداللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعیہ، اسد بن عبید، اسد یا اسید بن سعیہ اسلام لے آئے تو یہود کہنے لگے: محمد (ﷺ) کے پاس ہمارے برے لوگ ہی گئے ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

> ''مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہِ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں، اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں، یہ صالح لوگ ہیں''۔ (سورہ آل عمران: ۱۱۳، ۱۱٤)

---

[1] اخرجه ابوداؤد فی کتاب الاجارة باب فی الرجل یبیع ما لیس عندهٗ (الحدیث: ۳۵۰۳) و اخرجه الترمذی فی کتاب البیوع، باب ما جاء فی کراهیة بیع ما لیس عندك (الحدیث: ۱۲۳۲) و اخرجه النسائی فی کتاب البیوع باب بیع ما لیس عند البائع (الحدیث: ٤٦۲۷) و اخرجه ابن ماجه فی کتاب التجارات، باب النهی عن بیع ما لیس عندك و عن ربح ما لم یضمن (الحدیث: ۲۱۸۷) و اخرجه الامام احمد فی مسنده (الحدیث: ج ۳ ص ٤۰۲)

[2] اسد الغابة (ت ۹۳) تجرید اسماء الصحابة (ج۱ ص ۱٤)

[3] ذکره الطبری فی تفسیره (ج ۳ ص ۵۲، ۵۳)

(۱۰۱) اسد بن عبید❶ القرظی

ابن حبان نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ سابقہ شخص کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

(۱۰۲) (ز) اسد بن عبداللہ

اسمٰعیل بن احمد الضریر نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''اگر مکہ میں ایسے مرد وعورت موجود نہ ہوتے....''۔ (سورة الفتح : ۲۵)

(۱۰۳) اسد بن کرز❷

بن عامر بن عبداللہ بن عبد شمس بن عقبہ بن جریر بن شق بن صعب البجلی ثم القسری امیر عراق خالد کے دادا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی وابن السکن نے ارطاۃ بن المنذر رالسکونی کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: مجھ سے مہاجر بن حبیب نے اسد بن کرز سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسد بن کرز تم عمل کے ذریعہ نہیں بلکہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگے''۔❸ اس کی سند حسن ہے۔

اور عبداللہ بن احمد نے ''زیادات مسند'' میں اور ابویعلی وبغوی نے اسمٰعیل بن واسط البجلی کی سند سے خالد القسری سے نقل کیا ہے وہ اپنے دادا اسد بن کرز رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''(بیماری سے) مریض کے گناہ جھڑ جاتے ہیں''۔❹ (الحدیث) اس میں خالد اور اسد کے درمیان انقطاع ہے اور ابن مندہ نے عبداللہ بن الفضل بن عاصم بن عمر بن قتادہ کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا قتادہ بن نعمان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ اسد بن کرز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کمان کا ہدیہ پیش کیا۔❺ اس میں بھی عاصم اور قتادہ کے مابین انقطاع ہے، ہم نے دوسری سند سے اسمٰعیل بن ابی خالد سے وہ قیس بن ابی حازم سے وہ جریر کی روایت سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اسد بن کرز اسلام لائے تو ان کے ساتھ ثقیف کا ایک شخص تھا، اسد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک کمان کا ہدیہ پیش کیا، اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے دعا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ ان یزید بن اسد کو بھی شرف صحبت حاصل ہے ان کا ذکر آئے گا۔

---

❶ اسد الغابة (ت ٩٤) الاستيعاب (ت ٢٧)

❷ اسد الغابة (ت ٩٥) الاستيعاب (ت ٢٨) تجريد اسماء الصحابة (ج١ ص١٤)

❸ اخرجه الطبرانی فی "المعجم الكبير" (الحديث: ج١ ص ١٠٠١) و ذكره البخاری فی تاريخه (الحديث: ج١ ص ٤٩)

❹ اخرجه الامام احمد فی مسنده (الحديث: ج٤ ص٦٩) و اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث ٨٥٠٦) و ذكره الهيثمی فی مجمع الزوائد (الحديث: ج٢ ص ٣٠١) و ذكره المنذری فی الترغيب والترهيب (ج٤ ص ٢٩٤) و ذكره السيوطی فی الدر المنثور (الحديث: ج٢ ص ٢٢٩)

❺ اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث: ج١٩ ص٨) و ذكره الهيثمی فی مجمع الزوائد (الحديث: ج ٦ ص ١١٣)

۱۰۴ (ز) اسد بن کعب القرظی

ابن جریر نے ابن جریج کی سند سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

''اہل کتاب میں سے ایک جماعت (حق پر) قائم ہے''۔ (سورۃ آل عمران: ۱۱۳)

کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ فرمایا: وہ عبداللہ بن سلام، ان کے بھائی ثعلبہ اور سعیہ اور اسد، اسید جو دونوں کعب کے بیٹے ہیں۔

۱۰۵ (ز) اسد

تصغیر کے ساتھ اسید بھی کہا جاتا ہے۔ ابن یعمر بن وہب الخزاعی، ان کا لقب "النعیت" ہے، ان شاء اللہ نون میں ان کا ذکر آئے گا۔

۱۰۶ (ز) اسد - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام

میں نے ان کا ذکر صرف عباس بن محمد اندلسی کی جمع کردہ تاریخ میں دیکھا جو انہوں نے معتصم بن صمادح کے لئے لکھی تھی۔ اس کے آغاز میں، اس کے گھروں کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک اور ان کے غلام اسد اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے تھے۔

۱۰۷ اسعد بن حارثۃ [1]

بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج الانصاری الخزرجی، موسیٰ بن عقبہ نے جسر ابی عبید میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۸ اسعد بن حارثۃ الانصاری الساعدی [2]

جنگ یمامہ میں شہید ہونے والوں میں، عمر بن شبہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۹ اسعد بن حرام الخزرجی

جن لوگوں نے ابن ابی الحقیق کو قتل کیا تھا ان میں سے ایک ہیں۔ عمر بن شبہ نے محمد بن فلیح، موسیٰ بن عقبہ سے ان کا ذکر کیا ہے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۱۰ اسعد الخیر [3]

شام میں سکونت رکھتے تھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے، اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ٩٦) تجرید اسماء الصحابۃ (ج ١ ص ١٤)

[2] اسد الغابۃ (ت ٩٦)

[3] اسد الغابۃ (ت ٩٧)

۱۱۱ اسعد بن زرارۃ ❶

بن عُدَس بن عُبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار ابوامام الانصاری الخزرجی النجاری قدیم الاسلام ہیں۔ دو عقبوں میں موجود تھے۔ اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ سرداروں میں ان سے کم عمر کوئی نہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شب عقبہ میں سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی تھی۔ واقدی عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز سے وہ خبیب سے وہ عبدالرحمٰن سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبدالقیس مکہ کی جانب عتبہ بن ربیعہ سے فیصلہ کرانے نکلے وہاں انہیں رسول اللہ ﷺ کی شنید ہوئی وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس آ گئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا، دونوں مسلمان ہو گئے۔ عتبہ کے پاس جانے کی بجائے واپس مدینہ آ گئے۔ تو یہ دونوں مدینہ میں سب سے اوّلین اسلام لانے والے اشخاص تھے۔

جہاں تک ابن اسحاق ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اسعد عقبۂ اولیٰ میں چھ آدمیوں کی جماعت کے ہمراہ مسلمان ہوئے تھے۔ فاللہ اعلم

ابن مندہ کو وہم ہوا اس لئے انہوں نے کہا ہے وہ بنی ساعدہ کے سردار تھے اور کہا جاتا ہے کہ شب عقبہ میں سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی تھی، اور ابن اسحاق کا قول ہے کہ عقبۂ اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ میں موجود تھے۔

ابوداؤد اور حاکم نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں اپنے والد کا ہاتھ پکڑے جاتا تھا جب ان کی نظر چلی گئی تھی میں جب انہیں جمعہ کے لیے لے کر جاتا تو وہ اذان سن کر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کرتے۔ ❷ (الحدیث) اسی میں ہے کہ اسعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے ہمیں بنی بیاضہ کے محلّہ میں نقیع الخضمات کے مقام پر جمعہ پڑھایا۔

واقدی کا بیان ہے کہ ان کی وفات ہجرت کے نو ماہ گزرنے کی ابتداء میں ہوئی۔ اسے حاکم نے واقدی کی سند سے ابن ابی الرجال سے مستدرک میں روایت کیا ہے، اس میں ہے اتنے میں بنی نجار آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا سردار انتقال کر گیا، ہمارا سردار مقرر کریں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارا سردار ہوں''۔ ❸ ابن اسحاق کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد کی تعمیر کر رہے تھے اس وقت اسعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ واقدی فرماتے ہیں: یہ شوال کا واقعہ ہے، بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس بات کا پتہ چلا ہے کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے صحابی فوت ہوئے اور یہ وہ صحابی ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جنازہ پڑھایا۔ واقدی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کی سند سے منقول ہے۔ فرمایا: جنت البقیع میں سب سے پہلے اسعد بن زرارہ مدفون ہوئے یہ انصار کا قول ہے، مہاجرین کہتے ہیں: جنت البقیع میں سب سے پہلے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ دفن ہوئے۔

اور حاکم ❹ السراج کی سند سے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ پھر محمد بن عمارہ کی سند سے زینب بنت نبیط سے نقل کیا ہے کہ

---

❶ اسد الغابۃ (ت ۹۸) الاستیعاب (ت ۳۰) تجرید اسماء الصحابۃ (ج ۱ ص ۱۴)

❷ اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ فی القری (الحدیث ۱۰۶۹) و اخرجہ الحاکم فی المستدرک (الحدیث: ج ۳ ص ۱۸۷)

❸ اخرجہ الحاکم فی المستدرک (الحدیث ج ۳ ص ۱۸۷)

❹ اخرجہ الحاکم فی المستدرک (الحدیث ۳ ص ۱۸۷)

نبی ﷺ نے ان کی والدہ اور خالہ کو سونے اور چاندی کی موتی لگی بالیاں پہننے کو دیں۔ ان دونوں کے والد اسعد بن زرارۃ تھے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی وصیت کی تھی۔ عبدالرزاق، معمر، زھری، ان کے سلسلۂ سند میں حضرت ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسعد بن زرارہ کے ہاں گئے، وہ شب عقبہ کے راز داروں میں سے ایک تھے، انہیں کوئی کانٹا چبھا تو داغ لگایا۔ (الحدیث) اسی طرح حاکم [1] نے یونس کی سند سے زھری سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ سند محفوظ ہے اور عبدالاعلی نے اسے معمر، زہری کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جسے حاکم نے بھی درج کیا ہے۔ یہ شاذ روایت ہے اور ابن ابی ذئب نے زھری، عروہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ لیکن یہ بھی شاذ روایت ہے اور زمعہ بن صالح نے زھری، ابوامامہ بن سہل، ابوامامہ، اسعد بن زرارہ سے نقل کیا ہے یہ سند عبدالرزاق کی روایت کے موافق ہے۔ کیونکہ انہوں نے "عن ابی امامة سعد بن زرارة" سے روایت مراد نہیں لی، بلکہ اسعد بن زرارہ کا قصہ مراد لیا۔ واللہ اعلم۔ اہل مغازی و تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کی وفات رسول اللہ ﷺ کی حیات میں بدر سے پہلے ہوئی۔

طبرانی [2] میں شعبی کی سند سے، زفر بن وثیمہ، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت نبی ﷺ نے ضحاک بن سفیان کو لکھا کہ "اشیم الضبابی" کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت کا وارث بناؤ"۔ تو اس میں تردد ہے شاید وہ اسعد بن زرارہ ہوں اور غلطی ہوگئی ہو۔ واللہ اعلم۔ ورنہ یوں سمجھا جائے گا کہ یہ دوسرے اسعد بن زرارہ ہیں۔

۱۱۲ اسعد بن زرارہ

سابقہ ترجمہ میں ان کا ذکر کیا گیا ہے، اگر وہ احتمال ثابت ہو جائے، عبداللہ بن اسعد بن زرارہ کے حالات میں آ رہا ہے۔ کیونکہ بعض لوگوں نے مذکورہ حدیث ان کے حالات میں روایت کی ہے جس کی سند یوں بیان کی ہے: عبداللہ بن اسعد بن زرارہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، شاید اس میں اسعد کے بیٹے ہوں، انہوں نے کہا ہو، اور وہ یہی عبداللہ ہوں۔

۱۱۳ اسعد بن زید

بن فاکہ۔ اسعد بن یزید میں آ رہا ہے۔

۱۱۴ اسعد بن سلامہ [3] الاشھلی الانصاری

ابونعیم نے موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ابن شہاب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جسر ابی عبید کے روز ان کی شہادت ہوئی۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کر کے کہا ہے کہ ابن الکلبی نے انہیں بغیر الف کے "سعد" ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہوں۔ واللہ اعلم

---

[1] اخرجه الحاكم فى المستدرك (الحديث: ج ٣ ص ١٨٧)

[2] اخرجه الطبرانى فى المعجم الكبير (الحديث: ج ١ ص ٨٩٨)

[3] اسد الغابة (ت ٩٩)

۱۱۵ اسعد بن عبداللہ ❶

بن مالک بن ثعلبہ بن مالک الخزاعی، حاکم نے اپنی تاریخ میں کہا ہے: مجھے خلف بن محمد، انھیں موسیٰ بن افلح نے انہیں سعد بن سلم بن قتیبہ نے، انہیں جعفر بن لاہز بن قریظ نے انہیں سلیمان بن کثیر الخزاعی۔ وہ جعفر کے نانا اور ان کی والدہ کے والد ہیں۔ وہ اپنے والد کثیر سے وہ اپنے والد امیہ بن اسعد سے وہ اپنے والد اسعد بن عبداللہ بن مالک سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو آسان ملت ابراہیمی سب سے زیادہ محبوب ہے''۔ ❷ اسے ابوموسیٰ نے ذیل میں اور ابن الاثیر نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے۔ البتہ دونوں نے حاکم اور جعفر کے درمیان والے راوی ساقط کر دیئے ہیں جو واضح وہم ہے۔

اسی روایت کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سلیمان بن کثیر الخزاعی کے حالات میں درست ذکر کیا ہے۔

۱۱۶ اسعد بن یربوع ❸

الانصاری الخزرجی الساعدی، یمامہ کے روز شہید ہوئے، سیف بن عمر نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے ابو عمر نے ان کی پیروی کی ہے۔

۱۱۷ اسعد بن یزید ❹

بن فاکہ بن یزید بن خلدہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ الانصاری الخزرجی۔ انہیں ابن زید بھی کہا جاتا ہے۔ ابوموسیٰ بن عقبہ اور ابن الکلبی نے انہیں بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن سعد بن یزید بغیر الف کے ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کا نسب نجاری بیان کر کے وہم کیا ہے۔

۱۱۸ اسعد بن عَطیة ❺

بن عبید بن بجالہ بن عوف بن وَدَم بن ذبیان بن ھمیم بن ھنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ القضاعی البلوی۔ اسے ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے: انہوں نے درخت تلے بیعت کی ہے اور فتح مصر میں موجود تھے ان کا ذکر تو ہے لیکن ان کی روایت نہیں ہے۔

---

❶ اسد الغابۃ (ت ۱۰۱)

❷ اخرجہ البخاری فی کتاب الایمان باب الدین یسر (الحدیث: ج۱ ص ۳۹) و اخرجہ الامام احمد فی مسندہ (الحدیث: ج ۱ ص ۲۳۶) و اخرجہ البغوی فی شرح السنۃ (الحدیث: ج٤ ص ٤٧) و ذکرہ العراقی فی المغنی عن حمل الاسفار (ج ٤ ص ١٤٩) و ذکرہ العجلونی فی کشف الخفاء (ج١ ص ٥٢) و ذکرہ السیوطی فی الدرالمنثور (الحدیث: ج١ص ١٤٠)

❸ اسد الغابۃ (ت ۱۰۳) الاستیعاب (ت ۳۲)

❹ اسد الغابۃ (ت ۱۰٤) الاستیعاب (ت ۳۱)

❺ اسد الغابۃ (ت ۱۰۲)

۱۱۹ الاسفع البکری ✿

انہیں ابن الاسفع بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ماکولا ✿ نے کہا ہے یہ لفظ فا سے ہے، انہیں ابن صحبہ بھی کہا جاتا ہے ان کی احادیث طبرانی ✿ نے مسلم بن خالد کی سند سے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ مجھے عمر بن عطاء نے جو ابن اسفع کے غلام تھے اور سچے آدمی تھے۔ اسفع بکری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ان سے سنا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان مہاجرین کے پاس صفہ میں تشریف لائے تو کسی شخص نے آپ سے پوچھا: قرآن مجید کی کون سی آیت (درجہ میں) سب سے بڑی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ...﴾ (سورة البقرة : ٢٥٥)

"اللہ، زندہ اور سب کو تھامنے والا ہے، وہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی عبادت و پکار کے لائق نہیں"۔

اسے عبدان نے رَوح بن عبادہ کی سند سے ابن جریج سے وہ اسفع کے غلام سے وہ ابن الاسفع سے روایت کرتے ہیں، یہی مشہور سند ہے۔

۱۲۰ الاسفع الجَرْمی

ان کا نسب یوں ہے، ابن شریح بن صریم بن عمرو بن ریاح بن عوف بن عمیرہ بن الھون بن اعجب بن قدامہ بن جَرم۔ نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ طبری کا قول ہے جو انہوں نے ابن الکلبی اور ابن شاہین کی پیروی میں اختیار کیا ہے، جو ان کے راویوں سے مروی ہے۔ ابن ماکولا ✿ نے ان (اسفع جرمی) کا ذکر کر کے کہا ہے ریاح را کے زیر اور یا کے ساتھ ہے، ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۲۱ الاسقع ✿ (قاف سے)

واثلہ بن الاسقع کے والد، البکری اللیثی مشہور صحابی ہیں۔ ابوسعد نے "شرف المصطفیٰ" میں کوئی ایسی بات ذکر کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی نہیں۔ پھر انہوں نے ہشام بن عمار کی سند سے محمد بن شعیب، یحییٰ بن ابی عمرو، عمر بن عبداللہ کے حوالے سے واثلہ بن الاسقع سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی جانب نکلا، آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (الحدیث) اسی میں ہے: پھر میں واپس آ گیا، میں نے دیکھا کہ چاشت کے وقت میرے والد سورج کی طرف رُخ کر کے بیٹھے ہیں۔ میں نے انہیں مسلمانوں کا سا سلام کیا، تو وہ مجھے کہنے لگے: کیا تو بے دین ہو گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ تو وہ بولے: ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں ہمارے اور تمہارے لیے بہتری فرمائے۔ فرماتے ہیں: پھر میں ان کے ساتھ ٹھہر گیا، یعنی فتح مکہ تک۔ (الحدیث)

✿ اسد الغابة (ت ١٠٦)

✿ الاكمال (ج١ ص ٧٩)

✿ اخرجه الطبرانى فى المعجم الكبير (الحديث: ج١ ص ٩٩٩)

✿ الاكمال (ج٤ ص ١٦)

✿ اسد الغابة (ت ١٠٧)

پھر مجھے (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو) اس سے زیادہ واضح روایت مل گئی۔ وہ یہ ہے کہ ابونعیم نے دلائل النبوۃ [1] میں، ابو عاصم کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ہشام بن عمار نے، ان سے عمر بن درفس نے ان سے عبدالرحمٰن بن ابی قسیمہ نے وہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ صفہ میں تھے، ہماری تعداد بیس تھی، ہمیں بھوک لگی اور میں سب سے کم عمر تھا تو انہوں نے مجھے (مشورے سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان لوگوں کی بھوک کی شکایت کرنے بھیجا۔

۱۲۲ الاسلع الاعرجی [2] (را سے)

از بنی اعرج بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم۔ ابن السکن نے کہا ہے، ان کی حدیث بصری صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتی ہے، جبکہ اس میں نظر ہے، اور ابن حبان نے کہا ہے: اسلع السعدی بنی الاعرج بن کعب کے ایک آدمی ہیں جن کے بارے کہا جاتا ہے کہ شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ لیکن اس کی اسناد میں ''ربیع بن بدر'' ہے۔

طبرانی [3] نے حالات میں ذکر کیا ہے: **الاسلع بن شريك الاشجعي،** پھر دو سندوں سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ربیع بن بدر کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بتایا، وہ اپنے والد سے وہ اسلع نامی شخصیت سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، آپ کی سواری چلاتا تھا، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اسلع اٹھو اور سواری چلاؤ''۔ میں نے عرض کیا: یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جنابت سے ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آیت تیمّم لے کر آ گئے۔ آپ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: ''اسلع اٹھو اور تیمم کرو''۔ فرماتے ہیں: آپ علیہ السلام نے مجھے تیمّم کا طریقہ بتایا کہ ایک ضرب چہرے کے لئے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے جو کہنیوں تک ہوگی۔

پھر اسے یحییٰ الحمانی کی سند سے ربیع کے حوالہ سے نقل کیا: اسلع بنی الاعرج بن کعب کے ایک فرد ہیں، بعینہٖ اسماعیل القاضی نے ''الاحکام'' میں یحییٰ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح طبرانی [4] نے اس روایت کو ھیثم بن زریق سے وہ اپنے والد سے انہوں نے اسلع بن شریک سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی چلاتا تھا، ایک دفعہ سرد رات میں مجھے (احتلام کی وجہ سے) جنابت ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا ارادہ کر لیا۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ میں جنابت کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ہنکاؤں اور ٹھنڈے پانی سے غسل کر کے مجھے موت یا بیماری کا ڈر تھا۔ میں نے ایک انصاری صاحب سے کہہ دیا تو وہ اونٹنی ہنکانے لگے، اور میں نے وہاں پتھر رکھ (کر چولہا بنایا) پانی گرم کر کے غسل کر لیا۔ اور بعد میں پیدل چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جا ملا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلع، کیا ہوا ہے، مجھے تمہارے کو چوانی بدلی بدلی لگتی ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سواری نہیں چلائی تھی بلکہ ایک انصاری صاحب یہ خدمت انجام دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی کیا ضرورت پیش آئی؟'' میں نے عرض کیا: مجھے جنابت ہوگئی اور سردی کا خدشہ تھا اس لیے میں نے انہیں کہہ دیا تھا تو انہوں نے سواری چلائی تھی۔ میں نے وہاں

---

[1] دلائل النبوة (٣١٤)

[2] اسد الغابة (ت ١١٠) الاستيعاب (ت ١٤٩)

[3] اخرجه الطبراني في المعجم الكبير (ج ١ ص ٢٩٨)

[4] اخرجه الطبراني في المعجم الكبير (الحديث: ج ١ ص ٨٧٧)

پتھر رکھ کر پانی گرم کیا اور غسل کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''اے ایمان والو! جب تم نشے سے ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تمہیں معلوم ہو کہ (ہوش و حواس میں ہو) کیا کہہ رہے ہو؟ اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ غسل نہ کر لو۔ اِلّا یہ کہ راہ عبور کر رہے ہو اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار، مسافر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو (ان تمام حالتوں میں غسل یا وضو کے لیے جب) تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کو پونچھ لو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے''۔ (سورۃ النساء: ۴۳)

میں کہتا ہوں: اس قصہ میں پہلے سے تھوڑی سی مشابہت ہے جبکہ دونوں بڑی حد تک ظاہری اختلاف ہے اس لیے طبرانی اور ایک جماعت نے اس واقعہ کو یوں سمجھا کہ یہ سب کچھ اسلع کے ساتھ پیش آیا۔ جس کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے۔ ابن مندہ نے ان کے حالات میں کہا ہے: اسلع بن شریک بن عوف الاعرجی، پھر قیس بن حفص الدارمی کی سند سے ایک روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے اسلع کے چچیرے بھائیوں سے ان کے (نام نسب) متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ اسلع بن شریک بن عوف ہیں۔

خلیفہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: اسلع بن شریک بنی الاعرج بن کعب سے ہیں۔ جو نبی ﷺ سے تیمم کے بارے میں روایت نقل کرتے ہیں۔ لیکن مجھے اس کی کسی سند سے یہ نہیں لگتا کہ وہ اشجعی ہیں۔ اور نہ اس بات کا درست ہونا ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ ان کا تعلق بنی الاعرج بن کعب سے ہے۔ ہوسکتا ہے اس بارے میں سماعت کی غلطی واقع ہوگئی ہو۔ کہنے والا اعرجی کہنا چاہتا ہو اور اس نے اشجعی کہہ دیا ہو۔

البتہ ابن عبدالبر نے دونوں قصوں میں فرق کیا ہے اور انھیں دو آدمیوں کے قصے قرار دیا ہے، ان میں سے ہر ایک کو اسلع کہا جاتا ہے، پہلے کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اسلع بن اسقع ہیں ان کی حدیث ربیع بن بدر نے نقل کی ہے اور دوسرا اسلع بن شریک الاعرجی التیمی ہے، دوسرے شخص کا نسب اعرجی بتانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ وہی پہلے شخص ہیں۔ اور یہ ثابت ہوگیا کہ پہلے اعرجی ہی ہیں، مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ ان کے والد کا نام اسقع کیسے ہے۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو ہوسکتا ہے ان کا نام شریک ہو اور اسقع ان کا لقب ہو، ان کے (ابن عبدالبر) اصلی خط سے لکھا ہے الاعوجی واؤ سے رشاطی نے ان کا تعاقب کر کے کہا ہے: یہ تو را سے ہے اسی طرح تیمی لکھ دیا تو رشاطی نے اس کا بھی تعاقب کیا کہ وہ تمیمی ہے۔

ابن السکن نے الاعرجی کے بارے میں بھی یہی کہا ہے وہ لکھتے ہیں: انہیں ابن شریک کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں قصے ایک شخص کے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابن مندہ نے علی بن سعید العسکری سے نقل کیا ہے کہ اسلع کا نام حارث بن کعب ہے، جسے میں تو غلطی سمجھتا ہوں۔ واللہ اعلم

تنبیہ: شیخ مغلطائی نے شرح البخاری کے **کتاب التیمّم** کی ابتداء میں، اس اسلع کے قصہ کی نسبت حافظ کی کتاب البرھان کی طرف کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: اسلع اعرجی رسول اللہ ﷺ کی سواری چلاتے تھے تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میں

جنابت سے ہوں، اور میرے پاس (غسل کے لئے) پانی بھی نہیں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ تو یہ مغلطائی کی طرف سے سخت کوتاہی ہے باوجودیکہ انہیں زیادہ اطلاع وخبر حاصل ہو۔

۱۲۳ اسلع بن شریک ❶ سابقہ والے ترجمہ میں ان کا حال گزر چکا ہے۔

۱۲۴ اسلم بن اوس ❷ بن بجرہ، بعد والے عنوان میں آ رہا ہے۔

۱۲۵ اسلم بن بَجْرہ (با کے زبر اور جیم کے سکون سے)

الانصاری، الکلبی نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: اسلم بن بجرہ بن حارث بن غیان (غین اور یائے مشدّدہ سے) ابن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ الخزرجی الساعدی۔ یہ تو ابن الکلبی کا بیان کردہ نسب ہے۔ البتہ عدوی نے یوں کہا ہے: غیاث کی جگہ اوس، ابن ماکولا ❸ اور ان سے پہلے دارقطنی نے کہا ہے: اسلم بن اوس بن بجرہ، باقی سلسلۂ نسب اسی طرح ہے۔

اور ابن شاہین نے اسے محمد بن ابراہیم، محمد بن یزید ان کے راویوں سے اسی طرح نقل کیا ہے، جن سب نے عدوی کی پیروی کی ہے، کیونکہ انہوں نے انصار کے نسب میں اسی طرح ذکر کیا ہے، اور کہا ہے: وہ بدر میں شریک تھے۔

ابن عبدالبر ❹ فرماتے ہیں: میرے نزدیک ان کا (یہ) نسب درست نہیں اور ان کی صحبت کے بارے میں تردد ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابن الکلبی نے وہی نسب ذکر کیا ہے جو ہم نے بیان کیا، اور ابن الکلبی علماء انساب میں معتمد ہیں۔ ابن شاہین اور ابن قانع وغیرہ نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ طبرانی ❺ نے معجم صغیر میں زبیر بن بکار کی سند سے عبداللہ بن عمرو الفہری، محمد بن ابراہیم بن محمد بن اسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اسلم انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے قیدیوں پر نگران مقرر کیا۔ (الحدیث) اور طبرانی فرماتے ہیں: اسلم رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے روایت کی جاتی ہے جس میں زبیر بن بکار منفرد ہیں۔

جبکہ خود طبرانی ❻ نے معجم کبیر میں دوسری سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے جو اسحاق بن ابی فروہ کی سند سے ابراہیم بن محمد بن اسلم بن بجرہ، اپنے والد سے وہ اسلم بن بجرہ رضی اللہ عنہ سے انہی الفاظ میں روایت کرتے ہیں۔ اسی دوسری سند سے ابن السکن نے نقل کیا ہے اور کہا ہے: یہ سند ثابت نہیں ہوتی، اور ابن مندہ نے اسے غریب کہا ہے۔

ابن عبدالبر ❼ فرماتے ہیں: ان کی حدیث کا مدار اسحاق پر ہے جیسا کہ انہوں نے کہا، اور ابن الاثیر نے اسلم بن بجرہ اور اسلم

---

❶ اسد الغابة (ت ١١٠) الاستيعاب (ت ١٤٨)

❷ اسد الغابة (ت ١١٢) الاستيعاب (ت ٣٧)

❸ الاكمال (٧٩)

❹ الاستيعاب (ج ١ ص ١٧٩)

❺ اخرجه الطبراني في المعجم الصغير (الحديث: ج١ ص ٦٦)

❻ اخرجه الطبراني في المعجم الكبير (الحديث ١/١٠٠٠) و في الاوسط (الحديث: ١٦٠٨)

❼ الاستيعاب (ج١ ص ١٧٩)

بن اوس بن بجرہ میں فرق کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں وہ دونوں (نام) ایک (ہی شخصیت کے) ہیں، احتمال بعید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا بھتیجا ہو اور دونوں کے نام ایک جیسے ہوں۔ واللہ اعلم

ابن عبدالبر فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کرنے سے منع کیا تھا۔ اور بغوی نے ابوعبید سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسلم بن الحصین بن النعمان الاوسی جن کی کنیت ابوجبیرہ ہے وہ ابوجبیرہ قیس بن الضحاک کے علاوہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو عمر بن شبہ نے مدینہ کی خبر میں مخلد بن خفاف کی سند سے عروہ سے نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ حضرت عثمان کو جنت البقیع میں دفن کرنے سے اسلم بن اوس بن بجرہ ساعدی نے منع کیا تھا۔

۱۲۶ اسلم بن جبیرہ [1]

بن حصین بن جبیرہ بن حصین بن النعمان بن سنان بن عبدالاشہل الانصاری الاوسی الاشہلی، یہ ابن الکلبی کا بیان کردہ نسب ہے۔ ابن مندہ نے اسلم بن الحصین کہہ کر ان کا نسب بیان کیا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ اور بغوی نے ابوعبید سے نقل کیا ہے کہ اسلم بن الحصین بن النعمان الاوسی کی کنیت ابوجبیرہ ہے اور وہ ابوجبیرہ قیس بن الضحاک کے علاوہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے نسب میں اختلاف سابقہ شخصیت کے نسب میں اختلاف کی طرح ہے اور دونوں میں وہی احتمال ہے۔ واللہ اعلم

۱۲۷ اسلم بن حصین سابقہ سوانح میں گزر چکا ہے۔

۱۲۸ اسلم بن الحارث

بن عبدالمطلب بن ہاشم الہاشمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور نوفل کے بھائی محمد بن عمر حافظ جعابی نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو خود اور ان کے بیٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے اسے مغلطائی کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۱۲۹ اسلم [2] خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسحاق بن سلمان نے سعید بن عبدالرحمن مدنی سے روایت کیا ہے کہ رافع اور اسلم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے یعنی وہ دونوں جن کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں ذکر کیا ہے۔

اسلم اور رافع کا رفیق (شریک) بن جا، لوگوں کی خدمت کر تاکہ تیری بھی خدمت کی جائے۔ یہ وہ روایت ہے جسے ابن وہب نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ہمیں رات کا پتہ نہ چلا کہ کتنی گزر گئی

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۱۱۳)

[2] اسد الغابۃ (ت ۱۱٤)

ہے یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری سواریاں اور اپنی سواری چلا دی اور ہمیں یہ اشعار سنا کر بیدار کر دیا، پھر انہوں نے یہ اشعار ذکر کیے۔

(۱۳۰) اسلم ❶

کہا جاتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابورافع کا نام ہے اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں کنیتوں میں آئے گا۔ اور جن لوگوں نے اس بات پر اعتماد کیا ہے کہ ان کا نام اسلم ہے وہ امام بخاری ہیں۔

(۱۳۱) اسلم مولی عمر ❷

ابن مندہ نے عبدالمنعم بن بشیر کی سند سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دو سفر کیے۔ مشہور یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلم کو خرید لیا تھا اسی طرح ابن اسحاق وغیرہ نے نقل کیا ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ قسم ثالث میں درج کریں گے۔

(۱۳۲) اسلم ❸ (سیاہ فام گلہ بان)

ابن اسحاق نے مغازی میں کہا ہے کہ مجھ سے ابواسحاق ❹ بن یسار نے بیان کیا کہ ایک سیاہ چرواہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اس کے پاس بکریاں تھیں، وہ کسی یہودی کے ہاں مزدور تھا۔ وہ کہنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے سامنے اسلام پیش کریں تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں۔

اسی طرح ابن عبدالبر ❺ نے ذکر کیا ہے، ابن الاثیر نے ان پر اعتراض کیا ہے کہ سیاق وسباق میں کوئی بات ایسی نہیں جس سے پتہ چلے کہ ان کا نام اسلم تھا۔ یہ اعتراض قابل توجہ ہے۔ ابونعیم ❻ نے ان کا نام ''یسار'' بتایا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یائے تحتانیہ میں آ رہا ہے۔ رشاطی نے ''انساب'' میں کہا ہے: اسلم حبشی، خیبر کے روز اسلام لائے اور جنگ میں حصہ لیا پھر شہید ہو گئے۔ انہوں نے کوئی نماز (ابھی تک) ادا نہیں کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابھی اس کے ساتھ اس کی بیوی حورعین ہے''۔

(۱۳۳) اسلم بن سلیم ❼ الصریمی

خنساء بنت معاویہ بن سلیم کے چچا، ابن مندہ نے ان کا نام بتایا ہے اور ابونعیم ❽ نے کہا: یہ صحیح نہیں ہے یعنی خنساء سے ان

---

❶ اسد الغابة (ت ١١٨) الاستيعاب (ت ٣٤)

❷ اسد الغابة (ت ١٢٠)

❸ اسد الغابة (ت ١١٦) الاستيعاب (ت ٣٥)

❹ اخرجه ابن هشام فى السيرة النبوية عن ابن اسحاق (ج ٣ ص ٢٦٦، ٢٦٧)

❺ الاستيعاب (ج١ ص ١٧٨)

❻ معرفة الصحابة (ج٢ ص ٢٤٦، ٢٤٧)

❼ اسد الغابة (ت ١١٩)

❽ معرفة الصحابة (ج٢ ص ٢٤٧، ٢٤٨)

کے چچا سے بغیر نام کے روایت کی جاتی ہے۔

۱۳۴ اسلم بن عبیدہ

دمیاطی نے رسول اللہ ﷺ کے غلاموں میں ان کا ذکر کیا ہے، شاید سابقہ لوگوں میں سے جن کا ذکر گزر چکا کوئی ہوں۔

۱۳۵ (ز) اسلم بن عمیرہ [1] (بفتح العین)

بن امیہ بن عامر بن جشم بن حارثۃ الانصاری الحارثی، احد میں شریک تھے۔ یہ محمد بن سعد اور طبری کا قول ہے اور ابن عبدالبر [2] نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۳۶ اسلم طائی

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ بنی نبہان کے کسی شخص کے غلام تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ نے ۹ ھ میں ربیع الثانی میں قبیلہ طے کی طرف بھیجا تو یہ آپ کو مل گئے۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ پھر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خفیہ ٹھکانے بتائے، آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور عدی بن حاتم کے گھرانے اور ان کی بہن کو قیدی بنا لیا۔ اس کے بعد اسلم مسلمان ہوگئے۔ طبری نے بھی ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ اور ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم کے حوالہ سے یزید سے ان کے راویوں کی سند سے نقل کیا ہے، ابن سعد اور طبری نے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ وہ یمامہ کے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور عمدہ شجاعت دکھائی۔ ابن فتحون نے ان کی غلطی نکالی ہے۔

۱۳۷ اسماء بن حارثہ [3]

بن سعید بن عبداللہ بن غیاث بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصیٰ الاسلمی، ان کی کنیت ابو ہند ہے ان کا یہ نسب ابن الکلبی نے بیان کیا ہے۔ اور فرمایا کہ ابن عبدالبر [4] نے کہا ہے: ''اسماء بن حارثہ بن ہند بن عبداللہ''۔ باقی نسب اسی طرح ہے۔ ان کے نسب میں ہند کا تذکرہ غلط ہے، ہند تو ان کے بھائی ہیں۔ احمد بن مندہ نے یحییٰ بن ہند بن حارثہ کی سند سے نقل کیا ہے اور ہند اہل حدیبیہ سے ہیں اور ان کے بھائی وہی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم کی طرف عاشورا کا روزہ رکھنے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ اسماء بن حارثہ ہیں۔ یحییٰ بن ہند، اسماء بن حارثہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما کر بھیجا: ''اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ اس دن روزہ رکھ لیا کریں''۔ [5] (الحدیث)

اوزاعی سے مروی ہے وہ ابن حرملہ سے وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے وہ اسماء بن حارثہ سے اسی جیسا مفہوم نقل کرتے ہیں۔

---

[1] اسد الغابة (ت ۱۲۱) الاستیعاب (ت ۳۶)

[2] الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۹)

[3] اسد الغابة (ت ۱۲۳) الاستیعاب (ت ۳۸)

[4] الاستیعاب (۱۱۰/۱)

[5] اخرجه الامام احمد فی مسنده (الحدیث ۷۸/٤)

موسیٰ بن عقبہ، اسحاق بن یحییٰ سے وہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء بن حارثہ کو بھیجا۔
حاکم [1] نے مستدرک میں واقدی کی سند سے، سعید بن عطاء بن ابی مروان کے حوالے سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اسماء بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں، اور یزید بن ابراہیم کی سند سے ابن سیرین کے حوالہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: میں نے حارثہ کے دونوں بیٹوں ہند اور اسماء کو جب بھی دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے دیکھا، جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دونوں زیادہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے لگے رہتے اور آپ علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتے۔
ابن سعد واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ اسماء کی وفات ۶۶ھ بصرہ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر اسی (۸۰) سال تھی۔ ان کا شمار اہل صفہ [2] میں تھا اور فرمایا کہ واقدی نے کہا ہے: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں زیاد کے زمانے میں فوت ہوئے جبکہ زیاد کی وفات ۵۳ھ میں ہوئی۔

۱۳۸ اسماء بن ریّان [3] بن معاویہ

بن مالک بن الحارث بن رفاعہ بن عذرہ بن عدی بن شمس بن طرود بن قدامہ بن جرم الجرمی۔ ابن سعد نے طبقات میں اور ابن الکلبی نے کہا ہے کہ بنی عقیل نے عقیق کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑے کا فیصلہ کرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جرم کے حق میں فیصلہ کیا۔ عقیق بنی عامر کی زمین کا پانی ہے یہ وہ عقیق نہیں جو مدینہ میں ہے۔ اسی طرح اس روایت کو ابن شاہین نے محمد بن محمد سے اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں:

''تم لوگ جانتے ہو کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائل جمع ہوئے، میں قبیلہ جرم سے تعلق رکھتا تھا، اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر اکتفا نہیں کرتے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر قانع و اکتفا کرنے والا ہوں''۔

۱۳۹ (ز) اسماء بن مالک الکعبی

باوردی نے ان کا ذکر کیا اور قرہ بن خالد کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے یزید بن الشخیر سے سنا، فرمایا: ہم لوگ کھلیان میں تھے تو ہمارے پاس دیہات کا ایک شخص آیا، پھر حدیث ذکر کی۔ وہ نمر بن تولب سے مشہور ہیں۔ جیسا کہ اس کی جگہ آئے گا ابن فتحون نے ان کی غلطی نکالی ہے۔ ابن حبان [4] نے کہا: اسماء بن مالک العکلی کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان سے بصریوں نے روایت کی ہے۔

۱۴۰ اسمٰعیل [5]

ایک صحابی ہیں جو بصرہ ٹھہرے۔ مسلم نے وکیع کی سند سے اسمٰعیل بن ابی خالد، مسعر بن کدام، اور بختری بن المختار کے حوالہ

---

[1] اخرجه الحاکم فی المستدرک (الحدیث: ۵۲۹/۳)
[2] الحاکم فی المستدرک (الحدیث: ۵۲۹/۳) والهندی فی کنز العمال (الحدیث: ۲٤۱٦۰)
[3] اسد الغابة (ت ۱۲٤) الاستیعاب (ت ٤۰)
[4] الثقات (۱۸/۳)
[5] ....

سے روایت نقل کی، جبکہ نسائی نے ابو اسحاق السبیعی کی سند سے نقل کی ہے۔ نیز مسلم نے عبدالملک بن عمیر کی سند سے بھی روایت کی ہے یہ سب راوی ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے پہلے نماز (فجر وعصر) پڑھتا ہو (گا) وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا''۔ [1]

اور ہم نے اسے عبداللہ الجابری کی حدیث میں نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں ہم سے ابن ابی المثنی نے ان سے جعفر بن عون نے ان سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا کہ بصرہ سے ایک شیخ میرے والد کے پاس آیا، کہنے لگا: جو کچھ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ہم سے بیان کریں، پھر وہ روایت ذکر کی۔ وہ شیخ کہتا ہے کیا آپ نے ان سے سنا ہے؟ فرمایا: میرے کانوں نے سنا اور میرے دِل نے محفوظ کیا، وہ شیخ کہنے لگا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ یوں فرما رہے تھے لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اس کے موافق نہیں۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں میں بندار سے، یزید بن ہارون سے انہوں نے اسمٰعیل سے نقل کیا ہے، جس میں انہوں نے کہا: بصرہ کا ایک شیخ جسے اسمٰعیل کہا جاتا تھا، اسے ابن مندہ نے ابراہیم بن محمد سے ابن خزیمہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے، ہمیں اس شیخ کا نام صرف اس روایت سے معلوم ہوا۔ اور یہ روایت صحیح ہے۔ واللہ اعلم

۱۴۱ (ز) اسماعیل بن سعید

بن عبید بن اسید بن عمرو بن علاج الثقفی، ان کے والد کے حالات میں آرہا ہے کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے اور مذکور اسمٰعیل ان کے ساتھ تھے۔ اور امیہ بن ابی الصلت کی موت کے وقت وہاں تھے۔ جس کا تذکرہ اس روایت میں ہے جو بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں جراح بن مخلد سے علاء بن فضل سے انہوں نے محمد بن اسمٰعیل بن طریح بن اسمٰعیل بن سعید بن عبید سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا، انہوں نے اپنے والد کے دادا سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: امیہ بن ابی الصلت کی موت کے وقت میں اس کے پاس تھا پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

اسے ابن مندہ نے طریح بن عمرو بن علی کے حالات میں، علاء بن فضل سے، محمد بن اسمٰعیل بن طریح سے، انہوں نے اپنے والد، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں امیہ کے پاس تھا۔ اسی طرح ابن السکن نے محاملی سے، محمد بن صالح سے، علاء سے نقل کیا ہے۔ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے وہ قابل اعتماد ہے۔ دوسری روایت کو پہلی کی طرف لوٹایا بھی جا سکتا ہے وہ اس طرح کہ ان کے دادا کی ضمیر اسمٰعیل کی طرف لوٹے نہ کہ محمد کی طرف۔ ابن قانع، اور ابن مندہ کے ہاں طریح اور سعید کے درمیان اسمٰعیل کا ذکر ساقط ہے، جو غلط ہے۔ ادھر زبیر بن بکار نے ان کا صحیح نسب بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

امیہ بن ابی الصلت کی موت واقعۂ بدر کے کچھ مدت بعد ہوئی۔ ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ قریش اور ثقیف سے جو شخص بھی حجۃ الوداع کے بعد باقی بچا تھا وہ مسلمان ہو گیا۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

---

[1] مسلم كتاب المساجد باب فضل صلاتي الصبح والعصر المحافظة عليهما (الحديث: ١٤٣٤ والحديث: ١٤٣٥)
نسائي كتاب الصلاة باب فضل صلاة العصر (الحديث: ٤٧٠) و اخرجه في الكتاب نفسه باب فضل صلاة الجماعة (الحديث: ٤٨٦)

۱۴۲ اسماعیل بن عبداللہ الغفاری

اشجعی بھی کہا جاتا ہے، تفسیر میں ثعلبی نے اور ھبۃ اللہ بن سلام نے ناسخ میں کلبی اور مقاتل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اپنی بیوی قتیلہ کو طلاق دی، انھیں اس کے حمل سے ہونے کا علم نہ تھا۔ جب پتہ چلا تو رجوع کر لیا۔ بعد میں ان کے ہاں ولادت ہوئی تو وہ خود اور بچہ دونوں فوت ہو گئے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں''۔ (سورۃ البقرۃ : ۱۲۸)

۱۴۳ اسمر بن ابیض

عنقریب آ رہا ہے۔

۱۴۴ اسمر بن ساعد[۱]

بن ھلوات المازنی۔ ابن مندہ نے احمد بن داؤد بن اسمر بن ساعد کی سند سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد داؤد نے، فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد اسمر بن ساعد نے بیان کیا۔ فرمایا: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو والد نے بیان کیا، فرمایا: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو والد نے عرض کیا: ہمارے والد ھلوات بے حد بوڑھے ہیں، انہوں نے آپ ﷺ کے متعلق سنا ہے لیکن وہ اٹھنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف دیہاتیوں کا ساتحفہ بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا ہدیہ قبول کر کے ان کے لیے اور ان کے بیٹے کے لیے دعا کی۔[۲]

۱۴۵ اسمر بن مضرس الطائی[۳]

بخاری اور ابن السکن نے کہا ہے: انہیں شرف صحبت حاصل ہے اور ان کی ایک حدیث ہے۔ ابو عمر[۴] نے کہا: وہ عروہ بن مضرس کے بھائی اور دیہات کے باسی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: اسمر بن ابیض بن مضرس، یوں انہوں نے نسب میں ابیض کا اضافہ کیا ہے، اور کہا ہے ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوداؤد[۵] نے اچھی سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر بیعت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو (مسلمان) کسی ایسی زمین کی طرف پہلے پہنچ گیا کہ اس سے پہلے کوئی مسلمان وہاں تک نہیں پہنچا تو وہ اس کی ہے''۔

---

[۱] اسد الغابۃ (ت ۲۸۸)
[۲] اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۹۵) ابن کثیر جامع المسانید والسنن (۱/۳۱۸)
[۳] اسد الغابۃ (ت ۱۲۹) الاستیعاب (ت ۱۵۶)
[۴] الاستیعاب (۱/۲۲۸)
[۵] ابوداؤد کتاب الخراج باب فی اقطاع الارضین (الحدیث: ۳۰۷۱)

۱۴۶ الاسود بن ابیض

ابوموسیٰ نے عبدان سے روایت کیا ہے کہ حماد بن سلمہ نے ابن ابی الحقیق کے قاتلین میں ان کا نام لیا ہے، جبکہ ان میں مشہور یہ حضرات ہیں: اسود بن خزاعی، اسود بن حرام جیسا کہ آ رہا ہے۔

۱۴۷ الاسود بن ابی الاسود النّھدی

ابن مندہ نے یونس بن بکیر کی سند سے غبیہ بن الازھر کے حوالہ سے ابن الاسود النھدی سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کسی غار کی جانب بڑھے تو آپ ﷺ (کے پاؤں) کی انگلی زخمی ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو تو ایک انگلی ہے جو خون آلودہ ہوگئی، تیرے ساتھ یہ حادثہ اللہ کی راہ میں پیش آیا۔

ابن مندہ نے سوانح میں کہا: الاسود بن ابی الاسود، یہ ان کی عادت ہے جس کے والد کا نام پتہ نہ ہو، تو سوانح والی شخصیت کے نام سے کنیت گھڑ لیتے ہیں۔ بغوی نے ان سے پہلے ان کا ذکر کیا ہے۔ تو انہوں نے اسود کہا اور کوئی نسبت بیان نہیں کی۔ پھر ان کی حدیث پیش کی۔ وہاں "ابوالاسود سے یا ابوالاسود اپنے والد سے" کے الفاظ لکھے ہیں۔ اور کہا ہے: مجھے اس کے علاوہ کوئی سند معلوم نہیں۔

ابونعیم نے کہا: صحیح روایت وہ ہے جو ثوری، شعبہ اور ابن عیینہ نے اسود بن قیس کے حوالہ سے جندب البجلی سے نقل کی ہے۔ فرمایا: میں غار میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا وہاں آپ کی انگلی زخمی ہوگئی۔ (الحدیث) ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کر کے کہا ہے کہ جندب غار میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نہ تھے یعنی آپ ﷺ غار میں مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت داخل ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: درست عبارت یوں ہوگی: میں نبی ﷺ کے ساتھ کسی غار میں تھا، جیسا کہ صحیح طرق سے ثابت ہے اور غار سے کوئی ایک غار مراد ہے خاص غار مراد نہیں۔ واللہ اعلم

۱۴۸ الاسود بن اصرم المحاربی

ابن حبان نے کہا ہے: ان کا شمار اہل شام میں ہے اور ان کی روایت انہی سے مروی ہے۔ ابوزرعہ دمشقی، ابن سمیع اور ابن عبدالبر نے ان کا ذکر شام میں ٹھہرنے والے صحابہ میں کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا ہے: ان کی حدیث اہل شام سے لی جاتی ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۱۳۰)

اسد الغابۃ (ت ۱۳۱)

البخاری کتاب الجھاد والسیر باب من ینکب فی سبیل اللہ (الحدیث ۲۰۸۲)

مسلم فی کتاب الجھاد باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین (الحدیث: ٤٦٣٠)

معرفۃ الصحابۃ (۲/ ۲۸۵، ۲۸۶)

اسد الغابۃ (۱/ ۹٦)

اسد الغابۃ (ت ۱۳۲) الاستیعاب (ت ٤۹) تجرید اسماء الصحابۃ (۱/۱۷)

الثقات (۱/۸)

الاستیعاب (۱/۱۸۳)

اور طبرانی [1] نے عبدالوہاب بن بخت کی سند سے سلیمان بن حبیب المحاربی کے حوالہ سے اسود بن اصرم المحاربی سے نقل کیا کہ وہ قحط کے زمانہ میں اپنا موٹا اونٹ لے کر مدینہ آئے۔ وہ اونٹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے عوض کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا: خادم۔ فرمایا: بھئی کس کے پاس خادم ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے پاس۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ خادم لے آئے۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو بولے مجھے ایسا ہی خادم چاہیے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو لے لو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اونٹ لے لیا۔ (جاتے وقت) اسود عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی زبان سے صرف نیکی کی بات کہنا اور اپنے ہاتھ کو صرف بھلائی کی طرف بڑھانا''۔

بغوی نے اسے مختصر نقل کیا ہے اور کہا ہے: مجھے ان کی دوسری روایت معلوم نہیں۔ اور عبدالوہاب سے سوائے ابوعبدالرحیم کے کسی نے اسے روایت نہیں کیا ہے۔

ابن السکن اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی الدنیا نے ''الصمت'' میں دوسری سند سے نقل کیا ہے جو سلیمان سے وہ اسود بن اصرم سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔ لیکن بخاری [2] نے کہا ہے: اس کی سند میں نظر ہے۔

۱۴۹ الاسود بن ابی البختری [3]

ان کا نام العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد بن عبدالعزی بن قصی القرشی الاسدی ہے۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت امیہ بن الحارث بن اسد ہیں۔ ان کے والد جنگ بدر میں کافر مارے گئے۔ اور وہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔

زبیر بن بکار نے کہا ہے: سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو مدینہ بھیجا تو انہیں یہ کہلا بھیجا کہ بنی اسد کے اسود بن فلاں سے مشورہ لے لینا۔ جب بسر مسجد میں داخل ہوئے تو (شیعان علی رضی اللہ عنہ) کو قتل کرنے کے لیے دروازے بند کر لیے، تو اسود نے انہیں منع کر دیا۔ زبیر کہتے ہیں: وہ اسود بن ابی البختری ہیں۔ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی لڑائی کے وقت لوگوں نے مدینہ میں ان پر اتفاق کر لیا تھا۔ نیز زبیر نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بہن ام عبداللہ بنت ابی البختری سے اس وقت کہا: جب ان کے خاوند نے عدی بن نوفل کو ان کی تلاش میں روانہ کیا یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حضر موت کا گورنر بنایا تھا: ''تمہارے چچا زاد کا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے تو گفتگو میں اس سے ترش روئی کرنا''۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے بیٹے سعید بن الاسود کے بارے میں ایک عورت کہتی ہے: کاش میں سعید بن اسود سے آنکھ کے دیکھنے کے بدلے اپنا بازو بند اور اپنی تلوار بیچ دیتی۔ اور یہ سعید بن اسود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مشہور شخص تھے، ابن ابی شیبہ نے کہا: ہم سے عفان، ان سے معتمر نے فرمایا میں نے اپنے والد سے، ابونضرہ کے حوالہ سے ابوسعد مولی ابی اسد سے منقول سنا، پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی لمبی حدیث ذکر کی، اس میں ہے میں نے سعید بن الاسود کو دیکھا کہ وہ تلوار کی چوڑائی سے

---

[1] المعجم الكبير للطبراني (الحديث: ٢٨١/١)

[2] التاريخ الكبير (١/ ٤٤٣، ٤٤٤)

[3] اسد الغابة (ت ١٣٣) الاستيعاب (ت ٤٢) تجريد اسماء الصحابة (١٨/١)

مار کر لوگوں کو ہٹا رہے تھے اگر وہ کسی کو قتل کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے عہد لیا تھا اس لئے وہ لوگ ایسا کرنے سے باز رہے۔

۱۵۰ الاسود البختری

بن خویلد، ابن مندہ کا قول ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حسن بن مدرک سے مروی ہے وہ یحییٰ بن حماد وہ ابوعوانہ وہ ابومالک وہ ابوحازم سے نقل کرتے ہیں کہ اسود بن بختری بن خویلد نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اپنی قوم سے بے نیازی اختیار کروں تو میرا اجر بڑھے گا؟ روایت کے مرسل ہونے کے باوجود اس کے رجال ثقہ ہیں۔ ابن الاثیر کا میلان اس طرف ہے کہ یہ اوّل ہیں (جن کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے)۔

میں کہتا ہوں: عبارت کا ظاہر اس کے خلاف ہے۔

۱۵۱ الاسود بن ثعلبہ الیربوعی [1]

ابن سعد نے کوفہ ٹھہرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہا ہے کہا جاتا ہے کہ انھیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاہین، ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عبدالبر نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن کسی نے ان کے حالات میں اس سے آگے کچھ نہیں کہا جو ابن سعد نے واقدی سے نقل کیا ہے۔ وہ حجۃ الوداع [2] میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں موجود تھے۔

۱۵۲ الاسود بن حازم [3]

بن صفوان بن عرار۔ ابن مندہ نے ابواحمد بجیر بن النضر کی سند سے، ابوجمیل عباد بن ہشام کے حوالہ سے — جو بخاری کے ایک گاؤں مجکث میں مؤذن تھے — نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے ایک صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے جنھیں اسود بن حازم بن صفوان کہا جاتا تھا۔ میں ان کے پاس اپنے والد کے ساتھ آتا، اس وقت میری عمر چھ سات سال کی ہوگی۔ انہوں نے فرمایا: میں غزوۂ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، اس وقت میں تیس سال [4] کا تھا۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

۱۵۳ الاسود بن حرام

اسود بن ابیض میں ان کا تذکرہ اگرچہ گزر چکا ہے البتہ بعد والے میں آرہا ہے۔ عمر بن شبہ نے محمد بن فلیح کے ذریعہ موسیٰ بن عقبہ سے انہیں ابن ابی الحقیق کے قاتلین میں ذکر کیا ہے، لیکن انہوں نے یہ بھی کہا ہے: ''اسعد بن حرام'' جیسا کہ گزر گیا۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۱۳٤) الاستیعاب (ت ٤٧)

[2] جامع المسانید والسنن (۳۲۱/۱) اسد الغابۃ (۹۷/۱)

[3] اسد الغابۃ (ت ۱۳۵)

[4] المعجم الکبیر (۳۲/۱۷) جامع المسانید والسنن (۳۲۲/۱)

۱۵۴ الاسود بن الخزاعی الاسلمی

انصار کی شاخ بنی سلمہ کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے ابن ابی الحقیق کے قاتلین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک، عبداللہ بن انیس، ابوقتادہ، مسعود بن سنان، اسود خزاعی اور اسود بن حرام کو روانہ فرمایا۔ پھر پورا قصہ ذکر کیا۔ ابن اسحاق نے ان کا نام خزاعی بن اسود بتایا ہے اسی طرح معمر نے زہری سے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ نے واقدی کی سند اسامہ بن زید بن اسلم کے حوالہ سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ خیبر میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے جنگ کا حکم دیا۔ یہودیوں کی طرف سے اسلحہ سے لیس ایک شخص نمودار ہوا۔ تو اسود خزاعی اس کے مقابلہ میں اترے، اسے قتل کر کے اس کا ہتھیار ولباس اتار لیا۔ طبری کا بیان ہے کہ اسود خزاعی احد میں شریک تھے اور واقدی نے کہا ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو یہ ان کے ساتھ چلے تھے، اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حنین میں ابوقتادہ کے مقتول شخص کے سامان کی ابوقتادہ کے حق میں گواہی دی تھی۔

۱۵۵ الاسود بن خطامة الکنانی[1]

ابن مندہ نے ابراہیم بن المنذر کی سند سے نقل کیا ہے، عبدالملک بن یحییٰ، اسمٰعیل بن النضر بن الاسود بن خطامہ جو بنی کنانہ سے ہیں۔ وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ زہیر بن خطامہ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے۔ پھر عرض کیا: جاہلیت میں ہماری ایک رکھ ہوتی تھی۔ اسے اب بھی ہمارے لیے مختص فرما دیں۔ پھر راوی نے اسود کے اسلام لانے کا لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی طرح وہ اصل میں مختصر ہے، اس کی سند مجہول ہے۔

۱۵۶ الاسود بن خلف بن اسعد[2]

بن عامر بن بیاضہ الخزاعی، خلیفہ نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے، کہا جاتا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اس بات کی سند میں کچھ نظر ہے ابن سعد کو ان کے حالات میں وہم ہوا اس لئے انہوں نے اس بارے میں اسود بن خلف بن عبد یغوث کی حدیث نقل کر دی۔ جن کے حالات آ رہے ہیں۔ اور یہ وہم ذہبی بھانپ گئے، لیکن انہوں نے بھی مراد کو واضح نہ کیا بلکہ ان کے حالات ابن عبد یغوث کے حالات کے بعد ذکر کر دیئے۔ پھر کہا: میرے خیال میں یہ وہی ہیں جو اس سے پہلے تھے۔ دونوں ایک نہیں ہیں۔ بلکہ دونوں جدا شخصیتیں ہیں۔ البتہ حدیث ابن عبد یغوث کی ہے۔

۱۵۷ الاسود بن خلف بن عبد یغوث القرشی[3]

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے اور ان کے بیٹے محمد کے حالات میں ایسا نسب بیان کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا: کہا جاتا ہے کہ

---

[1] اسد الغابة (ت ١٣٨)

[2] اسد الغابة (ت ١٣٩)

[3] اسد الغابة (ت ١٤٠) الاستيعاب (ت ٤٣)

ان کا تعلق بنی جمح (جیم میم حا) سے ہے، ابن عبدالبر [1] نے بھی اسے وزنی قرار دیا ہے اور ابن الاثیر نے اس بات کا تعاقب کیا ہے کہ بنی جمح میں عبدیغوث نامی شخص کوئی بھی نہیں۔ ابن مندہ نے کہا: وہ زھری ہیں اور عسکری کا قول ہے کہ مطین نے کہا: وہ قریشی ہیں فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے۔ اور عبدیغوث وہ ابن وھب بن زہرہ ہیں، ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام اسود بن عبدیغوث تھا اس کا کام تھا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتا، کفر پر ہی اس کی موت ہوئی اور اسود بن خلف کو اپنے چچا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد [2] نے اپنی مسند میں فرمایا: عبدالرزاق، ابن جریج، ابن خثیم نے بتایا کہ محمد بن اسود بن خلف نے انہیں بتایا کہ ابوالاسود نے نبی ﷺ کو قرن مصقلہ کے پاس لوگوں سے بیعت لیتے دیکھا۔ اور حاکم [3] نے ابن جریج کی روایت سے نقل کیا ہے جس میں ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے (نبی ﷺ کو) دیکھا۔

بغوی اور ابن السکن نے کہا: اس روایت کو ابن جریج کے سوا کسی نے بیان نہیں کیا۔ اور بغوی عبدالرزاق کی سند سے معمر سے انہوں نے ابن خثیم سے اس سند سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کو چوم کر فرمایا: ''اولاد بخل و بزدلی کا سبب ہے''۔ [4]
بغوی، ابن السکن اور دارقطنی نے کہا ہے: اس روایت میں معمر منفرد ہے، اور بغوی، ابن السکن نے کہا ہے کہ اسود رضی اللہ عنہ کی ان دو حدیثوں کے علاوہ کوئی اور حدیث نہیں ہے۔ جبکہ مجھے ان کی تیسری حدیث بھی مل گئی ہے جسے بزار نے بشر بن معاذ سے انہوں نے فضیل بن سلیمان سے، انہوں نے ابن خثیم سے وہ محمد بن خلف سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں حرم کے نصب شدہ پتھروں کی تجدید کرنے کا حکم دیا، اسے بزار نے نقل کیا ہے۔ ان کی چوتھی حدیث ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے، معلی نے ہم سے، ان سے وہیب نے ابن خثیم کے حوالہ سے بیان کیا فرماتے ہیں مجھ سے محمد بن الاسود بن خلف بن عبدیغوث نے اپنے والد سے نقل کر کے فرمایا کہ اہل مکہ نے مقام ابراہیم کے نیچے سے ایک تحریر پائی، قریش نے حمیر کا ایک شخص بلایا، جب اس نے وہ تحریر پڑھی تو کہنے لگا اس میں ایک بات ہے جسے میں تم سے بیان کروں تو تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو گے، فرماتے ہیں: ہم نے سمجھ لیا اس میں محمد ﷺ کا ذکر ہے، اس لئے ہم نے اسے پوشیدہ رکھ لیا۔ [5]

۱۵۸ الاسود بن ربیعہ [6]

بن الاسود الیشکری، ابن مندہ نے حارث بن عبید ایادی کی سند سے عبایہ یا ابن عبایہ کے حوالہ سے نقل کیا جو بنی ثعلبہ کے ایک شخص ہیں۔ وہ اسود بن ربیعہ بن اسود یشکری سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ ﷺ خطبہ دینے

---

[1] الاستیعاب (۱/ ۱۸۱)
[2] مسند احمد (الحدیث: ۱٦۸/٤)
[3] مستدرك للحاکم (الحدیث: ۱٦٤/۳)
[4] ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالد والاحسان الی البنات (الحدیث: ۳٦٦٦) مصنف لعبد الرزاق (الحدیث: ۲۰۱٤٤)
[5] المعجم الکبیر (الحدیث: ۸۱٦/۱) مسند البزار (الحدیث: ۱۱٦۰) مجمع الزوائد (۲۹۷/۳)
[6] اسد الغابة (ت ٤۱)

کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: سب لوگ سن لیں! جاہلیت وغیرہ کے تمام خون (جو قتل میں بہائے گئے) میرے قدموں تلے ہیں۔ صرف سقایہ اور سدانہ کی خدمت باقی ہے۔ [1] یہ سند مجہول ہے۔ لیکن ابوعبیدہ نے اسے "الارحاء والمحاجم و مآثر العرب" نامی کتاب میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یشکر کے جاہلیت کے نشانات میں سے یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو ارشاد فرمایا: خبردار! میں نے جاہلیت کی قابل عزت چیز کو اپنے قدموں تلے رکھ لیا ہے صرف سقایہ اور سدانہ (کعبہ کی جامہ پوشی) کی خدمت بدستور باقی ہے۔ [2] تو اسود بن ربیعہ بن ابی الاسود بن مالک بن ربیعہ بن حمیل بن ثعلبہ بن عمرو بن عثمان بن حبیب بن یشکر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! میرے والد نے زمانۂ جاہلیت میں مسافروں پر بہت سا مال خرچ کیا ہے، اگر یہ میرے لیے عزت کا باعث ہے تو میں اسے چھوڑ دوں اور اگر وہ میرے لیے عزت کا باعث نہیں ہے تو میں اس کا زیادہ حقدار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تمہارے لیے عزت کا باعث ہے اسے قبول کرو''۔ راوی کا بیان ہے کہ فرزدق نے جب جریر سے کہا: تو یہی اس کی مراد تھی۔ بکر بن وائل! حکام کی طرف آؤ، پریشان اور شش و پنج والے کی طرح نہ ہونا، عزت والے یشکریوں کی طرف جن کا کام بنی مطعم کی ضیافت کرنا ہے اور ان کا تعلق آلِ اسود سے ہے۔

۱۵۹ الاسود بن ربیعة الحنظلیّ [3]

از بنی ربیعہ بن مالک بن حنظلہ، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور اسود بن عبس میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۶۰ الاسود بن زید [4]

بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ انصاری خزرجی، موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ ابن عبدالبر نے ان کا ذکر تو کیا لیکن لفظی غلطی کر بیٹھے چنانچہ انہوں نے ثعلبہ کی جگہ قطبہ لکھا دیا۔ اور کہا ہے: کہا جاتا ہے: اسود بن رزم بن زید بن قطبہ بن غنم، یوں انہوں نے دونوں جگہ ذکر کر کے غلطی کی۔ ابن ہشام کی کتاب میں ہے، کہا جاتا ہے: وہ اسود بن رزین بن زید بن ثعلبہ، اسی طرح اس میں رزین نون سے لکھا ہے اور بعض نے کہا ہے وہ سواد بن زید ہیں۔ حرف سین میں آ رہا ہے۔

۱۶۱ الاسود بن سریع [5]

بن حمیر بن عبادہ بن النزال بن مرہ بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم التمیمی السعدی۔

---

[1] كنز العمال (الحديث: ١٢٣٥٨، ٣٠١٨٨)

[2] ابوداؤد، كتاب الديات، باب في الخطأ شبه العمد (الحديث: ٤٥٤٧)
نسائی كتاب القسامة باب ذكر الاختلاف على خالد الحذاء (الحديث: ٤٨٠٧)
ابن ماجه في كتاب الديات باب شبه العمد (الحديث: ٢٦٢٧)

[3] اسد الغابة (ت ١٤٢)

[4] اسد الغابة (ت ١٤٣) الاستيعاب (ت ٤٦)

[5] اسد الغابة (ت ١٤٤) الاستيعاب (ت ٤٤) تجريد اسماء الصحابة (١٩/١)

نامور شاعر ہیں۔ بخاری [1] نے اپنی تاریخ کبیر میں مسلم بن ابراہیم سے، وہ سری سے وہ حسن بصری سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: ہم سے اسود بن سریع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں چار غزوات کیے اور اسے ابن حبان [2] اور ابن السکن نے سری کی سند سے روایت کیا ہے۔ بخاری نے ''الادب المفرد'' میں ان کی دوسری حدیث نقل کی ہے۔ امام احمد [3] نے فرمایا: ہم سے علی بن عبداللہ نے ان سے معاذ بن ہشام نے فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے قتادہ کے حوالہ سے وہ احنف بن قیس سے وہ اسود بن سریع سے روایت کرتے ہیں۔ اور قتادہ، حسن سے، وہ ابورافع کے ذریعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے روز چار دلیل بیان کریں گے''۔ (الحدیث) ابن حبان [4] نے اسے اپنی صحیح میں اسحاق بن ابراہیم کی سند سے معاذ بن ہشام سے نقل کیا ہے۔ اور حاکم [5] نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کی سند سے اسود بن سریع سے روایت کی ہے۔ فرمایا: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کیا میں آپ کو حمدیں نہ سناؤں۔ (الحدیث)

بغوی نے کہا وہ شاعر تھے اور ابتدائے اسلام میں لوگوں سے قصے بیان کرتے تھے۔ پھر سری بن یحییٰ کی سند سے حسن بصری کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ کی مسجد میں قصہ سنایا، خلیفہ نے کہا: بصرہ کی جامع مسجد کے صحن میں ان کا گھر تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ ابن ابی خیثمہ امام احمد اور ابن معین سے نقل کر کے فرماتے ہیں: ''۴۲ھ میں ان کا انتقال ہوا''۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علی نے فرمایا: جنگ جمل کے زمانہ میں وہ لاپتہ ہو گئے۔ اسی پر ابوحاتم، ابوداؤد، ابن السکن، ابن حبان اور ابن زبیر وغیرہ نے بھروسا کیا ہے اور باوردی نے حسن بصری سے نقل کیا ہے فرمایا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسود اپنے اہل وعیال سمیت کشتی میں سوار ہو کر کہیں چل دیئے پھر اس کے بعد سے کسی نے انہیں نہیں دیکھا۔

۱۶۲ الاسود بن سفیان [6]

بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد — حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند — کے بھتیجے۔ ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کر کے کہا: ان کے صحابی ہونے میں نظر ہے۔

میں کہتا ہوں: عدوی نے نسب میں ان کا ذکر کر کے کہا ہے: وہ بدر میں قیدی تھے اھ۔ زبیر نے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد سفیان بدر کے روز کافر مارے گئے، جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔ وہ اس قسم والے لوگوں میں ہیں۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ام حبیب بنت العباس بن عبدالمطلب سے ان کی شادی ہوئی جن سے اسود پیدا ہوئے۔ ان کے بھائی عبداللہ اور دوسرے

---

[1] التاریخ الکبیر (۱/۴۴۵)

[2] الثقات (۳/۸)

[3] مسند احمد (الحدیث: ۴/۲۳)

[4] ابن حبان فی صحیحہ (الحدیث: ۱۸۲۷)

[5] مستدرك للحاکم (الحدیث: ۳/۶۵۷۵)

[6] اسد الغابۃ (ت ۱۴۵) الاستیعاب (ت ۴۸)

بھائیوں کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۶۳ الاسود بن سلمہ [1]

بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ کلبی نے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اس وقت ان کے ساتھ کے بیٹے یزید تھے جو ابھی لڑکے تھے، تو نبی ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی، طبری اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۶۴ الاسود بن عبداللہ [2]

السدوسی الیمانی، بشیر ابن الخصاصیہ کے ہمراہ آنے والوں میں سے ایک ہیں۔ عبداللہ بن اسود میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۶۵ الاسود بن عبس [3]

بن اسماء بن وہب بن ریاح بن عوذ بن منقذ بن کعب بن ربیعہ الجوع بن مالک بن حنظلہ بن زید مناۃ بن تمیم: ہشام الکلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آ کر عرض کرنے لگے: میں اس لیے آیا ہوں تا کہ آپ کی صحبت میں رہ کر اللہ کا قرب حاصل کروں۔ تو آپ نے ان کا نام ''مقرب'' رکھا دیا۔ اور سیف بن عمر نے وَرقاء بن عبدالرحمٰن حنظلی سے نقل کیا ہے کہ ربیعہ بن مالک بن حنظلہ کی اولاد سے اسود بن ربیعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: تم کس وجہ سے آئے؟ عرض کیا: آپ کی صحبت میں رہ کر (اللہ کا) قرب حاصل کروں؟ تو ان کا اسود نام چھوڑ دیا گیا اور ''مقرب'' نام پڑ گیا۔ وہ نبی ﷺ کی صحبت میں رہے اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسود بن ربیعہ کو — جو بنی ربیعہ بن مالک سے تھے — بصرہ کے لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ وہ مہاجر صحابی ہیں، یہ وہی ہیں جنہوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا تھا میں قرب حاصل کرنے آیا ہوں لہٰذا ''مقرب'' ان کا نام پڑ گیا، بعض حفاظ کا کہنا ہے: شاید کسی نے انہیں ان کے جدِ اعلیٰ ربیعہ کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ واللہ اعلم

۱۶۶ الاسود بن عمران البکری [4]

ابن مندہ نے میسرہ النھدی کی سند سے ابوالمجلز کے حوالہ سے عمران بن الاسود یا اسود بن عمران سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں اپنی قوم کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد [5] بنا کر بھیجا گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے،

---

[1] اسد الغابة (ت ١٤٦)

[2] اسد الغابة (ت ١٤٩) الاستيعاب (ت ٥٠)

[3] اسد الغابة (ت ١٥٠) تجريد اسماء الصحابة (١٩/١)

[4] اسد الغابة (ت ١٥١) الاستيعاب (ت ٥٢) تجريد اسماء الصحابة (١٩/١)

[5] معرفة الصحابة (٢٩٠/٢)

ابن عبدالبر[1] نے کہا ہے: ان کی حدیث کی سند میں کلام ہے۔
میں کہتا ہوں: اس روایت میں ابومجلز کے علاوہ جو بھی ہے مجہول ہے۔

۱۶۷ الاسود بن عوف الزهريّ[2]

عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابن سعد نے کہا: وہ اور ان کے بھائی عبداللہ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور ابن عبدالبر[3] نے زبیر کی اقتداء کرتے ہوئے کہا: فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی۔ عبداللہ بن زبیر کی طرف سے والی مدینہ جابر کے والد جابر کا مؤطا میں قصہ ہے ان کے دونوں بھائی محمد اور عباس راویہ میں ابن اشعث کے ساتھ قتل ہوئے۔

۱۶۸ الاسود بن عويم السدوسى[4]

ابن مندہ نے حبیب سدوسی کی سند سے اسود بن عویم کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آزاد عورت اور باندی کو ایک نکاح میں رکھنے کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''آزاد عورت کے لیے دو اور باندی کے لیے ایک (رات) دن (کی باری) ہے''۔[5] اس روایت کی سند میں علی بن قرین ہے جس کی ابن معین نے تکذیب کی ہے۔

۱۶۹ الاسود بن مسعود الثقفى[6]

عمر بن شبہ نے شعبی کی سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ظبیان بن کداد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا، جس کا طویل حدیث میں ذکر ہے اور اسی میں ان کے آنے کا بھی تذکرہ ہے اور ان کے وہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کی ہے: ''جب کبھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے تو میں (پھر سے) اپنے رب کی عبادت میں لگ جاتا ہوں، وہ رب جس کا کوئی شریک نہیں، وہ سب بندوں کا رب ہے۔ آپ ایسے رسول ہیں جن کے فضل وعطا کی امید رکھی جاتی ہے جب قحط سالی اور بارشوں کی کمی ہو''۔ ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۰ الاسود بن مالك[7]

الاسدی، الیمانی، الحدرجان کے بھائی، ابن مندہ نے ان کے پوتوں کی ان سے روایت کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں اور میرے بھائی اسود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ ہم آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کی۔ راوی کا بیان ہے کہ

---

[1] الاستيعاب (١/١٨٤)
[2] اسد الغابة (ت ١٥٢) الاستيعاب (ت ٤٠) تجريد اسماء الصحابة (١/٢٠)
[3] الاستيعاب (١/١٨٠)
[4] اسد الغابة (ت ١٥٣) تجريد اسماء الصحابة (١/٢٠)
[5] كنز العمال (الحديث: ٤٤٨٢٤)
[6] تجريد اسماء الصحابة (١/٢٠)
[7] اسد الغابة (ت ١٥٤)

جزء اور اسود دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور آپ کی صحبت میں رہے۔ ابن مندہ کا کہنا ہے کہ اس روایت کو نقل کرنے میں اسحاق الرملی منفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: وہ (درمیانے راوی) مجہول ہیں۔

۱۷۱ الاسود بن نوفل [1]

بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی قرشی اسدی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ حبشہ [2] دوسری ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ اسے ابن اسحاق [3] نے ذکر کیا ہے۔ ان کی والدہ فریعہ بنت عدی بن نوفل بن عبدمناف ہیں۔ نبی ﷺ کی (مدینہ) آمد کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ وہ ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن الاسود (عروہ کے یتیم) کے دادا ہیں۔ ان کے والد نوفل ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے بڑے برخلاف تھے۔

۱۷۲ الاسود بن وهب [4]

بن عبدمناف بن زہرہ قرشی زہری، نبی ﷺ کے ماموں، ابن الاعرابی نے اپنی معجم میں عنبسہ بن عبدالرحمٰن قرشی کی سند سے محمد بن رستم ثقفی کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے عبداللہ بن عمرو کو فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماموں اسود بن وهب سے فرمایا: ''میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اللہ تعالیٰ جسے کوئی بھلائی دینا چاہتے ہیں اسے وہ کلمات سکھاتے ہیں پھر وہ انہیں کبھی نہیں بھولے گا''۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا، آپ کہا کریں:

((اللّٰھم انی ضعیف فقوّ فی رضاك ضعفی و خذ الی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتھی رضائی)). [5] (الحدیث)

''اے اللہ! میں کمزور ہوں لہٰذا اپنی رضامندی میں مجھے طاقتور کر دے، بھلائی کے کاموں کی طرف مجھے میری پیشانی سے پکڑ (کر لگا) اور اسلام کو میری رضامندی کی انتہا بنا دے''۔

ابن مندہ نے محمد بن العباس بن خلف کی سند سے عمرو بن ابی سلمہ سے انہوں نے صدقہ سمین سے، وہ ابومعبد حفص بن غیلان سے وہ زید بن اسلم سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: مجھ سے وہب بن اسود بن وهب رسول اللہ ﷺ کے ماموں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا میں آپ کو ایسی بات نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے (کامل) امید ہے کہ آپ کو فائدہ ہوگا''۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ''سود کے کئی دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ ستر

---

[1] اسد الغابة (ت ١٥٥) الاستيعاب (ت ٤١)

[2] انساب الاشراف للبلاذري (٢٣٠/١)

[3] السيرة النبوية (٤/٤)

[4] اسد الغابة (ت ١٥٧) الاستيعاب (ت ٤٥)

[5] المستدرك للحاكم (الحديث ٥٢٧/١) مجمع الزوائد للهيثمي (الحديث: ١٧٩/١٠ و الحديث: ١٨٢/١٠) كنز العمال (الحديث: ٣٧٣٦)

گناہوں کے برابر ہے سب سے کم درجہ یہ ہے انسان اپنی ماں سے زنا کر بیٹھے، اور سب سے بڑا سود آدمی کا اپنے بھائی کی ناحق آبرو ریزی ہے"۔ [1]

ابن قانع نے اسے اپنی معجم میں ابوبکر بن الاعین کی سند سے عمرو بن ابی سلمہ سے نقل کیا ہے وہ وہب بن اسود رسول اللہ ﷺ کے ماموں سے نقل کرتے ہیں یوں نہیں کہا، اپنے والد سے، یوں صدقہ اور زید کے درمیان الحکم الایلی کو داخل کیا جبکہ حکم اور صدقہ دونوں ضعیف راوی ہیں۔ [2]

قاسم سے روایت ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ اسود بن وہب نبی ﷺ کے ماموں نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ماموں جان! آ جائیں۔ جب وہ اندر تشریف لائے تو آپ نے (احتراماً) ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ (الحدیث) اسے ابن شاہین نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدامی ہے جو ضعیف راوی ہے۔

۱۷۳ الاسود بن ھشام

بن عمرو بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن خزیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی۔ ان کے والد ہشام وہ شخص ہیں جنہوں نے ابوطالب کی وفات سے پہلے قریش کی بنی ہاشم (کے مقاطعہ) پر لکھی تحریر کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہوئے، پھر ہشام مسلمان ہو گئے۔ وہ مؤلفۃ القلوب سے تھے، اس بات کا زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے۔

۱۷۴ الاسود

ابیض میں گزر چکا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا۔

جن کا نام اَسِید (ہمزہ کے زبر اور سین کے زیر سے) ان کا ذکر

۱۷۵ اسید بن ابی اناس [3]

بن زنیم بن عمرو بن عبداللہ بن جابر بن محمیہ بن عبد بن عدی بن الدئل بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ الکنانی الدئلی: ساریہ کے بھتیجے۔ عسکری اور دارقطنی نے ہمزہ کے فتح سے جبکہ مرزبانی نے ہمزہ کے ضمہ سے قلمبند کیا ہے اور ابن ماکولا [4] نے اس کا رد کیا ہے۔ ابن شاہین نے مدائنی کی سند سے ان کے رجال کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تک کئی سلاسل سے نقل کیا ہے۔ سب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی عبد بن عدی کا وفد آیا، ان میں حارث بن وہب، عویم بن الاخرم، حبیب اور ربیعہ حلہ کے بیٹے تھے ان کے ہمراہ

---

1. الکامل فی الضعفاء (۲۲۶۳/٦) تاریخ بغداد (٣٦٣/٦) جامع المسانید والسنن (٣٣٣/١)
2. کنز العمال (٣٨٣٣) اتحاف السادۃ المتقین (١١١/٧) کشف الخفاء (٤٤٨/١)
3. اسد الغابۃ (ت ١٦١)
4. الاکمال (٥٤/١)

ان کی قوم کی جماعت تھی پھر ان کا لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں انہوں نے کہا: ہم آپ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ اگر آپ کی جنگ قریش کے علاوہ کسی اور سے ہوتی تو ہم آپ کا ساتھ دیتے۔ اس کے بعد یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کے لیے امان طلب کی۔ تو آپ نے ایک شخص کے سوا، جس کا خون آپ نے رائیگاں قرار دیا سب کو امان دے دی۔ اس شخص کا نام ''اسید بن ابی اناس'' تھا تو سب نے اس سے براءت کا اظہار کیا۔ ادھر جب اسید کو واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ طائف جا کے مقیم ہو گئے۔ جب فتح مکہ کا سال ہوا تو ساریہ بن زنیم نے طائف جا کر ان سے کہا: بھتیجے! اُن (نبی علیہ السلام) کے پاس جاؤ وہ آنے والے کو قتل نہیں کرتے، چنانچہ طائف کو خیر باد کہہ کر مکہ پہنچے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ کے دست اقدس میں اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی امان دے دی۔ انہوں نے چند اشعار میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کی تھی۔

اسی قصہ میں ہے کہ جب اسید نے نبی ﷺ سے ملاقات کا ارادہ کیا تو ساتھ میں اپنی اہلیہ کو بھی لے لیا۔ اس وقت ان کے پاؤں بھاری تھے تو قرن ثعالب میں ان کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ عسکری نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اہل بدر کافروں کا مرثیہ کہا تھا اس لیے آپ نے ان کے خون کو جائز قرار دیا تھا۔ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات ابن درید نے ابوحاتم سے انہوں نے ابوعبیدہ معمر بن المثنی سے نقل کر کے بتائی تھی۔ میں نے ان کے قصہ سے ملتا جلتا قصہ انس بن زنیم کے متعلق بھی روایت کیا ہے جیسا کہ ان کے حالات میں آ رہا ہے، ہو سکتا ہے دونوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم

قاضی ابوبکر بن العربی نے نقل کیا ہے: ابوعامر العبدری نے فرمایا: یہ اسید مسلمان ہوئے اور نبی ﷺ کی معیت میں رہے اور میرے خیال میں جنگ اُحد میں بھی شرکت کا موقع ملا ہے۔ لیکن پہلے جو تفصیل گزر چکی ہے اس کی بنا پر ابن العربی نے اپنے شیخ کے قول کی تردید کی ہے پھر میں نے فضائل علی نامی کتاب میں جو مفید[1] بن نعمان رافضی کی تالیف ہے اس میں عبدری کی ذکر کردہ روایت جیسی روایت دیکھی۔ اس نے بدر کا قصہ ذکر کر کے اس کے اخیر میں کہا ہے: بدر کے روز علی رضی اللہ عنہ کی کارکردگی اسید بن ابی اناس نے قریش کو مخاطب کرتے ہوئے یوں بیان کی:

فی کلّ مجمع غایة اخزاکم	جذع یفوق علی المذاکی القرّح
هذا ابن فاطمة الذی افناکم	ذبحا و قتلا بغضه لم یربح
للّٰه درّکم الما تذکروا	قد یذکر الحرّ الکریم و یستحی

''تمہیں ایسے نوخیز لڑکے نے، جو جوانوں، اور طاقت والوں پر فوقیت رکھتا ہے ہر مجمع میں بہت ذلیل کیا۔ یہ فاطمہ بنت اسد کا بیٹا ہے جس نے تمہیں ذبح اور قتل کر کے فنا کیا ہے پھر بھی اسے چین نہیں۔ سبحان اللہ! تم عجیب لوگ ہو ابھی تک تمہیں نصیحت نہیں ہوئی۔ جبکہ آزاد شریف انسان تو کبھی نہ کبھی نصیحت حاصل کر لیتا اور شرم کر لیتا ہے''۔

اور زبیر نے یہ ذکر کیا ہے کہ اسید نے قریش کو یہ اشعار اس وقت سنائے جب وہ اُحد کے لئے جا رہے تھے۔

---

[1] اصل کتاب میں یوں ہی ہے جبکہ بعض نسخوں میں معبد، معند اور مفید تحریر ہے۔

۱۷۶ اسید بن جاریہ[1]

بن اسید بن عبداللہ بن سلمہ بن عبداللہ بن غیرۃ بن عوف بن ثقیف الثقفی، بنی زھرہ کے حلیف عسکری وغیرہ نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ واقدی نے کہا: فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور غزوہ حنین میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سو اونٹ عنایت فرمائے۔ ابن ماکولا[2] وغیرہ نے ان کا نام الف کے فتح سے قلم بند کیا ہے، ان کے والد کا نام جاریۃ (جیم اور یا سے) ہے، وہ عمر بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ کے دادا ہیں جو زھری کے شیخ ہیں اور صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت کردہ حدیث منقول ہے۔

۱۷۷ اَسید بن سَعْیہ[3]

اسد (جو الف اور بغیر یا کے ہے) میں گزر چکا ہے اور ابن اسحاق کے ہاں الف کے زیر اور دال سے پہلے یا سے تحریر ہے۔ ابن عبدالبر[4] نے بخاری سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی حیات میں فوت ہوئے ہیں۔ اور ابن ماکولا[5] نے اس میں اختلاف نقل کیا ہے کہ آیا یہ نام زبر سے ہے یا پیش سے؟ اور دارقطنی میں انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے کہ یہ زبر سے ہے اصل میں ابن اسحاق سے اسے نقل کرنے میں ہی اختلاف واقع ہوا ہے۔ نیز ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے بعض نے سعنہ نون اور بعض نے یا سے کہا ہے۔

۱۷۸ (ز) اسید از اولاد فطیون

نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ''اے اللہ! اس کے حسن و جمال کو برقرار رکھ''۔ چنانچہ ان کے بال سفید نہیں ہوئے۔ وہ اپنی کنیت ابوالمُقشَعِرّ سے مشہور ہیں۔ کلبی نے قحطان کے نسب کے آغاز میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۱۷۹ اسید بن صفوان[6]

ابن قانع نے نسب کے لحاظ سے انہیں سلمی کہا ہے اور باوردی نے کہا ہے یہ ایسے صحابی ہیں جن کی روایت صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ابن السکن نے کہا: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں مشہور نہیں ہیں۔ ابن ماجہ نے تفسیر میں اور ابوزکریا نے اہل موصل کے طبقات میں اور عمر بن ابراہیم ہاشمی (جو متروک راوی ہیں) کی کئی ایک سند سے عبدالملک بن عمیر وہ اسید بن صفوان سے نقل کرتے ہیں۔ اور انہیں نبی ﷺ کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ فرماتے ہیں:[7] جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو مدینہ رونے دھونے سے لرز اٹھا اور لوگ ایسے سراسیما ہو گئے جیسے نبی ﷺ کی وفات کا منظر تھا، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۱٦۲) الاستیعاب (ت ٥٥)
[2] الاکمال (۱/٥۳)
[3] اسد الغابۃ (۱٦۳) الاستیعاب (٦۰)
[4] الاستیعاب (۱/۱۸۸)
[5] الاکمال (۱/٥۳)
[6] اسد الغابۃ (ت ۱٦٤) الاستیعاب (ت ٦۱) تجرید اسماء الصحابۃ (۱/۲۱)
[7] الوافی بالوفیات (۱/۲٦۱)

۱۸۰ اسید المزنی ❁

ابن ماکولا نے کہا: انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ ابن السکن اور ابن مندہ نے ابن وہب کی سند سے عمر بن حارث کے ذریعہ یحییٰ بن سعید کے حوالہ سے عبداللہ بن ابی سلمہ سے وہ اپنی قوم کے اسید مزنی نامی شخص سے روایت نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھنے آیا، آپ ﷺ کے پاس ایک شخص کوئی بات پوچھ رہا تھا، جس سے آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ اعراض کیا۔ پھر فرمایا: ''جس کے پاس ایک اوقیہ (چاندی) ہو پھر بھی وہ مانگے تو اس نے چمٹ کر مانگا''۔ ❁ ابن السکن نے کہا: اس کی سند بہتر ہے، مجھے ان کے نسب سے آگہی نہیں، ابن مندہ نے کہا: اس روایت کو ابن وہب بیان کرنے میں منفرد ہے۔

جس کا نام اُسید (پیش سے ہے) اس کا ذکر

۱۸۱ (ز) اُسید بن اُحیحہ

بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی، صفوان بن امیہ کے بھائی فتح مکہ کے روز مسلمان ہونے والوں میں شامل ہیں۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے: احیحہ بن امیہ بن خلف کے ہاں اسید بن احیحہ اور اسید کے ہاں علی پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابوریحانہ تھی، امیر معاویہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ پھر ان کے بارے میں ان کی اور ان کے چچازاد عبداللہ بن صفوان بن امیہ کی گفت وشنید ہوئی تو وہ شام چلے گئے۔ اور یزید بن معاویہ کے لشکروں سمیت واپس آ گئے۔ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا (مکہ میں) محاصرہ کر لیا۔ یہ ابو دھبل وہب بن زمعہ بن اسید بن احیحہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ اور فاکہی نے زبیر سے نقل کیا ہے: انہیں علیل (تصغیر سے) کہا جاتا ہے وہ عبدالملک سے مل گئے تھے۔ پھر انہوں نے حجاج کے لیے کمک مانگی تو اس نے طارق کے ذریعہ چار ہزار کی نفری سے امداد کی۔ تو ابوریحانہ ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر زور سے بولے: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں رسوا نہیں کیا۔ تو ابن ابی عتیک جو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، نے جواب دیا: بخدا کیوں نہیں۔

۱۸۲ (ز) اسید بن الاخنس

بن شریق ثقفی، بنی زھرہ کے حلیف، عمر بن شبہ نے مدینہ کے باسی صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۸۳ اسید بن ثعلبہ الانصاری ❁

ابن عبدالبر ❁ نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔

❁ اسد الغابہ (ت ١٦٧) تجرید اسماء الصحابۃ (٢١/١)
❁ الاکمال (٥٣/١)
❁ کنز العمال (الحدیث: ١٦٧٧٣)
❁ اسد الغابۃ (ت ١٦٨) الاستیعاب (ت ٥٥)
❁ الاستیعاب (١٨٦/١)

۱۸۴ اسید بن الجدعاء [1]

ابن ماکولا [2] نے ذکر کیا ہے، کہا جاتا ہے انہیں صحبت رسول حاصل ہے، ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: ابن ماکولا کے کلام کا تقاضا ہے کہ عبداللہ بن شقیق نے ان سے روایت کی ہے، جہاں تک مجھے عبداللہ بن شقیق کے شیخ کا پتہ ہے تو ان کا نام عبداللہ ہے شاید یہ ان کے بھائی ہوں۔

۱۸۵ اسید بن الحضیر [3]

بن سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل الانصاری الاشہلی ان کی کنیت ابو یحییٰ اور ابو عتیک ہے ان کے والد حضیر اوس کے شہسوار اور جنگ بعاث میں ان کے سردار تھے۔ اسید اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے ہیں۔ شب عقبہ کے نقباء میں سے ایک ہیں۔ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پہلے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ ان کی بدر میں شرکت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن سعد [4] نے کہا ہے وہ شرافت وکمال والے انسان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور زید [5] بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے درمیان رشتۂ اخوت قائم فرمایا۔ جو لوگ جنگ احد کے روز ثابت قدم رہے ان میں یہ بھی تھے اس وقت انہیں سات زخم آئے۔ ابن السکن نے کہا: وہ بدر اور عقبہ میں شریک تھے۔ ان کے علاوہ علماء نے انہیں بدری شمار کرنے سے انکار کیا ہے۔ ان کی صحیحین وغیرہ کتب میں احادیث مروی ہیں۔ بغوی نے کہا: ہم سے ابن زنبور نے، ان سے ابن ابی حازم نے وہ سہیل سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسید بن حضیر کیا ہی اچھا شخص ہے''۔ [6] ابن اسحاق نے کہا: ہم سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کر کے فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا: تین افراد انصار کے ایسے ہیں کہ فضیلت میں کوئی ان کے پائے کا نہیں۔ سب کا تعلق بنی عبدالاشہل سے ہے: سعد بن معاذ، اسید بن حضیر، عباد بن بشر۔

اور امام احمد [7] نے اپنی مسند میں فاطمہ بنت الحسین بن علی کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: اسید بن حضیر لوگوں میں سے فاضل شخص تھے۔ اور فرماتے تھے: اگر میں ان تین حالتوں میں جیسا ہوتا ہوں بقیہ میں بھی ایسا ہوتا تو نقشہ کچھ اور ہوتا: قرآن مجید سنتے یا تلاوت کرتے وقت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب سنتے وقت، اور جب میں کسی جنازہ میں شرکت کرتا ہوں۔

---

[1] اسد الغابة (ت ١٦٩) تجريد اسماء الصحابة (٢١/١)
[2] الاكمال (٦٦/١)
[3] اسد الغابة (ت ١٧٠) الاستيعاب (ت ٥٤)
[4] الطبقات (١٣٥/٣)
[5] المستدرك للحاكم (الحديث ٣١١/٩)
[6] ترمذی كتاب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل (الحديث ٣٧٩٥) مستدرك للحاكم (الحديث ٢٨٩/٣)
المعجم الكبير للطبرانی (الحديث ٥٤٨/١) مجمع الزوائد (الحديث: ٣٠٠/٩)
[7] مسند احمد (الحديث: ٤١٩/٢)

واقدی نے طلحہ بن عبداللہ تیمی کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انصار میں سے کسی کو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ پر فوقیت نہیں دیتے تھے۔ بخاری [1] نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، فرمایا: جب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قرضخواہوں سے فرمایا، پھر راوی نے ایسا قصہ ذکر کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کی خلافت میں فوت ہوئے۔

اور ابن السکن نے ابن عیینہ کی سند سے ہشام بن عروہ کے حوالہ سے ان کے والد سے نقل کیا ہے، فرمایا: جب اسد بن حضیر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متروکہ مال کو تین سال کے لئے بیچ دیا۔ جس سے ان کے قرض ادا کیے۔ اور فرمایا: میں اپنے بھائی کی اولاد کو محتاج نہیں چھوڑنا چاہتا۔ پھر آپ نے ان کی زمین واپس کر دی اور اس کی پیداوار فروخت کر دی۔ بغوی وغیرہ نے ان کی تاریخ وفات ۲۰ھ اور مدائنی نے ۲۱ھ بیان کی ہے۔

۱۸۶ (ز) اسید بن ساعدہ [2]

بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ انصاری حارثی، احد میں شریک تھے۔ یہ ابن ماکولا [3] کا قول ہے اور وہ سہل بن ابی حثمہ کے چچا ہیں۔

۱۸۷ اسید بن سَعیۃ الاسرائیلی [4]

ابن ماکولا [5] نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ نام ہمزہ کی زبر سے ہے، پہلے گزر بھی چکا ہے۔

۱۸۸ اسید بن ظہیر [6]

بن رافع بن عدی بن زید بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ انصاری حارثی رافع بن خدیج کے چچا زاد بھائی، ان کی کنیت ابو ثابت ہے انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [7] نے فرمایا: مدنی ہیں انہیں شرف صحبت حاصل ہے اور اصحاب السنن نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ [8] نے مسجد قباء میں نماز کے متعلق ان کی حدیث روایت کر کے کہا ہے: اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ کی اس کے علاوہ کوئی روایت (سنداً) صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن شاہین نے ان کی دوسری حدیث نقل کی ہے لیکن اس میں اس سند کے راویوں کے بارے اختلاف ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا ہے: ان کا انتقال عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوا۔

---

[1] تاریخ الکبیر (۴۷/۱)

[2] اسد الغابۃ (ت ۱۷۲) الاستیعاب (ت ۵۷)

[3] الاکمال (۶۷/۱)

[4] اسد الغابۃ (ت ۱۷۳) الاستیعاب (ت ۵۹)

[5] الاکمال (۷۰/۱)

[6] اسد الغابۃ (ت ۱۷۴) الاستیعاب (ت ۵۷) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۲/۱)

[7] التاریخ الکبیر (۴۷/۲)

[8] ترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی الصلاۃ فی مسجد قباء (الحدیث ۳۲۴)

۱۸۹ اسید بن عمرو

بن محصن انصاری، ابوموسیٰ نے ذکر کیا کہ ان کے والد کے نام کے بارے میں چار اقوال میں سے ایک قول ہے۔

۱۹۰ اسید بن کعب قرظی

ان کا تذکرہ ان کے بھائی اسد بن کعب کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے۔

۱۹۱ اسید بن یربوع[1]

بن البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الحارث بن ساعدہ انصاری خزرجی ساعدی ابواسید کے چچا زاد بھائی۔ العسکری نے ان کا ذکر کر کے کہا ہے: وہ احد میں شریک تھے اور جنگ یمامہ کے روز شہید ہوئے۔ اسی طرح واقدی، ابن اسحاق اور وثیمہ نے ذکر کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن ہشاب سے نقل کر کے ان کا ذکر جنگ یمامہ کے شہداء میں کیا ہے۔

۱۹۲ اسید بن یعمر

الخزاعی۔ ان کا لقب ''نعیت'' ہے۔ اسد نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۹۳ اسید الجعفی

عسکری نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے اور عنبسہ بن سعد کی سند سے زبیر بن عدی کے حوالہ سے اسید الجعفی سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نے اہل طائف کی طرف لکھوایا کہ چینا کی نبیذ حرام ہے۔[2] اور ابن حبان[3] نے انہیں ثقہ تابعین میں ذکر کیا ہے اور فرمایا: وہ مرسل روایت نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: کہ ان کا یہ کہنا: ''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا'' اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس میں ارسال نہیں ہے۔

۱۹۴ اُسَیر (بغیر نسبت اس کے آخر میں را ہے)

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں، ابن سعد، بغوی، ابن السکن اور ابن شاہین نے ابوعوانہ کی سند سے داؤد بن عبداللہ اودی کے حوالہ سے حمید بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم اسیر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حیاء تمہارے پاس بھلائی ہی لائے گی''۔[4] بغوی نے کہا کہ اسیر کی اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں ہے اور ابوعوانہ کے علاوہ لوگوں نے اسے ابوداؤد سے بے نام صحابی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ بخاری[5] نے بھی ان کا ذکر کر کے کہا ہے: یُسیر اور اس کا اضافہ کیا

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۱۷۵) الاستیعاب (ت ۵٦) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۲/۱)

[2] کنز العمال (الحدیث ۱۳۳۰٦) و (الحدیث ۱۳۸۰۵)

[3] الثقات (٤۲/٤)

[4] الطبقات (٤۷/۷) التاریخ الکبیر (٤۲۳/۸) تاریخ بغداد (۱۸/٦)

[5] التاریخ الکبیر (٤۲۳/۸)

ہے۔ یسیر نے جب یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنایا گیا فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ یزید اُمت محمد ﷺ کے لئے بہتر نہیں، میں بھی یہ کہتا ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ امت محمد ﷺ کو یکجا رکھے یہ مجھے انتشار سے زیادہ پسند ہے۔ اسی طرح اسے محمد بن سعد نے یحییٰ بن حماد کے ذریعہ ابوعوانہ سے نقل کیا ہے اور اس کا سیاق پورا ہے۔

۱۹۵ أسیر بن جابر ❶

بن سلیم بن حیان بن عمیر بن عمرو بن انمار بن الہجیم ابن عمرو بن تمیم التمیمی، ابن قانع نے یونس بن عبید کی سند سے ان کے کسی شاگرد کے حوالہ سے امیر بن جابر بن سلیم تمیمی سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ چادر کا پٹکا کمر اور ٹانگوں سے باندھے بیٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو کچھ اللہ نے آپ کو سکھایا مجھے سکھایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا"۔ ❷ یہ اسیر بن جابر تابعی کے علاوہ ہیں جن کا ذکر مخضرمین میں آرہا ہے ان کی احادیث مرسل ہیں جو ان شاء اللہ وہاں بیان ہوں گی۔

۱۹۶ اسیر بن عروۃ ❸

بن سواد بن الہیثم بن ظفر الانصاری الظفری، ابن قداح نے کہا: وہ احد اور بعد کے واقعات میں شریک رہے اور نہاوند میں شہید ہوئے۔ رفاعہ بن زید کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔

۱۹۷ اسیر الکندی ❹

کسی کی طرف نسبت نہیں رکھتے۔ عقیلی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ذہبی نے ان کا استدراک کیا ہے۔ گویا وہ اسیر بن عمرو ہیں جن کا ذکر مخضرمین میں آرہا ہے۔

۱۹۸ اسیر بن عمرو ❺

بن قیس، ابوسلیط بدری، کنیتوں میں ان کا ذکر آرہا ہے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ان کا یہ نام لیا ہے جبکہ ابوعبیدہ نے ان کا نام سبرہ بتایا ہے۔

---

❶ اسد الغابة (ت ۱۷۶) تجريد اسماء الصحابة (۲۲/۱)

❷ مسلم كتاب البر والصلة باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء (الحديث ۶۶۳۳) ابوداود كتاب اللباس باب ما جاء في اسبال الازار (الحديث ۴۰۸۴) ترمذی في كتاب الاطعمة باب ما جاء في اكثار ماء المرقة (الحديث ۱۸۳۲) امام احمد في مسنده (الحديث ۶۳/۵) و (الحديث ۶۴/۵)

❸ اسد الغابة (ت ۱۷۷) الاستيعاب (ت ۶۳) تجريد اسماء الصحابة (۲۲/۱)

❹ تجريد اسماء الصحابة (۲۲/۱)

❺ اسد الغابة (ت ۱۷۹) الاستيعاب (ت ۶۴)

۱۹۹ اسیر بن عمرو

بن یسار التجیبی ثم الدّرمکی۔ ابن الکلبی نے ان کا ذکر کیا ہے' یسیر میں آ رہا ہے۔

۲۰۰ اُسَیم ✿

اس نام سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرمایا، جس کا ذکر اس حدیث میں ہے جو ابونعیم نے ''دلائل'' میں ابوبکر بن ابی عاصم کی سند سے معاویہ بن یحیٰی کی روایت سے زہری سے، انہوں نے خارجہ بن زید سے انہوں نے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس بھنی ہوئی بکری لائی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اُسَیم! مجھے اس کا بازو دینا''۔ ✿

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۲۰۱ الاشجّ العبدیّ ✿

انہیں اشج عبدالقیس بھی کہا جاتا ہے اور اشج بنی عمر بھی، اپنے اسی لقب سے مشہور ہیں، ان کا نام منذر بن عمرو یا ابن الحارث ہے جو ان شاء اللہ میم میں آ رہا ہے۔

واقدی نے کہا: اشج اور ان کے ساتھیوں کی آمد ۱۰ھ کو ہوئی۔ عنقریب واقدی کے علاوہ لوگوں کا بیان آئے گا کہ ان کی آمد ۸ھ فتح مکہ سے پہلے ہوئی۔

۲۰۲ اشرس بن غاضرۃ ✿

الکندی، ابن ابی خیثمہ کا قول ہے: ہم سے ابوابرہیم ترجمانی نے اسحاق بن الحارث قرشی کے حوالہ سے نقل کیا، فرمایا: میں نے عمیر بن جابر اور اشرس بن غاضرہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا ان دونوں کو شرف صحابیت حاصل ہے وہ مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے، اسے بغوی اور ابن مندہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

۲۰۳ اشرف

حبشہ کے جو آٹھ راہب آئے ان میں کے ایک ہیں، ابرھہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

✿ تجرید اسماء الصحابۃ (۲۳/۱)

✿ کنز العمال (الحدیث: ۳۵٤۳۳)

✿ اسد الغابۃ (ت ۱۸۰) الاستیعاب (ت ۱۵۲) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۳/۱)

✿ اسد الغابۃ (ت ۱۸۱)

۲۰۴ اشرف [1]

بغیر نسبت، ابواسحاق بن یاسین نے ھرات آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۵ الاشعث بن قیس [2]

بن معدیکرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین بن ثور الکندی، ابومحمد کنیت رکھتے تھے۔ ابن سعد [3] کا بیان ہے کہ یہ ۱۰ھ میں ستر کندی سواروں کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ یہ کندہ کے بادشاہوں میں سے تھے۔

بخاری و مسلم نے صحیح میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ان کا نام معدیکرب اور لقب اشعث تھا۔ محمد بن یزید اپنے رجال سے نقل کر کے کہتے ہیں: ان کا نام معدیکرب تھا چونکہ ان کا سر ہمیشہ پراگندہ رہتا اس لیے اشعث نام پڑ گیا۔

اسمٰعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں ایک جنازہ میں شریک تھا جس میں اشعث اور جریر تھے تو اشعث نے (جنازہ پڑھانے کے لیے) جریر کو آگے کر کے کہا: یہ مرتد نہیں ہوئے جبکہ میں مرتد ہو گیا تھا۔ اسے ابن السکن وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ کندہ کے لوگوں میں سے جو مرتد ہوئے ان میں اشعث بھی تھے۔ انہیں قید کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا، تو وہ پھر سے اسلام لے آئے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں رہا کر دیا اور اپنی بہن امّ فروہ سے ان کی شادی کر دی جس کا لمبا قصہ ہے۔ واقدی کا بیان ہے: ہم سے ہشام بن سعد نے زید بن اسلم کے حوالہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، فرمایا: میں نے اشعث بن قیس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس وقت کہتے سنا، جب حالت ارتداد میں انہیں گرفتار کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا: (دشمنوں سے) اپنی جنگ کے لیے مجھے باقی رہنے دو اور اپنی ہمشیرہ مجھ سے منسوب کر دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

طبرانی [4] نے کہا: عبدالرحمٰن بن سلم نے ہم سے ابن عبدالمومن بن علی کے حوالہ سے بیان کیا وہ عبدالسلام بن حرب سے، اسمٰعیل بن ابی خالد سے وہ قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جب اشعث کو قید کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے (ان کے دوبارہ مسلمان ہو جانے کی وجہ سے) ان کی بیڑیاں کھول دیں اور (ان کے کہنے پر) اپنی بہن سے ان کا عقد کر دیا، (وہاں سے نکلے) تو تلوار سونتے اونٹوں کی منڈی میں جا پہنچے، وہاں جو اونٹنی اونٹ نظر آتا اس کی کونچیں کاٹ دیتے، لوگوں نے (یہ دیکھ کر) شور مچایا: اشعث کافر ہو گیا۔ اس سے فارغ ہوئے تو اپنی تلوار پھینک کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں نے کوئی کفر و فر نہیں کیا، چونکہ اس شخص (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے اپنی بہن کی نسبت کی ہے، اگر ہم اپنے علاقے میں ہوتے تو اس سے کہیں بڑھ کر ولیمہ ہوتا۔ اے مدینہ والو! کھاؤ! اے اونٹوں والو! آؤ، ان کی قیمت (جنس) وصول کر لو۔

بعد میں اشعث شام کی جنگ یرموک اور قادسیہ اور ان کے علاوہ عراق میں شریک ہوئے، کوفہ سکونت اختیار کر لی، جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کئی واقعات ہیں۔

---

[1] اسد الغابة (ت ۱۸۲)
[2] اسد الغابة (ت ۱۸۵) الاستیعاب (ت ۱۳۵)
[3] الطبقات الکبریٰ (۲۲/۶)
[4] المعجم الکبیر للحاکم (۶۴۹/۱)

خلیفہ،[1] ابونعیم اور کئی دوسرے لوگوں نے کہا ہے: ان کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس روز بعد ہوئی۔ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا، بعض کا کہنا ہے کہ ۴۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

طبرانی[2] نے ابواسرائیل الملائی کی سند سے ابواسحاق کے حوالہ سے جو قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے ان کی وفات اس کے بعد ہوئی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ابواسحاق کم سن تھے اور اسی قصہ میں ذکر ہے کہ کندہ کے کسی آدمی کے ذمہ ان کا قرض تھا یہ ان کی مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں نماز فجر ادا کی، ان کے سامنے (پیسوں کی) تھیلی کپڑے اور جوتے رکھے گئے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: رات مکہ سے اشعث بن قیس آئے ہیں۔ اسی میں دوسری سند سے ہے کہ اشعث نے امیر معاویہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو ان کے پاس حضرت حسن بن علی اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم تھے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ لیکن اس سے پہلے والی بات کی تردید نہیں ہوتی۔ ابوحسان زیادی نے کہا: ۶۳ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

۲۰۶ الاشعث الانصاری

غیر منسوب ہیں ایک مرسل روایت میں ان کا ذکر آیا ہے، ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں کہا ہے: وکیع بحوالہ عاصم شعبی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: انصار میں سے دو بھائی تھے ایک کا نام اشعث تھا اس نے کسی اسلامی لشکر میں شرکت کی تو اس کی بہن اس کے بھائی سے کہنے لگی: کیا تمہیں اپنے بھائی کی بیوی کے بارے میں کوئی غیرت ہے؟ اس سے کوئی مرد باتیں کر رہا ہے۔ وہ مکان کی چھت پر چڑھا، جھانک کر دیکھا تو وہ شخص ان کی بھابھی کے ساتھ بستر پر تھا اور وہ مرغی کے پر نوچ رہی تھی۔ وہ شخص کہہ رہا تھا:

''او اشعث جسے اسلام نے مجھ سے زیادہ عزت دی، میں پوری رات اس کی بیوی کے ساتھ تنہا رہتا ہوں''۔ (اشعار)

فرماتے ہیں: تو وہ شخص اچھل کر ان کی طرف لپکا اور تلوار کا وار کر کے انہیں قتل کر دیا اور راستے میں ڈال دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واقعہ کی اطلاع ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جسے اس واقعہ کا علم ہے وہ کھڑا ہو جائے، پھر وہ قصہ ذکر کیا جو میں نے ذکر کیا، اگرچہ اس میں ان کے صحابی ہونے کی کوئی وضاحت نہیں، اس لئے کہ انصار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کوئی بھی غیر مسلم نہ تھا اس لیے یہ امر مشکل ہے کہ ایک شخص عہد فاروقی میں جنگ میں حصہ لے اور وہ عہد نبوی میں ممتاز نہ ہوا ہو، اگرچہ وہ مرد نہ ہو (بچہ ہی کیوں نہ ہو)۔

اس قصہ کی ایک اور سند بھی ہے جسے ابن مندہ نے ابوبکر ہذلی سے بحوالہ عبدالملک بن یعلی اللیثی نقل کیا ہے کہ بکر بن شداخ لیثی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک یہودی کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو گھر سے نکل کر مسجد کے منبر پر چڑھ کر فرمایا: جس آدمی کو اس قتل کا علم ہے میں اسے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں وہ مجھے بتا دے، تو بکر بن شداخ کھڑے ہو کر کہنے لگے: میں نے اسے قتل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! (یہ کیسے) بکر بولے۔ فلاں شخص جہاد پر گیا ہے اور مجھے اپنے گھرانے کا ذمہ دار بنا گیا تھا۔ میں اس کے دروازے کے پاس آیا تو اس یہودی کو یہ اشعار کہتے سنا۔ واشعث عزّہ الاسلام منی... اشعار۔ راوی کا بیان ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی اور یہودی کا خون باطل قرار دے دیا۔

---

[1] تاریخ خلیفہ (۱۱۶)

[2] المعجم الکبیر (الحدیث: ۱/۶۵۰)

۲۰۷ اَشَیم ﷺ (بروزن احمد الضبابی (ضاد کے زیر سے جس کے بعد با اور الف کے بعد دوسری با ہے)

وہ نبی ﷺ کے عہد میں قتل ہو گئے تھے تو آپ ﷺ نے ضحاک بن سفیان کو حکم دیا کہ ان کی بیوی کو ان کی دیت میں سے میراث دینا۔ اہل سنن نے اسے ضحاک کی حدیث سے نقل کیا ہے اور ابویعلیٰ نے اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بحوالہ زھری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: اَشیم غلطی سے قتل ہو گئے۔ جبکہ یہ روایت مؤطا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بغیر زھری سے منقول ہے۔ دار قطنی نے غرائب میں کہا ہے یہی سند محفوظ ہے۔

اور اسی طرح ابویعلی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ضحاک بن سفیان کو لکھا کہ اشیم کی بیوی کو خاوند کی دیت کا وارث بناؤ۔ اور اس روایت کو ابن شاہین نے ابن اسحاق کی سند سے یوں نقل کیا ہے: مجھ سے زہری نے یوں کہہ کر بیان کیا کہ مجھے مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بتایا گیا، فرمایا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اشیم کا قصہ بیان کیا، فرمایا: میرے پاس ایسے شخص کو لاؤ جسے میں پہچانتا ہوں۔ (فرماتے ہیں:) میں نے زمانۂ حج میں لوگوں کو تلاش کرنا شروع کیا تو ایک شخص آئے جنہیں زرارہ بن جزی کہا جاتا تھا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ نبی ﷺ کے حوالہ سے بیان کیا۔

۲۰۸ الاشیم

غیر منسوب، ابن اسحاق نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جن کے مابین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وادی قری تقسیم کی تھی۔ عبداللہ بن ابی بکر کے حوالہ سے عبداللہ بن مُکنِف حارثی سے نقل کیا ہے، فرمایا: جن لوگوں میں یہ وادی تقسیم ہوئی وہ یہ ہیں: عثمان، عامر بن ربیعہ، عمر بن سراقہ، الاشیم اور عبداللہ بن ارقم وغیرہ۔ اسے عمر بن شبہ نے ابن اسحاق کی سند سے ''اخبار مدینہ'' میں نقل کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد صاد ہے

۲۰۹ اصبغ بن غیاث (غین اور ثا سے)

بعض نے عین اور آخر میں ب بھی ذکر کی ہے۔ ابن مندہ نے جابر جعفی کی سند سے (جو ایک ضعیف راوی ہے) شعبی کے حوالہ سے اصبغ بن غیاث سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اے امت محمد (ﷺ)! تم میں دو باتیں ایسی ہیں جو تم سے پہلی اُمتوں میں نہیں''۔ (الحدیث)

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۱۸٦) الاستیعاب (ت ۱٤٤)

[2] ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی المرأۃ ترث من دیۃ زوجھا (الحدیث ۲۹۲۷)
ترمذی کتاب الفرائض باب ما جاء فی میراث المرأۃ من دیۃ زوجھا (الحدیث ۲۱۱۰)
ابن ماجہ فی کتاب الدیات باب المیراث من الدیۃ (الحدیث ۲٦٤۲)

[3] حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔

[4] اسد الغابۃ (ت ۱۸۷) تجرید اسماء الصحابۃ (۲٤/۱)

[5] کنز العمال (الحدیث ۵۸۳۹)

۲۱۰ اصرم الشقری ✿

اسامہ بن اخدری میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۱۱ اصرم ✿

انہیں اصرم یا اصیرم بن ثابت کہا جاتا ہے، ان کا نام عمرو ہے ان شاء اللہ عین میں آئے گا۔

۲۱۲ الاصم العامریؓ

ثم البکائی ابن شاہین ✿ نے علی بن محمد مدائنی کی سند سے ابومعشر، وہ یزید بن رومان، وہ خلاد بن عبیدہ وہ علی بن زید وہ حسن وہ اسد بن قاسم وہ سدی، وہ ابو مالک اور وہ مدائنی کے رجال سے نقل کرتے ہیں، اُن سب نے فرمایا: بنی البکاء سے معاویہ بن ثور بن عبادہ، ان کے بیٹے بشر بن معاویہ، فُجیع بن عبداللہ بن جندع بن البکاء اور اصم بن البکاء کے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، معاویہ بن ثور ان کے سردار تھے اس وقت ان کی عمر سو سال تھی یہ سب لوگ اسلام قبول کر کے کچھ روز مہمانانِ رسول علیہ السلام رہے جب جانے کے لیے ان کی سواریاں نمودار ہوئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو الوداع کہا۔ اس موقع پر حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: میں آپ کے مس (چھونے) کی برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، میری عمر بہت ہوگئی ہے میرا بیٹا بشر ابھی پرورش پا رہا ہے آپ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا انہیں خاکستری رنگ کے نیزے عطا کیے اور ان کے لئے برکت کی دعا کی (جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ) بنی البکاء میں جب قحط آتا تو آلِ معاویہ محفوظ رہتے اور فُجیع کے لیے امان نامہ لکھوا دیا پھر یہ لوگ واپس آ گئے۔

ابن سعد نے یہ قصہ واقدی سے ان کی سند سے ایسے ہی مفہوم میں ذکر کیا ہے اور مذکور اصم کا نام عبد عمرو بتایا۔

۲۱۳ اَصَیِد ✿ بروزن احمد

ابن سلمہ سلمی، ابوموسیٰ نے سعید بن عبیداللہ بن الولید الوصافی کی سند سے وہ اپنے والد سے، جو ضعیف راوی ہیں، وہ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم بھیجی تو وہ لوگ بنی سلیم کا ایک شخص گرفتار کر لائے جس کا نام اصید بن سلمہ تھا۔ آپ علیہ السلام نے جب اسے دیکھا تو اس پر ترس کھا کر اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہوگیا۔ اس کا بوڑھا پھوس والد تھا جب اسے پتہ چلا تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر روانہ کیے:

من راکب نحو المدینة سالما ۔ حتی یبلّغ ما اقول الاصیدا
اترکت دین ابیك والشمّ العلی ۔ او دوا و تابعت الغداة محمدا

✿ اسد الغابة (ت ۱۸۹) الاستیعاب (ت ۱۵۳) تجرید اسماء الصحابة (۲۴/۱)
✿ تجرید (۲۴/۱)
✿ الثقات (٦٦)
✿ اسد الغابة (۱۹۱)

''کیا مدینہ سلامتی سے جانے والا کوئی سوار ہے جو اصید تک میری باتیں پہنچا دے، وہ باتیں یہ ہیں: کیا تو نے اپنے باپ اور اونچے سرداروں کا دین چھوڑ دیا جنھوں نے خون بہائے اور جا کے محمد (ﷺ) کی پیروی اختیار کر لی''۔

جب انہوں نے والد کا خط پڑھا تو رسول اللہ ﷺ سے جواب دینے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے جواب دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ انہوں نے ان کی طرف یوں لکھا:

''جس ذات نے قدرت سے آسمان بنایا، اپنی بادشاہت میں بلند شان اور تنہا ہو گیا، اس نے ایسا (رسول) بھیجا کہ سابقہ لوگوں میں اس جیسا کوئی نہیں، وہ اپنی اس رحمت کی طرف بلاتا ہے جو نبی محمد ﷺ پر ہے''۔

جب انہوں نے اپنے بیٹے کا خط پڑھا تو نبی ﷺ کا رخ کیا اور اسلام لے آئے۔ [1]

۲۱۴ (ز) اصید بن سلمہ بن قریظ

بن عبید بن ابی بکر بن عبداللہ بن کلاب الکلابی۔ واقدی نے اور طبری نے کہا: وہ اسلام لائے اور نبی ﷺ نے انہیں ضحاک بن سفیان کلابی کے ساتھ ایک لشکر میں ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ جب دونوں لشکر صف بستہ ہوئے تو اصید نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اصید نے حملہ کر کے ان کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ سلمہ زمین پر گرے اور اپنے نیزے کی ٹیک لگا لی۔ اصید (وار کر سکتے تھے لیکن) ادب کی وجہ سے باز رہے (وہ باپ بیٹا اسی منظر میں تھے کہ) اتنے میں مسلمان ان سے آ ملے اور سلمہ کو قتل کر دیا۔ یہ ۹ھ ربیع الاوّل کا واقعہ ہے۔ ابن فتحون نے اس کا استدراک کیا ہے اور ابن شاہین نے اسے محمد بن ابراہیم سے محمد بن یزید کے حوالہ سے ان کے رجال سے نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے پہلے والی شخصیت سے رلا ملا دیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جدا جدا ہیں۔

۲۱۵ اُصَیْل [2] لام اور تصغیر سے

ابن سفیان، بعض نے ابن عبداللہ الھذلی اور بعض نے غفاری اور کسی نے خزاعی کہا ہے۔ خطابی نے ''غریب الحدیث'' میں ابراہیم بن محمد بن عبدالعزیز وہ اپنے والد کی سند سے زہری سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ ازواج النبی ﷺ پر پردہ فرض ہونے سے پہلے اُصیل غفاری مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: مکہ کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ''جبکہ اس کے گردونواح شاداب، اس کے نالے سفید اور اس کی گھاس پھلدار اور اس کے سلم درخت پھیل گئے ہیں''۔ (الحدیث)

اسی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اُصیل بس کرو، ہمیں غمگین نہ کرو''۔ [3]

ابوموسیٰ نے ذیل میں اسے دوسری طرح احمد بن بکار بن ابی میمونہ کی سند سے عبداللہ بن سعید کے حوالہ سے محمد بن عبدالرحمٰن

---

[1] اسد الغابة (۱۱۹/۱)

[2] اسد الغابة (ت ۱۹۲) الاستیعاب (ت ۱۳۹) تجرید (۲٤/۱)

[3] کنز العمال (الحدیث ۳٤۷۰۲) کشف الخفاء (٤١٤/١)

قرشی کے ذریعہ سے بدیح سے نقل کیا ہے انہیں ابن سدرہ سلمی بھی کہا جاتا ہے، فرمایا: اصیل ہذلی آئے، پھر مختصراً ایسا ہی مفہوم ذکر کیا۔ اس میں ہے: تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اُصیل تمہارا ناس ہو! دلوں کو ایک جگہ جمنے دو''۔ جاحظ نے اسے کتاب البیان میں نقل کیا ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اُصیل! تم نے مکہ کو کس حال میں چھوڑا؟'' [1]

یشکری نساب کی کتاب میں ہے جب خنابہ بن غفار کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا وہ اصیل بن سفیان کا قبیلہ ہے جس سے نبی ﷺ نے مکہ سے متعلق پوچھا تھا۔

باب الالف جس کے بعد ضاد ہے

۲۱۶ الاضبط بن جنی [2]

حسین بن رعل الاکبر بھی کہا گیا ہے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے عبدالمہیمن بن اضبط بن جنی کی سند سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے''۔ [3] اور ابن مندہ نے اسمٰعیل بن ابراہیم بن ابی نہشل کی سند سے محمد بن مروان عقیلی کے حوالہ سے عبداللہ بن یحییٰ بن حارثہ بن اضبط سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر یہی لفظ ذکر کیے، بظاہر جدہ کی ضمیر یحییٰ کی جانب لوٹ رہی ہے۔

۲۱۷ الاضبط السلمی [5]

ابونعیم نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے، بظاہر میرے نزدیک دونوں ایک ہیں۔ ابن مندہ نے اس کے علاوہ ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ ابونعیم اور انہوں نے سہل بن صقیر کی سند سے مکرم بن عبدالعزیز سلمی کے حوالہ سے وہ عبدالرحمٰن بن حارثہ بن اضبط سلمی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: مجھ سے میرے دادا اضبط سلمی نے بیان کیا اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی ہے''۔ [6]

باب الالف جس کے بعد عین ہے

۲۱۸ الاعرج

ان کا نام عبداللہ بن اسحاق ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ آ رہا ہے۔

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۳۳۶/۳) [2] اسد الغابۃ (ت ۱۹۳) تجرید (۲۴/۱) [3] معرفۃ الصحابۃ (۲۱/۳)

[4] مسند احمد (الحدیث ۱۸۵/۲، ۲۲۲) المعجم الکبیر للطبرانی (الحدیث ۴۴۹/۱۱) الکامل فی الضعفاء لابن عدی (۹۱۸/۳، ۱۰۹۴)

[5] اسد الغابۃ (ت ۱۹۴) [6] موارد الظمآن للهیثمی (الحدیث ۲۵۶۸) و الترغیب والترہیب (۱۸۳/۴) و اتحاف سادۃ المتقین (۴۰۱/۵)

۲۱۹ الاعرس بن عمرو الیشکری ✿

ابن شاہین نے ابوغسان کی سند سے معتمر کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے کھمس کو ابوسنان الحنفی کے حوالہ سے روایت کرتے سنا، فرمایا: یہاں تک کہ بنی یشکر کے ایک قبیلہ نے نبی ﷺ کو اپنی زکوٰۃ ادا کی، اتنے میں اعرس بن عمرو آئے، آپ علیہ السلام نے پوچھا: تمہارا نام؟ عرض کیا: میں اعرس بن عمرو ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں تم عبداللہ ہو"۔ ✿ ابن مندہ نے اس روایت کو تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ نیز عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ (جو ایک متروک راوی ہیں) کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن یزید بن الاعرس سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس ایک ہدیہ لے کر آیا تو آپ ﷺ نے قبول فرما کر ہماری چراگاہوں کے لیے دعا فرمائی۔ ✿ ابن مندہ نے کہا: اس میں ابن جبلہ منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے اس نام کو ابن شاہین کی کتاب میں اعوس واؤ سے لکھا پایا۔

۲۲۰ الاعشی المازنی ✿

انہیں حرمازی بھی کہا جاتا ہے۔ مازن اور حرماز بنی تمیم کے دو بھائی ہیں۔ ان کا نام عبداللہ بن اعور، بعض نے کچھ اور کہا ہے، ان کی (روایت کردہ) حدیث کا مدار ابومسعر البراء پر ہے جو وہ صدقہ بن طیلسہ نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھ سے میرے والد اور بھائی نے بنی مازن سے روایت کر کے بیان کیا، فرمایا: میں نبی ﷺ کے ✿ پاس آیا..... پھر وہ روایت ذکر کی۔ اسے امام احمد، ابن ابی خیثمہ، ابن شاہین وغیرہ نے اس سند سے اور دوسری سند سے نقل کیا ہے، عین میں ہم بھی ان شاء اللہ ذکر کریں گے۔

۲۲۱ الاعور بن بشامۃ ✿

بن نضلہ بن سنان بن جندب بن حارث بن جھمہ بن عدی بن جندب بن العنبر بن عمرو بن تمیم۔ ابن الکلبی نے کہا: ان کا نام ناشب اور لقب اعور ہے اور ابن عبدان نے "صحابہ" میں کہا ہے: ہمیں سے محمد بن محمد بن مرزوق نے بحوالہ سالم بن عدی بن سعید العنبری نے بکر بن مرداس سے انہوں نے اعور بن بشامہ، وردان بن مخرم اور ابن ربیعہ بن رفیع عنبریوں سے نقل کیا ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ اپنے حجرے میں محوِ خواب تھے کہ اچانک عیینہ بن حصن، بنی العنبر کے قیدی لائے، تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیسے قیدی بنا لیے گئے جبکہ ہم مسلمان ہو کر آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم کھاؤ کہ تم مسلمان ہو کر آئے ہو"۔ فرمایا: میں وردان اور خلف بن ربیعہ تھے۔ ✿ (الحدیث) اس سند میں غیر معروف راوی ہے۔

✿ اسد الغابۃ (ت ۱۹۵) تجرید (۲٤/۱)

✿ مجمع الزوائد (۵۷/۸) الطبقات الکبریٰ (۱٤۲/۱) (۱٤۲/۲)

✿ جامع المسانید والسنن (۳٦٤/۱)

✿ اسد الغابہ (ت ۱۹٦) الاستیعاب (ت ۱۵۹) تجرید (۲٤/۱)

✿ مسند احمد (۲۰۲/۲)

✿ اسد الغابۃ (ت ۱۹۷) تجرید (۲٤/۱)

✿ کنز العمال الحدیث (۱۱٦۱۳)

ابن شاہین نے کہا: ہم سے احمد بن عبداللہ بن نصر قاضی نے عباس بن صالح بن مساور سے، وہ محمد بن سلیمان سے وہ علی بن غراب فزاری سے، وہ ابوبکر مکی سے، وہ عمر بن محمد سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ بنی العنبر سے اپنی قوم کے کچھ قتل ہو گئے تو یہ لوگ وہاں سے کوچ کر کے اپنے ماموؤں خزاعہ کے پاس ٹھہر گئے۔ اسی عرصہ میں آپ علیہ السلام نے خزاعہ کی طرف زکوٰۃ وصول کنندہ بھیجا۔ تو اس نے ان سے زکوٰۃ کا مال جمع کیا، پھر بنی العنبر سے زکوٰۃ وصول کی۔ بنوالعنبر نے جب دیکھا کہ زکوٰۃ لینے والے نے زکوٰۃ اکٹھی کر لی ہے تو انہوں نے حملہ کر کے ساری زکوٰۃ چھین چھان لی۔

زکوٰۃ وصول کنندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بنوالعنبر نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے، آپ نے عیینہ بن حصن کو ایک سوستر آدمیوں کی نفری میں ان کی طرف روانہ فرمایا، انہوں نے لوگوں کو جمع پایا، عیینہ نے نومرد اور گیارہ عورتیں دھر لیں، جن میں بچے بھی تھے۔ بنی العنبر کو اس کی خبر ہوئی، تو ان کے ستر آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے جن میں اقرع بن حابس، اعور بن بشامہ عنبری (جو سب سے صغیرسن تھے) شامل تھے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو عورتیں اور بچے انہیں دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے۔ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے پر لپک پڑے آپ قیلولہ میں تھے، چیخ کر بولے: اے محمد! ہماری عورتیں کس بنا پر قیدی بنائی جا رہی ہیں جبکہ ہم نے آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، فرمایا: "(یوں معاملہ حل نہیں ہوگا) اپنے اور میرے درمیان ایک فیصل مقرر کرو"۔ عرض کرنے لگے: اعور بن بشامہ۔ (چونکہ وہ کم سن تھے اس لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تمہارا سردار ابن عمرو ہے۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا: اعور بن بشامہ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو فیصل بنایا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ آدھوں کا فدیہ دیا جائے اور آدھے آزاد کیے جائیں۔

۲۲۲ اعین بن ضُبَیعة [1]

بن ناجیہ بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم تمیمی حنظلی دارمی، فرزدق کے دادا صعصعہ بن ناجیہ کے بھتیجے، استیعاب کے مصنف نے ان کا ذکر کیا ہے اور کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جس سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلے۔ وہ فرزدق کی اہلیہ نوار کے والد ہیں۔ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے انہیں نے اس اونٹ کی ٹانگیں کاٹی تھیں جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں۔ کہا جاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بددعا دی تھی کہ "دھوکے سے قتل ہو!" چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس وقت بصرہ بھیجا جب عبداللہ بن حضرمی کا وہاں غلبہ ہو گیا تو وہاں کسی نے دھوکے سے انہیں ۳۸ھ میں قتل کر دیا۔

باب الالف جس کے بعد غین ہے

۲۲۳ الاغرّ بن یسار [2]

المزنی، الجهنی بھی کہا جاتا ہے، مہاجر صحابی ہیں۔ امام مسلم، احمد، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ کی سند سے

[1] اسد الغابة (ت ۱۹۸) الاستيعاب (ت ۱۵٤)

[2] اسد الغابة (ت ۲۰۰) الاستيعاب (٦٥)

مزنی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے [1] سنا: ''لوگو! اللہ کے حضور (رجوع کرو) توبہ استغفار کرو میں رات دن سو بار اس سے استغفار کرتا ہوں''۔ اور اغر مزنی سے مسلم و احمد کی روایت میں ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور بغوی کی حمید بن ہلال کے حوالہ سے ابو بردہ کی روایت میں ہے، فرمایا: میں ایک مہاجر صحابی کے پاس گیا مجھے ان کی تواضع بے حد اچھی لگی۔

ابونعیم نے کہا: نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اغر سے روایت ہے۔ وہ مزینہ کے آدمی ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے کچھ پیانے کھجور بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے ذمہ قرض تھے۔ پھر بیع سلم میں حدیث ذکر کی۔ بغوی نے اغرّ مزنی کے حالات میں یہ روایت نقل کی ہے اور ہم نے اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] کی ''الادب المفرد'' میں سنا ہے اس میں ہے ان کے کچھ پیانے بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے ذمہ قرض تھے فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے میرے ساتھ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا، پھر سلم [3] کا قصہ ذکر کیا۔ پھر ابونعیم نے معاویہ رضی اللہ عنہ بن قرہ کی اغر مزنی کے حوالہ سے وتر کے بارے میں، خالد بن ابی کریمہ کی سند سے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث نقل کی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! وتر پڑھے بغیر صبح ہوگئی ہے (اب کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وتر کا وقت تو رات [4] ہے''۔ ابونعیم نے کہا: بعض لوگوں (مراد ابن مندہ) نے وتر کی حدیث والے شخص اور ان سے پہلے والے میں فرق کیا ہے جبکہ وہ ایک ہے، اسی طرح ابن عبدالبر نے اس بات پر اعتماد کیا ہے کہ مزنی اور جہنی ایک شخصیت ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: کہا جاتا ہے کہ سلیمان بن یسار نے اغر مزنی سے روایت کی ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ اور ابن الاثیر نے مزنی اور جہنی میں فرق کی طرف میلان کیا ہے یہ کچھ نہیں۔ کیونکہ حدیث کا مخرج ایک شخص ہے۔ بخاری نے اس کی علت واضح کر دی وہ یہ کہ مسعر جہنی کہنے میں منفرد ہیں اس لئے اشکال زائل ہوا۔

۲۲۴ الاغرّ (ایک اور) بغیر نسبت

بعض نے انہیں غِفاری کہا ہے، امام احمد [5] اور نسائی نے ثوری کی سند سے عبدالملک بن عمیر کے حوالہ سے شبیب بن ابی روح سے وہ کسی صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فجر کی نماز پڑھائی تو اس میں سورۂ روم کی تلاوت کی۔ (الحدیث) اسے طبرانی [6] نے بکر بن خلف کی سند سے مؤمل بن اسمٰعیل سے وہ شعبہ سے وہ عبدالملک سے وہ شبیب سے وہ اغرّ صحابی سے نقل کرتے ہیں لیکن طبرانی نے ان کی حدیث اغرّ مزنی کی حدیث میں شامل کر دی ابونعیم نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔

---

[1] مسلم كتاب الدعوات والذكر باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه (الحديث ٦٧٩٩)
ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب في فرض الجمعة (الحديث ١٠٨١) مسند احمد (الحديث ٢١١/٤)
طبراني المعجم الكبير (٣٠١/١، ٣٠٢) الطبقات الكبرى (٣٢/٦) فتح الباري (١٠١/١١)

[2] الادب المفرد (٤٣/٢/١)

[3] المعجم الكبير (٣٠٠/١، ٣٠١) جامع المسانيد والسنن (٣٧١/١)

[4] مصنف عبدالرزاق (حديث ٤٦٠٧) السنن الكبرى للبيهقي (حديث ٤٧٩/٢) المعجم الكبير (٣٠٢/١، ٣٠٣)
كنز العمال (حديث ٢١٩٠١) المطالب العالية لابن حجر (حديث ٥٦٧)

[5] مسند احمد (حديث ٣٦٢/٢)

[6] المعجم الكبير (حديث ٣٠١/١)

دونوں میں فرق کرنے والے بغوی بھی ہیں چنانچہ انہوں نے ان کی حدیث، زیاد بن یحیٰ، وہ مؤمل سے ان کی سند سے نقل کرتے ہیں اس میں ہے اغرّ بنی غفار کے ایک شخص سے مروی ہے۔ بزار نے اس روایت کو اپنی مسند میں زیاد بن یحیٰ سے اسی سند سے نقل کیا ہے۔تو انہوں نے الاغرّ المزنی لکھ دیا جو غلط ہے۔ واللہ اعلم

۲۲۵ الاغلب بن جشم [1]

بن عمرو بن عبیدہ بن حارثہ بن دلف بن جشم بن قیس بن سعد بن عجل العجلی مشہور راجز ہیں۔ ابن قتیبہ [2] نے کہا کہ "انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لائے ہجرت کی۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عراق جانے والوں میں چلے گئے۔ کوفہ ٹھہرے اور جنگ نہاوند میں شہید ہوئے"۔ ابن الاثیر [3] نے ان کا استدراک کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا یہ کہنا کہ "ہجرت کی" اس میں یہ وضاحت نہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی ہو۔ لہٰذا یہ احتمال ہے کہ ابن قتیبہ کی "ہجرت" سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی ہجرتِ مدینہ مراد ہے۔ اسی بنا پر کسی نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر نہیں کیا۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں کہا ہے وہ مخضرمی ہیں۔

ابوالفرج اصبہانی [4] نے شعبی تک کی اپنی سند میں کہا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ تحریر بھیجی جب وہ کوفہ کے گورنر تھے: "تمہارے ہاں کے شعراء نے جو کچھ اسلام میں اشعار کہے ہیں وہ لکھوالو"۔ فرماتے ہیں: لبید گئے اور انہوں نے ایک تحریر میں سورۃ البقرۃ لکھ دی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام میں شعر کے بدلہ یہ عطا کر دی ہے اور جب اغلب مغیرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو کہا: آپ رجزیہ اشعار چاہتے ہیں یا قصیدے کی طلب ہے، یقیناً آپ نے معمولی موجود چیز کا مطالبہ کیا ہے:

ارجزا تريد ام قصيدا لقد طلبت هيّنا موجودا

یہ لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ ادھر سے آپ نے جواب بھیجا کہ اغلب کے وظیفہ سے پانچ سو کم کر کے لبید کے وظیفہ میں اضافہ کر دو۔

اسے ابن درید نے "الاخبار المنثورۃ" میں ریاشی سے بحوالہ عبدالوارث وہ ابوعمرو بن العلاء سے اسی مفہوم میں نقل کرتے ہیں۔ مرزبانی نے ان کے یہ اشعار پڑھے:

نشے چھاتے اور چھٹتے رہتے ہیں تم جاتی ہو آتی نہیں ہو

اور ان کا یہ شعر:

المرء توّاق الى ما لم ينل والموت يتلوه ويلهيه الامل

میسر ہو نہ جو انسان اس کا آرزومند رہتا ہے
لگی ہے موت پیچھے، غافل اسے ارمان بناتا ہے

اور ابوالفرج نے ان کا وہ قصیدہ پڑھا جس میں انہوں نے سجاح کی ہجو کی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی تھی۔

---

[1] اسد الغابہ (ت ۲۰۲) [2] الشعر والشعراء (۵۹۵) [3] اسد الغابہ (۱۴۷/۱) [4] الاغانی (۱۶۴/۱۸)

باب الالف جس کے بعد فاء ہے

(۲۲۶) الافطس ❶

ابوعمر ❷ نے کہا: ایک صحابی شخص ہیں۔ طبرانی نے مسند شامیین میں ابن ابی عاصم نے "الاحاد والمثانی" میں اور ابن مندہ نے بقیہ کی سند، ابراہیم بن ابی عبلہ کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے ایک صحابی رسول ﷺ دیکھے جنہیں افطس کہا جاتا تھا، انہوں نے اون ریشم ❸ کا بنا لباس پہن رکھا تھا۔

(۲۲۷) افلح ❹

ابوالقعیس کے بھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا، ابن مندہ نے کہا: ان کا شمار بنی سلیم میں ہوتا ہے۔ ابوعمر نے کہا: کہا جاتا ہے یہ اشعری ہیں۔ ہم نے زید بن ابی انیسہ کی حدیث میں، جو اسماعیلی کی تخریج، عراک کی سند سے عروہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں، روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: "افلح بن ابی قعیس مخزومی ہمارے گھر آئے تو میں نے ان سے پردہ کرلیا۔ پھر راوی نے وہ حدیث ذکر کی۔ اس کی اصل مسلم میں ہے۔

صحیحین ❺ میں اس کے ذکر کا ثبوت ہے۔ نیز ان دونوں کے علاوہ امام مالک کی زہری سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ سند میں ہے، فرمایا کہ ابوقعیس کے بھائی افلح نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گھر آنے کی اجازت طلب کی، وہ ان کے رضاعی چچا تھے، یہ واقعہ حکم حجاب کے بعد کا ہے۔ اکثر روایات میں اسی طرح آتا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ہے: افلح بن ابی قعیس، اسی طرح بغوی کے ہاں دوسرے طریق سے لکھا ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں افلح بن قعیس ہے یہ زیادہ بہتر ہے نیز ان کے ہاں عطاء عن عروہ عن عائشہ کی سند سے ہے: میرے (رضاعی) چچا ابوالجعد نے مجھ سے (گھر آنے کی اجازت) چاہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ افلح کی کنیت ہے۔ انہی کی ایک روایت میں ہے، ان سے ابوالقعیس نے اجازت طلب کی، یہ کسی راوی کا وہم ہے۔ وہ ابومعاویہ ہیں جو ہشام سے اسے روایت کرنے والے ہیں۔ حماد بن زید نے ہشام سے روایت میں ان کی مخالفت کی۔ ابومعاویہ کی بنسبت حماد بن زید ہشام کی حدیث کے زیادہ حافظ ہیں۔ انہوں نے تو "ابوقعیس کے بھائی" کہا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں جو روایت دوسری سند سے نقل کی ہے، وہ ابومعاویہ کے موافق ہے جو یوں ہے: ہم سے ابراہیم نے

---

❶ اسد الغابة (ت ٢٠٣) الاستيعاب (ت ١٤٧)

❷ الاستيعاب (١/ ٢٢٥)

❸ الاحاد والمثاني (١٩٠/٥)

❹ اسد الغابة (ت ٢٠٣)

❺ اسد الغابة (ت ٢٠٤) الاستيعاب (ت ٦٨)

❻ بخاري، كتاب النكاح، باب لبن الفحل (حديث ٥١٠٣) مسلم كتاب الرضاع باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (حديث ٣٥٥٦)

(وہ ابن ہاشم ہیں) ان سے ہدبہ نے ان سے محمد بن بکر نے ان سے عباد بن منصور نے وہ قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم سے ابوالقعیس نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی۔ اس روایت میں اگرچہ نام کی غلطی ہے لیکن اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ جن صاحب کا یہ قصہ ہے وہ اتنا زندہ رہے کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر نے ان سے سنا۔ واللہ اعلم

اور بغوی نے خلف ازدی کی سند سے حکم سے وہ عراک بن مالک سے وہ افلح بن ابی قعیس سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو آپ نے ان سے پردہ کرلیا۔ تو وہ بولے میں تو تمہارا چچا ہوں۔ (الحدیث) [1]

بغوی نے کہا: افلح سے یہ اسی طرح منقول ہے جبکہ اسے شعبہ نے حکم سے یوں روایت کیا ہے: **عن عراك عن عروة عن عائشة۔**

۲۲۸ افلح

بعض لوگ کہتے ہیں: یہ ابو فکیھہ کا نام ہے، ابوجعفر طبری نے ان کا یہ نام لیا ہے، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔ کسی نے ان کا نام یسار بتایا ہے۔

۲۲۹ افلح [2] (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام)

ابوعمر کا قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں ان کا ذکر ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ان کی حدیث یوسف بن خالد سلم بن بشیر سے وہ حبیب مکی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام افلح کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اپنے بعد اپنی اُمت کے بارے خواہشات کی گمراہی اور شہوات کی پیروی کا خدشہ ہے''۔ اور فرمایا: ''میں تیسری [3] چیز بھول گیا ہوں''۔ حکیم ترمذی نے اپنے نوادرات میں اسی سند سے نقل کر کے تیسری چیز کا نام ''معرفت کے بعد غفلت'' لیا ہے، بہرکیف سارا مدار یوسف بن خالد سمتی پر ہے جو متروک راوی ہے۔

۲۳۰ افلح [4] (ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام)

ترمذی [5] نے ابوحمزہ میمون کی سند سے ابوصالح عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا ایک غلام دیکھا جس کا نام افلح تھا وہ سجدہ کرتے وقت پھونک مارتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''افلح! اپنے چہرے کو مٹی پر لگاؤ''۔

---

[1] بخاری مسلم حوالہ سابق، ابن ماجہ کتاب النکاح، باب لبن الفحل (حدیث ۱۹۴۸)
مؤطا مالک کتاب الرضاع باب رضاعۃ الصغیر (حدیث ۱۲۷۹)
دارمی کتاب النکاح باب ما یحرم من الرضاع (حدیث ۱۵۶/۲)

[2] اسد الغابۃ (ت ۲۰۵) الاستیعاب (ت ۶۷)

[3] جمع الجوامع للسیوطی (حدیث ۷۶۱) کنز العمال (حدیث ۱۴۶۳۲) و (الحدیث ۲۸۹۶۶) اتحاف السادۃ المتقین (۲۲۲/۱)
تھذیب تاریخ دمشق (۳۰/۱)

[4] اسد الغابۃ (ت ۲۰۶)

[5] ترمذی کتاب ابواب الصلاۃ باب ما جاء فی کراھیۃ النفخ فی الصلاۃ (حدیث ۳۸۱، ۳۸۲)

غریب روایت ہے۔ بعض نے کہا: عن ابی حمزہ رباح اور میمون ابوحمزہ ضعیف ہیں۔

میں کہتا ہوں: طلق بن غنام نے سعید بن ابی عثمان وراق سے بحوالہ ابوصالح اس روایت کو نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ اور نسائی نے کریب کی سند سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کا مفہوم روایت کیا ہے جس میں انہوں نے کہا: آپ نے ہمارا ایک غلام دیکھا جسے رباح کہتے تھے، لہٰذا تعدد کا احتمال ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد قاف ہے

(۲۳۱) الاقرع بن حابس ❶

بن عقال بن محمد بن سفیان تمیمی مجاشعی دارمی ان کا باقی نسب اعین کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ہے: یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، فتح مکہ، حنین اور طائف میں شریک رہے، یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کی تالیفِ قلب کی گئی۔ ان کا اسلام لانا بھی اچھا تھا۔ زبیر نے نسب میں کہا: اقرع جاہلیت میں فیصل تھے، انہی کے بارے میں جریر یا کوئی اور کہتا ہے جب وہ خود اور فرافصہ یا خالد بن ارطاۃ ان سے فیصلہ کرانے آئے:

یا اقرع ابن حابس یا اقرع ان تَصْرعِ الیوم اخاك تُصْرَع

''اے اقرع ابن حابس! اے اقرع! اگر آج تم نے اپنے بھائی کو پچھاڑ دیا تو پچھڑ جاؤ گے''۔

ابن جریر، ابن ابی عاصم اور بغوی نے وہیب کی سند سے موسیٰ بن عقبہ کے حوالہ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے ذریعہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں سے باہر کھڑے ہو کر بلایا: اے محمد! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے پھر کہا: اے محمد! اللہ کی قسم میری تعریف اچھی اور میری مذمت بری ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اللہ (کا کام) ہے''۔ ❷

ابن مندہ نے کہا: ابوسلمہ سے روایت کی جاتی ہے کہ اقرع بن حابس نے پکارا پھر اس روایت کو مرسل ذکر کیا، وہی صحیح ہے، اسی طرح اسے رویانی نے عمر بن ابی سلمہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: اقرع نے پکارا پھر اس روایت کو مرسلاً ذکر کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دو طرح ذکر کیا ہے، ابن جریر کی روایت میں ابوسلمہ کے اقرع سے سماع کی صراحت ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے وہ ان سے متاخر ہیں۔ صحیحین میں زہری کی سند بحوالہ ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہے۔ فرمایا: اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ ❸ کو چوم رہے ہیں۔ (الحدیث) انہی دونوں میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن کا تھوڑا سا سونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ تو آپ علیہ السلام نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، ان

---

❶ اسد الغابۃ (ت ۲۰۸) الاستیعاب (ت ٦٩)

❷ مسند احمد (حدیث ۴۸۸/۳) المعجم الکبیر (حدیث ۸۷۸/۱) مجمع الزوائد (حدیث ۱۰۸/۷)

❸ بخاری (حدیث ۵۹۹۷) الادب المفرد (۹۱) مسلم (حدیث ۵۹۸۲) ابوداؤد (حدیث ۵۲۱۸) ترمذی (حدیث ۱۹۱۱) ابن حبان (حدیث ۴۵۷) مجمع الزوائد (۱۸۷/۸)

میں سے ایک اقرع بن حابس تھے۔

بخاری [1] میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرمایا: بنی تمیم کا ایک قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اقرع کو امیر بنا دیجیے۔ (الحدیث)

ابن شاہین نے مدائنی کی سند سے ان کے راویوں کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ جب عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے بنی عنبر کے لوگ گرفتار کیے تو ان کا وفد آیا پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ اقرع بن حابس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی اور قیدیوں کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں تھے اس پر عیینہ بن حصن ان سے جھگڑ پڑے۔ اسی کے متعلق فرزدق اپنے چچا اقرع پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

و عند رسول اللّٰہ قام ابن حابس بخطّة اسوار الی المجد حازم

له اطلق الاسری الّتی فی قیودها مغلّلة اعناقها فی الشکائم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابن حابس ہوشیاری سے بزرگی کی فصیلوں کی بنیاد لے کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے ان کی خاطر وہ قیدی رہا کر دیے جن کی گردنیں بیڑیوں سے ایسے جھکی تھیں جیسا کہ انہیں لگام میں پڑی ہیں۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ صغیر میں اور یعقوب بن سفیان نے صحیح اسناد سے محمد بن سیرین کی سند سے عبیدہ بن عمرو سلمانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عیینہ اور اقرع نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قطعۂ ارضی مانگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں کو اسلام کی محبت دلانے کے لیے ایسا کرتے تھے، سواب تم دونوں اپنی محنت سے کام لو اور تحریر پھاڑ دی۔ علی بن مدائنی نے علل میں کہا ہے: یہ روایت منقطع ہے اس واسطے کہ عبیدہ قصہ کے وقت موجود نہ تھے اور نہ یہ روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس سے اچھی سند سے روایت نہیں کی جاتی۔

سیف بن عمر نے فتوح میں اسے طوالت و اضافے سے روایت کیا ہے۔ یہ دونوں حضرات جنگ یمامہ وغیرہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ موجود تھے پھر اقرع تو شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ دومۃ الجندل میں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل عراق سے جنگ اور فتح انبار میں شریک رہے۔

ابن درید نے کہا: اقرع بن حابس کا نام فراس ہے انہیں اقرع اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کے سر میں گنجا پن تھا۔ وہ جاہلیت و اسلام میں صاحبِ شرافت انسان تھے۔ عبداللہ بن عامر نے خراسان کی طرف جو لشکر روانہ کیا انہیں اس کا امیر مقرر کیا۔ تو بمقام جوزجان انہیں اور لشکر کو نقصان پہنچا۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا واقعہ ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ اسلام سے پہلے مجوسی تھے۔ اور میں نے رضی شاطبی کی تحریر پڑھی ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ جنگ یرموک میں اپنے دس بیٹوں میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] بخاری، کتاب المغازی (حدیث ۳۲٦۷) و کتاب التفسیر (حدیث ٤٥٦۰)

۲۳۲ الاقرع بن سفیّ العکی ✿

نبی ﷺ نے ان کی بیماری میں ان کی عیادت کی، ان سے لفاف بن کرز کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی، ابوعمر نے اسی طرح لکھا ہے۔ رشاطی نے کہا: ان کے ہاں لفاف بن کرز (را اور زا سے) لکھا ہے، درست ابن کدَن ہے (دال مفتوح اور اس کے بعد نون) اور جس حدیث کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اسے ابن السکن اور ابن مندہ نے محمد بن فہر بن جمیل بن ابی کریم بن لفاف کی سند سے امیہ سے اور لفاف بن فضل بن ابی کریم سے وہ مفضل بن ابی کریم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا لفاف بن کدن سے وہ اقرع بن شفی عکی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میری بیماری میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں نے عرض کیا: میں نہیں سمجھتا کہ میں اپنی اس بیماری سے جانبر ہوسکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، تم ضرور زندہ رہو گے اور ارضِ شام کی جانب لازماً ہجرت کرو گے اور فلسطین کی سرزمین ربوہ میں تمہاری وفات وتدفین ہوگی۔ ✿ ابن السکن نے کہا: ہم اس سند کے کسی راوی کا حال نہیں جانتے۔

ابن مندہ نے کہا: اسے اسمٰعیل بن رُشید نے ضمرہ بن ربیعہ کے حوالہ سے قادِم بن میسور سے انہوں نے عک کے کسی آدمی سے وہ اقرع عکی سے اسی مفہوم میں نقل کرتے ہیں۔ ضمرہ نے کہا: ان اقرع کی وفات خلافتِ فاروقی میں ہوئی۔

میں کہتا ہوں: یہ دوسری سند ہے جس سے ابوعمر کے بھروسے کی تردید ہوتی ہے۔ ہشام بن عمار نے اسے اپنے فوائد میں مغیرہ بن مغیرہ سے بحوالہ یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی روایت کیا ہے۔ فرمایا: عک کے ایک شخص بیمار ہوئے، جنہیں اقرع کہا جاتا تھا۔ پھر اسی مفہوم کو ذکر کیا۔ اس کے آخر میں کہا: وہ رملہ میں دفن ہوئے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں اسی سند سے نقل کیا ہے تو یہ تیسری سند ہوئی۔

۲۳۳ الاقرع بن عبداللہ الحمیری ✿

رسول اللہ ﷺ نے انہی ذی مَرّان اور ذی رُود اور یمن کے ایک علاقہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اسی طرح ابوعمر ✿ نے مختصراً نقل کیا ہے۔ اسی بات کو سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے جو ضحاک بن یربوع سے وہ اپنے والد سے وہ ماھان سے وہ اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ اور طبری نے سیف سے نقل کیا کہ اسامہ جب نبی ﷺ کی وفات کے بعد لشکر لے کر متوجہ ہوئے تو آپ نے چند قاصد بھیجے جو آپ کے پاس مرتدین کی خبر لائے ان (قاصدوں) میں اقرع بن عبداللہ اور جریر بن عبداللہ بجلی شامل تھے، پھر پورا قصہ ذکر کیا۔

✿ اسد الغابۃ (ت ۲۰۹) الاستیعاب (ت ۷۰)

✿ الدر المنثور للسیوطی (حدیث ۱۰/۵) کنز العمال (حدیث ۳۵۴۳۵) جامع المسانید والسنن (۳۷۷/۱)

✿ اسد الغابۃ (ت ۲۱۰) الاستیعاب (ت ۷۱)

✿ الاستیعاب (۱۹۴/۱)

۲۳۴ الاقرع الغفاری ✿

ابن مندہ نے کہا: ہمیں محمد بن احمد بن ابی سعد نے ابوعلی بن سعید کے حوالہ سے انہوں نے علی بن مسلم، انہوں نے ابوداؤد ✿ سے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے ابوحاجب سے وہ اقرع غفاری سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے وضو کردہ بچے (فالتو) پانی سے مرد کو وضو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ اس شخص کے علاوہ کسی نے ان کا نام لیا ہو۔ ہم نے ابوداؤد کی سند سے اسے نقل کیا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے، جس کا انہوں نے نام نہیں لیا۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث شعبہ کی سند سے عاصم، ابوحاجب، حکم بن عمرو غفاری کے حوالہ سے مشہور ہے، اسی طرح حفاظ نے ان سے روایت کی ہے۔ یعقوب بن سفیان نے ابن بشار سے ابوداؤد سے ان کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: حکم بن عمرو سے روایت ہے (اور وہ اقرع ہیں)۔ لہٰذا معلوم ہوا اقرع، حکم بن عمرو ہو، جس میں ابن مندہ کے زعم پر رد بھی ہے علی بن مسلم ان کا نام لینے میں منفرد ہے جبکہ شعبہ سے ان کے علاوہ لوگوں نے بھی ان کا نام لیا ہے۔

ابن شاہین نے کہا: احمد بن محمد بن عصمہ نے ان سے احمد بن عمر بن بسطام نے مرو میں فرمایا: ہمیں خلف بن عبدالعزیز نے بتایا کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا کے حوالہ سے بتایا، انہوں نے شعبہ، انہوں نے عاصم سے انہوں نے ابوحاجب سے نقل کیا، فرمایا: ہم سے اقرع الغفاری نے بیان کیا پھر اسے ذکر کیا۔ ابن شاہین کہتے ہیں: میں اسے کسی راوی کا وہم سمجھتا ہوں، جس نے اس طرح کہہ دیا۔

۲۳۵ اقرم بن زید الخزاعی

ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا ذکر آ رہا ہے جن کا نام عبداللہ بن اقرم ہے۔

۲۳۶ الاقعس بن سلمہ ✿

اہل یمامہ میں ان کا شمار ہے اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان نے کہا: بعض لوگ ان کا نام اُقیصر بن سلمہ حنفی بتاتے ہیں، بغوی نے کہا: ہمیں احمد بن اسحاق نے انہیں سلمان بن محمد نے، انہیں عمار بن عقبہ نے انہیں محمد بن جابر نے انہیں منہال بن عبیداللہ بن ضمرہ بن ھوذہ نے بتایا کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اقیصر بن سلمہ وہ برتن لے کر آئے جو انہیں نبی ﷺ نے دے کر روانہ فرمایا تھا جس سے انہوں نے مسجد قرّان میں چھڑکاؤ کیا، عسکری نے اسی پر بھروسا کر کے اقیصر کے حالات لکھ دیئے۔

ابن مندہ نے کہا ہے: صحیح یہ ہے کہ ان کا نام اُقعَس ہے۔ پھر دوسری سند سے یہ حدیث محمد بن جابر کے حوالہ سے نقل کی وہ

✿ اسد الغابۃ (ت ۲۱۱)

✿ اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الطہارۃ باب النہی عن ذلک (حدیث ۸۲)

✿ اسد الغابۃ (ت ۲۱۳) الاستیعاب (ت ۱۴۶)

منھال بن عبداللہ بن ضمرہ بن ھوذہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اقعس آئے۔

رشاطی نے ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے کہ اقعس بن سلمہ بن عبید بن عمرو بن عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن سحیم بنی سحیم کے وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر مسلمان ہوئے اور ان کا اسلام (مسلمانوں میں رہ کر) اچھا ہوگیا۔ آپ نے انہیں ان کی قوم کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے واپس بھیجا اور انہیں ایک آبخورے میں پانی دیا جس میں آپ علیہ السلام نے اپنا لعاب ڈالا یا کلی کی تھی اور فرمایا: ''بنی سحیم کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اس مسجد میں چھڑکیں اور اپنے سر بلند رکھیں (کسی بت اور مخلوق کے سامنے نہ جھکائیں) جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند رکھا ہے''۔ [1] راوی کا بیان ہے کہ اسی کا اثر ہے کہ ان میں سے کوئی بھی مسیلمہ کا پیرو نہیں ہوا اور نہ ان میں سے کوئی خارجی ہوا۔

۲۳۷ الاقمر الوداعی [2]

علی اور کلثوم کے والد، بعض نے ان کا نام عمرو بن حارث بن معاویہ بن عمرو بن ربیعہ بن عبداللہ بن وداعہ ہمدانی بتایا ہے۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کر کے کہا: یہ تو تب ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ صحابی ہیں ورنہ حدیث مرسل ہے۔ پھر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بحوالہ علی بن اقمر نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاعون (سے مرنے) والا شہید (کا درجہ رکھتا) ہے''۔ [3] ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۲۳۸ اکال بن النعمان الانصاری المازنی

وثیمہ نے جنگ یمامہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۹ اکبر الحارثی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے بشیر رکھا۔ ''ب'' میں آ رہا ہے۔

۲۴۰ اکثم بن الجون

یا ابن ابی الجون، ان کا نام عبدالعزیٰ بن منقذ بن ربیعہ بن اضرم بن ضبیس بن حرام ابن حبشیہ بن کعب بن عمرو بن ربیعہ خزاعی ہے۔ یہ سلیمان بن صرد خزاعی کے چچا ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم سے محمد بن بشر نے، ان سے محمد بن عمرو

---

[1] اسد الغابة (۱/۱۵۳، ۱۵٤) الاستیعاب (۱/۲۲۵)

[2] اسد الغابة (ت ۲۱٤)

[3] بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون (حدیث ۵۷۳۳) مصنف عبدالرزاق (حدیث ٦٦٩٥) کنز العمال (حدیث ۱۱۲۲۱) الطبقات الکبری (۳/۳۰۱) تهذیب تاریخ دمشق (۷/۲۱۸)

[4] اسد الغابة (ت ۲۱۷) الاستیعاب (ت ۱۵۵)

نے وہ ابوسلمہ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''میرے سامنے جہنم پیش کی گئی جس میں میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے دیکھا، وہ پہلا شخص ہے جس نے ابراہیم علیہ السلام کی ملت تبدیل کر کے بحیرہ، سائبہ، حام بنائے اور (بیت اللہ میں) بت نصب کیے۔ میں نے اکثم بن ابی الجون کو اس کے مشابہ پایا ہے''۔ اکثم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا اس کے مشابہ ہونے سے کوئی نقصان تو نہیں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، کیونکہ تم مسلمان ہو اور وہ کافر تھا''۔ (تفصیل کے لئے سورۂ مائدہ آیت نمبر ۱۰۳ دیکھیں)

اور حاکم [1] نے اس روایت کو محمد بن عبداللہ انصاری کی سند سے بحوالہ محمد بن عمرو انہی الفاظ میں نقل کی نیز ان دونوں نے عبیداللہ بن عمرو الرقی کی سند سے عبیداللہ بن محمد بن عقیل سے وہ طفیل بن ابی بن کعب کے حوالہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جس میں لمبا قصہ ہے۔

ابن ابی عروبہ اور ابن مندہ نے ابن اسحاق کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے ابوصالح سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثم بن ابی الجون سے فرماتے سنا: ''اے اکثم! میں نے عمرو بن لحی کو جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے دیکھا ہے''۔ [2] (الحدیث) اسی میں اکثم بن الجون کا قول اور اس کا جواب ہے۔ ابوسلمہ کی روایت زیادہ مکمل ہے۔ اور حدیث امام مسلم رحمہ اللہ کے ہاں سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے والد کی سند سے مختصر منقول ہے جس میں اکثم کا قصہ نہیں۔ اور زبیر نے کتاب ''النسب'' میں اکثم کا قصہ دوسری دو منقطع سندوں سے ذکر کیا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے دوسری سند سے جابر سے نقل کیا ہے۔ ''میں نے معبد بن اکثم کو اس کے مشابہ دیکھا'' پھر وہ روایت ذکر کی۔ اس واسطے تعدد کا احتمال ہے۔ میں نے ابن الکلبی کی جمھرۃ میں دیکھا، جب انہوں نے ان اکثم کا ذکر کیا اور اس پر اعتماد کیا کہ وہی ابن ابی الجون ہیں، کہا: یہ وہی ہیں جن کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دجال دکھایا گیا تو وہ گندمی رنگ، گھنگریالے بالوں والا تھا اور بنی عمرو بن کعب میں سے اکثم بن عبدالعزیٰ اس کے زیادہ مشابہ ہے''۔ تو اکثم کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میرا اس سے مشابہ ہونا مجھے کوئی نقصان دے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، تم مسلمان ہو اور وہ کافر تھا''۔ [3]

میں کہتا ہوں: اس کا ظاہر پہلی بات کے مخالف ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ''بہ'' کی ضمیر عمرو بن کعب کے لیے ہو، اور وہ عمرو بن لحی ہے لہٰذا دونوں میں مخالفت نہیں۔ یوں یہ دونوں مستقل حدیثیں ہو جائیں گی۔ ایک میں دجال کا حال اور دوسری میں عمرو بن کعب کی مشابہت، احادیث میں عبدالعزیٰ بن قطن دجال کے مشابہ آیا ہے۔

طبرانی [4] اور ابن مندہ نے ضمرہ کی سند سے بحوالہ ابن شوذب، وہ ابونہیک وہ شبل بن خلید مزنی سے وہ اکثم بن ابی الجون

---

[1] المستدرك للحاكم (حديث ٦٠٥/٤)

[2] بخاري كتاب التفسير باب ما جعل الله من بحيرة ولاسائبة (الحديث ٤٦٢٣)
مسلم كتاب الجنة و نعيمها باب النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء (حديث ٧١٢١، ٧١٢٢)
مسند احمد (حديث ٢/ ٢٧٥) تفسير لابن كثير (حديث ٢٠٤/٣) شرح السنة للبغوي (حديث ١٠٠/٢)

[3] المعجم الكبير (حديث ٤٣٣/١٩) الطبقات الكبرى (٢٩/٢/٤)

[4] المعجم الكبير (حديث ٢٩٦/١، ٢٩٧)

خزاعی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں جنگ میں بڑا بہادر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ جہنمی ہے"۔ الحدیث جو طویل ہے، اس کی سند حسن ہے اور یہ قصہ خیبر میں پیش آیا۔ جیسا کہ صحیح میں سہل بن سعد کی حدیث سے وارد ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ اکثم بن ابی الجون اس میں شریک تھے۔ ابن ابی حاتم نے "علل" میں عسکری نے "امثال" میں بغوی اور ابن مندہ نے ابوسلمہ عاملی کی سند سے بحوالہ زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اکثم! اپنی قوم کے گروہ میں شمولیت کیے بغیر جہاد کیا کرو، تمہارے اخلاق سنور جائیں گے"۔ ✿ ابن ابی حاتم نے کہا: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ ابوسلمہ عاملی متروک ہے اور (اس کی روایت کردہ) یہ حدیث باطل ہے۔ ابن مندہ نے اس روایت کو دوسری سند سے خود اکثم سے نقل کیا ہے اسی کی طرف ابن عبدالبر ✿ نے اشارہ کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۴۱ الاکوع الاسلمی

ان کا نام سنان ہے سین میں آرہا ہے۔ ابن سعد ✿ اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہے۔

۲۴۲ اکیدر دُومَة ✿

ان کے بارے اختلاف ہے، اکثر اس جانب ہیں کہ وہ کافر مارے گئے۔ ان شاء اللہ ہم قسم اخیر میں ان کا مفصل حال بیان کریں گے۔

۲۴۳ اکیمه بن عبادة اللیثی ✿

انہیں زھری بھی کہا جاتا ہے، ابن السکن نے عمر بن ابراہیم کی سند سے (جو ایک متروک راوی ہیں) محمد بن اسحاق بن اکیمہ بن عبادہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اکیمہ بن عبادہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (جانور کے) کندھے کا گوشت کھاتے دیکھا، آپ نے نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔ ✿ ابن السکن نے کہا: میں نے یہ روایت صرف ابن عقدہ سے سنی ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی سند مجہول ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں عبدان سے وہ اپنی محمد ابن اسحاق بن سلیمان بن اکیمہ تک کی

✿ ابن ماجه كتاب الجهاد باب السرايا حديث (٢٨٢٧) السنن الكبرى للبيهقي (حديث ١٥٧/٩) المطالب العالية (حديث ١٩١٤) تهذيب تاريخ دمشق (٣٩٦/٤) كنز العمال (حديث ١٠٨٩٤، ١٧٥٢٧، ٢٥٥٩٨)

✿ الجرح والتعديل (٣٣٩/٢)

✿ الاستيعاب (٢٧٧/١)

✿ الطبقات الكبرى (٢٢٩/٤)

✿ اسد الغابة (ت ٢٢٠) تجريد (٢٧/١)

✿ اسد الغابة (ت ٢٢١) تجريد (٢٧/١)

✿ الكامل فى الضعفاء (٩٥٦/٣)

سند سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اکیمہ نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ!'' [1] پھر روایت بالمعنی کے جواز کی حدیث ذکر کی۔ سلیم بن اکیمہ کے حالات میں ان شاء اللہ آرہی ہے۔

۲۴۴ اکَیْنة

رزق اللہ بن عبدالوھاب تمیمی کے دادا۔ ابن ماکولا نے کہا: مجھے رزق اللہ نے کہا کہ میرے دادا کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ نیز ابن ماکولا نے رزق اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کے دادا عبداللہ نبی ﷺ کے پاس آئے اس وقت ان کا نام عبداللات تھا۔ آپ علیہ السلام نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ وہ (راوی) رزق اللہ بن عبدالوہاب بن عبدالعزیز بن حارث بن اسد بن لیث بن اسود بن سفیان بن یزید بن اکینہ بن عبداللہ تمیمی ہیں۔ خطیب نے عبدالوہاب رزق اللہ کے والد سے نقل کیا ہے وہ اپنے آباء سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جس کی سند اکینہ مذکور تک پہنچتی ہے۔ فرمایا: میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا، پھر اثر (صحابی رضی اللہ عنہ کا قول) ذکر کیا۔ خطیب نے جو نسب نقل کیا ہے اس میں یزید نہیں لکھا ہے۔ اسی طرح اسے ابن الصلاح نے ''علوم الحدیث'' میں لکھا ہے۔ خطیب نے یہ صراحت کی ہے کہ وہ (روایت کنندہ) آباء، نو ہیں۔ جو یزید کو شامل کیے بغیر درست تعداد ثابت نہیں ہوتی۔ ابن ماکولا نے بھی اکینہ کا نسب پیش کیا ہے جو یوں ہے: ابن یزید بن ہیثم بن عبداللہ بن حارث بن کلدہ بن حنظلہ بن زید مناۃ بن تمیم۔ ہم نے اسے اصبہان کی اس مجلس میں جہاں رزق اللہ نے اس کا املا کرایا یوں نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے اپنے والد عبدالوہاب کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوالحسن عبدالعزیز کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوبکر الحارث کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد اسد کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد سلیمان کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوالاسود کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوسفیان کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد یزید کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابو اکینہ کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد الہیثم کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد عبداللہ کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اکٹھے ہوں، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے''۔ [2]

ذہبی نے کہا ہے کہ ان (رزق اللہ) کے اکثر آباء کا ذکر نہ تاریخ میں ہے اور نہ اسماء الرجال میں۔ جبکہ اس سند سے لیث کے والد اسد ساقط ہیں۔ اور خطیب نے اپنی تاریخ میں انہیں برقرار رکھا ہے جہاں انہوں نے عبدالعزیز کے حالات لکھے ہیں۔

میں کہتا ہوں: لیکن ان (خطیب) کے ہاں ہیثم کا ذکر نہیں۔ اس بات کو ہمارے اساتذہ کے استاذ حافظ علائی نے ''الوشی المُعلَم'' میں لکھا ہے۔

باب الالف جس کے بعد لام ہے

۲ الاشر (ہمزہ کے زبر اور را مخفف سے)

ان میں سے ایک جو ابوثعلبہ خشنی کا نام کسی نے کہا ہے۔

---

[1] کنز العمال (حدیث ۲۹۲۱۶) جامع المسانید والسنن (۳۸۶/۱)

[2] کنز العمال (حدیث ۱۸۰۹، ۱۸۸۱، ۳۹۲۸) میزان الاعتدال (حدیث ۵۰۹۲) لسان المیزان (۷۳/۴)

۲۴۶ الله کے نبی الیاس علیه و علی نبینا الصلوة والسلام

خضر کے حالات میں ان کے متعلق کچھ باتیں آئیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں خضر کا ذکر کرنے سے ان کا ذکر کرنا لازمی ہے۔ اور یہ قول بڑا غریب ہے کہ وہی خضر ہیں۔ چنانچہ ابن مردویہ نے سورۂ انعام کی تفسیر میں ہشام بن عبداللہ رازی کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن ابی جزی وہ ابن ابی نجیح سے وہ عبداللہ بن حارث سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خضر ہی الیاس ہیں''۔ [1] انہوں نے یہ روایت طاہر بن احمد بن حمدان سے محمد بن جعفر اشنانی سے، محمد بن یوسف فراء سے انہوں نے ہشام سے نقل کی ہے۔

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۲۴۷ اماناہ [*] (نون سے)

ابن قیس بن شیبان بن العاتک بن معاویہ الاکرمین الکندی، ابن سعد نے کلبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور وہ لمبا عرصہ زندہ رہے انہی سے بنی براء کا شاعر عوضہ نخعی کہتا ہے:

الا لیتنی عُمِّرْتُ یا ام مالك ۔۔۔ کعمر اماناهِ بن قیس بن شیبان

لقد عاش حتّی قیل لیس بمیّت ۔۔۔ وافنی فنامًا من کهول و شبّان

''اے ام مالک! کاش! میں بھی اماناہ بن قیس بن شیبان جتنی عمر پاتا۔ وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ نہیں مریں گے جبکہ ان کے سامنے کئی بوڑھے اور جوان چل بسے''۔

لوگ کہتے ہیں: وہ تین سو بیس (۳۲۰) سال زندہ رہے۔ طبری، ابن شاہین نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور ابن فتحون نے ذیل میں ذکر کیا ہے۔ ان کا بیٹا یزید جوان کے ساتھ مسلمان ہوا تھا بعد میں مرتد ہوگیا اور خلافت صدیقی میں قتل ہوگیا۔ [*]

۲۴۸ امَد بن ابَد الحضرمی [*]

طبرانی نے کہا: علی بن عبدالعزیز نے ہمیں، انہیں ابوعبیدالقاسم نے، انہیں ابوعبیدہ معمر نے بتایا، فرماتے ہیں مجھے میرے بھائی یزید بن مثنی نے سلمہ بن سعید کے حوالہ سے بتایا، فرمایا: ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، فرمانے لگے: میں چاہتا ہوں، کاش! ہمارے پاس کوئی ایسا شخص ہوتا جو ہمیں گزشتہ زمانے کے حالات بتاتا۔ اس زمانے میں ہم اس کے کتنے مشابہ ہیں؟ کسی نے آپ سے کہا کہ حضرموت میں ایک شخص ہے جس کے سامنے تین سو سال کا عرصہ بیت گیا ہے۔ حضرت معاویہ نے اس کی طرف پیام بھیجا،

---

[1] كنز العمال (حديث ٣٤٠٤٦)

[*] اسد الغابة (ت ٢٢٢)

[*] اسد الغابة (١٣٤/١)

[*] اسد الغابة (ت ٢٢٣) تجريد (٢٧/١)

چنانچہ وہ لایا گیا۔ جب وہ آپ کے سامنے آیا، آپ نے اسے اپنے پاس بٹھایا، پوچھا تمہارا نام؟ اس نے کہا: امد بن ابد۔ پھر اس نے لمبا قصہ سنایا۔ اسی میں ہے، آپ نے فرمایا: کیا تم نے حضرت محمد (ﷺ) کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں کہا؟ ہاں! میں نے انہیں دیکھا ہے۔ فرمایا: مجھے ان کا حلیہ بتاؤ، اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ (علیہ السلام) پر قربان جائیں۔ میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔ اسے ابوموسیٰ نے ذیل میں نقل کیا ہے۔ اسناد میں ارسال ظاہر ہے اور اس قصہ میں ایک اور طرح سے نکارت ہے کہ اس میں لکھا ہے اس نے دیکھا کہ شام سے مکہ کی جانب ایک مسافر عورت نکلتی جسے کھانے پینے کی (ساتھ لے جانے کی) ضرورت نہ پڑتی، وہ درختوں کے پھل کھاتی اور چشموں کے پانی سے سیراب ہوتی'' جو غلط ہے۔

ابوحاتم سجستانی ❶ نے کتاب ''المعمرین'' میں ابو عامر سے وہ بصرہ کے کسی آدمی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: ان سے ابوالجنید الضریر نے اپنے شیوخ کے حوالہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی ایسے شخص سے ملوں جس کے سامنے سال گزرے ہوں وہ ہمیں اپنے چشم دید واقعات بتائے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں یہ قابل انکار بات نہیں۔ البتہ اس میں یوں ہے کہ اس نے ہاشم بن عبد مناف کو اور امیہ بن عبد شمس کو دیکھا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تمہارا کیا شغل تھا؟ اس نے کہا: میں تاجر تھا۔ فرمایا: تمہاری تجارت کہاں تک پہنچی؟ اس نے کہا: میں کوئی نقصان دہ چیز نہ خریدتا اور نہ کسی نفع بخش چیز کو واپس کرتا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: مجھ سے کچھ مانگو۔ اس نے کہا: میری جوانی مجھے لوٹا دو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ میرے بس میں نہیں۔ کہا: تو پھر مجھے جنت میں داخل کرا دو۔ فرمایا: یہ بھی میری دسترس سے باہر ہے۔ اس نے کہا: مجھے آپ کے ہاتھ میں دنیا اور آخرت کی کوئی چیز تو نظر نہیں آتی، البتہ ایسا کریں مجھے جہاں سے لائے ہیں واپس پہنچا دیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! یہ ہو جائے گا۔ ❷

۲۴۹ امرؤ القیس بن الاصبغ الکلبی ❸

وہ اپنی قوم کے سردار تھے، آپ علیہ السلام نے انہیں کلب کا گورنر بنا کر بھیجا: ب انہیں قضاعہ کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ اسے ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کے ماموں ہیں۔ ❹

سیف نے فتوح میں لکھا ہے جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو قضاعہ پر آپ کے گورنروں میں سے کلب قبیلہ کے امرؤ القیس بن الاصبغ الکلبی تھے جن کا تعلق بنی عبداللہ کی شاخ سے تھا، وہ مرتد نہیں ہوئے۔ اس بات کو انہوں نے اپنی کتاب ❺ کے دیگر مقامات میں بھی ذکر کیا ہے۔

---

❶ المعمّرین (۱۱۰)

❷ جامع المسانید والسنن (۱/ ۳۸۷، ۳۸۸)

❸ اسد الغابة (ت ۲۲٤) الاستیعاب (ت ۷۳)

❹ الاستیعاب (۱/ ۱۹۵)

❺ اسد الغابة (۱/ ۱۳۵) الاستیعاب (۱/ ۱۹۵)

۲۵۰ امرؤ القیس بن عابس ❶

بن منذر بن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ بغوی نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے ان کے نام میں امرؤ القیس بن عابس بھی ہیں، وہ کوفہ کی سکونت رکھتے تھے۔ نسائی، احمد اور بغوی نے رجاء بن حیوہ کی سند سے عدی بن عمیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: امرؤ القیس اور حضرموت کے ایک آدمی کے مابین جھگڑا تھا دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کرانے گئے آپ نے حضرمی سے فرمایا: اپنا گواہ پیش کرو ورنہ اس کی قسم ہوگی، تو وہ شخص کہنے لگا: یا رسول اللہ! اگر اس نے قسم کھالی تو میری زمین لے لے گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کا حق دبانے کے لیے جھوٹی قسم کھائی وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا''۔ تو امرؤ القیس بولے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو برحق ہونے کے باوجود چھوڑ دے اس کے لیے کیا اجر ہے؟ فرمایا: ''جنت''۔ عرض کیا: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ ❷ اس کی سند صحیح ہے۔ یہ حدیث ربیعہ بن عیدان کے حالات میں دوسری سند سے آرہی ہے۔ جھگڑے والے شخص وہی تھے اور لفظ عیدان عین کے زبر اور اس کے بعد یا سے ہے۔

سیف بن عمر نے فتوح میں کہا کہ جنگ یمامہ کے روز امرؤ القیس کردوس کے گورنر تھے مرزبانی نے ذکر کیا کہ قلعہ نجیر کے محاصرہ کے حاضرین میں سے تھے۔ جب مرتدین باہر نکالے گئے تو یہ اپنے چچا کو قتل کرنے ان پر جھپٹ پڑے۔ اس نے کہا: تمہیں کچھ خیال نہیں میں تمہارا چچا ہوں پھر بھی میرے قتل کرنے کے درپے ہو؟ انہوں نے کہا: آپ میرے چچا ہیں تو اللہ بھی میرا رب ہے؟ پھر اسے قتل کر دیا۔ ❸

ابن السکن نے کہا: وہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہیں۔ اور اشعث کو مرتد ہونے پر برا بھلا کہا۔ ابن اسحاق نے ان کے وہ اشعار پڑھے جن میں اپنی قوم کو اسلام پر ثابت قدمی کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کے کچھ اشعار یہ ہیں:

قف بالدیار وقوف حابس　　وَتَأَنَّ انّة غیر آیس

لعبت بهن العاصفات　　الرائحات من الروامس

''روکنے والے کی طرح ان گھروں کے پاس ٹھہر، اور امیدوار کی طرح رو۔ قبروں سے اڑنے والی مٹی سخت ہواؤں کی صورت میں اٹھکیلیاں کھیل رہی ہیں''۔

انہی اشعار میں وہ کہتے ہیں:

---

❶ اسد الغابة (ت ۲۲۵) الاستیعاب (ت۷۲) تجرید (۲۸/۱)

❷ بخاری کتاب الخصومات (حدیث ۲٦٦٦) ابوداؤد کتاب الایمان والنذور (حدیث ۳۲۴۳)
ترمذی کتاب البیوع (حدیث ۱۲٦۹) مسند احمد (حدیث ۱۹۱/۴) المعجم الکبیر (حدیث ۱۱۸/۱۷)
السنن الکبریٰ (حدیث ۴۴/۱۰) کنز العمال (۴٦۲۷۹)

❸ الاستیعاب (۱۹۴/۱)

یا رُبّ باکیۃ علیّ ومنشدلی فی المجالس
لا تعجبوا ان تسمعوا هلك امرؤ القیس بن عابس

''کئی رونے والیاں مجھ پر روئیں گی اور کتنے ہی لوگ مجالس میں میرا ذکر خیر کریں گے۔ تم لوگوں کو تعجب نہ ہو جب تم یہ خبر سنو کہ امرؤالقیس بن عابس جامِ موت پی چکا ہے''۔

اور ارتداد کے متعلق سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھتے ہیں:

الا بلّغ ابا بکر رسولا و بلّغها جمیع المسلمینا
فلیس مجاورا بیتی بیوتا بما قال النبی مکذبینا

''کوئی قاصد یہ پیام ابوبکر اور تمام مسلمانوں کو پہنچا دے کہ میرے اڑوس پڑوس میں جو گھر بھی ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی تکذیب نہیں کرتا''۔

ان کے والد کے دادا امرؤالقیس بن السمط ہیں جنہیں ابن تملک کہا جاتا ہے، وہ ان کی والدہ ہے امرؤالقیس شاعر نے ان (کے والد کے دادا) کا ذکر اپنے قصیدہ رائیہ میں کیا ہے تو امرؤالقیس نے ''ابن تملک'' کہا ان کی والدہ کی طرف ان کا نسب بیان کیا۔

ابن الکلبی نے کہا: رجاء بن حیوہ مشہور تابعی انہی کے خاندان سے ہیں۔ جو عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تھے ان کا نسب یوں ہے۔ رجاء بن حیوہ بن جندل بن الاحنف بن السمط، ان کے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے لیکن کسی نے ان کی صحابیت کا کوئی واضح ثبوت پیش نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کوئی جنگ نہیں کی۔

۲۵۱ (ز) امرؤ القیس بن الفاخر[✽]

بن طماح الخولانی۔ ابو شرحبیل، فتح مصر میں موجود تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: یہ بات مجھ سے ابوسعید یونس نے کہی۔

میں کہتا ہوں: میں نے تاریخ ابن یونس میں اس کی وضاحت نہیں دیکھی کہ وہ صحابی ہیں۔

۲۵۲ امیّہ بن اسعد

بن عبداللہ الخزاعی، ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، رہے وہ تو احمد بن سیار المروزی نے تاریخ مرو میں بنی العباس کے نقباء میں ذکر کیا ہے، فرمایا: عرب کے سات آدمی سو یہ ہیں۔ ابو محمد سلیمان بن کثیر بن امیہ بن اسعد بن عبداللہ الخزاعی اہل مدینہ میں ربع حرثان میں سے۔ امیہ ان کے دادا ہیں یہ ان سات میں سے ایک ہیں جنہوں نے درخت تلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

ابن عساکر نے اسے اپنی تاریخ میں ابن مندہ کی سند سے روایت کیا ہے جو یہ ہے قاسم بن قاسم سیاری، اپنے دادا احمد بن سیار، اس جیسی روایت برابر ہے۔ محمد بن حمدویہ نے تاریخ مرو میں ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے امیہ بن سعد الف کے بغیر کہا ہے جو غلط ہے۔ ابوزکریا ابن مندہ کو ان کے حالات میں ایک اور خبط ہوا ہے جو ہم نے قسم اخیر میں ذکر کیا ہے۔

✽ اسد الغابۃ (ت۔ ۲۲٦) تجرید (۱/۲۸)

۲۵۳ امیة بن اسکر

سین مہملہ سے جسے جیانی نے درست کہا ہے۔ جبکہ ابن عبدالبر نے اسے شین سے قلمبند کیا۔ ابن عبداللہ بن زہرہ بن زبینہ بن جندع بن لیث بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ کنانی لیثی جندعی، طائف میں رہائش پذیر تھے۔ ان کے بیٹے ابی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ابوالفرج اصبہانی نے کہا: ابوعمرو شیبانی کہتے ہیں: کلاب بن امیہ بن اسکر نے ہجرت کی تو ان کے والد نے ان کے متعلق اشعار کہے۔ تو آپ ﷺ نے انہیں والد سے صلہ رحمی کا حکم دیا اور کہا ان کی فرمانبرداری سے جدا نہ ہونا۔ ابوالفرج کہتے ہیں: یہ ابوعمرو کی (علمی) غلطی ہے۔ اس بات کا حکم انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ جب وہ اہل فارس سے جنگ کرنے گئے ہوئے تھے۔ پھر مدائنی نے ابوبکر ہذلی سے بحوالہ زہری وہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کلاب بن امیہ بن اسکر نے خلافتِ فاروقی میں مدینہ ہجرت کی تو ایک مدت تک وہاں مقیم رہے۔ پھر ان کی ملاقات حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما سے ہوئی۔ ان دونوں سے پوچھا: کون سا عمل سب سے افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی انہوں نے انہیں غزوے کی اجازت دے دی۔ ادھر ان کے والد پیرانہ سالی سے انتہائی کمزور ہو گئے جب ان کی غیر حاضری بڑھ گئی تو ان کے والد نے کہا:

لمن شیخان قد نشدا کلابا ۔۔۔ کتاب اللّٰہ لو قَبِلَ الکتابا
انادیہ فیعرض فی اباء ۔۔۔ فلا و ابی کلابٌ ما اصابا
وانك والتماس الاجر بعدی ۔۔۔ کباغی الماء یتبع السرابا

ان دو بوڑھوں کا کیا ہوگا جنہوں نے کلاب کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا وعدہ یاد دلایا۔ اگر وہ کتاب کو قبول کرے۔ میں اسے بلاتا ہوں اور وہ نافرمانی میں منہ پھیرتا ہے، قسم ہے۔ کلاب نے نافرمانی کی اور وہ کبھی سیدھی راہ نہ پائے۔ دیکھو! میرے بعد تمہارا اجر و ثواب کو تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے پانی کا طلبگار سراب کے پیچھے لگا ہو۔

پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ اشعار سنائے جن میں اپنی شدتِ اشتیاق کی شکایت کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور انہیں واپس بلانے کا حکم صادر فرمایا۔

ابراہیم حربی اپنی کتاب ''غریب الحدیث'' میں لکھتے ہیں: ہم سے ابن حمید نے، ابن ابی الزناد وہ اپنے والد سے وہ ثقہ راوی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جو جہاد میں تھا اس کے باپ کے پاس واپس بھیج دیا۔ کیونکہ اس کا باپ اس کے بارے میں روتا اور کہتا تھا۔

کیا اس کے والدین کے ضائع ہو جانے کے بعد وہ نیکی کرے گا۔ کبھی نہیں، کلاب نے نافرمانی کی وہ سیدھی راہ نہ پائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! کلاب نے نافرمانی کی اس نے درست کام نہ کیا۔ اور فاکہی نے اخبار مکہ میں کہا: ہم سے

اسد الغابۃ (ت ۲۲۷) الاستیعاب (ت ۷۸) تجرید اسماء الصحابۃ (۲۸/۱)

الاستیعاب (۱۹۶/۱)

الآغانی (۱۵۷/۱۸)

ابن ابی عمر نے ان سے سفیان، ابوسعید اعور سے فرماتے ہیں: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی شخص آتا تو آپ اس سے لوگوں کے متعلق دریافت فرماتے، ایک شخص آیا اس سے پوچھا کہاں سے تشریف آوری ہوئی ہے؟ اس نے کہا: طائف سے۔ فرمایا: وہاں کی کوئی خاص بات؟ اس نے کہا: اور تو کچھ نہیں البتہ ایک بوڑھا شخص یوں کہتا رہتا ہے:

ترکت اباك مرعشة یداہ و املك ما تسیغ لها شرابا

اذا نعب الحمام ببطن وج علی بیضاته ذکرا کلابا [1]

فرمایا: کلاب کون ہے؟ اس نے کہا: اسی بوڑھے کا بیٹا جو جہاد کے لیے گیا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق حکم لکھا اور انہیں واپس بلا لیا۔

علی بن مسہر، ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: امیہ بن اسکر نے اسلام کا زمانہ پایا ہے، وہ بے حد بوڑھے تھے۔ [2] اپنی قوم میں شریف انسان شمار ہوتے تھے ان کے دو بیٹے تھے جو انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک کا نام کلاب تھا، وہ دونوں کے متعلق روتے رہتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو واپس بلا لیا اور ان سے قسم لی کہ مرتے دم تک ان سے جدا نہ ہوں۔ [3]

دولابی نے ''الکنیٰ'' میں ابوسعد عبداللہ بن عبدالرحمٰن جمحی کی سند سے زہری سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں عروہ کے پاس سے گزرا، وہ سقیفہ (ڈیوڑی) میں بیٹھے تھے۔ فرمایا: کیا کسی انوکھی بات کی رغبت ہے؟ امیہ بن اسکر جندعی بڑھاپے کی وجہ سے بہک گئے ان کے دونوں بیٹے سعد بن ابی وقاص کے ہمراہ ہجرت کر گئے تھے۔ تو انہوں نے اس بارے میں کہا: اس کے پاس دو مہاجر آئے۔ جنہوں نے اپنے والدین کی نافرمانی کر کے نقصان اٹھایا۔ تو نے اپنے باپ کو چھوڑا، شعر، اسی میں ہے: اسے میں بلاتا ہوں اور وہ مجھے گدی دکھا کے چل پڑتا ہے۔ کلاب نافرمان ہوا، اس نے درست کام نہیں کیا۔ زبیر نے موفقیات میں یہ قصہ لمبا ذکر کیا ہے۔ امیہ بن اسکر کا ذکر ''حرب الفجار'' میں بھی ملتا ہے جسے ابن اسحاق نے ''سیرت کبریٰ'' میں ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں: ابن ابی اسماء بن الضریبہ نے کہا:

نحن کنّا الملوك من اهل نجد و حماۃ الدیار عند الذّمار

وضربنا به کنانة ضربا حالفوا بعدہ سوام العشار

''ہم نجد والے بادشاہ تھے، جنگوں کے وقت شہروں کے محافظ۔ ہم نے کنانہ کو ایسی مار ماری کہ اس کے بعد انہوں نے دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کی قیمت پر قسمیں کھائیں''۔

تو امیہ بن اسکر نے اسے جواب دیا:

ابلغا حمّة الضریبة انّا ۔ قد قتلنا سراتکم فی الفجار

وسقیناکم المنیة صرفا و ذهبنا بالنهب والابکار

---

[1] اسد الغابة (۱۳٦/۱)

[2] معرفة الصحابة (۳۳۹/۲)

[3] اسد الغابة (۱۳٦/۱) الاستیعاب (۱۹٦/۱)

''ضریبہ کے داغ کو یہ پیام پہنچا دو کہ ہم نے حرب الفجار میں تمہارے سردار قتل کیے ہیں۔ تمہیں خالص موت کا جام پلایا ہے اور ہم لوٹ کھسوٹ کر کے کنواریاں لے گئے''۔

محمد بن حبیب نے ابوعبیدہ سے نقل کر کے حرب الفجار میں ان کے دوسرے اشعار پڑھے ہیں جو انہوں نے وہب بن معتّب ثقفی کے متعلق کہے ہیں:

المرء وهب وهب آل معتّب ملّ الغواة و انت لمّا تملل

يسعى توقدها بَحُرِكِ وقودها و اذا تهيّأ صلح قومك تأتلي

''آدمی تو وہب ہے جس کا تعلق آل معتب سے ہے جب تو اکتایا تو بہکے ہوؤں کو بھی اکتا دیا۔ اس کے جلانے سے اس کی بھڑک اور بڑھتی ہے اور جب تیری قوم کی صلح ہونے لگتی ہے تو قسمیں کھانے لگتا ہے''۔

لیکن اس کے بارے میں امیہ بن حرثان بن اسکر نے کہے ہیں۔

اسی طرح اسلم بن سہل نے تاریخ واسط میں ان کا قصہ نقل کیا ہے جو شبیب بن شیبہ بن عبداللہ الاہتم تمیمی کی سند سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک شخص کے بوڑھے ماں باپ تھے، پھر وہ قصہ ذکر کیا اس میں شعر ہے۔

مدائنی نے کہا: ابوعمر بن العلاء سے روایت ہے کہ امیہ نے لمبی عمر پائی یہاں تک کہ وہ بہکی بہکی باتیں کرتے۔

ابوحاتم سجستانی[1] نے کتاب المعمرین میں لکھا ہے کہ امیہ بن اسکر لمبا زمانہ زندہ رہے، وہ اپنے بیٹے کلاب کے اشتیاق میں کہتے ہیں:

اعاذل قد عذلت بغير علم وما يدريك ويحك ما ألاقي

فامّا كنت عاذلتني فردّي كلابا اذا توجّه للعراق

ساستعدى على الفاروق ربّا له رفع الحجيج الى بساق

ان الفاروق لم يردد كلابا الى شيخين هامهما زواقي

''اے عاذل! تو بے سوچے مجھ سے جدا ہوگئی، ترا کچھ نہ رہے تجھے کیا خبر مجھ پر کیا بیت رہی ہے۔ اگر تو مجھ سے جدا ہونا ہی چاہتی ہے تو کلاب مجھے واپس کر دے جب وہ عراق کا رخ کرے۔ میں فاروق اعظم کے خلاف ربّ سے مدد طلب کروں گا۔ فاروق نے کلاب کو واپس نہیں کیا، ان دو بوڑھوں کی جانب جن کی کھوپڑیاں خضاب سے منقش ہیں''۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے اشعار کا پتہ چلا، حضرت سعد کو کلاب کی واپسی کا خط لکھا، وہ جب آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیہ کے پاس پیام روانہ کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ کی پسندیدہ چیز کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اپنے بیٹے کلاب کو دیکھنا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا۔ جب اسے دیکھا تو اس سے لپٹ کر بہت زیادہ روئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رونے لگے اور

---

[1] المعمّرين (٨٥)

کلاب سے فرمایا: جب تک ماں باپ زندہ ہیں ان سے جدا نہ ہونا۔

میں کہتا ہوں: میں نے انہیں مخضرمین میں ذکر کرنے کے لئے اس لئے مؤخر نہیں کیا کہ شروع میں ہم ابوعمرو الشیبانی کی بات لکھ آئے ہیں۔ اور اس واسطے بھی کہ بقیہ اخبار میں کوئی نفی کی بات نہیں، وہ علی الاحتمال ہیں۔ خصوصاً ایک کنانی شخص سے جو قریش کا پڑوسی ہے اور کلاب کا ذکر کاف میں آئے گا۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ دوسرے بیٹے کا نام "ابی بن امیہ" ہے۔

۲۵۴ امیّة بن امیّة الذبیانی

خلیفہ بن خیاط نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۲۵۵ امیّه بن ثعلبه [1]

اثیری نے کہا ان کی دو حدیثیں، محمد بن احمد بن مفرج اندلسی کی جمع کردہ مسند میں قاسم بن اصبغ کی حدیث سے مروی ہیں۔

ذہبی نے تجرید میں کہا: شاید یہ وہ ہیں جن کا وفد کی صورت میں آنا ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے یعنی جوان کے بعد ہیں۔

۲۵۶ امیّه بن ضفاره [2]

از بنی الضبیب، ابن اسحاق [3] نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ وہ رفاعہ بن زید جذامی کے ہمراہ جذام کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۲۵۷ امیه بن ابی عبیده [4]

بن ہمام بن حارث بن بکر بن زید بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی حنظلی، بنی نوفل کے حلیف، یعلی بن امیہ جنہیں یعلی بن مُنیہ کہا جاتا ہے، ان کے والد اور یعلی مشہور صحابی ہیں۔

نسائی نے عمرو بن الحارث کی سند سے بحوالہ زہری نقل کیا ہے کہ عمرو بن عبدالرحمٰن جو یعلی بن امیہ کے بھتیجے ہیں نے انہیں بتایا کہ یعلی بن امیہ نے کہا: فتح مکہ کے روز میں اپنے والد کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد سے ہجرت پر بیعت کرلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا هجرة بعد الفتح)). [5]

"فتح مکہ ہو چکنے کے بعد ہجرت (کی کوئی ضرورت) نہ رہی"۔

---

[1] اسد الغابة (ت ٢٢٨) تجريد اسماء الصحابة (٢٨/١)

[2] اسد الغابة (ت ٢٣١) تجريد (٢٩/١)

[3] السيرة النبوية (١٩٨/٤)

[4] اسد الغابة (ت ٢٣٥) الاستيعاب (ت ٧٤) تجريد (٢٩/١)

[5] بخارى كتاب الجهاد والسير باب البيعة فى الحرب ان لا يفروا (حديث ٢٩٦٢) و باب لا هجرة بعد الفتح (حديث ٣٠٧٨) مسلم كتاب الامارة باب المبايعة بعد فتح مكة (حديث ٤٨٠٤) مسند احمد (حديث ٢٢٦/١) مستدرك للحاكم (حديث ٢٥٧/٢)

اسے ابن ابی عاصم نے ابوربیع سے بحوالہ فلیح زھری سے نقل کیا ہے وہ عمرو بن عبدالرحمٰن بن یعلی سے وہ اپنے والد سے وہ یعلیٰ سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔

ابن مندہ نے کہا: اسے عقیل نے بحوالہ زہری اسی مطلب میں نقل کیا ہے البتہ انہوں نے ''عمرو بن عبداللہ'' کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: نسائی نے اس روایت کو عقیل کی سند سے یوں نقل کیا ہے: ''عمرو بن عبدالرحمٰن'' اور ابن مندہ نے عبیداللہ بن ابی زیاد قداح سے بحوالہ داؤد بن سابور وہ مجاہد سے وہ یعلی سے نقل کرتے ہیں۔ یہ تمام اسانید ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔

۲۵۸ امیہ بن عوف کنانی

ابوثمامہ حرف جیم جنادہ میں آرہا ہے۔

۲۵۹ امیہ بن لوذان ✿

بن سالم بن مالک، بعض نے ثابت بن ہزال بن عمرو بن قربوس بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج انصاری خزرجی کہا ہے۔ ابن اسحاق، عروہ، اور موسیٰ بن عقبہ نے اہل بدر میں ذکر کیا ہے اور ابونعیم نے سلمہ بن الفضل بحوالہ ابن اسحاق ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔

۲۶۰ امیہ بن مخشی خزاعی ✿

ازدی بھی کہا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے ساتھ رہے، پھر بصرہ سکونت اختیار کر لی، وہیں ان کی باقی اولاد ہے، یہ ابن سعد کا قول ہے۔ بخاری ✿ اور ابن السکن نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ان کی ایک حدیث مروی ہے۔ ابوداؤد، نسائی، احمد اور حاکم نے جابر بن صبح کی سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے مثنی بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان کی عادت تھی جب وہ کھانا کھاتے بسم اللہ پڑھتے اور جب آخری لقمہ کھانے لگتے تو کہتے، بسم اللہ اوّلہ وآخرہ۔ میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا، فرمایا: مجھ سے میرے دادا امیہ بن مخشی نے بیان فرمایا، اور وہ صحابیٔ رسول اللہ ﷺ تھے۔ ایک شخص کھانا کھاتا تھا پھر اس کا قصہ بیان کیا۔ ✿ دارقطنی نے افراد میں کہا ہے: اس میں جابر بن صبح منفرد ہے۔ بغوی نے کہا: مجھے جہاں تک علم ہے امیہ نے صرف یہی حدیث روایت کی ہے۔

✿ اسد الغابة (ت ۲۳۸) تجريد (۲۹/۱)

✿ اسد الغابة (ت ۲۳۹) الاستيعاب (ت ۷۷) تجريد (۲۹/۱)

✿ التاريخ الكبير (۶/۲)

✿ ابوداؤد، كتاب الاطعمة باب التسمية على الطعام (حديث ۳۷۶۸) مسند احمد (حديث ۳۳۶/۴) المستدرك للحاكم (حديث ۱۰۸/۴) التاريخ الكبير (حديث ۷/۲) الطبقات الكبرى (حديث ۷/۷)

باب الالف جس کے بعد نون ہے

(۲۶۱) انجشہ الاسود الحادی [1]

حدی خوانی میں دلکش آواز کے مالک تھے۔ بلاذری نے کہا: وہ حبشی تھے، ابو ماریہ کنیت رکھتے تھے۔ ابوداؤد طیالسی [2] نے اپنی مسند میں حماد بن سلمہ، ثابت وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: انجشہ عورتوں کے حدی خواں اور براء بن مالک مردوں کے حدی خواں تھے۔ جب اونٹ چوڑے قدم ڈال کر تیز چلنے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انجشہ! اپنی چلائی کو آہستہ آہستہ لے چلو تم کانچ لے جا رہے ہو''۔ اسے شیخین [3] نے حماد بن زید، ثابت، انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مختصر ذکر کیا ہے اور حماد بن زید کی سند سے ایوب، ابوقلابہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے سلیمان بن طرحان تیمی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حدی خواں تھے جنہیں انجشہ کہا جاتا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''اپنی چلائی کو آہستہ کرو، انجشہ! تم کانچ لے جا رہے ہو''۔

ابن مندہ نے کہا: یہ روایت سلمان سے مشہور ہے اور ابوقلابہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر میں تھے اور سیاہ فام نوجوان تھا جسے انجشہ کہا جاتا تھا، حدی پڑھتا۔ اور قتادہ کی سند سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اچھی آواز والا حدی خواں تھا۔

اور نسائی نے زہیر کی سند سے بحوالہ سلیمان تیمی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں اور ایک شتربان اونٹ چلا رہا تھا، پھر یہ قصہ ذکر کیا۔

اور واثلہ بن اسقع کی حدیث میں وارد ہے کہ انجشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ہیجڑوں میں سے تھا۔ چنانچہ طبرانی نے ایک کمزور سند سے عنبسہ بن سعید وہ حماد مولی بنی امیہ وہ جناح وہ واثلہ بن اسقع سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیجڑوں پر لعنت کر کے فرمایا: ''انہیں اپنے گھروں سے نکال دو''۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجشہ کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں [4] کو نکال دیا۔

---

[1] اسد الغابة (ت ۲٤۰) الاستیعاب (ت ۱۵۱) تجرید (۲۹/۱)

[2] مسند ابوداؤد طیالسی (حدیث ۲۰٤۸)

[3] بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الشعر والرجز والحداء وما یکرہ منہ (حدیث ٦۱٤۹)
مسلم کتاب الفضائل باب رحمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم للنساء و امر السواق (حدیث ۵۹۹۰)

[4] بخاری کتاب النکاح باب ما ینہی من دخول المتشبہین بالنساء علی المرأة (حدیث ۵۲۳۵)
مسلم کتاب السلام باب منع المخنث من الدخول علی النساء الاجانب (حدیث ۵٦٤۵)
ابوداؤد کتاب الادب باب فی الحکم فی المخنثین (حدیث ٤۹۲۹)
ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی المتشبہات بالرجال من النساء (حدیث ۲۷۸٤)
ابن ماجہ کتاب النکاح باب فی المخنثین (حدیث ۱۹۰٤) المعجم الکبیر حدیث (۲۰۵/۲۲)

۲۶۲ انس بن ارقم ❶

بن زید یا یزید بن قیس بن نعمان بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ ابن اسحاق نے احد کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبدان نے کہا: ان کی کوئی (روایت کردہ) حدیث ذکر نہیں کی جاتی۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی گواہی دی ہے۔ ❷

۲۶۳ انس بن ابی انس

انہیں ابوسلیط، ابن عمرو بدری بھی کہا جاتا ہے۔ اسیر بھی کہا جاتا ہے۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، ان کا ذکر آرہا ہے۔

۲۶۴ انس بن اوس ❸

بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث انصاری موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے خندق کے دن شہید ہونے والوں میں ذکر کیا ہے۔ خالد بن ولید نے انہیں تیر مار کر قتل کیا یوں ان کی شہادت ہوئی۔ وہ احد میں شریک تھے جنگ بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ ابن اسحاق نے کہا: خندق کے روز سوائے چھ مسلمانوں کے کوئی مسلمان شہید نہیں ہوا، ان میں سے انس بن اوس بن عتیک ❹ بھی ہیں۔

۲۶۵ انس بن اوس انصاری ❺

از بنی عبدالاشہل موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے خلافت فاروقی میں جسر ابی عبیدہ کے روز شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابونعیم جوان سے پہلے ہیں اس کے بعد ذکر کیا جو ٹھیک ہے اور ابن فتحون نے سمجھا کہ یہ پہلے والی شخصیت ہے، جو ٹھیک نہیں۔ ❻

۲۶۶ انس بن الحارث ❼

بن نبیہ، ابن السکن کہتے ہیں: ان کی حدیث میں نظر ہے، اور ابن مندہ نے کہا: ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❽ نے کہا: انس بن الحارث حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہید ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے یہ محمد کا قول ہے جو انہوں نے سعید بن عبدالملک حرانی کے واسطہ سے عطاء بن محمد سے، ان سے اشعث بن سحیم نے اپنے والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے سنا، اسے بغوی، ابن السکن وغیرہ نے اس سلسلہ سے نقل کیا ہے۔ اس کا متن یوں ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''میرا یہ بیٹا — یعنی حسن رضی اللہ عنہ — کربلا نامی زمین میں قتل کیا جائے گا تو جو کوئی تم

---

❶ اسد الغابۃ (ت ۲٤۱)

❷ اسد الغابۃ (ت ۲٤٤)

❸ اسد الغابۃ (ت ۲٤٥) الاستیعاب (ت ۸۳)

❹ اسد الغابۃ (ت ۲٤٦) الاستیعاب (ت ۸۸) تجرید (۳۰/۱)

❺ اسد الغابۃ (ت ۱٦۹/۱)

❻ المعجم الکبیر (حدیث ۲٦٥/۱)

❼ المعجم الکبیر (حدیث ۲٦٥/۱)

❽ التاریخ الکبیر (۳۰/۲)

میں سے وہاں موجود ہو اس کی مدد کرے"۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت انس بن حارث کربلا کی طرف نکل گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ❁

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❁ نے فرمایا: لوگ سعید کے بارے کلام کرتے ہیں، جو اس روایت کا راوی ہے۔ بغوی کہتے ہیں مجھے ان کے علاوہ کوئی اور اسے روایت کرتا معلوم نہیں۔ ابن السکن نے کہا: یہ روایت صرف اسی سلسلہ سے مروی ہے اور انس بن حارث رضی اللہ عنہ کی اس کے علاوہ کوئی روایت مروی نہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد حارث بن نبیہ کا ذکر ان کے مقام پر آ رہا ہے۔ ذہبی کی "تجرید" میں لکھا ہے وہ صحابی نہیں ہیں ان کی حدیث مرسل ہے اور مزنی نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ان (مزنی) کا وہم ہے۔ جو کچھ ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے جبکہ انہوں نے خود کہا ہے: میں نے سنا، ادھر بغوی ابن السکن، ابن شاہین دعولی، ابن زبر، باوردی، ابن مندہ اور ابونعیم وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

۲۶۷ انس بن زُنیم الکنانی ❁

ان کا پورا نسب ان کے بھتیجے اسید بن ابی اناس بن زنیم کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی چالیس سواروں کے ہمراہ قریش کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنے نکلے۔ یہ شعر پڑھے:

لاهمّ انی ناشد محمدا عهدا بينا و ابيه الا تلدا

"اے اللہ! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے والا ہوں، اپنے والد اور ان کے والد جو ہمارے ہاں پیدا ہوئے کے زمانے یاد دلاتا ہوں"۔

پھر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انس بن زنیم نے آپ کی ہجو کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو مباح کر دیا۔ جب اسے پتہ چلا تو معذرت کرنے حاضر خدمت ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسے اشعار پیش کیے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کی۔ اور نوفل بن معاویہ دیلی نے اس کے بارے گفتگو کی تو آپ علیہ السلام نے اسے معاف کر دیا۔ اسی طرح یہ قصہ واقدی اور طبری نے انس بن زنیم کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن شاہین نے حرام بن ہشام بن خالد کعبی کی اپنے والد سے ایک منقطع سند نقل کی ہے فرمایا: جب خزاعہ کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنے آیا، پھر تقریباً اس سے ملتا جلتا قصہ نقل کیا۔ اس میں ہے: جب فتح مکہ کا دن ہوا تو انس بن زنیم اسلام لے آئے۔ وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں:

تعلّم رسول الله انك مدركى و انّ وعيدا منك كالاخذ باليد

❁ كنز العمال (حديث ٣٤٢٥٢، ٣٤٣١٤) تهذيب تاريخ دمشق (٣٢٨/٨، ٣٤١) البداية والنهاية (١٩٩/٨) جمع الجوامع (حديث ٦٠٦٣، ٦٠٦٤) جامع المسانيد والسنن (٣٩٩/١)

❁ التاريخ الكبير (٣٠/٢)

❁ اسد الغابة (ت ٢٤٩) تجريد (٣٠/١)

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے پکڑ لیں گے کیونکہ آپ کی وعید ہاتھ سے پکڑنے کی طرح ہے''۔

اسے ابن سعد نے محمد بن عمر سے، وہ فرماتے ہیں: مجھے ہشام بن خالد نے اپنے والد کے حوالہ سے ایسا ہی بتایا ہے، اس میں ہے: پھر نوفل نے کہا: معاف کرنے کے آپ زیادہ لائق ہیں۔ ہم میں سے کسی نے آپ کو نہیں ستایا اور آپ سے دشمنی نہیں کی۔ اور ہمیں جاہلیت میں کچھ پتہ نہ تھا کہ ہم کیا اختیار کر رہے ہیں اور کیا چھوڑ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے نکالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اسے بھی معاف کر دیا''۔ وہ کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ [1]

وہ اپنے پہلے قصیدہ میں کہتے ہیں:

فما حملت من ناقة فوق رحلها ابرّ و اوفی ذِمّة من محمد

''کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کوئی باوفا اور نیک شخص سوار نہیں کیا''۔

انہی اشعار میں وہ کہتے ہیں:

① و نبیّ رسول اللّٰہ ان قد ھجوتہ فلا رفعت سوطی الیّ اِذًا یدی

② فانی لا عرضا خرقت ولا دما ھرقت فذکر عالم الحق واقصدِ

③ سوی اننی قد قلت یا ویح فتیة اصیبوا بنحس یوم طلق واسعد

④ اصابھم من لم یکن لدمائھم کفیئًا فعزّت غیرتی و تلدّدی

⑤ ذویبا و کلثوما و سلما و ساعدا جمیعا فالا تدمع العین تکمد

⑥ علی ان سلما لیس فیھا کمثلہ و اخوتہ و ھل ملوك کاعبُد

''① رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ اطلاع ملی ہے کہ میں نے ان کی ہجو کی ہے اگر ایسا ہوا ہو تو میرے ہاتھ شل ہو جائیں کہ کبھی میں اپنا کوڑا نہ اٹھا سکوں۔ ② میں نے نہ تو کسی کی عزت پر حملہ کیا ہے اور نہ کوئی خون بہایا ہے، سو حق کا علم رکھنے والے کو نصیحت کر اور میانہ روی اختیار کر۔ ③ البتہ میں نے یہ کہا ہے: ان نوجوانوں کا ناس ہو جنہیں بشاشت کے دن نحوست پہنچی اور میں سعادت مندر ہا۔ ④ اس شخص نے ان کے خون بہائے جوان کے خون کا مماثل نہ تھا۔ تو میری غیرت اور حیرانگی نے ④ ذویب، کلثوم، سلم اور ساعد سب قبائل کو جوش دلایا۔ ورنہ آنکھ اشکبار ہوتی اور اس کی ٹکور کی جاتی۔ ⑤ سلم پر (آنسو بہاتی) جس میں اس کی اور اس کے بھائیوں کی طرح کوئی نہیں، اور کیا بادشاہ غلاموں جیسے ہوا کرتے ہیں''۔

انہی اشعار میں کہتے ہیں:

فما حملت من ناقة فوق رحلھا اعفّ و اوفی ذمة من محمد

---

[1] کنز العمال (حدیث ٣٣٦٦٤) فتح الباری (٨٨/٨)

"کسی اونٹنی پر محمد سے بڑھ کر پاکدامن اور باوفا شخص سوار نہیں ہوا"۔

دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں کہا ہے: یہ وہ سچا شعر ہے جو عرب نے کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: انس بن زنیم کے عبیداللہ بن زیاد امیر عراق کے ساتھ پیش آمدہ کئی حالات وواقعات ہیں جنہیں ابوالفرج الاصبہانی[1] نے حارثہ بن بدر غدانی کے حالات میں نقل کیا ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ عبیداللہ بن زیاد شعراء کو ایک دوسرے کے خلاف چڑاتا تھا۔ اس نے حارثہ کو انس بن زنیم کی ہجو کرنے کا حکم دیا تو اس نے ان کے متعلق چند اشعار کہے جس میں سے ایک یہ ہے:

و خبّرت عن انس انه   قليل الامانة خوّانها

"مجھے انس بن زنیم کے متعلق بتایا گیا ہے کہ کم امانت دار اور زیادہ خیانت گر ہے"۔

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے ان اشعار میں جواب دیا جن کا مطلع یہ ہے:

اتتنى رسالة مستنكر   فكان جوابى غفرانها

"میرے پاس ایک ناواقف کا خط آیا، جسے میرا جواب اسے معاف کرنا ہی ہے"۔

مرزبانی نے ولید بن ہشام جعدی کے سلسلہ سے ذکر کیا ہے، عبداللہ بن عامر نے انس بن ابی اناس سے کسی چیز کا وعدہ کیا۔ جبکہ وہ انہیں اس کا عادی بنا چکا تھا۔ جب کچھ تاخیر ہوگئی تو انہوں نے اس کے سامنے کھڑے ہوکر یہ اشعار کہے:

① ليت شعرى عن خليلى ما الّذى   غاله فى الودّ حتى ودّعه

② لا يكن مزنك برقا خلّبا   ان خير البرق ما الغيث معه

③ لا تهنّى بعد اذا كرمتنى   فشديد عادة مستنزعه

"① کاش مجھے دوست کے متعلق معلوم ہو جائے کہ محبت میں اسے کسی چیز نے دھوکا دیا کہ بالآخر وہ اسے خیرباد کہہ بیٹھا ہے۔ ② تیرا بادل دھوکا دینے والی بجلی نہ بنے بہترین بجلی وہ ہوتی ہے جس کے ساتھ بارش بھی ہو۔ ③ مجھے اعزاز واکرام کے بعد رسوانہ کرنا، کسی عادت کو روکنا بے حد دشوار ہوتا ہے"۔

میں کہتا ہوں: یہ اسید بن اناس کے بھائی ہیں چچا نہیں، شاید ان کے نام پر ان کا نام رکھا گیا ہے جبکہ انس بن زنیم ساریہ بن زنیم کے بھائی ہیں۔ ساریہ کا تذکرہ اپنی جگہ آئے گا۔

۲۶۸ انس بن صرمة

انس بن صرمہ کا تذکرہ صرمہ بن انس میں آئے گا۔

[1] الاغانی (۲۳/۱)

۲۶۹ انس بن ضُبع ❶

بن عامر بن مُجدعہ بن جشم بن حارثہ انصاری حارثی، وہ عبید السہام بن سلیم بن ضبع کے چچا ہیں۔ ابو عمر ❷ نے کہا: وہ اُحد میں شریک تھے۔ اسی طرح اسے ابو موسیٰ نے بحوالہ ابن شاہین ذکر کیا ہے۔

۲۷۰ انس بن ظُہیر ❸

ابوحاتم ❹ اور عسکری نے ذکر کیا ہے کہ وہ احد میں شریک رہے۔ بخاری ❺ اپنی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن منذر نے ان سے محمد بن طلحہ نے ان سے حسین بن ثابت بن انس بن ظہیر نے اپنی بہن سعدی بنت ثابت بن انس ظہیر کے حوالہ سے وہ اپنے والد سے اپنے دادا کی روایت نقل کرتی ہیں۔ فرمایا: اُحد کے دِن رافع بن خدیج حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے انہیں (چھوٹا) کم عمر جان کر واپس کرنا چاہا تو ان کے چچا ظہیر بولے: یا رسول اللہ ﷺ! میرا بھتیجا ایک تیر انداز مرد ہے، تو نبی ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ ❻

ابن السکن نے بخاری کے سلسلہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: ابراہیم بن المنذر نے ہم سے بیان کیا اور ابن مندہ نے علی بن عباس مصری سے بحوالہ جعفر بن سلیمان ابراہیم بن منذر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں انہوں نے کہا: تو میرے چچا ''رافع بن ظہیر بن رافع نے کہا''۔

طبرانی نے اسید بن ظہیر کے حالات میں کہا ہے: ہم سے محمد بن عبداللہ عدنی، ان سے عثمان بن یعقوب عثمانی، ان سے محمد بن طلحہ، ان سے بشیر بن ثابت، ان سے ان کی بہن سعدی بنت ثابت اپنے والد سے اپنے دادا اسید بن ظہیر کے حوالہ سے نقل کرتی ہیں، اسی طرح ان کے ہاں لکھا ہے جو کئی جگہ غلط ہے۔ اسی سے ابونعیم کو دھوکا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ابن مندہ نے لفظی غلطی کی ہے اور اسید بن ظہیر کو انس بن ظہیر لکھ دیا ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ابن مندہ ہی ٹھیک ہیں۔ صرف ان کا یہ قول (غلط ہے): ''رافع بن ظہیر'' درست ''ظہیر بن رافع'' ہے۔ واللہ اعلم

۲۷۱ انس بن عباس

بن انس بن عامر بن حی بن رِعل بن مالک بن عوف امرئ القیس بن بھثہ بن سلیم سلمی ثم رعلی۔ ابن سعد نے بحوالہ ابومعشر وہ اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی سلیم میں سے سات سو لوگ آئے ان میں عباس بن مرداس، انس بن عباس بن رعل اور راشد بن عبد ربہ تھے۔ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا ذکر بھی آ رہا ہے، یہ جو ''عباس بن رِعل'' کہا تو انہیں ان کے دادا کے دادا کی طرف نسبت کر کے ایسا کہا۔ ابن کلبی نے ذکر کیا: یہ انس سردار تھے پھر قبیلہ خثعم نے انہیں قتل کر دیا۔ ان کے بیٹے رزین بن انس بن عباس کا تذکرہ

---

❶ اسد الغابۃ (ت ۲۵۱) الاستیعاب (۸۷)
❷ الاستیعاب (۲۰۱/۱)
❸ اسد الغابۃ (ت ۲۵۲) الاستیعاب (ت ۸٦) تجرید (۳۰/۱)
❹ الجرح والتعدیل (۲۸۷/۲)
❺ التاریخ الکبیر (۲۸/۲)
❻ جامع المسانید والسنن (۴۰۱/۱)

حرف را میں آتا ہے۔ پھر اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ تینوں سلسلہ وار صحابہ ہیں، رزین بن انس بن عباس۔ سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ اس لشکر عراق کے درمیانی دستے کے امیر تھے جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے دمشق کی فتح کے بعد اس کی طرف پلٹا۔ وہ قادسیہ میں شریک رہے۔

ابن عساکر نے یرموک کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ ان کے والد عباس کے حالات میں ان کا (ضمناً) ذکر ہوگا۔

۲۷۲ انس بن عبدہ

بن جابر بن وہب بن ضباب بن حجیر بن عبد بن معیص بن عامر قرشی عامری۔ زبیر نے ان کا ذکر کر کے کہا کہ ان کا بیٹا عبداللہ جنگ جمل میں شہید ہوا۔

۲۷۳ انس بن فضالہ [1]

بن عدی بن حرام بن الہیثم بن ظفر الانصاری الظفری۔ ابو حاتم نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ اور ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہے اور آپ خود بنی ظفر میں ان سے ملنے ان کے پاس تشریف لے گئے۔

یعقوب بن محمد زہری، سفیان بن حمزہ سے بحوالہ عمرو بن ابی فروہ اپنے گھرانے کی مشیخت سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: انس بن فضالہ اُحد میں شہید ہوئے تو ان کے بیٹے محمد بن انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجور کا ایک درخت عطا کیا جو نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ علیہ السلام کو قریش کے قریب پہنچنے کی خبر ملی کہ وہ اُحد کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور ان کے بھائی مؤنس کو روانہ فرمایا۔ یہ دونوں انہیں سامنے سے ملے اور ان میں شامل ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تعداد اور پڑاؤ کی خبر دی اور جنگ اُحد میں دونوں نے شرکت کی۔ [2]

۲۷۴ انس بن قتادہ بن ربیعہ انصاری انہیں میں ذکر آ رہا ہے۔

۲۷۵ انس بن قتادہ الباھلی ان کا بھی انہیں میں ذکر آئے گا۔

۲۷۶ انس بن قیس بن المنتفق العقیلی

بنی عقیل کے وفد میں آئے بیعت کی اور اسلام لائے۔ یہ ابن سعد نے نقل کیا ہے جسے میں نے ویسے ہی اپنے شیخ ابو حفص بلقینی کے قلم سے تجرید کے حاشیہ سے نقل کر لیا ہے۔ لیکن بعد میں مجھے ابن سعد کی کتاب میں یہ جگہ نہ ملی پھر ایک دفعہ ورق گردانی میں مراجعت کے دوران مل گئی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مطرف بن عبداللہ بن الاعلم کے حالات میں ان کا قصہ آ رہا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۲۵۴) الاستیعاب (ت ۹۰) تجرید (۳۰/۱)

[2] الاستیعاب (۲۰۱/۱) اسد الغابۃ (۱۴۷/۱) الاکمال لابن ماکولا (۲۷۷/۲)

۲۷۷ انس بن مالک ❁

بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار ابوحمزہ انصاری خزرجی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور ان لوگوں میں سے ایک جن کی روایات بکثرت ہیں۔ یہ روایت ان سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ان کی والدہ ام سلیم انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا یہ انس کا لڑکا آپ کی خدمت کرے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبول کر لیا۔ اور ان کی کنیت ابوحمزہ رکھی۔ جو ایک سبزی کی وجہ سے ہے جو وہ لاتے تھے اور آپ نے ان سے مزاح بھی کیا فرماتے: ''ارے دو کانوں والے!'' ❁

محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا: انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر کی جانب نکلے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمتگار لڑکے تھے۔ مجھے میرے والد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام سے سن کر خبر دی، انہوں نے حضرت انس سے پوچھا: کیا آپ بدر میں شریک تھے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں ❁ نہ رہے، بدر سے میں نے کہاں غائب ہونا تھا؟

میں کہتا ہوں: اہل سیر نے انہیں بدریین میں اس لیے ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ جہاد کرنے والوں کی عمر سے کم تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ ❁ نے کہا: محمود بن غیلان نے ہمیں، انہیں ابوداؤد نے ابی خلدہ کے حوالہ سے بیان کیا، فرماتے ہیں: میں نے ابوالعالیہ سے کہا: کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع (حدیث) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: انہوں نے دس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی۔ ان کا باغ تھا جس پر سال میں دو بار پھل لگتا تھا اس میں ریحان کا پودا تھا جس سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ میں قیام کر لیا پھر فتوحات میں شریک رہے پھر بصرہ مستقل قیام کر لیا وہیں ان کی وفات ہوئی۔ علی بن المدینی نے کہا کہ بصرہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں انس رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ ❁ نے کہا: ہم سے موسیٰ نے اسحاق بن عثمان کے حوالہ سے نقل کیا، فرمایا: میں نے موسیٰ بن انس سے پوچھا: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کتنے غزوے کیے؟ فرمایا: آٹھ غزوات۔ ابن السکن نے صفوان بن ہبیرہ کے سلسلہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: مجھے ثابت بنانی نے کہا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک (بال) ہیں، انہیں میری زبان کے نیچے رکھیں۔ چنانچہ وفات کے بعد وہ بال ان کی زبان کے نیچے رکھے گئے اور اسی حالت میں انہیں دفن کیا گیا۔

معتمر اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے: جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نمازیں پڑھیں ان میں سے میرے علاوہ کوئی زندہ نہ رہا۔ جریر بن حازم کہتے ہیں: میں نے شعیب بن حجاب سے کہا:

❁ اسد الغابة (ت ۲۵۸)

❁ ابوداؤد باب ما جاء فی المزاح (۵۰۰۲) ترمذی ما جاء فی المزاح (۱۹۹۲) مسند احمد (۱۱۷/۳) المعجم الکبیر (۲۴۰/۱) السنن الکبرٰی (۲۴۸/۱۰) کنز العمال (۳۶۸۳۶)

❁ ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب انس بن مالک (۳۸۳۳)

❁ التاریخ الکبیر (۳۹۸/۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا انتقال کب ہوا؟ انہوں نے کہا ۹۰ھ میں۔ اسے ابن شاہین نے روایت کیا ہے۔ اور سعید بن عفیر، ہیثم بن عدی اور معتمر بن سلیمان کہتے ہیں: ۹۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابن شاہین [1] نے کہا: ہم سے عثمان بن احمد نے ان سے حنبل نے ان سے احمد بن حنبل نے ان سے معتمر بن سلیمان حمید سے اسی مفہوم کو نقل کیا ہے۔ البتہ کچھ اضافہ کیا ہے: کہ ان کی عمر ننانوے (۹۹) سال تھی۔ اور ابن سعد [2] نے واقدی سے بحوالہ عبداللہ بن زید ہذلی نقل کیا ہے کہ وہ ۹۲ھ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ابونعیم کوفی نے کہا ہے: ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ اسی میں مدائنی اور خلیفہ نے ان کی یہی تاریخ بیان کی اور یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کی عمر ۱۰۳ سال تھی۔

ابن شاہین نے یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۱ سال کی عمر میں ہوئی۔ بعض نے ۱۰۷ سال کہی ہے۔ اس روایت کو بغوی نے عمر بن شبہ سے محمد بن عبداللہ انصاری کے حوالہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ طبرانی نے کہا: ہم سے جعفر فریابی نے ان سے ابراہیم بن عثمان مصیصی نے ان سے مخلد بن الحسین نے ان سے ہشام بن حسان نے ان سے حفصہ نے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں، آپ نے فرمایا: ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انس رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالی سے دعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ''اے اللہ! اسے مال و اولاد بکثرت دے کر ان میں برکت عطا فرما''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے ایک پوتے کے سوا اپنی صلبی اولاد میں سے ایک سو پچیس ۱۲۵ دفن کیے اور میری زمین میں دو دفع پھل لگتا تھا''۔

جعفر بن سلیمان، ثابت سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: جب میں لڑکا تھا تو میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگیں یا رسول اللہ! یہ انس ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ''اے اللہ! اس کے مال و اولاد کو بڑھا اور اسے جنت میں داخل فرما''۔ [3] آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: میں نے دو کا مشاہدہ کر لیا تیسری کی اُمید ہے۔

اسی طرح جعفر، ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ اتنے میں ان کا منتظم آ کر کہنے لگا: ابوحمزہ! ہماری زمین پیاس سے خشک ہوگئی۔ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ اٹھے، وضو کر کے جنگل کی طرف نکل گئے۔ وہاں دوگانہ ادا کر کے دعا کی۔ میں نے دیکھا آسمان پر بادل جڑنے لگے پھر اتنی بارش ہوئی کہ ہر چیز بھر گئی۔ جب بارش تھمی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گھرانے کے کسی فرد سے فرمایا: دیکھنا بارش کہاں ہوئی ہے۔ اس نے جا کر دیکھا تو ان کی زمین سے قدرے باہر بارش ہوئی جبکہ گرمیوں کا موسم تھا۔

علی بن جعد، شعبہ سے وہ ثابت سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ام سلیم کے بیٹے یعنی انس [4]

---

[1] الثقات (۷۲)

[2] الطبقات الکبریٰ (۱۳/۷)

[3] مسلم کتاب المساجد باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ والصلاۃ علی الحصیر (حدیث ۱۴۹۹)
ترمذی کتاب المناقب باب مناقب لانس بن مالک (حدیث ۳۸۲۹) التاریخ الکبیر (۱۲۷/۸) دلائل النبوۃ (۱۹۴/۶)

[4] ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب القراءۃ فی الظہر والعصر (حدیث ۸۲۷)

سے بڑھ کر میں نے کسی کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ نہیں دیکھی۔ طبرانی [1] نے اوسط میں عبید بن عمرو الاضحی کے سلسلہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اشارہ کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت نقل کی ہو۔

محمد بن عبداللہ انصاری نے فرمایا: ہم سے ابن عون نے بحوالہ موسیٰ بن انس بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سعایہ (صدقات کی وصولیابی) کے لئے بحرین بھیجنا چاہا، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، ان سے مشورہ کیا، وہ فرمانے لگے: انہی کو بھیجیں کیونکہ یہ عقلمند کاتب ہیں۔ فرماتے ہیں: چنانچہ آپ نے انہیں روانہ کر دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مناقب اور فضائل بہت زیادہ ہیں۔

۲۷۸ انس بن مالک الکعبی [2] القشیری

ابوامیہ بعض نے ابوامیمہ اور بعض نے ابومیہ بھی کہا ہے۔ بصرہ میں ٹھہرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، مسافر [3] سے روزہ ساقط ہونے کی حدیث روایت کی ہے۔ ان کا آپ کے ساتھ اس بارے میں قصہ بھی ہے۔ اسے اصحاب السنن، امام احمد نے نقل کیا اور ترمذی وغیرہ محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ سے اس بارے میں یوں آیا ہے کہ انس بن مالک بن عبدالاشہل کے ایک شخص تھے جو غلط ہے۔ اور ابوداؤد کی انس بن مالک کی روایت ہے جو بنی عبداللہ بن کعب کے فرد اور یہ لوگ قشیر کے بھائی ہیں۔ یہی درست ہے۔ بخاری نے ان کے حالات میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اسی بنا پر وہ کعبی ہوئے نہ کہ قشیری۔ کیونکہ قشیر، کعب کے بیٹے تھے۔ کعب کا ایک اور بیٹا ہے جس کا نام عبداللہ ہے جو قشیر کے بھائیوں میں سے ہے خود قشیر نہیں۔ ان کے متعلق ابن عبدالبر کا قول "قشیری" کا رشاطی نے تعقب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے: کعبی اور کعب قشیر کے بھائی ہیں، قشیر (کی اولاد) سے نہیں۔ اس واسطے کہ کعب قشیر کے والد ہیں نہ کہ اس کے بھائی۔ واللہ اعلم

بغوی اور ابن شاہین کی روایت میں عصام بن یحییٰ کی سند سے ابوقلابہ سے بحوالہ عبداللہ بن زیاد، ابوامیہ بن جعدہ کے بھائی سے مروی ہے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۲۷۹ انس بن مخاشن

ان کی بقی بن مخلد کی سند میں دو حدیثیں ہیں، تجرید کے مصنف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۰ انس بن مُدرک [4]

بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن العتیک بن جابر بن عامر بن تیم اللہ بن مبشر بن اکلُب (لام کی پیش سے) خثعمی پھر

---

[1] المعجم الکبیر (حدیث ۱۱ ٤٨)

[2] اسد الغابۃ (ت ٢٥٧) الاستیعاب (ت ٨٥)

[3] ابوداؤد کتاب الصیام باب اختیار الفطر (حدیث ٢٤٠٨) ترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی الرخصۃ فی الافطار (حدیث ٥١٧) مسند احمد (حدیث ٢٩/٥)

[4] اسد الغابۃ (ت ٢٥٩)

الکلبی، ابوسفیان کنیت رکھتے تھے۔ ابن شاہین نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید بحوالہ ان کے رجال سے منقول ہے، پھر ان کا نسب ذکر کیا۔ پھر فرمایا: مجھے ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

ابن کلبی نے ان کا ذکر اور نسب بیان کرنے کے بعد کہا: وہ شاعر اور سردار تھے اپنی عادت کے مطابق انہوں نے یہ نہیں کہا کہ انھیں شرفِ صحابیت حاصل ہے جیسا کہ ان جیسے دوسرے لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں۔ ابن جندب، ابن حزم اور ابوعبیدہ نے بھی ان (ابن کلبی) کی پیروی کی ہے۔

ابن فتحون نے ذیل میں طبری کے حوالہ سے ان کا ذکر کر کے کہا: وہ شاعر تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ابوحاتم سجستانی نے کتاب المعمرین میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ وہ زمانۂ جاہلیت میں خثعم کے سردار اور اس کے شہسوار تھے۔ اسلام کا دور پایا تو اسلام لے آئے۔ اور ایک سو چون (۱۵۴) سال زندہ رہے۔ جب وہ اس عمر کو پہنچے تو یہ اشعار کہے:

① اذا ما امرؤ عاش الهنيدة سالما و خمسين عاما بعد ذاك و اربعًا

② تبدل مرالعيش من بعد حلوه و اوشك ان يبلى و ان يتسعسعا

③ رهينة قعر البيت ليس يريمه لقي ثاويا لا يبرح المهد مضجعا

④ يخبّر عمن مات حتى كانّما رأى الصعب ذا القرنين او تبّعا

"① آدمی جب سو سال سے زائد پچاس اوپر چار سال سلامتی سے زندہ رہ لے۔ ② زندگی کی خوشحالی کے بعد اس کی بدحالی سے بدل دیتی ہے اور عنقریب وہ بوڑھا ہو کر پھسڈی ہو جائے گا۔ ③ ہمیشہ گھر میں پڑے رہنا، اگر چہ وہ ٹھہری ملاقات کا قصد نہیں کرتا پھر بھی ہمیشہ پنگھوڑا بستر بنا رہتا ہے۔ ④ اس عمر میں پہنچ کر وہ مرنے والے لوگوں کی باتیں سناتا ہے ایسا لگتا ہے اس نے سخت ذوالقرنین یا تبع کو دیکھا ہے"۔

ان (ابن فتحون) کے علاوہ لوگوں نے کہا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی سے شادی کی جس سے عبدالرحمٰن، عبداللہ المہاجر پیدا ہوئے۔ مرزبانی نے کہا: وہ جاہلیت میں خثعم قبیلہ کے شہسوار تھے اسلام لانے کے بعد کوفہ مقیم ہو گئے۔ انہی نے یہ اشعار کہے ہیں:

اغشي الحروب و سربالي مضاعفة تغشي البنان وسيفي صارم ذكر

"میں جنگوں پر چھا جاتا ہوں، میرا کرتہ دوہرا ہے جس نے انگلیوں کو ڈھانپ رکھا ہے اور میری تلوار تیز کاٹنے والی ذکر کی طرح ہے"۔

جاہلیت کے ان کے بہت سے قصے ہیں ان میں سے ایک وہ جو ابوعبیدہ دیباج میں منتجع بن نبہان نے نقل کیا ہے، کہتے ہیں: سُلَیک بن سُلکہ جو مشہور شاعر تھا وہ عبدملک بن مُوَیلک خثعمی کو حیرہ پر اپنی غنیمت کا خراج دیتا تھا۔ وہ اپنے غزوے سے واپس جا رہا تھا، رستے میں خثعم کے گھر سے گزر ہوا جس کے گھر کے لوگ باہر پانی لینے گئے ہوئے تھے۔ اس گھر میں ایک رعنا لڑکی تھی اس سے پوچھا: قبیلہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: پانی لینے گئے ہیں۔ موقع پا کر اس نے اس سے ہمبستری کی جب فارغ ہو کر اٹھا تو یہ جلدی سے گھاٹ پر گئی، قوم کو ساری بات بتائی۔ انس بن مدرک خثعمی نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور سلیک کو پا کر قتل کر دیا۔ عبدملک (کو اطلاع ملی تو تیغ

ہو کر) کہنے لگا: میں اس کے قاتل کو قتل کروں گا یا اس کی دیت وصول کروں گا۔ انس نے اس سے کہا: اس کے بدمعاشی کی وجہ سے میں کبھی اس کی دیت نہیں دوں گا۔

ابوالفرج اصبہانی نے ان کا درید بن صمہ کے ساتھ جاہلیت کا طویل قصہ بھی ذکر کیا ہے اور زبیر بن بکار نے نسب میں ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن حارث وداعی ہر سال مکہ آتا، تو انس بن مدرک خثعمی اس پر حملہ کر کے اس کا سب کچھ چھین لیتے۔ اسی کے متعلق وہ شعر میں کہتے ہیں: میری اونٹنی اس لیے نہیں چلائی گئی کہ سیبک کے سامنے اسے کوئی دربان روکے۔ قیلولہ کے بعد انس نے نافرمانی و سرکشی سے کام لیا اور جب وہ تنگ دست ہوا تو ہمیں بیت اللہ سے روک دیا۔

۲۸۱ انس بن ابی مرثد غنوی [1]

ابومرثد کا نام کناز بن الحصین ہے، ان کا پورا نسب ان کے والد کے حالات میں آئے گا۔ ان کی کنیت ابویزید تھی۔ ابن مندہ نے کہا: ان کے اور ان کے والد کے درمیان بیس سال کی عمر کا فرق تھا۔ ابوداؤد، نسائی، بغوی، طبرانی اور ابن مندہ نے ابوتوبہ کی سند سے معاویہ بن سلام کے حوالہ سے زید بن سلام سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابوسلام کو فرماتے سنا: ہم سے سلولی یعنی ابوکبشہ نے بیان کیا ان سے سہل ابن الحنظلیہ نے بیان کیا کہ حنین کے روز یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، چلتے چلتے دن ڈھل گیا، ظہر کا وقت ہوا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ تو انس بن ابی مرثد غنوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ خدمت میں انجام دوں گا۔ حدیث کے آخر میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا پوری رات تم سواری سے اترے تھے؟ انہوں نے عرض کیا صرف نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے لیے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے اپنے لیے جنت واجب کر لی اب تم عمل نہ بھی کرو تو کافی ہے''۔ [2] اس کی سند صحیح کی شرط کے مطابق ہے۔

ابن حبان اور ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ ان کا نام انیس تھا، بغوی نے انس بن ابی مرثد اور انیس بن ابی مرثد میں فرق کیا ہے اور ابن شاہین نے انس بن ابی مرثد غنوی اور انیس بن مرثد بن ابی مرثد میں فرق کر کے انیس کے حالات میں کہا ہے: وہ غزوۂ اوطاس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر رساں تھے۔ ان کی کنیت ابویزید تھی۔ ۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے اور ان کے والد کے مابین اکیس (۲۱) سال کا فرق تھا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے یہ سارے انس بن ابی مرثد کے اوصاف ہیں۔ واللہ اعلم

یہاں یہ بات جان لیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: انس بن ابی مرثد کو انیس بن ابی مرثد بھی کہا جاتا ہے۔

۲۸۲ انس بن معاذ [3]

بن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ، واقدی، اور ابن اسحاق

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۲٦٠) تجرید (۳۱/۱)

[2] ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی فضل الحرس فی سبیل الله (حدیث ۲۵٠۱) المعجم الكبير (حدیث ٦/۲۱٦) المستدرك للحاكم (حدیث ۸٤/۲) دلائل النبوة (۲۷۵/٤) كنز العمال (۳٦۸٤۵)

[3] اسد الغابۃ (ت ۲٦۱) الاستیعاب (ت ۸۱) تجرید (۳۱/۱)

نے شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر تو کیا لیکن (انس کی جگہ) اُنیس (تصغیر سے) کہا ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا: بئر معونہ کے روز وہ شہید ہوئے۔ بہرکیف واقدی یہ ذکر کرتے ہیں کہ ان کی وفات خلافت عثمانی میں ہوئی ہے۔

۲۸۳ انس بن النضر [1]

بن ضمضم الانصاری الخزرجی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا ذکر پہلے ہو چکا) کے چچا، ان کا پورا نسب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حمید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ان کے چچا انس بن نضر جنگ بدر سے رہ گئے تھے۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکین سے آپ کی پہلی جنگ میں میں غائب تھا، اللہ کی قسم! اگر اب کی بار اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے جنگ میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لے گا میں کیا کرتا ہوں۔ پھر جب جنگ اُحد ہوئی تو مسلمانوں کے قدم اکھڑے گئے اس پر انہوں نے اللہ کے حضور عرض کی: ''اے اللہ! میں مسلمانوں کی اس حرکت سے تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں، اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے اس سے تیری طرف براءت کا اعلان کرتا ہوں''۔ پھر آگے بڑھے، راستے میں سعد بن معاذ ملے ان سے کہا: سعد! یہ رہی جنگ! ربِ انس کی قسم! مجھے اُحد سے ورے اس کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (وہ اس قدر جذبۂ شہادت سے سرشار تھے) کہ جو کچھ وہ کر گئے مجھ سے نہ ہو سکا۔ پھر راوی نے حدیث [2] کا ذکر کیا۔ یہ روایت بخاری میں ثمامہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور ابن مندہ نے اسے حماد بن سلمہ کی سند سے بحوالہ ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ ان کی بہن ربیع بنت النضر کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر آئے گا۔

۲۸۴ انس بن هزلة [3]

ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ ان کے والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، پھر ان سے ان کے بیٹے عمرو بن انس نے روایت کی ہے۔ عسکری کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ یہ انس بن ہزلہ، انس بن حارث ہیں۔ لہٰذا یہ تحریر کر لیا جائے۔

۲۸۵ (ز) انس رضی اللہ عنہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام)

واقدی نے ابن ابی الزناد سے بحوالہ محمد بن یوسف نقل کر کے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام، خلافت صدیقی میں فوت ہوئے۔
یہ ان انس غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہیں جنہیں ابوانسہ کہا جاتا ہے۔

۲۸۶ انس الجهنی [4]

معاذ کے والد، خلیفہ نے شام میں ٹھہرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ طبری میں ابوکریب سے بحوالہ رشدین بن سعد، زبان بن فائد، سہل بن معاذ بن انس سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت منقول ہے، فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: کیا تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وفادار خلیل کا نام خلیل کیوں رکھا؟ کیونکہ وہ صبح و شام کہتے تھے: ''اللہ کی ذات پاک ہے

---

[1] اسد الغابة (ت ٢٦٣) الاستيعاب (ت ٨٢) تجريد (٣١/١)

[2] بخاری كتاب المغازی باب غزوة احد (حديث ٤٠٤٨) الجامع الكبير المخطوط (٢٦٣/٢)

[3] اسد الغابة (ت ٢٦٤) الاستيعاب (ت ٨٩) [4] اسد الغابة (ت ٢٦٢)

جب تم لوگ شام کے وقت میں داخل ہوتے ہو اور جب تم صبح کا نظارہ کرتے ہو"۔ [1]

ابن مندہ نے نعیم بن حماد کی روایت سے اسی سند سے رشدین سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا: "قسم ہے زمین کی جو شگاف کے قابل ہے"۔ (سورۃ الطارق: ۱۲)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور تمام نے اپنے فوائد میں ابن لہیعہ کی سند سے اور طبرانی نے مسند الشامیین میں سعید بن عبدالعزیز کی سند سے دونوں یزید بن ابی حبیب سے وہ معاذ بن سہل بن انس سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سردرد اور بیماری کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ تو گویا سہل کا اس روایت میں دادا کی طرف نسبت کر کے نسب بیان کیا گیا۔ جبکہ درست معاذ بن سہل بن معاذ بن انس ہے، اور یہ روایت معاذ بن انس کی حضرت ابودرداء کی روایت سے مروی ہے۔

اصحاب السنن نے معاذ بن انس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث نقل کی ہیں جن میں ان کے والد کا واسطہ نہیں۔ اور جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تصانیف کی ہیں ان کے ہاں جو احادیث درج ہوئی ہیں ان میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے جسے بغوی نے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں: ہم سے عباس نے ان سے یونس بن محمد نے ان سے لیث ان سے یزید بن ابی حبیب نے معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ان کے والد سے اور وہ صحابی رسول ہیں وہ مرفوع روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان جانوروں پر تب سوار ہوا کرو جب یہ صحیح سالم ہوں اور انہیں کرسیاں [2] بنائے ان پر جمے نہ رہا کرو"۔

لیث، زبان بن فائد سے وہ معاذ بن انس سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، بغوی نے کہا: یزید بن ابی حبیب اور زبان نے سہل بن معاذ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے کئی احادیث روایت کرتے ہیں جن میں معاذ بن انس کا انس سے روایت میں کوئی واسطہ نہیں سوائے روایت کے۔

میں کہتا ہوں: ان کے سلسلہ میں ایک حذف (چھوٹ) کا وقوع ہوا ہے جس کی بناء پر یہ غلطی رونما ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [3] نے اپنی مسند میں حجاج بن محمد کے حوالہ سے لیث سے دونوں سندوں کے ذریعہ روایت کیا، (آخر میں) کہا: معاذ بن انس سے وہ اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ نیز انہوں نے موسیٰ بن داؤد، اور ابوالولید طیالسی سے وہ دونوں لیث سے وہ یزید سے وہ حسن بن موسیٰ سے وہ ابن لہیعہ سے وہ زبان سے وہ سہل بن معاذ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کو نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح اسے ابویعلی نے ابوخیثمہ سے انہوں نے یونس بن محمد سے دونوں سندوں سے نقل کر کے ان میں فرق کیا ہے۔ اور ایسے ہی حاکم اس روایت کو عصام بن علی اور سعید بن سلیمان کی سند سے وہ دونوں لیث سے نقل کرتے ہیں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: بغوی کی روایت وہم ہے۔ واللہ اعلم

اور حاکم کے ہاں ابراہیم بن دیزیل کی سند سے بحوالہ شبابہ، لیث سے اسی طرح لکھا ہے جو بغوی سے تحریر ہوا۔ غلطی میں دونوں

---

[1] تفسیر طبری (۴۱۷/۱) تاریخ طبری (۲۸۶) تفسیر ابن کثیر (۲۴۰/۱، ۳۱۴/۶) الدر المنثور (۱۵۴/۵)
الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف (حدیث ۱۶۱)

[2] المستدرک (حدیث ۴۴۴/۱، ۱۰۰/۲) السنن الکبری (۲۵۵/۵) موارد الظمآن (۲۰۰۲) الدر المنثور (۱۱۱/۴)
تھذیب تاریخ دمشق (۱۵۴/۳) کنز العمال (۲۴۹۵۷)

[3] مسند احمد (حدیث ۴۳۹/۳)

برابر ہیں۔ دارمی نے اپنی مسند میں عثمان بن ابی شیبہ، بحوالہ شبابہ درست نقل کیا ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کے ہاں قلمبند ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی درست ہے جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یزید بن ابی حبیب اور زبان بن فائد، معاذ بن انس سے نہیں ملے۔ وہ دونوں معاذ کے والد سہل سے روایت کرتے ہیں۔

نکتہ: یہاں ہمارے سامنے جو الاصابہ کے دو نسخے ہیں ان میں **"لم یلحقا معاذ بن انس و انما یرویان عن ابیہ سہل بن معاذ بن انس"** لکھا ہے۔ جبکہ صحیح نسب معاذ بن سہل بن معاذ بن انس ہے۔ لہٰذا **"لم یلحقا معاذ بن سہل و انما یرویان عن ابیہ سہل بن معاذ بن انس"** مذکورہ اس صورت میں درست بنے گی۔ (عامر تقی ندوی)

۲۸۷ انسہ[1]

نبی ﷺ کے غلام، بعض نے ابو انسہ کہا ہے۔ جنگ بدر کے روز شہید ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ ابومسروح یا ابومسرح ہیں۔ مصعب زبیری نے کہا: انسہ کی کنیت ابومسرح تھی، وہ نبی ﷺ سے اجازت لے کر آتے تھے، وہ سرداروں کے پروردہ تھے۔ خلافت صدیقی میں فوت ہوئے۔ خطیب نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ روایت کیا ہو۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاء بدر اور وہاں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مدائنی نے کہا: ہم سے عبدالعزیز بن ابی ثابت نے بحوالہ داؤد بن حصین عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہی الفاظ میں روایت کرتے ہیں۔ البتہ انہوں نے ابو انسہ کہا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں خلیفہ کی سند سے بحوالہ مدائنی نقل کیا ہے کہ وہ شہید ہوئے۔ اسی طرح واقدی نے ابن ابی حبیبہ سے بحوالہ داؤد بن الحصین سے ان کی سند سے ذکر کیا ہے۔ ابوعمر نے کہا: یہی سند محفوظ ہے۔ واقدی کہتے ہیں: میں نے اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ غزوۂ اُحد میں شریک رہے اور اس کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے۔ اور فرماتے ہیں: مجھ سے ابن ابی الزناد نے بحوالہ محمد بن یوسف بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ انسہ کی وفات نبی کریم ﷺ کے بعد خلافت صدیقی میں ہوئی۔ اور خلیفہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے غلام انسہ آپ سے اجازت لیتے تھے۔ مجھے نہیں معلوم ان کی مراد ان سے ہے یا کوئی اور شخصیت ہے۔ پھر میں نے مصعب کی کتاب میں دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام انسہ کا ذکر کر کے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اجازت لیتے تھے ان کی کنیت ابومسروح تھی وہ بدر و احد میں شریک رہے اور وہ سرداروں کے پروردہ تھے۔ خلافت صدیقی میں ان کا انتقال ہوا۔ اور خطیب نے کہا: مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سن کر کچھ روایت کیا ہو۔ واللہ اعلم[1]

۲۸۸ انۃ المخنث

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابراہیم بن مہاجر کی سند سے ابوبکر بن حفص سے نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کے ایک خواجہ سرا، جسے انۃ کہا جاتا تھا، سے کہا: کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہمیں کسی عورت کے بارے میں بتاؤ تاکہ ہم عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے اس کا رشتہ کرسکیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ تو پھر اس نے ایک عورت کا حال بیان کیا کہ جب سامنے سے آئے تو چار اعضاء سے سامنا کرتی ہے اور جب پیٹھ پھیر کر جائے تو آٹھ اعضاء سے پیٹھ پھیرتی ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے سن لی تو فرمایا: "انۃ! مدینہ سے نکل کر حمراء الاسد میں چلے جاؤ، وہیں تمہارا گھر ہونا چاہیے۔ اور لوگوں کی عید کے سوا ہرگز مدینہ میں داخل نہ ہونا"۔[2]

---

[1] اسد الغابۃ (ت ٢٦٥) الاستیعاب (ت ١٤٢) ✿ الاستیعاب (١/ ٢٢٣، ٢٢٤) اسد الغابۃ (١/ ١٨٣، ١٨٤)

[2] کنز العمال حدیث ١٣٠٤٧) فتح الباری (٩/ ٣٣٤)

انیس نامی حضرات

289 انیس بن جنادہ ❶

بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار الغفاری۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کے بھائی جو عمر میں ان سے بڑے تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور بغوی نے سلیمان بن مغیرہ کی سند سے بحوالہ حمید بن ہلال عبداللہ بن الصامت سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھائی انیس نے مجھ سے کہا: مکہ میں مجھے کچھ کام ہے، تو کیا میرے واپس آنے تک تم میرے معاملات کی دیکھ بھال کرلو گے؟ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ انیس مکہ چلے گئے۔ فرماتے ہیں: وہاں انہوں نے کافی دن لگا دیئے اس کے بعد واپس آئے۔ آ کر کہنے لگے: میں نے وہاں تمہارے دین کا ایک شخص دیکھا ہے جس کا خیال کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رسول بنایا ہے لوگوں نے اس کا نام صابی (بے دین) رکھا ہے۔ میں نے کہا: (بھائی!) وہ لوگ کیا کہتے ہیں: کہنے لگے: لوگ سمجھتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) وہ (اس دعویٰ میں) جھوٹا ہے، جادوگر اور شاعر ہے جبکہ میں نے اس کی گفتگو سنی ہے اللہ کی قسم! وہ تو ایسا نہیں۔ اور میں نے لوگوں کی باتیں بھی سنی ہیں اللہ کی قسم! میں تو اسے سچا سمجھتا ہوں پھر پوری حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے، انیس نے کہا: مجھے تمہارے دین سے اعراض نہیں، اس واسطے کہ میں اسلام لاکر (ان کی) تصدیق کر چکا ہوں۔

مستدرک میں عروہ بن رُویم کی سند سے عامر بن لدّ بن الاشعری کے حوالہ سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے ابولیلیٰ اشعری سے سنا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا، پھر ان کے اسلام لانے کا مکمل قصہ ذکر کیا۔ جس کے آخر میں ہے۔ وہاں سے میں اپنی والدہ اور بھائی کے پاس آیا، انہیں سارے واقعہ سے خبردار کیا۔ تو ان دونوں نے کہا: ہمیں تمہارے دین سے کوئی اعراض ونفرت نہیں پھر ہم سب مدینہ جا پہنچے۔ ❷

290 انیس بن الضحاک الاسلمی ❸

ابوحاتم رازی نے ان کا ذکر کر کے کہا: مشہور نہیں ہیں۔ اور ابن مندہ نے بقیہ کی سند سے نقل کیا فرماتے ہیں: حسان بن سلیمان نے ہمیں عمرو بن مسلم کے حوالہ سے انہوں نے انیس بن ضحاک سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابوذر! کھردرا اور تنگ لباس پہنو تاکہ فخر وغرور کو تمہارے (دِل) میں (پیدا ہونے کا) موقع ہی نہ ملے''۔ ❹ ابن مندہ نے کہا: غریب روایت ہے۔ نیز اس میں ارسال بھی ہے۔ ابن حبان اور ابن عبدالبر ❺ نے اس بات پر یقین کیا ہے کہ یہ وہی صاحب ہیں جن سے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''انیس! اس کی بیوی کے ہاں جاؤ (اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اسے رجم (سنگسار) کر دینا۔ چنانچہ اس نے اعتراف کرلیا تو

---

❶ اسد الغابة (ت ٢٦٧) الاستيعاب (ت ٩٣) تجريد (١/ ٣٢)

❷ مسلم كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ (حديث ٦٣٠٩) المعجم الكبير (حديث ٢٦٦/١، ٢٦٧)

❸ اسد الغابة (٢٦٨) الاستيعاب (ت ٩٥) تجريد (٣٢/١)

❹ كنز العمال (حديث ٥٦٢٣)

❺ الاستيعاب (٢٠٣/١)

انہوں نے اسے سنگسار کیا)۔[1] اس میں تامل ہے میرے نقد وتبصرے میں بظاہر وہ ان کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم

۲۹۱ انیس بن عتیک[2]

بن عامر الانصاری الاشہلی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ، جسر ابی عبید کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کا نام اوس لیا ہے شاید یہ دونوں بھائی ہوں۔

۲۹۲ انیس بن قتادة الباهلی[3]

بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا: ابونضرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں بنی ضبیعہ[4] کے گروہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ انہیں انس بھی کہا جاتا ہے لیکن پہلا نام ہی زیادہ صحیح ہے۔

۲۹۳ انیس بن قتادة[5]

بن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ جنگ بدر میں شرکت کی اور اُحد میں شہید ہوئے۔ واقدی نے کہا: زہری کے بھتیجے نے زہری کے حوالہ سے عبدالرحمٰن بن یزید بن جاریہ سے وہ اپنے چچا مجمع بن جاریہ سے روایت کرتے ہیں کہ خنساء بنت خزام، انیس بن قتادہ کے عقد میں تھیں۔ وہ غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے تو ان کے والد نے مزینہ کے کسی شخص سے ان کا نکاح کر دیا، جو انہیں نہ بھایا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے اس آدمی کے نکاح کو رد فرما دیا۔ تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی جن سے سائب بن ابی لبابہ پیدا ہوئے۔

بخاری وغیرہ اسے مالک کی سند سے، عبدالرحمٰن بن قاسم سے وہ اپنے والد سے وہ عبدالرحمٰن اور مجمع سے جو دونوں یزید بن جاریہ انصاری کے بیٹے ہیں، خنساء بنت خذام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے ان کی ناپسند کی شادی کر دی اور خاوند کا نام تک نہ بتایا۔

ابن عبدالبر[6] نے کہا: وہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے اور واقدی کے علاوہ نے ان کا نام انس بتایا ہے۔ ابن عبدالبر نے اس کا انکار کیا ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] بخاری كتاب الوكالة باب الوكالة في الحدود (حديث ٢٣١٤) (٢٣١٥)
مسلم كتاب الحدود باب من اعترف على نفسه بالزنى (حديث ٤٤١٠)
ابوداؤد فی كتاب الحدود باب المرأة التى امر النبى ﷺ برجمها من جهينة (حديث ٤٤٤٥)
ترمذی كتاب الحدود باب ما جاء فى الرجم على الثيب (حديث ١٤٣٣)
نسائى كتاب آداب القضاة باب صون النساء عن مجلس الحكم (حديث ٥٤٢٥، ٥٤٢٦)

[2] اسد الغابة (ت ٢٦٩)

[3] اسد الغابة (ت ٢٧١) الاستيعاب (٩٢)

[4] اسد الغابة (١/١٥٥) الاستيعاب (١/٢٠٢)

[5] اسد الغابة (ت ٢٧٢) الاستيعاب (ت ٩١) تجريد (١/٣٢)

[6] الاستيعاب (١/٢٠١)

ابن سعد نے کہا: ہمیں محمد بن حمید نے معمر کے حوالہ سے سعید بن عبدالرحمن جحشی سے روایت بیان کی ہے، فرمایا: خنساء بنت خذام نامی ایک عورت تھی جو انیس بن قتادہ انصاری سے منسوب تھی۔ غزوہ اُحد میں ان کی شہادت ہوئی تو بعد میں اس کے والد نے کسی اور شخص سے اس کا نکاح کر دیا۔ اس نے نبی ﷺ سے سارا ماجرا کہہ سنایا اور کہا: مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میری اولاد عام ہو تو آپ ﷺ نے اس عورت کو اختیار دیا۔ ✽ اس سلسلہ کی مزید وضاحت خنساء بنت خذام کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

۲۹۴ انیس بن معاذ

بن قیس انصاری۔ انس میں ذکر ہو چکا ہے جن کا نام عروہ نے بتایا ہے۔

۲۹۵ انیس بن ابی مرثد الغنوی ✽

بغوی نے معجمہ میں، بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں، بخاری نے اپنی تاریخ ✽ میں اور ابوعلی بن السکن نے لیث کی سند سے یحییٰ بن سعید کے حوالہ سے خالد بن ابی عمران سے نقل کیا کہ حکم بن مسعود نے ان سے بیان کیا کہ انیس بن ابی مرثد الانصاری نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب گونگا، اندھا اور بہرہ فتنہ ہوگا جس میں لیٹا ہوا بیٹھے سے خیریت میں ہوگا''۔ (حدیث) ابن شاہین نے اسی سلسلہ سے نقل کی ہے لیکن انہوں نے کہا: انیس بن مرثد انصاری سے مروی ہے اور ابن عبدالبر نے انیس بن مرثد بن ابی مرثد غنوی سے عنوان قائم کر کے کہا یہ حدیث ان کے حالات میں آتی ہے جو فتنہ کے بارے میں ان سے حکم بن مسعود ان سے روایت کرتے ہیں۔

ابن السکن وغیرہ علماء نے انیس بن ابی مرثد انصاری اور انس بن ابی مرثد غنوی میں فرق کیا ہے یہی درست ہے۔ ادھر عسکری نے ''انیس بن ابی مرثد انصاری'' کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے جبکہ ابن حبان نے انہیں قابل اعتماد تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اگرچہ انس بن مرثد بن ابی مرثد غنوی کو (تصغیر سے) انیس بھی کہا جاتا ہے تو وہ ان کے علاوہ اور صاحب ہیں۔ واللہ اعلم

۲۹۶ انیس الاسلمی ✽

حدیث عَسِیف میں ان کا ذکر آتا ہے۔ امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ نے زہری کی سند سے بحوالہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرایا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدور تھا، وہ اس کی بیوی سے زنا کر بیٹھا۔ مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے پر سنگساری کی سزا عائد ہوتی ہے جس کا میں نے سو بکریاں اور ایک باندی فدیہ دیا۔ جب میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے لگنے اور سال بھر جلاوطنی کی سزا لازم ہے اور اس شخص کی بیوی پر سنگساری کی سزا لاگو ہوگی۔ (حدیث) اس کے آخر میں

✽ بخاری کتاب الحیل باب فی النکاح (حدیث ٦٩٦٩) ابن ماجہ کتاب النکاح باب من زوج ابنتہ وھی کارھۃ (حدیث ١٨٧٣) الدارمی فی کتاب النکاح باب الثیب یزوجھا ابوھا وھی کارھۃ (حدیث ١٣٩/٢)

✽ اسد الغابۃ (ت ٢٧٣) الاستیعاب (ت ٩٤) تجرید (١/ ٣٣) ✽ التاریخ الکبیر (١/٢/ ٣٠)

✽ اسد الغابۃ (ت ٢٦٨) الاستیعاب (ت٩٥)

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے انیس! (جو قبیلہ اسلم کے ایک فرد تھے) اس شخص کی بیوی کے ہاں جاؤ پس اگر وہ اقبال جرم کر لے تو سنگسار کر دینا''۔ جب یہ وہاں پہنچے تو اس نے غلطی کا اقرار کر لیا، پھر انہوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ ابن السکن کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ اس حدیث میں جس انیس کا ذکر ہے وہ کون ہیں؟ مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کسی جگہ کوئی روایت نہیں ملی۔ بعض لوگ کہتے ہیں: وہ انیس بن الضحاک اسلمی ہیں۔ ان کے علاوہ کے علماء نے کہا: انہیں انیس بن ابی مرثد کہا جاتا ہے جو غلط ہے کیونکہ ابن ابی مرثد غنوی ہیں اور ان کا اس حدیث میں ثبوت ہے کہ وہ اسلمی ہیں۔

۲۹۷ انیس الانصاری ✿

بغوی، ابن شاہین اور طبرانی ✿ نے ''اوسط'' میں عباد بن راشد کی حدیث جو میمون بن سیاہ سے بحوالہ شہر بن حوشب مروی ہے، فرمایا: کچھ لوگ اپنے خطاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے اور ان کی عیب جوئی کرنے لگے، تو ایک انصاری صاحب کھڑے ہوئے جنہیں انیس کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا: آج تم لوگوں نے اس شخص کو برا بھلا کہنے اور عیب جوئی کرنے میں حد کر دی اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں قیامت کے روز زمین پر جتنے پتھر اور ڈھیلے ہیں ان سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا''۔ تمہاری کیا رائے ہے آپ علیہ السلام کی شفاعت تمہیں حاصل ہوگی اور آپ ﷺ کے رشتہ دار گھرانے کے لوگوں کو نصیب نہ ہوگی؟

طبرانی نے اوسط میں کہا: یہ روایت انیس سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: جن انیس سے یہ حدیث منقول ہے میرے نزدیک وہ بیاضی ہیں۔ مغازی میں ان کا ذکر ہے۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔

۲۹۸ انیس ✿

ابو فاطمہ اپنی اسی کنیت سے مشہور ہیں، نام کے بارے میں کچھ لوگ ایاس بتاتے ہیں ابن السکن نے ان کا ذکر کر کے کہا: انہیں انیس بن الضحاک اسلمی کہا جاتا ہے۔

۲۹۹ انیس

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انیس!'' جسے امام مسلم ✿ نے عکرمہ بن عمار کی سند سے بحوالہ اسحاق بن ابی طلحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انہیں اس نام سے مخاطب کیا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے بیہقی نے ''فضائل الاوقات'' میں ابو رجاء عطاردی کی سند سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

۳۰۰ انیسہ

یہ لفظ انسہ میں گزر چکا ہے۔

✿ بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح (حدیث ٢٦٩٥) مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنا (حدیث ٤٤١٠)

✿ اسد الغابة (ت ٢٦٦) الاستیعاب (ت ٩٦) تجرید (٣٢/١)

✿ المعجم الاوسط (حدیث ٥٣٥٦) ✿ اسد الغابة (ت ٢٧٠) تجرید (٣٢/١)

✿ مسلم، کتاب فضائل الصحابة باب حسن خلقه (حدیث ٥٤)

انیف نامی حضرات

(۳۰۱) انیف بن جشم ✿۱

بن عوذ اللہ بن تیم بن اراش بن عامر بن جمیلہ قضاعی۔ انصار کے حلیف ہیں۔ ابن اسحاق ✿۲ نے شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

(۳۰۲) انیف بن حبیب ✿۳

از بنی عمرو بن عوف۔ ابن اسحاق نے شہدائے خیبر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو عمر نے اسے طبری کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۳۰۳) انیف بن مَلّة الجذامی ✿۴

از بنی ضیب۔ انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ رملہ میں سکونت رکھتے تھے اور فلسطین کے ضلع بیت جبرین میں فوت ہوئے۔ ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا: ابن اسحاق نے ان کا قبیلۂ جذام کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حیان کے بھائی ہیں جن کا ذکر حا میں آ رہا ہے۔ ابن مندہ نے معروف بن طریف کی سند سے نقل کیا فرماتے ہیں: مجھ سے میری پھوپھی ظلبیہ بنت عمرو بن حزابہ نے اپنی خاندانی باندی نصہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: رفاعہ اور نعجہ زید کے بیٹے۔ انیف اور حیان ملہ کے بیٹے بارہ آدمیوں کی نفری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ جب یہ لوگ (اسلام لانے کے بعد) واپس آئے ہم نے انیف سے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کو کیا حکم دیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (جانور ذبح کرنے کے بارے) یہ حکم دیا کہ ہم بکری کو اس کی بائیں جانب لٹائیں اور قبلہ رُخ ہو کر اسے ذبح کریں اور بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیں''۔ ✿۵

(۳۰۴) انیف بن واثلة ✿۶

ابن اسحاق اور واقدی نے ان کا شہدائے بدر میں ذکر کیا ہے ان کے والد کا نام ''ثا'' یا ''یا'' سے قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔

باب الالف جس کے بعد ھا ہے

(۳۰۵) اھبان بن اکوع

بن عیاذ بن ربیعہ خزاعی۔ انہیں اھبان بن عیاذ بن ربیعہ بن کعب بن امیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن اور ابن مندہ نے اسباط بن نصر کی سند سے بحوالہ وہب بن عقبہ بکائی، یزید بن معاویہ بکائی سے انہوں نے اھبان بن عیاذ خزاعی سے، جن سے بھیڑیے

✿۱ اسد الغابة (ت ۲۷۵) تجريد (۳۳/۱)
✿۲ السيرة النبوية (۲۶۲/۲)
✿۳ اسد الغابة (ت ۲۷۶) الاستيعاب (ت ۹۸)
✿۴ اسد الغابة (ت ۲۷۷) تجريد (۳۳/۱)
✿۵ كنز العمال (حديث ۱۵۶۴۳)
✿۶ اسد الغابة (ت ۲۷۸) الاستيعاب (ت ۹۷)

نے بات کی تھی اور وہ درخت (تلے بیعت کرنے) والوں میں سے تھے۔ اور یہی اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری [1] کی قربانی کرتے تھے۔ اہبان بن اوس میں ان کا ذکر آئے گا۔

۳۰۶ اھبان بن الاکوع [2]

سلمہ اسلمی کے چچا، بعض کا قول ہے کہ وہ اہبان بن عمرو بن اکوع ہیں جو سلمہ کے بھائی ہیں۔ اکوع کا نام سنان ہے۔ طبری نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ان کی اولاد سے جعفر بن محمد بن اشعث بن عقبہ بن اہبان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن اہبان کو کلب بلقین اور غسان کے صدقات وزکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا۔

۳۰۷ اھبان بن اوس الاسلمی [3]

کچھ لوگ کہتے ہیں: وھبان قدیم الاسلام صحابی ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نمازیں پڑھیں۔ کوفہ کو وطن بنایا اور وہیں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی گورنری میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں اور اپنی صحیح میں ان کی موقوف حدیث روایت کی ہے جو مجزاۃ بن ظاہر کی ان سے روایت ہے اسی میں ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل ہے اور درخت [4] والوں میں سے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں انہیں ابن عمرو کی سند سے بحوالہ اہبان بن اوس نقل کیا ہے کہ وہ اپنی بکریوں میں تھے کہ ایک بھیڑیا کسی بکری پر جھپٹ پڑا، اس نے انہیں ڈانٹا اور اپنی دم پر بیٹھے ہوئے ان سے گویا ہوا (فرماتے ہیں اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا) جس دِن ان کا کوئی نگہبان نہیں ہوگا اس وقت کیا ہوگا؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی سند قوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عبداللہ بن عامر اسلمی ہے جو ضعیف راوی ہے۔

ابن السکن نے ان کے حالات میں حدیث ابی نضرہ بحوالہ ابوسعید نقل کر کے کہا: ایک دفعہ مدینہ سے باہر ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیا اس کی کسی بکری پر جھپٹ پڑا، تو اس نے بھیڑیے سے بکری چھڑانے کی مزاحمت کی، بھیڑیا بیٹھ کر کہنے لگا: کیا تو میرے اور اس رزق کے درمیان رکاوٹ بنتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دینا ہے''۔ [5] (حدیث) ابن الکلبی، ابوعبید اور بلاذری وطبری نے ذکر کیا ہے کہ جس سے بھیڑیے نے گفتگو کی وہ اہبان بن اکوع بن عیاذ ہیں۔ ابن حبان کا کہنا ہے کہ اہبان بن اوس کی وفات مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی گورنری میں کوفہ میں ہوئی جب وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے اس کے والی تھے۔

۳۰۸ اھبان بن صیفیّ الغفاری [6]

وھبان بھی کہا جاتا ہے، ان کی کنیت ابومسلم ہے۔ ترمذی، ابن ماجہ اور امام احمد نے ان کی ایک حدیث روایت کر کے اسے

---

[1] جامع المسانید والسنن (٤٣٢/١)
[2] الاستیعاب (ت ١٠١)
[3] اسد الغابۃ (ت ٢٨٠) الاستیعاب (ت ٩٩) تجرید (٣٣/١)
[4] بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ (حدیث ٤١٧٤)
[5] التاریخ الکبیر (٤٤/٢) جامع المسانید والسنن (٤٣٤/١) الطبقات (٣٠١/٤) معرفۃ الصحابۃ (٣١٥/٢، ٣١٦)
[6] اسد الغابۃ (ت ٢٨١) الاستیعاب (ت ١٠٠) تجرید (٣٣/١)

صحیح قرار دیا ہے۔ طبرانی فرماتے ہیں: وہ بصرہ میں فوت ہوئے۔ معلّیٰ بن جابر بن مسلم اپنے والد سے وہ عدیسہ بنت وھبان بن صیفی سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے والد فوت ہونے لگے تو انہوں نے دو کپڑوں میں کفنانے کی وصیت کی۔ مگر ورثاء نے (نہ جانے کس وجہ سے) تین کپڑوں میں کفنا دیا۔ صبح دیکھا تو تیسرا کپڑا چارپائی پر دھرا تھا۔ اسی طرح طبرانی [1] نے اسے عبداللہ بن عبید کی سند سے عدیسہ بنت اھبان سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ اھبان ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ یہ وہی اھبان بن صیفی ہیں جبکہ ابن مندہ نے اس کی تردید کی ہے۔

(۳۰۹) اھبان بن عمرو

بن الاکوع۔ اھبان بن اکوع میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۳۱۰) اھبان بن عیّاذ

ان کا تذکرہ بھی اھبان اکوع بن عیاذ میں پہلے ہو چکا ہے۔

(۳۱۱) اھود بن عیاض الازدی [2]

وثیمہ نے ابن اسحاق کے حوالہ سے فتنۂ ارتداد میں ذکر کیا ہے کہ حمیر کے لوگ اپنے خطباء کے پاس جمع تھے کہ اچانک ازد سے ایک گھڑ سوار آیا جسے اھود بن عیاض کہا جاتا تھا۔ اس نے آتے ہی کہا: اے حمیر کی جماعت میں تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے مطلع کرتا ہوں تو جھٹ سے ابن ذی اصبح بولے: قوم کے سفیر کی اللہ تعالیٰ ناک کاٹ دے، جھوٹ بولتے ہو وہ فوت نہیں ہوئے۔ اس نے کہا: کیوں نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے انھیں حق دے کر مبعوث فرمایا، تمہاری کیا بے صبری ہوگی؟ اللہ کی قسم! مجھے تم سے زیادہ افسوس ہے۔ اگر مجھے کوئی قوم تم سے زیادہ نرم دل اور پرنم آنکھوں والی ملتی تو میں انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوتگی کی اطلاع کرتا۔ تو انہوں نے اسے اپنی بستی سے نکال باہر کیا، وہ عابد شخص تھا عرض کرنے لگا: اے اللہ! میں نے تو انہیں تیرے رسول کی فوتگی کی اطلاع اس لئے کی تھی تاکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہوں اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں تسلی دیں۔ جب پے در پے سوار آپ علیہ السلام کی فوتگی کی خبر لانے لگے تو انہوں نے اسے اس کے بعد [3] اپنے ہاں جگہ دے دی۔ اسی کے متعلق ابن ذی اصبح کہتے ہیں:

جزّع القلب اھود اذ نعی لی محمدا

لیتنی لم اکن رأیت اخا الازد اھودا

''جب اھود نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوتگی کی اطلاع دی تو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ کاش! مجھے ازد کا بھائی اھود نظر ہی نہ آتا''۔

---

[1] المعجم الکبیر (حدیث ۲۹۳/۱) [2] اسد الغابۃ (ت ۲۸۳) [3] اسد الغابۃ (۱۶۲/۱)

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

۳۱۲ اوس بن الارقم الانصاری[1]

ان کا پورا نسب ان کے بھائی زید بن ارقم کے سلسلہ میں آ رہا ہے۔ ابن اسحاق[2] نے شہدائے اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۱۳ اوس بن الاعور[3]

بن جوشن بن مسعود، بخاری[4] نے ان کا ذکر کیا ہے، یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ مرزبانی نے ذکر کیا کہ ذوالجوش الضبابی کا نام اوس بن اعور بن عمرو بن معاویہ ہے۔ بعض کہتے ہیں: وہ یہی ہیں اور بعض کہتے ہیں وہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

۳۱۴ (ز) اوس بن ارقم الانصاری

ابوالاسود بن عروہ نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنھوں نے غزوہ مریسیع میں عبداللہ بن ابی کی بات نبی ﷺ سے نقل کر دی۔ حاکم نے اکلیل میں اسے نقل کر کے کہا: یہ اہل مغازی کی غلطی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس بات کے قائل حضرت زید بن ارقم ہیں اور اس میں کوئی بعد نہیں کہ یہ واقعہ زید اور اوس دونوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم

۳۱۵ اوس بن اوس الثقفی[5]

سنن اربعہ کے مصنفین نے ان سے شامیوں کی روایت سے صحیح احادیث نقل کی ہیں۔ عباس نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ اوس بن اوس ثقفی اور اوس بن ابی اوس ثقفی ایک شخص ہے۔ کسی نے کہا کہ اس بارے ابن معین کو غلطی لگی ہے۔ درست یہی ہے کہ یہ دو ہیں۔ ادھر ابوداؤد وغیرہ نے اس میں ابن معین کی پیروی کی ہے۔ جبکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ دو آدمی ہیں، جس نے ''اوس بن اوس'' کو ''اوس بن ابی اوس'' کہا اس سے غلطی ہوئی۔ جیسا کہ بعض اوس بن ابی اوس کو اوس بن اوس کہتے ہیں جو غلط ہے۔ رہے اوس بن ابی اوس تو یہ حذیفہ کے والد کا نام ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۳۱۶ اوس بن ابی اوس الثقفی[6]

جیسا کہ آگے آ رہا ہے بعض نے ان کے اور اوس بن حذیفہ کے درمیان فرق کیا ہے۔

۳۱۷ اوس بن ثابت[7]

بن المنذر بن حرام۔ حسان انصاری رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ان کی والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوذان ہے جو ان کے بھائی حسان کی

---

[1] اسد الغابة (ت ٢٨٤) الاستيعاب (ت ١٠٦) تجريد (٣٤/١)
[2] السيرة النبوية (٩٧/٣)
[3] اسد الغابة (ت ٢٨٥) تجريد (٣٤/١)
[4] التاريخ الكبير (٢٦٦/٣)
[5] اسد الغابة (ت ٢٨٧) الاستيعاب (ت ١١٢) تجريد (٣٤/١)
[6] اسد الغابة (ت ٢٨٨) الاستيعاب (ت ١١٢)
[7] اسد الغابة (ت ٢٩٠) الاستيعاب (ت ١٠٣) تجريد (٣٤/١)

والدہ کی چچازاد بہن ہے۔ یہ مشہور صحابی شداد بن اوس کے والد ہیں۔

ابن اسحاق [1] نے ان کا شرکائے عقبہ ثانیہ، بدر، اُحد میں اور اُحد کے شہداء میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن محمد بن عمارۃ القداح نے نسب الانصار میں کہا ہے اسی کے متعلق حضرت حسان کہتے ہیں:

ومنّا قتيل الشعب اوس بن ثابت شهيدا واسنى الذكر منه المشاهد

''اور ہم میں سے گھاٹیوں کے شہید اوس بن ثابت ہیں، جن کا ذکر جنگوں میں بلند ہے''۔

واقدی [2] کا گمان ہے کہ وہ غزوۂ خندق، خیبر اور دوسری جنگوں میں شریک ہوئے اور خلافت عثمانی تک حیات رہے۔ فاللہ اعلم۔ جس کی تائید ابن زبالہ کی ''اخبار مدینہ'' کی عبارت سے ہوتی ہے جسے میں نے شداد بن اوس کے حالات میں نقل کیا ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ ثبوت والا ہے کیونکہ اس میں حضرت حسان کی گواہی ہے کہ وہ شعب میں موجود تھے اور مذکورہ قصیدہ ''دیوانِ حسان'' میں ہے جسے ابوسعید السکری نے تیار کیا ہے۔ اس کا پہلا شعر ہے:

الا ابلغ المستمعين بوقعة تخفّ لها شمط النساء القواعد

''سننے والوں کو اس واقعہ کے متعلق پہنچا دو جس کی خاطر بیٹھنے والی عورتوں کے کھچڑی بال کم ہو جاتے ہیں''۔

عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا کچھ حصہ میں ان کے بیٹے شداد بن اوس کے حالات میں ذکر کروں گا۔

۳۱۸ اوس بن ثابت الانصاری

ابوالشیخ اپنی تفسیر میں عبداللہ بن اجلح کندی کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اہل جاہلیت بیٹیوں اور چھوٹے بچوں کو وراثت میں حق نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ وہ سیانے ہو جائیں۔ انصار کے ایک شخص فوت ہوئے جنہیں اوس بن ثابت کہا جاتا تھا۔ انہوں نے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یتیم چھوڑا۔ تو ان صاحب کے چچازاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے اور ان کی میراث [3] لے کر چلتے بنے۔ مرحوم کی بیوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ساری بات عرض کی، جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''مردوں کے لئے اس میں حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ مریں''۔ (سورۃ النساء: ۷) چنانچہ آپ نے خالد اور عرفطہ کی طرف پیام بھیجا کہ میراث کی کسی چیز کو ہاتھ تک نہ لگائیں۔

ابوالشیخ نے دوسری سند سے کلبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے، کہا: وہ قتادہ اور عرفطہ تھے۔ اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں روایت کر کے کہا: وہ سوید اور عرفطہ تھے۔ ان دونوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اوس کے بھائی تھے۔ ابن مندہ نے ان کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ وہ اوس بن ثابت حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، جو غلط ہے۔ اس واسطے کہ اوس کے بھائیوں اور چچاؤں میں سے کوئی بھی عرفطہ اور خالد نامی شخص نہیں ہے۔ اور مقاتل نے اپنی تفسیر میں اسے نقل کر کے کہا، اوس بن مالک کا انتقال اُحد میں ہوا۔ انہوں نے اپنی بیوہ اُم کجہ اور دو بیٹیاں چھوڑیں پھر یہ قصہ ذکر کیا۔ اس کی مزید وضاحت، عورتوں کی کنیتوں میں امّ کجہ کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

---

[1] السيرة النبوية (۲/۲٦۲) و (۹۷/۳) [2] المغازی (۱/۱٦۳) [3] السيرة النبوية (۲/۲٦۲)

۳۱۹ دوسرے اوس بن ثابت الانصاری

ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے اور عبدان کی سند سے اسحاق بن الضیف کے حوالہ سے عبداللہ بن یوسف سے وہ اسمٰعیل بن عیاش سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: غزوۂ بدر کے وقت میں تیرہ (۱۳) سال کا تھا اس لیے میں اس میں شرکت نہ کر سکا۔ اور غزوۂ اُحد کے وقت میں چودہ (۱۴) سال کا تھا اس لیے میں بھی شامل ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے دیکھا تو مجھے کم سن سمجھ کر واپس کر دیا۔ اور مجھے مدینہ کی محافظ جماعت میں پیچھے چھوڑ دیا۔ جس میں اوس بن ثابت، اوس بن عرابہ اور رافع بن خدیج تھے۔ اسی طرح انہوں نے نقل کیا ہے۔

اسے ابن ابی خیثمہ نے عبدالوہاب بن نجدہ کے حوالہ سے اسمٰعیل بن عیاش سے بحوالہ ابوبکر ہذلی نافع سے روایت کیا، اس میں فرمایا: زید بن ثابت اور عرابہ بن اوس سے منقول ہے احتمال ہے کہ یہ سند محفوظ ہو۔ واللہ اعلم

۳۲۰ اوس بن ثعلبہ [1]

بن زفر بن عمرو ابن اوس التیمی۔ حاکم نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ صحابی تھے پھر یزید بن عمرو بن عباد تیمی کی سند سے نقل کیا ہے کہ اوس بن ثعلبہ سعید بن عثمان کے ہمراہ خراسان آئے۔ اس کے بعد سعید نے انہیں ھراۃ کی جانب بھیج دیا۔

اور سلمویہ نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عامر نے اوس بن ثعلبہ کو بوشیخ بھیجا۔ یعنی ۳۱ھ میں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: اوس بن ثعلبہ بن زفر بن حارث بن ودیعہ بن مالک بن تیم اللہ بن ثعلبہ، یہ نسب ابوالقاسم زجاجی نے ابن درید سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا، تو ان کا نسب ایسے ہی بیان کیا لیکن انہوں نے زفر بن عمرو بن اوس بن ودیعہ کہا۔

ابن دِعبل سے منقول ہے کہ وہ مخضرمی شاعر تھے۔ ابن درید نے ابوحاتم سے بحوالہ ابوعبیدہ، یونس بن عبید سے نقل کیا ہے کہ اوس بن ثعلبہ ''اوس محل والے جو بصرہ میں ہے ان کے اور طلحہ طلحات میں کوئی جھگڑا ہو گیا تو اوس بھاگ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ پھر راوی نے ان کا قصہ اور شعر ذکر کیے۔

میں کہتا ہوں: اگر حاکم نے یہ نہ کہا ہوتا کہ ''وہ صحابی ہیں'' تو میں انہیں اس قسم [2] میں نہ ذکر کرتا۔

۳۲۱ (ز) اوس بن ثعلبہ انصاری

یحییٰ بن سعید الاموی نے مغازی میں ان کا ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے کیا ہے کہ جو لوگ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے ان میں یہ بھی تھے۔ انہوں نے سزا کے طور پر اپنے آپ کو ستون سے بندھوا لیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''کچھ اور لوگ ہیں جنہیں اپنے قصوروں کا اعتراف ہے''۔ (سورة التوبة: ۱۰۲)

---

[1] اسد الغابة (ت ۲۹۱) [2] اسد الغابة (۱/۱۶۵)

عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں کہا ہے: عبدالوہاب نے ہمیں بحوالہ عطاء، انہوں نے سعید سے انہوں نے قتادہ سے سنا کہ یہ آیت سات افراد کے بارے میں نازل ہوئی جن میں سے چار نے اپنے تئیں ستونوں سے باندھ لیا، وہ ابولبابہ، مرداس، اوس ہیں۔ یوں ان کا نسب بیان نہیں کیا اور دوسرے کو مبہم رکھا۔ ابن جریر نے اسے اسی سند سے نقل کیا اور چوتھے فرد کا نام خدام بتایا ہے اور کئی سلسلوں سے یہ قصہ ذکر کیا جس میں صرف ابولبابہ کا نام لیا۔ اوس بن خدام کے حالات میں ان کے ناموں سمیت ان کی تعداد بھی آئے گی کہ وہ چھ تھے۔

(۳۲۲) اوس بن جبیر الانصاری ✿

از بنی عمرو بن عوف، خیبر کے قلعہ ناعم میں شہید ہوئے۔ ابن شاہین نے اسے نقل کیا اور ابوموسیٰ نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔

(۳۲۳) اوس بن جہیش النخعی ✿

ارقم میں تذکرہ ہو چکا ہے بعض نے ان کا نام جہیش بن اوس بتایا ہے۔

(۳۲۴) اوس بن حارثہ الطائی ✿

ابن قانع نے بحوالہ حمید بن منہب نقل کیا ہے وہ اپنے دادا اوس بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں بنی طئی کے ستر سواروں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اسلام پر بیعت کی۔ ✿

ابن الدباغ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ ابن قانع نے اوس بن حارثہ کا نسب بیان کرتے ہوئے کہا: ام ابن عمرو کے بیٹے۔ جو وہم ہے کیونکہ اوس بن حارثہ بن ام تو زمانۂ جاہلیت میں فوت ہو گئے۔ اسلام کا زمانہ تو ان کے پوتوں مثلاً عروہ بن مضرس بن حارثہ اور ہانی بن قبیصہ بن اوس نے پایا۔ ابن عبدالبر نے ''بجیر بن اوس بن حارثہ بن ام'' کا ذکر کر کے کہا: ان کے مسلمان ہونے میں تامل ہے۔

میں کہتا ہوں: اوس بن حارثہ، مندرجہ بالا حمید بن منہب کے دادا نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ حمید بن منہب بن حارثہ بن خریم بن اوس بن حارثہ بن لِاَم بن عمرو بن طریف بن مالک بن جدعاء بن ذھل بن رومان بن جندب بن خارجہ بن سعد بن فطرہ بن طی ہیں۔ اور ان کے دادا خریم بن اوس کو شرفِ صحابیت حاصل ہے جیسا کہ آئے گا۔ شاید اس میں ''ان کے دادا خریم بن اوس بن حارثہ ہوں'' اور لفظ خریم رہ گیا ہو۔ واللہ اعلم

مجھے اس کی تائید بھی مل گئی ہے وہ یہ کہ ابن قانع نے کہا: ہم سے محمد بن عبدالوہاب اخباری نے بحوالہ زکریا بن یحییٰ وہ زحر بن حصین سے وہ اپنے دادا حمید بن منہب سے وہ اپنے دادا اوس بن حارثہ بن لِاَم طائی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ میں بنی طے کے ستر سواروں سمیت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر مکمل حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: ابن قانع نے اسے مختصر ذکر کیا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے اس کا ایک حصہ پیش کیا ہے، پھر انہوں نے کہا اور لمبی

✿ اسد الغابة (ت ۲۹۲) ✿ اسد الغابة (ت ۲۹۳) ✿ اسد الغابة (ت ۲۹۵) تجريد (۳۵/۱) ✿ اسد الغابة (۱۶۵/۱)

حدیث ذکر کی وہ مذکورہ حدیث ہم نے ابوالسکین جوزکریا بن یحییٰ طائی ہیں کے جزء میں روایت کی ہے اور ان سے ابوعبید بن جرمویہ قاضی کی روایت۔ فرمایا: ہم سے ابوزحر بن حصن کے چچا نے اپنے دادا حمید بن منہب کے حوالہ سے بیان کیا کہ میرے دادا خریم بن اوس بن حارثہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی تبوک سے واپسی کے موقع پر آپ کی طرف ہجرت کی آپ کی خدمت میں پہنچ کر میں اسلام لے آیا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ معلوم ہوا یہ حدیث خریم بن اوس کی ہے نہ کہ اوس کی۔ واللہ اعلم

اور تاریخ مظفری میں ہے: اوس بن حارثہ بن لام طائی نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اپنا ہاتھ بڑھایئے! (تاکہ میں بیعت کروں) آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''کس بات پر؟'' انہوں نے عرض کیا: یہ کہ میں بغیر شک کیے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بغیر کسی شبہ کے یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بغیر کسی شبہ کے یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور میں اپنی اس تلوار کو اسی پر چلاؤں گا جس کا آپ مجھے حکم دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''بہت اچھے اللہ تعالیٰ تمہیں بابرکت کرے''۔ [1] ان کے بیٹے خریم بن اوس نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ اوس نے اتنی عمر پائی ہو کہ اسلام کا زمانہ پالیا ہو۔ بعد میں میں ''جمهرة ابن الكلبي'' میں دیکھا کہ اوس بن حارثہ دوسو (۲۰۰) سال زندہ رہے۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے کتاب المعمرین میں ذکر کیا ہے کہ اوس بن حارثہ جن کا ابھی ذکر ہوا دوسو (۲۰۰) سال زندہ رہے یہاں تک کہ بے حد بوڑھے ہو گئے۔ ان کی عقل وسماعت جواب دے گئی۔ وہ اپنی قوم کے سردار بھی تھے ان کے بیٹے انہیں ایک میدان میں چھوڑ کر رخصت ہو گئے یہاں تک کہ وہ ضائع ہو کر ہلاک ہو گئے۔ اسی بنا پر آج تک انہیں برا بھلا کہا جاتا ہے۔ اسی کے متعلق اسحم بن حارث بن طریف بن عمرو بن ثمامہ بن مالک بن جدعان طائی کہتا ہے: ''مجھے محلہ میں یہ اطلاع ملی کہ لحمان پر اوس کمزوری سے مرگیا ہے۔ اس کے گھر والوں نے اسے اٹھایا اور اسے امانت سمجھ کر یوں چھوڑ دیا جیسے اون سے بنی پرانی چادر ہوتی ہے''۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے۔

۳۲۵ اوس بن حبیب انصاری [2]

خیبر میں شہید ہوئے۔ یہ ابن عبدالبر [3] کا قول ہے اور پہلے گزر چکا ہے۔ اوس بن جبیر بعض کہتے ہیں وہ یہی ہیں۔

۳۲۶ اَوس بن الحَدثان [4]

بن عوف بن ربیعہ بن سعید بن یربوع بن واثلہ بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن نصری (نون سے) ابن حبان نے کہا ہے، کہا جاتا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن ابی عاصم نے عمر بن صهبان کی سند سے (جو ضعیف ہے) زہری سے بحوالہ مالک بن اوس بن حدثان نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ''اناج سے ایک صاع صدقۂ فطر فطرانہ ادا کرو''۔ [5] (حدیث) ابن مندہ نے اس کا ذکر کر کے کہا: یہ غلط ہے۔ ادھر ابن مندہ نے ابوضمرہ کی سند سے بحوالہ سلمہ بن وردان،

---

[1] كنز العمال (حديث ٤٥٦٣٤) [2] اسد الغابة (ت ٢٩٦) الاستيعاب (ت ١٠٧)
[3] الاستيعاب (٢٠٧/١) [4] اسد الغابة (ت ٢٩٧) الاستيعاب (ت ١٠٩) تجريد (٣٥/١)
[5] دارقطنی فی سننه (١٤٧/٢) المعجم الكبير (حديث ١٩٥/١) الكامل في الضعفاء (١٦٧٤) الآحاد والمثانی (١١٥/٣)

لک بن اوس سے نقل کیا وہ اپنے والد سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ''جس نے بیہودگی میں بھی جھوٹ چھوڑ دیا اس کے لیے جنت کے درمیان میں گھر بنایا جائے گا''۔ [1] سلمہ کے ضعیف ہونے کے باوجود اس کی سند میں اختلاف ہے۔ میں نے ابن عبدالبر [2] کے قلم سے لکھا دیکھا: ''اگر کعب بن مالک کی حدیث نہ ہوتی تو میں ان کی صحابیت نہ ثابت کرتا''۔

میں کہتا ہوں: اس سے وہ مسلم کی اس روایت کی طرف اشارہ کررہے ہیں جو امام مسلم رحمہ اللہ نے ابوزبیر کی سند سے بحوالہ ابن کعب بن مالک اپنے والد سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں اور اوس بن حدثان کو ایام تشریق میں اعلان کرنے بھیجا: ''منی کے دن کھانے پینے کے ہیں''۔ [3] ابن مندہ نے کہا: یہ صحیح غریب حدیث ہے جسے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۳۲۷ اوس بن حُذیفہ [4]

بن ربیعہ بن ابی سلمہ بن غیرہ بن عوف۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حذیفہ ابن ابی عمرو بن عمرو بن عوف بن وھب بن عامر بن یسار بن مالک بن حطیط بن جشم ثقفی ہیں اور وہ اوس بن ابی اوس ہیں۔

ابوداوٗد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت لی ہے اور ان کی سند سے صحیح احادیث مروی ہیں یہ عمرو بن اوس کے والد ہوتے ہیں اور عثمان بن عبداللہ بن اوس کے دادا۔ امام احمد [5] نے فرمایا: اوس بن ابی اوس ہی اوس بن حذیفہ ہیں۔ اور امام بخاری [6] نے اپنی تاریخ کبیر میں اور ابن حبان نے لکھا ہے: اوس بن حذیفہ عمرو کے والد ہیں انہیں اوس بن ابی اوس اور اوس بن اوس بھی کہا جاتا ہے۔ ابونعیم [7] نے کہا: ان کے متعلق متقدمین نے اختلاف کیا ہے کوئی تو کہتا ہے، پھر انہوں نے تین اختلافات ذکر کیے۔ پھر کہا: جہاں تک اوس بن اوس ثقفی کا تعلق ہے تو ان سے شامی روایت کرتے ہیں انہیں کے متعلق کہا گیا ہے اوس بن ابی اوس۔ پھر کہا: اوس بن حذیفہ ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔

۳۲۸ اوس بن حذیفہ

ابن حبان [8] نے ''صحابہ'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ ''نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہوکر آئے، یہ ثقفی نہیں ہیں''۔

۳۲۹ اوس بن حوشب [9]

انصاری۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں جریری کی سند سے بحوالہ ابوسُلیل نقل کیا ہے، فرمایا: مجھے میرے والد نے بتایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک انصاری کے گھر بیٹھے دیکھا جنھیں اوس بن حوشب کہا جاتا تھا۔ آپ کے سامنے انگور پیش ہوا تو اسے اپنے ہاتھ

---

[1] ترمذی، کتاب البرّ والصلة باب ما جاء فی المراء (حدیث ۱۹۹۳) اتحاف السادة المتقین (۳۰۰/۱) مشكاة المصابیح (۴۸۳۱)
[2] الاستیعاب (۲۰۸/۱)
[3] نسائی كتاب الایمان باب تاویل قول الله تعالی ﴿قالت الاعراب آمنّا ...﴾ (حدیث ۵۰۰۹)
ابن ماجه كتاب الصیام باب ما جاء فی النهی عن صیام ایام التشریق (حدیث ۱۷۱۹)
[4] اسد الغابة (ت ۲۹۸) الاستیعاب (ت ۱۱۳)
[5] مسند احمد (حدیث ۱۲/۴، ۴۶۴/۴)
[6] التاریخ الكبیر (۱۵/۲)
[7] معرفة الصحابة (۳۴۸/۲)
[8] الثقات (۱۱/۳)
[9] اسد الغابة (ت ۲۹۹) تجرید (۳۵/۱)

میں لیا۔ پھر حدیث ✿ ذکر کی۔

ابوالسّلیل کا نام: ضریب بن نقیر ہے دونوں نام تصغیر سے اور والد والا نام ن ق سے ہے۔

۳۳۰ اوس بن خالد بن عبید ✿

بن امیہ بن خطمہ بن جشم بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ابن کلبی نے کہا: جنگ یرموک میں شریک تھے انہی کے متعلق حضرت حسان ✿ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُس دِن یہ اشعار کہے:

و افلت یوم الروع اوس بن خالد — یمجّ دما کالرعف مختضب النحر

''جنگ کے دِن اوس بن خالد (کچھار سے شیر کی طرح) چھوٹا، خون کی ایسے کلی کرتا ہے جیسے کسی نکسیر پھوٹے شخص کا سینہ (خون سے) رنگین ہو''۔

۳۳۱ (ز) اوس بن خالد بن قرط

بن قیس بن وہب بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری النجاری، صحابہ میں ان کا ذکر کرنے سے لوگ غافل رہے حالانکہ وہ صحابی ہیں اس واسطے کہ ان کا بیٹا، صفوان بن اوس مشہور تابعی ہے۔ عمرہ بنت ابوایوب انصاری ان کے عقد میں تھیں۔ اور ان صفوان کی والدہ نائلہ بنت الربیع بن قیس بن عامر ہیں جو بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک ہیں۔ اس نسبت سے اوس صحابی بنتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ جاہلیت میں فوت ہوئے ہوں تو ان کا بیٹا صحابی ہوتا ہے لیکن وہ تو تابعی ہیں لہٰذا یہ بات واضح لگتی ہے کہ ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوت ہوئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں انصار میں سے مدینہ میں کوئی بھی کفر پر برقرار نہ رہا۔

۳۳۲ اوس بن خالد بن یزید

بن منہب طائی۔ زید الخلیل کے چچا زاد بھائی، ابن کلبی نے ان کا ذکر کر کے کہا: انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کا ایک قصہ بھی ہے، جو یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں دیہاتیوں کو پڑھانے ابوسفیان نامی شخص روانہ فرمایا، اسے یہ حکم تھا کہ جو نہ پڑھے اسے مارنا۔ اس نے اوس بن خالد کو پڑھانا چاہا تو اس نے نہ پڑھا جس پر ابوسفیان نے اسے کوڑے لگائے جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ اس کی ماں کھڑے ہو کر واویلا کرنے لگی۔ زید الخیل طائی کا بیٹا حریث آ گیا۔ جب مرحوم کی ماں نے ساری بات اسے بتائی تو (جذبات سے بے قابو ہو کر) حریث نے ابوسفیان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور اس کے متعلق یہ اشعار بھی کہے:

فلا تجزعی یا ام اوس فانّه — یلاقی المنا یا کل حاف وذی نعل

فان یقتلوا اوسا عزیزا فانّنی — قتلت اباسفیان ملتزم الرّحل

''اے اوس کی ماں! بے صبری اور جزع فزع نہ کر ہر ایک نے چاہے وہ ننگے پیر ہو یا نعل دار ہو، مرنا ہے۔ انہوں

✿ اللآلی المصنوعۃ (۱۲۸/۲) الجامع الکبیر (۲۱۷/۲) کنز العمال (حدیث ۸۶۱٤)

✿ اسد الغابۃ (ت ۳۰۰) ✿ دیوان حسان (۱۸۵)

نے آ کر اوس (جو میرا) عزیز ہے کو قتل کیا ہے تو بدلہ میں میں نے بھی کجاوے پر ابوسفیان کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے"۔

اسے ابوالفرج اصبہانی نے ابوعمرو شیبانی سے ذکر کر کے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مقتول ابوسفیان قریش کا آدمی تھا۔

۳۳۳ (ز) اوس بن حذام الانصاری ❶

ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں ثوری کی سند سے بحوالہ اعمش ابوسفیان سے وہ جابر سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جو لوگ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے وہ چھ تھے۔ (۱) ابولبابہ (۲) اوس بن حذام (۳) ثعلبہ بن ودیعہ (۴) کعب بن مالک (۵) مرارہ بن ربیع اور (۶) ہلال بن امیہ۔ ابولبابہ، اوس اور ثعلبہ آئے اور اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا۔ ساتھ اپنے مال بھی لائے۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ مال لے لیجیے، اسی نے ہمیں آپ ﷺ سے روکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک جنگ نہیں ہوتی میں انہیں نہیں کھولوں گا۔ راوی کا بیان ہے اتنے میں قرآن نازل ہوا: "کچھ اور لوگ ہیں جنہیں اپنے قصوروں کا اعتراف ہے"۔ (سورۃ التوبۃ : ۱۰۲) اس کی سند قوی ہے۔ ❷

ابن مندہ نے بھی نقل تو اسی سند سے کیا البتہ انہوں نے اس کے آخر میں کہا: ثوری کے علاوہ لوگوں نے اسے اعمش سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے عوفی کی سند سے اسے نقل کیا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہی الفاظ میں اس سے زیادہ مکمل روایت ہے لیکن اس میں انہوں نے سوائے ابولبابہ کے کسی کا نام نہیں لیا۔ اور اوس بن ثعلبہ کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ سات افراد تھے۔ واللہ اعلم۔

۳۳۴ اوس بن خولی ❸

بن عبداللہ بن حارث بن عبید بن ملک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج انصاری خزرجی انہیں اوس بن عبداللہ بن حارث بن خولی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن مدینی کا کہنا ہے کہ ان کی کنیت ابولیلیٰ تھی بغوی نے اپنے معجم میں کہا: ہم سے علی بن مسلم نے، بحوالہ یعقوب بن ابراہیم ابویوسف۔ یزید بن ابی زیاد سے وہ مقسم سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ علی اور فضل رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کو غسل دے رہے تھے۔ انصار کہنے لگے: "ہم تمہیں اللہ تعالیٰ اور اپنے حق کا واسطہ دیتے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے ساتھ ایک شخص شامل کر لیا جسے اوس بن خولی کہا جاتا تھا وہ مضبوط آدمی تھا اپنے ہاتھ ❹ سے پانی کا گھڑا اٹھاتا"۔ یزید بن ابی زیاد سے نقل کرنے میں کئی راویوں نے یعقوب بن ابراہیم کی متابعت کی ہے۔

اور ابن شاہین نے ابوجعفر منصور کی سند سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔ ابن اسحاق ❺ نے مغازی میں بغیر اسناد کے اسی معنی کی ایک روایت ذکر کی ہے۔ بغوی نے کہا: مجھے اوس کی کسی مسند حدیث کا علم نہیں۔

---

❶ اسد الغابة (ت ۳۰۱) تجريد (۳۶/۱) ❷ الدر المنثور (۲۷۳/۳) ❸ اسد الغابة (ت ۳۰۲)
❹ المعجم الكبير (حديث ۶۲۸/۱) معرفة الصحابة (۳۴۰/۲) ❺ السيرة النبوية (۲۳۲/۴)

میں کہتا ہوں: کہ ابن مندہ نے ایک حدیث ہند بن ابی ہالہ کی سند سے اوس بن خولی سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتا ہے''۔ [1] اس کی سند میں خارجہ بن مصعب ضعیف راوی ہے۔ نیز اس میں غیر معروف راوی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کا دوسری احادیث میں بھی ذکر ہے ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے ابن اسحاق [2] نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔ زہری سے وہ علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو جو نبی ﷺ کی قبر میں اترے وہ علی، فضل، قثم، شقران اور اوس بن خولی ہیں۔ نیز اسے حسین بن عبداللہ، بحوالہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے، اسی سند سے یہ روایت طبرانی نے نقل کی ہے اور حسین ضعیف ہے۔ مدائنی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ انہیں عمرۃ القضاء کے موقع پر ذوطوی میں چھوڑ گئے تھے تا کہ اگر قریش کوئی مکاری کریں تو یہ اس کا سدِ باب کر سکیں اور بشیر بن سعد کو مرّ الظہران میں چھوڑا گیا۔

ابراہیم بن سعد نے بحوالہ زہری، ابن کعب بن مالک سے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جو ابن ابی الحقیق کے قتل کے لئے گئے تھے۔ زھری، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے ان کا شہدائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور شجاع بن وھب میں رشتہ مواخاۃ قائم فرمایا تھا۔

ابن سعد [3] نے کہا ہے: اوس بن خولی کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھیراؤ سے پہلے ہوا۔

۳۳۵ اوس بن ساعدہ الانصاری [4]

ایک حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ ابوموسیٰ نے لُوین کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن حبان۔ جو ایک متروک ضعیف راوی ہے۔ شعبہ سے وہ حکم سے وہ عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ اوس بن ساعدہ انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے دیکھا کہ ان کا چہرہ بے رونق ہو رہا ہے پھر وہ خود ہی بولے: یارسول اللہ! میری چند بیٹیاں ہیں (حالات و رواج کی وجہ سے) میں ان کے لئے موت کی بددعا کرتا ہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''ان کے لیے بددعا مت کرو....''۔ (حدیث) [5]

۳۳۶ اوس بن سعد

بن ابی سرح العامری، فتح مکہ میں مسلمان ہونے والوں میں سے ہیں۔ مدینہ منورہ سکونت تھی وہیں ایک گھر بلا۔ ابن فتحون نے بحوالہ عمر بن شبہ ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے ایک روایت ملی ہے کہ وہ عبدالملک بن مروان کی مدینہ کی گورنری یا اس کی خلافت تک زندہ رہے۔ فاکہی نے ابن جریج کی سند سے نقل کیا ہے کہ مجھے عکرمہ بن خالد بن اوس بن سعد بن ابی سرح بنی عامر بن لوی کے بھائی نے بتایا کہ ہمارا قیام دار الحکم میں تھا۔ عبدالملک نے اپنی گورنری کے دوران (مجھ سے) کہا: ابوالعاص کی حویلی میں آپ کی جو رہائش ہے وہ مجھے فروخت کر دیں۔ میں نے کہا: وہ ابوالعاص کی حویلی تو نہیں۔ بلکہ جاہلیت میں ہماری حویلی تھی۔ اسی میں ہم لوگ اسلام لائے۔

---

[1] الدر المنثور (۱۱٤/٤) مشكاة المصابيح (۵۱۱۹) كنز العمال (حديث ۵۷۳۰) فتح الباري (حديث ۳٤۷/۱۱)

[2] السيرة النبوية (۲۳۲/٤) [3] الطبقات الكبرىٰ (۱۹/۳) [4] اسد الغابة (ت ۳۰۳)

[5] كشف الخفاء (۱٤۹/۱، ۳۹۷/۲) الاسرار المرفوعة لعلي القاري (۱٤۹)

تو اس نے کہا: تو یہ پھر آپ کا تاحیات گھر ہوا۔ انہوں نے فرمایا: جو بھی ہو، وہ تو نبی ﷺ کے ہمارے حق میں فیصلے سے ہوا ہے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ بہر کیف میرے ہاتھ فروخت کر دیں۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: پیسوں کے بدلے تو مشکل ہے البتہ گھر کے بدلے بیچ سکتا ہوں۔ فرماتے ہیں حرمانس کی حویلی کے بدلہ میں میں نے وہ گھر اسے بیچ دیا۔

۳۳۷ اوس بن سعد ✿

ابوزید الانصاری۔ از بنی امیہ بن زید، ابوموسیٰ نے عبدان کے واسطہ سے احمد بن سیار سے، بحوالہ یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا وہ اپنے والد سے وہ اپنی مشیخت (شیوخ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کے کسی علاقہ پر مامور فرمایا اور انہی کی خلافت میں ۱۶ھ ۶۴ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

۳۳۸ اوس بن سلامہ

بن وقش، سلمہ، سعد اور ابونائلہ کے بھائی۔ ابن کلبی نے جمہرہ میں کہا: وہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔

۳۳۹ (ز) اوس بن سمعان الانصاری ✿

ابن عبدالبر ✿ نے کہا: ان کی ایک حدیث ہے جس کی سند قوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن مندہ نے ابراہیم بن سوید کی سند سے بحوالہ ہلال بن زید بن سیار (جو ابوعقال اور ایک ضعیف راوی ہیں) سے نقل کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے جہانوں کے لیے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث کیا ہے تاکہ میں بانسریاں اور آلاتِ موسیقی کا خاتمہ کروں۔ اس پر اوس بن سمعان نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا: میں (آپ کی) اس (صفت) کو بعینہٖ تورات میں موجود پاتا ہوں۔ ✿

ابن مندہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابراہیم سے روایت کرنے میں سعید بن ابی مریم متفرد ہیں۔

۳۴۰ (ز) اوس بن سوید الانصاری

باوردی نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابن جریج کی سند سے بحوالہ عکرمہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت "مردوں کے لیے اس میں حصہ ہے جو (میراث) والدین اور رشتہ دار چھوڑ مریں"۔ (سورۃ النساء : ۷) اس کا کچھ حصہ اوس بن ثابت کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے۔

۳۴۱ اوس بن شرحبیل ✿

بنی مجمع کے ایک فرد ہیں جنہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے ان کی حدیث اہل شام میں پائی جاتی ہے۔

✿ اسد الغابۃ (ت ۳۰۴) ✿ اسد الغابۃ (ت ۳۰٦) الاستیعاب (ت ۱۱۷) تجرید (۳٦/۱) ✿ الاستیعاب (۲۱۰/۱)

✿ المعجم الکبیر (حدیث ۲۳۳/۸) کنز العمال (۱۳٦۹۹) و (۳۲۰۹٦) ✿ اسد الغابۃ (ت ۳۰۷) الاستیعاب (ت ۱۱۱) تجرید (۳٦/۱)

یہ ابن حبان[1] کا قول ہے شرحبیل بن اوس میں بھی آ رہا ہے۔ اور ابو بکر بن عیسیٰ نے تاریخ حمصیین میں ان دونوں حضرات میں فرق کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: حمص میں ٹھہرنے والے صحابہ میں سے شرحبیل بن اوس اور اوس بن شرحبیل ہیں۔ یوں انہوں نے یہ دو افراد بنا لیے، اسی کو ابن شاہین ممکن سمجھتے ہیں۔

بغوی نے کہا: میرے نزدیک صحیح شرحبیل بن اوس ہی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[2] نے اپنی تاریخ میں ایک معلق روایت اور ابن شاہین اور طبرانی نے زبیدی کے سلسلہ سے شامی سند کے واسطے سے، عیاش بن یونس بحوالہ نمران ابی الحسن بن محمد نقل کیا ہے کہ اوس بن شرحبیل جو بنی مجمع کے ایک فرد ہیں انہوں نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، جو ظالم کی امداد کے لیے اس کے ساتھ چلا اور اسے یہ معلوم بھی ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ ایمان سے تہی دست ہو گیا''۔[3]

۳۴۲ اوس بن الصامت[4]

بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن الخزرج الانصاری عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ مؤرخین نے ان کا شہدائے بدر اور دیگر غزوات میں ذکر کیا ہے۔ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ[5] فرماتے ہیں: ہم سے ہارون بن عبداللہ نے بحوالہ محمد بن فضل، حماد بن سلمہ سے وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جمیلہ اوس بن الصامت سے منسوب تھیں اور وہ ذرا وہمی شخص تھے، پھر حدیث ظہار کا تذکرہ کیا۔ اس روایت کو متصل روایت کرنے میں عارم کی شاذان نے متابعت کی ہے۔ اور موسیٰ بن اسمٰعیل نے حماد سے مرسل نقل کی ہے اسی طرح اسمٰعیل بن عیاش اور ایک جماعت نے ہشام سے بحوالہ اپنے والد مرسل نقل کی ہے۔ بزار نے ابو حمزہ ثمالی کے سلسلہ سے (جس میں ضعف ہے) بحوالہ عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ جاہلیت میں خاوند جب اپنی بیوی کو یوں کہہ دیتا: تیری پیٹھ تو میری ماں جیسی ہے تو وہ اس کے لئے حرام ہو جاتی۔ اسلام میں سب سے پہلے جس شخص نے ظہار کیا وہ تھا جس کے عقد میں اس کی عم زاد تھی جس کا نام خُویلہ تھا اسی طرح انہوں (بزار) نے اسے مبہم نقل کیا ہے۔

اور ابن شاہین و ابن مندہ نے یہ روایت اسی سند سے ان الفاظ میں ذکر کی ہے کہ اسلام میں پہلا ظہار کرنے والے اوس بن الصامت ہیں، ان کی چچا زاد ان سے منسوب تھی، اس روایت کو عبدالرزاق بحوالہ ابن عیینہ، ثابت ثمالی سے وہ عکرمہ سے مرسل نقل کر کے اس کا نام خُولہ اور خاوند کا نام اوس کی جگہ اویس بن الصامت تصغیر سے اور قصہ لمبا ذکر کیا ہے۔ ابو داؤد نے، یوسف بن عبداللہ بن سلام، خویلہ بنت مالک بن ثعلبہ نقل کیا فرماتی ہیں: میرے خاوند اوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا۔ پھر قصہ ذکر کیا اس کی سند حسن ہے۔ دارقطنی[6] اور طبرانی نے مسند شامیین نے سعید بن بشیر کے سلسلہ سے بحوالہ قتادہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

---

[1] ثقات التابعین (۱۰/۳) [2] التاریخ الکبیر (۲۵۰/٤)

[3] المعجم الکبیر (۱۹۷/۱) مجمع الزوائد (۲۰٦/٤) التاریخ الکبیر (۲۰۵/٤) الدر المنثور (۲٥٦/۲) کنز العمال (۱٤۹٥٥)

[4] اسد الغابۃ (ت ۳۰۸) الاستیعاب (ت ۱۰۵) تجرید (۳٦/۱)

[5] ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی الظھار (حدیث ۲۲۱٤)

[6] السنن لدارقطنی (۳۱٦/۳)

اوس بن الصامت (رضی اللہ عنہ) نے اپنی اہلیہ خولہ بنت ثعلبہ سے ظہار کیا۔ ابن مندہ نے کہا کہ اس روایت کو متصل نقل کرنے میں سعید بن بشیر منفرد ہے جبکہ سعید بن ابی عروبہ نے اسے قتادہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

ابوداؤد عطاء بن ابی رباح کے سلسلہ سے بحوالہ اوس بن الصامت ایک (مرسل) حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: عطاء نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ (کو نہیں دیکھا بلکہ ان) کا دور ہی نہیں پایا وہ بدری صحابی ہیں جو بہت پہلے فوت ہوئے۔ ابن حبان [1] نے کہا: ان کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام میں ہوا، اس وقت سن پچاسی (۸۵) سال کا تھا۔ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ وہ ۳۴ھ رملہ میں فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر بہتر (۷۲) سال کی تھی۔

۳۴۳ اوس بن عابد الانصاری [2]

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ خیبر کے روز شہید ہوئے۔ [3]

۳۴۴ اوس بن عبداللہ [4]

بن حجر الاسلمی۔ ابوتمیم کنیت تھی۔ کبھی اپنے دادا کی جانب منسوب کیے جاتے تو اوس بن حجر کہلاتے۔ بغوی، ابن السکن اور ابن مندہ نے بسلسلہ فیض بن وثیق، صخر بن مالک بن ایاس بن مالک بن اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی جو اہل عرج کے شیخ ہیں نقل کیا، فرماتے ہیں: میرے والد مالک بن ایاس بن مالک نے مجھے بتایا کہ ان کے والد ایاس نے انہیں، ان کے والد مالک بن اوس نے انہیں، ان کے والد اوس بن عبداللہ بن حجر الاسلمی نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا آپ کے ہمراہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے یہ دونوں حضرات جحفہ اور ھرشی کے درمیان سے ایک اونٹ کے کوہان پر سوار تھے تو اوس نے اپنے ریوڑ کے ایک اونٹ پر انہیں سوار کر کے اپنا مسعود نامی غلام ان کے ساتھ روانہ کر دیا اور اسے یہ تاکید کی کہ راستے کی جو گزرگاہیں اسے معلوم ہیں ان پر انہیں لے چلے اور ان کا ساتھ نہ چھوڑنا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

طبرانی [5] نے اسے نقل کیا تو دورانِ ذکر ہے کہ ان کے والد مالک بن اوس بن حجر نے انہیں بتایا کہ ان کے والد اوس بن عبداللہ بن حجر نے فرمایا: میرے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابوالعباس سراج نے اسے اپنی تاریخ میں محمد بن عباد العکلی بحوالہ ان کے بھائی موسیٰ سے وہ عبداللہ بن بیار سے وہ ایاس بن مالک بن اوس سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی... پھر مرسل روایت ذکر کی۔ ابن عبدالبر [6] فرماتے ہیں: ان کی حدیث کی بنیاد ان کا بیٹا ہے اور یہ روایت حسن ہے بعض نے ابواوس بن تمیم بن حجر بھی کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: بعض راویوں نے روایت کو آگے پیچھے کر دیا۔ حاکم نے اکلیل میں واقدی کی سند سے بحوالہ ابن ابی سبرہ، حارث بن فضیل فرماتے ہیں: مجھ سے مسعود بن ھنیدہ نے اپنے والد کے حوالہ سے اپنے دادا مسعود سے نقل کیا ہے، فرمایا: میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: مسعود! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ کو سلام کرنے حاضر ہوا تھا۔ اب مجھے

---

[1] الثقات (۱۰/۳) [2] اسد الغابة (ت ۳۱۰) الاستیعاب (ت ۱۱٤) [3] الاستیعاب (۲۰۹/۱)
[4] اسد الغابة (ت ۳۱۱) الاستیعاب (ت ۱۱۹) تجرید (۳۱٦/۱) [5] المعجم الکبیر (حدیث ۲۲۳/۱) [6] الاستیعاب (۲۱۱/۱)

ابوتمیم اوس بن حجر نے آزاد کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے"۔ [1] مالک بن اوس کے حالات میں ان کی حدیث کا سلسلہ آئے گا۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا نام ابن ماکولا [2] نے دو زبروں سے قلمبند کیا ہے، بعض نے پہلے حرف کے پیش اور دوسرے کے سکون کا قول اختیار کیا ہے۔

۳۴۵ اوس بن عتيك الانصاری انیس میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۴۶ (ز) اوس بن عمرو الانصاری المازنی وثیمہ نے جنگ یمامہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۴۷ (ز) اوس بن عمرو

بن عبدالقاری، مصر پڑاؤ کیا۔ قضاعی نے خطط میں لکھا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور کہا کہ عراک بن مالک، اوس کی اولاد کے رشتہ دار ہیں۔

۳۴۸ اوس بن عوف [3]

بن جابر بن سفیان بن عبد یالیل بن سالم بن مالک بن حطیط بن جشم بن ثقیف۔ ابن حبان [4] نے صحابہ میں ان کا یہی نسب بیان کیا ہے اور کہا کہ وہ ثقیف کے وفد میں تھے۔ ابونعیم نے یہ گمان ظاہر کیا ہے کہ وہ اوس بن حذیفہ ہیں۔ اپنے اجداد میں سے عوف کی طرف منسوب ہیں۔ میں کہتا ہوں: جبکہ ایسا نہیں کیونکہ دونوں نسبوں میں اختلاف ہے۔

۳۴۹ اوس بن فائد

بعض نے ابن فاتک اور بعض نے ابن الفاکہ کہا ہے از بنی عمرو بن عوف۔ ابن اسحاق [5] نے شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدان نے یحیی بن بکیر کی سند سے روایت کیا ہے کہ اوس بن فاتک ایک صحابی ہیں جو خیبر میں شہید ہوئے۔

۳۵۰ اوس بن قتادہ الانصاری ابن اسحاق [6] نے ان کا بھی شہدائے خیبر میں ذکر کیا ہے۔

۳۵۱ اوس بن قیظی

بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن اوس الانصاری۔ عرابہ کے والد، وہ خود اور ان کے دونوں فرزند عرابہ اور عبداللہ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اوس بن قیظی ایک منافق شخص تھا جس نے کہا تھا: "ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں"۔ (اگر ہم جہاد کے لیے نکل گئے تو ان کا محافظ کون ہوگا؟) ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں ابن اسحاق [8] کی سند سے نقل کیا ہے کہ مجھ

---

[1] فتح الباری (۱۹۰/۱۱) مشكل الآثار (۳۰۰/۲) الاذكار النووية (۲۵۱) [2] الاكمال (۱۸۹)
[3] اسد الغابة (ت ۳۱۳) الاستيعاب (ت ۱۱۵) [4] الثقات (۹/۳) [5] السيرة النبوية (۲۶٦/۳) [6] السيرة النبوية (۲٦٦/۳)
[7] اسد الغابة (ت ۳۱٦) الاستيعاب (ت ۱۱۸) [8] السيرة النبوية (۱۵۱/۲)

سے معتبر شخص نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بتایا کہ شاس بن قیس (جو بہت بڑا یہودی کافر تھا) کا اوس وخزرج کے ایک گروہ پر سے گزر ہوا جو آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ تو اسے سابقہ عداوت کے بعد ان کی باہمی الفت ناگوار گزری۔ اس نے ایک یہودی نوجوان کو جو اس کے ساتھ تھا کہا کہ ان کی مجلس میں بیٹھ کر انہیں جنگ بعاث کی یاد دلاؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس پر یہ لوگ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دو شخص اوس بن قیظی اوس سے اور جبار بن صخر خزرج سے گھٹنے ٹیکے کھڑے ہو کر بولنے لگے، دونوں گروہ غضبناک ہو کر جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، انہیں سمجھایا بجھایا اور صلح کرادی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی اور قبول کر لی جس پر اللہ تعالیٰ نے اوس اور جبار کے متعلق آیات نازل کیں:

"اے ایمان والو! اگر تم نے ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے"۔ (آل عمران : ۱۰۰)

اور شاس بن قیس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں:

"کہو! اے اہل کتاب! یہ تمہاری کیا روش ہے کہ جو اللہ کی بات مانتا ہے اسے بھی تم اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہو"۔ (آل عمران : ۹۹)

یہ حدیث طویل تھی میں نے ہی اسے مختصر ذکر کیا ہے اس کی سند مرسل ہے اور اس میں ایک مبہم راوی ہے۔ اسے ابوعمر نے نقل کیا ہے۔

۳۵۲ اوس بن مالك الاشجعي [1]

ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے مکی بن ابراہیم نے روایت کیا ہے، ابن مندہ نے اسے مختصر ذکر کیا ہے۔

۳۵۳ اوس بن مالك [2]

بن قیس بن محرث بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار، ابوسائب مازنی، احد میں شریک رہے ابن شاہین اور اسی طرح طبری نے ان کا مختصراً ذکر کیا ہے۔

۳۵۴ اوس بن مالك الانصاري

اوس بن ثابت میں ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۳۵۵ اوس بن مالك

بن نمط ہمدانی، نمط بن قیس میں تذکرہ آتا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (۲۰۶/۱) [2] الاستيعاب (۲۱۱/۱) [3] اسد الغابة (ت ۳۱۸) [4] اسد الغابة (ت ۳۱۹)

۳۵۶ اوس بن معاذ ✿[1]

ابن اسحاق نے بئر معونہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

۳۵۷ اوس بن المعلی ✿[2]

بن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن عصب بن جشم بن خزرج۔ ابن کلبی نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ابن الاثیر نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۳۵۸ اوس بن معیر ✿[3]

ابومحذورہ، کنیتوں میں آئے گا، خلیفہ اور زبیر بن بکار نے ان کا نام اوس بتایا ہے۔ جبکہ امام احمد بن حنبل، ابن معین، ابن سعد اور ابوخیثمہ نے ''سمرۃ'' کہا ہے۔ ابن معین سے کسی نے نقل کیا ہے کہ ان کا نام معیر بن نفیر ہے ایسا ہی ابن شاہین نے نقل کیا ہے۔ اور ابوعمر ✿[4] نے کہا ہے: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اوس بن معیر ابومحذورہ کے بھائی ہیں جبکہ اس میں تامل ہے۔ پہلا قول (یعنی یہ ابومحذورہ کا نام ہے) زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ ابن زبیر سے یہ بھی منقول ہے کہ ابومحذورہ کا نام اوس ہے اور ان کا ایک بھائی انیس تھا جو کافر قتل کیا گیا۔ اسی پر ابن حزم نے اعتماد کیا اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو غلط کہا ہے۔ ابوالیقظان سے مروی ہے کہ ابومحذورہ کا نام سمرۃ ہے اور ان کے بھائی کا نام اوس ہے جو جنگ بدر میں کفر پر مارا گیا۔

۳۵۹ اوس بن مغراء الانصاری

وثیمہ نے ان کا شہدائے جنگ یمامہ میں تذکرہ کیا ہے۔

۳۶۰ اوس بن المنذر الانصاری ✿[5]

از بنی عمرو بن مالک بن نجار، ابن اسحاق ✿[6] اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر شہدائے اُحد میں کیا ہے۔

۳۶۱ اوس بن یزید ✿[7]

بن اصرم۔ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے حاضرین عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۲ اوس الانصاری

طبرانی ✿[8] نے سابقہ حضرات سے انہیں جدا ذکر کیا ہے اور اپنی سند سے ابوزبیر کے حوالہ سے، سعید بن اوس انصاری سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیدالفطر کے روز فرشتے راستوں پر کھڑے ہوکر

✿[1] اسد الغابۃ (ت ۳۲۲) تجرید (۳۸/۱) ✿[2] اسد الغابۃ (ت ۳۲۳) ✿[3] اسد الغابۃ (ت ۳۲٤) الاستیعاب (ت ۱۱٦)

✿[4] الاستیعاب (۲۰۱/۱) ✿[5] اسد الغابۃ (ت ۳۲۵) ✿[6] السیرۃ النبویۃ (۹۷/۳) ✿[7] اسد الغابۃ (ت ۳۲٦)

✿[8] المعجم الکبیر (حدیث ۱۹٦/۱)

اعلان کرتے ہیں: ''مسلمانو! کرم نواز پروردگار کی طرف بڑھو، جو بھلائی کا احسان کرتا ہے پھر اس پر زیادہ اجر دیتا ہے.... اس کے آخر میں ہے: یہ انعامات کا دِن ہے''۔ حسن بن سفیان نے اسے اپنی مسند میں سعید بن عبدالجبار کی سند سے بحوالہ توبہ یا ابوتوبہ سعید بن اوس سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح اسے معافی نے ''الجلیس'' میں سعید بن عبدالجبار کی سند سے ابوتوبہ کے حوالہ سے بغیر شک کے نقل کیا ہے۔

۳۶۳ دوسرے ''اوس الانصاری'' جن کا ذکر ہے

حاکم اکلیل میں واقدی کی سند سے بحوالہ ابن ابی سبرہ، حارث بن فضیل سے وہ ابن مسعود بن ھنیدہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ پھر بنی المصطلق کے غزوے کی حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے: ہاشم بن صبابہ دشمن کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ تیز تند ہوا اور گرد و غبار میں واپس آئے۔ راستے میں انہیں عبادہ بن الصامت کے خاندان کا اوس نامی شخص ملا۔ انہیں گمان ہوا کہ ہاشم مشرکین کا آدمی ہے، بڑھ کر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ بعد میں علم ہوا کہ وہ مسلمان تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیت ادا کرنے کا حکم دیا۔ پھر راوی نے مکمل حدیث ذکر کی۔

۳۶۴ اوس الکلابی [1]

ابن قانع نے یحییٰ بن راشد کی سند سے بحوالہ معلی بن حاجب بن اوس کلابی نقل کیا وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور جن باتوں پر لوگ بیعت کر رہے تھے میں نے بھی بیعت کی۔ [2]

امام بخاری، [3] ابن ابی حاتم [4] اور ابن حبان [5] نے ذکر کیا ہے کہ اوس کلابی ضحاک بن سفیان سے اور ان سے ان کے بیٹے حاجب روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۳۶۵ اوس المرئیّ [1] (را، جس کے بعد ہمزہ ہے)

از بنی امریٔ القیس۔ ان کی بیٹی کی حدیث میں جسے عبدان نے روایت کیا ہے، ان کا ذکر ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن محمد بن مرزوق نے بحوالہ جیدہ بنت ابی العلانیہ محمد بن اعین نے بیان کیا، فرماتی ہیں: مجھ سے میرے والد نے اُمّ جمیل بنت اوس المرئیہ کے حوالہ سے نقل کیا، فرماتی ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، میرے (سر) مینڈھیاں اور کچھ بال نیم تراشیدہ تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا: ''اس بچی سے جاہلیت کی شباہت (جو بالوں میں ہے) منڈوا دو پھر اسے میرے پاس لانا''۔ فرماتی ہیں: میرے والد مجھے لے گئے اور میرا سر مونڈھ کر واپس لے آئے۔ ''آپ علیہ السلام نے میرے لیے دُعائے برکت کی اور میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا''۔ [2]

ابن قانع نے اسی سند سے یہ حدیث لکھی ہے البتہ انہوں نے اوس مزنی زا اور نون سے کہا، جو لفظی غلطی ہے۔ ابوعلی نے الاستیعاب کے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ ان کا نام جمیلہ ہے۔

---

[1] اسد الغابة (ت ٢٩٤) [2] اسد الغابة (١٦٥/١) [3] التاريخ الكبير (٢/ ١٩) [4] الجرح والتعديل (٣٠٤/٢) [5] الثقات (٤٤/٤)

[1] اسد الغابة (ت ٣٢١) [2] المعجم الكبير (٦٢١/١) معرفة الصحابة (٣٦٢/٢)

۳۶۶ اوس غلام رسول ﷺ

ابن حبان[1] نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ یہ ابو کبشہ کا نام ہے۔ جبکہ طبرانی نے کہا: اوس کو سلیم بھی کہا جاتا ہے۔ کنیتوں میں آ رہا ہے۔

۳۶۷ اوس

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کا نام ہے جنہوں نے قرآن مجید کو یکجا کیا ہے۔ یہ بات قاضی اسمٰعیل نے علی بن مدینی کے حوالہ سے نقل کی ہے، کنیتوں میں آ رہا ہے۔

۳۶۸ اوفی بن عرفطة[2]

ابن عبدالبر[3] کا قول ہے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے والد طائف میں شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: جیسا کہ آ رہا ہے، یہ عرفطہ بن حباب ازدی، بنی امیہ کے حلیف ہیں۔

۳۶۹ اوفی بن مولة تمیمی عنبری[4]

بغوی وغیرہ علماء نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ طبرانی اور ابن مندہ نے عبدالغفار بن منقذ بن حصین بن حجاز بن اوفی بن مولہ کے حوالہ سے نقل کیا، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اوفی بن مولہ سے۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے غمیم کی زمین دی اور مجھ پر یہ شرط عائد کی ''کہ مسافر پہلا سیراب ہونے والا ہو' اور ہم میں ساعدہ نامی شخص کو جنگل کا کنواں دیا، اور ایاس بن قتادہ کو جابیہ جو یمامہ سے پہلے ہے۔ ہم سب اکٹھے آپ ﷺ کے پاس آئے تھے۔[5] ابن عبدالبر[6] نے کہا: ان کی حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

۳۷۰ اویس بن الصامت اوس میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۳۷۱ ایاد ابوالسمح[7]

نبی ﷺ کے غلام۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں آ رہا ہے۔

۳۷۲ ایاس بن اوس[8]

بن عتیک الانصاری الاشہلی۔ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے شہدائے اُحد میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ایسا ہی

---

[1] الثقات (۱۲/۳)
[2] اسد الغابة (ت ۳۲۹) الاستیعاب (ت ۱۲۱)
[3] الاستیعاب (۲۱۲/۱)
[4] اسد الغابة (ت ۳۳۰) الاستیعاب (ت ۱۲۰) تجرید (۳۸/۱)
[5] المعجم الکبیر (حدیث ۲۹۳/۱)
[6] الاستیعاب (۲۱۲/۱)
[7] اسد الغابة (ت ۳۳۲) الاستیعاب (ت ۱۶۲)
[8] اسد الغابة (ت ۳۳۳) الاستیعاب (ت ۱۲۶)

ابن اسحاق[1] اور ابوالاسود نے عروہ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ ابن کلبی نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے یہ سمجھا ہے کہ وہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے ہیں۔

۳۷۳ ایاس بن بکیر[2]

بن عبدیالیل بن ناشب بن غیرۃ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ اللیثی، بنی عدی کے حلیف، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں فرمایا: لیث فرماتے ہیں: مجھ سے زہری نے بحوالہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نقل کیا کہ محمد بن ایاس بن بکیر نے ان سے بیان کیا، اور ان کے والد بدری صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی[3] تاریخ میں اس روایت کو موصولاً ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا: ہمیں ایاس اور ان کے بھائیوں کے علاوہ کوئی چار ایسے بھائی معلوم نہیں جو بدر میں شریک ہوئے ہیں۔ جو یہ ہیں: عاقل، خالد، عامر[4] (چوتھے ایاس)۔ ان چاروں نے اکٹھی ہجرت کی اور رفاعہ بن عبدالمنذر کے ہاں اترے۔

ابن یونس نے کہا ہے: ایاس فتح مصر میں شریک تھے اور ۳۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بھائی عاقل بدر میں، خالد غزوۂ رجیع میں اور عامر جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۳۷۴ ایاس بن ثعلبہ[5]

ابوامامہ البلوی، بنی حارثہ کے حلیف، انصار سے تعلق ہے عنقریب کنیتوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۳۷۵ ایاس بن رناب[6]

یہ ہلال بن رناب کے بیٹے ہیں اپنے دادا کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ عنقریب آ رہا ہے۔

۳۷۶ ایاس بن سلمہ بن الاکوع

ابن عبدالبر نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے اشعار میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کی ہے جبکہ اس میں تامل ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ وہ شخصیت ہے جس سے ابوالعمیس روایت کرتے ہیں تو پھر یہ صحابی نہیں۔ اس واسطے کہ ان کی ولادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی، اور اگر سلمہ کا کوئی ایاس نامی بیٹا ہو تو اس کا بھی احتمال ہے۔ اس سلسلہ میں مرزبانی نے اپنی معجم میں ابن عبدالبر سے پہل کی ہے لیکن انہوں نے یہ تصریح نہیں کی کہ یہ صحابی ہیں، بلکہ ان کے حالات میں کہا ہے کہ یہ مذکورہ اشعار میں نبی ﷺ کی تعریف کرتے ہیں:

سمح الخلیقة ماجد وکلامه حق وفیه رحمة و نکال
اولاد قیلة حوله فی غایة کالاسد ترفاً حولها الاشبال

---

[1] السیرة النبویة (۳/۹٦)
[2] اسد الغابة (ت ۳۳٤) الاستیعاب (ت ۱۲۲)
[3] تاریخ (۳/ ۱۲)
[4] معرفة الصحابة (۲/۳۲٦) الاستیعاب (۱/۲۱۲)
[5] اسد الغابة (ت ۳۳۵) الاستیعاب (۱/۱۳۰)
[6] اسد الغابة (ت ۳۳٦)

"وہ سخی طبیعت، عزت والے ہیں۔ ان کی گفتگو برحق ہے جس میں رحمت اور وعید ہے۔ قیلہ (بی بی) کی اولاد (اوس وخزرج) ان کے گرد ایسے جمع ہیں جیسے شیروں کے اردگرد (ان کے) بچے گھوم پھر رہے"۔

گویا تامل سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کا نبی ﷺ کی تعریف کرنے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ صحابی بھی ہوں۔

۳۷۷ ایاس بن سهل الجهنی [1]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ انصار کے حلیف ہیں۔ ابونعیم کہتے ہیں: میرے خیال میں وہ تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے موسیٰ بن جبیر کی سند سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: میں نے اس شخص سے سنا جو ایاس جہنی سے روایت کرتا ہے، وہ فرماتے تھے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اللہ کے نبی! (فرائض کے بعد) کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ کے لئے بغض ومحبت رکھو، اور اپنی زبان کو ذکر الٰہی میں لگائے رکھو"۔ [2] (ابن مندہ) فرماتے ہیں: اور مصعب بن مقدام نے محمد بن ابراہیم مدنی سے انہوں نے ابوحازم سے روایت کی ہے کہ وہ بنی ساعدہ کے ایاس بن سہل انصاری کے پاس بیٹھے، فرماتے ہیں: تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ابوحازم توجہ کرو میں تمہیں نبی ﷺ کی بات سناتا ہوں۔

میں کہتا ہوں: پہلی سند تو منقطع ہے اور دوسری میں محمد بن ابراہیم جو ابن ابی حمید ہے ایک ضعیف راوی ہے۔

۳۷۸ (ز) ایاس بن شراحیل [3]

بن قیس بن یزید بن امرئ القیس بن بکر بن حارث بن معاویہ کندی۔ نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلبی، ابن سعد اور طبری کا قول ہے۔ ابن معوذ نے اس کا استدراک کیا ہے اور رشاطی نے اسے نقل کیا ہے۔

۳۷۹ (ز) ایاس بن عبدالاسد [4]

القاری: بنی زہرہ کے حلیف، سعید بن عفیر نے ان کا تذکرہ فتح مصر میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیان میں کیا ہے۔ وہاں انہوں نے اپنی ایک حویلی بھی بنائی، اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

۳۸۰ ایاس بن عبداللہ [5]

انہیں ابن عبد الفہری ابوعبدالرحمٰن بھی کہا جاتا ہے۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں آ رہا ہے۔

۳۸۱ (ز) ایاس بن عبدالله الفهری

۳۸۲ (ز) ایاس بن عبدالله [6]

ابی ذباب الدوسی، از اہل مکہ، ابن حبان نے کہا: ان کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ صحابی ہیں۔ پھر تابعین میں دوبارہ ان کا

---

[1] اسد الغابة (ت ٣٣٧) تجريد (٣٩/١)

[2] كنز العمال (حديث ١٣٩٠٠) معرفة الصحابة (١٦٤/١)

[3] اسد الغابة (ت ٣٣٨)

[4] اسد الغابة (ت ٣٣٩)

[5] اسد الغابة (ت ٣٤٠) الاستيعاب (ت ١٢٨) تجريد (٤٠/١)

[6] اسد الغابة (ت ٣٤١) الاستيعاب (ت ١٢٩) تجريد (٤٠/١)

تذکرہ کردیا۔ اور کہتے ہیں: میرے نزدیک انھیں صحابی شمار کرنا درست نہیں۔ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ [1] نے ان کی ایک حدیث صحیح سند سے درج کی ہے۔ لیکن ابن السکن نے کہا: انہوں نے سماع کا ذکر نہیں کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں ان کے صحابی ہونے کا کوئی علم نہیں۔

۳۸۳ ایاس بن عبد [2]

ابوعوف المزنی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان [3] کا قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اصحاب السنن اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے پانی [4] فروخت کرنے کی ایک حدیث جوان سے مروی ہے نقل کی ہے۔ بغوی اور ابن السکن کا قول ہے کہ اس کے علاوہ انہوں نے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں: ان کی کنیت ابوالفرات ہے اور وہ کوفہ اترے تھے۔ بغوی نے کہا: ہمیں علی بن سلمہ نے بحوالہ ابن عیینہ بتایا، فرماتے ہیں: میں نے کوفہ میں لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ صحابی رسول ہیں۔

اسی طرح انہوں نے ابن عیینہ کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن ولید بن عبداللہ بن معقل بن مقرن مزنی سے پوچھا، کیا آپ ایاس بن عبد مزنی کو جانتے ہیں؟ کہنے لگے: وہ میرے نانا یعنی میری والدہ کے والد ہیں۔ اسی طرح عمرو بن دینار کی سند سے بحوالہ ابوالمنہال (جو عبدالرحمٰن بن مطعم ہیں) سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے ایاس بن عبد صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، پھر موقوف حدیث ذکر کی۔

۳۸۴ ایاس بن عبس

بن امیہ بن زبیعہ بن عامر بن ذبیان بن الدیل بن صباح العبدی الصباحی، رشاطی نے بحوالہ ابوعمرو شیبانی ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی قائف (قیافہ شناس) اشج کے ساتھ وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ قائف کے حالات میں اس کی حدیث آرہی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۸۵ ایاس بن عدی الانصاری [5]

از بنی عمرو بن مالک بن النجار، غزوہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔ یہ ابن عبدالبر [6] کا قول ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

---

[1] ابوداؤد كتاب النكاح باب ضرب النساء (حديث ٢١٤٦) ابن ماجه في كتاب النكاح باب ضرب النساء (حديث ١٩٨٥) المستدرك (حديث ١٨٨/٢) مصنف عبدالرزاق (حديث ١٧٩٤٥/٩) صحيح ابن حبّان (حديث ٤١٩٠)

[2] اسد الغابة (ت ٣٤٢) الاستيعاب (ت ١٢٧) [3] الثقات (٤٤٠/١)

[4] ابوداؤد كتاب البيوع باب في بيع فضل الماء (حديث ٣٤٧٨) ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء في بيع فضل الماء (حديث ١٢٧١) نسائی كتاب البيوع باب بيع فضل الماء (حديث ٤٦٧٦) مسند احمد (حديث ٤١٧/٣) مستدرك للحاكم (حديث ٦١/٢) سنن الدارمی (حديث ٢٦٩/٢) المعجم الكبير (حديث ٧٨٢)

[5] اسد الغابة (ت ٣٤٣) الاستيعاب (١٢٥) [6] الاستيعاب (٢١٤/١)

میں کہتا ہوں: ابن ہشام نے اپنے اضافوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۶ ایاس بن قتادۃ التمیمی العنبری ❶

ان کا تذکرہ اوفی بن مولہ میں ہو چکا ہے جس میں بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا اور انہوں نے غلطی سے عنزی زا سے لکھ دیا۔ بنی تمیم میں ایک اور صاحب ہیں جنہیں ایاس بن قتادہ کہا جاتا ہے لیکن وہ مجاشعی ہیں جو صحابی نہیں۔ مبرّد نے ''الکامل'' میں ذکر کیا ہے کہ احنف نے انہیں ان دیتوں کی وجہ سے جن کے وہ ازد اور تمیم کے درمیان پیدا ہونے والے فتنہ میں ذمہ دار بنے تھے بطور رہن ازد کے حوالہ کر دیا۔ یہ عبید اللہ بن زیاد کے بعد ۶۰ھ کی اکائیوں کا واقعہ ہے۔

۳۸۷ ایاس بن معاذ الانصاری الاشہلی ❷

ابن السکن اور ابن حبان ❸ کا قول ہے کہ یہ صحابی نہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ ❹ نے اپنی تاریخ اوسط میں ان کا تذکرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جو مہاجرین اوّلین اور انصار فوت ہوئے، ان میں کیا ہے۔ مصعب زبیری نے کہا: ایاس ہجرت سے پہلے جب وہ لڑکے تھے مکہ آئے، واپس گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے فوت ہو گئے۔ ان کی قوم نے بتایا کہ وہ مسلمان فوت ہوئے ہیں۔

مغازی میں ابن اسحاق ❺ نے فرمایا: مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے بحوالہ محمود بن لبید نقل کیا ہے، فرمایا: جب ابو الحیسر انس بن رافع مکہ آیا تو اس کے ہمراہ بنی عبدالاشہل کے چند نوجوان تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھے۔ یہ لوگ قریش سے اپنی قوم خزرج کے خلاف معاہدہ کرنے آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اطلاع ملی تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کے پاس بیٹھے۔ ان سے فرمایا: کیا تمہیں اس بھلائی کی کچھ رغبت ہے جس کے لئے تم آئے وہ اس سے بہتر ہو؟ وہ کہنے لگے: وہ بھلائی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے بندوں کی طرف اس لئے بھیجا ہے کہ میں انہیں اس بات کی طرف بلاؤں کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی (مخلوق) کو شریک نہ کریں''۔ ❻ پھر انہیں اسلام کا تعارف کرایا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا، جس پر ایاس بن معاذ نے کہا: ''دوستو! اللہ کی قسم! یہ تو واقعی اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو''۔ اس پر ابوالحیسر نے غضبناک ہو کر مٹھی بھر خاک اٹھائی اور ان کے چہرے پر پھینک کے کہنے لگا: بس رہنے دو! مجھے اپنی حیات کی قسم! ہم کسی دوسرے کام سے آئے ہیں۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گئے اور اٹھ کر سب واپس چلے گئے۔ اوس وخزرج کے مابین جنگ بعاث ہوئی تھی اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ایاس بن معاذ فوت ہو گئے۔

محمود بن لبید نے کہا کہ مجھے ان کی قوم میں سے اس واقعہ میں موجود شخص نے بتایا کہ وہ ان سے ہمیشہ لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمدللہ اور سبحان اللہ سنتے رہے اور انہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی وفات اسلام کی حالت میں ہوئی ہے۔

ایک جماعت نے ابن اسحاق سے اسی طرح نقل کیا ہے اور یہ ان کی صحیح حدیث ہے، لیکن اسے زیاد البکائی نے ابن اسحاق

---

❶ تجرید (۱/۴۰) ❷ اسد الغابة (ت ۳۴۷) الاستیعاب (ت ۱۲۳) تجرید (۱/۴۰)

❸ الثقات (۳/۲۲) ❹ التاریخ الکبیر (۱/۴۴۲) ❺ السیرة النبویة (۲/۵۲)

❻ المستدرك (حدیث ۳/۱۸۰) المعجم الکبیر (حدیث ۱/۲۵۱) دلائل النبوة (۲/۱۶۲) کنز العمال (حدیث ۳۶۸۴۹)

سے بحوالہ محمد بن عبدالرحمٰن بن عمرو، بجائے حصین کے روایت کیا ہے جبکہ پہلی سند زیادہ وزنی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] نے اپنی تاریخ میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۳۸۸ ایاس بن ھلال

بن رئاب بن عبداللہ المزنی، ابوقرہ۔ انھیں اور ان کے بیٹے کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابن قتیبہ کا قول ہے۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی خیثمہ، ابن السکن اور باوردی وغیرہ نے یوسف بن مبارک کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن ادریس، خالد بن ابی کریمہ سے وہ معاویہ بن قرہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد معاویہ کے دادا کو ایسے شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنی بہو سے ہمبستری کی تھی کہ اسے قتل کر کے اس کے مال کا پانچواں حصہ وصول کریں۔ اس کی سند صحیح ہے۔

اسی طرح اسے عبداللہ بن الوضاح اور احمد بن عبداللہ عتکی نے عبداللہ بن ادریس سے نقل کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا: وہ یوسف نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ ثقات میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو اسحاق بن راھویہ نے عبداللہ بن ادریس سے نقل کیا ہے۔ البتہ انہوں نے اپنی سند میں قرہ کا ذکر نہیں کیا۔ ابن ابی خیثمہ، یحییٰ بن معین [2] سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن ادریس نے ایک جماعت سے اسے مسند بیان کیا اور ایک کے سامنے مرسل۔ ابن قانع، باوردی اور ابن عدی نے ''کامل'' میں بحوالہ فرات بن ابی فرات، معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے جسم پر کپڑا نہ تھا، انہوں نے اپنا ہاتھ مہر نبوت پر جا لگایا۔

۳۸۹ ایاس بن ودقۃ الانصاری [3]

از بنی سالم بن عوف بن خزرج، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب جنگ یمامہ کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابوموسیٰ مدینی نے کہا: میں نے ایک نسخہ میں ان کا نام فا سے (ودفہ) دیکھا ہے، جبکہ صحیح بالاتفاق قاف دال زبر والی ہے (یعنی وَدَقَة) اس کے منقوط اور غیر منقوط ہونے میں اختلاف ہے۔

۳۹۰ ایسر

عبدالرحمٰن کے والد، ابولیلیٰ الانصاری کا لقب، جبکہ ابولیلیٰ کا نام داؤد بن بلال ہے یہی نام ونسب ان کے پوتے محمد بن عمران بن عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بتایا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں ابولیلیٰ کا ذکر آئے گا۔

۳۹۱ (ز) ایقع بن عبدکلال الحمیری [4]

ابوالفتح ازدی نے فرمایا کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ایقع نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ پھر اور ہیں۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۴۴۲/۱) [2] الجرح والتعدیل (۲۸۲/۲) [3] اسد الغابۃ (ت ۳۴۹) الاستیعاب (ت ۱۲۴) [4] اسد الغابۃ (ت ۳۵۰)

میں کہتا ہوں: بلاشبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا شخص اور ہے لیکن ان میں ایک تیسرا شخص بھی ہے وہ اسقع بن عبد کلاعی حمصی ہے جس نے راشد بن سعد وغیرہ سے روایت کی اور مرسل احادیث بیان کیں۔ ان شاء اللہ قسم اخیر میں آئے گا۔

۳۹۲ ایماء بن رحضة*

بن حزمہ بن خفاف بن حارثہ بن غفار۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ابن المدینی فرماتے ہیں: انھیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں: حنظلہ اسلمی نے خفاف بن ایماء بن رحضہ سے قنوت کی حدیث نقل کی ہے اور کسی نے کہا ہے: ایماء بن رحضہ۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ عبداللہ بن الصامت سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نقل کیا۔ اس میں ہے: ہم اپنی قوم میں واپس آئے تو ان میں آدھے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد سے پہلے ہی اسلام لا چکے تھے اور ایماء بن رحضہ غفاری ان لوگوں کی امامت کراتے تھے۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث میں سلیمان بن مغیرہ کی روایت پر اختلاف ذکر کیا ہے کہ آیا وہ خفاف بن ایماء ہیں یا ان کے والد ایماء بن رحضہ ہیں؟ اس بنا پر ممکن ہے کہ خفاف اپنے والد سے پہلے مسلمان ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم

اور زبیر بن بکار نے حکیم بن حزام کی حدیث سے ذکر کیا ہے: ایماء بن رحضہ مشرکین کی طرف سے بدر میں شریک ہوئے۔ اس لیے ان کا اسلام لانا بعد میں ہوا ہوگا۔ ادھر ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ وہ حدیبیہ کے قریب مسلمان ہوئے۔ یہ روایت مسلم کی روایت کے متضاد و معارض ہے۔ ابن سعد ہی کا قول ہے کہ وہ سقیا کی جانب غیقہ میں سکونت رکھتے تھے اور مدینہ آنا جانا تھا۔ ان کے بیٹے خفاف کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے جو قصہ منقول ہے اس میں ہے کہ عتبہ بن ربیعہ جلدی سے نکلے، تو ان کے ساتھ میں بھی نکل کھڑا ہوا کہ مجھ سے کوئی بھلائی رہ نہ جائے۔ اور عتبہ ایماء بن رحضہ پر آنسو بہاتے تھے انہوں نے مشرکین کو دس اونٹ دیئے تھے۔

۳۹۳ ایمن بن خریم*

بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک بن قلیب بن عمرو بن اسد بن خزیمہ بن مدرکہ الاسدی۔ مبرد نے ''کامل'' میں لکھا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ پھر ان کے وہ اشعار بیان کیے جو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر کہے تھے:

انّ الذین تولّوا قتله سَفَهًا لقُوا آثاما و خسرانا وما ربحوا

''جو لوگ بے وقوفی سے آپ کے قتل کے درپے ہوئے، انہوں نے بڑا گناہ اور نقصان اٹھانا ہے اور انہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا''۔

مرزبانی نے کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے اس وقت وہ قریب البلوغت لڑکے تھے۔ ابن السکن نے کہا: لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد اسے غریب کہا ہے۔ اور کہا: ہمیں ایمن کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کا پتہ نہیں، اور

---

* اسد الغابة (ت ۳۵۱) الاستیعاب (ت ۱۳۶) تجرید (۴۱/۱)

* اسد الغابة (ت ۳۵۲) الاستیعاب (ت ۱۳۲) تجرید (۴۱/۱)

ابن عبدالبر کو اس حدیث سے واقفیت نہیں۔ انہوں نے کہا: دار قطنی فرماتے ہیں: ایمن نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے، لیکن مجھے ان کی اپنے والد اور چچا سے روایت ملی ہے۔

صولی فرماتے ہیں: ایمن کو خلیل الخلفاء کہا جاتا تھا۔ اس لیے کہ خلفاء ان کے علم، فصاحت کی وجہ سے پسند کرتے تھے۔ برص سے ان کے کچھ بال سفید تھے جن پر وہ زعفران کا رنگ لگاتے تھے۔ عبدالعزیز بن مروان، مصر کے گورنر، انہیں اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ اور انہیں پسند کرنے کی وجہ سے ان کی برص کو برداشت کرتے۔

ابن عیینہ، اسمٰعیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعبی نقل کرتے ہیں، فرمایا کہ ''مرج'' کے روز مروان نے ایمن بن خریم سے کہا: کیا آپ ہمارے ساتھ جنگ میں نہیں نکلیں گے؟ فرمایا: میرے والد و چچا بدری صحابی ہیں، انہوں نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں کسی مسلمان سے جنگ نہیں کروں گا۔ (الحدیث) [1] اسی طرح اس میں ہے کہ وہ دونوں بدر میں شریک تھے۔ تو یہ غلطی ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ خریم کے حالات میں بیان کریں گے۔

(۳۹۴) ایمن ابن ام ایمن [2]

ان کا نسب یوں ہے: ایمن بن عبید بن زید بن عمرو بن بلال بن ابی الجرباء بن قیس بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج۔ یہی نسب ابن سعد و ابن مندہ نے بیان کیا ہے۔ ابو عمر [3] نے یوں بیان کیا ہے: ایمن بن عبدالحبشی۔ یہ ایمن بن ام ایمن، اسامہ بن زید کے ماں شریک بھائی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں اُمّ ایمن نے مکہ میں عبید بن عمرو سے (جن کا ابھی ذکر ہوا) شادی کر لی تھی وہ مکہ آئے تو وہیں قیام کر لیا۔ پھر اُمّ ایمن کو یثرب لے گئے جہاں ان سے ایمن پیدا ہوئے۔ جب عبید کا انتقال ہو گیا تو ام ایمن واپس مکہ آ گئیں۔ تو زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ بلاذری کا قول ہے جو انہوں نے بحوالہ حفص بن عمر، ہیثم بن عدی سے انہوں نے شعبی سے نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔ جو ان کے بیٹے حجاج بن ایمن کے حالات میں ان لوگوں کے ذیل میں آئے گا جنہیں دیدار نبوی ﷺ حاصل ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں: یہ وہی ہیں جن سے عطاء اور مجاہد چوری [4] میں ہاتھ کاٹنے کی حدیث روایت کرتے ہیں۔ جس کے صحیح ہونے کو میں نے مختصر التہذیب میں دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔

ابراہیم حربی نے کہا: ہمیں ہارون بن معروف نے بحوالہ ابن وہب بتایا کہ مجھے عمرو نے خبر دی، فرماتے ہیں: سلیمان بن زیاد نے ان سے کہا: عبداللہ بن حارث نے انہیں بیان کیا کہ ایمن اور چند نوجوانوں نے ننگے ہو کر تلواریں سونت لیں تو رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: ''نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حیا کیا اور نہ اس کے رسول سے پردہ کیا''۔ اور اُمّ ایمن عرض کرتی جاتی تھیں: یا رسول اللہ ﷺ! ان کے لئے استغفار کریں۔ آپ ﷺ انکار فرماتے رہے اور ان لوگوں کے لیے استغفار نہیں فرمایا۔ اسے طبرانی [5] نے بھی نقل کیا ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے ایمن حبشی اور ایمن بن ام ایمن میں فرق کیا ہے جو درست ہے۔

[1] الاستیعاب (۲۱۷/۱) [2] اسد الغابة (ت ۳۵۳) الاستیعاب (۱۳۱) تجرید (۴۱/۱)

[3] الاستیعاب (۱/ ۲۱۶) [4] نسائی کتاب السارق باب ذکر اختلاف ابی بکر بن محمد (حدیث ٤٩٦٤)

[5] المعجم الکبیر (۸٤۹/۱)

۳۹۵ (ز) ایمن

ان میں کے ایک جو (حبشہ سے) جعفر بن ابی طالب کے ہمراہ آئے تھے جیسا کہ ابرہہ میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۳۹۶ ایوب بن مکرز [1]

ابن شاہین نے کہا: ہم سے محمد بن ابراہیم نے بحوالہ محمد بن یزید بیان کیا کہ ایوب بن مکرز اصحاب رسول ﷺ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابوجعفر طبری نے بھی انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ البتہ ایوب بن عبداللہ بن مکرز بن حفص بن احنف قرشی عامری تو وہ تابعی ہیں، جن کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں رومی لڑائی میں امیر بنائے گئے۔ جن کے نام سے حالات بیان ہو رہے، ان کے چچا ہوتے ہیں۔

قسم ثانی از حرف الف

جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دیکھا

باب الهمزہ جس کے بعد الف ہے

۳۹۷ آدم بن ربیعہ

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم، ابن حزم وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یہی وہ ہیں جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''پہلا خون جسے میں ختم کرتا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے''۔ [2] زبیر بن بکار نے بھی ان کا یہی نام لیا ہے۔

بلاذری نے کہا کہ حذیفہ بن انس ہذلی شاعر اپنی قوم کو لے کر بنی عدی بن دیل کے ارادے سے نکلا جب ان کے علاقہ میں پہنچا تو دیکھا وہ لوگ کوچ کر چکے ہیں۔ وہاں بنی سعد بن لیث نے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ آدم بن ربیعہ اس وقت دودھ پیتے بچے تھے وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز ان کا خون معاف فرما دیا۔ بعض کہتے ہیں یہ لفظی غلطی ہے۔ ادھر دارقطنی نے کتاب الاخوۃ میں لکھا ہے: وہ تو ابن ربیعہ کا خون تھا، یوں کہنے کے بعد لکھتے ہیں اس میں تامل ہے۔ کچھ نے ان کا نام ایاس بتایا ہے جسے ابوسعد نیشاپوری نے ذکر کیا ہے۔ بعض نے کچھ اور بتایا ہے۔ ان شاءاللہ مبہم (جن کا پتہ نہ چلے) لوگوں میں تذکرہ آ رہا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (ت ٣٥٧)

[2] الطبقات الكبرى (٣٢/١/٤) انساب الاشراف (٤٦١/١)

باب الھمزہ جس کے بعد با ہے

۳۹۸ ابراھیم ابن سید البشر محمد ﷺ

بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ ان کی والدہ ماریہ قبطیہ ہیں، جن کے ہاں ذوالحجہ ۸ھ کو ان کی ولادت ہوئی۔ مصعب زبیری کا قول ہے: ۱۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اسی پر واقدی نے اعتماد کیا ہے۔ فرمایا: منگل کے روز جب ربیع الاوّل کے دس دِن گزر چکے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ اٹھارہ (۱۸) ماہ زندہ رہے۔ اور محمد بن مومّل کا قول ہے: سترہ ماہ آٹھ دِن کے تھے۔ ابن مندہ نے ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ عقیل اور یزید بن ابی حبیب، ابن شہاب سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی کنیز ماریہ سے آپ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا، آپ کو بھی اس کا خیال ہوتا تھا کہ بیٹا پیدا ہوگا بالآخر جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا: ''ابوابراہیم السلام علیکم!'' [1] یہ زہری کی غریب حدیث ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں فرمایا: ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے بحوالہ ابی وہ ابن اسحاق سے۔ فرمایا: مجھ سے عبداللہ بن ابی نے بحوالہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ نبی ﷺ کا بیٹا ابراہیم ۱۸ ماہ کی عمر میں فوت ہوا۔ آپ نے اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔ [2] اس کی سند حسن ہے۔ اسے بزار وابویعلی نے نقل کیا اور ابن حزم نے اس کی تصحیح کی لیکن امام احمد بن حنبل کی ان سے روایت کے متعلق کہا: منکر حدیث ہے۔

خطابی فرماتے ہیں: اتصال کے لحاظ سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس روایت سے زیادہ حسن ہے جس میں ہے کہ آپ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ فرماتے ہیں: لیکن یہ روایت مرتبہ والی ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: حدیث عائشہ (سنداً) صحیح نہیں۔ پھر فرماتے ہیں: مطلب یہ کہ آپ نے جنازہ کی باجماعت نماز نہیں پڑھی، اپنے صحابہ کو نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم دیا اور خود حاضر نہیں ہوئے۔

ابن ماجہ [3] نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جب نبی ﷺ کے فرزند ابراہیم فوت ہوئے آپ نے فرمایا: جنت میں اس کے لئے دودھ پلانے والی عورت ہے اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا لیکن ایسا نہیں تو وہ بھی نہیں) نیز اگر وہ زندہ رہتا تو میں اس کے قبطی ماموں کو آزاد کر دیتا اور کوئی قبطی غلام نہ بنایا جاتا۔ اس سند میں ابوشیبہ واسطی ابراہیم بن عثمان ہے اور وہ ضعیف ہے، ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کی ہے، ہمارے ہاں اونچی سند سے لکھی ہے، فرمایا کہ غریب روایت ہے۔

ابن سعد [4] اور ابویعلی نے عطاء بن عجلان کی سند سے (جو ضعیف راوی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے بیٹے کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔ بزار نے ابونضرہ کی سند سے ابونضرہ سے بحوالہ ابوسعید انہی الفاظ کی روایت نقل کی ہے جس میں عبدالرحمٰن بن مالک بن مغول ضعیف راوی ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد الحدیث (۷۷۳۳)

[2] جامع المسانید والسنن (۳۰/۱)

[3] ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاتہ (حدیث ۱۵۱۱)

[4] الطبقات الکبری (۸۹/۱/۱)

اور امام احمد نے جابر جعفی کی سند سے (جو ایک ضعیف راوی ہے) بحوالہ شعبی حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کی عمر سولہ ماہ تھی۔ اور ابن ابی شیبہ [1] نے اپنے مصنف میں یہ روایت نقل تو کی لیکن حضرت براء کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح عبدالرزاق نے (مصنف عبدالرزاق میں) بیہقی [2] نے دلائل النبوۃ میں سلیمان بن بلال کی سند سے بحوالہ جعفر بن محمد نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کا جنازہ پڑھا۔ نووی فرماتے ہیں: جمہور کا اس طرف رجحان ہے کہ آپ نے ان کا جنازہ پڑھا اور چار تکبیریں کہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ وہ سترہ (۱۷) یا اٹھارہ (۱۸) ماہ (شک ہے) زندہ رہے۔ ابن مندہ نے ابو عامر الاسدی کے طریق سے بحوالہ سفیان، سدی سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم کی وفات ہوئی تو ان کی عمر سولہ ماہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے بقیع میں دفن کرنا، کیونکہ جنت میں اس کی دودھ پلائی کی عورت ہے جو اس کی مدت رضاعت پوری کرے گی''۔ [3] فرماتے ہیں: غریب روایت ہے نووی کی اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: بخاری نے محمد بن بشر کی سند سے بحوالہ اسمٰعیل بن ابی خالد نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم کو بڑی عمر میں دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ تو بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔

اگر تقدیر میں یہ مقدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوگا تو آپ علیہ السلام کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت وکیع سے بحوالہ اسمٰعیل نقل کی، فرمایا: میں نے ابن ابی اوفٰی کو فرماتے سنا: اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ کا بیٹا ابراہیم فوت نہ ہوتا۔ اسمٰعیل سدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ ابراہیم پنگھوڑے میں سماتے نہ تھے اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن انہوں نے باقی رہنا نہ تھا کیونکہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

اسی طرح ابن مندہ نے ابراہیم بن حمید کے طریق سے بحوالہ اسمٰعیل بن ابی خالد نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور بچپن میں فوت ہوئے۔ [4] ابن عبدالبر نے حدیث انس کو منکر سمجھا ہے چنانچہ وہ تمہید میں اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ کیا بات ہوئی، حالانکہ نوح علیہ السلام کے ہاں غیر نبی پیدا ہوئے، اگر ایسا ہوتا کہ نبی کا بیٹا نبی ہی ہوگا تو ہر ایک نبی ہوتا کیونکہ وہ سارے نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ بہرکیف مذکورہ حدیث سے لازم نہیں کہ ایسا ہی ہو جیسا انہوں نے ذکر کیا۔

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ (حدیث ۳۷۹/۳)

[2] دلائل النبوۃ (۴۳۱/۵)

[3] بخاری کتاب الجنائز باب ما قیل فی اولاد المسلمین (حدیث ۱۳۸۲) مسند امام احمد (حدیث ۲۹۷/٤)
مصنف عبدالرزاق (حدیث ۱٤۰۱۳) کنز العمال (حدیث ۳۲۲۱۸)

[4] بخاری کتاب الادب باب من سمی باسماء الانبیاء (حدیث ٦۱۹٤)
ابن ماجہ فی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاۃ (حدیث ۱۵۱۰) جامع المسانید والسنن (۳۱/۱)

نووی نے اپنی ''تہذیب'' میں ابراہیم کے حالات میں لکھا ہے۔ بعض متقدمین سے جو یہ مروی ہے کہ ''اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے'' باطل ہے اور غائب کی باتوں کے متعلق بولنے کی جسارت ہے۔ یہ عجیب بات ہے حالانکہ یہ حدیث تین صحابہ سے پیش کی جاتی ہے۔ شاید انہیں اس کی کوئی تاویل نہ ملی تو اتنی شدمد سے اس کا انکار کر دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ سے وقوع لازم نہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کوئی صحابی اپنے خیال سے اس کی جسارت کر سکے۔ واللہ اعلم

ثابت بنانی نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے والد ابراہیم کے نام پر رکھا''۔ (الحدیث) جسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے نقل کیا ہے، اس میں اس کی وفات کا قصہ بھی ہے، ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے تو وہ جان کنی کے عالم میں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے''۔ اسی میں ہے ''آنکھ اشکبار ہوتی ہے، دِل غمگین ہوتا ہے پھر بھی ہم اپنے رب کی رضا کے خلاف کوئی بات نہیں کہتے۔ ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے غمزدہ ہیں''۔ ❶

اور مسلم ❷ نے عمرو بن سعید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص اہل وعیال پر مہربان نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا مدینہ کے دیہات میں دودھ پلوائی کے لیے گیا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ملاقات کے لیے جاتے ہم بھی ساتھ ہوتے، آپ اسے اٹھا کر چومتے تھے، پھر اس کی وفات کا قصہ بیان کیا۔

ابراہیم کی وفات ربیع الاوّل میں ہوئی، کسی نے رمضان اور کسی نے ذوالحجہ کہا ہے۔ اور یہ تیسرا قول باطل ہے کہ وہ ۱۰ھ کو فوت ہوئے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں تھے۔ ہاں اگر ذوالحجہ کے آخر میں فوت ہوئے ہوں تو جدا بات ہے۔ بیہقی نے ایک قول نقل کیا ہے کہ وہ صرف ستر (۷۰) دِن زندہ رہے اس بنا پر ان کا انتقال ۸ھ کو بنتا ہے۔ واللہ اعلم

(۳۹۹) ابراهیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرے بیٹے، علی بن حسین بن جنیدی رازی نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ ایک لطیف جزو ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں اور ان کے بعد قاسم، طاہر، ابراہیم اور طیب پیدا ہوئے۔ بچے دودھ پلوائی کے لیے بھیج دیئے گئے۔ انہوں نے ماریہ قبطیہ کا ذکر نہیں کیا۔ ان کے قصہ کے متعلق کہا ہے: ان کے ہاں ابراہیم کی ولادت ہوئی جو بچپن میں فوت ہوگئے۔ یہ انہوں نے کسی اور کے ہاں نہیں دیکھا۔ اگر وہ ماریہ اور ان سے آپ کی اولاد کا ذکر نہ کرتے تو جو کچھ ذکر کر دیا ہے وہ محض غلط نہ ہوتا، بلکہ ان کا ذہن تشویش میں پڑ گیا اور وہ یہ سمجھے کہ آپ کی ساری اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور ماریہ رضی اللہ عنہا کے ذکر سے غافل ہوگئے۔ ❸

(۴۰۰) ابراهیم بن حارث

بن خالد بن صخر تیمی۔ قسم اوّل میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

---

❶ بخاری کتاب الجنائز باب انّا بک لمحزونون (حدیث ۱۳۰۳) مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ الصبیان والعیال و تواضعہ (حدیث ۵۹۷۹) ❷ الکتاب والباب نفسهما و حدیث (۵۹۸۰) ❸ اسد الغابۃ (ت ٦) ❹ الاستیعاب (۱/۱۵۳)

۴۰۱ ابراهيم بن حارث بن هشام

عبدالرحمٰن بن حارث میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۴۰۲ ابراهيم بن خلّاد ❶

بن سوید الانصاری، ابن مندہ کا بیان ہے کہ وہ بچپن میں نبی ﷺ کے پاس لائے گئے، ان کی ایک مرسل حدیث ہے باوردی نے ابراہیم بن سعد کے طریق سے بحوالہ ابن اسحاق عبداللہ بن ابی لبید سے وہ عبدالمطلب بن عبداللہ سے وہ ابراہیم بن خلاّد بن سوید سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمد (ﷺ)! ''بلند آواز خطیب بن جاؤ''۔❷ اسے ابوتمیلہ نے ابن اسحاق سے یوں نقل کیا ہے: ابراہیم بن خلاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کا اپنے والد سے بھی سماع صحیح نہیں۔ اسی روایت کو ثوری، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ عبداللہ بن ابی لبید، مطلب سے انہوں نے خلاد بن سائب بن خلاد بن سوید سے انہوں نے زید بن خالد جہنی سے نقل کیا ہے یہ سند محفوظ ہے۔

دمیاطی نے ابن مندہ کے قول کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: ان ابراہیم کا صحیح نسب یوں ہے: ابراہیم بن خلاد بن سائب بن خلاد بن سوید الانصاری، اور کہا کہ ان کے والد خلاد بن سائب ہیں۔ ابن سعد نے ان کا تابعین کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ لہٰذا یہ کون ہوسکتا ہے کہ ان کا بیٹا نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوا ہو؟

میں کہتا ہوں: اس تعاقب میں تامل ہے، کیونکہ احتمال ہے کہ جن کے نام سے حالات بیان ہورہے ہیں وہ سائب بن خلاد صحابی کے بھائی ہوں جن کا ذکر آرہا ہے۔ یہ ان ابراہیم کے دادا ہیں جن کا دمیاطی نے ذکر کیا ہے۔ یوں حالات والی شخصیت ان کے والد کے چچا ٹھہرے۔ واللہ اعلم

۴۰۳ ابراهيم بن صالح

وہ ابن نعیم کے والد ہیں تذکرہ آرہا ہے۔

۴۰۴ ابراهيم بن عبدالرحمٰن ❸

بن عوف زہری مدنی، واقدی وغیرہ نے کہا: وہ نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ ❹ نے اوسط میں لکھا ہے یونس، ابن شہاب سے وہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ فرمایا نبی ﷺ نے پانی طلب کیا اور بعض نے کہا: ہم سے پانی طلب کیا۔ فرماتے ہیں، روایت صحیح نہیں کیونکہ ان کی والدہ اُم کلثوم کی شادی ان کے بھائی ولید نے فتح مکہ کے دنوں میں کی تھی۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے کہ وہ تابعین کے پہلے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ہمیں معلوم نہیں کہ عبدالرحمٰن کی اولاد سے ان کے سوا کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سن کر روایت کی ہو۔

---

❶ اسد الغابة (ت ٩) تجريد (٢/١)

❷ مسند احمد (٤/ ٤/ ٥٦) المعجم الكبير (١٧١/٧) مجمع الزوائد (٢٢٤/٣) كنز العمال (١٢٤٠٨) جامع المسانيد والسنن (٢٥/١)

❸ اسد الغابة (ت ١٣) الاستيعاب (ت ٢) ❹ التاريخ (٢٩٦/١)

ابن ابی شیبہ نے فرمایا: ابن علیہ، اسمٰعیل بن امیہ، سعد بن ابراہیم ان کے سلسلۂ سند میں ان کے والد ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے، فرمایا: مجھے اس بکری کی کھال یاد ہے جسے میری والدہ نے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو (مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگانے کے عوض) کوڑے لگائے تھے تو وہ شدتِ درد کی وجہ سے کھال کو اپنی پیٹھ پر لگا رہے تھے۔ ابونعیم کے ہاں جو لکھا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی ولادت ہجرت سے پہلے ہوئی۔ یوں وہ پہلی قسم والوں میں شمار ہوتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ درست یہی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات سے پہلے (وہ پیدا ہوئے)۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے انہیں تابعین مدینہ کے طبقہ اولیٰ میں ذکر کیا ہے ان کی وفات ۷۵ھ یا ۷۶ھ میں ہوئی۔

۴۰۵ ابراهيم بن عبيده

بن حارث بن مطلب بن عبد مناف۔ ان کے والد عبیدہ بدر میں شہید ہوئے۔ وہ اسلام کی طرف پہلے پہل سبقت کرنے والے ہیں۔ ان کے اس بیٹے کا ذکر بلاذری [1] وغیرہ نسابوں نے ان کی اولاد میں کیا ہے، کہا: عبیدہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

۴۰۶ ابراهيم بن ابی موسىٰ اشعری [2]

نبی ﷺ کے دور میں ولادت ہوئی، آپ ﷺ نے گھٹی دی اور نام رکھا۔ جو صحیح روایت میں یزید بن عبداللہ کی سند سے بحوالہ ابوبردہ، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرمایا: میرے ہاں نبی ﷺ کے دور میں بیٹا ہوا تو آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اسے کھجور چبا کر کھلائی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی، پھر مجھے [3] دے دیا۔ یہ ابوموسیٰ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ ابن حبان [4] نے کہا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔ اور پہلے مفہوم کی وجہ سے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور پھر تابعین میں ان کا تذکرہ کیا۔

۴۰۷ ابراهيم بن نعيم [5]

بن النحام العدوی۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں آئے گا۔ اور وہاں ایک حدیث کی سند میں آتا ہے کہ نعیم کا نام نبی ﷺ نے "صالح" رکھا۔ زبیر بن بکار نے کہا: ان کی ولادت عہد نبوت میں ہوئی۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ اسامہ نے نوجوانی میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو نعیم بن نحام نے اس سے عقد کر لیا۔ جس سے ابراہیم پیدا ہوئے۔ زبیر نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس ابراہیم سے اپنی [6] بیٹی کا عقد کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: بلاذری کے ہاں ہے کہ وہ رقیہ بنت عمر بنت امّ کلثوم بنت علی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ [7] میں لکھا ہے کہ وہ حرہ کے روز قتل ہو گئے اور ابن حبان نے معتبر تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں مجاہد کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے کہا: مضبوط کافر، تو وہ مجھ سے کہنے لگے: اللہ کے حضور توبہ کرو علوج تو کافر ہوتا ہے۔ ان کا ذکر اس حدیث میں بھی آیا ہے جس میں وہم ہے جسے ابن مندہ نے ابویوسف کی سند سے بحوالہ ابوحنیفہ، عطاء سے وہ جابر سے روایت

---

[1] انساب الاشراف (۱/۳۵۵) [2] اسد الغابة (ت ۱۴) تجريد (۱/۲) [3] السنن الكبرىٰ (حديث ۹/۳۰۵)
[4] الثقات (۳/۲۰) [5] اسد الغابة (ت ۱۹) تجريد (۱/۳) [6] الآحاد والمثانی (۲/۶۶)
[7] التاريخ الكبير (۱/۳۳۱)

کرتے ہیں کہ ابراہیم بن نحام کا ایک غلام تھا جسے انہوں نے مدبّر بنالیا، پھر انہیں اس کی قیمت کی ضرورت پڑ گئی تو نبی ﷺ نے اسے آٹھ سو (۸۰۰) درہم میں فروخت کروادیا۔

ابن مندہ کہتے ہیں: بغیر سند بھی جابر سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ابن نحام کا غلام بیچا، یعنی اس میں ابراہیم کا ذکر نہیں۔ ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابن مندہ سے لفظی غلطی ہوئی ہے اصل روایت میں تھا کہ ابن نعیم کا ایک غلام تھا انہوں نے ابراہیم بنادیا۔

میں کہتا ہوں: یہ بات درست نہیں، کیونکہ اگر اس میں ابن نعیم کا غلام لکھا ہوتو اس سے ابن نعیم کے لئے صحابی ہونا تو ثابت نہیں ہوتا، ادھر معتبر حضرات نے عطاء سے جو روایت نقل کی ہے اس میں انہوں نے نعیم بن نحام کہا ہے۔ ایسا ہی ابن المنکدر اور ابوزبیر وغیرہ نے روایت کیا ہے سب حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں تو کوئی ان کا نام نہیں لیتا۔ البتہ ابراہیم کا اس حدیث میں ذکر صحیح نہیں۔

مصعب زبیری نے کہا کہ ابراہیم بن نعیم بن نحام کے عقد میں عبیداللہ بن عمر بن خطاب کی بیٹی تھی جو فوت ہوگئی۔ بعد میں عاصم بن عمر بن خطاب نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنے گھر لے گئے اور اپنی دونوں بیٹیاں ام عاصم اور حفصہ ان کے سامنے لے آئے اور ان سے فرمایا: کوئی ایک پسند کرلیں۔ انہوں نے حفصہ کا انتخاب کیا، تو انہوں نے وہ ان سے بیاہ دیں۔ بعد میں کسی نے ان سے کہا کہ آپ نے ام عاصم کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ زیادہ حسین تھیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے خوبرو لڑکی دیکھی اور مجھے یہ اطلاع ملی کہ آلِ مروان کے ہاں اس کا تذکرہ ہوا ہے میں نے (دل میں) کہا: شاید انہیں ان کی دنیا مل جائے۔ چنانچہ عبدالعزیز بن مروان نے اس سے نکاح کرلیا جس سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے۔ پھر عبدالعزیز کی حیات میں ہی ام عاصم کا انتقال ہوگیا۔ ادھر ابراہیم حرّہ کے روز قتل ہوگئے، تو عبدالعزیز نے ان (ام عاصم) کی بہن حفصہ سے شادی کرلی۔ میں نے ان کا ذکر ان لوگوں میں بھی دیکھا جنہوں نے عبداللہ بن عمر کی زمین کے وقف کی گواہی دی تھی۔

باب الہمزہ جس کے بعد حائے مہملہ ہے

۴۰۸ احمد بن جعفر

بن ابی طالب ہاشمی، واقدی نے کہا کہ اسماء رضی اللہ عنہا سے جعفر رضی اللہ عنہ کی یہ اولاد ہوئی: عبداللہ، عون، محمد اور احمد۔ ابوقاسم بن مندہ نے اسے نقل کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۰۹ احمر بن سلیم[1]

انہیں سلیم بن احمر بھی کہا جاتا ہے، نبی ﷺ کو دیکھا ہے ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ٤٥) الاستیعاب (ت ١٣) تجرید (٩/١)

باب الهمزہ جس کے بعد زا ہے

۴۱۰ ازھر بن مُکمل*

بن عوف بن عبد بن حارث بن زھرہ قرشی زھری زبیر بن بکار نے بنی زھرہ کے حالات میں کہا ہے: حارث بن زھرہ کی اولاد سے ازھر بن مکمل ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ خلیفہ بنیں گے۔ پھر اپنی سند سے بحوالہ حفص اور عبدالعزیز صاحبزادگانِ عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف نقل کیا کہ ان دونوں کا کسی چیز میں نزاع ہوگیا تو عبدالملک بن مروان نے انہیں اپنے پاس بلا بھیجا، دونوں آ تو گئے البتہ حفص اپنے بھائی سے کچھ دیر بعد پہنچے۔ عبدالملک نے تاخیر کا سبب پوچھا، فرمایا: راستے میں ازھر بن مکمل کے ہاں گزر ہوا وہ جان کنی کے عالم میں تھے ان کی وفات ہوگئی تو جنازہ اور کفن دفن تک میں وہیں ٹھہر گیا تھا۔ عبدالملک ٹیک لگائے بیٹھا تھا، سیدھا ہو کر کہنے لگا: کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ کہنے لگا: پھر اہل کتاب جو کہتے ہیں جھوٹ ہے کہ وہ خلیفہ بنیں گے۔

میں کہتا ہوں: یہ ازھر ان ازھر کے علاوہ ہیں جو عبدالرحمٰن کے والد ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ دونوں کے نسبوں کا بیان انہیں جدا کرتا ہے۔ میں نے صحابہ میں مکمل کا نام نہیں دیکھا گویا وہ شرک پر فوت ہوئے لگتے ہیں اور اس بچہ کو عہد نبوی میں یتیم چھوڑ مرے۔ والعلم عنداللہ تعالیٰ

باب الهمزہ جس کے بعد سین ہے

۴۱۱ اسامہ بن عبداللہ

بن حمید بن زھیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی الاسدی۔ زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے والد کو اُحد میں قتل کیا۔ اور اِن کا بیٹا عبیداللہ بن اسامہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہوا۔ لہٰذا اسامہ اس قسم سے ہوں گے اگرچہ انھیں صحابی ہونے کا درجہ حاصل نہیں۔ بخاری میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو قصہ پیش آیا اس کے حوالہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں لکھا ہے: انہوں نے تویات، اسامات اور حمیدات جو بنی اسد کے بطن تھے ترجیح دی، عبیداللہ بن اسامہ ان میں سے تھے جو اس میں داخل نہیں۔

۴۱۲ اسحاق بن سعد

بن عبادہ خزرجی، قیس کے بھائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ ابوداؤد میں اسحاق بن سعد کی سند سے بحوالہ ان کے والد سے ان کی ایک روایت ملتی ہے۔

---

* اسد الغابة (ت ۷۷) الاستيعاب (ت ۱۷)

(۴۱۳) اسحاق بن سعد

بن ابی وقاص۔ حضرت سعد کے پہلوٹھے، انہی کے نام سے وہ کنیت رکھتے تھے، عہد نبوی میں پیدا ہوئے اور صغر سنی میں وفات ہوگئی۔ انساب میں زبیر نے لکھا ہے: سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں اسحاق پیدا ہوئے انہی سے وہ کنیت رکھتے تھے۔

(۴۱۴) اسعد بن سہل [1]

بن حنیف بن واھب انصاری، ابوامامہ کنیت سے مشہور ہیں۔ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال قبل پیدا ہوئے، خدمت میں پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹی دی اور ان کے نانا ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے نام پر ان کا نام رکھا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مرسل [2] نقل کی ہیں۔ اور صحابہ کی ایک جماعت جیسے عمر، عثمان، زید بن ثابت اور اپنے والد اور چچا عثمان سے روایت کرتے ہیں۔ ابوزرعہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع کا انکار کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے لیکن آپ سے سنا نہیں۔ اسی طرح کا قول، بغوی، ابن السکن اور ابن حبان وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔

ابن ابی داؤد نے کہا: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ سے بیعت ہوئے، ابن مندہ نے ان پر اس کی نکیر کی ہے اور فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول زیادہ صحیح ہے۔ باوردی نے کہا: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے البتہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پیدا ہوئے۔ احمد بن صالح نے فرمایا: عنبسہ نے ہم سے، یونس نے ان سے ابن شہاب کے حوالہ سے فرمایا مجھے ابوامامہ بن سہل نے بتایا، اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور پایا ہے آپ نے انہیں گھٹی دی اور ان کا نام رکھا۔ طبرانی [3] نے کہا: انہیں رؤیت حاصل ہے۔ خلیفہ وغیرہ کا قول ہے کہ وہ ۱۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی محصوری کے دوران لوگ ان کی امامت میں نماز پڑھنے پر راضی تھے۔

(۴۱۵) اسیر بن عمرو

آئندہ قسم میں ان کے حالات آئیں گے۔

(۴۱۶) ایاس بن عمرو

بن مؤمّل بن حبیب بن تمیم بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب قرشی عدوی، انہوں نے زمانۂ نبوت پایا ہے۔ میں نے ان کے والد کا کوئی ایسا تذکرہ نہیں دیکھا جس سے واضح ہو کہ وہ صحابی ہیں۔ گویا وہ فتح مکہ میں اہل مکہ کے مسلمان ہونے سے پہلے فوت ہوگئے تھے۔ لہٰذا وہ اس قسم سے بنے، ان ایاس کا ایک بیٹا ہے جس کا نام محمد ہے قیس بن عمرو بن مؤمّل کے حالات میں اس کا ذکر آئے گا۔ ان کے بھائی حارث، جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کا ذکر آگے آئے گا۔

---

[1] اسد الغابة (ت ۱۰۰) الاستیعاب (ت ۳۳)

[2] ابن ماجه كتاب الطب باب العين حديث (۳۵۰۹) مسند احمد (حديث ۴۸۶/۳)

[3] المعجم الكبير (حديث ۳۰۵/۱)

۲۱۷ ایوب بن بشیر ❶

بن سعد بن نعمان الانصاری۔ مزی نے تہذیب میں یہی نسب بیان کیا ہے اور ان کی کنیت ابوسلیمان بتائی ہے۔ ابوعبید الآجری، ابوداؤد، ایوب بن بشیر بن نعمان بن اکال سے جو انصار سے تعلق رکھتے ہیں روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کا نسب عدوی نے بیان کیا ہے وہ بحوالہ ابن القداح ان کے والد کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ اپنے والد کے ہمراہ اُحد، خندق اور دیگر مواقع میں شریک تھے۔

بشیر بن سعد جو نعمان کے والد ہیں ان کے دادا کا نام ثعلبہ ہے ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا تذکرہ درج کیا ہے۔ اور اپنی سند سے بحوالہ زھری وہ ایوب بن بشیر سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل صدقہ ایسے قریبی رشتہ دار پر لگتا ہے جو اپنی ...... کو چھپانے والا ہو''۔ ❷ یہ روایت مرسل ہے اس سے صحابی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ان کے تابعی ہونے پر امام بخاری، ابن حبان اور دیگر حضرات نے یقین کیا ہے، ابوداؤد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

مزی کہتے ہیں: وہ عہد نبوت میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ پھر ابن سعد سے نقل کیا، فرماتے ہیں: وہ ثقہ ہیں زیادہ روایت نہیں کرتے۔ واقعہ حرہ میں ان کے کئی زخم آئے اور بعد میں دو سال کے عرصہ میں وفات پا گئے۔ اس وقت پچھتر (۷۵) کا سن تھا۔

میں کہتا ہوں: اس لحاظ سے انہوں نے نبی ﷺ کی حیات کے بیس سال پائے۔ مجھے تو ان کے سن و عمر میں یہ مقدار غلط لگتی ہے۔ اسی طرح جب ابن حبان ❸ نے ثقات تابعین میں ان کی تاریخ وفات ذکر کی تو ان سے غلطی ہوئی، وہ لکھتے ہیں: ان کی وفات ۱۱۳ھ میں ہوئی۔ یوں ایوب بن بُشیر (جو پیش سے ہے) کی وجہ سے انہیں التباس ہو گیا۔ کیونکہ ان کا انتقال بھی اسی سال ہوا تھا۔ ان کی تاریخ وفات کے متعلق ابن سعد کا قول معتبر ہے۔ ابن شاہین کی مذکورہ سند میں (قابل ردّ) ضعیف راوی ہیں۔ اور اس حدیث کو عبداللہ بن احمد نے اپنی ''زیادات'' میں درج کیا ہے۔ اور طبرانی نے معجم کبیر میں سفیان بن حسین کی سند سے بحوالہ زھری، ایوب بن بشیر بن حزام سے روایت کیا، یہ سند اولیٰ ہے اگرچہ یہ بھی معلول ہے۔ وجہ علت یہ ہے کہ ایوب بن بشیر سے اوپر کے راویوں میں اختلاف ہے۔ چنانچہ سعید بن عبدالرحمٰن اعشی نے ایوب بن بشر سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی عنوان سے ''الادب المفرد'' میں اور ابوداؤد و ترمذی نے سہیل بن ابی صالح کی سند سے سعید بن عبدالرحمٰن کے حوالہ سے نقل کی۔ ان کی ایک اور مرسل حدیث بھی ہے جسے ذھلی نے زھریات میں بحوالہ احمد بن خالد وہبی، محمد بن اسحاق سے وہ زھری سے وہ ایوب بن بشیر بن نعمان بن اکال الانصاری سے جن کا تعلق بنی معاویہ سے ہے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر مختلف کنوؤں کے پانیوں سے بھرے سات مشکیزے بہاؤ تا کہ میں لوگوں کے پاس جا کر انہیں

❶ اسد الغابة (ت ۳٥٦) تجريد (۱/٤۲)

❷ مسند احمد (٥/٤۱٦) سنن الدارمی (۱/۳۹۷) المعجم الكبير (٤/۳۹۲۳) السنن الكبرى (۷/۲۷) كنز العمال (۱٦۲۲۸) الدر المنثور (۱/۱۷۱) اتحاف السادة المتقين (٦/۳۱۲)

❸ الثقات (٤/۲۹)

وصیت کروں"۔ (حدیث) [1]

طبرانی [2] نے اوسط میں دوسری سند سے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے جس میں ان سے کھلی لفظی غلطی ہوگئی ہے جس پر ابن عساکر نے تنبیہ کی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ایوب بن بشیر سے روایت ہے۔ فرمایا: میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: اصل میں یوں تھا: ایوب بن بشیر بن نعمان جو بنی معاویہ کے ایک فرد ہیں روایت ہے فرماتے ہیں مجھ سے معاویہ نے بیان کیا۔ اس نے حدثنی کو سمعت سے بدل دیا اور نسب میں ابوسفیان کا اضافہ کر دیا۔

ترمذی نے دراوردی کی سند سے بحوالہ سہیل یہی روایت نقل کی ہے لیکن اپنی سند میں ایوب بن بشیر کا ذکر نہیں کیا۔ اور ترمذی کے علاوہ جنہوں نے دراوردی سے روایت کی انہوں نے ایوب کا ذکر کیا ہے۔ اور سند یوں بیان کی گئی ہے: ایوب بن بشیر سے وہ عباد بن عبداللہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

ابن ابی حاتم [3] نے ان کے ترجمہ میں ان کے تعارف کے دوران اسی اخیر والی سند پر اقتصار کیا ہے کہ وہ عباد بن عبداللہ بن زبیر سے اور ان سے زہری روایت کرتے ہیں۔ نیز عبدان بن محمد مروزی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جسے ابوموسیٰ نے "ذیل" میں ان سے نقل کیا ہے اور ان کے طریق سے بروایت حکم بن عبداللہ بن سعد، محمد بن یحییٰ بن حبان سے کہ ایوب بن بشیر نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: "میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں اپنی نماز کا ایک تہائی آپ کے لئے بطور دعا مخصوص کرلوں"۔ (حدیث) ابوموسیٰ نے کہا: بظاہر یہ صحابی، زہری کے شیخ کے علاوہ ہیں۔ اس واسطے کہ ایسی گفتگو ان کے علاوہ بھی کسی کی رسول اللہ ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔

امام احمد وغیرہ نے عبداللہ بن محمد بن عقیل کی سند سے بحوالہ طفیل بن ابی بن کعب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی کیا رائے ہے اگر میں اپنی نماز، آپ کی دعا کے لیے مخصوص کر دوں؟ [4] (حدیث)

میں کہتا ہوں: یہ واقعہ ابی بن کعب کے ساتھ پیش آیا یہی مشہور ہے لیکن اگر ایوب کی تفسیر میں اس کی سند محفوظ ہے تو کوئی ممانعت نہیں کہ یہ واقعہ ان کے ساتھ بھی واقع ہوا ہو۔

---

[1] مسند احمد (۱۵۱/٦) سنن الدارمی (۳۸/۱) مستدرك للحاكم (۱٤٥/۱) السنن الكبرى (۳۱/۱) صحيح ابن حبان (حديث ٦٥٩٦) كنز العمال (۳٥٦٤٢) اتحاف السادة المتقين (٤٢٧/٤)

[2] المعجم الاوسط (٦٧١٠)

[3] الجرح والتعديل (۲٤٢/۲)

[4] مسند احمد (۱۳۸/٥) المعجم الكبير (٤٢/٤) كنز العمال (۲۲۳۰)

قسم ثالث از حرف الف

باب الہمزہ جس کے بعد باء ہے

۴۱۸ (ز) ابایوہ فارسی

جمیرہ کے دادا کے حالات میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۴۱۹ الابّاء (بروزن فعّال)

ابن قیس الاسدی، مخضرمی شاعر ہیں۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا: وہ فتنۂ ارتداد کے دور میں تھے۔ حضرت خالد بن الولید کی تعریف میں کہتے ہیں:

لن یهزم الله قوما انت قائدهم . یا ابن الولید ولن یشقی بك الدبر

کفاك کفّ عذاب عند سطوتها علی العدو و کفّ مرة غفر

''اے ابن الولید! جس قوم کا لیڈر تجھ جیسا بہادر ہو اللہ انہیں ہرگز شکست و ہزیمت سے دوچار نہیں کرے گا اور نہ ہرگز تیری وجہ سے پیٹھوں کو مشقت ہوگی۔ غلبہ کے وقت تیری دونوں ہتھیلیاں عذاب کی ہتھیلیاں ہیں، معاف کرنے والے طاقتور کی ہتھیلی ہے''۔

اسے زبیر بن بکار نے کتابِ نسب میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

۴۲۰ اُبَیْر (باء تصغیر کے ساتھ)

ابن نیزید بن عبداللہ بن حریم بن وائلہ بن عمرو بن عبداللہ تیمی۔ تیم الرباب، زمانۂ نبوی پایا ہے۔ یہ عصمہ بن ابیر کے والد ہیں۔ جنہوں نے جنگ جمل کے روز عتبہ بن ابی سفیان کو پناہ دی تھی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۱ ابیض بن هُنَیّ

پہلی قسم (۲۱) میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۲۲ ابیّ بن اشیم النهشلی

بنی جرول کے سردار، اشهب بن رمیلہ کے احوال میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۴۲۳ ابیّ بن عمارہ [1]

بن مالک بن جزء بن شیطان بن حذیم بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن حارث بن قطیعہ بن عبس العبسی۔ جمہرہ میں ہشام بن کلبی نے لکھا ہے، زمانۂ نبوت پایا ہے اور آپ علیہ السلام اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ابی نے آپ کا دور دیکھ لیا۔ جمہرہ میں ابن حزم [2] نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ ابن کلبی بحوالہ ان کے والد عمارہ ان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے خالد بن سنان عبسی کا دور دیکھا ہے۔ جس کا میں نے ابی بن عمارہ کے سوانح (۲۷) میں ذکر کیا ہے، اس لیے احتمال ہے کہ وہ دونوں ایک ہوں۔

۴۲۴ ابیّ بن قیس النخعی

علقمہ کے بھائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اپنے بھائی کے ساتھ ہجرت کی۔ انہیں دور نبوت ملا ہے۔ ابن حبان [3] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الہمزہ جس کے بعد جیم ہے

۴۲۵ الاجدع بن مالك

بن امیہ ہمدانی وداعی۔ ابن ماکولا [4] نے ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی ہیں۔ اور ابو عبید بکری نے شرح امالی القالی [5] میں ذکر کیا ہے کہ وہ جاہلی و اسلامی شاعر ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان کا شمار نامور شہسواروں میں ہوتا تھا وہ مسروق بن اجدع کے والد ہوتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نام ''عبدالرحمٰن'' رکھ دیا۔

ابن کلبی کا قول ہے کہ ان کے دادا امیہ ہیں۔ نسب ان کا یوں ہے: ابن عبداللہ بن جزء بن سلامان بن یعمر بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ بن عمرو بن عامر بن ناشح بن قانع بن مالک بن جشم بن حاشد بن جشم بن خیران بن نوف بن ہمدان۔ وہ شاعر شخص تھے سردار بھی رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے اور انہی کے دور میں وفات پائی۔

۴۲۶ الاجلع بن وقاص

انہوں نے زمانۂ نبوت پایا ہے۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں: عمرو بن معدیکرب اور اجلع بن وقاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے آپ کے سامنے مال تولا جا رہا تھا۔ اس سے فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: سناؤ، تو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! یہ اجلع ہے سخت طاقت والا، چوکنا جھٹ سے حملہ کرنے والا۔ اللہ کی قسم! میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجلع سے کہا: اس وقت آپ کے چہرے پر غصہ جھلک رہا تھا۔ اب تم بولو! وہ کہنے لگے: لوگ نیک ہیں

---

[1] اسد الغابۃ (۳۱) الاستیعاب (ت ۸)
[2] الجمہرۃ (۳۹۴)
[3] الثقات (۵/۴)
[4] الاکمال (۱۱)
[5] سمط اللآلی (۱۹۴)

ن کی نسل زیادہ ہے۔ رزق کی فراوانی ہے۔ ہر طرف ہریالی ہے، اپنے دشمن کے مقابلہ میں جرات مند ہیں۔ اپنے امیر کی نیکی کی وجہ سے نیک ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جو کچھ تمہارے دوست نے تمہارے متعلق کہا تم نے اس سے اپنے آپ کو کیوں باز رکھا؟ انہوں نے کہا: آپ کے چہرے پر نمایاں غصہ نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا۔ میں نے تمہیں تمہارے ڈیل ڈول کی وجہ سے اور تمہارے دوست کو تمہاری وجہ سے معاف کیا۔

۴۲۷ (ز) الاجمّ بن قیس [1]

بن مشجعہ بن مجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن صریم بن جعفی۔ زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ اور ان کے بھائی زھیر اور مرثد جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔

باب الھمزہ جس کے بعد حا ہے

۴۲۸ احزاب بن اسید [2]

ابورُہم سَمَعی (دونوں زبروں سے) انہیں ظہری بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے، کوئی زبر سے تو کوئی پیش سے کہتا ہے۔ ابن یونس کا کہنا ہے کہ انہوں نے زمانۂ جاہلیت پایا ہے اور ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ نیز بخاری، [3] ابن حبان [4] نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابوحاتم [5] نے کہا: وہ صحابی نہیں ہیں، جبکہ ابن ابی خیثمہ اور ابن سعد نے ابورہم کو ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے جو شام فروکش ہوئے۔ البتہ دونوں نے ان کا نام نہیں لیا (صرف کنیت پر اکتفا کیا ہے) ادھر ابن مندہ نے بقیہ کے طریق سے بحوالہ معاویہ بن سعید تجیبی، یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے انہوں نے ابورہم السمعی سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی کسی کا ناحق مال لے لے''۔ [6] معاویہ بن سعید سے روایت کرنے میں معاویہ بن یحییٰ طرابلسی نے ان کی متابعت کی ہے۔ اگر ابورہم یہ ہیں تو وہ احزاب بن اسید ہیں۔ جن کے صحابی ہونے کی اس روایت سے کوئی دلیل نہیں ملتی۔ کیونکہ احتمال ہے انہوں نے ارسال سے کام لیا ہو۔ اگر کوئی اور ہیں تو ہوسکتا ہے وہ صحابی ہوں۔

۴۲۹ الاحنف بن قیس [7]

بن معاویہ بن حصین بن حفص بن عبادہ بن نزال بن مرہ بن عبید بن حارث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی سعدی۔ ان کی والدہ حبہ بنت عمرو بن قرط بن ثعلبہ باہلیہ ہیں۔ ان کا نام مشہور تو ضحاک ہے، بعض نے صخر کہا ہے یہ سلیمان بن ابی شیخ کا قول ہے اسے ابن السکن نے بھی نقل کیا ہے۔ یہی قول خلیفہ نے یعقوب بن ابی شیبہ اور فلاس کی روایت میں اختیار کیا

---

[1] تجريد (۹/۱)
[2] اسد الغابة (ت ٤١)
[3] التاريخ الكبير (٦٤/٢)
[4] الثقات (٦٠/٤)
[5] الجرح والتعديل (٤٠/٢)
[6] كنز العمال (٤٣٥٤١) مجمع الزوائد (حديث ٦٩٢٢)
[7] اسد الغابة (٥١) الاستيعاب (١٦١)

ہے۔کسی نے حارث تو کسی نے حصن کہا ہے یہ دونوں قول مرزبانی نے پیش کیے ہیں۔ابن حبان نے ثقات میں ''حارث'' نام پر اعتماد کیا ہے۔ان کا لقب احنف ہے، اسی سے ان کا چرچا ہے۔ نبی ﷺ کا دور پایا ہے لیکن ملاقات نصیب نہ ہوئی۔

بعض کا قول ہے کہ آپ علیہ السلام نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ابن ابی عاصم [1] نے فرمایا: محمد بن مثنی، حجاج، حماد بن سلمہ، علی بن زید، ان کے سلسلہ میں حسن سے روایت ہے کہ احنف بن قیس نے فرمایا: ایک دفعہ میں خلافت عثمانی کے دور میں طواف کر رہا تھا کہ یکا یک ایک شخص نے، جس کا تعلق بنی لیث سے تھا، میرا ہاتھ تھام کر کہا: کیا تمہیں بشارت نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ کہنے لگا: کیا تمہیں یاد ہے جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری قوم کی طرف (داعی بنا کر) بھیجا تھا۔اور میں انہیں اسلام کی دعوت اور اسلام کی پیش کش کر رہا تھا؟ تو تم نے کہا تھا کہ تم ہمیں بھلائی کی دعوت دیتے اور اس کا حکم کرتے ہو اور نبی ﷺ بھی بھلائی کی دعوت دیتے ہیں۔تو آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے: ''اے اللہ! احنف کی مغفرت فرما''۔احنف فرمایا کرتے تھے: مجھے اپنے اعمال میں اس سے بڑھ کر کسی عمل کی اُمید نہیں یعنی نبی ﷺ کی دعا۔اس روایت میں علی بن زید منفرد ہے نیز اس سند میں ضعف ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب زھد'' میں خیر بن حبیب کی سند سے نقل کیا ہے کہ دو آدمیوں نے احنف کو بتایا کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے۔تو انہوں نے سجدۂ (شکر) ادا کیا۔ان کی بردباری کی مثالیں دی جاتی ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: احنف بصرہ والوں کے سردار ہیں۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب زھد میں بحوالہ حسن احنف سے مروی ہے ''میں بردبار ہوں تو ہوں البتہ بردباری سے کام لے لیتا ہوں''۔

اور ابن السکن نے نضر بن شمیل کی سند سے بحوالہ خلیل بن احمد روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے احنف بن قیس سے پوچھا: آپ اپنی قوم کے سردار کیسے بن گئے، جبکہ آپ کج پا (ٹیڑھے پاؤں والے) اور یک چشم گل (کانے) ہیں؟ فرمایا: میں نے فضول چیز کو چھوڑ دیا، جیسے تم میرے بارے میں فضول کام کے پیچھے پڑے ہو۔حاکم نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ''مروالروذ'' کو فتح کیا تھا۔

ابن سعد [2] نے ان کا تذکرہ بصرہ کے طبقہ اولیٰ کے تابعین میں کیا ہے۔فرماتے ہیں: وہ معتبر، طعن سے محفوظ اور قلیل الحدیث ہیں۔جو لوگ جنگ جمل میں غیر جانبدار تھے یہ بھی ان میں سے ہیں۔بعد میں جنگ صفین میں شرکت کی۔انہوں نے عمر، عثمان، علی، ابن مسعود، ابو ذر وغیرہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور ان سے ابو العلاء بن شخیر، حسن بصری اور طلق بن حبیب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ان کے بہت سے لمبے قصے ہیں جو حضرت عمر، عثمان، علی، معاویہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے خلفاء کے ساتھ پیش آئے۔یہاں تک کہ وہ بصرہ میں مصعب بن زبیر کی گورنری میں ۶۷ھ میں فوت ہوئے۔مصعب ان کے جنازہ میں پیدل چلے، ان کی وفات کے دن مصعب نے فرمایا: ''آج رائے واحتیاط کا خاتمہ ہو گیا''۔

---

[1] الآحاد والمثانی (۴۳۳/۲) [2] الطبقات الکبریٰ (۶۶/۷)

باب الہمزہ بعدھا دال

۴۳۰ اُدَیم (تصغیر) تغلبی ❶

انہیں ہدیم بھی کہا جاتا ہے۔ ''ھا'' میں آ رہا ہے۔ انہی سے صبی بن معبد نے حج وعمرہ کو جمع کرنے کے متعلق پوچھا تھا۔ جو ابوداؤد کی سنن ❷ میں لکھا ہے۔

۴۳۱ اَدھم بن محرز الباھلی

ابو مالک، ابو حاتم سجستانی ❸ نے کتاب المعمرین میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک زندہ رہے جب اس کے پاس آئے تو ان کا سر درخت ثغامہ کی طرح سفید ہو رہا تھا۔

باب الہمزہ جس کے بعد را ہے

۴۳۲ (ز) اربد بن عبداللہ البجلی

زمانہ جاہلیت دیکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مقدمہ میں انہیں فیصل مقرر کیا۔ عبدالرزاق ❹ نے بحوالہ ابن عیینہ، مخارق بن عبداللہ سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے طارق بن شہاب کو فرماتے سنا: ہم لوگ حج کے ارادے سے نکلے تو ہم میں سے ایک شخص اربد بن عبداللہ نے (حرم میں) ایک گوہ کو روند ڈالا۔ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم فیصلہ کرو۔ وہ کہنے لگے: آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم فیصلہ کرو، میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اس میں پانی چارا کھاتی بکری ہے۔ فرمایا: اس میں بھی وہی ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اسے اعمش نے بحوالہ سلیمان بن میسرہ، طارق سے روایت کیا ہے اور آدمی کا نام نہیں لیا ہے۔

۴۳۳ (ز) ارطاۃ ابن سُھَیّہ

سھیہ ان کی والدہ ہیں (سین ھا سے تصغیر ہے) نسب یوں ہے ارطاۃ بن زفر بن عبداللہ بن مالک بن سواد بن ضمرہ غطفانی مشہور شاعر ہیں۔ جاہلیت کا دور پایا اور عبدالملک بن مروان کی خلافت تک بقید حیات رہے۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے ہمیں محرز بن جعفر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے بتایا کہ ارطاۃ بن سھیہ مزنی عبدالملک بن مروان کے دربار میں آئے جبکہ ان پر ایک سو تیس (۱۳۰) سال بیت چکے تھے۔ پھر ان کے قصے کا ذکر کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ان کی ولادت بعثت نبوی سے چالیس سال پہلے ہوئی ہوگی۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں لکھا ہے: ارطاۃ بن سھیہ کی کنیت ابوالولید تھی اسلام کی پہلی صدی میں تھے عبدالملک بن مروان نے انہیں اس وقت دیکھا جب وہ بوڑھے پھوس تھے۔ انہوں نے عبدالملک کو اشعار سنائے:

---

❶ اسد الغابة (٦٢) تجريد (١١/١) ❷ ابوداؤد، كتاب المناسك، باب في الاقران (حديث ١٧٩٨، ١٧٩٩)
❸ المعمّرين (١٠٢) ❹ مصنف عبدالرزاق الحديث (٨٢٢١)

''میں نے دیکھا کہ راتیں آدمی کو ایسے کھا رہی ہیں جیسے گرے پڑے لوہوں کو زمین زنگ آلود کر کے ختم کر دیتی ہے۔ انسان کو جب موت آتی ہے تو مزید مہلت نہیں چاہتی۔ اور یہ جان لو کہ وہ لوٹ کر آئے گی یہاں تک کہ ابوالولید سے اپنی نذر پوری کرلے''۔

عبدالملک گھبرا کر سمجھا شاید میری طرف اشارہ ہے، فرمایا: امیر المومنین! میں اپنے آپ سے مخاطب ہوں۔ چنانچہ وہ چپ سادھ گیا۔

لوگ کہتے ہیں: ارطاۃ نے لمبی عمر پائی۔ چنانچہ شبیب بن برصاء انہیں عار دلاتا، کہتا: جیسے ان کے گھرانے کے دوسرے لوگوں کو نابینا پن ہوا، انہیں نہیں ہوا۔ اتفاق سے شبیب کا ارطاۃ سے قبل ہی انتقال ہو گیا بعد میں ارطاۃ نابینا ہو گئے تو کہتے تھے: کاش وہ زندہ رہتا تو دیکھ لیتا کہ میں نابینا ہوں۔

ابوالفرج اصبہانی نے کہا: سھیہ ضرار بن ازور کی کنیز تھی۔ پھر وہ زفر کے ہاں چلی گئی۔ جہاں اس نے ارطاۃ کو جنم دیا اور جاہلیت میں اسے ضرار کے بستر ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ (کہ یہ بیٹا ضرار کا ہے) تو زفر نے انہیں دے دیا۔ بعد میں زفر کی قوم نے ان سے چھین لیا۔ یوں ان پر والدہ کی نسبت غالب آ گئی۔ مرزبانی نے کہا کہ حارث بن عوف بن ابی حارثہ نے سھیہ ارطاۃ کی والدہ کو اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا، وہ بنی کلب کی قیدی عورت تھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ زفر کے ہاں نہیں پہنچی تھی، بعد میں زفر کے ہاں ارطاۃ پیدا ہوئے۔ جب زفر مر گیا اور ارطاۃ جوان ہو گئے تو ضرار بن ازور حارث کے پاس آ کر کہنے لگے: ''حارث! میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو جو زفر سے ہے جیسے تم مضر کے قیدیوں کو رہا کر دیتے ہو۔ میں اسے اپنے سے زیادہ جانتا ہوں جیسے کہ میں چاند کو پہچانتا ہوں۔ اس کا برا بوڑھا ہوا گر انکار کرے''۔

تو حارث نے انہیں ضرار کے حوالہ کر دیا انہوں نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا لیا۔ ادھر زفر کے والد کے چچا اقرم بن عقفان کو اطلاع ملی تو پہنچتے ہی اس نے کہا: ضرار! لڑکے کو نیچے اتار دو ورنہ میں دونوں کو تلوار میں پرو دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے نیچے اتار دیا۔ تو اس وقت سے ارطاۃ اپنی والدہ سھیہ کی طرف ہی منسوب ہوتے چلے آئے۔

۴۳۴ ارطاۃ بن کعب

بن قیس بن حبیب بن عامر بن جوبہ بن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ الفزاری۔ بکّاء (زیادہ رونے والا) لقب رکھتے تھے۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کر کے کہا کہ وہ مخضرمی ہیں۔ وہ اشعار میں کہتے ہیں:

''سلم کے پڑاؤ کے مقام میں جس کے بازار ویران پڑے ہیں وہاں کی کبوتریاں ہمیں رلاتی رہتی ہیں۔ تو پہلا شخص نہیں جو پریشان حال ہے اور آئندہ کل جس نے یقیناً فراق وجدائی کو دیکھنا ہے''۔ [1]

۴۳۵ ارطبان المزنی

ان (قبیلہ مزینہ) کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ عبداللہ بن عون مخضرم کے دادا ہیں جنہیں زمانہ نبوت نصیب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

[1] تاریخ البخاری (۲/۵۸)

کے دور میں اسلام لائے۔ خطیب نے ازھر بن سعد کی سند سے بحوالہ ابن عون وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تمہیں اور تمہارے مال میں برکت دے۔ میں نے عرض کیا: میرے گھرانے میں بھی آپ نے فرمایا: تیرے گھرانے میں بھی برکت ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جس شخص کے اہل وعیال ہوں گے یقیناً وہ زمانہ نبوی کا ہوگا۔ ابوخلیفہ نے کہا: ہم سے ولید بن ہشام نے کہا کہ ہم سے ابی نے بحوالہ ابن عوف وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا ارطبان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں غسان کی بیعت میں خادم تھا، بعد میں عبداللہ بن درہ مزنی کے حصہ میں آ گیا۔

(۴۳۶) الارقم بن ابی الارقم [1]

دور جاہلیت دیکھا اور حمام بن معدیکرب الکلاعی (جو جاہلیت کے مشہور بہادر ہیں) ان سے ایک قصہ سنا تھا جسے اسلام میں بیان کیا۔

ابوبکر بن درید نے سکن بن سعید سے بحوالہ عبداللہ بن محمد بن خالد بن عمران یحیٰی، ابن کلبی سے انہوں نے ابوالہیثم رجبی سے جو حمیر کے ایک فرد ہیں، نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے ان بوڑھوں نے بیان کیا جنہوں نے حمام بن معدیکرب کا زمانہ پایا تھا اور اس کی عجیب باتیں سنی تھیں، اس میں ذویب بن مرار، ارقم بن ابی الارقم کا بھی ذکر ہے پھر لمبا قصہ بیان کیا۔

(۴۳۷) (ز) ارکون الرومی

جاہلیت کا دور پایا ہے اور خلافت صدیقی میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ بات حافظ ابن عساکر نے ان کے پوتے ابراہیم بن محمد بن صالح بن سنان بن یحیٰی بن ارکون کے سوانح میں ذکر کی ہے۔

(۴۳۸) ارمی [2]

انہیں ارمی بھی کہا جاتا ہے اور بعض اربحا بن اصحمہ بن ابجر کہتے ہیں۔ نجاشی کے فرزند ہیں۔ ابوموسیٰ نے لکھا ہے کہ امام ابوالقاسم اسمٰعیل یعنی ان کے شیخ تیمی نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ ساتویں سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور ان کی طرف قاصد روانہ فرمائے پھر قصہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نجاشی کی طرف عمر بن امیہ کو روانہ کیا۔ فرماتے ہیں: نجاشی نے آپ کو ایمان لانے کا جواب بھیجا۔ ان کے خط میں یہ مضمون تھا: میں اپنے بیٹے ارمی بن اصحمہ کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اس لیے کہ مجھے تو بس اپنی ذات پر اختیار ہے۔ یا رسول اللہ! آپ اگر چاہتے ہیں تو میں خود بھی حاضر خدمت ہو جاتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کے بیٹے ساٹھ (۶۰) آدمیوں کے ہمراہ حبشہ بحری سفر میں نکلے، اور سارے کے سارے ڈوب گئے۔ [2] اسی طرح ابوموسیٰ نے اپنے شیخ سے بلاسند ذکر کیا ہے۔

اسی قصہ کو ابن اسحاق نے مغازی میں طویل انداز میں ذکر کیا ہے۔ اور طبری نے اپنی تاریخ میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں

---

[1] اسد الغابۃ (۷۰) الاستیعاب (۱۴۵) [1] اسد الغابۃ (ت ۷۳)

[2] المعجم الکبیر (حدیث ۵۰/۱۷) المطالب العالیۃ (۲۶۳۱) الطبقات الکبریٰ (۲۷/۲)

انہی کی سند سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی [1] نے دلائل میں ابن اسحاق کی سند سے یہ قصہ ذکر تو کیا لیکن انہوں نے ان کا نام اریحا بتایا ہے۔ واللہ اعلم

باب الہمزہ جس کے بعد زا ہے

(۴۳۹) ازاد مرد بن هرمز فارسی [2]

ابن مندہ نے ان کی ذکر کیا ہے اور عکرمہ بن ابراہیم ازدی کی سند سے بحوالہ یزید بن حجر، ازادمرد بن ھرمز سے روایت بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے اسلام کا دور پایا۔ اور کسریٰ کے فوجی افسر تھے۔ فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم کسریٰ کے دروازے پر اجازت لینے کے لئے کھڑے تھے۔ اس نے کافی دیر لگا دی اوپر سے گرمی اپنی شدت پر تھی ہم بڑے زچ ہوئے۔ پھر وہ لمبا قصہ جو آ رہا ہے ذکر کیا۔ اس کے آخر میں ہے میں نے کہا: لا حول ولا قوة الا باللّٰه ما شاء اللّٰه كان وما لم يشأ لم يكن "جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہو تو نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی ہمت۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا"۔ تو اللہ کی قسم! وہ جلتے جلتے راکھ ہو گیا۔

ابن مندہ کہتے ہیں: غریب روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: عکرمہ اس سند میں ضعیف راوی ہے۔ اور ابن مندہ ہی نے سلیمان بن ابراہیم بن جریر کی سند سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں قادسیہ کے واقعہ میں شریک تھا وہاں مجھے ایک فارسی نے لاحول ولاقوۃ کہتے سنا۔ اس نے کہا: میں نے یہ کلام آسمان پر سنا ہے پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

نیز ابن مندہ نے ابراہیم بن فہد (جو ایک ضعیف راوی ہے) کی سند سے بحوالہ حفص بن عمر، وہ حماد بن سلمہ سے وہ سماک سے وہ جریر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں فارس گیا۔ ایک موقع پر میں نے کہا: ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ تو ایک شخص نے میری آواز سن لی وہ کہنے لگا: یہ کیا کلام ہے جب سے میں نے اسے آسمان سے سنا پھر کسی سے نہیں سنا؟ میں نے کہا: تو کہاں اور آسمان کی بات کہاں؟ وہ کہنے لگا: میں کسریٰ کے ساتھ تھا اس نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ گھر سے نکلنے کے بعد میں پھر واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے گھر میں ایک شیطان میرا ہم شکل بیٹھا ہے۔ میرے سامنے ظاہر ہو کر کہنے لگا: ایک دن تم مقرر کر لو اور ایک میں ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔ میں اس پر راضی ہو گیا۔ اس کے بعد وہ میرا ساتھی بن گیا ہم آپس میں باتیں کرتے۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگا: میرا ان شیاطین سے تعلق ہے جو آسمانی باتیں چوری سنتے ہیں اور آج میری باری ہے۔ میں نے کہا: کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ آ جاؤں۔ اس نے کہا: ہاں۔ کہتے ہیں وہ تیاری کر کے میرے پاس آیا۔ کہا: میری گردن کو تھام لو ہاں یاد رکھنا اسے چھوڑنا نہیں ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ چنانچہ میں نے اس کی گردن کو پکڑ لیا اور اس نے پرواز شروع کر دی بالآخر ہم نے آسمان کو ہاتھ سے چھو لیا۔ وہاں میں نے کسی کو کہتے سنا: ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ تو یہ سب منہ کے بل گر پڑے اور میں بھی نیچے آ رہا۔ میں اپنے گھر

---

[1] دلائل النبوة (٣/٤٦١، ٤٦٢) [2] اسد الغابہ (ت ٧٤)

ں آ گیا کچھ دنوں بعد وہ پھر مجھے نظر آیا۔ تو میں نے "ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ" کہنا شروع کر دیا۔ جس سے وہ یوں پگھلنے لگا (جیسے ب گھلتا ہے) اور مکھی جتنا ہو گیا۔ پھر مجھے کہنے لگا: تو نے اسے یاد کر لیا ہے۔ پھر وہ ہمارا پیچھا چھوڑ گیا۔ ✿

۴۴۰ أَزْدَاد ✿

زمانہ نبوت پایا ہے اور ۱۲ھ عراق کی فتوحات میں بشیر بن خصاصیہ وغیرہ کے ہمراہ تھے اسے سیف نے ذکر کیا اور طبری نے ا سے نقل کیا ہے۔

۴۴۱ ازھر بن حمیضہ ✿

بعض نے زہیرہ بھی کہا ہے۔ ابن عبد البر ✿ نے کہا: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ امام بخاری ✿ نے اپنی تاریخ کبیر یں لکھا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر کو اپنا قول سنایا۔ اسی طرح ابن ابی حاتم ✿ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور ابن حبان ✿ نے ات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۴۴۲ ازھر بن سَیحان

بن ارطاۃ بن سیحان بن عمرو بن نجید بن اسعد، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار بھی پڑھے ہیں جو انہوں نے دار (محصوری عثمانی رضی اللہ عنہ) کے روز کہے تھے ان میں سے ایک یہ ہے۔

اگر میں اس دارِ (عثمان) میں ننگے سر (خود پہنے بغیر) پھروں تو لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں حالانکہ خالد زرہ پہنے ہوئے بھی انہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

۴۴۳ ازھر بن مروان

زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابن عساکر نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور محفوظ بن علقمہ کی سند سے ابن عائذ کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ سمجھ بوجھ میں شہرت رکھتے تھے۔ انہوں نے جابیہ کے روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اس وقت ہم ان کے ساتھ تھے۔ مومن کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم جیسے ہو میں تمہیں اس سے زیادہ سمجھدار سمجھتا ہوں۔ مومن لوگ وہ ہیں جو اسلام لائے۔ پھر حق کی تصدیق کی، نماز و روزہ قائم کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کی۔

۴۴۴ ازھر بن یزید المرادی الحمصیّ

جنگ یرموک اور جابیہ میں شرکت کی۔ حضرت ابوعبیدہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حارث بن قیس روایت لیتے ہیں۔ اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

✿ دلائل النبوۃ للبیہقی (۴۶۱/۳) ✿ اسد الغابۃ (ت ۷۵) ✿ اسد الغابۃ (ت ۷۶) الاستیعاب (ت ۲۰)

✿ الاستیعاب (ت ۱۶۹/۱) ✿ التاریخ الکبیر (۴۵۵/۱) ✿ الجرح والتعدیل (۳۱۲/۲) ✿ الثقات (۳۹/۴)

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۴۴۵ اسامہ بن الحارث الھذلی

بنی عمرو بن حارث کے ایک فرد ہیں۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مُخضرمی ہیں، کہتے ہیں: رشتہ داروں نے اپنے معاملہ میں تیری نافرمانی کی، تو اپنا معاملہ ہٹادے یا ملادے (لیکن یاد رکھنا) گٹھلی کی طرح ہرگز نہ گرنا، جو (گٹھلیاں) جمع کر کے کوٹنے والے کی ہتھیلی سے گر جاتی ہیں۔

۴۴۶ اسامہ بن قتادہ ابوسعدہ العبسی

انھیں زمانۂ نبوت میسر ہوا، انہی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے خلاف گواہی دی تھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں کوفہ کی گورنری سے معزول کیا تھا۔ جو مشہور قصہ ہے: صحیح بخاری میں اس کا ذکر آیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب وجوب القراءۃ للامام والماموم میں ان کا نام لیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں بددعا کی تھی جو قبول ہوئی۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسا شخص ہو جس سے گواہی مانگی جائے تو اس کا تقاضا یہی ہے کہ اسے زمانۂ نبوت ملا ہوگا۔ [1]

۴۴۷ (ز) اسبق (خادم عمر رضی اللہ عنہ)

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ہمیں ابوالولید طیالسی نے بحوالہ شریک بتایا، انہیں ابو ہلال طائی نے بتایا جن کا گمان ہے کہ انہوں نے اسبق سے سنا ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، وہ میرے سامنے اسلام پیش کرتے رہے اور فرماتے تھے اگر تم مسلمان ہوگئے تو میں اپنی امامت میں تم سے امداد لیا کروں گا۔

۴۴۸ (ز) اسد آباد

بحرین کے ایک بادشاہ، بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ منذر بن ساوی کے ساتھ اسلام لائے تھے بڑے صاحب فہم و فراست اور ادیب انسان تھے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۴۴۹ اسلم (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام)

قسم اوّل (۱۳۱) میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ زید بن اسلم کہتے ہیں: ایک سو چودہ (۱۱۴) سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا اور مروان بن الحکم نے ان کا جنازہ پڑھایا۔

۴۵۰ (ز) اسماء بن خارجہ

بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری۔ ابوحسان الکوفی، ابوحسان زیادی کا قول ہے کہ ان کا انتقال ساٹھ ۶۰ ھ میں ہوا، اس

---

[1] بخاری کتاب الاذان باب وجوب القراءۃ للامام والمأموم فی الصلوٰت (حدیث ۷۵۵)

وقت ان کی عمر اَسّی (۸۰) سال تھی۔

میں کہتا ہوں: اس لحاظ سے ان کی ولادت بعثت نبوی سے پہلے بنتی ہے۔

علامہ ابن حبان[1] نے فرمایا: وہ پینسٹھ ہجری (۶۵ ھ) میں فوت ہوئے اور عمر کی مقدار میں ان کی موافقت کی۔ ابن عبدالبر کنیتوں میں ابوالعریان کے سوانح میں فرماتے ہیں: یہ بات بعید نہیں کہ وہ صحابی ہوں اس واسطے کہ بڑے بڑے تابعین[2] ان سے روایت لیتے ہیں۔ مؤرخین نے ان کے والد اور چچا حر کو صحابہ میں ذکر کیا ہے وہ بھی ابن عبدالبر کی شرط پر طبرانی نے ابوالاحوص کی سند سے نقل کیا ہے کہ اسماء بن خارجہ نے ایک شخص کو پیچھے کیا تو وہ کہنے لگا: میں بزرگوں کا بیٹا ہوں۔ جس پر عبداللہ نے کہا: وہ تو یوسف بن یعقوب بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزھد میں فرمایا: مسعودی نے بحوالہ مالک بن اسماء بن خارجہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، فرمایا: میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا: ''جس شخص کی دنیا میں دو زبانیں (ایک سے اور بات کی دوسرے سے دوسری کی) ہوں گی قیامت کے روز بھی اس کی آگ کی (بنی) دو زبانیں ہوں گی''۔ مرزبانی نے کہا: وہ بڑے صاحب شرافت، جرأت مند، فیاض اور صاحب عقل انسان تھے ان کے بڑے قصے ہیں۔ عبدالملک بن مروان کے ہاں آئے تو اس نے اعزاز واکرام سے نوازا۔ ابن ابی الدنیا نے فرمایا: ہمیں ابوحذیفہ عبداللہ بن مروان بن معاویہ بن حارث بن عثمان بن اسماء الفزاری نے اپنے والد سے روایت کر کے بتایا کہ اسماء بن خارجہ نے فرمایا: میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔

۴۵۱ اسماء بن خالد

بن عوف بن عمرو بن سعد بن ثعلبہ بن کنانہ بن بارق بارقی۔ زمانۂ نبوی پایا ہے وہ سراقہ بن مرداس بن اسماء بارقی شاعر کے دادا ہیں، جس نے مختار بن ابی عبید کی ہجو کی تھی باوجودیکہ وہ ان کے متبعین سے تھا۔ اور مصعب بن زبیر سے مل گیا تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے اور سراقہ بن غیاث بن سراقہ جن کا ابھی ذکر ہوا سے قصہ ذکر کیا۔ یہ بھی شاعر ہیں۔

۴۵۲ اسود بن اقیش نخعی

ابوالعریان ہیثم بن اسود کے والد، زمانۂ نبوت پایا ہے اور فتوحات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک رہے اور قادسیہ کے روز شہید ہوئے۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ حرف ھاء میں ان کے بیٹے کا ذکر آئے گا۔ اور ابن عبدالبر نے ابوالعریان کے سوانح میں کہا: اکابر تابعین کی ان سے روایت کی وجہ سے یہ امر بعید نہیں کہ وہ صحابی ہوں۔

۴۵۳ اسود بن شراحیل

بن کندی بن الجون بن آکل المرار کندی۔ زمانۂ نبوت پایا۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کندہ کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے کوفہ میں اپنی زمین کی حد بندی کی۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ کندہ میں سے ان کے علاوہ کسی نے کوفہ میں حد بندی نہیں کی۔

---

[1] الثقات (۵۹/۴) [2] بخاری فی تاریخہ (۵۵/۲/۱) [3] المعجم الکبیر (حدیث ۸۹۱۶/۹)

۴۵۴ اسود بن عامر

بن عویمر بن مخلد بن سعید خزاعی۔ جاہلیت کا دور دیکھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بعض فتوحات میں شریک کار رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر عہد میں ان کے ہاں عبدالرحمٰن کی ولادت ہوئی اور عبدالرحمٰن کثیر عزہ جو مشہور شاعر ہے اس کے والد ہیں۔ اور کثیر کی ولادت ۲۵ھ میں ہوئی۔ اس لئے کہ وہ ایک سو پانچ ۱۰۵ھ میں اسی ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ یہ بات مرزبانی وغیرہ نے ذکر کی ہے۔

۴۵۵ اسود بن عبدشمس

بن عدی بن حزام بن شعل بن عوف بن معتمر بن ربعہ بن سعد بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی البلوی۔ زمانہ نبوت پایا ہے قیس بن سعد بن عبادہ جب مصر کی گورنری سے واپس آئے تو اپنے بیٹے کے پاس فروکش ہوئے۔ کہا جاتا تھا کہ اسود اپنے زمانہ میں تمام عرب میں سب سے زیادہ سخی انسان تھے۔

۴۵۶ اسود بن قطبة

ابومُفَزِّر (فا کے زبر اور زا زیر والی مشدد، اس کے بعد را ہے) دارقطنی نے مؤتلف میں کہا ہے کہ وہ فتح قادسیہ میں شریک تھے جس میں ان کے کئی اشعار ہیں۔ جلولاء کے قیدیوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جانے میں وہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے قاصد تھے اور ان ایام میں وہ مسلمانوں کے شاعر تھے۔ یہ بات سیف نے فتوح میں ذکر کی ہے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے۔ ان کے چند اشعار یہ ہیں: ''یرموک پر ہمارا اتنا قیام رہا کہ (روم کے) بڑے لشکروں میں روم کی چادریں جمع ہوگئیں''۔

مرزبانی نے اپنی معجم میں کہا: وہ فتوحِ عراق میں شریک تھے وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں: ''تم دونوں میری طرف سے کسی عرب کو یہ بات پہنچا دو کہ ہم میں عجم کی غنیمتیں تقسیم ہوگئیں اور ہمیں قوم کا وہ جزیہ واپس مل گیا جس کے ذریعہ ہم نے ان کے ہاں سے کلائی والیوں کو چھڑا لیا''۔ یہ اسود وہی ہیں جنہوں نے کسریٰ کے قاصد سے، جب اس نے کہا: تم لوگ سیر نہیں ہوتے؟ کہا: جب تم ہم کوثی کے لیموں کے بدلے اربد کا شہد نہیں کھا لیتے تم سے صلح نہیں کریں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ بات بے ساختہ ان کی زبان پر جاری ہوگئی تھی وہ اس کا مفہوم نہیں سمجھتے تھے۔

۴۵۷ اسود بن کلثوم العدوی

فتوح میں ان کا ذکر ہے انہی نے بیہق کو فتح کیا تھا۔ ابن عامر نے انہیں لشکر کا امیر بنایا۔ چنانچہ فتح کے روز ۳۱ھ میں شہید ہوئے۔ فاضل شخص تھے، عامر بن عبد قیس ان کے متعلق کہتا ہے: ''اسے صرف دو پہروں کی پیاس کی جدائی پر افسوس ہوتا تھا''۔

۴۵۸ (ز) الاسود بن مغراء

بن شراحیل بن ارقم بن اسود، ابن درید نے اشتقاق میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا کہ وہ یرموک میں شریک تھے۔

(۴۵۹) اسود بن ہلال محاربی ❶

ابوسلام کوفی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی۔ ابن سعد نے یہ بات نقل کی ہے، عجلی کا بیان ہے: وہ جاہلی ہیں اور حضرت عبداللہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان کی احادیث صحابہ سے صحیحین اور دیگر کتب میں ہیں۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے حضرات سے مروی ہے، باوردی نے ''صحابہ'' میں اشعث بن ابی الشعثاء کی سند سے بحوالہ اسود بن ہلال نقل کیا ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ اسی طرح عثمانی نے نقل کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ابووائل کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں اسود بن ہلال کے پاس آیا وہ مجھ سے زیادہ عقلمند تھے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ حجاج کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور عمرو بن علی کا قول ہے کہ ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

(۴۶۰) اسود بن یزید ❷

بن قیس النخعی، ابوعمرو، ابوعبدالرحمٰن بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حج کیا۔ ابن سعد کا بیان ہے: انہوں نے ہجرت کرنے سے پہلے یمن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا۔ بخاری ❸ میں اشعث بن سلیم بحوالہ اسود بن یزید مروی ہے، فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں یمن میں معلّم اور امیر بن کر آئے، ہم نے آپ سے ایک فوت شدہ آدمی کے بارے میں پوچھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اور ابراہیم نخعی کی سند سے بحوالہ ان کے ماموں اسود سے مروی ہے، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم میں فیصلہ کیا۔ ابوداؤد ❹ نے ابوحسان اعرج کی سند سے بحوالہ اسود بن یزید نقل کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یمن میں بہن اور بیٹی کو وارث بنایا اور اللہ کے نبی زندہ تھے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❺ نے فرمایا: انہوں نے صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان کی احادیث کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیحین وغیرہ میں ہیں۔ حکم بن عتیبہ نے کہا: وہ ہمیشہ روزے سے رہے اور عجلی ❻ کا قول ہے: وہ کوفی جاہلی اور ثقہ ہیں اور نیک فقیہ آدمی ہیں۔ ۷۴ھ یا ۷۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اسی پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ابونعیم نے اعتماد کیا ہے۔

(۴۶۱) اسیخت ❼

بحرین کے سردار۔ احمد بن یحییٰ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بھی مکتوب لکھا جب منذر بن ساوی کی طرف نامہ مبارک روانہ فرمایا، اہل بحرین کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا، ان میں سے اسیخت اور منذر اسلام لے آئے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا۔ اسد آباد میں اسی طرح کا مفہوم گزر چکا ہے۔

---

❶ اسد الغابة (ت ١٥٦) الاستيعاب (ت ٥٠١) ❷ تاريخ الثقات (٦٧) ❸ اسد الغابة (ت ١٥٨)

❹ التاريخ الكبير (٤٤٩/١) ❺ ابوداؤد كتاب الفرائض باب ماجاء فى ميراث الصلب (حديث ٢٨٩٣)

❻ بخارى كتاب الفرائض باب ميراث البنات (حديث ٦٧٣٤) باب ميراث الاخوات مع البنات عصبه (حديث ٦٧٤١)

❼ تاريخ الثقات (٦٧) ❽ تجريد (٢٠/١)

۴۶۲ اسیفع الجهنی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے وہ حاجیوں سے آگے نکل جاتے تھے۔ موطا امام مالک [1] میں ابن دلاف سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ جہینہ کا ایک شخص سواریاں خریدتا اور ان پہ بہت خرچ کرتا تھا۔ پھر جب چلتا تو حاجیوں سے آگے نکل جاتا۔ وہ کہیں مفلس ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں اس کا مقدمہ پیش ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حمد وصلوٰۃ کے بعد! لوگو! اسیفع جو جہینہ کا اسیفع ہے وہ اپنی دینداری اور امانتداری میں اتنا اچھا تھا کہ یہ کہا جانے لگا کہ وہ حاجیوں سے آگے نکل جاتا ہے۔ لیکن سن رکھو! اب وہ قرضوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ تو جس کسی کا اس کے ذمہ قرض ہے وہ صبح ہمارے پاس آئے ہم اس کے قرضخواہوں میں اس کا مال بانٹیں گے۔ اور دار قطنی نے اس روایت کو زھیر بن معاویہ کی سند سے بحوالہ عبیداللہ بن عمر، عثمان بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے عطیہ بن دلاف سے انہوں نے اپنے والد سے وہ بلال بن حارث سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متصل نقل کیا ہے۔

اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن ادریس سے عبیداللہ بن عمر سے یہ روایت کی ہے، اور دار قطنی نے غرائب مالک میں ابن مہدی کی سند سے بحوالہ ابن دلاف وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں۔ عبدالرزاق نے فرمایا: معمر نے ایوب سے نقل کیا کہ کسی نے ذکر کیا: جہینہ کا ایک شخص سواریاں خریدتا اور گراں قیمت لے لیتا جس کی وجہ سے اس پر اتنے قرضے ہو گئے کہ وہ مفلس ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا: کسی کی نماز روزے سے دھوکا نہ کھانا، دیکھنا ہے تو آدمی کی گفتگو میں سچائی، امانت میں وفا اور جب وہ لاپروا ہو تو اس کی پرہیزگاری دیکھو۔ پھر فرمایا: سنو! جہینہ کا اسیفع، پھر اس طرح کی بات ذکر کی۔ اور ابن عیینہ سے بحوالہ زیاد اور وہ ابن سعد ہیں ابن دلاف سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ [2]

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۴۶۳ (ز) اشرف بن حمیری [3]

بن ذھل بن زید بن کعب بن عکیب بن اسد بن حارث بن عتیک بن ازد اسدی (متحرک لفظ ہے) زمانۂ نبوی پایا اور ان کا بیٹا عمرو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں جنگ جمل کے روز شہید ہوا۔ یہ بات رشاطی نے شجرۂ بغدادیہ سے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی کے جمہرہ میں ان کا ذکر ہے لیکن انہوں نے ان کے والد کا نام بختری بتایا ہے۔ فاللہ اعلم

اور یہ ذکر کیا کہ ان کے پوتے زیاد بن عمرو بن اشرف کو ازد نے، عبیداللہ بن زیاد کے حادثہ میں یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد اپنا سردار بنالیا۔ وہ حجاج کی پلٹن کے کمانڈر تھے۔

---

[1] مؤطا مالک کتاب الوصیۃ باب جامع القضاء و کراھیۃ... (حدیث ۱۵۰۰)

[2] مصنف لعبد الرزاق (حدیث ۲۰۱۹۲) المطالب العالیۃ (حدیث ۲۶۰۸)

[3] اسد الغابۃ (ت ۱۸۳)

۴۶۴ اشعث بن عبدالحجر

بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب العامری الکلابی۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ وہ قادسیہ اور حیرہ میں شریک تھے انہی جنگوں میں وہ کہتے ہیں، جب ان کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں۔

''سیلحین اور قصر میں میری سواری کی ٹانگیں اس خدشہ سے کاٹ دی گئیں کہ مجھے عار دلائی جائے''۔

۴۶۵ (ز) اشعث بن میناس السکونی

زمانہ نبوت پایا ہے۔ سیف نے فتوح میں اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے انھیں اور ان کی قوم کے لوگوں کو ۱۵ھ میں حمص اتارا۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۴۶۶ اشہب بن حارث

ہزلہ بن مُعتِّب بن احب بن غوث الغَوی۔ آمدی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ شاعرو شہسوار جاہلی شخص تھے اسلام کا زمانہ پایا۔ یوم الزعفران کے معرکہ میں روم کے شہر میں شہید ہوئے ان کے ہمراہ ان کے بھائی بھی جام شہادت نوش کر گئے۔ ابوعمرو شیبانی نے ان کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔

۴۶۷ اشہب ابن رُمیلہ

ابن ثور بن ابی حارثہ بن عبدالمدان بن جندل بن نہشل بن دارم بن عمرو بن تمیم رمیلہ ان کی والدہ ہیں۔ یہ ابوعمرو شیبانی کا قول ہے، فرماتے ہیں کہ وہ جندل بن مالک بن ربعی نہشلی کی کنیز تھیں جن سے ثور کی زمانہ جاہلیت میں چار اولادیں ہوئیں: رباب، جناء، سویط اور اشہب۔ پورے عرب میں زبان، ہاتھ اور طاقت میں مضبوط بھائی تھے۔ چاروں نے اسلام کا دور پایا تو مشرف با اسلام ہوئے۔ مال بکثرت ہوا۔ اور اتنا غلبہ پایا کہ جب صمان کے کسی گھاٹ پر پڑاؤ کرتے تو اپنی من پسند جگہ سے لوگوں کو روک دیتے۔ کسی سال یہ لوگ ایک گھاٹ پر فروکش ہوئے تو بنی قطن کے کسی فرد نے، جس کا نام بشر بن صبیح اور کنیت ابو بذال تھی، اپنا اونٹ ایک حوض پر اتار دیا، جسے رباب بن رمیلہ نے لاٹھی مار کر زخمی کر دیا جس سے بنی رمیلہ اور بنی قطن میں لڑائی چھڑ گئی۔ بنوقطن نے ابواسماء ابی بن اشیم نہشلی کو قید کر لیا وہ بنی جرول بن نہشل کا سردار تھا اور بنی رمیلہ کے ساتھ تھا۔ تو نہشل بن جری نے کہا: بنی قطن! یہ تمہاری لڑائی میں شریک نہ تھا۔ اس سے یہ عہد لے لو کہ وہ تمہارے مقابلہ سے اپنی قوم کو ہٹا کر واپس لے جائے اور اسے آزاد کر دو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یوں وہ اپنی قوم کے ستر افراد لے کر چلا گیا۔

اشہب بن رمیلہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو ان سے صلح کر کے اپنے بھائی رباب بن رمیلہ کو ان کے حوالے کر دیا اور جس لڑکے کے چوٹ لگی تھی اسے لے لیا۔ وہ کچھ ہی دن رہا اور چل بسا، تو اشہب نے بنی قطن کی جانب دیت دینے کا پیام بھیجا۔ انہوں نے عباد بن مسعود، مالک بن ربعی، مالک بن عوف اور قعقاع بن معبد سے مدد طلب کی، ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ: جب تک اس نوجوان کا قاتل قتل نہیں کیا جاتا ہم راضی نہیں ہوں گے اور رباب کو قتل کرنا چاہا۔ رباب نے کہا: مجھے دو رکعت پڑھ لینے دو۔ چنانچہ

انہوں نے نماز پڑھی پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اپنے رب کی ضرورت ہے میں نے صرف اس لئے زیادہ دیر نماز نہیں پڑھی مبادا یہ لوگ موت کا خوف نہ سمجھنے لگیں۔ پھر انہیں مقتول کے بیٹے کے سپرد کر دیا گیا، اس کا نام خزیمہ تھا اس نے ان کی گردن اتار دی۔ یہ سارا واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنے کے زمانہ میں پیش آیا۔ جس پر اشہب کو ندامت ہوئی اور اپنے بھائی کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

''اے میری دونوں آنکھو! اگر تم پوری رات بیدار رہ کر جزع فزع کرتی رہو تو تمہارے بھائی سے یہ آنسو کم ہیں۔ بہت سی رباب پر رونے والی اور کئی کہنے والے کہیں گے اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دے کس قدر پاکدامن اور مضبوط نوجوان تھا۔ رباب کے بارے میں جو میری رائے تھی جس کی وجہ سے وہ ضائع ہو گیا اس پر مجھے میری قوم نے اور خود میرا ضمیر ہر وقت ملامت کرتا رہتا ہے۔ اگر میرا دِل لوہے کا ہوتا تو بھی پگھل جاتا اور اگر صفا کا ٹکڑا ہوتا تو پھٹ جاتا''۔ [1]

مرزبانی نے معجم الشعراء کے حرف زا میں ان کا ذکر کر کے ان کے وہ اشعار پڑھے جو انھوں نے ابوبذال کو قتل کرنے کے وقت کہے تھے۔

میں نے اس سے کہا: اے ابوبذال صبر سے کام لو۔ اللہ کی قسم! تجھے ضرور علم ہو جائے گا کہ مجھے کوئی پروا نہیں کہ تو آخری راتوں کو بھی نہ لوٹے۔ صبر کر چاند کے نکلنے تک جب شوال کا پہلا دِن ظاہر ہو۔

فرماتے ہیں: جب ابوبذال کے بدلے رباب کو قتل کیا گیا تو اشہب نے یہ اشعار کہے:

''جب میں نے دیکھا کہ قوم کی رسیوں سے رباب بندھا ہوا ہے، میری وجہ سے یہ مصیبت اس نے خریدی، پھر بھی وہ کمزور نہ تھا''۔

فرماتے ہیں: رباب کی جلد سب سے زیادہ سخت تھی۔

۴۶۸ اشہب بن ورد

بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ السلمی۔ زمانہ نبوت پایا ہے ان کے بیٹے زیاد صفین میں اور بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے یہ بات ابوعمرو شیبانی نے ذکر کی ہے۔

باب الالف جس کے بعد صاد ہے

۴۶۹ اصبغ بن حجر

بن سعد ہمدانی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب ان کے بھائی یزید بن حجر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تو اصبغ ناراض ہو کر حضرت معاذ کے قتل کے واسطے راستے میں بیٹھ گئے۔ لیکن اس کا موقع ہاتھ نہ آیا۔ پھر خود بھی اسلام

---

[1] مختار الاغانی (۲۸٤/۱)

لے آئے اور ان کا اسلام اچھا ہو گیا۔ ہمدانی نے اپنی کتاب انساب میں یہ بات ذکر کی ہے۔

۴۷۰ اصبغ بن عمرو

بن ثعلبہ بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب کلبی قضاعی۔ پہلے عیسائی تھے پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر نبی ﷺ کی حیات میں ہی مسلمان ہو گئے اور عبدالرحمٰن نے نبی ﷺ کے حکم سے ان کی بیٹی ''تماضر'' سے شادی کر لی۔ یہ بات واقدی نے سعید بن بانک کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ اور اسے دارقطنی نے افراد میں محمد بن حسن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد کی سند سے بحوالہ سعید بن بانک، عطاء سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، فرمایا: نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن کو بلا کر فرمایا: ''تیار ہو جاؤ میں تمہیں ایک مہم پر روانہ کرنے والا ہوں''۔ [1] حدیث کا حوالہ دیا۔ اسی میں ہے کہ عبدالرحمٰن چل نکلے بالآخر اپنے ساتھیوں سے جا ملے اور انھیں لے کر دُومۃ الجندل آ گئے۔ یہاں پہنچنے پر آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی جو تین دِن تک دیتے رہے۔ جب تیسرا دِن ہوا تو اصبغ بن عمرو الکلبی جو پہلے نصرانی تھے اسلام لے آئے، وہ ان کے سردار تھے۔ تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے واقعہ کی اطلاع جہینہ کے ایک شخص رافع بن مکیث کے ہاتھ نبی ﷺ کو لکھ بھیجی۔ نبی ﷺ نے انھیں جوابی خط بھیجا کہ اصبغ کی بیٹی سے شادی کر لو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس (عورت) کا نام تماضر تھا جن سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ یہ تمام قصہ میں نے احمد بن حسن زینی کے سامنے پڑھا۔ محمد بن احمد بن خالد بارقی نے انہیں بتایا۔ انھیں ابراہیم بن محمد بن مناقب، انہیں ابوالیمن کندی نے انہیں ابومنصور قزار انہیں حسین بن نقور نے انہیں ابوسعد اسماعیلی نے دارقطنی کے چناؤ سے، فرماتے ہیں ہمیں ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی نے انہیں محمد بن حسن تلمیذ ابی حنیفہ نے بتایا پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ دارقطنی فرماتے ہیں اسے سعید سے محمد بن حسن روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ اور ان سے ابوسلیمان کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: واقدی کی سعید سے جو روایت ہے وہ اس اطلاق کی تردید کرتی ہے۔ واللہ اعلم

۴۷۱ (ز) اصبغ بن نباتہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی۔ ابن ماجہ نے ان کی روایت کردہ حدیث نقل کی ہے اور ابن عساکر نے جو روایت کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے انہوں نے زمانۂ نبوی پایا ہے، اس واسطے کہ انہوں نے عبدالرحیم بن محرز فزاری کے سوانح میں ہشام بن کلبی کی سند سے بحوالہ ابویعلی (جن کا نام سوید بحستانی ہے) مرہ بن عمر سے وہ اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ خلافت صدیقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرموت سے ایک شخص آیا۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا، جس کا تذکرہ مدرک بن زیاد کے احوال میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

۴۷۲ اصنحبة

باسے بعد والے میں آتا ہے۔

---

[1] کنز العمال (حدیث ۳۰۲۸۹) تهذیب تاریخ دمشق (۸۶/۳)

۴۷۳ اصحمة بن ابجر النجاشی [1]

شاہِ حبشہ، عربی میں ان کا نام عطیّہ ہے اور لقب نجاشی، نبی ﷺ کے عہد میں اسلام لے آئے مگر آپ کی طرف ہجرت نہیں کی۔ وہ مسلمانوں کے لئے نفع بخش مددگار تھے۔ مغازی میں ان کا قصہ مشہور ہے جس میں انہوں نے اپنی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں سے آغازِ اسلام میں حسن سلوک کیا تھا۔ اور ''صحیح'' والوں نے نبی ﷺ کی ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ کا قصہ ذکر کیا ہے جو کئی طرق سے ثابت ہے ان میں سے ایک سعید بن مینا کی سند سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ اور ایک عطاء کی روایت سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج ایک نیک بندہ دنیا سے چل بسا جس کا نام اصحمہ تھا، اٹھو اور اصحمہ کا جنازہ پڑھو''۔ [2] چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کی اقتداء میں صفیں باندھ لیں۔ یہ قطان بحوالہ جریج اور وہ نبی ﷺ کی حدیث کے الفاظ (نقل کرتے) ہیں۔ اور ابن عیینہ کی بحوالہ ابن جریج روایت میں ہے ''آج نیک بندہ چل بسا اٹھو اور اصحمہ کا جنازہ پڑھو''۔ [3]

طبری اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ ۹ھ رجب میں پیش آیا، جبکہ دیگر لوگ کہتے ہیں: فتح مکہ سے پہلے رونما ہوا۔ ادھر ابن اسحاق بحوالہ یزید بن رومان، عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: جب نجاشی کا انتقال ہوا تو ہم لوگ سمجھنے لگے کہ اس کی قبر پر نور دکھائی دے گا۔ ابن شاہین، اور دارقطنی نے افراد میں معتمر بن سلمان کی سند بحوالہ حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو اور اپنے بھائی نجاشی کی نمازِ جنازہ پڑھو''۔ [4] تو کسی نے کہہ دیا آپ ﷺ ہمیں ایک حبشی کافر کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا کہہ رہے ہیں جس پر یہ آیت: ''کچھ اہل کتاب ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں'' (آل عمران: ۱۹۹) نازل ہوئی۔ تا اختتامِ سورت۔

دارقطنی نے کہا: ہمیں معلوم نہیں کہ اسے ابوھانی احمد بن بکار کے سوا کسی نے معتمر سے نقل کیا ہو۔ اور زمعہ بن صالح کی سند سے بحوالہ زھری اور یحییٰ بن سعید، سعید بن المسیب سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک صبح ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی اصحمہ نجاشی فوت ہوگیا۔ اب اس کی نمازِ جنازہ پڑھو''۔ [5] فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جلدی سے اٹھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ فوراً اٹھے اور عیدگاہ پہنچے، آپ کھڑے ہوئے ہم نے صفیں بنائیں اور آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں۔

لفظ ''نجاشی'' نون کے زبر سے مشہور ہے، کسی نے کہا کہ ثعلب سے منقول ہے کہ نون کے زیر سے اور جیم مخفف ہے اور بحوالہ مطرزی جیم کی تشدید کو غلط کہا ہے البتہ آخر میں یا مشدد ہے مطرزی نے تخفیف نقل کی اور اسے صنعانی نے ترجیح دی ہے۔ اصحمہ اَرْبَعہ کے وزن پر ہے اس کی حاء مہملہ (نقطے کے بغیر) ہے بعض نے معجمہ (نقطے والی) کہی ہے بعض کا قول ہے کہ ہے تو اسی طرح البتہ میم صاد سے پہلے ہے اور ایک قول ہے شروع میں الف کی جگہ میم ہے، جو مستدرک حاکم میں ابن اسحاق سے مروی ہے ابن اسحاق سے

---

[1] اسد الغابة (۱۸۸) [2] التمهيد (۳۳۱/٦) مسند حميدى (حديث ۱۲۹۱) [3] سابقہ حوالہ گزر چکا۔

[4] مسلم كتاب الجنائز باب التكبير على الميت (حديث ٦٧) نسائى باب الامر بالصلاة على الميت (حديث ۱۹٤٥)

الكامل فى الضعفاء (حديث ۲۲۷۸/٦)

[5] المعجم الكبير (حديث ۱۹۹/۱۸) المطالب العالية (۷٥٤) مجمع الزوائد (حديث ٤۲۰٦)

پہلا قول زیادہ مشہور ہے یوں ان کے نام میں چھ مختلف الفاظ بن جاتے ہیں، جنہیں میں نے یکجا نہیں دیکھا۔

۴۷۴ (ز) اصعر بن قیس

بن حارث بن وقاص بن صلاۃ بن معقل بن ربیعہ بن کعب بن حارث حارثی زمانۂ نبوی پایا ہے۔ ابن کلبی نے جمہرہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ قادسیہ کے روز بنی حارث کے صاحب علم تھے۔

۴۷۵ اصخمہ (خا نقطے والی)

سابق میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۷۶ (ز) اصمع بن مظہّر

بن ریاح بن عبد شمس بن اعیا بن سعد بن عبد بن غَنم بن قتیبہ بن مَعْن بن مالک بن اعصر باہلی، عبدالملک بن قریب بن علی بن اصمع اصمعی کے دادا، ابوعبید بکری نے شرح امالی القالی میں لکھا ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ دیکھا ہے اور جنگ اھواز میں زخمی ہوئے۔ ابن حزم [1] نے جمہرہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے زمانۂ نبوی پایا ہے اور وہ اور ان کے والد سب اسلام لے آئے تھے۔ مبرّد نے کامل میں ان کے بیٹے علی بن اصمع کا جو قصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حجاج بن یوسف کے ساتھ پیش آیا ہے، لکھا ہے۔

باب الالف جس کے بعد طاء ہے

۴۷۷ اُطّ بن ابی اطّ

بنی سعد بن بکر کے فرد۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایام صدیقی میں رہے۔ عراق میں نہر اُطّ انہی کی جانب منسوب ہے، چونکہ حضرت خالد نے انہیں اس علاقے کے خراج پر مقرر کیا تھا اس لیے وہ نہران کی جانب منسوب ہوگئی۔ یہ بات طبری نے بحوالہ سیف نقل کی ہے۔ ایک دوسری جگہ لکھا ہے اُطّ بن سوید، ہوسکتا ہے یہ ان کے والد کا نام ہو۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ میں نے قابل اعتماد آدمی کی تحریر سے دیکھا ہے، شروع والے حرف ہمزہ پر پیش ہے۔

۴۷۸ اعبد بن فدکیّ

ابولیلیٰ سعدی کے بھائی، ارتداد کی جنگ اور فتوح میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے انہیں قعقاع کے ہمراہ حیرہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ یہ بات طبری نے بحوالہ سیف نقل کی ہے۔ ابن فتحون نے ان کا بھی استدراک کیا ہے۔

۴۷۹ اعور بن ورد

بن حذیفہ بن بدر فزاری، عیینہ بن حصن کے چچا زاد بھائی۔ زمانۂ نبوی پایا ہے۔ ان کے بیٹے ربیعہ بن اعور نے عقیل بن علفہ

---

[1] الجمهرة (٣٢)

بن حارث بن معاویہ مری کی مقابلہ میں ہجو کی ہے۔

باب الالف جس کے بعد غین ہے

۴۸۰ اغلب العجلی

رجزیہ شاعر پہلے حصے میں گزر چکے ہیں۔

باب الالف جس کے بعد فاء ہے

۴۸۱ (ز) افلح

ابوایوب انصاری کے غلام، کنیت ابوکثیر تھی۔ زمانۂ نبوت پایا ہے، اس واسطے کہ وہ خلافت صدیقی میں تمر کے چشمہ سے قید کیے گئے۔ حضرت عمر، عثمان اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے ان کی روایت ہے۔

عجلی کا قول ہے کہ وہ ثقہ اکابر تابعین سے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے اپنی تاریخ میں ابن سیرین سے صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ وہ حرہ میں شہید کر دیئے گئے۔ یہ ۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی روایت لی ہے۔

باب الالف جس کے بعد قاف ہے

۴۸۲ (ز) اقرع (مؤذن عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پادری سے کہا تھا کیا تم مجھے (اپنی) کتاب میں مذکور پاتے ہو؟ اس نے کہا: ہم آپ کو لوہے کا قرن دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لوہے کے قرن سے کیا مراد؟ اس نے کہا: سخت کام۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ اکبر''۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ قول وہ روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبداللہ بن شقیق عقیلی، ابوداؤد نے یہ اثر (صحابی کا قول) اسی مفہوم میں ذکر کیا ہے جو میں نے ذکر کیا۔ اس واسطے کہ جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں اذان پر مقرر رہو اس کا تقاضا ہے کہ اس نے بڑی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دیکھا ہے۔ ابن حبان نے [3] ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۳ اقیشر اسدی

ان کا نام مغیرہ بن عبداللہ ہے میم میں آئے گا۔

---

[1] تاریخ الثقات (۷۱) [2] التاریخ الکبیر (۲/۵۰) [3] الثقات (٤/٥٢)

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۴۸۴ اکتل بن شمّاخ ✿

بن زید بن شداد بن صخر بن مالک بن لائی بن ثعلبہ بن سعد بن کنانہ بن حارث بن عوف العکلی ۔ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جسر میں شریک تھے۔اسی دن انہوں نے مردشاہ کو گرفتار کر کے اس کی گردن اتار دی۔ جنگ قادسیہ میں بھی شرکت کی جس میں ان کے اچھے کارنامے ہیں۔اسی دارقطنی نے مؤتلف میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا کہ شعبی نے ان سے ایک روایت نقل کی ہے۔

ابن کلبی کا قول ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب اکتل کو دیکھتے فرماتے: جو کسی خوبصورت فصیح کو دیکھنا چاہے وہ اکتل کو دیکھ لے۔ابن عبدالبر ✿ نے اسی کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے کیونکہ انہوں نے زمانۂ نبوی پایا ہے۔ واللہ اعلم

۴۸۵ اکثم بن صیفیّ ✿

بن ریاح بن حارث بن مخاشن بن معاویہ بن شریف بن جروۃ بن اسید بن عمرو بن تمیم تمیمی مشہور صاحب حکمت شخص ہیں۔ حنظلہ بن ربیع بن صیفی کے چچا بنتے ہیں۔جو خود مشہور صحابی ہیں۔ابن عبدالبر نے کہا: ابن السکن نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر کے اچھا کام نہیں کیا۔

اور جو حدیث انہوں نے ذکر کی یہ ہے کہ جب اکثم بن صیفی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع ملی تو اس نے آپ کے پاس آنا چاہا تو اس کی قوم نے اسے نہ جانے دیا، تو اس نے کہا: پھر کوئی ایسا شخص چلا جائے جو میرا پیام آپ کو اور اُن کا پیام مجھے پہنچا دے۔ پھر دو شخص پیش ہوئے کہ ہم جاتے ہیں، وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، کہنے لگے: ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں؟ آپ کی حیثیت کیا ہے اور آپ کا پیام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں''۔ ✿ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے قرآن کی یہ آیت: ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے''۔ (نحل: ۹۰) وہ دونوں اکثم کے کے پاس آئے اور اس سے یہ ساری بات ذکر کی تو اس نے کہا: ''اے قوم! وہ شخص اچھے اخلاق کا حکم دیتا اور برے اخلاق سے منع کرتا ہے لہٰذا اس کام میں تم پہل کرنے والے بنو پیچھے رہنے والے مت بنو!'' پھر کچھ ہی عرصے بعد اس کی وفات ہوگئی۔ وفات کے وقت اس نے کہا: ''میں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور صلہ رحمی کی وصیت کرتا ہوں پھر اس کی وصیت میں باقی حدیث ذکر کی''۔

ابن سکن نے کہا: ابن صاعد نے ہم سے بحوالہ حسن بن داؤد، محمد بن منکدر سے وہ عمر بن علی مقدمی سے وہ علی بن عبدالملک

✿ اسد الغابۃ (ت ۲۱۶) الاستیعاب (ت ۱۵۸) ✿ الاستیعاب (۲۲۹/۱) ✿ اسد الغابہ (۲۱۸) تجرید (۲۷/۱)

✿ بخاری کتاب الصلح باب کیف یکتب هذا ما صالح فلان بن فلان (حدیث ۲۶۹۹) ترمذی کتاب الدعوات باب ۹۷ (حدیث ۳۵۳۲) مسند احمد (۲۱۰/۱) دلائل النبوۃ (۱۱۶/۱) کنز العمال (حدیث ۳۱۸۶۷) تهذیب تاریخ دمشق (۲۷٤/۱)

سے وہ عمیر سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں پھر اس حدیث کا ذکر کیا وہ روایت مرسل ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: اس روایت سے کسی ایسی چیز کا ثبوت نہیں ملتا جس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ابن فتحون نے کہا کہ باوردی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح ابن سکن ان کا ذکر کرتے اور وہ روایت ابراہیم بن یوسف سے بحوالہ منکدر نقل کرتے ہیں۔ لیکن اموی نے مغازی میں ان کا ذکر کیا کہا کہ میرے چچا نے عبداللہ بن زیاد کے حوالہ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں مجھے اپنے کسی ساتھی نے بتایا اور عبدالملک کے حوالہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی۔ اور یہ اضافہ کیا کہ ان کے نزدیک اونٹ لایا گیا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے سوار ہوئے لیکن راستے میں وفات پا گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ کہا جاتا ہے یہ آیت:

''جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف مہاجر بن کے نکلے پھر اسے موت آ جائے تو اس کا اجر و ثواب اللہ کے ہاں ثابت ہو گیا''۔ (سورة النساء: ۱۰۰)

عبداللہ بن زیاد وہ ابن سمعان ہے جو ایک متروک راوی ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو ابن عبدالبر کے خلاف ان کے اسلام لانے کے بارے میں حجت قائم ہو جائے گی یوں ان کی شرط کے مطابق یہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں گے جنہیں اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ جن کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں ہوئی۔

مجھے اس روایت کا شاہد مل گیا ہے جسے ابو حاتم سجستانی نے کتاب المعمرین میں عمرو بن محمد سعدی سے بحوالہ عامر شعبی نقل کیا ہے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق پوچھا فرمایا: یہ اکثم بن صیفی کے بارے میں نازل ہوئی، میں نے عرض کیا: لیثی کہاں تھے؟ فرمایا: یہ لیثی سے بہت زمانہ پہلے کی ہے یہ آیت خاص، عام ہے۔ نیز ابو حاتم نے معمرین میں رشدین بن کریب سے وہ اپنے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔

اصمعی نے کہا: ہمیں ابو حاضر اسدی نے بحوالہ اپنے والد بتایا کہ اکثم نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو اپنے بیٹوں کو جو وصیت کی تھی یہ...... پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ عسکری نے کتاب الصحابہ کی اس فصل میں ''جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن آپ سے ملاقات نہ ہوئی'' نقل کیا ہے اہل تاریخ نے یہ روایت کی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے نکلے لیکن ان کے بھتیجے نے راستے میں انہیں دھوکا دے دیا تا کہ واپس آ جائیں۔ ان لوگوں کا پانی ختم ہو گیا اور واپس آئے تو راستے میں یہ پیاس سے فوت ہو گئے۔

ابن مندہ نے ان کا یہ واقعہ نقل کرنے میں ابن السکن کی پیروی کی ہے اور مذکورہ روایت انہی سے نقل کی ہے۔ البتہ اس سے زیادہ ذکر نہیں کیا۔ پھر اکثم بن صیفی کے حالات ذکر کر کے کہا: وہ عبدالعزی کے بیٹے ہیں اس کے بعد ان کا نسب اکثم بن الجون خزاعی ذکر کیا، پھر کہا: اکثم بن الجون، ان کے علیحدہ سوانح ذکر کیے، تو یہ بات ان کی غلطیوں میں شمار ہوتی ہے۔

اکثم کے جس قصہ کی طرف عسکری نے کتاب الصحابہ میں اشارہ کیا ہے مجھے طویل مل گیا ہے۔ جس میں ان کے اسلام لانے کی وضاحت ہے۔ ابو حاتم نے معمرین میں لکھا ہے: کہ جب اکثم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بات سنی تو اپنے بیٹے حبیش کو آپ کی خبر لانے کے لیے بھیجا اور جاتے وقت اسے یہ وصیت کی کہ میں تمہیں چند باتوں کی نصیحت کرتا ہوں انہیں میرے ہاں سے نکلتے سے واپس آنے تک پلے باندھ لو۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ باتیں لکھوا بھیجیں۔

''میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مجھے اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں یہ کہوں

کہ اللہ کے سوا کوئی دعاء وعبادت کے لائق نہیں''۔

(واپسی پر) اکثم نے اپنے بیٹے سے پوچھا: تم نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا: میں نے دیکھا وہ اچھے اخلاق کا حکم دیتے اور برے اخلاق سے روکتے ہیں۔ جس پر اکثم نے اپنی قوم کو جمع کر کے انہیں آپ علیہ السلام کی اتباع کی دعوت دی۔ اور ان سے کہا: دیکھو! سفیان بن مجاشع نے اس شخص سے محبت کی وجہ سے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا تھا۔ اور نجران کا پوپ ان کے دین اور بعثت کی اطلاع دیتا تھا اس واسطے اس کے دین کے پہلوٹھوں میں شامل ہو جاؤ اور پھسڈی نہ بنو۔

(یہ باتیں سن کر) مالک بن نویرہ ان سے کہنے لگا: لوگو! تمہارا یہ بوڑھا بہک گیا ہے۔ تو اکثم نے کہا: غمگین کے لیے غم سے خالی سے خرابی ہے، اللہ کی قسم! مجھے تم پر افسوس نہیں۔ لیکن عوام کا صدمہ ہے پھر انہوں نے اپنی قوم میں منادی کرائی تو سو آدمیوں نے ان کی بات مان لی۔ جن میں اقرع بن حابس سلمی بن قیس، ابوتمیمہ ہجیمی، رباح بن ربیع، ھنید، عبدالرحمن بن ربیع اور صفوان بن اسید شامل تھے۔ اکٹھے ہو کر چل نکلے ابھی مدینہ سے چار راتوں کے فاصلے پر تھے کہ ان کے بیٹے جیش کو ان کا جانا بھلا نہ لگا اور اپنے والد کے ساتھیوں کے اونٹ ذبح کر دیئے اور ان کے مشکیزے اور چھاگلیں پھاڑ دیں۔ یوں ان کے پاس نہ سواری رہی اور نہ پانی، پیاس نے انہیں لاغر کر دیا۔ اکثم کو تو موت کا یقین ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جانا اور اسے بتانا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور دیکھنا اگر اس کے پاس اس کی باتوں کے مطابق کوئی کتاب ہو تو اس پر ایمان لے آنا اس کی پیروی اور نصرت کرنا۔ جب یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو سب کے سب اسلام لے آئے۔ ادھر حاجب اور وکیع کو اکثم کے جانے کی خبر ملی تو وہ دونوں ان کے پیچھے نکل پڑے۔ اور ان کے ساتھیوں کے پاس آ گئے۔ ان سے پوچھا اکثم نے تمہیں کس کام کا حکم دیا تھا؟ انہوں نے کہا: اس نے ہمیں اسلام لانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ یہ دونوں بھی ان کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ [1]

ابوحاتم کا قول ہے کہ اکثم تین سوتیں (۳۳۰) سال زندہ رہے اسی طرح ان کے والد صیفی لمبی عمر والے شخص تھے وہ دوسو ستر (۲۷۰) سال زندہ رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اکثم ایک سونوے (۱۹۰) سال زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں مرزبانی نے ان کے یہ اشعار پڑھے ہیں:۔

''اگر کوئی شخص ایک سونوے سال تک زندہ رہے تو جاہل شخص زندگی سے اکتا تا نہیں۔ دس پورے کیے دوسو سال ہو گئے۔ جبکہ زمانے کی رفتار سے یہ بھی کم نہیں۔ [2]

خطیب نے یہ دونوں شعر ابوحاتم کی سند سے نقل کیے ہیں۔ اور ان سے یہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے:

''انسان کا دل اس کا لوتھڑا ہے جیسے اس کا باقی بدن گل سڑ جائے گا ایسے ہی دل بھی ختم ہو جائے گا''۔

خطیب نے کہا: وہ صاحب حکمت وبلاغت انسان تھے۔

---

[1] بیہقی فی شعب الایمان (حدیث ۱۸۰۴۳) [2] الاشتقاق (۲۰۷)

۴۸۶ اُکدر بن حمام

بن عامر بن صعب بن کثیر بن عکارمہ بن ہذیل بن زرّ بن تمیم اللخمی۔ زمانۂ نبوی پایا ہے۔ سعید بن عفیر کا قول ہے کہ وہ اور ان کے والد فتح مصر میں شریک تھے۔ ابو عمر کندی نے کتاب الخندق میں لکھا ہے: یحییٰ بن ابی معاویہ بن خلف بن ربیعہ نے اپنے والد کے حوالہ سے مجھے بتایا کہ ولید بن سلیمان نے کہا: کہ اکدر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ دیندار فضیلت والے اور دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے شخص تھے۔

صحابہ کی مجلس میں بیٹھتے ان سے روایت لیتے۔ وہی میراث کے مسئلہ اکدریہ والے ہیں۔ ان میں سے تھے جو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی وجہ سے ان کی قوم سے اچھا برتاؤ کرتے، ان کی طرف عطیات بھیجتے ان کا اعزاز واکرام کرتے اور انہیں بلند مقام پر جگہ دیتے۔ جب مروان نے اہل مصر کا محاصرہ کیا تو اکیدر نے ان کے خلاف اپنی قوم کو لا جمع کیا اور ہر ایسے طریقے سے ان کے خلاف جنگ کی جو اسے ناپسند تھا۔ بعد میں جب اہل مصر نے مروان سے صلح کر لی تو مروان یہ بات بھانپ گیا کہ اکدر پھر سے اپنی سرگرمیاں شروع کر دے گا تو اس نے اس کے خلاف شام کے کچھ لوگوں کو جمع کیا جنہوں نے اس کے خلاف ایک شخص کے قتل کا دعویٰ کر دیا۔ مروان نے اسے بلایا اور انہوں نے گواہی قائم کر کے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

راوی کا بیان ہے مجھے موسیٰ بن علی بن رباح نے بحوالہ اپنے والد بتایا کہ میں اس وقت مروان کے دروازے پر کھڑا تھا جب اس نے اکدر کو بلایا۔ اسے پتہ نہ تھا کہ مجھے کس لئے بلایا گیا ہے۔ پھر جلد ہی اسے قتل کر دیا گیا۔ جس پر فوج نے شور مچا دیا: اکدر قتل ہو گیا، اکدر قتل ہو گیا۔ تو سب ہتھیار باندھے مروان کے دروازے پر آ موجود ہوئے جو تعداد میں اسّی ہزار سے زیادہ انسان تھے۔ مروان نے مارے خوف کے دروازہ بند کر لیا تو یہ سب لوگ کریب بن ابرھہ کے پاس پہنچے۔ سارا واقعہ اسے بتایا وہ اپنی بیوی بسیہ بنت حمزہ بن عبد کلال کے جنازے میں مشغول تھا۔ جنازے سے فراغت کے بعد ان کے ساتھ مروان کے پاس آیا۔ مروان نے کہا: ابو رشید ادھر آؤ! اس نے کہا: امیر المومنین! بلکہ آپ ادھر آئیں۔ مروان اٹھ کر اس کی طرف گیا تو اس نے اپنی چادر اس پر ڈال کر کہا: میں اس کا پڑوسی ہوں تو سارا لشکر واپس ہو گیا۔ یوں اکدر کا خون رائیگاں گیا۔

ابو عمر کندی نے ابن لہیعہ کے طریق سے روایت کی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرے کی راتوں میں اکدر بن حمام مدینہ میں بیمار ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے آئے، فرمایا: کیسی طبیعت ہے؟ کہا: امیر المومنین! جو حال آپ دیکھ رہے ہیں، فرمایا: ہرگز نہیں، تم ایک عرصہ جیتے رہو گے ایک دھوکے باز تمہیں فریب دے گا اور تم جنت جاؤ گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بیہقی نے شعب میں عمرو بن حارث کی سند سے بحوالہ سعید بن خدیج بن صومی سے نقل کیا کہ انہوں نے اکدر بن حمام سے سنا فرماتے ہیں: مجھے ایک صحابی نے بتایا: کہ ایک دن ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے، تو ایک نوجوان سے ہم نے کہا: جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو! جہاد کے برابر کس چیز کا رتبہ ہے؟ اس نے جا کر پوچھا، آپ نے فرمایا: کوئی چیز بھی نہیں۔ [1]

---

[1] مسلم کتاب الامارة باب فضل الشهادة في سبيل الله (حديث ٤٨٤٦).
ترمذي في كتاب فضائل الجهاد باب ماجاء في فضل الجهاد (حديث ١٦١٩).

ابوعمر کندی نے ابوبکر بن ابی مریم کی سند سے بحوالہ مسافر بن حنظلہ، اکدر بن حمام سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کام سیکھ لو ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کسی شخص کو کام کی ضرورت پڑ جائے۔''

ابن ابی شیبہ نے کہا: ہم سے وکیع نے بحوالہ سفیان نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے اعمش سے پوچھا: میراث کے مسئلہ کو اکدریہ کیوں کہا جاتا ہے؟ فرمایا: کہ عبدالملک بن مروان نے اکدر نامی ایک شخص کو یہ مسئلہ حل کرنے کو کہا تھا جو فرائض و میراث میں مہارت رکھتا تھا تو اس سے غلطی ہوگئی، وکیع فرماتے ہیں: اس سے پہلے ہم سنتے تھے کہ اس میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول تیرہ گوں (خلط ملط) ہے۔

میں کہتا ہوں اگر اعمش کا قول محفوظ ہے تو ہوسکتا ہے کہ عبدالملک نے بہت زمانہ پہلے یہ مسئلہ پیش کیا ہو کیونکہ عبدالملک مدینہ میں علم کا طلبگار تھا ورنہ یہ اکدر تو عبدالملک کو خلافت ملنے سے بہت عرصہ پہلے قتل ہو گئے تھے۔ تفسیر میں ابن المنذر نے علی بن مبارک سے بحوالہ زید بن مبارک، محمد بن ثور سے انہوں نے ابن جریج سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق نقل کیا ہے۔

''انہیں کوئی اذیت نہیں پہنچی''۔ (آل عمران : ۱۷٤)

فرماتے ہیں: بدر سے مشرکین کے ایک شخص نے اہل مکہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی اطلاع دی جس سے وہ لوگ خوفزدہ ہو کر بیٹھ گئے جس پر اس نے شعر کہے، فرماتے ہیں: لوگوں کا گمان ہے وہ اکدر بن حمام تھے۔

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۴۸۷ امرؤالقیس بن عدی[1]

بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم بن ہبل بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب کلبی، زمانۂ نبوت پایا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کے مسلمانوں کی قضاعہ شاخ کا امیر بنایا۔ حضرت علی اور ان کے بیٹوں حسن و حسین رضی اللہ عنہم نے انہیں پیام نکاح بھیجا، تو انہوں نے ان حضرات سے اپنی بیٹیاں بیاہ دیں۔ ان کی بیٹی رباب جن کے بارے میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جن سے آپ کی بیٹی سکینہ ہوئی۔

''تیری زندگی کی قسم مجھے اس گھر سے محبت ہے جس میں سکینہ اور رباب ہوں''۔

میں کہتا ہوں : ہم نے ان کا قصہ امالی ثعلب میں نقل کیا ہے فرماتے ہیں: ہم سے ابن شبیب نے بحوالہ زبیر، علی بن صالح سے وہ ابوالمثنی امیہ سے کہ مجھے کہ مجھے عبداللہ بن حسن نے بتایا فرماتے ہیں: مجھے میرے ماموں عبدالجبار بن منظور نے بحوالہ عوف بن خارجہ اطلاع دی۔ فرمایا: اللہ کی قسم! میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس تھا اتنے میں ایک شخص جس کے بال کم تھے لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ اس نے آپ کو خلافت والا سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: ایک نصرانی آدمی ہوں۔ میں امرؤالقیس بن عدی کلبی ہوں آپ اسے نہ پہچان سکے تو ایک شخص نے آپ سے کہا: یہ بکر بن وائل کا وہ ساتھی ہے جس نے جاہلیت میں ان پر حملہ کیا تھا۔ فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۲۲٤) الاستیعاب (ت ۷۳)

مسلمان ہونا چاہتا ہوں: آپ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے قبول کر لیا۔ پھر اس کے لئے نیزہ منگوا کر اس پر قضاعہ کے مسلمانوں کے لئے جھنڈا باندھ دیا۔ وہ بوڑھا شخص واپس ہوا تو جھنڈا اس کے سر پر لہرا رہا تھا۔ عوف فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ ان سے پہلے کوئی شخص جس نے کوئی نماز نہ پڑھی ہو اور کسی جماعت کا امیر بنایا گیا ہو۔ فرماتے ہیں: مجمع میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے اٹھے اور اسے جا ملے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عم زاد ہوں اور میرے یہ دونوں بیٹے ان کی بیٹی سے ہیں۔ ہم آپ سے سسرالی رشتہ قائم کرنا چاہتے ہیں، ہم سے نکاح کرا دو۔ تو اس نے کہا: علی! میں نے تم سے محیاۃ بنت امرئ القیس کا۔ اور حسن تم سے سلمٰی بنت امرئ القیس کا اور حسین تم سے رباب بنت امرئ القیس کا نکاح کر دیا فرماتے ہیں یہی سکینہ کی والدہ ہیں جن کے بارے حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تیری حیات کی قسم! مجھے اس گھر سے محبت ہے، جس میں سکینہ اور رباب رہتی ہیں''۔

اور یہ وہی ہیں جو ایک سال تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر مقیم رہیں اور اشعار کہے۔''

''ایک سال تک پھر تم پر سلام کا نام ہو۔ اور جو سال بھر روئے وہ معذور ہے''۔ [1]

۴۸۸ امیہ بن ابی عائذ الھذلی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ مخضرمی ہیں۔ اور بارش کی تعریف میں ان کے یہ اشعار پڑھے:

''میں ایسی بجلی والی بارش کے لیے بیدار رہا جو کشادہ روئی سے ہوئی۔ جو چاندنی راتوں میں چمکتی تھیں۔ جنوبی ہوا کی انگیز اسے رس بھری کر دیتی ہے اور شمالی ہوا اس کے پھل وصول کرتی اور بادِ صبا مری کھجور کا دودھ دھنے والی ہے''۔

ابو عمرو بن العلاء سے مروی ہے انہوں نے کہا: بارش کی تعریف میں یہ عمدہ کلام ہے۔

باب الالف بعدھا نون

۴۸۹ انس بن حذیفہ

قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۹۰ انس بن نواس

بن سیحان المحاربی، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی ہیں ان کا لقب الحبین ہے اور وہ یہ اشعار کہنے والے ہیں۔

''اگر تمہارے عقل مند تمہارے جاہلوں کو نہیں ہٹاتے تو تمہارے جاہل تمہارے اردگرد ایسے لوگ پالیں گے جو انہیں روکیں۔ دشمنوں کی بات مت سنو اس واسطے کہ میں دشمنوں کی عقلوں کی تیزی کو دور دیکھتا ہوں۔ [2]

---

[1] ذکرہ لبید بن ربیعۃ (۲۱۴)۔ [2] النقائض (۷۳۴)

۴۹۱ انس بن ھلال النمیریؓ

ان لوگوں میں سے تھے جن سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کی فتوحات میں مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو مدد پہنچائی تھی وہ اپنے بھائی مسعود بن حارثہ کے ساتھ شہید ہوئے۔طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۹۲ انیف بن یزید

بن فہدۃ الکلبی، یکے از بنی عمرو بن تمیم۔ان کے والد زمانۂ جاہلیت میں نامی گرامی شہسوار تھے۔ان کے بیٹے انیف کو زمانۂ نبوت میسر ہے۔انیف کا ایک بیٹا تھا جس کا نام غطفان تھا جو شاعر تھا۔جس کا خلافت یزید بن معاویہ اور اس کے بعد کے دور میں ذکر ملتا ہے۔وہی اس وقت کہتا ہے جب مسعود بن عمرو ازدی، عبیداللہ بن زیاد کے کام کے بارے میں، بنی تمیم کو رجزیہ اشعار سے برانگیختہ کرتا ہے۔ [1]

''اے آل تمیم یہ بات مذکور ہے اگر مسعود اس میں ناکام ہوگیا تو یہ مشہور ہو جائے گی اس لئے مقصورہ کی ایک جانب کو تھام لو''۔

چنانچہ بنی تمیم آئے اور مقصورہ میں مسعود کو منبر پر سے اتار کر اسے قتل کیا اور مالک بن مسمع کو اس کے گھر میں نظر بند کر لیا۔اور اس کے آس پاس والے گھر جلا ڈالے۔اسی کے بارے میں غطفان کہتا ہے:

''ابن مسمع نظر بند ہوگیا جو اپنے آس پاس کے محلات اور گھروں کو بچائے پھرتا تھا یہاں تک کہ ہم نے اس کے اردگرد آگ بڑھکا دی''۔

مرزبانی نے اپنے معجم میں اس کا تذکرہ کیا ہے اسی قصہ کے متعلق مرزوق تمیمی اپنی قوم کے کرتوت پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

''ہم نے معزول کیا اور ہم نے امیر بنایا جبکہ بکر بن وائل اپنے کپورے گھسیٹتے حلیف کی تلاش میں تھے''۔ [2]

باب الالف جس کے بعد واوٗ ہے

۴۹۳ اوس القرنی

اویس میں آئے گا۔

۴۹۴ اوس بن بجیر الطائی

زمانۂ نبوت پایا ہے اور جنگ بزاخہ میں خالد بن ولید کے دورِ صدیقی میں شرکت کی جہاں وہ کہتے ہیں اشعار:

''کاش! ابوبکر ہماری تلواریں اور جن بازوؤں اور گردنوں پر لگتی ہیں انہیں دیکھتے''۔

ایک اور شعر ہے:

''کیا تجھے پتہ نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں جو کفار پر عذاب کے کوڑے برساتا ہے''۔

---

[1] النقائض (۷۳٤) [2] النقائض (۷۲۰)

۴۹۵ اوس بن ثویب الثعلبی

زمانۂ نبوت حاصل ہے۔ امام بخاری[1] نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ دورانِ حج جریر بن عبداللہ نے مجھ سے کرائے پر اونٹ لیا۔ جس پر سوار ہو کر وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔

۴۹۶ اوس بن جذیمہ الھجیمی

انہیں زمانۂ نبوت میسر ہے۔ فتنۂ ارتداد میں ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے اپنی قوم کے ایک جھتے کے ساتھ ''سجاح'' جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، کے لشکر پر حملہ کیا۔ یہ بات سیف اور طبری نے ذکر کی ہے۔

۴۹۷ اوس بن ضَمعج الکوفی الحضرمیّ[2]

انہیں نخعی بھی کہا جاتا ہے۔ بڑے تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔ زمانۂ جاہلیت دیکھا ہے یہ ابن سعد کا قول ہے عجلی[3] کہتے ہیں: ثقہ ہیں۔ اسماعیل بن ابی خالد کا قول ہے: پہلے قراء میں سے ہیں۔ خلیفہ کا کہنا ہے کہ بشر کی گورنری میں ۷۴ھ میں فوت ہوئے امام مسلم اور چار (کتب ستہ میں سے) نے ان کی روایت لی ہے۔ لفظ ضَمعج ضاد کے زبر میم ساکن پھر عین بغیر نقطے والا پھر جیم ہے جس کا معنی ہے موٹا۔[4]

۴۹۸ اوس بن مغراء القُریعیّ

مخضرمی ہیں ابوالمغراء کنیت رکھتے تھے یہ مرزبانی کا قول ہے اور کہا کہ وہ فتوحات میں شریک رہے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دور تک زندہ رہے۔ نابغہ جعدی کے ساتھ ان کا قصہ ہے وہی یہ اشعار کہتے ہیں:

''تیری زندگی کی قسم! ملامت سے عامر کے کپڑے اس وقت تک بوسیدہ نہیں ہوں گے جب تک ان پر ماس، جلد باقی ہے''۔

ان کے وہ اشعار بھی ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے ہیں، جنہیں ابن سید الناس نے کتاب الصحابہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرنے والے لوگوں کے عنوان سے نقل کیا ہے اور کہا ہے: یہ مخضرمی ہیں۔ چند اشعار یہ ہیں:

محمد خیر من یمشی علی قدم   وصاحباہ وعثمان بن عفّانا

''زمین پر چلنے والوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دونوں ساتھی اور عثمان بن عفان سب سے بہتر ہیں''۔

چند ایک اشعار ابن اسحاق نے ''سیرۃ'' میں کہے ہیں: جب تک لوگ اپنے پڑاؤ کے قصد کریں گے سلامت رہیں گے یہاں تک کہ یوں کہا جانے لگے: ''آل صفوان کو پناہ دو''۔

یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس میں انہوں نے فتوحات وغیرہ کی مشکلات کو گنا ہے اور قریش پر فخر کیا ہے۔ ابن ابی طاہر کا قول

---

[1] تاریخ البخاری (۲/۱۸)
[2] اسد الغابۃ (ت ۳۰۹) تجرید اسماء الصحابۃ (۱/۳۶)
[3] تاریخ الثقات (۷۴)
[4] اسد الغابۃ (۱/۱۷۱)

ہے کہ ان سے بہتر کلام کسی نے نہیں کہا۔

۴۹۹ اوسط بن عمرو[1]

بعض نے ابن عامر اور ابن اسمٰعیل بجلی کہا ہے۔ ابو اسمٰعیل، ابو محمد اور ابو عمرو بھی کہا جاتا ہے۔ شام و حمص کے رہنے والے ہیں۔ زمانۂ نبوت نصیب ہوا۔ کئی طرق سے ان سے مروی ہے، فرمایا: نبی ﷺ کی وفات کے ایک سال بعد[2] ہم لوگ مدینہ منورہ آئے۔ جسے ابن ماجہ وغیرہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ ابن سعد نے شام کے طبقۂ اُولیٰ کے تابعین میں انھیں ذکر کیا ہے۔ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے روایت حاصل ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ ''الیوم واللیلۃ'' میں ان کی روایت نقل کی ہے۔ تاریخ حمص کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ وہ یزید کی طرف سے حمص کے والی مقرر ہوئے ان کا انتقال ۷۹ھ میں ہوا۔[3]

۵۰۰ اویس بن عامر[4]

کسی نے عمرو، تو بعض: اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدہ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قَرَن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد المرادی القرنی کہتے ہیں۔ مشہور عابد، زاہد شخص ہیں۔ نبی ﷺ کا عہد مبارک پایا ہے اور حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے بشیر بن عمرو، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت لیتے ہیں۔ ابن سعد نے کوفہ کے طبقۂ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے: وہ ثقہ راوی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کر کے کہا: اس کی سند میں تامل ہے۔ ابن عدی کا قول ہے: انہیں رؤیت حاصل نہیں، لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان کے وجود ہی کے منکر ہیں، البتہ ان کی اور ان کی باتوں کی اتنی شہرت ہے جس میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں۔

عبدالغنی بن سعید فرماتے ہیں: القَرَنی، قاف اور را کے زبر سے ہے۔ وہ اویس ہیں جن کے متعلق نبی ﷺ نے ان کے موجود ہونے سے پہلے ہی خبر دی تھی۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نیک مسلمانوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ ضمرہ نے اصبغ بن زید سے نقل کیا، فرمایا: اویس نبی ﷺ کے دور میں ہی اسلام لے آئے تھے۔ لیکن اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے آپ علیہ السلام کے پاس نہ آسکے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ[5] نے اپنی صحیح میں حدیث ابونضرہ بحوالہ اسیر بن جابر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بہترین تابعی اویس بن عامر نامی شخص ہوگا''۔ اور ان کی ایک روایت میں ہے: ''تم میں سے جس کی اس سے ملاقات ہو تو اسے کہنا وہ تمہارے لیے استغفار کرے''۔ انہی کی قتادہ کی سند سے بحوالہ زرارہ، اسیر بن جابر سے وہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تمہارے پاس اویس بن عامر آئے گا، اس کے ساتھ اہل یمن سے پھر وہ مراد سے پھر قرن کا ہوگا، اس کے برص ہوا ہوگا جس سے شفایاب ہونے کے بعد صرف درہم برابر جگہ باقی رہ جائے گی، اس کی والدہ ہوگی جس سے وہ اچھا سلوک کرتا ہوگا۔ اگر وہ اللہ کی قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے اگر تجھ سے ہو سکے کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے تو ایسا کر لینا''۔ (حدیث)[6]

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۳۲۸) [2] مسند احمد (حدیث ۸/۱) [3] الاستیعاب (۲۲۹/۱) [4] اسد الغابۃ (ت ۳۳۱)

[5] مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل اویس القرنی (حدیث ۶۴۳۹)

[6] حوالہ سابقہ مستدرک للحاکم (حدیث ۴۰۳/۳) الطبقات الکبری (۱۱۳/۶)

اسے بیہقی اور ابونعیم نے دلائل میں اور حلیہ میں اسی سند سے طویل نقل کیا ہے اس کے اور بھی طُرق ہیں۔ایک وہ جسے ابن مندہ نے سعد بن صلت کی سند سے بحوالہ مبارک بن فضالہ، مروان الاصغر سے وہ صعصعہ بن معاویہ سے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوفہ کا جب کوئی وفد آتا ان سے پوچھتے رہتے کیا تم لوگ اویس بن عامر قرنی کو جانتے ہو؟ وہ کہتے نہیں۔پھر اسی سے ملتی جلتی روایت ذکر کی۔ اسے ھدبہ بن خالد نے بحوالہ مبارک مروان الاصغر کی بجائے ابوالاصغر سے نقل کیا، ابویعلی نے اسے روایت کیا ہے۔

رویانی نے اپنی مسند میں بکر بن عبداللہ کی سند سے بحوالہ ضحاک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، پھر متقی اور برگزیدہ لوگوں کی تعریف میں حدیث ذکر کی۔فرماتے ہیں، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ان میں سے ایک شخص کیسے ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اویس ہوگا''۔ [1]

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت میں حدیث بیان کی کہ آپ نے حضرت عمرو، علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا، اگر اس سے ملاقات ہو تو اپنے لئے استغفار کرانا۔نیز اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انھیں تلاش کرنے کا قصہ ہے۔ابن ابی خیثمہ کا قول ہے ہارون بن معروف نے ہمیں بحوالہ ضمرہ، عثمان بن عطاء سے وہ اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اویس قرنی کوفہ کے یسیر نامی فقیہ کے پاس بیٹھتے تھے، پھر منقطع حدیث ذکر کی۔بیہقی کی دلائل میں ثقفی کی سند سے بحوالہ خالد، عبداللہ بن شقیق، وہ عبداللہ سے وہ ابوالجدعاء سے وہ مرفوع روایت کرتے ہیں۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میری اُمت کے ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے''۔ [2]

ثقفی نے کہا: ہشام بن حسان کہتے ہیں حسن فرماتے تھے وہ اویس قرنی ہیں۔فرات بن حیان کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں فرمایا: ابونعیم، شریک، یزید بن ابی زیاد، ان کے سلسلۂ سند سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے، صفین کے روز ایک شامی شخص نے پکار کر کہا: کیا تم میں اویس قرنی ہے؟ تو لوگوں نے کہا: ہاں۔تو اس شخص نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ''بہترین تابعی اویس قرنی ہے''۔ [3] اسے ایک جماعت نے شریک سے روایت کیا ہے۔

ابن عمار موصلی نے کہا: معافی بن عمران کے سامنے اویس قرنی کا ذکر ہوا کہ وہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں پیادہ فوج میں شہید ہوگئے۔اس پر معافی نے کہا: تمہیں یہ بات اعرج ہی نے بتائی ہوگی۔تو عبدربہ الواسطی ان سے کہنے لگے: مجھے شریک نے بحوالہ یزید، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے نقل کر کے بتائی، تو معافی خاموش ہوگئے۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزھد میں بحوالہ عبدالرحمٰن بن مہدی عبداللہ بن اشعث بن سوار سے انہوں نے محارب بن دثار سے وہ مرفوع روایت نقل کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو عریانی کی وجہ سے اپنی مسجد وعیدگاہ نہیں آسکیں گے، انہیں ان کا ایمان لوگوں سے سوال کرنے سے باز رکھے گا۔ان میں سے ایک اویس قرنی ہے اور فرات بن حیان''۔ [4]

---

[1] حلية الاولياء (٨١/١) تهذيب تاريخ دمشق (١٦٦/٣)

[2] ترمذي كتاب صفة القيامة والرقائق والورع باب ما جاء في الشفاعة (حديث ٢٤٣٨) المستدرك (حديث ٤٠٥/٣) مجمع الزوائد (حديث ٨٤/١٠) كنز العمال (حديث ٣٤٠٦٥)

[3] مسند احمد (حديث ٤٨٠/٣) كنز العمال (٣٤٠٥٩) تهذيب تاريخ دمشق (١٧٥/٣) الطبقات الكبرى (١١٣/٦)

[4] كنز العمال (حديث ٣٤٠٦٠) حلية الاولياء (٨٤/٢)

اس روایت کو زہد میں ہی ابو معاویہ سے بحوالہ اعمش، انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ اور مستدرک میں یحییٰ بن معین کی سند سے بحوالہ ابو عبیدہ حذاء وہ ابو مکیس سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں ایک عورت دیکھی، وہ کہنے لگی کہ وہ اور ان کے ساتھی اس مسجد میں اکٹھے ہوتے، نمازیں پڑھتے اور قرآن پڑھتے اور پھر وہ جہاد کے لئے نکل گئے۔ تو اویس اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیادہ فوج میں شہید ہوگئی۔

اور اصبغ بن نباتہ کی سند سے مروی ہے کہ صفین کے روز میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: موت پر مجھ سے کون بیعت کرے گا؟ تو ننانوے آدمیوں نے بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: جس سے تعداد مکمل ہوگی وہ کہاں ہے؟ تو ایک شخص نمودار ہوا جس پر بوسیدہ کپڑے تھے اس کا سر منڈا ہوا تھا تو اس نے قتل پر بیعت کی۔ لوگوں نے کہا: یہ اویس قرنی ہے۔ پھر وہ مسلسل لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ عبداللہ بن احمد نے زیادات مسند میں عبداللہ بن سلمہ کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آذر بائیجان جہاد کیا۔ ہمارے ساتھ اویس قرنی تھے۔ جب ہم واپس ہوئے تو وہ بیمار پڑ گئے اور اسی میں ان کی وفات ہوگئی۔ سند میں ہیثم بن عدی متروک راوی ہے، معتبر پہلی سند ہے۔

حاکم نے ابن مبارک کے طریق سے بحوالہ جعفر بن سلیمان، جریری سے وہ ابونضرہ عبدی سے وہ اسیر بن جابر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کوفہ میں مجھے میرا ایک دوست کہنے لگا: کیا تمہیں کسی شخص کا انتظار ہے؟ پھر اویس کا قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے: پھر وہ ایک ستون کی جانب ہٹ کر دوگانہ ادا کر کے ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: میرا اور تمہارا کیا واسطہ؟ تم لوگ میرے پیچھے پڑے رہتے ہو جبکہ میں ایک کمزور انسان ہوں، مجھے کوئی کام ہوتا ہے جسے میں نہیں کر پاتا، صرف تمہارے ساتھ ہونے سے ایسا ہوتا ہے، سو اللہ تم لوگوں پر رحم کرے ایسا نہ کرو۔ جس کا مجھ سے کوئی کام ہو وہ عشاء کے بعد مجھ سے مل لے۔ پھر فرمایا: اس مجلس میں تین طرح کے آدمی ہیں: دین کی سمجھ رکھنے والا مومن، وہ مومن جسے دین کی سمجھ بوجھ نہیں اور منافق، اور دنیا میں اس کی مثال بارش کی سی ہے جب وہ کسی پھلدار درخت پر پڑتی ہے تو اس کی خوشبو اور پکنے میں بڑھوتری ہو جاتی ہے اور جب کسی بے ثمر درخت پر پڑتی ہے تو اس کے پتے پہلے سے زیادہ حسین ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد میں پھل بھی لگ جاتا ہے۔ اور جب سوکھے درخت پر پڑتی ہے تو اس کے پتے گرا دیتی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی:

''اور قرآن میں سے جو بھی ہم نازل کرتے ہیں وہ مومن کے لیے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کا اس سے نقصان ہی ہوتا ہے''۔ (الاسراء: ۸۲)

''اے اللہ! مجھے ایسی شہادت نصیب فرما جو میرے لئے زندگی اور رزق کو لازم کر دے''۔

اسیر کہتے ہیں: کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ لوگوں پر علی رضی اللہ عنہ کی مہم مسلط کر دی گئی۔ تو چادر والے اویس بھی نکلے ہم بھی ان کے ساتھ تھے، بالآخر ہم نے دشمن کے سامنے پڑاؤ کیا۔ ابن المبارک کا قول ہے مجھے حماد بن سلمہ نے بحوالہ جریری، ابونضرہ سے وہ اسیر سے روایت کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منادی نے اعلان کیا: اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ اور خوشخبری پاؤ۔ لوگوں نے دشمن کے لیے صف بنالی۔ اویس نے اپنی تلوار سونتی اور ان کا پیالہ توڑ دیا گیا اسے پھینک کر وہ فرمانے لگے: لوگو! پورا کرو پورا، چہرے ضرور پورے ہوں۔ اور جنت دیکھے بغیر واپس نہ ہوں۔ وہ یہ کہتے جا رہے تھے کہ ایک تیر ان کے لگا جو دل میں پیوست ہوگیا۔ وہ اپنی جگہ پر گرنے

گویا اسی وقت فوت ہو گئے۔ یہ روایت صحیح سند والی ہے۔ ❶

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۵۰۱ ایاس بن زید

ابوزکریا خزاعی۔ نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے، دمشق فروکش ہوئے۔ یہ ابن عساکر کا قول ہے۔ ابن ابی خیثمہ اور ابوحاتم نے ابومسہر سے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ یا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ میری طرف سے نیک شخص ابوزکریا ایاس بن زید کو سلام کہنا۔ ابوزکریا کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات سے روایت حاصل ہے۔

۵۰۲ ایاس بن صُبَیح

بن محرش بن عبد عمرو الحنفی، ابومریم کنیت رکھتے تھے۔ ابن سعد کا قول ہے کہ وہ پہلے مسیلمہ کے ساتھیوں میں سے تھے پھر تائب ہوئے اور اسلام سنوارا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بصرہ کے قاضی بنائے گئے۔

ہمیں یزید بن ہارون نے بحوالہ ہشام، محمد بن سیرین سے وہ ابومریم حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قضائے حاجت کے بعد قراءت کی تو ابومریم بولے آپ تو بیت الخلاء سے آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا مسیلمہ نے تمہیں اس کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں دوسرے طرق سے ہشام سے اسی کا مفہوم نقل کیا ہے۔ ❷ عسکری کا گمان ہے کہ یہ ابومریم اس ابومریم کے علاوہ ہے جس نے زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔

قسم رابع ازحرف الف

باب الالف جس کے بعد باء ہے

۵۰۳ ابان العبدی ❸

ابن مندہ نے ان میں اور محاربی میں فرق کیا ہے حالانکہ وہ وہی ہیں۔ کیونکہ محارب عبدالقیس کا بطن ہے۔

۵۰۴ ابجر المزنی ❹

ابن مندہ نے ایک ایسی روایت نقل کی ہے جس میں شک ہے، جس کا راوی کہتا ہے: ابجر سے روایت ہے حالانکہ صحیح ابن ابجر

---

❶ مستدرك (۳٦٥/۲) دلائل النبوة (۱۸۷/٤) الطبقات الكبرى (۵۸/۱/۲) فتح الباري (٤۱۳/۷)

❷ بخاري في تاريخه (٤۳٦/۱) ❸ اسد الغابة (ت ۳) ❹ اسد الغابة (ت ٤)

ہے، وہ غالب بن ابجر مزینہ کے سردار ہیں۔ ابوداؤد [1] نے گھریلو گدھوں کے متعلق ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۵۰۵ ابراهیم بن عبدالرحمٰن العذری [2]

تابعی ہیں۔ مرسل حدیث نقل کرتے ہیں ابن مندہ وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حسن بن عرفہ نے بحوالہ اسمٰعیل بن عیاش، معان بن رفاعہ سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن عبدالرحمٰن العذری نے بیان کیا (اور وہ صحابی ہیں) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس علم کے حامل ہر پچھلے گروہ کے عادل لوگ ہوں گے''۔ (حدیث) [3] ابن مندہ کہتے ہیں: ابن عرفہ کی اس بات کا کہ ''وہ صحابی ہیں'' کوئی متابع نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: ہم نے اسے قاضی وکیع کی کتاب الغرر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے حسن بن عرفہ نے بیان کیا پھر وہ روایت ذکر کی۔ جس میں یہ نہیں کیا ''کہ وہ صحابی ہیں''۔ پھر ابن مندہ نے بقیہ کی سند سے بحوالہ معان، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسے ابونعیم نے درج کیا ہے۔ پھر فرمایا: اسی طرح ولید نے معان سے بحوالہ ابوعثمان، اسامہ سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: خطیب نے ''شرف اصحاب الحدیث'' میں اس طریق کو متصل کہا ہے۔ ابن عدی نے اس حدیث کو بہت سے طُرق سے نقل کیا ہے جو سارے کے سارے ضعیف ہیں۔

بعض جگہوں میں وہ کہتے ہیں: اسے ثقات نے روایت کیا ہے جس کی سند یوں ہے: ''ولید، عن معان، عن ابراہیم'' فرماتے ہیں، ہم سے ایک ثقہ صحابی رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا، پھر وہ روایت ذکر کی۔

۵۰۶ ابراهیم بن عبید [4]

بن رفاعہ الزرقی، عبدان نے صحابہ میں انھیں درج کیا ہے اور اسمٰعیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ محمد بن ابی حمید، ابن المنکدر سے وہ ابراہیم بن عبید بن رفاعہ سے، ان کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کھانا پکایا، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو مدعو کیا۔ (الحدیث) [5]

ابوموسیٰ کہتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے، پھر اسے دوسرے طریق سے ابن ابی حمید سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابراہیم بن عبید سے بحوالہ ابوسعید رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابراہیم کی اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا رفاعہ سے بدر میں حاضری کی روایت ہے۔ یہ چھوٹے تابعی ہیں ان کے والد کے لئے بھی صحابی ہونا ثابت نہیں، بلکہ کہا جاتا ہے وہ نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی لحوم الحمر الاهلیۃ (حدیث ۳۸۰۸)

[2] اسد الغابۃ (ت ۱۱) تجرید (۲/۱)

[3] شرف اصحاب الحدیث للبغدادی (۵۳، ۵۴) الضعفاء للعقیلی (۲۵۶/٤) مختصر تاریخ دمشق (۷۸/٤) جامع المسانید والسنن (۲٦/۱، ۲۷)

[4] اسد الغابۃ (ت ۱۵) تجرید (۲/۱)

[5] دارقطنی فی السنن (۱۷۸/۲) نصب الرایۃ (٤٦٥/۲) المغنی عن حمل الاسفار (۱۱٤/۳) تهذیب تاریخ دمشق (۳۹۲/۱)

۵۰۷ ابراهيم الانصاری ❶

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❷ نے محمد بن ابی حمید سے بحوالہ منکدر وہ اسمٰعیل بن ابراہیم انصاری سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سنا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سند ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں: کیونکہ اس سے ایک صحابی رہ گیا ہے اور محمد بن ابی حمید بھی ضعیف راوی ہے۔ اسے عمرو بن حارث نے جو ایک ثقہ راوی ہیں اسمٰعیل بن ابراہیم انصاری سے نقل کیا کہ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ انہوں نے مسلمہ بن مُخلّد کو دیکھا جو اپنے موزوں پر مسح کر رہے تھے۔ (الحدیث)

۵۰۸ ابی بن لُبَیّ

ابن قانع نے ہمزہ میں انھیں کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لبی بن لبی لام کے پیش سے تصغیر ہے جن کا اپنے درست مقام پر ذکر آئے گا۔

۵۰۹ اباية بن اثال

ابوامامہ حنفی، ابن الطلاع نے اپنے "احکام" میں ان کا یہی نام لیا ہے اور اسے مدوّنہ وغیرہ کتب کی طرف منسوب کیا ہے جو لفظی غلطی ہے وہ تو ثمامہ ہیں جیسا کہ آتا ہے۔

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

۵۱۰ احب بن مالك ❸

ابن الدباغ نے ابن عبدالبر کی غلطی تو نکالی ہے لیکن انہیں وہم ہوگیا جبکہ یہ نام "لاحب" ہے جیسا کہ حرف میں درست طور پر آئے گا۔

باب الالف جس کے بعد دال ہے

۵۱۱ اذينة الشنّی ❹

باوردی نے ان میں اور عبدی میں فرق کیا ہے حالانکہ وہ یہی ہیں۔ اس لئے کہ شنّ عبدالقیس کا بطن ہے۔ اس پر رشاطی نے متنبہ کیا ہے۔

---

❶ اسد الغابة (ت ١٥) ❷ بخاري كتاب الصلوٰة باب الصلاة في الخفاف (حديث ٣٨٧)
❸ اسد الغابة (ت ٤٠) ❹ اسد الغابة (ت ٦٣)

باب الالف جس کے بعد را ہے

۵۱۲ ارید بن رقیش اسدی

شہدائے بدر میں ان کا ذکر آتا ہے، حالانکہ یہ لفظی غلطی ہے وہ تو یزید بن رقیش ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا: جو انہیں ارید کہتے ہیں، ان کی غلطی ہے وہ یزید بن رقیش ہیں۔

۵۱۳ ارطاۃ الطائی [1]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ اسمٰعیل بن ابی خالد، قیس سے وہ جریر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انھیں ذوالخلصہ کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے اسے گرادیا۔ وہاں سے نبی ﷺ کی طرف ایک مژدہ بر (خوشخبری دینے والا) بھیجا جس کا نام ارطاۃ تھا۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ [2] قیس کو ان کا نام بتانے میں وہم ہوا ہے جبکہ وہ ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں لکھا ہے۔ ایسا ہی ان حفاظ نے ان کے نام پر اتفاق کیا جو اسماعیل بن ابی خالد کے شاگرد ہیں۔ واللہ اعلم

۵۱۴ ارطاۃ بن المنذر السکونی [3]

ان کے بارے میں عبدان اور طبرانی [4] کو وہم ہوا ہے۔ صحیح لقیط بن منذر ہے، لگتا ہے یہ ارطاۃ بن منذر الہانی جو تابعی ہیں ان کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے۔ ان کے بارے میں عبدان اور طبرانی کے وہم کا جس سے پتہ چلتا ہے یہ کہ ان دونوں نے جو حدیث لقیط جو درست ہے کے سوانح میں جس سند سے نقل کی وہی ارطاۃ کے حالات میں بغیر کسی تبدیلی کے نقل کر دی ہے۔ ہم صحیح انداز سے لقیط کے سوانح میں اس کا ذکر کریں گے۔

۵۱۵ ارقم الخزاعی

بغوی نے اسی طرح ذکر کر دیا ہے جبکہ درست اقرم (قاف پہلے) ہے، ابوعمر نے اس پر متنبہ کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد زا ہے

۵۱۶ ازھر بن قیس [5]

بغوی، ابن شاہین، ابن عبدالبر اور ابوموسیٰ نے انھیں صحابہ میں ذکر کیا ہے ابن الاثیر اور بعد کے لوگوں نے اس سلسلہ میں ان

---

[1] اسد الغابۃ (ت ٦٧) تجرید (١١/١)

[2] بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ (٤٣٥٧) مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل جریر بن عبداللہ (حدیث ٦٣١٦) ابوداؤد کتاب الجهاد فی بعثہ البشراء (حدیث ٢٧٧٢) مسند احمد (٣٦٠/٤) (٣٦١/٤) المعجم الکبیر (٢٢٥٥) صحیح لابن حبان (٧٢٠٢)

[3] اسد الغابۃ (ت ٦٩) تجرید (١٢/١) [4] المعجم الکبیر (٩٩٨/١) [5] اسد الغابۃ (ت ٧٨) الاستیعاب (ت ١٩) تجرید (١٣/١)

کی پیروی کر لی حالانکہ جہاں تک مجھے علم ہے یہ ایک وہم ہے جس پر کسی نے متنبہ نہیں کیا۔ میں ان لوگوں کا کلام اور ان کی غلطی ذکر کروں گا۔ بغوی نے ازھر بن قیس ذکر کر کے کہا: مجھ سے زیاد بن ایوب نے بحوالہ مبشر بن اسمٰعیل، حریز سے وہ ابوالولید ازھر بن قیس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے، مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

اور ابن شاہین نے یوں کہا: ازھر بن قیس ابوالولید، ہم سے عبداللہ بن محمد بغوی نے بیان کیا۔ پھر وہی بات ذکر کی اس پر اضافہ نہیں کیا۔ اور ابن عبدالبر نے کہا: ازھر بن قیس، ان سے حریز بن عثمان روایت کرتے ہیں ان کے علاوہ ان سے میرے علم کے مطابق کسی نے روایت نہیں کی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: کہ آپ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ابن شاہین کی سند سے نقل کیا ہے اور اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ اور جب ابن الاثیر نے اسے روایت کیا تو ابن عبدالبر کی روایت پر اکتفا کیا۔ یوں ان کے بارے ان سب کا وہم مکمل ہوا۔

دراصل اس کا سبب یہ بنا کہ جس سند کو بغوی نے پیش کیا اس میں ازھر کے والد اور صحابی کا نام رہ گئے۔ صرف ان کے والد کا نام باقی رہا۔ اس طرح اس عنوان کی ترکیب ازھر، ان کے والد اور صحابی کے نام سے بن گئی جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں۔ ابن شاہین اور بعد کے لوگوں نے بلا تامل بغوی کی پیروی کر لی۔ جس کی وضاحت یوں ہے کہ حریز بن عثمان نے مذکورہ حدیث ازھر بن راشد سے نقل کی۔ اور کسی نے ابن عبداللہ ھوزنی بحوالہ عصمہ بن قیس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کہا ہے۔ ابوزرعہ دمشقی کہتے ہیں: ہمیں علی بن عیاش نے بحوالہ حریز بن عثمان، ابوالولید ازھر ھوزنی سے وہ عصمہ بن قیس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے۔[1] ابن سعد[2] نے اپنے بتانے والوں سے بحوالہ ابن الیمان حریز سے روایت کیا ہے اسی طرح امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوالیمان سے روایت کیا ہے ابن ابوعاصم طبرانی[3] اور ابونعیم نے اسماعیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ حریز بن عثمان ازھر بن عبداللہ سے وہ عصمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

اس کی مزید وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب امام بخاری وغیرہ نے ازھر ھوزنی کے سوانح کا ذکر کیا تو ان کی یہ تعریف بھی کی کہ وہ عصمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے اور ان سے حریز بن عثمان روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری[4] نے فرمایا: ازھر ابوالولید ھوزنی عصمہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان سے حریز روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم[5] کا قول ہے: ازھر بن راشد ابوالولید ھوزنی۔ صحابیٔ رسول عصمہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرسل روایت کرتے ہیں، سلم بن عامر سے سنا ہے آگے ان سے حریز بن عثمان وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ ابن حبان[6] نے ثقات التابعین میں کہا: ازھر ابوالولید ھوزنی ایک صحابی سے اور ان سے حریز بن عثمان روایت کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ازھر بن قیس کا دنیا میں کوئی وجود نہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ ابن عبدالبرؒ نے مذکورہ حدیث عصمہ بن قیس کے سوانح میں درست ذکر کی اور یہاں وہم میں مبتلا ہو

---

[1] المعجم الکبیر (حدیث ۵۰۲/۱۷) مجمع الزوائد (حدیث ۲۲۰/۷) [2] الطبقات الکبری (۱۴۵/۷)
[3] المعجم الکبیر (۱۸۷/۷) [4] التاریخ الکبیر (۴۵۹/۱) [5] الجرح والتعدیل (۳۱۳/۲)
[6] ثقات التابعین (۳۹/۴)

ہو گئے۔ابن عبدالبرؒ کے لئے اس وہم سے قریب کنیتوں میں،ابوخداش شرعی کے حالات میں تنبیہ ہو چکی ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ ان کے متعلق ان کا وہم مکمل ہوا۔جن لوگوں نے ان سے پہلے اُن کا ذکر کیا ہے ان کے وہم پر کسی نے تنبیہ نہیں کی۔واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۵۱۷ اسامه بن مالك [1]

ابوالعشراء الدارمی۔ ابوموسیٰ نے کہا: عبدان نے ان کا ذکر کیا اور ان سے وہم ہو گیا کیونکہ ابوالعشراء صحابی نہیں۔صحابی تو ان کے والد ہیں ان کے اور ان کے والد کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اس بات پر بھی اعتماد کیا ہے کہ ابوالعشراء کے والد کا نام اسامہ بن مالک بن قھطم بن حیان ہے جو صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حرف الف میں کہتے ہیں: ان میں سے اسامہ بن مالک بن قھطم اباالعشراء الدارمی کے والد ہیں۔بعض لوگ کہتے ہیں: ان کا نام عطارد بن برز،اور بعض یسار بن بلز کہتے ہیں۔ پھر حماد بن سلمہ کی سند بحوالہ ابوالعشراء سے وہ اپنے والد سے،ان کی حدیث بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں :اہل حدیث کے ہاں مشہور یہ ہے کہ اسامہ ابوالعشراء ہی کا نام ہے نہ کہ ان کے والد کا نام۔واللہ تعالیٰ اعلم

۵۱۸ اسد بن ربيعة الجعفری الشاعر

انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے امیر معاویہ کی ولایت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔ایک سو چالیس (۱۴۰) سال عمر پائی یہ بات سمعانی [2] نے ذکر کی ہے۔ایسا ہی میں نے متاخرین میں سے کسی کے قلم سے صحابہ کے بارے میں جمع کردہ کتاب میں لکھا دیکھا ہے۔اس نے بھی حرف الف میں لکھ دیا جبکہ یہ اس کی طرف سے لفظی غلطی ہے جبکہ وہ لبید بن ربیعہ مشہور شاعر ہیں۔

۵۱۹ اسد بن زرارة [3]

حاکم [4] کی کتاب میں بھی ایسا لکھا ہے درست اسعد بن زرارہ ہے جیسا کہ اس کے متعلق ابوموسیٰ نے متنبہ کیا ہے۔

۵۲۰ اسد بن صفوان

باوردی نے ان کا ذکر کیا اور مغلطائی نے اپنے خط وقلم سے ان کا استدراک کیا ہے حالانکہ یہ وہم ہے درست اسید (شروع کے زبر،دوسرے کے زیر اس کے بعد سین اور یا ہے) جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (ت ۸۷) تجرید (۱۳/۱)۔
[2] الانساب (۱۳۷۸۱)۔
[3] اسد الغابة (ت ۹۲) تجرید (۱۴/۱)۔
[4] مستدرك (۱۳۸/۳)۔

۵۲۱ اسد الترکی

ایک جھوٹی روایت میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ذہبی نے مختصر طور پر تجرید میں اسے ذکر کیا ہے۔ مجھے ان سے روایت کرنے والے بھرام بن حمزہ کے سوانح سے ان کی واقفیت ہوئی۔ عمر نسفی نے ''تاریخ سمرقند'' میں لکھا ہے: ہمیں سرخس میں بھرام بن حمزہ نے بحوالہ موسیٰ بن یعقوب بن محمد حامدی سے وہ اسد بن عامش ترکی سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔'' [1] ابو سعد سمعانی [2] فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے سچائی پر ثابت قدمی کی دعا مانگو، بھرام کی حامدی سے روایت پر تعجب نہیں، تعجب و حیرت ہے تو عمر نسفی کی اس حرکت پر کہ انہوں نے اپنی کتاب میں اس روایت پر نکیر کیے بغیر شامل کر لی۔ بلکہ اس پر زیادہ تعجب ہے جو اسے حدیث سمجھتا ہے۔ فرماتے ہیں بھرام کی وفات پانچ سو سولہ (۵۱۶ھ) میں ہوئی۔ میں کہتا ہوں: اس کا تعلق رتن ھندی، اور مکلبہ بن ملکان سے ہے۔

۵۲۲ (ز) اسعد بن ربیع

درست سعد بن ربیع ہے جیسا کہ ان کے احوال میں بیان کروں گا۔

۵۲۳ اسعر الدیلی

درست سعر ہے جیسا کہ سین میں آئے گا۔

۵۲۴ اسقف نجران [2]

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے: مجھے معلوم نہیں وہ اسلام لائے یا نہیں؟ پھر ابن اسحاق کی حدیث بحوالہ جبلہ، ابن مسعود سے منقول بیان کی کہ نجران کا پوپ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: میرے ساتھ ایک امانتدار شخص روانہ کیجئے! تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے ساتھ انتہائی امانتدار شخص بھیجنے لگا ہوں'' [3] حدیث۔ اس میں اس کے اسلام کا کہیں بھی ذکر نہیں۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ نجران کا پوپ اسلام نہیں لایا تھا۔ کسی نے کہا ہے: کہ نجران کے اس پوپ کا نام حارث بن علقمہ از بنی بکر بن وائل ہے۔ اسقف نصاریٰ کے بڑے لوگوں کا ایک لقب ہے۔

۵۲۵ اسلم الراعی [2] (چوپان)

ابو سلمی، ابن مندہ کا قول ہے: وہ خیبر میں شہید ہوئے۔ پھر ابو سلام کی حدیث نقل کی کہ ہم سے ابو سلمی راعی نے بحوالہ نبی ﷺ بیان کیا آپ نے فرمایا: ''واہ واہ پانچ چیزیں ترازو کو کس قدر وزنی کر دیتی ہیں''۔ [4]

---

[1] ابوداؤد كتاب الصلاة باب من يستحب ان يلى الامام فى الصف و كراهية التاخر (٦٧٦). ابن ماجه كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها باب فضل ميمنة الصف (١٠٠٥). مستدرك حاكم (٥٧١/١). السنن الكبرىٰ (٢٠/٢). صحيح ابن حبان (٣٩٤). كنز العمال (٢٠٥٥٣).

[2] الإنساب (١٣٩/١) [2] اسد الغابة (ت ١٠٨) [2] السيرة النبوية (١٦٢/٢ . ١٦٣). [2] اسد الغابة (ت ١١٦) تجريد (١٦/١).

[4] مسند احمد (٤٤٣/٣) المعجم الكبير (٨٧٣/٢٢) صحيح لابن حبان (٨٨٣) مستدرك (٥١١/١) الدر المنثور (١٥٩/١) مجمع الزوائد (٨٨/١٠) الطبقات الكبرى (١٤٧/٧)

ابونعیم کہتے ہیں ان سے ابوسلمی کے نام میں وہم ہوا ہے ان کا نام تو حریث ہے اور یہ کہنا کہ وہ خیبر میں شہید ہوئے اس واسطے کہ خیبر میں شہید ہونے والوں کی طرف سے ابوسلام، حدثنا نہیں کہہ سکتے، یہ قابلِ توجہ اعتراض ہے کیونکہ ابوسلام کو صحابی ہونے کا شرف حاصل نہیں۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مندہ سے ایک سوانح میں دوسرے سوانح کا خلط ملط ہو گیا ہے، جو راعی خیبر میں شہید ہوئے وہ اس راعی کے علاوہ ہیں جن کی کنیت ابوسلمی ہے۔ واللہ اعلم

۵۲۶ اسلم ✿ (بغیر نسبت)

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے اور عبدالرحمٰن بن منہال بن مسلمہ کی حدیث بحوالہ ان کے چچا نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلم سے فرمایا: ''اس (عاشوراء) دن روزہ رکھا کرو'' انہوں نے عرض کیا ہم تو کھا پی چکے ہیں، آپ نے فرمایا: ''عاشوراء کا باقیماندہ دن روزے کی طرح گزار دو'' ✿ ابوموسیٰ کہتے ہیں آپ کا اسلم سے کہنا، اس سے مراد قبیلہ اسلم نامی ہے متعین شخص نہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ ان لوگوں نے عرض کیا: ''ہم تو کھا پی چکے ہیں۔''

۵۲۷ اسماء بن خارجہ اسلمی

کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے درست اسماء بن حارثہ جیسا کہ پہلی قسم میں گزر چکا، ابن حبان نے اس سے متنبہ کیا ہے۔ ✿

۵۲۸ اسمٰعیل بن ابی حکیم ✿ المزنی

یکے از بنی فضیل، ابن مندہ نے ان کا ذکر درج کیا ہے اور کہا کہ بخاری نے افراد میں ان کی روایت نقل کی ہے مجھے ان کے صحابی ہونے کا کوئی پتہ نہیں۔ اور نہ یہ علم ہے کہ انہوں نے کوئی روایت کی ہے۔ پھر محمد بن اسماعیل جعفری کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن مسلمہ ابن شہاب سے وہ ان سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کہ اللہ تعالیٰ ''لم یکن'' کی قراءت (خوشی سے) سنتے ہیں، اور فرماتے ہیں میرے بندے تجھے مبارک ہو''۔ ✿

ابونعیم کہتے ہیں: کسی نے اسماعیل کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ اور میرے نزدیک یہ سند منقطع ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ وہم ہے درست اسماعیل بن ابی حکیم مدنی ہے جو بنی فضیل میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں۔ جس میں لفظی غلطی ہوئی اور مدنی کی بجائے مزنی اور عن کی بجائے ثم بن گیا۔ حالانکہ وہ مشہور تابعی ہیں جو یحییٰ بن سعید انصاری کے مؤطا میں شیخ ہیں۔ اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ زہری سے ان کی روایت ہو۔''

۵۲۹ اسمٰعیل بن زید ✿

بن ثابت الانصاری، ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا اور ابن مردویہ کی سند سے بحوالہ زکریا بن اسماعیل زیدی۔ جو

✿ اسد الغابة (١٢٢). ✿ مسند احمد (٥/٢٩-٥/٣٦٨). مجمع الزوائد (٣/١٨٨). الطبقات الكبرىٰ (٧/٥٨). مشكل الآثار (٣/٨٨). آمالى الشجرى (٢/٢٨٢). ✿ ثقات التابعين (٤/٥٩). ✿ اسد الغابة (ت ١٢٥)

✿ جمع الجوامع (٥٠٢٤) الدر المنثور (٦/٣٧٧) كنز العمال (٢٧١١) تفسير لابن كثير (٨/٤٧٦).

✿ اسد الغابة (ت ١٢٧) تجريد (١/١٧)

زید بن ثابت کی اولاد میں سے ہیں، سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم صحابہ ایک جماعت کی صورت میں نبی ﷺ کے ہمراہ کسی غزوے میں نکلے یہاں تک کہ ہم ایک چوراہے میں ٹھہر گئے ایک اعرابی آپ کے اونٹ کی مہار کے پاس نمودار ہوا۔ [1] (حدیث)

ابوموسیٰ نے کہا: اسماعیل وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ تابعی نہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ جس کے صحیح ہونے کی دلیل ابن الاثیر نے یہ دی ہے کہ زید نبی ﷺ کے زمانہ میں کم سن تھے اور کہا: کہ اسماعیل تابعی ہیں اس حدیث کو مرسل روایت کرنے کا کوئی اعتبار نہیں اس واسطے کہ تابعین مرسل روایات کرتے آئے ہیں۔ یوں ہی کہا۔ اور اس میں تامل ہے۔ کیونکہ سیاق اگر صحیح ہو تو اسماعیل کے لئے صحابیت کو ثابت کرتا ہے وجہ یہ ہے کہ تابعی اگر مرسل روایات نقل کرتا ہے لیکن یہ نہ بتا سکتا کہ ایک چیز کا اس نے مشاہدہ نہیں کیا پھر کہے کہ میں نے مشاہدہ کیا ہے، سیاق میں آپ دیکھ رہے ہیں وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ ٹھہر گئے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اسے مجاز پر محمول کیا جائے۔ جو خلاف ظاہر ہے۔

مجھے تو یوں مناسب لگتا ہے کہ سند سے کچھ سقوط ہو گیا جو جدّہ سے ہے یا زکریا کے باپ سے ان کا دادا زید مراد لیا ہو جو انہوں نے "عن ابیه جدّه زیدا" کہا۔ اس واسطے کہ دادا بھی باپ ہے۔ ادھر ابن حبان [2] نے اسماعیل بن زید بن ثابت کو تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے: ان کی کنیت ابومصعب ہے وہ زید بن ثابت کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ اسی طرح بخاری [3] نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے اور ان کی ان کے والد سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے۔

۵۳۰ اسماعیل بن عبدالرحمٰن الانصاری

تابعی ہیں ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے انہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے اور باوردی نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار کی سند سے بحوالہ سہیل بن مالک، اسماعیل بن عبدالرحمٰن الانصاری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تمہیں ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔" [4] سند میں ضرار بن صرد ہے جو ضعیف راوی ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ایسے ہی نقل کیا ہے۔

۵۳۱ اسماعیل بن ھشام

ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کی وجہ سے بعض نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ امام بخاری [5] اور ابوحاتم [6] نے کہا ہے: کہ ان کی نبی ﷺ سے روایت کردہ حدیث مرسل ہے۔

۵۳۲ اسود بن حارثہ

حاکم [7] نے مستدرک میں یزید بن ہارون کی سند سے بحوالہ مسلم بن سعید، خبیب بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا وہ اپنے والد سے

---

[1] المعجم الكبير (حديث ۳۶۹/۱۱) [2] ثقات التابعين (۱۵/٤) [3] تاريخ البخاری (۳۵۵/۱)

[4] مسلم كتاب الفتن باب لاتقوم الساعة حتى يمر الرجل (حديث ۷۲)، السنن الكبرٰى (۱۸۹/۸) المعجم الكبير (۹۵٤)

كنز العمال (۲۳۷۳۶) [5] بخاری في تاريخه (۳۷۶/۱) [6] الجرح والتعديل (۲۰۲/۲) [7] مستدرك (۱۲۲/۲۰)۔

وہ خالد سے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کسی غزوے میں نکلے تو میں اور ایک دوسرا شخص اسلام لانے سے پہلے آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں کسی مشرک سے امدادِ (جنگ) نہیں لیتا'' اس کے بعد وہ فرماتے ہیں: یہ خبیب عبدالرحمٰن بن اسود بن حارثہ کے بیٹے ہیں'' یوں ہی کہا: جو وہم ہے، اس حدیث کو امام احمد نے یزید بن ہارون سے نقل کیا ہے ان کی کتاب میں خبیب بن عبدالرحمٰن بن حبیب لکھا ہے اور ابن عبدالبرؒ نے اسے خبیب بن سیاف کے سوانح میں درج کیا ہے۔ جو صحیح ہے۔

۵۳۳ اسود (غیر منسوب)

ابن عبدالبرؒ کا قول ہے: ہشیم اور ابوعوانہ، یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ عامر بن اسود نقل کرتے ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے مسجد خیف میں آپ کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کو لوگوں کے پیچھے دو شخص نظر آئے جنہوں نے باجماعت نماز نہیں پڑھی، وہ آپ کے پاس لائے گئے تو ان کے شانوں کا گوشت مارے خوف کے اچھل رہا تھا، آپ نے ان دونوں سے فرمایا: ہمارے ساتھ تم دونوں نماز کیوں نہ پڑھ سکے؟[1] حدیث۔ فرماتے ہیں: شعبہ نے ان دونوں ہشیم و ابوعوانہ) کی مخالفت کی ہے انہوں نے کہا: یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ جابر بن یزید بن الاسود ان کے والد سے انہی الفاظ میں مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ایک غلطی ہے جو لفظی غلطی اور ایک راوی کو ساقط کرنے سے رونما ہوئی (حقیقت میں) نہ ہشیم و ابوعوانہ نے شعبہ کی اور نہ شعبہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔ بلکہ اس سے سب متفق ہیں کہ یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ جابر بن یزید بن اسود پھر ان کے والد سے مروی ہے۔ اسی طرح حفص بن عمر سے شعبہ ابوداؤد نے اور ہشیم کی حدیث سے ترمذی، نسائی اور بغوی نے روایت کیا ہے اور بغوی نے حدیث ابوعوانہ سے ایسے ہی نقل کیا ہے ان کی حدیث مکمل ہے۔

میرے خیال میں جو روایت ابن عبدالبرؒ کے ہاں ہے اس میں سے جابر کے والد یزید رہ گئے اور جابر کو عامر بنا دیا گیا جو انہیں عامر بن اسود اپنے والد سے روایت کرتے محسوس ہوئے اور یوں انہوں نے اسود کے نام سے عنوانِ سوانح قائم کر دیا۔

پھر مجھے یہی غلطی راوی کے سقوط والی، فاکہی کی کتاب مکہ میں نظر آئی۔ کہتے ہیں ہم سے حسین بن حسن نے بحوالہ ہشیم وہ یعلیٰ بن عطاء وہ جابر بن یزید بن اسود سے وہ اپنے والد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ یوں انہوں نے ''جابر'' کے بارے میں ایک جماعت کی موافقت کی جس میں لفظی نہیں کی اور جابر کو دادا کی طرف منسوب کیا۔

ابن عبدالبرؒ پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے مذکورہ حدیث **کتاب التمهيد** میں زید بن اسلم کے سوانح سے علی بن المدینی کی سند سے، بحوالہ ہشیم، یعلیٰ بن عطاء جابر بن یزید بن اسود سے ان کے والد سے منقول، صحیح روایت کی ہے اور اس کے بعد کہتے ہیں: اسے شعبہ نے یعلیٰ بن عطاء سے انہی الفاظ میں برابر برابر نقل کیا ہے تو یہاں انہوں نے شعبہ اور ہشیم کے اتفاق کی صراحت کر دی بخلاف اس بات کے جو استیعاب میں ذکر کی۔ واللہ الموفق۔

---

[1] ابوداؤد كتاب الصلاة باب فيمن صلى في منزله ثم ادرك .... (٥٧٥) نسائی كتاب الامامة باب اعادة الفجر مع الجماعة لمن صلى وحده (٨٥٧) مستدرك (٢٤٤/١) السنن الكبرى (٣٠٠/٢) سنن دارقطنی (٤١٣/١) مصنف عبدالرزاق (٣٩٣٤)

۵۳۴ اسود بن عبدالاسد[1]

بن ہلال المخزومی۔ ابوسلمہ کے بھائی۔ ابوموسیٰ نے عبدان کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کوئی روایت نہیں البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ادھر ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: کہ ابن کلبی اور زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں حالت کفر پر قتل ہو گئے۔ اور بات بھی ایسی ہی ہے جیسی ان دونوں نے کہی۔ کعب بن مالک نے جنگ بدر کے متعلق اپنے قصیدہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان میں سے ستر آدمی اونٹوں کے بنائے گئے باڑے میں ٹھہر گئے ان میں سے عتبہ اور اسود[2] ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو ان کا تذکرہ استہزاء و مذاق کرنے والوں میں کیا ہے لہٰذا انہیں صحابہ میں ذکر کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ رہے ان کے بھتیجے اسود بن سفیان بن عبدالاسد تو ان کا تذکرہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ عبدان نے وہ مراد لیے ہوں۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ ان کی ایک بیٹی تھی جس کا نام فاطمہ تھا۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام لائیں اور بیعت سے سرفراز ہوئیں۔ یہ وہی ہیں جن کا ہاتھ چوری میں کاٹ دیا گیا تھا جو صحیح سند سے ثابت ہے۔ اس کا بیان ان شاء اللہ ان (فاطمہ) کے سوانح میں آئے گا۔

۵۳۵ اَسید[3] (ابتداء میں زبر سین کے زیر سے)

ابن ابی اُسَید (ہمزہ کے پیش سے تصغیر) ساعدی۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے کہ: محمد بن سنان، ابوعاصم، موسیٰ بن عبیدہ، عمر بن الحکم، ان کے سلسلۂ سند میں اَسید بن ابی اُسَید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی الجون کی ایک عورت سے شادی کی فرماتے ہیں: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے پاس) بھیجا تو میں نے اس (کی سواری) کو گھاٹی[4] میں اتارا۔ پھر پناہ لینے والی عورت کا قصہ ذکر کیا۔

ابوموسیٰ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہ عمر بن الحکم نے اسے خود ابواسید سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اس روایت کو حسن بن سفیان اپنی مسند میں محمد بن الفرج سے بحوالہ محمد بن زبرقان، موسیٰ بن عبیدہ سے نقل کرتے ہیں جو مشہور روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے یہی حال محمد بن سنان کا ہے اس واسطے یہ احتمال ہے کہ پہلی سند سے "عن ابیہ" رہ گیا ہے، کیونکہ اَسید بن اُسَید مشہور تابعی ہیں جن کی وفات ابوجعفر منصور کی خلافت تک مؤخر ہو گئی۔ جیسا کہ ابن حبان[5] نے ثقات التابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بخاری نے مستعیذہ کی حدیث حمزہ کی سند سے بحوالہ ابواُسَید، ان کے والد سے نقل کی ہے۔

۵۳۶ (ز) اَسید بن ثابت

مسدد کے مسند میں معاذ بن المثنی کی روایت سے ایک حدیث میں لکھا ہے: "زیتون کھایا اور اس کا تیل لگایا کرو"۔[6] جو عطاء شامی کی سند سے بحوالہ اسید یا ابواسید بن ثابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جبکہ صحیح ابواسید، کنیت کے ساتھ ہے۔ درست نام کنیتوں

[1] اسد الغابة (ت ١٤٨) [2] السيرة النبوية (٣٦٢/٢) [3] اسد الغابة (ت ١٦٠) [4] المستدرك (٣٤/٤)
[5] ثقات التابعين (٤١/٤) [6] المعجم الكبير (٢٦٣/١٩) مشكل الآثار (٦٣/١)

میں آئے گا۔ ان کا نام عبداللہ بن ثابت ہے۔

۵۳۷ (ز) اسید بن کرز القسری ✿

بغوی کے ہاں ایسا ہی لکھا ہے درست اَسَد (ہمزہ کے زبر اور سین سے) ہے۔

۵۳۸ (ز) اسید بن مالك

ابوعمیرہ، امام احمد نے اپنی مسند میں ان کی روایت کی ہے۔ میں نے یونہی اپنے شیخ حافظ ابوالفضل عراقی کے قلم سے شرح ترمذی کی کتاب الزکوۃ میں لکھا دیکھا ہے۔ جو لفظی غلطی ہے درست رُشَید (را، شین، نقطوں والا) ہے صحیح آ رہا ہے۔

۵۳۹ اُسید ✿ (پیش سے)

رافع بن خدیج کے بھتیجے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ نے ہمیں بحوالہ ابومسعود، حماد بن مسعدہ، وہ ابن جریج سے وہ عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں، کہ اسید نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنی مسروقہ (چرائی ہوئی) چیز دیکھ لے اور (جس کے پاس ملے) وہ (چوری کی) تہمت سے بری ہو تو اصل مالک اگر چاہے تو وہ چیز بھاؤ سے لے لے۔ (حدیث) ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: کہ وہ ابومسعود جن کی سند سے ابن مندہ نے روایت کی، اسے مسند اسید بن ظہیر میں درج کیا ہے۔

میں کہتا ہوں لیکن انہوں نے ایک علت کی وجہ سے (جسے میں بیان کروں گا) ان کی نسبت بیان نہیں کی۔ وہ یہ کہ ابوداؤد ✿ اور نسائی ✿ نے یہ روایت ہارون حمال سے بحوالہ حماد بن مسعدہ نقل کی ہے ان کے ہاں اسید بن حضیر لکھا ہے ابوداؤد نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: کہ امام احمد بن حنبل ✿ نے فرمایا: ان کی کتاب میں اسید بن ظہیر ہے لیکن بصرہ میں ابن جریج نے لوگوں سے ایسے ہی بیان کیا ہے۔

اور جب عبدالرزاق نے اسے ابن جریج سے نقل کیا تو کہا: اسید بن ظہیر اور اسحاق بن راہویہ نے ان سے اپنی مسند میں روایت کیا۔ اور نسائی نے اسے دوسرے طریق سے درج کیا ہے جو عبدالرزاق سے مروی ہے۔ ادھر روح بن عبادہ نے بحوالہ ابن جریج ان کی متابعت کی ہے۔ جس سے یہ مشہور ہو گیا کہ وہ اسید بن ظہیر ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے لہٰذا فرق کرنے کی ضرورت نہیں۔ انہوں (ابن مندہ) نے جو رافع کے بھتیجے ہیں" کہا اس میں مواخذہ ہے اس واسطے کہ اسید بن ظہیر رافع کے چچا زاد ہیں نہ کہ بھتیجے، ہاں اتنی بات یاد رہے کہ رافع کا ایک بھتیجا اسید نامی بھی ہے جو تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ ابن حبان ✿ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں اپنے چچا رافع بن خدیج سے روایت حاصل ہے۔ واللہ اعلم۔

✿ اسد الغابۃ (ت : ١٦٦) ✿ اسد الغابۃ (ت ١٧١) تجرید (٢١/١) ✿ ابوداؤد فی المراسیل (١٤٤)

✿ نسائی کتاب البیوع باب : الرجل یبیع السلعۃ فیستحقها مستحق حدیث (٤٦٩٤)

✿ مسند احمد (٢٢٦/٤) ✿ الثقات (٢٤/٤)

۵۴۰ **اُسَیر** (ہمزہ کے پیش سے آخر میں را ہے)

اسلم کے ایک فرد ہیں۔ابن عساکر نے مسند احمد کی فہرست میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔اور فرمایا: ان کی حدیث مسند انصار کے گیارھویں حصہ میں ہے۔جو ایک غلطی ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوئی۔مسند میں وہ سہیل بن ابی صالح کی سند سے بحوالہ ان کے والد، اسلم کے ایک شخص سے اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعہ تعوذ (پناہ مانگنے) کے بارے میں مروی ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے نسخہ سے ''عن'' رہ گیا اور اسے ''ابیہ'' بنا دیا جو اسیر ہیں جس سے یہ وہم پیدا ہو گیا۔اس سے حافظ ابوبکر بن المحب نے متنبہ کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۵۴۱ **الاشجّ** [1]

ایک موضوع روایت میں ان کا ذکر آتا ہے جسے محمود بن علی طرازی جو ایک کذاب راوی ہے، نے پانچ سو کے بعد گھڑا ہے۔ کہتا ہے ہم سے اشج صحابیٔ رسول ﷺ نے بیان کیا: ہم چار سو پچاس (۴۵۰) آدمی تجارت کی غرض سے نکلے۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا وہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لے گئے آپ اس وقت بدر کی غنیمتیں بانٹ رہے تھے.....(الحدیث)

مجھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذہبی سے اجازۃً، بحوالہ ابراہیم بن حمویہ بتایا کہ ہمیں ظہیر بخاری نے بحوالہ محمد بن عبدالستار کردی بتایا وہ محمود بن علی سے بحوالہ انہی اشج سے ایک مختلف روایت نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: پھر مجھے ایک دوسری سند سے روایت کردہ نسخہ مل گیا جس میں چالیس سے زائد احادیث ہیں جو بحوالہ قیس بن تمیم، اشج سے مروی ہیں پھر یہی قصہ ذکر کیا۔اور دیگر احادیث جن میں زیادہ تر موضوع ہیں۔وضع ان میں بہت نمایاں ہے۔ جسے میں ان شاء اللہ تعالیٰ حرفِ قاف میں ذکر کروں گا۔

- میں نے ابوسعد سمعانی [2] کی کتاب میں پڑھا ہے فرماتے ہیں: میں نے محمد بن حسین شاشی کو دیکھا ہے وہ بہت رونے والا بزرگ، شعر گو اور حکایات سرا شخص تھا۔وہ کہتا کہ میں نے اشج کو دیکھا ہے میں نے اپنے شیخ اشج سے سنا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''لکڑی سے لکڑی بوجھ اٹھانے والوں کی پیٹھ کو بوجھل بنا دیتی ہے اور لغزش پر لغزش گنہگاروں کی خطاؤں میں اضافہ کر دیتی ہے'' اھ۔مجھے معلوم نہیں یہ قیس ہیں یا کوئی اور ہیں۔

۵۴۲ **اشج ابوالدنیا المغربی**

ان کے نام میں اختلاف ہے مشہور عثمان ہے، کسی نے علی اور کسی نے کچھ اور کہا ہے۔اکثر روایات میں صحبتِ نبوی کا پتہ نہیں چلتا، البتہ ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ ہے اور بعض میں صحبت علیا کا ذکر ہے۔بہرکیف اس کی تفصیل عثمان نامی حضرات کے سوانح میں آئے گی۔

---

[1] تجرید (۳/۱) [2] الانساب (۱۶۵/۱)

۵۴۳ الاشج بن سنان

بعض لوگوں نے ان کا ذکر اس حدیث سے جوڑ کر کیا جو محاملی نے سولہویں حصے میں نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: سعید بن بحر نے ہم سے بحوالہ زید بن الحباب سفیان سے وہ منصور سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ بن مسعود سے، پھر روع بنت واشق کا قصہ بیان کیا۔ اس میں ہے: کہ اشجع بن سنان اٹھے اور کہا: ہمارا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیا ہے۔ درست یوں ہے: اشجعی بن سنان (یائے نسبتی کی زیادت کے ساتھ) اٹھے اور وہ معقل بن سنان ہیں۔

۵۴۴ اشعب بن ام حمیدہ

''طمع'' سے معروف ہیں، جسے مغلطائی نے اسد الغابہ کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ ۹ ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ازواج مطہرات کے ہاں آتی جاتی تھی۔ ابوالفرج اصبہانی [1] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جس سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ عہد رسالت میں پیدا ہوئے لہٰذا انہیں دوسری قسم میں شمار کیا جائے۔ لیکن مجھے صحیح ثبوت نہ ملا۔ اس واسطے کہ ابوالفرج نے یہ روایت ایک غیر معتبر سند سے بحوالہ عبیدہ بن اشعب وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ابن عساکر نے ان کے حالات میں نصر بن علی الجہضمی کی سند سے بحوالہ اصمعی نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: اشعب نے مجھ سے کہا: ''کہ میری ولادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز ہوئی''۔

اور جو روایت قاضی وکیع نے ''غرر الاحکام'' میں محمد بن علی بن حمزہ، بحوالہ مازنی، اصمعی سے نقل کی کہ اشعب نے مجھ سے کہا: کہ میں نے طویس کو مروان بن الحکم کی شادی پر دو شعر گاتے سنا پھر وہ قصہ ذکر کیا، تو اس میں بھی تامل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عبدالملک کی ولادت خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ ظاہر یہی ہے کہ اشعب کی بات پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو وہ اکابر صحابہ سے روایت کرتے، جبکہ ہمیں ایک صحابی سے بھی ان کی روایت معلوم نہیں۔ باستثنائے ابن عمر اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم تابعین سے ان کی کئی ایک روایات ہیں۔ مثلاً سالم، قاسم، فاطمہ بنت الحسین، پہلے قول کے باطل ہونے کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ علماء انساب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ ۱۵۴ھ میں فوت ہو گئے۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے وہ ایک سو دس ۱۱۰ھ سے زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے۔ اشعب کے تفصیلی حالات میری کتاب ''لسان المیزان'' میں درج ہیں۔ [2]

۵۴۵ اشعث [3] (ثا سے)

بن جودان، ان سے ان کے بیٹے عمیر روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ بعض روایات میں ''عمیر بن اشعث بن جودان، اپنے والد سے'' کی سند لکھی ہے۔ درست اشعث بن عمیر بن جودان عن ابیہ ہے۔ یہ ابن مندہ وغیرہ کا قول ہے ''عمیر'' کے حالات میں صحیح آئے گا۔

---

[1] الاغانی (۱۹/۱۳۵، ۱۸۲)

[2] لسان المیزان (۱/۴۵۰)

[3] اسد الغابۃ (ت ۱۸۴)

باب الالف جس کے بعد صاد ہے

۵۴۶ اصرَم

اسے بعض نے غلط لکھ دیا ہے، یہ ''صرم'' ہے جو ابن سعید بن یربوع مخزومی کا لقب ہے۔

باب الالف جس کے بعد عین ہے

۵۴۷ اعرابی

بغوی نے حرفِ الف میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوالعلاء کی سند سے ان کی روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ اس کھلیان میں بیٹھے تھے تو ہمارے پاس ایک دیہاتی پراگندہ سر آیا، پھر اس کتاب کا قصہ ذکر کیا جو اس کے پاس تھی۔ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس کا نام نمر بن تَوْلَب ہے۔ ابن شاہین کا قول ہے: انہوں نے حرفِ الف میں ایسا ہی درج کیا ہے جبکہ مناسب یہ تھا کہ وہ نون میں ان کا تذکرہ کرتے۔

۵۴۸ اعشٰی بن قیس

بن ثعلبہ، میم میں آ رہا ہے، کیونکہ ان کا نام میمون ہے۔

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۵۴۹ اکیدر دومۃ ✿

یہ اکیدر بن عبدالملک بن عبدالجن بن اَعْیا بن حارث بن معاویہ بن خلاوہ بن ایامہ بن سلمہ بن شکامہ بن شبیب بن السکون، دومۃ الجندل کا حاکم ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اسے صحابہ میں ذکر کر دیا ہے اور کہا کہ: نبی ﷺ نے اسے خط لکھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک دستہ اس کی طرف روانہ کیا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور نبی ﷺ کی جانب ایک دھاری دار جوڑا بھیجا۔ آپ نے وہ جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیا۔

ابن الاثیر ✿ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے: اس نے ہدیہ دیا تھا اور نبی ﷺ سے صلح کی تھی اسلام قبول نہیں کیا تھا، جس میں اہل سیر کا کوئی اختلاف نہیں۔ اور جس نے یہ کہا، کہ ''وہ اسلام لایا تھا'' اس سے کھلی غلطی ہوئی۔ بلکہ وہ تو نصرانی تھا نبی ﷺ سے جب اس نے صلح کر لی تو اپنے قلعہ میں واپس چلا گیا اور وہیں رہا۔ بعد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دور صدیقی رضی اللہ عنہ میں اسے گرفتار کر کے کفر کی حالت میں قتل کر دیا۔

✿ اسد الغابۃ (ت ۲۲۰) ✿ اسد الغابۃ (۱۵۸/۱)

بلاذری نے ذکر کیا ہے: کہ اکیدر دومہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اسلام قبول کر لیا اور واپس دومہ لوٹ گیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو دیگر مرتدوں کے ساتھ یہ بھی مرتد ہو گیا اور اپنے ہاں سے کچھ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب عراق سے شام کی جانب روانہ ہوئے تو اسے قتل کر دیا۔ ابن الاثیر کہتے ہیں: بہر حال اسے صحابہ میں ذکر کرنا مناسب نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ جب اس نے وہ مال دینے سے انکار کر دیا جس پر صلح ہوئی تھی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے حیرہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کیا تھا۔ ابن مندہ اس کے اسلام لانے کے بارے میں اس روایت پر اعتماد کرتے ہیں جسے انہوں نے بلال بن یحییٰ کی سند سے بحوالہ حذیفہ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دومۃ الجندل کی جانب ایک مہم روانہ کی اور فرمایا: ''تمہیں اکیدر دومہ قلعہ سے باہر ملے گا''۔ [1] پھر اس کے اسلام لانے کی حدیث ذکر کی۔ اس میں ایسا ہی لکھا ہے۔ جبکہ ہم نے اس روایت کو زیاداتِ مغازی میں یونس بن بکیر کی سند سے بحوالہ سعد بن اوس، بلال بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کا امیر بنا کر دومۃ الجندل کی جانب اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیہاتیوں کا امیر بنا کر ان کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ارشاد فرمایا: ''جاؤ! اکیدر دومہ کو تم وحشی جانوروں کا شکار کرتے پاؤ گے اسے مضبوطی سے پکڑ کر میرے پاس بھیج دینا، اسے قتل نہ کرنا''۔ [2] چنانچہ یہ لوگ وہاں پہنچے، ان کا محاصرہ کر لیا، اسے پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ اس قصہ میں یہ مذکور نہیں کہ وہ اسلام لایا تھا۔

ابو یعلی اور ابن شاہین نے عبیداللہ بن ایاد بن لقیط کی سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد ایاد کو فرماتے سنا قیس بن نعمان سکونی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر نکلا تو اکیدر دومۃ الجندل کو اس کی اطلاع ملی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (امان طلب کرنے) آن پہنچا، کہنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کا لشکر چل پڑا ہے۔ مجھے اپنی زمینوں اور مال (کے نقصان) کا خوف ہے۔ اس لیے آپ میرے لیے امان نامہ لکھ دیں تا کہ وہ میری کسی چیز سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ مجھ پر جو ذمہ داری عائد ہو گی میں اس کا بھرم رکھوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے تحریر لکھوا دی۔ اس کے بعد اکیدر نے ریشم کی زربافت (سونا کا تانا لگی) اچکن (قباء) نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی، یہ وہ قباء تھی جو کسریٰ انہیں دیتا تھا۔ کہنے لگا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میری طرف سے قبول فرمالیں۔ میں آپ کو ہدیہ کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی قبا لے کر واپس چلے جاؤ اس واسطے کہ جو شخص دنیا میں ایسا (سونے والا) لباس پہنتا ہے آخرت میں اس سے محروم ہو گا''۔ وہ اسے لے کر اپنے اونٹ کے پاس پہنچا اور بالآخر اپنی منزل پر آ گیا لیکن اسے یہ خیال بے چین کیے ہوئے تھا کہ اس کا ہدیہ واپس ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ پھر واپس آ کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ایسے گھرانے کے لوگ ہیں کہ اگر ہمارا تحفہ واپس یا رد کر دیا جائے تو ہم پر بڑا گراں گزرتا ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہ ہدیہ قبول فرمالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ عمر کو دے دو''۔ [3] پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ شاید یہ واقعہ اس شخص کی دلیل بن سکے جو یہ کہنے کا قائل ہے کہ وہ اسلام لایا تھا کیونکہ اس نے اس حدیث میں ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا ہے۔

---

[1] کنز العمال (۳۰۲۷۴) [2] مستدرک (۵۱۹/۴) [3] کنز العمال (۴۱۸۸۸) المطالب العالیۃ (۲۱۸۸) تہذیب تاریخ دمشق (۹۵/۳)

مسند احمد میں محمد بن عمرو بن علقمہ کی سند سے بحوالہ واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر دومہ کی جانب ایک مہم روانہ فرمائی، تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ایک جبہ جو ریشمی تھا اور اس میں سونا لگا ہوا تھا، ارسال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہن کر منبر پر کھڑے ہوئے یا بیٹھے۔ لوگ اسے چھونے لگے۔ (الحدیث)

ترمذی [1] اور نسائی [2] نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے، اس روایت کو امام احمد [3] نے علی بن زید کی سند سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی نقل کیا ہے کہ اکیدر دومہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر نما ایک چیز کا گھڑا بھیجا چنانچہ آپ نے حاضرین میں سے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دیا۔ (حدیث)

نیز ابن مندہ نے علی ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ رزق بن رزق بن ابی صدقہ بن مہدی بن حریث بن اکیدر بن عبدالملک سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں ہمیں ہمارے بڑوں یعنی آباء واجداد نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف جہاد کے لیے نکلے، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ کہتے ہیں ان کے علاوہ نے یہ روایت نقل کی تو وہ کہتے ہیں، ان کے آباء واجداد سے اور اکیدر تک سند پہنچاتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکیدر وہی اکیدر دومہ والا ہے۔ تو ابن مندہ نے اس کی روایت اس لیے لی ہے کہ وہ اسلام لایا تھا۔ جبکہ اس میں تامل ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں اس کا قصہ ذکر کیا ہے کہ یزید بن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر بن عبدالملک کی جانب جو کندہ کا ایک فرد اور دومہ کا حاکم تھا مذہباً نصرانی (عیسائی) تھا روانہ فرمایا۔ آپ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا تھا: ''وہ تمہیں جنگلی گائے کا شکار کرتا ملے گا''۔ [4] پھر طویل قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ خالد بن ولید نے اکیدر کے بھائی حسان کو قتل کر دیا اور اکیدر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔ اور اس نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا چنانچہ وہ اپنے شہر لوٹ گیا۔ اسی جیسا قصہ عروہ نے ابن لہیعہ کی روایت سے ابوالاسود سے بحوالہ عروہ ذکر کیا ہے۔ اس بنا پر قیس بن نعمان کی روایت کے مطابق اس کا مدینہ آنا اس کے بعد ہوا ہوگا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ حرف باء میں بجیرہ بن بجرہ طائی کے حالات میں یہ قصہ طویل آئے گا۔ اور حرف حا میں حریث بن عبدالملک، جو اکیدر کا بھائی ہے کی سوانح میں باوردی کا کلام آئے گا۔

اور ابن حبیب حسان کے قول ان کے قصیدہ لامیہ، جو مشہور [5] ہے، میں کہتے ہیں: ''اگر تو میرا سر پراگندہ اور کھچڑی بالوں والا ثغامہ درخت کی طرح دیکھے تو مجھے میرے دونوں دوست یوں دیکھتے ہیں کہ میں کسی محل یا کسی ہیکل کے درمیان میں ہوں''۔

یہ دومۃ الجندل بنی کلب کا ہے جس کا محل وقوع حجاز وشام کے مابین ہے جس کا بادشاہ اکیدر بن عبدالملک السکونی بن گیا، آپ علیہ السلام نے اس کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا انہوں نے اسے اس میں قتل کر دیا۔ اس قلعہ میں دومان بن اسمٰعیل رہتا تھا۔

---

[1] ترمذی باب ما جاء فی الرخصۃ فی لبس الحریر فی الحرب حدیث ۱۷۲۳)

[2] نسائی باب لبس الدیباج المنسوج بالذھب حدیث (۵۳۱۷)

[3] مسند احمد حدیث (۱۲۲/۳)

[4] السنن الکبریٰ (۱۸۷/۹) دلائل النبوۃ (۲۵۰/۵) کنز العمال (۳۰۲۷۷)

[5] دیوان (۳۰۱)

ابوالسعادات بن الاثیر، اسد الغابہ کے مصنف کے بھائی نے کہا ہے: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اکیدر اسلام لے آیا تھا، جو درست نہیں۔ جن لوگوں کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لایا تھا ان میں سے ایک واقدی ہے انہوں نے مغازی میں کہا ہے کہ دومہ کے ایک بوڑھے نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس اکیدر کے لئے ایک تحریر لکھوائی جو یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اکیدر کے لیے، جب اسلام آیا وہ خدا کے ہمسروں اور بتوں سے کنارہ کش ہو کر خالد بن ولید سیف اللہ کے ساتھ ہو گیا۔ جہاں یہ لوگ نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تم پر یہ اللہ کا عہد و پیمان واجب ہوتا ہے، پاسداری کرو گے تو تمہاری صدق و وفاداری قائم رہے گی''۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اکیدر نے جزیہ پر صلح کی تھی جیسا کہ ابن اسحاق کا مغازی میں قول ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس کے بعد اسلام لایا ہو جیسا کہ واقدی کا قول ہے۔ پھر نبی ﷺ کے بعد مرتدوں کے ساتھ (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا ہو۔[1] جیسا کہ بلاذری کا قول ہے اور اسی حالت میں اسے موت آئی۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۵۵۰ امیہ بن خالد[2]

ابن حبان[3] کہتے ہیں: وہ مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ اور جس نے یہ سمجھا کہ وہ صحابی ہیں تو اسے وہم ہو گیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ایک جماعت کی جماعت نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے جو وہم ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ میرے علم کے مطابق سب سے پہلے انہیں بغوی نے ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: ''ہم سے قواریری نے بحوالہ یحییٰ بن سعید وہ سفیان وہ ابواسحاق سے وہ امیہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین کے فقراء سے تقسیم کا آغاز فرماتے تھے''۔[4] بغوی کہتے ہیں: میرے خیال میں انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔ البتہ قواریری اور ابن ابی شیبہ نے یہ حدیث مسند میں نقل کی ہے۔ ابن قانع کا قول ہے کہ امیہ بن خالد کو میرے خیال میں رؤیت حاصل ہے اور عسکری فرماتے ہیں: امیہ بن خالد بن اسید کے بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ انہیں رؤیت نبوی حاصل ہے۔ طبرانی[5] نے بھی ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن مندہ نے کہا ہے: امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید اموی کے صحابی ہونے میں تامّل ہے۔ ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

۸۶ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ پھر قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ ابواسحاق مہلب کے واسطے سے امیہ بن خالد بن اسد سے حدیث بیان کر کے اس کا ذکر کیا۔ جس نسب سے انہوں نے ان کے سوانح کا عنوان لگایا ہے وہ الٹا ہے۔ ابونعیم نے اسے درست ذکر کر کے یوں لکھا ہے: امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ، پھر ان کی حدیث نقل کی۔ سند بیان کرتے ہوئے

---

[1] اسد الغابة (۱۵۹/۱) [2] اسد الغابة (۲۲۹) الاستیعاب (ت ۷۹) [3] الثقات (۴۰/۴)

[4] الطبقات الکبریٰ (۴۷۸/۵) مشكاة المصابيح (۵۲۴۷) [5] المعجم الكبير (۲۹۲/۱)

انہوں نے امیہ بن عبداللہ بن خالد درست کہا"۔ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اسی طرح کا قول ان سے پہلے باوردی نے اور ان کی اتباع میں ابن الجوزی نے اختیار کیا ہے، جہاں تک ابن عبدالبر کا تعلق ہے تو وہ کہتے ہیں: میرے نزدیک امیہ بن خالد کا صحابی شمار ہونا صحیح نہیں۔ انہیں امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کہا جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں: بخاری نے ان کے حال کو واضح کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں: امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور ابن مہدی بحوالہ سفیان، ابواسحاق سے، امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید سے روایت کرتے ہیں، ابوعبید نے کہا: میرے ہاں وہ امیہ بن عبداللہ بن خالد ہیں، یعنی اس میں قلب (الٹ پلٹ) ہوا ہے۔

طبرانی [1] نے معجم کبیر میں ان کی حدیث نقل کی اور ان کا نسب صحیح درج کیا ہے۔ فرماتے ہیں: محمد بن اسحاق بن راھویہ نے بحوالہ أبي، فرماتے ہیں: عیسیٰ بن یونس نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا ابواسحاق سے وہ امیہ بن عبداللہ بن اسید سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کے فقراء سے (تقسیم کا) آغاز کرتے تھے۔ اسی سند کو ابن اسحاق تک لے جا کر فرماتے ہیں: خراسان میں امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے ہمیں امامت کرائی تو دونوں سورتوں کے درمیان انانستعینک پڑھا۔

میں کہتا ہوں: ان امیہ کو نہ صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے اور نہ دیدارِ نبوی میسر ہے۔ صحابی تو ان کے دادا خالد ہیں۔ جو عتاب امیر مکہ کے بھائی ہیں۔ اور ان کے والد عبداللہ بن خالد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کم سن بچے تھے۔ امیر معاویہ نے انہیں فارس کا گورنر بنایا تھا۔ اور صاحب سوانح کو عبدالملک بن مروان نے خراسان کا والی بنایا تھا۔ تاریخ کتب میں ان کی ولایت کی بات مشہور ہے۔ مہلّب ان کے ساتھ لشکر میں تھے۔ اسی طرح ابواسحاق بھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، ان امیہ کی والدہ ام حجر بنت شیبہ بن عثمان تابعیہ ہیں۔ امیہ بعض دفعہ اپنے دادا خالد کی طرف منسوب کر دیئے جاتے ہیں، جس سے بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ امیہ بن خالد، امیہ بن عبداللہ بن خالد کے چچا ہیں۔ اگر حدیث ایک نہ ہوتی اور اصحاب نسب جیسے زبیر وغیرہ از علماء قریش نے خالد بن اسید کا عبداللہ کے علاوہ کوئی بیٹا ذکر نہ کیا ہوتا تو ہم اسے جائز قرار دے سکتے تھے۔

بیہقی کی سنن کبریٰ میں ولید بن مسلم کی سند بحوالہ سعید بن عبدالعزیز، عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ ابن عمر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم نے امیہ بن خالد بن اسید کو ایک خط بھیجا۔ تو انہوں نے ہمارے سامنے ان حضرات کا خط پڑھا پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں اس روایت میں امیہ کی نسبت ان کے دادا کی طرف کی گئی ہے۔ ایسا ہی ابن حبان امیہ بن خالد کا ذکر کرنے کے بعد تابعین میں اور ہم نے جو پہلے بیان کر دیا اس کے بعد: امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ابواسحاق السبیعی روایت لیتے ہیں۔ ۸۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ علماء نے ان کا تعاقب کر کے کہا کہ انہوں نے دو شخص بنا دیئے حالانکہ جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں وہ ایک شخصیت ہے۔ مدائنی نے کہا: وہ ۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

(۵۵۱) امیہ بن خُویلد [2]

بن عبداللہ بن ایاس بن عبد ناشرہ بن کعب بن جُدَی بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔ ابوعمر والضمری، ابن عبدالبر [3] کہتے

---

[1] حوالہ گزر چکا ہے۔ [2] اسد الغابۃ (ت ۲۳۰) الاستیعاب (ت ۷۵) تجرید (۲۸/۱) [3] الاستیعاب (۱۹۶/۱)

ہیں: انہیں اوران کے بیٹے عمرو کوصحابی ہونے کا شرف حاصل ہے بلکہ عمرو زیادہ مشہور صحابی ہیں۔ ابراہیم بن اسمٰعیل بن مجمع، بحوالہ جعفر بن عمرو بن امیہ، ان کے والد سے، ان کی حدیث روایت کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے کہ نبی ﷺ نے انہیں اکیلے خبر رساں (جاسوس) بنا کر بھیجا۔ (حدیث) میں نے ابن السکن کی کتاب کے حاشیہ میں ان کے قلم سے لکھا دیکھا: امیہ الضمری کی حدیث ان کے بیٹے سے ملتی ہے اس کے بعد ہشام بن عروہ کی سند بحوالہ زہری عمرو بن امیہ الضمری سے نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے (گوشت) کھایا اور (اسی وضو سے) نماز پڑھی (نیا) وضو نہیں کیا۔[1] جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو جاتا رہتا ہے۔ (عامر تقی ندوی)

اس میں سے پہلی حدیث تو ابن مندہ نے امیہ بن عمرو کے سوانح میں درج کر کے کہا، بعض لوگ کہتے ہیں: ابن ابی امیہ ضمری کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کا بیٹا عمرو بن امیہ روایت لیتا ہے۔ پھر جعفر بن عون کی سند بحوالہ ابراہیم بن اسمٰعیل بن مجمع سے فرماتے ہیں: مجھے جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں تنہا قریش کی جانب جاسوس بنا کر بھیجا۔ فرماتے ہیں: میں خبیب کی سولی والی لکڑی کے پاس آیا، مجھے ان کے جاسوسوں کا خوف تھا۔ موقع پا کر میں سولی کی لکڑی پر چڑھا اور خبیب کو کھول دیا۔[2] (جونہی ان کی نعش زمین پر آئی میں دور جا کر گرا، زمین پر پڑے پڑے میں نے دیکھا کہ کوئی ہے تو نہیں، وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ اتنے میں زمین ان کی نعش کو نگل گئی)۔ (عامر تقی ندوی)

مغازی میں یہ قصہ عمرو بن امیہ کا ہے نہ کہ ان کے والد کا، انہی سے اس کی شہرت ہے ان کے والد سے نہیں۔ علی بن مدینی نے کتاب العلل میں اس قصہ کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ حدیث ابن مجمع (جن کا ابھی ذکر ہوا) کی سند سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ ''جعفر بن عمرو'' ابن عمرو بن امیہ الضمری کے صلبی بیٹے نہیں وہ تو جعفر بن عمرو بن فلان بن عمرو بن امیہ ہیں اور حدیث ان کے والد عمرو سے بحوالہ ان کے دادا عمرو بن امیہ سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ''ان کے دادا'' ضمیر عمرو بن فلان کی جانب راجع ہے نہ کہ جعفر کی طرف۔ اب یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ حدیث عمرو بن امیہ ضمری کی سند سے لی گئی ہے نہ کہ ان کے والد سے۔

تنبیہ: معجم طبرانی میں مذکورہ حدیث میں لکھا ہے، جعفر بن عوف ابراہیم بن اسمٰعیل بن مجمع، زہری سے فرماتے ہیں: مجھے جعفر نے بتایا۔

انہوں نے جو ''زہری سے'' کہا متصل اسانید میں اضافہ ہے۔ وہی دوسری حدیث اس سے ایک لفظ ''ابن'' ساقط ہوگیا۔ درست یوں ہے: زہری بحوالہ ابن عمرو بن امیہ وہ اپنے والد سے۔ کیونکہ زہری عمرو بن امیہ سے نہیں ملے وہ تو ان کے والد جعفر سے روایت کرتے ہیں، جیسا کہ ہم وضاحت کریں گے۔

اسی طرح ابن مندہ نے کہا: عبدالرحمٰن بن یحییٰ نے ہمیں بحوالہ ابو مسعود، عبدالرزاق سے، وہ معمر سے وہ زہری سے وہ عمرو بن امیہ ضمری سے وہ اپنے والد سے، فرمایا: ''میں نے دیکھا نبی ﷺ نے بکری کے کندھے کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھائی اور (نیا) وضو

---

[1] الكامل في الضعفاء (٩٥٦/٣) [2] المعجم الكبير (٨٥٦/١)

نہیں کیا"۔ ❶ ابن مندہ نے کہا: اسی طرح عبدالرزاق نے روایت کیا۔ اور اسے ابراہیم بن سعد نے بحوالہ زہری، جعفر بن عمرو بن امیہ وہ اپنے والد سے، یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سلسلہ میں وہم کی نسبت اکیلے عبدالرزاق کی طرف کرنا مناسب نہیں۔ اس واسطے کہ یہ احتمال ہے کہ یہ وہم ابومسعود یا ابن ابی مسعود کو یہ حدیث بیان کرتے ہوگیا ہو جبکہ اسی روایت کو ترمذی نے محمود بن غیلان سے بحوالہ عبدالرزاق صحیح روایت کیا ہے۔

اور خود مصنف عبدالرزاق میں اسحاق دیری کی ان سے روایت میں یوں ہی درج ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن المبارک کی سند سے بحوالہ معمر روایت کیا ہے۔ اور اسی روایت کو عقیل، صالح، شعیب، یونس اور عمرو بن الحارث نے زہری سے روایت کیا ہے اور یہ سب طرق صحیح ہیں۔ پس یہ ظاہر ہوا کہ دوسری حدیث بھی عمرو بن امیہ کی مسند سے ہے۔ واللہ اعلم

۵۵۲ امیہ بن ابی الصلت الثقفی

مشہور شاعر ہے۔ ابن السکن نے اسے صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ لکھا ہے: انہوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ اور نبی ﷺ نے ان کی تصدیق یوں کی ہے جو ان کے بعض اشعار سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: "امیہ مسلمان ہونے ہی والا تھا"۔ ❷ پھر محمد بن اسمٰعیل بن طریح بن اسمٰعیل ثقفی کی سند سے بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا سے ان کی موت کا قصہ درج کیا ہے اور عکرمہ کی حدیث بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی کہ نبی ﷺ نے امیہ کا یہ قول شعر میں پڑھا: "زحل اور ثور اس کے دائیں پاؤں تلے ہیں، اور نسر دوسرے پاؤں تلے جبکہ اسد انتظار میں ہے"۔ فرمایا: اس نے سچ کہا: "حاملین عرش کی یہی صفت ہے"۔

میں کہتا ہوں: شرید بن عمرو کی سند سے صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے اشعار سننے کی فرمائش ظاہر کی، پھر فرمایا: "قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا"۔ ❸

بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے "امیہ بن ابی صلت مسلمان ہونے لگا تھا"۔ ❹ امیہ کی والدہ رقیہ بنت عبدشمس بن عبد مناف ہے اسی بنا پر امیہ بن ابی صلت نے اپنے مشہور قصیدے میں مقتولین بدر کی مرثیہ خوانی کی ہے۔ چونکہ وہ بدر میں قتل ہونے والے سرداروں مثلاً عتبہ، شیبہ جو ربیعہ بن عبدشمس کے بیٹے تھے کا رشتہ دار تھا۔ وہ دونوں اس کے ماموں زاد تھے۔ امیہ کا والد ابوالصلت بھی شاعر تھا اور اس کا بیٹا قاسم بن امیہ بھی جس کا ذکر آ رہا ہے کہ وہ صحابی ہونے کے شرف سے سرفراز ہے۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں: عرب کا اس پر اتفاق ہے کہ امیہ ثقیف کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ زبیر بن بکار ❺ نے کہا: مجھے میرے چچا نے بتایا کہ امیہ نے جاہلیت میں ایک کتاب دیکھ کر پڑھی، اونی لباس پہنا (جو درویش پہنتے ہیں) اور سب سے پہلے ابراہیم، اسمٰعیل علیہما السلام اور حنیفیت

---

❶ مسلم کتاب الحیض باب نسخ الوضوء مما مست النار (حدیث ۳۵٤)

ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی ترك الوضوء مما مسّت النار (حدیث ۱۸۷)

ترمذی فی کتاب الطهارة باب ما جاء فی ترك الوضوء مما غیّرت النار (حدیث ۸۰) عبدالرزاق فی مصنفه (۱/۱٦٤)

❷ بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الشعر والرجز والحداء وما یکره منه (حدیث ٦١٤٧)

❸ پہلا حوالہ ❹ اس کا حوالہ بھی گزر چکا۔ ❺ دیوان (۲۰)۔

کی یاد میں اس نے عبادت کی، شراب کو حرام قرار دیا اور بتوں سے دور رہا۔ اسے نبوت کی طمع ہونے لگی۔ اس واسطے کہ اس نے کتاب میں پڑھا تھا کہ حجاز میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ لہٰذا اسے امید ہونے لگی کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ پھر جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو وہ آپ سے حسد کرنے لگا، اور اسلام نہیں لایا۔ اسی نے مقتولین بدر کی مرثیہ خوانی اس قصیدہ میں کی ہے جس کا مطلع ہے:

ماذا ببدر والعقنقل　　　　من مرازبة جحاجح

مرآۃ کے مصنف نے اس کے سوانح میں ابن ہشام کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ امیہ نبی ﷺ پر ایمان لے آیا تھا، حجاز آیا تا کہ طائف سے اپنا ساز و سامان لے کر ہجرت کرے۔ مقامِ بدر پر پڑاؤ کیا تو کسی نے اس سے کہا: ابوعثمان! کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں محمد (ﷺ) کا اتباع کرنا چاہتا ہوں۔ تو کسی نے اس سے کہہ دیا۔ بھلا پتہ بھی ہے کہ اس کنوئیں میں کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ وہ شخص بولا: اس میں شیبہ، عتبہ تمہارے ماموں زاد اور فلاں فلاں کی لاشیں پڑی ہیں۔ تو اس نے اپنی اونٹنی کی ناک کاٹ دی، کپڑے پھاڑ کر رونے لگا۔ وہاں سے طائف چلا گیا اور وہیں اس کی موت ہوئی۔ مصنف نے تیسرے سال کے واقعات میں یہ بات ذکر کی ہے۔

مشہور یہ ہے کہ وہ نویں سال فوت ہوا۔ اصحاب سیر و تاریخ میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ کافر ہی مرا ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ وہ اتنا زندہ رہا کہ اس نے مقتولین بدر کا مرثیہ کہا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے: کہ اسی کے بارے میں یہ آیت:

"ان سے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا"۔ (اعراف : ۱۷۵)

بعض کہتے ہیں: وہ ثقفیوں کے اسلام لانے سے پہلے طائف میں ۹ھ کو کافر ہی مر گیا۔ مرزبانی نے کہا: ابوالصلت کا نام عبداللہ بن ربیعہ بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف ہے۔ اور بعض کہتے ہیں: وہ ابوالصلت بن وہب بن علاج بن ابی سلمہ ہے۔ اس کی کنیت ابوعثمان اور بعض ابوالقاسم کہتے ہیں۔ حنین کے بعد طائف کے محاصرہ میں مرا۔ طبرانی کبیر میں ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تجارت کی غرض سے نکلا، ان میں امیہ بن ابی الصلت بھی تھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس میں امیہ نے کہا کہ حجاز میں قریش کا ایک نبی مبعوث ہوگا۔ پہلے وہ یہ سمجھتا تھا وہ ہی یہ نبی ہے، یہاں تک کہ اسے اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ قریش سے ہوگا۔ اور وہ چالیس سال کے اختتام پر رونما ہوگا۔ اس نے عتبہ بن ربیعہ سے پوچھا، اس نے کہا: اس سے تمہاری عمر بڑھ گئی۔ فرماتے ہیں: جب میں مکہ واپس آیا تو دیکھا نبی ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ امیہ سے ملاقات ہوئی، مجھ سے کہا: اس کی پیروی کر لو وہ حق پر ہے۔ میں نے کہا: اور تم (پیروی نہیں کرو گے)؟ اس نے کہا: اگر ثقیف کی بچیوں کا شرم نہ ہوتا، کیونکہ میں نے ان سے کہا کہ وہ نبی میں ہوں۔ جب وہ مجھے دیکھیں گی میں بنی عبدمناف کے ایک لڑکے کی پیروی کر رہا ہوں مجھے طعنے دیں گی۔

امیہ کے قصیدے کا یہ شعر ہے: "دین حنیفی (ابراہیمی) کے سوا ہر دین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جھوٹا قرار پائے گا"۔ دوسرے قصیدے کا شعر ہے: "اے میرے رب! مجھے ہمیشہ کافر نہ کرنا، اور میرے دِل کی اندرونی حالت کو ہمیشہ (زمانہ بھر) ایمان سے منور کر دے"۔

اس طرح کی باتیں اس کے اشعار میں بکثرت ہیں۔ اسی بنا پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اس کے اشعار پُر از ایمان تھے اور اس کا دِل کافر تھا''۔ [1]

''نوادر'' میں ابن الاعرابی نے ذکر کیا ہے کہ امیہ کسی سفر میں نکلا، پھر یہ قصہ ذکر کیا کہ اس نے ایک بوڑھا جن دیکھا۔ امیہ سے اس نے کہا: تیرے پاس جن آتا ہے، وہ کس جانب سے تمہارے پاس آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے بائیں کان سے۔ اس نے کہا، وہ تجھے کیا پہننے کا کہتا ہے؟ اس نے کہا: کالا لباس۔ اس نے کہا: یہ جنوں کا خطیب تھا۔ قریب تھا کہ تم نبی بن جاتے لیکن نہ بن پائے۔ نبی کے پاس وحی لانے والا اس کے دائیں کان کی طرف سے آتا ہے اور اسے سفید لباس پہننے کو کہتا ہے۔

عمر بن شبہ نے اپنی سند سے زھری سے ذکر کیا ہے کہ امیہ اپنی بہن کے گھر گیا۔ (آرام کے وقت) اس کی چارپائی پر سویا تو اس کے پاس دو پرندے آئے، ان میں سے ایک پرندہ اس کے سینے پر آ بیٹھا اور چیر کر اس کا دِل نکال لیا۔ دوسرے پرندے نے پہلے سے کہا: اس نے یاد کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا (حق) قبول کیا ہے؟ اس نے کہا: انکار کیا ہے۔ تو اس نے دِل واپس اپنی جگہ رکھ دیا۔ اس کے بعد امیہ اٹھا اور کسی چیز کے پیچھے اپنی نگاہ لگالی۔ اور کہنے لگا: میں یہاں ہوں، میں یہاں ہوں۔ دیکھو میں تمہارے سامنے ہوں۔ تو وہ دونوں واپس آئے اور اس طرح تین مرتبہ کیا۔ تیسری مرتبہ اس نے یہ اضافہ کیا: ''اے اللہ! اگر تو بخش دے تو سب کچھ معاف کر دے۔ تیرا کون سا بندہ ہے جس سے لغزش نہیں ہوئی۔ اور پھر چھت بند ہوگئی۔ امیہ اپنا سینہ ملتے ہوئے اٹھا۔ بہن نے کہا: بھیا! کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: کچھ نہیں، بس اپنے سینے میں ایک حرارت سی محسوس کرتا ہوں''۔

زبیر اپنے چچا مصعب بن عثمان سے وہ ثابت بن زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ جب امیہ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو کہنے لگا: میری موت قریب آ گئی، مجھے پتہ ہے کہ دین ابراہیمی برحق ہے لیکن محمد (ﷺ) کے بارے مجھے شک ہوا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: جب بالکل مرنے لگا تو کچھ دیر بے ہوش رہ کر، ہوش میں آ کر کہنے لگا: میں حاضر ہوں۔ میں تم دونوں کے سامنے حاضر ہوں۔ پھر سابقہ بات جیسی بات ذکر کی۔ پھر وہ مرگیا اور نبی ﷺ پر ایمان نہیں لایا۔

۵۵۳ امیہ بن سعد قرشی

ابوزکریا ابن مندہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور خلف بن عامر کی سند سے بحوالہ فضل بن سہل الاعرج، نصر بن عطاء واسطی سے وہ ھمام سے وہ قتادہ سے وہ عطاء سے وہ امیہ قرشی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میرے قاصد جب تمہارے پاس پہنچ جائیں تو انہیں اتنی زرہیں دے دینا''۔ [2] میں نے کہا: عاریۃ (مانگے پر لی ہوئی چیز) تو قابل واپسی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ذیل میں ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ ابوعاصم نے اسے فضل بن سہل الاعرج سے اسی سند کے ذریعہ روایت کیا ہے۔ تو کہا: عن عطاء عن یعلی بن صفوان بن امیہ عن ابیہ، اسی طرح حبان بن ہلال نے یہ روایت بحوالہ ہمام نقل کی ہے۔ حدیث صفوان بن امیہ کی روایت سے محفوظ اور مشہور ہے۔ اور امیہ بن صفوان بن امیہ بحوالہ ان کے والد بھی مروی ہے جو ابوداؤد [3] اور نسائی کے ہاں درست مرقوم ہے۔

---

[1] کنز العمال (حدیث ۱۵۲٤۱) تہذیب تاریخ دمشق (۱۲٤/۳) فتح الباری (۱۵٤/۷) التمہید لابن عبدالبر (۷/٤)

[2] ابوداؤد کتاب الاجارۃ باب فی تضمین العاریۃ (حدیث ۳۵٦٦) [3] ایضًا (۳۵٦۲)

۵۵۴ امیّہ بن عبداللہ بن خالد

بن اسید۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ''امیہ بن خالد'' میں ہم پہلے کلام کر چکے ہیں۔

۵۵۵ امیہ بن عبداللہ بنؓ عمرو [1]

بن عثمان: عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا فرماتے ہیں فضل بن سہل نے بحوالہ یزید بن ہارون، عبدالملک بن قدامہ، ہمیں بتایا انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے نقل کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا: آج اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا تکبر آباء واجداد کی تعظیم (کا فخر) ختم کر دیا۔ اب دو ہی قسم کے لوگ ہیں۔ نیکوکار و پرہیزگار جسے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و مقام حاصل ہے اور بدکار و بدبخت جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بے وقعت ہے۔ [2] (حدیث)

ابوموسیٰ کہتے ہیں: یہ عبداللہ بن دینار کی بحوالہ عبداللہ بن عمر کی مشہور حدیث ہے اور عبدالملک بن قدامہ کی جو عبداللہ بن دینار سے روایت کرنے میں مشہور ہیں۔ مجھے معلوم نہیں یہ کیسے پیش آ گیا؟

میں کہتا ہوں: اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ عبداللہ بن دینار کی بحوالہ عبداللہ بن عمر حدیث ہے جبکہ امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان تبع تابعین سے ہیں۔ ابن حبان [3] نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح بخاری نے ذکر کیا ہے کہ وہ عکرمہ سے روایت لیتے ہیں۔ خلیفہ کا قول ہے ۱۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۵۵۶ امیّہ بن علی [4]

ابن مندہ اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے جس میں لفظی غلطی اور اسقاط پایا گیا، ان کا ذکر کیا ہے چنانچہ یحییٰ فراء کی سند سے بحوالہ ابن عیینہ، عمرو بن دینار سے وہ عطاء سے وہ امیہ بن علی سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ آیت: ''وہ پکاریں گے اے مالک!'' [5] پڑھتے سنا۔ ابن مندہ کہتے ہیں درست روایت وہ ہے جو ابن عیینہ کے شاگردوں نے عمرو سے بحوالہ صفوان بن یعلیٰ بن امیہ ان کے والد سے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ [6]

۵۵۷ (ز) امیہ بن عمرو [7]

بن وہب بن معتب بن مالک الثقفی درست عمرو بن امیہ میں آئے گا۔

---

[1] تجرید (۲۹/۱) [2] ترمذی کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الحجرات (۳۲۷۰)

[3] الثقات (۷۰/۶) [4] اسدالغابۃ (ت ۲۳۶) [5] سورۃ الزخرف ۷۷

[6] بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا قال احدکم (آمین ۳۲۳۰)، مسلم باب رفع الصوت فی الخطبۃ حدیث (۲۰۰۸)

ابوداؤد کتاب الحروف والقراءات باب ۱ حدیث ۳۹۹۲)

[7] اسدالغابۃ (ت ۲۳۶)

۵۵۸ امیہ

عمرو بن عثمان ثقفی کے دادا، [1] مدینہ کے رہنے والے ہیں ان کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی اور کیچڑ کے سبب اپنی سواری پر اشارہ کرتے ہوئے نماز پڑھی جس میں سجدہ رکوع سے زیادہ جھکاؤ سے تھا۔ اسی طرح ابن عبدالبرؒ [2] نے نقل کیا ہے۔ جو وہم ہے، جبکہ ترمذی [3] مذکورہ حدیث کثیر بن زیاد کی سند سے بحوالہ عمرو بن عثمان بن یعلی بن مرہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں کسی تنگ جگہ پہنچے جہاں نماز کے وقت بارش شروع ہوگئی۔ حدیث۔ ترمذی فرماتے ہیں غریب روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: سند میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے صحابی یعلیٰ بن مرہ ہیں نہ کہ امیہ۔ البتہ طبرانی نے اسے اپنی معجم میں روایت کرتے ہوئے کہا ہے: عمرو بن عثمان بن یعلی بن امیہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں تو یہ امیہ کے ذکر کرنے میں وہم ہے۔ صحیح "مرّہ" ہے۔ بہرکیف صحابی یعلی ہیں نہ کہ امیہ اگر یعلی کے والد امیہ کے لیے روایت کرنا ثابت بھی ہو جائے تو وہ امیہ تمیمی ہوں گے جن کا قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۵۹ امیہ بن ابی مرثد الانصاری

کچھ لوگوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے جو وہم ہے اسماعیلی یحییٰ بن سعید کی سند میں فرماتے ہیں: علی بن محمد عسکری نے ہمیں بحوالہ ابراہیم بلدی۔ وہ ابو صالح سے، بحوالہ لیث روایت کرتے ہیں فرمایا: یحییٰ بن سعید نے خالد بن ابی عمران کو بحوالہ حکم بن مسعود لکھا کہ امیہ بن ابی مرثد انصاری نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا۔" [4] (حدیث) اس میں یوں ہی ہے، درست انس بن ابی مرثد ہے اسی طرح امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر [5] میں ابو صالح سے صحیح نقل کیا ہے۔ قسم اوّل میں انس کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

باب الالف جس کے بعد نون ہے

۵۶۰ انس بن اسید [6]

بن ابی اناس بن زنیم الکنانی دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ شعراء نے مدح سرائی میں جو کلام کیا ہے اس میں ان کا کلام سب سے سچا ہے: کسی اونٹنی پر محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی پاکدامن اور وفادار شخص سوار نہیں ہوا"۔

میں کہتا ہوں: یہ شعر انس بن زنیم کے قصیدے کا ہے جن کا تذکرہ میں نے قسم اوّل میں صحیح جگہ کیا ہے۔ ابو اناس ان کے بھائی ہیں نہ ان کے دادا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۲۳۷) [2] الاستیعاب (ت۷۶) الاستیعاب (۱۹۶/۱) [3] ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی الصلاۃ علی الدابۃ (حدیث ۴۱۱)
[4] مسند احمد (۱۶۹/۱) المعجم الکبیر (۲۴۹/۴) [5] التاریخ الکبیر (۱۵۳/۳) [6] تجرید (۳۰/۱)

۵۶۱ انس بن ام انس ✿

بغوی اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور محمد بن اسمٰعیل کی سند سے بحوالہ یونس بن عمران بن ابی قیس، انہوں نے اپنی دادی ام انس سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کو رفیق اعلیٰ عطا فرمائے اور مجھے بھی آپ کے ساتھ رکھے۔ انس کی والدہ نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی (ایسا) عمل بتا دیں۔ فرمایا: نماز نہ چھوٹے۔ (حدیث) بغوی کہتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

یہ ایک غلطی ہے جو صرف ایک لفظ کے ساقط ہو جانے سے پیدا ہوئی۔ صحیح یہ ہے کہ ام انس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی عمل ..... ایسا ہی طبرانی ✿ نے اپنی معجم میں اُمّ انس کے سوانح میں درج کیا ہے اور کہا ہے: یہ انس بن مالک کی والدہ نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

۵۶۲ انس بن رافع

ابو الحیسر الاوسی، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مکہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے تو یہ سب مسلمان ہو گئے پھر سلمہ بن الفضل کی سند سے بحوالہ ابن اسحاق، ✿ حصین بن عبدالرحمٰن سے وہ محمود بن لبید سے یہی روایت نقل کرتے ہیں۔ اور ابن اسحاق نے مغازی میں جو سند ذکر کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام نہیں لائے۔ وہ سارا قصہ ایاس بن معاذ کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ ابن مندہ کا یہ کہنا کہ ''وہ نبی ﷺ کے پاس آئے'' اس میں تامّل ہے۔ ابو الحیسر تو بنی عبدالاشھل کے چند نوجوانوں سمیت قریش سے خزرج کے خلاف معاہدہ طلب کرنے آئے تھے۔ وہاں ان کے پاس نبی ﷺ انھیں اسلام کی دعوت دینے آئے تھے۔ اس وقت یہ لوگ اسلام نہیں لائے اور واپس چلے گئے پھر ان میں مشہور جنگ ''بعاث'' ہوئی۔ ان ابو الحیسر کا ایک بیٹا ہے جو بدر میں شریک رہا اور ایک بیٹی تھی جس سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی (کے گوشت) سے ہو''۔

۵۶۳ انس بن عبداللہ ✿

بن ابی ذباب۔ ابن ابی عاصم نے اور علی بن سعید عسکری نے ان کی پیروی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ ابوزکریا ابن مندہ نے ان سے ان کے دادا کا استدراک کیا اور عسکری کا حوالہ دیا ہے اور ان کی کوئی روایت پیش نہیں کی۔ ہوسکتا ہے ان کی مراد ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب ہو۔

میں کہتا ہوں: وہ بعینہٖ وہ ہی ہیں جس کا بیان یہ ہے کہ ابن ابی عاصم ✿ نے کہا: ہم سے محمد بن مثنی نے بحوالہ ابوالولید، سلیمان بن کثیر سے وہ زہری سے انہوں نے عبیداللہ سے وہ حضرت انس بن عبداللہ بن ابی ذباب سے نقل کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو مت مارا کرو''۔ (حدیث)

✿ اسد الغابة (ت ۲۴۳) ✿ المعجم (حدیث ۳۵۹/۲۵) ✿ السیرة النبویة عن ابن اسحاق (۵۲/۲، ۵۳)

✿ اسد الغابة (ت ۲۵۳) تجرید (۳۰/۱) ✿ الآحاد والمثانی (حدیث ۱۸۶/۵)

ابن ابی عاصم نے بالکل اسی سند سے ایاس بن عبداللہ کے سوانح میں یہ روایت نقل کی ہے جو صحیح ہے۔ اسی طرح اصحاب السنن وغیرہ نے ایاس سے روایت کی ہے نہ کہ انس سے۔ ✿

۵۶۴ انس بن مالک ✿

عبدالاشہل کے ایک فرد ہیں بعض نے انہیں انس بن مالک کعبی قشیری سے جدا کر کے ذکر کیا ہے اور سند میں وہ روایت پیش کی ہے جسے ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے حوالہ سے، وکیع سے وہ ابو ہلال سے وہ عبداللہ بن سوادہ سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا: ''آؤ کھانا کھاؤ''۔ ✿ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ ہائے افسوس! میں نے رسول اللہ ﷺ کے کھانے سے کیوں نہ کھایا۔ اسی روایت کو ابن ماجہ نے علی بن محمد طنافسی سے بحوالہ وکیع طویل روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: بنی عبداللہ بن کعب کے ایک شخص سے روایت ہے۔ ایسا ہی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوکریب سے بحوالہ وکیع اور ابوداؤد نے شیبان بن فروخ سے بحوالہ ابو ہلال روایت کیا ہے جو درست ہے۔ انس بن مالک کعبی کا تذکرہ قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔

باب الالف جس کے بعد ہاء ہے

۵۶۵ اہبان الغفاری ✿

ابوذر رضی اللہ عنہ کے بھانجے، مشہور تابعی ہیں۔ ابن عبدالبر ✿ نے ان کا ذکر کر کے فرمایا: بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ انہیں صحابی شمار کرنا صحیح نہیں وہ تو ابوذر سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حمید بن عبدالرحمن۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ سمجھے کہ بخاری نے کہا کہ اہبان بن صیفی وہی اہبان، ابوذر کے بھانجے ہیں میں نے جو ''تاریخ'' میں دیکھا ہے تو وہ دونوں میں فرق دیکھا ہے۔ ہاں البتہ ابن حبان ✿ نے انھیں ایک کر دیا ہے۔ صحیح یہی ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

۵۶۶ اوس بن اویس

ابوجعفر طحاوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ عمرو بن عبداللہ، عبدالملک بن المغیرہ طائفی کے حوالہ سے اوس بن اوس یا اوس بن اویس کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں آدھا مہینہ قیام کیا، میں نے

✿ ابوداؤد کتاب النکاح باب ضرب النساء (۲۱٤٦) ابن ماجہ کتاب النکاح باب ضرب النساء (۱۹۸۵)

✿ اسد الغابۃ (ت ۲۵۷) الاستیعاب (ت ۸۵) تجرید (۳۱/۱)

✿ ابوداؤد، کتاب الصیام (۲٤۰۸) ترمذی کتاب الصوم (۷۱۵) ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ (۳۲۹۹)

✿ اسد الغابۃ (ت ۲۸۱) الاستیعاب (۱۰۰) تجرید (۳٤/۱)

✿ الاستیعاب (۲۰٤/۱)

✿ الثقات (۱۷/۳)

دیکھا کہ آپ ﷺ تسموں والے جوتے پہن کر نماز پڑھ رہے تھے“۔[1]

میں کہتا ہوں: مجھے لگتا ہے کہ یہ اوس بن ابی اوس ثقفی ہیں جن کا ذکر گزشتہ قسم میں ہو چکا ہے۔ ان کے والد قیس کے نام میں لوگوں کو وہم ہوگیا ہے۔ اسی روایت کو شعبہ نے نعمان بن سالم سے روایت کیا، فرماتے ہیں: میں نے اوس بن ابی اوس کے پوتے سے سنا، فرماتے ہیں: میرے دادا جب نماز پڑھنے لگتے، فرماتے مجھے جوتے دو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتوں[2] میں (پاؤں ڈالے ہی) نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

٥٦٧ اوس بن بشیر[3]

ایک یمنی شخص جن کے متعلق کہا جاتا ہے وہ جیشان کے تھے، نبی ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ ان کی حدیث لیث بن سعد کے ہاں عامر جیشانی سے ملتی ہے۔ ایسا ہی ابن عبدالبر نے[4] ابن ابی حاتم[5] کی پیروی میں ذکر کیا ہے۔ جس میں کئی اوہام ہیں جنہیں ہم بیان کرتے ہیں: انہوں نے ابن بشیر کہا۔ جو ابن بشر ہے، انہوں نے کہا: وہ جیشان سے ہیں۔ جبکہ وہ معافری ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ تو وہ نہیں آئے تھے بلکہ انہوں نے جیشان کے ایک شخص کا قصہ نقل کیا ہے وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا: عامر جیشانی تو وہ بھی معافری ہیں۔

اس حدیث کو ابوموسیٰ نے ذیل میں عبداللہ بن صالح کی سند سے بحوالہ لیث، عامر بن یحییٰ سے انہوں نے اوس بن بشیر سے جو یمنی اور قبیلہ جیشان سے تعلق رکھتے ہیں سے نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ عرض کیا ہمارے ہاں مکئی کا ایک مشروب ہے جسے ہم لوگ مزر کہتے ہیں۔ (کیا اسے پی لیا جائے؟) فرمایا: کیا اس میں نشہ ہوتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ”تو پھر اسے نہ پیا کرو“۔[6]

ابوموسیٰ نے کہا: یہی حدیث دیلم جیشانی سے مروی ہے، میرے خیال میں انہوں نے پوچھا تھا۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری نے اپنی تاریخ[7] میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اوس بن بشر معافری، مصریوں میں ان کا شمار ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کے فیض یافتہ ہیں ان سے عامر بن یحییٰ معافری، واہب بن عبداللہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے عقبہ بن عامر سے سنا۔ ایسا ہی ابن حبان[8] نے انہیں ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔

٥٦٨ اوس بن ثابت الانصاری[9]

طبرانی[10] نے ان میں اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس بن ثابت میں فرق کیا ہے، حالانکہ وہ وہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کے سوانح میں عروہ سے روایت کیا ہے، بنی عمرو بن مالک بن نجار کے وہ لوگ جو بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ اور بدر میں اوس بن ثابت بن المنذر بھی شریک تھے۔ اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے وہ حضرات جو بدر میں شریک تھے۔ ان میں اوس بن

---

[1] المعجم الکبیر (حدیث ۲۱۹/۱) مجمع الزوائد (حدیث ۲۲۵۰) [2] مجمع الزوائد (۲۲۵۲)
[3] اسد الغابۃ (ت ۲۸۹) الاستیعاب (ت ۱۱۰) تجرید (۳۴/۱) [4] الاستیعاب (۲۰۸/۱) [5] الجرح والتعدیل (۳۰۵/۲)
[6] مسند احمد (۲۳۲/۴) [7] التاریخ الکبیر (۱۹/۲) [8] الثقات (۴۴/۴) [9] اسد الغابۃ (ت ۲۹۰) الاستیعاب (ت ۱۰۳) تجرید (۳۴/۱)
[10] المعجم الکبیر حدیث (۲۳۱/۱)

ثابت بن المنذر بھی تھے۔ جن کی صلبی اولاد نہیں۔

اصل میں طبرانی کو دو وجہ سے اشتباہ ہو گیا۔ اوّل: انہوں نے اوس بن ثابت حضرت حسان کے برادر کا نسب بیان نہیں کیا۔
دوم: انہوں نے کہا وہ شداد کے والد ہیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ کے قول کو دیکھا کہ ان کی اولاد نہیں، تو یہ حکم لگا دیا کہ یہ اور ہیں۔

۵۶۹ اوس بن حارثہ [1]

بن لائم بن عمرو بن ثمامہ بن عمرو بن طریف الطائی، ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور قسم اوّل میں پہلے گزر چکا ہے کہ انہیں اوس بن حارثہ کے بارے میں وہم ہوا ہے۔ مرزبانی نے انہیں معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ وہ جاہلی شاعر ہیں۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ ہانی بن قبیصہ بن اوس بن حارثہ بن لائم، نصرانی تھے۔ ان کے نکاح میں ان کی نصرانی چچازاد تھی جو اسلام لے آئی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں تفریق کر دی۔ اگر اوس بن حارثہ مسلمان ہوئے ہوتے تو ان کے پوتے عیسائی کیوں رہتے؟

ابو حاتم سجستانی نے "معمّرین" [2] میں لکھا ہے: اوس بن حارثہ بن لام دو سو بیس (۲۲۰) سال زندہ رہے یہاں تک کہ حواس باختہ ہو گئے اور ان کی سماعت و عقل جاتی رہی۔ وہ اپنی قوم کے رئیس تھے۔ یہ بات ابن کلبی نے اپنے والد کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔ فرمایا: ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے بیٹے انہیں کھلے میدان میں بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے گئے اور وہ اسی عالم میں فوت ہو گئے۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کو آج تک برا بھلا کہا جاتا ہے۔ اس سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے کہ انہوں نے اسلام کا دور نہیں پایا ہے۔

۵۷۰ اوس بن عرابہ

درست عرابہ بن اوس ہے جیسا کہ اوس بن ثابت کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۵۷۱ اوس بن محجن

ابو تمیم اسلمی، ابو موسیٰ اور ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد مسلمان ہوئے۔
ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ وہ تو اوس بن حجر ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۵۷۲ اوس المزنیّ

ابن قانع نے ایسے ہی زا اور نون سے ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر [3] وغیرہ نے ان کا استدراک کیا، تو انہیں وہم ہو گیا، وہ تو اوس المرئی را اور ہمزہ سے ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۵۷۳ اوس [4] بے نسبت

ابن قانع نے ان کا بھی ذکر کیا ہے اور ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ عبد ربہ بن سعید بن یعلی بن اوس سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ریاء کو شرک اصغر [5] میں شمار کرتے تھے۔ یہ غلط ہے۔ جو حذف سے

---

[1] اسد الغابة (ت ۲۹۵) [2] المعمّرين (٤٥) [3] اسد الغابة (١/١٧٤) [4] اسد الغابة (ت ٣٢٧)

[5] طبرانی فی المعجم الكبير (حديث ٧/٧١٦٠) مجمع الزوائد (١٠/٢٢٢)

غلط ہوا وہ اس طرح کہ یہ حدیث تو یعلی بن شداد بن اوس کی روایت سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ تو اس کے صحابی شداد بن اوس ہوئے۔ جب اس روایت میں یعلی کو اپنے دادا اوس کی طرف منسوب لکھا دیکھا تو ابن قانع نے یہ سمجھ لیا کہ بظاہر ایسا ہی ہے۔ جبکہ حدیث شداد بن اوس سے کئی طرق سے مشہور ہے۔ اسی وجہ سے طبرانی نے یہ روایت یعلی بن شداد بن اوس بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۵۷۴ ایاس بن عبداللہ البہزی ❶

ان سے عبداللہ بن یسار (سیار) روایت کرتے ہیں۔ حنین میں شریک تھے۔ مسند طیالسی ❷ میں ان کی حدیث ہے۔ ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید ❸ میں ایسا ہی لکھا ہے۔

علامہ تقی بن مخلد نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ پھر ایاس بن عبدالفہری کو بغیر نسبت کے ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ دونوں ایک ہیں، اسد الغابہ ❹ میں جو ہیں وہ ایاس بن عبداللہ الفہری (راء اور فاء سے) ہیں، جن کی روایت عبداللہ بن یسار لیتے ہیں۔ پھر مسند طیالسی کی سند کو بحوالہ ابوعبدالرحمٰن الفہری تک پہنچا کے بغیر نام کی حدیث پیش کی، پھر فرمایا: یہ روایت ابن عبدالبر، ابن مندہ اور ابونعیم ❺ نے نقل کی ہے۔ لیکن ابن عبدالبر نے کہا، ایاس بن عبد، بغیر نسبت کے، لہٰذا یہ ظاہر ہوا کہ انہیں دو شمار کرنا وہم ہے۔ اور وہ فاء اور راء سے ہے جیسا کہ مسند طیالسی میں ہے۔ اور حدیث بیان کرتے ہوئے نام نہیں لیا، ان کے نام میں اختلاف ہے جیسا کہ کنیتوں میں آئے گا۔

۵۷۵ ایاس بن مالک ❻

بن اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ سرّاج نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے جبکہ وہ تابعی ہیں، پھر ان کی مرسل حدیث نقل کی ہے ادھر ابونعیم نے ابن مندہ کو ان کے ذکر پر معیوب کیا ہے۔ اس لیے کہ تاریخ سرّاج میں جو مذکورہ سند سے مروی ہے وہ ایاس بن مالک بن اوس بحوالہ ان کے والد ہے۔ ابونعیم ❼ نے کہا: ابن مندہ کا بیان کردہ نسب جو سراج سے انہوں نے لیا ہے سراپا وہم ہے اور وہ اس سے بری الذمہ ہیں۔ ابن اثیر ❽ کہتے ہیں کہ ابن مندہ نے مجھے خود بتایا کہ وہ تابعی ہیں۔ تو اب ان پر کوئی عیب نہ رہا، صرف یہ کہ انہوں نے سرّاج کی تاریخ سے برخلاف نقل کیا ہے۔

۵۷۶ ایاس بن معاویہ المزنی ❾

طبرانی نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے، ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ اور طبرانی ❿ کے طریق سے اپنی سند سے بحوالہ

---

❶ اسد الغابة (ت ٣٤٠) ❷ مسند طيالسی (١٣٧١/٢) ❸ تجريد اسماء الصحابة (٣٩/١) ❹ ابن الاثير (١٨١/١)

❺ معرفة الصحابة (٣٣٠/٢) ❻ اسد الغابة (ت ٣٤٦) تجريد (٤٠/١) ❼ معرفة الصحابة (٣٣١/٢، ٣٣٢)

❽ اسد الغابة (١٨٣/١) ❾ اسد الغابة (١٨٣/١) ❿ معجم الكبير (٢٧١/١)

ابن اسحاق رحمہ اللہ، عبدالرحمٰن بن حارث سے انہوں نے ایاس بن معاویہ مزنی سے نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات میں نماز ضروری ہے چاہے بکری یا اونٹنی کے دودھ دوہنے کی مقدار ہو۔ عشاء کی نماز کے بعد جو (نفل) نماز پڑھی جائے گی وہ رات کی نماز ہوگی۔

جس نے انہیں صحابی شمار کیا ہے اسے وہم ہوا ہے حالانکہ وہ چھوٹے تابعی ہیں اسی سے ان کی شہرت ہے وہ قاضی ایاس ہیں جو ذہین ہونے میں مشہور ہیں ان کے دادا ایاس بن ہلال بن رباب کا ذکر گزر چکا ہے، اور قرہ بن ایاس ان کے بیٹے کا ذکر قاف میں آئے گا ابونعیم نے یہ سمجھا ہے کہ مذکورہ حدیث انہی ایاس بن ہلال کی ہے۔ تو انہوں نے ان کے گزشتہ سوانح میں وہ روایت پیش کی ہے یہ غلطی ہے۔ کیونکہ قرہ کے بیٹے کی روایت نہیں۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ابوموسیٰ نے کہا: یہ حدیث ایاس بن معاویہ بن قرہ کی روایت سے بحوالہ انس اور تابعین سے روایت کی جاتی ہے۔ صحابی ہونے کا شرف تو ان کے دادا قرہ کو حاصل ہے چہ جائیکہ ان کے والد معاویہ کو۔ میں کہتا ہوں: ایاس بن معاویہ کا انتقال ایک سو اکیس ۱۲۱ھ میں اور بعض کہتے ہیں ۱۲۲ھ اور بعض کا قول ہے کہ وہ ابھی چالیس سال کے نہیں ہوئے تھے۔

۵۷۷ ایاس بے نسبت

خطیب کا قول ہے: مجھے ابوبکر الحرشی نے بحوالہ اصم، ابوعتبہ سے انہوں نے بقیہ سے انہوں نے اسمٰعیل سے انہوں نے عبداللہ سے بتایا وہ ایاس سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ بغیر عمل کے قول، اور بغیر نیت کے قول و عمل اور سنت تک رسائی کے بغیر قول، عمل اور نیت کو قبول نہیں کرتا۔" [1]

ایسا ہی ابن الجوزی نے اپنی کتاب "التحقیق" کے آغاز میں نقل کیا ہے۔ ابن عبدالہادی نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: ان کا یہ کہنا "ایاس" سند میں غلطی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابان نے انس سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اپنی امالیہ میں نقل کیا ہے۔

۵۷۸ ایفع بن عبدالکلاعی [2]

چھوٹے تابعی ہیں۔ ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے فرماتے ہیں: اسماعیلی نے انہیں صحابہ میں نقل کیا ہے اسماعیلی کہتے ہیں: ہمیں احمد بن حسن بن عبدالجبار نے بحوالہ حکم بن موسیٰ، ولید بن مسلم، صفوان بن عمرو بیان کیا کہ انہوں نے ایفع بن عبدالکلاعی کو حمص میں منبر پر فرماتے سنا: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کر چکے گا تو جنتیوں سے کہے گا: تم زمین میں کتنے سال رہے"۔ [3] (حدیث)

ابویعلی نے ہیثم بن خارجہ سے بحوالہ ولید روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ اس کی سند کے رجال ثقہ ہیں۔ البتہ روایت مرسل یا معضل ہے۔ ایفع کا کسی صحابی سے سماع صحیح نہیں۔ ابن ابی حاتم نے ان کی روایت راشد بن سعد سے لی ہے۔ دارمی [4]

---

[1] اتحاف السادة المتقين (٣٤/١٠) [2] اسد الغابة (ت ٣٥٠) [3] جامع المسانيد والسنن (٤٤٧/١، ٤٤٨)

[4] سنن الدارمي كتاب فضائل القرآن باب فضل اوّل سورة البقرة و آية الكرسي (٤٤٧/٢)

نے اپنی مسند میں فرمایا: ہمیں یزید بن ہارون، بحوالہ حریز بن عثمان، ایفع بن عبد سے نبی ﷺ سے آیت الکرسی کی فضیلت بتائی ہے۔
یہ روایت بھی مرسل یا معضل ہے۔

۵۷۹ ایمن بن یعلی [1]

ابوثابت ثقفی، مشہور تابعی ہیں، یہ یعلی کے بیٹے ہیں۔ البتہ انہیں ان سے روایت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ہمیں محمد بن ایوب بن حبیب اور خیثمہ بن سلیمان نے بحوالہ ہلال بن العلاء وہ اپنے والد اور عبداللہ بن جعفر سے ان دونوں سے عبیداللہ بن عمرو نے یزید بن ابی انیسہ، اسماعیل بن ابی خالد سے وہ شعبی سے وہ ابوثابت ایمن بن یعلی ثقفی سے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''جس نے بالشت برابر بھی زمین کا حصہ دبایا یا خیانت کی تو وہ قیامت کے روز سب سے نچلی زمین تک اپنی گردن پر اٹھائے آئے گا''۔ [2]

ابن مندہ کہتے ہیں ایسا ہی عمرو بن زرارہ نے عبیداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے اور ایک جماعت نے عبیداللہ بن عمرو سے روایت کیا تو درمیان سے شعبی کے واسطہ کو ساقط کر دیا۔ علی بن معبد نے اسے عبیداللہ بن عمرو سے روایت کیا تو فرمایا: ابوثابت سے بحوالہ یعلی بن مرہ ثقفی مروی ہے۔ اسی طرح ابویعفور سے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے جن میں ابوثابت عن یعلی ہے اور یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: بغوی نے عمرو بن زرارہ سے علی بن معبد جیسی روایت نقل کی اور ایمن ابوثابت یعلی مذکور اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اسی بات کو بخاری [3]، ابن ابی حاتم [4] اور ابن حبان نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ حدیث ابویعفور کی روایت سے بحوالہ ایمن ابوثابت نقل کی فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث یعلی سے سنی ہے۔ اور اپنی صحیح میں ربیع بن عبداللہ بحوالہ ایمن، یعلی بن مرہ سے درج کی ہے۔

۵۸۰ (ز) ایمن

کچھ لوگ کہتے ہیں: یہ ابومرثد کا نام ہے۔

۵۸۱ ایمن بے نسبت

ان کی ایک مرسل روایت ہے کعب کی اہلیہ کے بیٹے تبیع اور خود کعب سے روایت کرتے ہیں ان سے عطا، اور مجاہد روایت کرتے ہیں، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ زبیر یا ابن زبیر کے غلام تھے۔ نسائی کہتے ہیں: میرے خیال میں وہ صحابی نہیں ہیں۔ بخاری [5] نے اپنی تاریخ میں منصور کی سند بحوالہ حکم، مجاہد اور عطاء سے وہ ایمن حبشی سے روایت کناں ہیں فرمایا: ''چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا'' مرسل روایت ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: جس کا یہ خیال ہو کہ وہ ایمن بن ام ایمن، اسامہ بن زید کے ماں شریک بھائی ہیں تو اسے وہم ہوا ہے کیونکہ وہ تو حنین میں شہید ہو گئے تھے۔ دارقطنی نے کہا: سرقہ کی حدیث کے راوی ایمن تابعی ہیں انہوں نے نہ نبی ﷺ کو اور نہ آپ کے بعد کے خلفاء کو دیکھا ہے۔ کسی نے کہا: وہ ایمن حبشی عبدالواحد بن ایمن بنی مخزوم کے غلام ہیں جن کا ذکر امام بخاری نے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] اسد الغابة (ت: ۳۵٤) تجريد (٤١/١)۔ [2] مسند احمد (١٧٣/٤) المعجم الكبير (٦٩٣/٢٢) جامع المسانيد والسنن (٤٥٣/١)۔
[3] التاريخ الكبير (٢٦/٢) [4] الجرح والتعديل (٣١٩/٢) [5] تاريخ البخاری (٢٥/١)

حرف الباء

قسم اول جو ایسے لوگوں کی معرفت پر مشتمل ہے جن کی کوئی روایت آئی یا کوئی ایسا ذکر آیا جس سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلے، چاہے اس کی سند صحیح ہو یا نہیں، ساتھ اس کا بھی بیان ہوگا

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۵۸۲ باذام [1]

خادم نبی ﷺ۔ بغوی نے ان کا نبی ﷺ کے غلاموں میں ذکر کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے ان کی پیروی کی ہے۔

۵۸۳ باقوم [2]

انہیں باقول (لام اور قاف سے) نجار (ترکھان) بنی امیہ کے غلام بھی کہا جاتا ہے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں لکھا ہے: ہمیں ابراہیم بن ابی یحییٰ نے بحوالہ صالح تو اُمہ کے غلام نے بتایا کہ باقول عاص بن امیہ کے غلام تھے۔ انہوں نے جھاؤ کی لکڑی سے رسول اللہ ﷺ کا منبر تین درجات والا بنایا'' اس کی سند ضعیف اور یہ روایت مرسل ہے۔

اسی طریق سے ابن مندہ نے اسے نقل کیا ہے اور ابن السکن نے اسحاق بن ادریس کی سند سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں ہمیں ابواسحاق نے بحوالہ باقول بتایا کہ انہوں نے منبر بنایا پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن السکن نے کہا: میرے خیال میں ابواسحاق ابراہیم بن ابی یحییٰ ہیں اور صالح وہی تو اُمہ کے غلام ہیں۔ یہ روایت ہمیں اسی طریق سے پہنچی ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے۔ اس روایت کو ابونعیم نے محمد بن اسمٰعیل مسولی۔ جو ایک ضعیف راوی ہے کی سند سے بحوالہ ابوبکر بن ابی سَبْرۃ، تو اُمہ کے غلام صالح سے فرماتے ہیں مجھے سعید بن العاصی کے غلام باقوم نے بتایا: میں نے جنگلی جھاؤ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا۔ ایک نشست گاہ اور دو درجے۔ [2] ایسے ہی انہوں نے یہ روایت متصل بھی ذکر کی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے منبر بنانے والے شخص کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے جسے میں نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے۔ سہل بن سعد کی صحیح حدیث میں ہے کہ وہ انصار کی ایک عورت کا خادم تھا لیکن اس میں کوئی منافاۃ نہیں کہ وہ بنی امیہ کا غلام تھا اور ایک انصاری عورت کا خادم تھا اس واسطے کہ یہ احتمال ہے کہ اس نے ہجرت کے بعد عورت کے ہاں ملازمت اختیار کی ہو اور اسی سے اس کی شہرت ہو گئی ہو۔

---

[1] تجرید (۴۲/۱) اسد الغابۃ (ت ۳۵۸) الاستیعاب (ت: ۲۳۲)

[2] جامع المسانید و السنن (۳/۲) اسد الغابۃ (۱۹۰/۱) الاستیعاب (۲۶۸/۱)

ابن عیینہ نے اپنی جامع میں عمرو بن دینار سے بحوالہ عبیدہ بن عمیر نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قریش کے لئے کعبہ تعمیر کیا اس کا نام "باقوم" تھا وہ روم کا رہنے والا تھا۔ وہ ایک بحری جہاز میں تھا جسے ہوائی دباؤ نے روک لیا۔ قریش اس کی طرف نکلے اور اس جہاز کی لکڑیاں پکڑلیں۔ اور بعد میں اس سے کہا: اسے عیسائی عبادت خانوں کی طرح تعمیر کرنا۔ اس کے رجال ثقہ ہیں اگر چہ روایت مرسل ہے۔ رومی کا تعمیر کعبہ کا قصہ مشہور ہے۔ فاکہی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

عثمان بن ساج کی روایت میں بحوالہ ابن جریج مروی ہے کہ ایک باقوم نامی رومی تھا جو مندب تک تجارت کرتا تھا اس کی کشتی کسی تنگنائے ٹوٹ گئی۔ اس نے قریش کی طرف پیام بھیجا کہ تم میرے سامان میں اپنا سامان ملانا چاہتے ہو؟ یعنی تجارت کرنا چاہتے ہو۔ کہ میں لکڑی اور اس کی کاریگری سے تمہاری مدد کروں۔ جس سے تم ابراہیم کے گھر کی تعمیر کرو؟" اس طریق سے مقصود اس کا نام بتانا ہے، لہٰذا یہ احتمال ہے کہ وہ وہی ہو جس نے بعد میں منبر بنایا تھا۔ واللہ اعلم

(۵۸۴) (ز) باقوم دیگر

ابن مندہ نے اس سے قبل والے سوانح کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے: کہ سعید بن عبدالرحمٰن ابوحرّہ کے بھائی نے بحوالہ ابن سیرین کہا کہ باقوم رومی اسلام لائے اور ان کا انتقال ہوا، ان کا کوئی وارث نہ تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی میراث سہیل بن عمرو کو دی۔

میں کہتا ہوں: یہ تب صحیح ہوگا جب ان سے پہلے والے کوئی اور ہوں اس لئے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوگا، مولیٰ تو اُمہ کا سماع اس سے نہیں ہوسکتا اور ابونعیم کی سند سے یہ تصریح پہلے گزر چکی کہ صالح کا ان سے سماع ہے۔

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

(۵۸۵) بَجاد[1] (ابتداء میں زبر پھر جیم)

بجار بھی کہا جاتا ہے جس میں دال کی جگہ را ہے۔ ابن سائب بن عویمر بن عامر بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرّہ بن کعب بن لؤی المخزومی، ابوعمرو نے ان کا ذکر کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے کہ میں ان کا ذکر نہ کتاب زبیر میں نہ ان کی چچا کی کتاب میں اور جمہرہ لابن کلبی وغیرہ میں اور نہ بلاذری وغیرہ کی انساب میں دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

(۵۸۶) بجاد بن عمیر بن الحارث

بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ تیمی صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں۔ ان کے بیٹے محمد بن بجاد کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی اولاد سے یوسف بن یعقوب بن موسیٰ بن عبدالرحمٰن بن الحسین بن محمد بن بجاد ہیں۔ وہ عسفان میں رہتے تھے ان کے اشعار ہیں، زبیر کے دور میں تھے انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ۳۶۰) الاستیعاب (۲۳۳)

۵۸۷ بُجَید (تصغیر ہے)

ابن عمران الخزاعی۔ مغازی میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن ہشام❶ فتح مکہ کے قصہ میں لکھتے ہیں: بجید بن عمران خزاعی نے اس موقع پر کہا: اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد میں ایسے بادل پیدا فرما دیئے جو ٹکڑوں کی صورت میں تہہ بہ تہہ زمین کے قریب تھے۔ ہماری ہجرت جو ہماری زمین سے ہوئی اس کے بارے میں ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو بہترین املاء کرانے والے اور لکھنے والے کی جانب سے آئی ہے، ہماری وجہ سے حرمتِ مکہ (کچھ دیر کے لئے) ختم ہوئی تا کہ ہم تلواروں اور نیزوں سے بدلہ لے سکیں۔

ابن فتحون وغیرہ نے حرفِ با میں ان کا استدراک کیا ہے۔ بعض نے کہا: بجیر لکھا ہے جس کے آخر میں را ہے۔ درست آخر میں دال ہے جیسا سیرت میں ہے۔ کچھ متاخرین نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ بجید بن عمران بن حصین ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ جن کے دادا حصین ہیں ان کے نام کے شروع میں نون ہے۔ اور وہ مشہور تابعی ہیں جہاں شعر والی شخصیت کا تعلق ہے بظاہر یہ اس کے علاوہ ہیں۔

۵۸۸ بُجَیر (آخر میں را ہے تصغیر ہے)

ابن اوس❷ بن حارثہ بن لام الطائی، ابن عبدالبر❸ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے اسلام لانے میں تامل ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: ان کی کنیت ابولجا تھی سردار تھے، وفد میں آنے کا تذکرہ نہیں ملتا۔ میں قسم اوّل کے حرف الف میں اوس کے صحابی ہونے کے بارے میں اختلاف بیان کر چکا ہوں۔ صحیح یہی ہے کہ وہ صحابی نہیں ہیں۔

۵۸۹ بُجَیر بن بَجْرَہ❹ (شروع میں زبر اور جیم ساکن ہے)

الطائی۔ ابن عبدالبر نے کہا: ان کے مرتدوں کے ساتھ جنگ میں عمدہ کارنامے اور اشعار ہیں۔ جنہیں ابن اسحاق❺ نے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے یزید بن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کندہ کے اکیدر بن عبدالملک کی جانب بھیجا وہ دومہ کا سردار اور مذہباً عیسائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''وہ تمہیں گائے کا شکار کرتے ملے گا'' پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ خالد نے اکیدر کے بھائی حسان کو قتل کیا اور اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا اور جزیہ دینے پر اس سے صلح ہوئی۔ پھر اسے چھوڑ دیا یوں وہ اپنے شہر واپس چلا گیا تو طے کے ایک بجیرہ بن بجرہ نامی شخص نے کہا، پھر اس کے اشعار جو اس کے متعلق تھے ذکر کیے۔

پھر ابوالمعارک شاخ بن معارک بن مرہ بن صخر بن بجیر بن بجرہ طائی کی سند سے نقل کیا فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بحوالہ میرے دادا، اپنے والد بجیر بن بجرہ سے نقل کیا فرمایا: میں خالد بن ولید کے لشکر میں اس وقت شریک تھا جب انہیں نبی ﷺ نے اکیدر دومہ کے حاکم کی طرف روانہ فرمایا، اور بتایا کہ ''وہ تمہیں گائیوں کا شکار کرتا نظر آئے گا'' فرماتے ہیں: چاندنی رات میں

---

❶ اليسرة النبوية (٥٥/٤) ❷ اسدالغابة (ت ٣٦٢) الاستيعاب (ت ١٦٤) ❸ الاستيعاب (٢٣٣/١)

❹ اسدالغابة (ت ٣٦٣) الاستيعاب (ت : ١٦٥) ❺ الاستيعاب (٣٣٢/١)

❻ ذكره ابن ہشام فی "السيرة النبوية" عن ابن اسحاق (١٣٣/٤)

ہمارا اس سے سامنا ہوا وہ اسی حالت میں تھا جیسا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ تو ہم نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے ہمارا مقابلہ کیا تھا۔ اس پر ریشمی قبا تھی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے نبی ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ جب ہم نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے آپ کو یہ اشعار سنائے۔

گائیوں کو ہانکنے والا خوش قسمت ٹھہرا میں نے دیکھا اللہ تعالیٰ ہر درست روش کو ہدایت دیتا ہے" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تیرے منہ کو سلامت رکھے"۔ [1] ان کی عمر نوے (۹۰) سال ہوگئی پھر بھی ان کا ایک دانت تک نہ ہلا۔

ابو نعیم اور ابن السکن نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابو المعارک اور ان کے آباء و اجداد کا کتب الرجال میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ سیف بن عمر نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ بجیر بن بجرہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

۵۹۰ بجیر بن ابی بجیر العبسی [2]

انصار کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکائے بدر میں ایسا ہی ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ہمیں ان کی روایت کا علم نہیں۔

۵۹۱ بجیر بن زہیر [3]

ابن ابی سلمی (سین کے پیش سے) المزنی شاعر ہیں۔ کعب بن زہیر شہرت یافتہ شاعر کے برادر ہیں۔ اپنے بھائی سے پہلے اسلام لائے۔ جس کا تفصیلاً ذکر کعب کے سوانح میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ ابن اسحاق [4] نے فتح مکہ کے روز ان کے کہے ہوئے اشعار پڑھے۔

جس دن نبی رحمت نے مکہ فتح کیا ہم نے ان کفار کو ایسی تلواروں سے مارا جو سفید اور پھرتیلی تھیں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی سچی محبت کا عہد و پیاں دیا۔ ہم ان کے پاس ایک ہزار سلیمی افراد کے ساتھ صبح تڑکے آ پہنچے اور ہزار بنی عثمان کے افراد تھے جو تعداد میں پورے تھے۔ تو جیسا ہمارا ارادہ تھا ہم لوگ فتح یاب اور غنیمت سے مالا مال ہو کر واپس ہوئے اور وہ مخالفت میں پشیمان ہو کر لوٹے"۔

۵۹۲ بجیر بن عبداللہ [5]

بن مرہ بن عبداللہ بن صعب بن اسد۔ ابن عبدالبر [6] نے ان کا ذکر کیا ہے: کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی زنبیل (سفری چرمی تھیلہ بطور تبرک) چھپا لیا تھا۔

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی (۲۵۱/۵) المطالب العالیۃ (٤٠٦٥) کنز العمال (۳۰۲۷٦) تہذیب تاریخ دمشق (۳۵۰/۱) البدایۃ والنہایۃ (۱۷/۵) جامع المسانید والسنن (۵/۲)

[2] اسد الغابۃ (ت ٣٦٤) الاستیعاب (ت: ١٦٣) تجرید (۴۳/۱)

[3] اسد الغابۃ (ت ٣٦٦) الاستیعاب (ت١٦٦) تجرید (٤٤/١)

[4] السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۱۱۳/٤ - ١١٤)

[5] اسد الغابۃ (ت٣٦٧) الاستیعاب (١٦٧) [6] الاستیعاب (٢٣٤/١)

۵۹۳ بجیر بن العوام

بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ القرشی الاسدی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابوعبیدہ نے ان کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا: یہ وہم ہے ادھر مرزبانی نے معجم الشعراء میں لکھا ہے کہ وہ جاہلیت میں قتل ہو گئے تھے۔ انہیں صبیح بن سعید بن ہانی دوسی جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اجداد میں سے ہیں نے قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم

۵۹۴ بجیر الخزاعی

بجید میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۹۵ بجیر

ابو مالک خزاعی، ابن حبان کا قول ہے: کہ وہ صحابی ہیں۔

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۵۹۶ بَحاث [1] (بروزن فعّال حائے بے نقطہ آخر میں ثاء ہے)

ابن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک البلوی۔ بنی عمرو بن لوئ کے حلیف۔ ان کا یہی نام و نسب ابن کلبی نے بیان کیا ہے۔ علماء نے ذکر کیا ہے: کہ وہ بدر و اُحد میں شریک تھے۔ لیکن ابن اسحاق [2] نے ان کا نام نحاب (شروع میں نون آخر میں با) بتایا ہے۔ ابن مندہ نے نون میں ان کا تذکرہ کیا ابوموسیٰ نے باء میں ان کی غلطی نکالی۔ ان کے نسب کے متعلق ابن شاہین نے عمارہ عین مفتوح اور میم مشدّد ذکر کیا ہے۔

۵۹۷ بحر [3] (شروع والا حرف اور حا دونوں پر پیش ہے)

ابن ضُبُع (یہ دونوں بھی پیش سے ہیں) بن اتّة بن بحمد الرّعینی۔ ابن یونس کہتے ہیں وہ وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فتح مصر [4] میں شریک رہے۔ ان کے پوتے مروان بن جعفر بن خلیفہ بن بحر کے سوانح میں لکھتے ہیں: وہ شاعر تھے وہی یہ کہتے ہیں: میرے دادا وہ ہیں جنہوں نے (بیعت کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے سامنے) اپنا دایاں ہاتھ (دیا) پیش کیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار میں ان کی سواریاں دور سے ہی مشتاق اور بے تاب تھیں۔ فرماتے ہیں ان کے دوسرے پوتے ابوبکر بن محمد بن بُحُر ہیں جنہیں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت میں دمیاط کی سواریوں کا نگران مقرر کیا گیا تھا۔

---

[1] اسد الغابۃ (ت ٣٦٩) الاستیعاب (ت ٢٨٨)

[2] السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (٢/٢٥٥)

[3] اسد الغابۃ (٣٧٠) الاستیعاب (ت ٢٢٦) تجرید (١/٤٤)

[4] اسد الغابۃ (١/١٩٣)

۵۹۸ بحیرا الراھب ✿

ان آٹھ میں سے ایک جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ (حبشہ سے) آئے تھے۔ ابن عدی ✿ نے انتہائی کمزور سند سے بحوالہ جعفر بن محمد بن علی سے وہ اپنے والد، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: میں نے بحیرا راھب کو کہتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''آدمی جب ایک جام شراب کا پیتا ہے''۔ (حدیث)۔ ابن عدی فرماتے ہیں: یہ منکر حدیث ہے۔ بحیرا کی اس کے علاوہ مسند کوئی روایت میں نے نہیں سنی۔ بعض کا گمان ہے کہ اس حدیث والے بحیرا راھب وہی ہیں جنہوں نے بعثت سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے ہمراہ تھے۔ یہ گمان درست نہیں۔ بلکہ اگر حدیث صحیح بھی ثابت ہو جائے تو وہ وہی ہیں جن کا ذکر علماء نے ابرہہ کے قصہ میں کیا ہے۔

۵۹۹ بَحِیر (شروع میں زبر حا مکسور)

ابن ابی ربیعہ مخزومی ✿ ان شاء اللہ تعالیٰ عبداللہ نامی لوگوں میں تذکرہ آئے گا۔

۶۰۰ بحیر الانماری ✿

انہیں شرف صحبت وروایت حاصل ہے۔ یہ بات ابن ماکولا ✿ نے کہی اور خطیب نے ان سے پہل کی ہے۔ چنانچہ اہل حمص کے طبقات میں یہ بات نقل کی ہے: کہ ابو سَعْد الخیر الانماری'' ابن قانع کے ہاں ابوسعد الانماری ہے۔

میں کہتا ہوں: کنیتوں میں آ رہا ہے۔

۶۰۱ (ز) بحیر بن عقربہ : بشر میں آئے گا۔

باب الباء جس کے بعد دال ہے

۶۰۲ بدر بن عبداللہ المزنی ✿

ابن مندہ نے عمرو بن الحصین جو ایک متروک راوی ہے، کی سند سے بحوالہ ابوعلاثہ، عبدالرحمٰن بن اسحاق، بکر بن عبداللہ المزنی سے انہوں نے بدر بن عبداللہ مزنی سے روایت نقل کی ہے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک سوداگر آدمی ہوں میرا مال نہیں بڑھتا ✿ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۶۰۳ بدر بن عبداللہ الخطمی

بعض کا قول ہے کہ یہ ملیح بن عبداللہ کے دادا کا نام ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں: نہیں ان کے دادا کا نام بدیر ہے اور کسی نے

✿ اسد الغابۃ (۳۷۱) تجرید (۴۴/۱) ✿ الکامل فی الضعفاء (۱۳۴۸/۸)

✿ اسد الغابۃ (ت ۳۷۴) ✿ اسد الغابۃ (ت ۳۷۳) ✿ الاکمال (۱۹۶/۱)

✿ اسد الغابۃ (ت ۳۷۷) تجرید اسماء الصحابۃ (۴۵/۱) ✿ کنز العمال (۹۸۸۶) جامع المسانید والسنن (۱۰/۲)

حصین کہا ہے۔

۶۰۴ (ز) بدر بن عبداللہ* (بے نسبت)

ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں قیس بن براء بحوالہ عبداللہ بن بدر نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کی یہ خواہش ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور اسے اپنی پونجی سے فائدہ ہو تو وہ میرے بعد میرے خاندان سے اچھے انداز سے پیش آئے''۔* یہ روایت ابونعیم نے ملیح بن عبداللہ خطمی کے دادا کے سوانح میں درج کی ہے تو یہ ان کی (روایت کردہ) حدیث نہیں ہے۔

۶۰۵ بدر ابو عبداللہ*

رسول اللہ ﷺ کے غلام، محمد بن جابر بن عبداللہ بن بکر بحوالہ اپنے والد ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ جو تجرید میں ملتی ہے۔

۶۰۶ بدر ابو مالك

بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۶۰۷ (ز) بدیل بن امّ اَصرَم

ابن درید نے ان کا کتاب الاشتقاق میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے وہ خزاعہ کے سرداران سے تھے۔ میرے خیال میں وہ بعد والے ہیں۔

۶۰۸ بدیل بن ام اصرم*

ابن سلمہ بن خلف بن عمرو بن الاحب بن مقیاس بن حبتر بن عدی بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی السلولی: ابن کلبی نے کہا: ان کی والدہ ام اصرم بنت الاجحم بن دِنْدنة بن عمرو بن القین بھی خزاعیہ ہیں۔

ابوموسیٰ نے کہا: عبدان نے ان کا تذکرہ درج کر کے کہا: ہمیں ان کے ذکر اور قصہ کے علاوہ کوئی حدیث یاد نہیں۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر لقیط دیلی کو جواب دیا تھا جب اس نے خزاعہ کی طرف سے پہنچائے گئے نقصانات کا ذکر کیا تھا۔

ابن عبدالبر* فرماتے ہیں: انہی کو رسول اللہ ﷺ نے بنی کعب کی طرف بھیجا تھا تاکہ انہیں مکہ کی لڑائی کے لئے نکلنے کا کہیں۔ ان کے ساتھ بشر بن سفیان خزاعی بھی تھے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے وہ اشعار ذکر کیے ہیں جن میں انس بن زنیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''مصیبت سے انس رو پڑا، اور رونے سے اس کی آواز نکل آئی۔ جب جنگ کا چولہا سلگا تو اس کے آنسو تھم گئے

---

* اسد الغابة (ت ۳۷۶) تجرید (۱/۵٤) * کنز العمال (۳٤۱۷۱)

* اسد الغابة (ت ۳۷۸) تجرید (۱/٤۵) * اسد الغابة (ت ۳۷۹) الاستیعاب (ت ۱۷۰)

* الاستیعاب (۱/۲۳٦)

میں ایسے مقتولوں کے لئے رو پڑا جن کے خون سے چھوٹے مضبوط نیزے لتھڑے ہوئے تھے"۔ [1]

دارقطنی نے ختنٔ (حاء پر زبر نون ساکن آخری حرف سے پہلے ثا) قلم بند کیا اور ابن ماکولا [2] نے با پھر تا سے لکھا ہے۔

۶۰۹ بدیل بن عمرو الخطمی الانصاری [3]

ابن مندہ نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی سند سے بحوالہ حُلَیس بن عمروان کی والدہ فارعہ سے وہ اپنے دادا بدیل بن عمرو خطمی سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سانپ کا دم پیش کیا تو آپ نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور اس میں میرے لئے برکت کی دعا کی۔ [4]

ابن مندہ نے کہا: غریب روایت ہے جسے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ باقی سند میں غیر معروف لوگ بھی ہیں۔

حُلَیس تصغیر ہے۔

۶۱۰ بدیل بن عبدمناف

بن سلمہ، بعض کا قول ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے والے ہیں۔ اور سلمہ ان کے والد نہیں دادا ہیں۔

۶۱۱ بدیل بن کلثوم [5]

بن سالم الخزاعی، ابن حبان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے: کہ انہیں خزاعہ کا (خطیب) گفتگو کنندہ کہا جاتا ہے۔ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اپنا قصیدہ سنایا۔

باوردی نے عبداللہ بن ادریس کی سند بحوالہ حزام بن ہشام نقل کیا وہ اپنے والد سے، فرماتے ہیں: بدیل بن کلثوم نبی ﷺ کے پاس تو آئے یہ قصیدہ [6] کہا: "اے اللہ! میں محمد (ﷺ) کو واسطہ دیتا ہوں" اشعار۔

میں کہتا ہوں: یہ منقطع سند ہے۔ ان اشعار کی نسبت سالم بن کلثوم کی طرف آ رہی ہے۔ واللہ اعلم

۶۱۲ بدیل [7]

بریل بھی کہا جاتا ہے جس میں دال کی جگہ را ہے۔ بعض بریر (دونوں را سے) اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ ابن ابی مریم۔ کسی نے ابن ابی ماریہ سہمی کہا، عمرو بن العاص کے غلام ہیں۔ امام ترمذی [8] نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابونضر، باذام سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی تفسیر کے متعلق نقل کرتے ہیں: "اے ایمان والو! جب تم

---

[1] السیرة النبویة عن ابن اسحاق (۲/۳۹۳) [2] الاکمال (۱/۲۱۹)

[3] اسد الغابة (ت۳۸۰) تجرید (۱/۴۵) [4] جامع المسانید و السنن (۲/۱۲)

[5] اسد الغابة (ت ۳۸۱) تجرید (۱/۴۵) [6] السیرة النبویة (۴/۳۰)

[7] اسد الغابة (ت ۳۸۲) تجرید اسماء الصحابة (۱/۴۵)

[8] ترمذی کتاب التفسیر باب و من سورة المائدة حدیث (۳۰۵۹)

میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو تمہاری گواہی کا طریقہ کار یہ ہے کہ" [1] فرماتے ہیں لوگ اسے میرے اور عدی بن بدّاء کے علاوہ سمجھتے ہیں، وہ دونوں عیسائی تھے اسلام سے پہلے شام آتے جاتے تھے ایک دفعہ شام تجارت کی غرض سے آئے تو ان کے پاس بنی سہم کے ایک غلام بدیل بن ابی مریم سامانِ تجارت لے کر آئے ان کے پاس چاندی کا ایک جام تھا۔

میں کہتا ہوں: ابونضر وہی محمد بن سائب کلبی ہے جو ضعیف راوی ہے۔ اسے ابن مندہ نے محمد بن مروان سدی سے بحوالہ کلبی نقل کیا: کہ بدیل بن ابی ماریہ مسلمان تھے۔ حدیث کی اصل بخاری [2] میں دوسری سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ موجود ہے فرماتے ہیں: عدی اور تمیم (تجارت کی غرض سے) نکلے پھر وہ روایت ذکر کی۔ لیکن سہمی کا نام نہیں لیا۔ "ابن بریرہ" نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ مفسرین میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ مہاجر مسلمان تھے۔

٦١٣ بدیل [3] (بے نسبت)

بنی لخم کے حلیف، ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی نے ان کا حوالہ دیا لیکن ان کی حدیث نقل نہیں کی۔ جبکہ باوردی اور ابن مندہ نے رِشدِ ین بن سعد۔ جو ایک ضعیف راوی ہے، کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن علی بن رباح سے نقل کیا وہ اپنے والد سے وہ بدیل جو ان کے حلیف تھے ان سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔ [4]

٦١٤ بدیل بن ورقاء [5]

بن عمرو بن ربیعہ بن عبدالعزیٰ بن ربیعہ بن جری بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو بن ربیعہ الخزاعی۔ ابن السکن کا قول ہے: وہ صحابی ہیں اور مکہ کے باسی ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صفین میں شہید ہو گئے تھے۔

میں کہتا ہوں: صفین میں ان کا بیٹا عبداللہ شہید ہوا تھا۔ ابن مندہ نے محمد بن احمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن سعید، عبدالرحمٰن بن حکم بن بشر سے نقل کیا ہے۔ ان سے کسی نے بدیل بن ورقاء کے بارے پوچھا: فرمایا: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ مغازی ابن اسحاق [1] وغیرہ میں لکھا ہے: کہ فتح مکہ کے روز قریش نے بدیل بن ورقاء کے گھر اور ان کے غلام رافع کے گھر پناہ لی۔ وہ خود فتح مکہ سے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بغوی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن ابی عبلہ بدیل بن ورقاء وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کی تشریف آوری [2] تک (حنین کے) قیدیوں اور اموال کو جعرانہ میں روکے رکھیں انہوں نے ایسا ہی کیا اس کی سند حسن ہے۔ ابونعیم نے ابن جریج کی سند سے بحوالہ محمد بن یحییٰ بن حبان، ام الحارث بنت عیاش بن ابی ربیعہ نقل کیا کہ انہوں نے بدیل بن ورقاء کو منیٰ میں خاکستری اونٹ پر طواف کرتے دیکھا وہ فرما رہے تھے: تمہیں

---

[1] سورة المائده (آیت ١٠٦). [2] بخاری کتاب الوصایا باب قول اللّٰه تعالیٰ ﴿یا ایها الذین امنوا شهادة بینکم﴾ (حدیث ٢٧٨)

[3] اسد الغابة (ت ٣٨٤) [4] جامع المسانید والسنن (١٦/٢) اسد الغابة (١٩٨/١)

[5] اسد الغابة (ت ٣٨٣) الاستیعاب (ت ١٦٨) تجرید (٤٨/١) [1] السیرة النبویة (٢٤٣/٣) [2] جامع المسانید والسنن (١٥/٢)

رسول اللہ ﷺ نے ان دنوں روزہ رکھنے سے منع فرمایا اس واسطے کہ یہ کھانے پینے کے ایام [۱] ہیں"۔

اس روایت کو بغوی نے بھی ابن جریج سے نقل کیا ہے لیکن انہوں نے کہا: مجھے یہ روایت محمد بن یحییٰ سے پہنچی ہے۔ ابن السکن نے مفضل بن صالح کی سند سے بحوالہ عمرو بن دینار ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے بدیل کو حکم دیا...... پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔

اسمٰعیل بن علی بن رزین بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن بدیل بن ورقاء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے بدیل بن ورقاء سے سنا: کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے میرے رخساروں پر (بالوں کی) سیاہی دیکھی تو مجھ سے فرمایا: تمہاری کتنی عمر ہے؟ میں نے عرض کیا: ستانوے (۹۷) سال، فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہارا جمال اور سیاہ بال بڑھائے" (حدیث)

ابن ابی عاصم نے فرمایا: ہمیں عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن بشیر بن عبداللہ بن سلمہ بن بدیل بن ورقاء نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے اپنے والد عبدالرحمٰن سے وہ اپنے والد محمد بن بشیر سے وہ اپنے والد بشر بن عبداللہ سے وہ اپنے والد عبداللہ بن سلمہ سے وہ اپنے والد سلمہ سے روایت کرتے ہیں مجھے میرے والد بدیل بن ورقاء نے ایک تحریر دی فرمایا: بیٹا! یہ رسول اللہ ﷺ کا لکھوایا ہوا پرچہ ہے اس کی حفاظت کرنا جب تک یہ تم میں رہے گا تم خیریت سے رہو گے"۔ [۲]

پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے کہ وہ تحریر حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ کی تھی۔ اور اسماعیل بن علی بن رزین بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن بدیل بن ورقاء۔ ان کے اجداد سے روایت ہے کہ میں نے بدیل بن ورقاء کو فرماتے سنا: کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے کر کے فرمایا، یہ بدیل بن ورقاء ہے۔ آپ نے میرے رخساروں پر سیاہی دیکھ کر فرمایا: کتنی عمر ہے؟ میں نے عرض کیا: ستانوے (۹۷) سال آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہارے جمال اور سیاہ بالوں میں اضافہ فرمائے"۔

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۶۱۵ برّ بن عبداللہ ابوھند الدّاری [۳]

کنیت سے ہی شہرت ہے۔ ابن ماکولا [۴] نے یہی نام بتایا ہے۔ بعض نے بریر کہا ہے جیسا کہ آ رہا ہے اور کسی نے لیث بن عبداللہ کہا ہے۔ یہ ابن الحذاء کا قول ہے کسی نے کچھ اور کہا ہے۔

۶۱۶ البراء بن اوس [۵]

بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول انصاری، ابن شاہین محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن زید ان کے رجال کی سند

---

[۱] جامع المسانید والسنن (۱۵/۲) [۲] المعجم الکبیر (۱۱۸۸/۲) مجمع الزوائد (۱۷۳/۱) جامع المسانید والسنن (۱۴/۲)

[۳] اسدالغابۃ (ت ۳۸۷) تجرید (۴۸/۱) [۴] الاکمال (۲۶۰/۱)

[۵] اسدالغابۃ (ت ۳۸۸) الاستیعاب (۱۷۳)۔

روایت کرتے ہیں: کہ وہ اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے، فرماتے ہیں: وہ نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو دودھ پلانے والی کے خاوند ہیں اور اس عورت کا نام خولہ بنت المنذر بن زید ہے۔

واقدی [1] فرماتے ہیں: یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ وہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ وہ براء بن اوس بن خالد سے روایت کرتے ہیں: کہ وہ (محاذ جنگ میں) نبی ﷺ کے ساتھ دو گھوڑے لے گئے تو آپ نے ان کے لیے پانچ حصے مقرر کیے۔ اسے ابونعیم [2] نے ذکر کیا ہے اور ابوعمر [3] نے کہا: وہ ابراہیم ابن نبی ﷺ کے رضاعی والد بنتے ہیں۔ اور ام بردہ کے خاوند تھے جس نے انہیں دودھ پلایا تھا۔

۶۱۷ البراء بن حزم

ابن حبان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے: کہ نبی ﷺ نے ان سے زکوۃ وصول کی۔ باوردی نے یعلیٰ بن اشدق۔ جو ایک ضعیف اور متروک راوی ہے۔ کی سند سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے دس صحابہ کو دیکھا ان میں سے البراء بن حزم اور عبداللہ بن جراد ہیں فرماتے ہیں: ہم سے نبی ﷺ نے سو اونٹوں میں سے دو جوان اونٹ لئے۔

۶۱۸ البراء بن عازب [1]

بن حارث بن عدی بن جُشم بن مَجدعہ بن حارثہ بن حارث بن عمرو بن مالک بن الاوس انصاری اوسی، کنیت ابوعمارہ، بعض ابوعمرو کہتے ہیں۔ انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن کلبی نے ان کے نسب میں "مجدعہ" ذکر نہیں کیا یہی زیادہ درست ہے۔ امام احمد [2] فرماتے ہیں: ہمیں یزید بن شریک نے بحوالہ ابواسحاق، براء رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے فرمایا: بدر کے روز مجھے اور ابن عمر کو رسول اللہ ﷺ نے کم سنی کی وجہ سے واپس کر دیا اس لئے ہم اس جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔ ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں فرماتے ہیں: ہمیں شعبہ نے بحوالہ ابواسحاق بیان کیا انہوں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا: فرماتے ہیں: بدر کے روز مجھے اور ابن عمر کو کم سن قرار دیا گیا۔ اس روایت کو عبدالرحمٰن بن عوسجد نے براء رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: میں اُحد میں شریک تھا۔ اسے سراج نے نقل کیا ہے۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چودہ جنگوں [3] میں حصہ لیا۔ اور ایک روایت میں پندرہ ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اور انہی سے مروی ہے فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اٹھارہ سفر کیے" اسے ابوذر ہروی نے نقل کیا ہے۔ امام احمد، [4] ثوری کی سند سے بحوالہ ابواسحاق براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کچھ ہم تم سے بیان کرتے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) یہ سب کچھ ہم نے سنا ہے۔ ہمیں ہمارے دوستوں نے بتایا اس لئے کہ ہمیں اونٹوں کی چرائی اس سے محروم کر دیتی تھی۔

انہی نے بقول ابوعمرو الشیبانی ۲۴ھ میں رے فتح کیا تھا۔ جبکہ دیگر لوگوں نے ان کی مخالفت کی ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ

---

[1] المغازی (۶۸۸/۲) [2] معرفة الصحابة (۷۶/۳) [3] الاستیعاب (۲۷۳/۱).

[1] اسد الغابة (ت۳۸۹) الاستیعاب (۱۷۴) [2] مسند احمد (۲۹۸/۴)

[3] المعجم الکبیر (۱۱۶۶/۲) التاریخ الکبیر (۱۱۷/۲) الجرح والتعدیل (۳۹۹/۲) [4] مسند احمد (۲۸۳/۴).

غزوۂ تستر میں شریک تھے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جنگِ جمل اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ خوارج سے جنگ میں بھی ان کے شریک کار رہے۔ کوفہ فروکش ہوئے تو وہاں ایک حویلی بنائی۔ مصعب بن زبیر کی گورنری میں انتقال ہوا۔ ابن حبان نے ۷۲ھ کی تاریخ بتائی ہے۔ تمام احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، اپنے والد، ابوبکر و عمر وغیرہ دیگر اکابر صحابہ سے اور ان سے روایت کرنے والے صحابہ ابوجحیفہ، عبداللہ بن یزید خطمی اور ایک جماعت ہے سب سے آخر میں ابواسحاق سبیعی ہیں۔

۶۱۹ البراء بن عمرو

بن عبدالرحمٰن بن عبید بن قمرہ بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج خزرجی ساعدی۔ واقدی اور طبری نے انہیں شرکائے اُحد میں ذکر کیا ہے ایسا ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کی سند سے عدوی نے ان کا ذکر کیا کہ ان کی اولاد تھی پھر ختم ہوگئی۔

۶۲۰ البراء بن مالك بن نضر الانصاری

انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ان کا نسب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوانح میں گزر چکا ہے حضرت انس کے باپ شریک بھائی ہیں یہ ابوحاتم کا قول ہے ابن سعد فرماتے ہیں: ان کے سگے بھائی ہیں دونوں کی والدہ اُم سلیم ہے۔ جبکہ اس میں تامل ہے اس واسطے کہ شریک بن سحماء کے سوانح میں عنقریب آئے گا کہ وہ براء بن مالک کے ماں شریک بھائی ہیں دونوں کی والدہ سحماء ہے اور حضرت انس کی والدہ تو وہ بلا اختلاف اُم سلیم ہی ہیں۔ اور انجشہ کے سوانح میں یہ بات گزر چکی ہے کہ براء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حدی خواں تھے۔

مستدرک [1] میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عبیداللہ بن انس منقول ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ براء بڑی دلکش آواز والے تھے۔ اور آپ علیہ السلام کے کسی سفر میں اشعار پڑھ رہے تھے۔ آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''شیشوں کو بچاؤ!'' تو وہ رُک گئے۔ اور سراج نے حماد کی سند سے بحوالہ ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ براء مردوں کے حدی خواں تھے جس کی مکمل تفصیل انجشہ کے سوانح میں گزر چکی ہے۔

براء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سوائے بدر کے تمام غزوات میں شریک رہے، جنگ یمامہ میں ان کے کئی قصے ہیں۔ تستر کے قلعہ میں شہید ہوئے جو خلافت فاروقی ۲۰ھ کا زمانہ ہے۔ بعض نے اس سے قبل بھی کہا ہے۔ بعض کا قول ہے ۲۳ھ میں سیف نے ذکر کیا ہے کہ ھرمزان کو انہی نے قتل کیا تھا۔ ان سے ان کے بھائی انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ بغوی نے صحیح سند سے بحوالہ محمد بن سیرین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں براء بن مالک کے پاس گیا وہ گنگنا رہے تھے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر چیز (یعنی قرآن) عطا کر دی ہے۔ وہ کہنے لگے: کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ میں بستر پر پڑے پڑے جان دے دوں گا، اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس شہادت سے محروم نہیں کرے گا۔ دوسروں کے ساتھ مل کر میں نے جو کافر قتل کیے وہ تو الگ رہے تنہا میں نے سو کافر قتل کیے ہیں۔

بقی بن مخلد اپنی مسند میں فرماتے ہیں: ہمیں خلیفہ نے بحوالہ ابوبکر، ابواسحاق سے بیان کر کے بتایا کہ جنگ یمامہ میں

---

[1] مستدرک (۲۹۱/۳)

مسلمانوں نے مشرکین کو دھکیلتے دھکیلتے ایک باغ تک جا پہنچایا۔ جہاں دشمن خدا مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ تو حضرت براء بن مالک نے فرمایا: ”مسلمانو! مجھے ان کی طرف پھینک دو“۔ تو سب نے انھیں اوپر اٹھایا یہاں تک کہ وہ دیوار پر چڑھ گئے اور اس مشکل گھڑی میں ان سے لڑتے رہے، بالآخر مسلمانوں کے لئے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ مسلمان بہتے سیلاب کی طرح اندر جا گھسے اور مسیلمہ کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔

خلیفہ نے بحوالہ انصاری وہ اپنے والد سے وہ ثمامہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ براء نے اپنے تئیں ان پر پھینک دیا اور ان سے لڑتے لڑتے دروازہ کھول دیا۔ اس روز اُن کے جسم پر نیزے اور تلوار کے ملے جلے اسّی سے زائد زخم آئے۔ اِن کے علاج معالجے کے لیے حضرت خالد ایک مہینہ تک ان کی دیکھ بھال میں مصروف رہے۔

تاریخ سراج میں بحوالہ یونس، حسن سے وہ ابن سیرین سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: جنگ یمامہ کے روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے براء سے کہا: براء اٹھو! فرماتے ہیں وہ اٹھے، اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر کہا: ”اے اہل مدینہ! آج مدینہ تمہارا نہیں، آج تو صرف اللہ اکیلا ہے اور جنت ہے“۔ پھر ایسے جذبے سے خود بھی اور مسلمان بھی آگے بڑھے کہ اہل یمامہ کے چھکے چھوٹ گئے۔ اس دوران براء کو یمامہ کا مضبوط ترین آدمی ملا (آپ نے اس پر وار کیا جو پاؤں سے ہوتا ہوا خطا گیا) آپ نے اسے پچھاڑا اور اس کی تلوار لے کر اس کا کام تمام کر دیا۔

بغوی ایوب کی سند سے بحوالہ ابن سیرین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، مسیلمہ (سے جنگ) کے روز میری ایسے شخص سے مڈبھیڑ ہوگئی جسے یمامہ کا گدھا کہا جاتا تھا یہ ایک موٹا سا آدمی تھا جس کے ہاتھ میں سفید تلوار تھی۔ میں نے اس کے پاؤں پر وار کیا جو خطا گیا۔ میں نے پھر تلوار ماری جو اس کی گدی پر جا پڑی۔ اب میں نے اپنی تلوار نیام میں کر کے اس کی تلوار لی تو پھر سے جو وار کیا تو کارگر ثابت ہوا۔

طبرانی [1] میں اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کی سند سے مروی ہے: ایک دفعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی براء دشمن کے کسی قلعہ کے قریب تھے یعنی آگ والے قلعے کے۔ فرماتے ہیں وہ لوہے کی گرم زنجیروں میں آنکڑے پھینکتے جو کسی سے اٹک جاتیں تو اسے اپنی طرف اٹھا لیتے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کے لیے یہ حیلہ کیا ادھر سے براء آ گئے، انہوں نے دیوار میں سے دیکھ لیا، پھر اپنے ہاتھ سے وہ زنجیر پکڑ لی اور اسی حالت میں اسے کھینچے رکھا کہ وہ ٹوٹ گئی پھر جب اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو اس کی ہڈیاں دکھائی دے رہی تھیں، ان سے گوشت اتر چکا تھا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بچا لیا۔ ترمذی [2] ثابت کی سند سے بحوالہ علی بن زید، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہت سے پراگندہ اور غبار آلود لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا لیں، اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کرے۔ ان میں سے ایک براء بن مالک ہیں“۔

جب فارس کے شہر تستر کی جنگ ہوئی تو لوگوں کے قدم اکھڑنے لگے۔ مسلمانوں نے کہا: براء! اپنے ربّ کی قسم کھا۔ تو وہ بولے: ”اے ربّ! میں تجھے قسم دیتا ہوں تو نے ہمیں ان کے کندھے کیوں نہیں دیئے اور مجھے اپنے نبی کے ساتھ کیوں نہ ملا دیا“۔ اسی

---

[1] المعجم الكبير (١١٨٢/٢) [2] ترمذي، كتاب المناقب باب مناقب البراء بن مالك (٣٨٥٤)

عالم وجد میں حملہ کیا، مسلمانوں نے بھی ساتھ دیا، انہوں نے مرزبان الزارۃ فارس کا سور ما مار دیا، اور اس کا ہتھیار ولباس لے لیا۔ یوں فارسیوں کو شکست ہوگئی اور براء بھی شہید ہوگئے۔ مستدرک میں سلامہ کی سند سے بحوالہ عقیل زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

۶۲۱ دوسرے براء بن مالک

ابن شاہین نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور سعید بن عثمان بلوی کی سند سے بحوالہ حصین بن وَحْوَح روایت کیا ہے کہ براء بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگے: مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ اپنے آپ کو قتل کر دو''۔ چنانچہ جب وہ پیٹھ دے کر چلے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے بلاؤ، میں رشتے ختم کرنے کے لیے مبعوث نہیں ہوا''۔ [1] فرماتے ہیں: پھر یہ بیمار پڑ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے اور وہ حدیث ذکر کی جس میں ان کی موت کا ذکر ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اے اللہ! براء بن مالک سے راضی ہو کر ملاقات کرنا''۔ [2]

یہ قصہ تو طلحہ بن براء سے مشہور ہے جیسا کہ حرف طاء میں آئے گا۔ ہوسکتا ہے نام میں وہم وہاب بن ضحاک کو ہو گیا ہو جو ابن شاہین کا ایک راوی ہے۔ میں اس کے وہم کا یقین نہیں کرتا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ قصہ دو آدمیوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔ یہ براء حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں جن کا حال ابھی مذکور ہوا۔ کیونکہ وہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ رہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔

۶۲۲ البراء بن معرور [3]

بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن الخزرج انصاری خزرجی سلمی ابو بشر۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ زہری نقل کرتے ہیں کہ عقبہ میں پہلی بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ بقول ابن اسحاق سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی اور سب سے پہلے قبلہ کی جانب رخ کیا اور سب سے پہلے اپنے تہائی مال کی وصیت کی۔ وہ نقیب تھے۔ ابن اسحاق [4] نے کہا: مجھے معبد بن کعب نے بتایا کہ ان کے بھائی عبداللہ انصار میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد عقبہ میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں: ہم اپنی قوم کے حاجیوں میں نکلے، ہم لوگ نمازیں اور دینی سمجھ بوجھ حاصل کر چکے تھے۔ ہمارے ساتھ براء بن معرور بھی تھے جو ہمارے سردار اور بڑے تھے۔ پھر شب عقبہ کا طویل قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: سب سے پہلے براء بن معرور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابن شہاب کی سند سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب روایت کیا ہے۔ کعب فرماتے ہیں کہ براء بن معرور پہلے شخص ہیں جنہوں نے زندگی میں کعبہ کی جانب رُخ کیا اور اپنی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادھر رُخ کرنے سے پہلے رُخ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت المقدس کی طرف رُخ کرلو۔ تو انہوں نے بات مان لی اور جب جان کنی کا عالم تھا اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے کعبہ کی جانب کردو۔ [5]

---

[1] المعجم الکبیر (۳۳/٤) مجمع الزوائد (۳۷/۳) [2] الاولیاء لابن ابی الدنیا (۷٤) [3] اسد الغابۃ (ت ۳۹۲) الاستیعاب (ت ۱۷۱)
[4] السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۶۱/۲، ۶۲) [5] الطبقات الکبریٰ (۲۰/۱) اسد الغابۃ (۲۰۲/۱) معرفۃ الصحابۃ (۱۸٤/۳)

ابن شاہین نے ایک کمزور سند سے عبداللہ بن ابی قتادہ کے طریق سے نقل کیا، فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے میرے والد کے حوالہ سے بتایا کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے فوت ہوگئے تو ان کی قبر کعبہ کی جانب بنائی گئی۔ کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کی تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی وصیت قبول فرمائی۔ پھر وہ وصیت ان کے بیٹے کو واپس کر دی اور ان کی نمازِ جنازہ یعنی قبر پر پڑھی جس میں چار تکبیریں کہیں۔ [1]

طبرانی [2] میں ایک دوسری سند سے بحوالہ ابوقتادہ مروی ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ان کا تہائی مال جہاں چاہیں خرچ کریں، تو آپ ﷺ نے یہ وصیت ردّ کر دی۔ ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا انتقال نبی ﷺ کی آمد سے ایک ماہ قبل ہوا۔

۶۲۳ البَرْبِيْر (دو باؤں سے جن کے درمیان را ساکن، دوسری با کے نیچے زیر ہے پھر یا ہے)

بکر میں تذکرہ آئے گا۔

۶۲۴ برتا بن الاسود

بن عبد شمس قضاعی، فتح مصر میں شریک تھے۔ بعض کا قول ہے کہ فتح اسکندریہ میں شہید ہوئے۔ یہ ابن یونس کا قول ہے اور فرماتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔

۶۲۵ بِرْح [3] (شروع میں زیر اس کے بعد را ساکن آخر میں حا)

ابن عُسکر (عین پر پیش سین ساکن کاف پر پیش آخر میں را)۔ ایسا ہی ابن ماکولا [4] نے ان کا نام ونسب لکھا ہے: بِرح بن عُسکُر بن وتار بن کرزغ بن حضرمین بن نعمان بن مہری بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا تو کہا: وہ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ فتح مصر میں شریک رہے وہیں اپنے لئے ایک حویلی بنوائی جس میں سکونت رکھی اہل بصرہ میں وہ مشہور ہیں۔ [5] منذری نے کہا: سلفی کہتے تھے: عُسکُل (لام سے) فرماتے ہیں: میں نے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ نیز انہوں نے عین کے بدلے حاء سے لکھا ہے۔ واللہ اعلم

۶۲۶ بَرْذع بن زید

بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر الانصاری الظفری قتادہ بن نعمان کے بھائی۔ ابن ماکولا [6] نے کہا: شاعر تھے، احد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا اور ان کے اشعار کہے۔

میں بحمد اللہ نہ تو گناہ کا لباس پہنتا ہوں اور نہ رسوائی سے پشیمان ہوتا ہوں۔ میں اپنی عزت بچانے کے لیے مال کو عزت کے آڑے لے آتا ہوں۔ کیونکہ وہ ایسا سامان ہے جو استغناء و مفلسی میں روکا ہوا ہے۔

---

[1] الاستیعاب (۲۳۶/۱) [2] المعجم الکبیر (۱۱۸۳/۲) [3] اسد الغابۃ (ت ۳۹۳) [4] الاکمال (۲۲۶/۱)
[5] اسد الغابۃ (۲۰۲/۱) [6] الاکمال (۲۴۳/۱)

ابن فتحون نے ان کا استدراک کرتے ہوئے کہا: بُرذع بن نعمان از بنی ظفر، انہیں ابوعبیدہ نے انہی میں شمار کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: میرے خیال میں دونوں ایک ہیں۔ شاید انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ اور ابن الاثیر [1] نے بردع بن زید بن عامر ذکر کیا ہے، حالانکہ وہ وہی ہیں۔ یوں ان کے نسب سے دو شخص رہ گئے۔

۶۲۷ برذع بن زید الجذامی [2]

موسیٰ بن سہلی رملی نے کہا: وہ بیت جبرین میں فروکش ہوئے، ان کے ساتھ ان کے بھائی سوید اور رفاعہ بھی تھے۔ ابن مندہ نے محمد بن سلام بن زید بن رفاعہ بن زید الجذامی از بنی صبیب کی سند سے وہ اپنے والد سلام سے وہ اپنے والد زید سے وہ اپنے دادا رفاعہ بن زید سے، فرماتے ہیں: میں اور میری قوم کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ ہم کل دس افراد تھے پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں ان کا اپنی قوم کی طرف واپس لوٹنا اور برذع اور سوید کا اسلام لانا مذکور ہے۔ [3]
مغازی میں ابن اسحاق [4] فرماتے ہیں: بعجہ اور برذع زید کے بیٹے تھے جو وفد کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ قبیلہ جذام کے کچھ لوگوں کو مسلمان ہو چکنے کے بعد بھی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے قیدی بنالیا ہے۔ تو آپ نے وہ قیدی رہا کر دیئے۔ ایسا ہی واقدی وغیرہ نے یہ قصہ مغازی میں نقل کیا ہے۔ ان شاء اللہ ان کا ذکر حیان بن ملہ کے سوانح میں آئے گا۔
میں کہتا ہوں: مغازی میں زید کی آمد کا قصہ بھی مذکور ہے جسے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات میں ذکر کریں گے۔

۶۲۸ (ز) بردة القطعی

ذیل میں ابن فتحون نے ذکر کیا کہ باوردی نے انھیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت بھی نقل کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: سبا عورت تھی یا مرد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے ہاں دس بچوں کی ولادت ہوئی''۔ (حدیث) مجھے باوردی کی کتاب کے حرف باء میں نظر نہیں آیا پھر دیکھ لیا جائے۔ تمیم کے سوانح میں اس سے ملتا جلتا قصہ آئے گا۔

۶۲۹ بُرز

ابورجاء عطاردی کے والد ابن سعد نے ان کا یہ نام بتایا اور ان کے لیے وفد میں آنا ذکر کیا۔ ان کے علاوہ علماء نے ان کا نام تمیم بتایا ہے۔

۶۳۰ بُرز [5]

ابوالعشراء کے والد۔ بعض نے کہا: بلز، بعض مالک بن قهطم۔ یہ آخری زیادہ مشہور ہے۔ امام احمد اور اصحاب السنن نے حماد بن سلمہ کی سند سے بحوالہ ابوالعشراء الدارمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا ذبح کرنا

---

[1] اسد الغابة (۲۰۲/۱) [2] اسد الغابة (ت ۳۹٤) تجرید (٤۷/۱) [3] اسد الغابة (۲۰۲/۱)
[4] السیرة النبویة (۱۹۸/٤) [5] اسد الغابة (ت ۳۹٦)

صرف حلق اور لبہ میں ہے؟❶ (حدیث) ابوالعشیر اء کے نام میں اختلاف ہے جیسا کہ میں نے تہذیب التہذیب میں وضاحت کردی ہے۔

۶۳۱ برمہ بن معاویہ الاسدی

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا کہ وہ صحابی ہیں۔

۶۳۲ بریدہ بن الحصیب❷

بن عبداللہ بن حارث بن اعرج بن سعد بن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن حارث سلامان بن اسلم بن افصی اسلمی۔

ابن السکن کا قول ہے: یہ اس وقت اسلام لے آئے تھے جب مقامِ غمیم سے رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں سے ہجرت کے ارادے سے گزرے تھے۔ تو یہ اپنی جگہ ہی مقیم رہے اسی اثناء میں بدر واحد کے معرکے گزر گئے۔ بعد میں یہ (مدینہ) آئے۔ بعض کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ کی بدر سے واپسی کے موقع پر اسلام لائے، اور جب بصرہ فتح ہوا تو وہاں سکونت اختیار کرلی۔❸ صحیحین❹ میں ان سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں سولہ (۱۶) غزوے کیے۔ ابوعلی طوسی احمد بن عثمان ابن المبارک کے شاگرد فرماتے ہیں: بریدہ کا نام عامر ہے اور بریدہ ان کا لقب ہے۔ بریدہ کے واقعات بکثرت اور ان کے مناقب شہرت کے حامل ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں خراسان کا جہاد کیا۔ وہاں مرو کا رُخ کیا جہاں وفات تک رہائش پذیر رہے۔ یزید بن معاویہ کے دورِ خلافت میں انتقال کیا۔ ابن سعد❺ فرماتے ہیں: ۶۳ھ میں فوت ہوئے۔

۶۳۳ بُرَید (تصغیر) الاسلمی❻

ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور باوردی نے ایک ضعیف طریق سے بحوالہ عبیداللہ بن ابی رافع، ان صحابہ میں ذکر کیا ہے جو صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور وہیں شہید ہوئے۔ فرماتے ہیں انہی کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اسلمی خاندان کو بہترین بدلہ دے جو خوبصورت چہروں والے تھے اور ہاشم کے اردگرد پچھاڑے گئے۔

---

❶ بخاری کتاب الذبائح والصید باب النحر والذبائح (تعلیقًا)
ابوداؤد کتاب الضحایا باب ما جاء فی ذبیحۃ المتردیۃ (حدیث ۲۸۲۵)
ترمذی کتاب الاطعمۃ باب ما جاء فی الحلق واللبۃ (حدیث ۱۴۸۱)
نسائی کتاب الضحایا باب ذکر المتردیۃ فی البئر التی لا یوصل الی حلقها (حدیث ۴۴۲۰)
ابن ماجہ کتاب الذبائح باب ذکاۃ الناد فی البهائم (حدیث ۳۱۸۴)

❷ اسد الغابۃ (ت ۳۹۸) الاستیعاب (ت ۲۱۹)

❸ المعجم الکبیر (۲/۱۱۵۰) جامع المسانید والسنن (۲/۱۵۰)

❹ کتاب المغازی باب کم غزا النبی ﷺ (حدیث ۴۴۷۳) مسلم کتاب الجهاد باب عدد غزوات النبی ﷺ (حدیث ۴۶۷۳)

❺ الطبقات الکبری (۴/۱۷۸)

❻ تجرید (۱/۴۷)

بریدہ، عبداللہ، منقذ اور عروہ ان میں شامل تھے اور مالک کے دونوں بیٹے جو معزز لوگوں میں سے تھے"۔
یہ سند اگر صحیح بھی ہو جائے پھر بھی وہ بریدہ بن الحصیب اسلمی کے علاوہ ہیں، کیونکہ ان کی وفات اس سے بہت بعد میں ہوئی۔

۶۳۴ بُرَیل ✿ (پہلے نام کے وزن پر لیکن یہ دال کی جگہ لام سے ہے)
الشہالی۔ بعض الساحلی بھی کہتے ہیں۔ ایسا ہی ابن شاہین وغیرہ نے حرف باء میں ذکر کیا ہے اور بقیہ کی سند سے بحوالہ ابوعمرو اور سُلفی (سین کے پیش سے) بریل سہالی سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جو آپ ﷺ کے صحابہ کے لیے کھانا پکاتا تھا تو آگ سے اس کا کچھ بدن جھلس گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے بعد تجھے ہرگز جہنم کی حرارت تک نہ پہنچے گی"۔ ✿ ابن مندہ کہتے ہیں: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔ اور ابونعیم نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے جو وہم ہے۔ ابن ماکولا ✿ نے ان کا نام نون اور زا سے لکھا ہے۔

۶۳۵ بُرَیر تصغیر وہی **خطمی** جیسا گزر چکا ہے۔

۶۳۶ بریر
سابقہ کی طرح، بعض برّ (رائے مشدد سے) کہتے ہیں۔ جو ابو ہند الداری کا نام ہے۔ پہلے پر ابن اسحاق نے اور دوسرے پر ابن حبان نے اعتماد کیا ہے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔ ان شاء اللہ کنیتوں میں آئے گا۔

۶۳۷ بریر ✿
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ناموں میں سے ایک نام جو مروان بن محمد نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بتایا ہے۔ اسے ابن مندہ نے ذکر کیا اور کہا: اس میں کسی نے متابعت نہیں کی۔ رہے ابونعیم تو وہ فرماتے ہیں یہ غلط ہے یہ تو ابو ہند کا نام ہے۔

باب الباء جس کے بعد زا ہے

۶۳۸ بَزِیع ✿ (شروع کا زبر زا کا زیر آخر میں بے نقطہ عین ہے)
عباس کے والد، عبدان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور اسمٰعیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ محمد بن عیاض نقل کیا وہ اپنے والد وہ عباس بن بزیع سے وہ اپنے والد سے مرفوع روایت کرتے ہیں، جو جنت کے ارکان کی حسنین رضی اللہ عنہما سے تزیین و آرائش کے بارے میں ہے۔ اس میں ہے: "(اے جنت!) تجھ میں کوئی (حق سے) جھگڑنے والا اور بخیل داخل نہیں ہوگا"۔ ✿ اس سند میں کہیں ایک مجہول راوی ہیں۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: بے حد غریب (انوکھی/اوپری) روایت ہے۔ عبدان کا قول ہے کہ بزیع کا سماع مذکور نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ روایت مرسل ہے یا نہیں؟

✿ اسد الغابة (ت ٤٠٣) ✿ جامع المسانيد (٢٥٣/٢) اسد الغابة (٢٠٦/١) ✿ الاكمال (٢٦٤/١)
✿ اسد الغابة (٤٠٢) ✿ اسد الغابة (٤٠٤) ✿ جامع المسانيد (٢٥٤/٢) كنز العمال (٣٣٦٨٦)

باب الباء جس کے بعد سین ہے

۶۳۹ بَسْبَسَه بن عمرو [1]

بن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعد بن ذبیان بن رشدان، غطفان بن قیس بن جہینہ الجہنی، بنی طریف بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج کے حلیف جو دو زبر والی باؤں سے درمیان میں سین ساکن، پھر سین پر زبر سے ہے۔ اس لفظ کو بغیر ھا کے بسبس بھی کہا جاتا ہے جو ابن اسحاق کا قول ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ صحیح مسلم [2] میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بسبسہ کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ دیکھیں ابوسفیان کے قافلے کا کیا ہوا؟ پھر واقعہ بدر میں وہ حدیث ذکر کی یہ لفظ فعللة کے وزن پر ہے۔ عیاض نے بیان کیا کہ مسلم میں یہ لفظ ایک با سے تصغیر کی صورت میں ہے۔ ایسا ہی ابن الاثیر [3] کا قول ہے کہ انہوں نے ابن مندہ کی اصل کتاب میں بغیر ھا کے لکھا دیکھا ہے۔ درست پہلا لفظ ہے۔ اس لیے کہ ابن کلبی کہتے ہیں: انہی کو شاعر نے اپنے قول میں مراد لیا ہے:

''اے بسبس! ان کے سینے قائم رکھ، کیونکہ قوم کی سواریاں روکی نہیں جاتیں''۔

۶۴۰ بستانی الاسرائیلی

یہی وہی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے ان ستاروں کے نام پوچھے تھے جو یوسف علیہ السلام نے (خواب میں) دیکھے تھے۔ تفسیر میں بغوی نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر میں تمہیں بتادوں تو کیا تم اسلام لے آؤ گے؟'' [4] انہوں نے کہا: جی ہاں۔ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے انہیں وہ نام (بذریعہ وحی) بتائے اور وہ اسلام لے آئے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث مسند ابی یعلی وغیرہ میں عبدالرحمٰن بن سابط کی سند سے بحوالہ جابر منقول ہے جس میں ان کے اسلام لانے کا ذکر نہیں۔ بستانی کا تذکرہ ابن فتحون نے ذیل میں با کے تحت کیا ہے اور میں نے ابن مردویہ کی تفسیر کے ایک نسخہ میں ''یستانی'' دیکھا ہے، شاید یہ زیادہ درست ہو۔

بُسر (با کے پیش سین کے سکون سے) نامی حضرات کا تذکرہ

۶۴۱ بُسر بن ارطاۃ [5]

یا ابن ابی ارطاۃ، ابن حبان نے کہا: جس نے ابن ابی ارطاۃ کہا اسے وہم ہوا۔ ابوارطاۃ کا نام عمیر بن عویمر بن عمران بن حلیس بن سیار بن نزار بن معیص بن عامر بن لؤی قرشی عامری ہے۔ ابوعبدالرحمٰن کنیت رکھتے تھے۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف

---

[1] اسد الغابة (٤٠٥) [2] مسلم كتاب الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد (٤٨٩٢) [3] اسد الغابة (٢٠٦/١)

[4] علل الحديث لابی حاتم رازی (١٩٣، ١٩٤) الكافِ الشاف فی تخريج احاديث الكشاف (٨٨) اللآلی المصنوعة (٤٧/١)

[5] اسد الغابة (ت ٤٠٦) الاستيعاب (ت ١٧٥) [6] الثقات (٣٦/٣)

ہے۔ اہل شام کہتے ہیں: انہوں نے بچپن میں نبی ﷺ سے سنا ہے۔ سنن ابوداؤد میں ایک مصری مضبوط سند سے بحوالہ جنادہ بن ابی امیہ مروی ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ سمندری سفر میں بسر بن ابی ارطاۃ کے ساتھ تھے تو ایک چور لایا گیا۔ فرمانے لگے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سفر میں (چوروں کے) ہاتھ نہ کاٹے جائیں''۔ [1]

ابن حبان [2] نے اپنی صحیح میں ایوب بن میسرہ بن حلبیس کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے بسر بن ابی ارطاۃ کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اے اللہ! ہمارے تمام کاموں میں انجام اچھا فرما''۔ (حدیث)

رہے واقدی تو وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن معین قول ہے: نبی ﷺ کی وفات کے وقت کم سن تھے اور دارقطنی نے کہا: وہ صحابی ہیں۔ ابن یونس کہتے ہیں: صحابیٔ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فتح مصر میں شریک تھے وہیں ان کی حویلی ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مددگار تھے۔ امیر معاویہ نے انہیں چالیس کے اوائل میں یمن وحجاز کی جانب روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ جائزہ لیں جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف دار ہیں ان کا قصہ تمام کردو۔ چنانچہ یہ اس مہم پر نکل گئے۔ امیر معاویہ کی طرف سے سمندری نگران رہے۔ آخری دور میں مالیخولیا ہو گیا تھا ابن السکن کا قول ہے: جب وہ فوت ہوئے تو حواس باختہ تھے۔ ابن حبان [3] کا قول ہے، امیر معاویہ کی طرف سے وہ کئی امور پر مقرر ہوئے۔ وہ جب دعا مانگتے تو اکثر اوقات ان کی دعا قبول ہوتی۔ فتنہ کے دور میں ان کی کئی باتیں مشہور ہیں جن میں مشغولی مناسب نہیں۔ بعض کا قول ہے کہ امیر معاویہ کے دور میں فوت ہوئے جو ابن السکن کا قول ہے۔ ایک قول خلیفہ کا ہے جس پر ابن حبان نے بھروسا کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت تک زندہ رہے۔ اور مسعودی نے نقل کیا ہے کہ وہ ولید کی خلافت میں ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

۶۴۲ بسر بن ابی بسر المازنی [4]

از بنی مازن بن منصور بن عکرمہ، عبداللہ بن بسر کے والد ہیں۔ عبداللہ بن بسر کی حدیث سے صحیح مسلم [5] میں ان کا ذکر ثابت ہے۔ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ میرے والد کے ہاں فروکش ہوئے۔ ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا''۔ (حدیث)

اور نسائی میں عبداللہ بن بسر سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور روزے کے بارے میں ہفتے کے دن روزہ رکھنے کے متعلق عبداللہ بن بسر کی روایت سے بحوالہ ان کے والد ایک حدیث نقل کی ہے۔ بعض ان کی بہن سے بحوالہ ان کے والد اور بعض ان سے بلاواسطہ روایت کے قائل ہیں۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے کہ بسر ان کا بیٹا اور بیٹی رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ ابن السکن نے معاویہ بن صالح کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن بسر کے بیٹے وہ اپنے والد عبداللہ سے وہ اپنے والد بسر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس ایک خچر پر سوار ہو کر آئے جسے ہم شامی گدھی کہتے تھے۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الحدود باب فی الرجل یسرق فی الغزو و ایقطع (۴۴۰۸) ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء لا تقطع الایدی فی الغزو (۱۴۵۰) نسائی کتاب السارق باب القطع فی السفر (حدیث ۴۹۹۴) مسند احمد (حدیث ۱۸۱/۱) المعجم الکبیر (۱۱۹۵/۲)

[2] صحیح ابن حبان (۹۴۹/۳) [3] الثقات (۳۶/۳) [4] اسد الغابۃ (ت ۴۰۷) تجرید (۴۸/۱)

[5] مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب وضع النوی خارج التمر (حدیث ۵۱۵۵)

۶۴۳ بسر بن جحاش ❶

قرشی ہیں حمص فروکش ہوئے یہ محمود بن سمیع کا قول ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ بنی عامر بن لوی سے تعلق رکھتے تھے۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ اہل عراق انہیں بُسر اور اہل شام بشر کہتے ہیں۔ دار قطنی اور ابن زبر کا قول ہے، نقطوں سے یہ نام ٹھیک نہیں۔ ابوعلی الہجری نے اپنے نوادر میں بغیر نقطے کے قلمبند کیا ہے البتہ ان کے والد کا نام جحش بتایا ہے۔

امام مسلم اور ابن السکن وغیرہ فرماتے ہیں: ان سے جبیر بن نفیر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں لی۔ مسند احمد اور ابن ماجہ میں صحیح سند سے ان کی احادیث مروی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: حمص میں وفات پائی، شامیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۶۴۴ بسر بن راعی البعیر الاشجعی ❶

دارمی، ❷ عبد بن حمید، ابن حبان اور طبرانی نے عکرمہ بن عمار کی سند سے ایاس بن سلمہ بن الاکوع بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بسر بن راعی البعیر کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ وہ کہنے لگے: میں نہیں کھا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہ کھا سکو۔ پھر ان کا دایاں ہاتھ کبھی بھی منہ کی طرف نہ اٹھا"۔ اور مسلم ❸ نے یہ روایت اسی سند سے نقل تو کی لیکن بسر کا نام نہیں لیا۔ اور اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا کہ "تکبر اس کے آڑے آ گیا تھا"۔

ادھر عیاض نے شرح مسلم میں یہ ثابت کیا ہے کہ وہ منافق محض تھا۔ نووی نے اپنی شرح میں اس بات کو دلیل بنا کر کہ ابن مندہ، ابونعیم اور ابن ماکولا ❹ وغیرہ نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے، عیاض کی تحقیر کی ہے۔ لیکن اس استدلال میں تامل ہے کیونکہ جن کا انہوں نے ذکر کیا ان کی سند ذکر نہیں کی سوائے اس حدیث کے لہٰذا احتمال برقرار ہے۔ یوں جمع بھی ممکن ہے کہ وہ اس حالت میں اسلام نہ لائے ہوں پھر مسلمان ہو گئے ہوں۔ انھیں بشر (نقطوں سے) بھی (لکھا پڑھا) گیا ہے، اسی کو ابن مندہ نے ذکر کیا اور ابونعیم نے ان کی تردید کی ہے اور ان کے بیان کردہ نسب کو لفظاً غلط قرار دیا۔ ابن ماکولا اور دار قطنی نے اس لفظ سے کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا کہ یہ لفظ بغیر نقطے کے ہے۔ اور بیہقی نے سنن میں کہا ہے کہ نقطے والا زیادہ صحیح ہے۔ ابن فتحون نے عجیب کام کیا کہ اس نام کو بشیر میں استدراک میں ذکر کر دیا جیسا کہ آئے گا۔

۶۴۵ بسر بن سفیان ❶

بن عمرو بن عویمر بن صرمہ بن عبداللہ بن عمیر بن حُبَیشہ بن سلول الخزاعی۔ ابن کلبی نے کہا: نبی ﷺ نے انھیں خط بھیجا، وہ شریف انسان تھے۔ ابوعمر نے کہا: ۶ ھ میں اسلام لائے۔ حدیبیہ وغیرہ کے تذکرہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں: ہمیں عبدالرحیم بن سلیمان نے بحوالہ زکریا بن ابی زائدہ بتایا، فرماتے ہیں: میں ابواسحاق یعنی سبیعی کے ساتھ مکہ مدینہ کے درمیان تھا تو

---

❶ اسد الغابة (ت ٤٠٨) الاستيعاب (ت ١٧٨) ❶ اسد الغابة (ت ٤٠٩) تجريد (٤٩/١)

❷ دارمی كتاب الاطعمة باب الاكل باليمين (٩٧/٢)

❸ مسلم كتاب الاشربة باب آداب الطعام والشراب و احكامها (حديث ٥٢٣٦)

❹ الاكمال (٢٦٨/١) ❶ اسد الغابه (٤١١) الاستيعاب (ت ١٧٦) تجريد (٤٨/١)

خزاعہ کے ایک شخص انھیں اپنے ساتھ لے گئے اور ہمارے پاس نبی ﷺ کا ایک نامہ مبارک نکال لائے۔ جو خزاعہ کی جانب تھا۔ جو آپ نے انھیں لکھوایا تھا اس میں لکھا تھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی جانب سے بدیل بن ورقاء بسر اور بنی عمرو کے سرداروں کی جانب'' [1] پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسے طبرانی نے عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن بسر بن عبداللہ بن سلمہ بن بدیل بن ورقاء بحوالہ ان کے آباء باپ سے باپ بدیل تک روایت کیا ہے۔ پھر اسے ذکر کیا۔ فاکہی نے یہ روایت عبدالرحمٰن کے حوالہ سے ''کتاب مکہ'' میں نقل کی، فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی کتاب سے انھیں املاء کرائی۔ اور ابن ماکولا [2] وغیرہ نے با کے زبر اور سین کے سکون سے قلمبند کیا ہے اور میں نے خود فاکہی کی اصل کتاب میں اس پر اہمال (نقطے کے بغیر) کی علامت دیکھی ہے۔

امام احمد [3] اپنی مسند میں لکھتے ہیں: ہمیں یزید بن ہارون نے بحوالہ محمد بن اسحاق زھری، عروہ بن زبیر، مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم بتایا کہ یہ دونوں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال صرف زیارتِ بیت اللہ کے لیے نکلے۔ آپ کا جنگ کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اپنے ساتھ ستر جانور بطور ہدی لے گئے۔ جب آپ ﷺ عسفان پہنچے تو یہاں بسر بن سفیان کعبی سے ملاقات ہوئی، وہ کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! قریش کو آپ ﷺ کے سفر کی اطلاع ہوگئی ہے تو وہ بھی بچے عورتیں لے کر نکل آئے ہیں۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

یہ روایت بخاری [4] میں معمر کی سند سے بحوالہ زھری منقول ہے، اس میں ہے: بدیل بن ورقاء اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ آئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی اور بسر کا نام نہیں لیا۔ انہی کو عبداللہ بن زبعری، اس قصہ میں کہتے ہیں جس میں آلِ مخزوم نے خزاعہ سے ولید بن ولید بن مغیرہ کے خون کا مطالبہ کیا تھا:

''سنو! تم دونوں بسر بن سفیان کو اطلاع دے دو، میری طرف سے اسے (عورت کو) اونچی آواز والا خبردار شخص پہنچا دے''۔

پھر وہ قصیدہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: بسر نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے قریشیو! یہ میرا بیٹا تمہارے پاس دیت میں گروی ہے۔ تو خالد بن ولید نے اسے رکھ لیا پھر اسے کھلا پلا کر نیا جوڑا پہنایا اور خوشبو لگا کر کہا اپنے ابا کے پاس جاؤ۔ ادھر سے بسر بن سفیان ولید کی دیت لاد کر ان کے پاس آ گئے۔

۶۳۶ بسر بن سلیمان [5]

ان سے ان کی بیٹی سعیہ روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ابن ماکولا [6] نے کہا: ابن الاثیر نے انھیں پہلے والے پر استدراک کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد (۱۷۱/۸) [2] المعجم الكبير حديث (۱۱۸۸/۲) [3] الاكمال (۲۶۹/۱)
[4] مسند احمد (۳۲۳/٤) (۳۳۱/٤) بخاری كتاب الحج باب اشعار البدن (تعليقاً)
[5] اسد الغابة (ت ٤١٢) [6] الاكمال (٦٥/٣)

۶۴۷ بسر بن عبدالرحمٰن الحضرمی ✿

صحابی ہیں جو حمص میں فروکش ہوئے۔ یہ بات احمد بن محمد بن عیسیٰ نے اپنی تاریخ میں لکھی ہے اور کہا ہے کہ ان سے ابوالمثنی روایت کرتے ہیں۔

۶۴۸ بسر بن عصمة المزنی

از بنی ثور بن ہذمہ، مزینہ کے سرداروں میں سے تھے۔ ابو بشر آمدی کہتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد "جس نے جہینہ قبیلہ کو اذیت پہنچائی اس نے گویا مجھے تکلیف دی"۔ سنا ہے اسے ابن ماکولا ✿ نے نقل کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بشر نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۶۴۹ بسر سلمی رافع کے والد

بشر جوزیر سے ہے ان میں تذکرہ آ رہا ہے۔

۶۵۰ بشرہ ✿ بصرہ بھی کہا جاتا ہے بعد میں آئے گا۔

۶۵۱ (ز) بسطام

صفوان بن امیہ کے غلام۔ نسطاس جونون سے ہے اس میں ذکر آئے گا۔

بشر (زیر اور نقطوں والے شین سے) نامی حضرات کا ذکر

۶۵۲ بشر بن اُبَیرِق الانصاری

ابن الحارث، تذکرہ آئے گا۔

۶۵۳ بشر بن براء بن معرور

قریب ہی ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے کہ وہ نقیب تھے اور ہجرت سے پہلے فوت ہوئے۔ جہاں تک بشر کا تعلق ہے تو وہ اپنے والد کے ساتھ عقبہ میں موجود تھے بدر اور بعد کے مہمات میں شریک رہے۔ خیبر کے بعد اس کھانے سے جو انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ زہر آلود بکری کا (گوشت) کھایا تھا، فوت ہوئے۔ یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔
یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں، ابوالشیخ نے "امثال" میں اور ولید بن ابان نے "کتاب الجود" میں صالح بن کیسان کی سند سے بحوالہ ابن شہاب، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بنی نضلہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جدّ بن قیس۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کس وجہ سے سردار مانتے ہو؟ عرض کیا: ہم سے زیادہ اس کا مال ہے۔

✿ تجرید (۴۸/۱) ✿ الاکمال (۲۶۸/۱) ✿ تجرید (۴۹/۱، ۵۰)

صرف ہم بخل کی وجہ سے اسے معیوب سمجھتے ہیں۔ فرمایا: بخل سے بڑھ کر کیا بیماری ہوگی؟ یہ تمہارا سردار نہیں۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! تو پھر ہمارا سردار کون ہوگا؟ فرمایا: ''بشر بن براء بن معرور''۔ [1]

زھری سے روایت لینے میں ابن اسحاق نے ان (صالح) کی متابعت کی ہے اور اپنی روایت میں کہا: ''بلکہ تمہارا سردار سفید رنگ گھنگھریالے بالوں والا بشر بن براء بن معرور ہے''۔ ایسا ہی یونس اور ابراہیم بن سعد نے زھری سے اویس کی ان سے روایت میں نقل کیا ہے۔ جبکہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے اسے اپنے والد سے مرسل روایت کیا ہے جسے ابن ابی عاصم نے نقل کیا ہے۔ ایسا ہی معمر نے بھی مرسل روایت کیا ہے جو مصنف عبدالرزاق، خرائطی کی مساوی الاخلاق، ابوعروبہ کی امثال میں زھری کے بھتیجے کی زھری سے روایت میں اور ابن ابی الیمان کے نسخہ میں شعیب کی زھری سے روایت میں ہے۔ معرفہ میں عبدالملک بن جابر بن عتیک کی بحوالہ جابر بن عبداللہ کی حدیث سے اس کا شاہد بھی ہے جبکہ دوسرا شاہد مستدرک، ابوعروبہ کی امثال اور کامل بن عدی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔ جسے ابن عدی نے سعید بن محمد وراق کے سوانح میں محمد بن عمرو کی ابوسلمہ سے ان کی ان سے روایت میں نقل کیا ہے اس میں سعید تنہا نہیں بلکہ نضر بن شمیل نے ولید بن ابان اور ابوالشیخ کے ہاں اور محمد بن یعلی نے حاکم کے ہاں ان (سعید) کی متابعت کی ہے۔

یہ روایت ابوالشیخ نے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بسندِ ضعیف نقل کی ہے۔

۶۵۴ بشر بن الحارث

بن سریع بن بجاد بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس العبسی۔ ابن شاہین نے ہشام بن کلبی کی سند سے بحوالہ ابوالشغب عبسی ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ان نو افراد میں سے تھے جو عبس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس دسواں شخص بھی لے آؤ تاکہ میں تمہیں جھنڈا باندھ دوں''۔ [2] تو یہ لوگ طلحہ بن عبیداللہ کو اپنے گروہ میں شامل کر لائے تو آپ نے ان کے لئے علَم باندھا اور ان کا شعار عشرہ بنایا۔ جو آج تک برقرار ہے۔ وہ بشر بن الحارث یہی والے، حارث بن ربیع بن زیادہ سباع بن زید، عبداللہ بن مالک، قرہ بن حصن، قنان بن دارم، میسرہ بن مسروق، ھرم بن مسعدہ، اور ابوالحصین بن لقیم تھے جن میں سے ہر ایک کا ذکر اپنے محل میں آئے گا۔

۶۵۵ بشر بن الحارث [3]

بن عمرو بن حارثہ بن الہیثم بن ظفر الانصاری الظفری۔ جو بشر بن ابیرق ہیں۔

ابن عبدالبر [4] فرماتے ہیں: بشر اور ان کے دونوں بھائی مبشر اور بشیر اُحد میں شریک ہوئے۔ جن میں سے بشیر منافق تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجو کرتا، پھر اس نے زرہ چرالی اور بعد میں مرتد ہوگیا۔ اور اس کے بھائیوں بشر اور مبشر کے بارے میں نفاق کا ذکر نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔ رفاعہ بن زید میں یہ قصہ آئے گا۔

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین (۱۹۵/۸، ۱۹۶) الدر المنثور (۱۹۷/۶)
[2] الطبقات الکبریٰ (۴۱/۱)
[3] اسد الغابۃ (ت ۴۲۰) الاستیعاب (ت ۱۸۹)
[4] الاستیعاب (۲۵۱/۱)

۶۵۶ بشر بن الحارث بن قیس ❶

بن عدی بن سعید بن سہم القرشی السہمی وہ اور ان کے دونوں بھائی حارث اور معمر مہاجرین حبشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوعمر ❷ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کا نام سہم بن حارث ہے۔

۶۵۷ بشر بن حزن ❸

عبدہ بن حزن بھی کہا جاتا ہے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عبدہ میں ان کے متعلق گفتگو ہوگی۔

۶۵۸ بشر بن حنظلہ الجعفی ❹

لگتا ہے یہ سوید بن حنظلہ کے بھائی ہیں۔ یہ تب ہے جب سند صحیح ہو۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حفص بن سلیمان کی سند سے بحوالہ علقمہ بن مرثد، سوید بن غفلہ وغیرہ سے بشر بن حنظلہ الجعفی سے مروی ہے، فرمایا: ہم وائل بن حجر حضرمی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ارادے سے نکلے، راستے میں ہمارا گزر وائل کے دشمن قبیلے سے ہوا، وہ کہنے لگے: تم میں وائل ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ ❺ (حدیث) ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ابراہیم بن عبدالاعلیٰ کی سند سے بحوالہ ان کی دادی بنت سوید بن حنظلہ ان کے والد سے اسی حدیث کا مفہوم منقول ہے جبکہ پہلی سند کا چلاؤ زیادہ مکمل ہے۔

ازدی ان سوید کے متعلق کہتے ہیں: ان سے صرف ان کی بیٹی ہی روایت کرتی ہے۔ اگر کسی راوی سے غلطی نہ ہوئی ہو تو اور بات ہے ورنہ یہ بات ازدی کے متعلق ہے بصورتِ دیگر احتمال ہے کہ بشر اور سوید دونوں کے ساتھ یہ واقعہ بنا ہو۔

۶۵۹ (ز) بشر بن ربیعة الخَثْعَمیّ بشر غنوی میں آئے گا۔

۶۶۰ بشر بن سُحیم ❻

بن فلاں بن حرام بن غفار الغفاری۔ انہیں نہرانی اور خزاعی بھی کہا جاتا ہے۔ پہلا اکثر (لوگوں کا قول) ہے۔ ایام تشریق کے متعلق امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ ''یہ کھانے پینے کے دن ہیں''۔ ❼ اسے دارقطنی اور ابوذر ہروی نے صحیح قرار دیا۔ ابن سعد کہتے ہیں: وہ کراع الغمیم اور ضجنان میں سکونت رکھتے تھے۔

۶۶۱ بشر بن سفیان العتکی

''هواتف'' میں خرائطی نے عبداللہ بن العلاء کی سند سے بحوالہ زہری، عبداللہ بن حارث وہ اپنے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حدیبیہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ مکہ کی جانب چلے تو ''بشر بن سفیان عتکی'' نے آکر آپ کو

---

❶ اسد الغابة (ت ٤٢١) الاستيعاب (١٨٠) ❷ الاستيعاب (٢٤٩/١) ❸ تجريد اسماء الصحابة (٤٩/١)

❹ تجريد (٤٩/١) ❺ جامع المسانيد (٢٦٥/٢) ❻ اسد الغابة (ت ٤٢٧) الاستيعاب (ت ١٨٣) تجريد (٥٠/١)

❼ نسائی كتاب الايمان باب تاويل قول الله تعالىٰ ﴿قالت الاعراب آمنا...﴾ (حديث ٥٠٠٩)

ابن ماجه كتاب الصيام باب ماجاء فی النهی عن صيام ايام التشريق حديث (١٧٢٠) مسند احمد (٤١٥/٣)

سلام کیا، سلام کے بعد) آپ نے ان سے فرمایا: ”بشر! کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ اہل مکہ کو میرے سفر کا پتہ چل چکا ہے؟“ وہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! فلانی رات میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور انہوں نے اس رات کا نام بتایا جس میں انہوں نے سفر کیا تھا۔ قریش اپنی مجالس میں بیٹھے تھے کہ ابوقبیس کی چوٹی سے ایک شخص نے چیخ کر کہا: ”چلو! تمہارا مخالف تمہاری طرف چل پڑا ہے۔ اس کی طرف جاؤ اور عزت والا گروہ بن جاؤ“۔ یہ آواز ان کے دور و نزدیک والے نے سن لی، جس سے سارا مکہ گونج اٹھا۔ کشاں کشاں یہ لوگ کعبہ کے پاس جمع ہونے لگے، وہاں انہوں نے عہد کیے، قسمیں کھائیں کہ آپ ﷺ ان کے پاس مکہ میں نہ آنے پائیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ بتوں کا شیطان ہے جسے عنقریب اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے گا“۔ پھر راوی نے ان کے مکہ ان لوگوں کے حالات کی ٹوہ لینے کے لیے بھیجے جانے کا ذکر کیا اور بقیہ قصہ بیان کیا۔

۶۶۲ بشر بن عاصم [1]

بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم المخزومی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر، ابن رشدین نے اُن کا صحابہ میں یہی نسب ذکر کیا ہے۔ جبکہ بخاری، [2] ابن حبان، [3] ابن السکن اور ان کے متبعین نے کہا ہے: بشر بن عاصم، ان میں سے بعض نے ثقفی بھی کہا، اور بعض بشر بن عاصم بن سفیان“ کہتے ہیں یہ آخری قول وہم پر مبنی ہے اس واسطے کہ بشر بن عاصم بن سفیان بن عبداللہ ثقفی جو اپنے والد بحوالہ اپنے دادا سفیان بن عبداللہ سے روایت لیتے ہیں جو حضرت عمر کے گورنر تھے وہ بشر بن عاصم صحابی کے علاوہ ہیں۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے ان میں فرق ظاہر کیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: بشر بن عاصم صحابی رسول ہیں پھر فرمایا: بشر بن عاصم بن سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ ثقفی حجازی ہیں۔ جن سے ابن عیینہ نے سنا ہے پھر ان کے سوانح ذکر کیے۔

اور ابن حبان فرماتے ہیں: بشر بن عاصم کو شرفِ صحابیت حاصل ہے اور ابن ابی حاتم [4] لکھتے ہیں: بشر بن عاصم، صحابی ہیں، ان سے ابووائل روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا فرماتے ہیں: ابووائل سے صرف سوید بن عبدالعزیز نے اس کا ذکر کیا ہے، اھ۔ ان کا اشارہ اس روایت کی طرف سے جو سوید، یسار بن ابی الحکم سے بحوالہ ابووائل نقل کرتے ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر بن عاصم کو ہوازن کی زکوٰۃ کا نگران مقرر کیا تو بشر گھر ہی ٹھہرے رہے۔ بعد میں حضرت عمر سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: کیا تم پر ہمارا سننا ماننا لازم نہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا: ”جو مسلمانوں کے کسی کام کا ذمہ دار بنایا گیا اسے قیامت کے روز لا کر جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائے گا“۔ [5] (حدیث)

اسے امام بخاری نے سوید کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق یہ روایت سیار سے سوید کے علاوہ کسی نے نقل نہیں کی۔ اس کی حدیث بیانی میں ڈھیلا پن ہے۔ یہ روایت سوید کی سند سے ہمیں ملی ہے جسے ابن ابی شیبہ [6] نے ابن نمیر سے بحوالہ فضیل بن غزوان، محمد راسبی، بشر بن عاصم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا عہدہ لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا: مجھے اس کی ضرورت نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

---

[1] اسد الغابة (ت ٤٢٩) الاستيعاب (ت ١٩٣) [2] التاريخ الكبير (٧٧/٢) [3] الثقات (٦٨/٤)

[4] الجرح والتعديل (٣٦٠/٢) [5] المعجم الكبير (٣٩/٢) مجمع الزوائد (٢٠٦/٥) نصب الراية (٦٦/٤) جامع المسانيد (٢٧٢/٢)

[6] المصنف لابن ابی شيبه (١٧٢/١٣)

ان محمد کا ابن عبدالبرؒ [1] نے ذکر کیا ہے کہ یہ سلیم راسبی ہیں۔ اگر بات ایسے ہے جیسے انہوں نے کہا تو یہ سند منقطع ہے اس واسطے کہ انہوں نے بشر بن عاصم کو نہیں دیکھا۔ اس کی ایک سند اور بھی ہے جسے ابن مندہ سلمہ بن تمیم کی سند سے بحوالہ عطاء، عبداللہ بن سفیان سے وہ بشر بن عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر بن عاصم کو مکہ مدینہ کی زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا تو وہ گھر ہی ٹھہرے رہے باہر نہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملے پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

ابن مندہ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند یوں بھی بیان کی جاتی ہے بشر بن عاصم سے وہ اپنے والد سے، لیکن ''اپنے والد سے'' کے الفاظ درست نہیں۔

اب تک جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بشر بن عاصم بن سفیان صحابی نہیں بلکہ تبع تابعین ہیں۔ اور بشر بن عاصم جو صحابی ہیں ان کا نسب سوائے ابن رشدین کی روایت کے، صحیح روایات میں بیان نہیں ہوا تو اگر وہ روایت صحیح محفوظ ثابت ہو جائے تو یہ قرشی ہیں ورنہ وہ یقیناً ثقفی کے علاوہ ہیں۔

ادھر ابن الاثیر [2] کا کلام اس کے منافی ہے جو کچھ میں تحریر کر چکا ہوں اس میں غور کرنے سے ان کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اللہ ہی رہنما ہے۔

۶۶۳ بشر بن عبداللہ الانصاری الخزرجی [3]

ابن اسحاق نے ان کا شہدائے یمامہ میں ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے ان کا تذکرہ کر کے کہا: ہمیں انصار میں ان کا نسب نہیں ملا۔ اور ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم بن یزید سے اپنے راویوں سے ان کا ذکر کیا: کہ بشر بن عبداللہ بن حارث بن خزرج، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے جب ان کا ذکر کیا تو ان کا نام بشیر لیا جیسا کہ آئے گا یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہوں۔

۶۶۴ بشر بن عبداللہ

سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں انہیں حضرت سعد کے ساتھ عراق بھیجا تھا تو حضرت سعد نے انہیں قیس کے ہزار آدمیوں کا امیر بنا دیا۔ طبری نے ان کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ صرف صحابہ کو امیر بنایا جاتا تھا۔

۶۶۵ بشر بن عبد [4]

بصرہ میں سکونت پذیر رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

''تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اس کے لیے استغفار کرو۔'' [5]

اور ان سے ان کے بیٹے عفان روایت کرتے ہیں میرے علم کے مطابق اور کوئی ان سے روایت نہیں کرتا۔

---

[1] الاستیعاب (۲۵۲/۱) [2] اسد الغابۃ (۲۲۴/۱) [3] اسد الغابۃ (۴۳۱) الاستیعاب (۱۸۱) تجرید (۵۰/۱)

[4] اسد الغابۃ (۴۳۲) الاستیعاب (۱۸۲) تجرید (۵۰/۱)

[5] مسند احمد (۳۶۰/۴ - ۳۶۳) المعجم الکبیر (۱۹۹/۱۸) المطالب العالیۃ (۷۵۴۱) الکامل فی الضعفاء (۸۴۳/۲)

ایسا ہی ابن عبدالبرّ ❶ نے ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ میں نے کسی کے ہاں ان کا تذکرہ نہیں دیکھا۔

۶۶۶ بشر بن عُرفطة ❷

بن خشخاش الجہنی، انہیں بشیر بھی کہا جاتا ہے یہ اکثر کا قول ہے ابن مندہ کہتے ہیں پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ان کی حدیث ولید بن مسلم کے ہاں ملتی ہے فرماتے ہیں: عبدالحمید بن عدی الجہنی نے ہمیں بحوالہ عبداللہ بن حمید جہنی بتایا کہ جہینہ کا بشر بن عرفطہ نامی ایک شخص اپنے اشعار میں کہتا ہے:

''فتح مکہ کے تڑکے ہم محمد ﷺ کے ساتھ، لوگوں سے آگے ایک ہزار کی نفری میں نمودار ہوئے۔ اور حنین کے روز جس کی ہولناکی میں ہم موجود تھے بے شک وہ ایسا تاریک دن تھا جس میں موت ہی موت پکاری جا رہی تھی''۔

یہ اشعار جن میں وہ کہتا ہے:

''میں محمد ﷺ کے سامنے کھلے میدان میں ایسے لشکروں پر وار کر رہا ہوں جو نافرمان اور زیادہ ظالم ہیں''۔

اسے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں ہشام بن خالد سے اور غنوی نے اپنی تاریخ میں صفوان بن صالح سے وہ دونوں ولید سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان کا نام بشیر لیا ہے۔ ایسا ہی ''مغازی'' میں محمد بن عائذ نے ولید سے ذکر کیا ہے اور ''مؤتلف'' میں خطیب میں ہشام کی سند سے درج کیا ہے میں نے ان کے قلم سے بشیر بروزن عظیم لکھا دیکھا ہے۔

بغوی کہتے ہیں: مجھے اس سند سے اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ اور یہ سند مجہول ہے۔

میں کہتا ہوں: عبدالحمید کے متعلق ابوحاتم فرماتے ہیں: وہ دیندار صاحب صلاحیت شخص ہے۔ رہے ان کے شیخ تو میں انہیں نہیں جانتا۔ مذکورہ حدیث ہشام بن عمار نے ولید سے نقل کی تو یوں کہا: عبداللہ بن حمید بحوالہ بشیر بن عرفطہ فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ نے دعا کی تو جہینہ اور ان کے پیروؤں میں سے ہزار آدمی اسلام لے آئے اور نبی ﷺ کے ساتھ غزوات و واقعات میں شریک رہے اسی کے متعلق بشیر فرماتے ہیں۔ پھر اشعار ذکر کیے۔ کسی سند میں مجھے ان کا بِشر (سکون سے) نام نظر نہیں آیا اور نہ ابن مندہ نے ولید تک اس کی سند بیان کی ہے۔

۶۶۷ بشر بن عصمة الليثی ❸

طبرانی ❹ نے ''کبیر'' میں مُجّاعة بن مِحصن العبدی کی سند سے بحوالہ عبید بن حصین، بشر بن عصمہ صحابی رسول سے روایت کیا فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان کے قبیلہ کے بارے میں فرمایا: ''یہ میرے اور میں ان کا ہوں'' (حدیث) اس کی سند میں ضعف ہے۔ مجاہد سے دوسری سند سے مروی ہے: وہ بشر بن عطیہ کہتے ہیں۔

۶۶۸ بشر بن عصمة المزنی ❺

ان سے کثیر بن افلح ابوایوب کے غلام روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''خزاعہ

---

❶ الاستيعاب (٢٤٩/١) ❷ اسد الغابة (٤٣٣) تجريد (٥٠/١) ❸ اسد الغابة (ت ٤٣٤) الاستيعاب (ت ١٨٥) تجريد (٥٠/١)
❹ المعجم الكبير (١٢٢٧/٢) ❺ اسد الغابة (٤٣٤) الاستيعاب (ت ١٨٥)

میرے اور میں ان کا ہوں''۔ [1] اسے ابن ابی حاتم، [2] ابو احمد عسکری اور ابن عبدالبر [3] نے روایت کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ پہلے والے ہیں جبکہ صحیح یہ ہے کہ وہ اور ہیں۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ آمدی نے کہا: یہ نام پیش اور بے نقطہ والے ساکن حرف سے ہے۔ سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ ان امراء سے ہیں جنہیں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ کی طرف بھیجا تھا وہ سارے کے سارے صحابہ تھے۔ ابن عساکر نے ان کا بشر نامی حضرات میں تذکرہ کیا ہے جیسا کہ یہ نام یہاں ہے۔ واللہ اعلم

۶۶۹ بشر بن عطیه

ابن حبان [4] نے ان کا ذکر کیا کہ ان کی روایت کی سند پر مجھے اعتماد نہیں۔ اور باوردی نے برد بن سنان کی سند سے بحوالہ مکحول، بشر بن عطیہ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے چوبیس کاموں پر لعنت کی۔ فرمایا: ''آگاہ رہو! اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی اس پر لعنت ہو جو کوئی میرا تھوڑا سا حق بھی کم کرے''۔ [5] پھر لمبی حدیث بیان کی۔ اور ابن مندہ نے مکحول کی سند سے بحوالہ غضیف بن حارث، ابوذر سے روایت کیا ہے کہ بشر بن عطیہ نے نبی ﷺ سے کوئی بات پوچھی آپ نے اس کا جواب دیا۔

میں کہتا ہوں: وہ عَکّاف کے قصہ میں ہے جو ان کے سوانح میں آ رہا ہے۔ لیکن ان کا نام عطیہ بن بسر ہی محفوظ ہے اور ان کا تعلق قبیلہ مازن سے ہے۔ جو پیش اور سین کے سکون سے ہے۔ ''بشر بن عصمہ'' میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ انہیں بشر بن عطیہ بھی کہا گیا ہے۔

۶۷۰ بشر بن عقربة الجهني [6]

ابوالیمان، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے جیسا کہ آئے گا۔ بعض نے شین کے بعد یا کی زیادتی کے ساتھ بشیر بھی کہا ہے۔ ابن السکن بحوالہ بخاری فرماتے ہیں! بشر زیادہ صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں: امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی عنوان سے ان کے سوانح لکھے ہیں۔ [7] فرماتے ہیں: مجھے عبداللہ بن عثمان نے بحوالہ حجر بن حارث بتایا کہ وہ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عوف کو فرماتے سنا: میں نے بشر بن عقربہ کو فرماتے سنا: کہ میرے والد کسی غزوے میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور وہاں ان کی شہادت ہوگئی۔ جب آپ کا میرے پاس سے گزر ہوا اور آپ نے مجھے روتے دیکھا تو فرمانے لگے: ''چپ کر جاؤ مت رو، کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ میں تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں ہو؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

امام بخاری فرماتے ہیں: مجھے عثمان نے بتایا کہ بشر فلسطین میں مشہور ہیں۔ یہی بشر نام محمد بن المبارک نے بحوالہ حجر بن الحارث بتایا ہے۔ اور سعید بن منصور نے ''بشیر بن عقربہ'' کہا۔ میں کہتا ہوں: ان کا یہی نام جو میں نے ایک دوسری حدیث میں پڑھا ہے جس کی سند یوں ہے میں نے یہ حدیث ابوالفرج بن حماد کے سامنے پڑھی کہ علی بن اسماعیل نے انہیں بتایا، انہیں اسماعیل بن عبدالقوی نے بحوالہ فاطمہ بنت سعد الخیر سے سن کر وہ فاطمہ جوزدانیہ سے سن کر کہ ابن ریذہ نے انہیں بتایا، مجھے طبرانی نے، انہیں

---

[1] مسند احمد (۵۰۰/۳) المعجم الكبير (۱۲۲۷/۲) [2] الجرح والتعديل (۳٦۰/۲) [3] الاستيعاب (۲۵۰/۱) [4] الثقات (۳۱/۳)
[5] كنز العمال (٤٤۰۵۷) جمع الجوامع (۹۰۸۳) [6] اسد الغابة (ت ٤۳۵) الاستيعاب (۱۹۲) تجريد (۵۰/۱) [7] التاريخ الكبير (۷۸/۲)

ابوزید قراطیسی اور علی بن عبدالعزیز نے وہ دونوں فرماتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے بحوالہ حجر بن الحارث غسانی، عبداللہ بن عوف کنانی سے وہ رملہ میں عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے گورنر تھے انہوں نے دیکھا کہ جب عمرو بن سعید قتل ہوئے تو عبدالملک بن مروان نے بشر بن عقربہ جہنی سے کہا: ابوالیمان! کوئی بات کرو! مجھے تمہاری گفتگو کی ضرورت ہے، تو بشر کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو دکھلاوے اور سنانے کی غرض سے خطبہ دینے کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں اسے ہر کوئی دیکھ سکے اور اس کے بارے میں سن سکے''۔ [1]

اسے امام احمد نے بھی سعید سے نقل کیا ہے یوں ہم علو سند میں ان کے مطابق ہو گئے۔ اور بغوی نے علی بن عبدالعزیز سے یوں ان کی موافقت بھی ہوگئی۔ ابن السکن فرماتے ہیں یہ مشہور حدیث ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی اسماعیل بن عیاش کی روایت سے بحوالہ ضمضم بن زرعہ، شریح بن عبید، بشر بن عقربہ سے اسی مفہوم کی ایک اور سند بھی ہے۔ ابوحاتم نے ''بشیر'' نام کو ترجیح دی ہے اور ابن حبان نے ان کے برعکس کہا کہ جو انہیں بشیر کہتا ہے اسے وہم ہو گیا ہے۔ ابن عبدالبر [2] فرماتے ہیں۔ بشر بن عقربہ ۸۵ھ کے بعد فوت ہوئے۔ اور ابن حبان [3] کا قول ہے کہ فلسطین کے کسی ضلع کے کسی گاؤں میں فوت ہوئے۔ اور ابن سمیع نے ان کا فلسطین میں فروکش ہونے والوں میں ذکر کیا ہے اور بشران کا نام بتایا ہے۔ ان کا ذکر ایک اور حدیث میں بھی آتا ہے جس میں انہیں بشیر (یا کازبر اور شین کا زیر) نام سے بلایا گیا ہے۔

ابن اسحاق رملی نے اپنے فوائد میں لکھا ہے جسے میں نے سلفی کے قلم سے پڑھا ہے فرماتے ہیں: ہمیں حسن بن بشر نے بتایا کہ مجھے میرے والد نے اپنے والد حسن بن مالک بن نافذ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: میں نے بشیر بن عقربہ جہنی سے سنا: فرمایا: میرے والد عقربہ جہنی نبی ﷺ کے پاس آئے، فرمایا: عقربہ! یہ تمہارے ساتھ (بچہ) کون ہے؟ عرض کیا: یہ میرا بیٹا بَحیر ہے آپ نے فرمایا: ادھر آؤ، میں آپ کے قریب جا کر آپ کی دائیں ران پر بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا: تمہارا نام؟ میں نے عرض کیا: بَحیر ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: نہیں! تمہارا نام بشیر ہے میری زبان میں کچھ لکنت تھی آپ نے میرے منہ میں پھونک ماری تو میرا ہکلا پن دور ہو گیا۔ اب میرے سر کے سارے بال سفید ہو گئے سوائے اس جگہ کے جہاں آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھا تھا وہ بدستور سیاہ ہیں'' پھر اسے اسحاق نے بحوالہ حسن بن سوید، عبدالرحمٰن بن عتبہ الجہنی سے وہ اپنے والد سے وہ عبداللہ بن بشیر بن عقربہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: پھر اسی مفہوم کی حدیث ذکر کی۔ دونوں جگہوں میں ان کا نام بَحیر ابتداء میں زبر اور حا کے زیر سے لکھا ہے۔

۶۷۱ بِشیر بن عمرو [4]

بن محصن الانصاری۔ کنیت سے شہرت پائی نام میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ ہم کنیتوں میں ان کا ذکر کریں گے۔

۶۷۲ بشر بن قدامۃ الضبابی [5] (ضاد کے زبر اور دو باؤوں کے ساتھ)

حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے۔ خطبہ کو نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں

[1] مسند احمد (حدیث ۵۰۰/۳) المعجم الکبیر (۲۹) [2] الاستیعاب (۲۵۲/۱) [3] الثقات (۳۱/۳)
[4] اسد الغابۃ (۴۳٦) [5] اسد الغابۃ (۴۳۹) الاستیعاب (۱۹۱) تجرید (۵۱/۱)

سرخ اونٹنی پر ٹھہرے ہوئے دیکھا۔ آپ فرمار ہے تھے: ''اے اللہ! دکھلاوے اور شہرت کے بغیر کا سال ہے''۔ [1] (حدیث)

ان سے عبداللہ بن حکیم کنانی روایت کرتے ہیں۔ اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ان کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس کی سند ابن عبدالحکم بحوالہ سعید بن بشیر، عبداللہ بن حکیم ہے اور باوردی نے اسے موسیٰ بن ہارون سے بحوالہ ابن عبدالحکم سے روایت کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اس میں منفرد ہیں۔ جبکہ ہمیں ابن مندہ کی ''معرفۃ'' اور ''تعصبات'' میں عالی سند سے مل گئی ہے۔

۶۷۳ بشر بن قیس [2]

بن کلدہ التمیمی العنبری از بنی مالک بن عنبر، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا اور ان سے عبداللہ بن ابی ظبیہ روایت کرتے ہیں۔ پھر ابن شاہین نے ایک ضعیف سند ولید بن عبداللہ بن ابی ظبیہ بحوالہ ان کے والد، بشر بن قیس بن کلدہ کی پیش کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے ان کے ساتھ ان کا بیٹا رحیم بھی تھا۔ تو ایک قسم کی وجہ سے وہ دونوں ایک زنجیر میں بندھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بشر! اس زنجیر کو کاٹ دو اب تمہارے اوپر کوئی قسم نہیں۔ چنانچہ وہ زنجیر کاٹ دی اور اسلام لے آئے۔ آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی۔

میں کہتا ہوں: کہ خلیفہ کے والد بشر کے سوانح میں اس کا کچھ تذکرہ آئے گا۔

۶۷۴ بشر بن المحتفز المزنی

خزاعی بن عبد تمیم مزنی کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۶۷۵ بشر بن المحتفز البصری

فتوح میں ان کا تذکرہ آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سوس کا والی مقرر کیا تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ جو ہدیے عجم پیش کرتے ہیں ان کا کیا کروں؟ آپ نے منع کر دیا۔

۶۷۶ (ز) بشر بن مسعود

ابن حبان [3] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے وہ صحابی ہیں جبکہ ان کی حدیث کی سند میں تامل ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے یہ بشیر بن ابی مسعود ہوں جن کا ذکر قسم ثانی میں آئے گا۔

۶۷۷ بشر بن معاذ الاسدی [4]

ذیل میں ابوموسیٰ نے ابونصر احمد بن احید بن نوح البزار سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ۲۴۶ھ میں جابر بن عبداللہ عقیلی سے سنا، فرمایا: مجھ سے بشر بن معاذ اسدی نے بیان کیا کہ انہوں نے اور ان کے والد نے نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی اس وقت وہ دس سال کے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے امام بنے ہوئے تھے آپ جبرائیل علیہ السلام کے سائے کی طرف دیکھتے جو بادل کے

---

[1] السنن الکبریٰ (۳۳۳/۴) معرفۃ الصحابۃ (۹۵/۳) کنز العمال (۱۲۵۵۹) جامع المسانید (۲۷۶/۲)

[2] تجرید (۵۱/۱) [3] الثقات (۳۱/۳) [4] اسد الغابۃ (۴۴۰) تجرید (۵۱/۱)

سائے کی طرح تھا۔ جب سایہ حرکت کرتا نبی ﷺ رکوع کرتے'' بشر بن معاذ کے ہاں اس خدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں ہے۔
ابونصر کا قول ہے ایک سو پچاس سال کے ہو گئے تھے۔ [1] میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ بشر بن معاذ ۱۰۰ھ کے بعد بھی زندہ رہے لیکن جابر جھوٹ میں مشہور کذاب ہے۔

غنجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امیر خالد بن احمد نے انہیں بخارا سے اس لئے جلا وطن کیا تھا کہ ان کا دعویٰ تھا کہ میں نے حسن بصری کا سماع کیا ہے وہ فرماتے ہیں: جب میری ولادت ہوئی تو مجھے نبی ﷺ کے سامنے لے جایا گیا۔ ان کی حدیث ''مؤتلف'' میں ابوسعد مالینی نے ابوجعفر عنبسہ بن محمد مروزی کی سند سے بحوالہ جابر بن عبداللہ بن ایمن یمانی، بشر بن معاذ توزی سے جو اہل توز سے ہیں۔ ان کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ صحابی ہیں اس وقت ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال تھی فرمایا: ''میں نے اور میرے والد نے جب میری عمر دس سال تھی نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔'' (حدیث)

(۶۷۸) بشر بن معاویہ [2]

بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البکاء، ان کا نام ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری بکائی ہے۔ باوردی فرماتے ہیں ان کی احادیث ان کی کسی اولاد سے مروی ہیں۔ اور ابن حبان کا قول ہے: وہ صحابی ہیں: اہل حجاز میں ان کا شمار ہے وہ اور ان کے والد وفد میں آئے تھے۔ ادھر بخاری [3] اور بغوی وغیرہ نے عمران بن ماعز کی سند سے روایت کیا اور ابن مندہ کی کتاب میں صاعد بن العلاء بن بشر ہے فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے اپنے والد بشر بن معاویہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے بشر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی.......حدیث۔ اسی میں ہے کہ ان کے چہرے پر آپ ﷺ کے چھونے کا اثر ایسے تھا جیسے سفید نشان، وہ جس چیز کو چھوتے تو وہ بارونق ہو جاتی، [4] بغوی کا قول ہے: عمران مجہول ہے ابن مندہ کہتے ہیں: ہم انہیں صرف اس سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کے اور طرق بھی ہیں۔ ایک وہ جسے ابونعیم نے ابوالہیثم صائد بن طالب بکائی کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے والد نواس بن رباط وہ اپنے والد، وہ اپنے والد واصل بن کاھل سے وہ اپنے والد وہ اپنے والد مجالد بن ثور سے وہ بشر بن معاویہ بن ثور سے جو صاعد کے نانا ہیں روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان دونوں کو سورۃ یٰسین، فاتحہ، معوذات اور نماز کو بسم اللہ سے شروع کرنا سکھایا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی اس کی سند صاعد سے آگے زیادہ مجہول ہے۔

اس کا ایک اور طریق بھی ہے جسے ابن شاہین نے زیاد بن عبداللہ بکائی کی سند سے بحوالہ معاویہ بن بشر بن یزید بن معاویہ بن ثور نقل کیا ہے فرماتے ہیں: ''کہ بشر بن معاویہ بن ثور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ اس سند میں انقطاع ہے۔

نیز ابن شاہین نے روایت کیا ہے اور ثابت نے ''دلائل'' میں ہشام کلبی کی سند سے بحوالہ ابومسکین، حضرت ابوہریرہ کے

---

[1] جامع المسانيد والسنن (٢٧٧/٢) [2] اسد الغابة (٤٤١) الاستيعاب (ت ١٨٤) تجريد (٥١/١)
[3] التاريخ الكبير (٨٣/٢) [4] جامع المسانيد والسنن (٢٨٠/٢)

غلام، جعد بن عبداللہ بن ماعز بن مجالد بن ثور بکائی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معاویہ بن ثور بن عبادہ بن بکاء نبی ﷺ کے پاس آئے وہ انتہائی بوڑھے تھے ان کے ساتھ ان کا بیٹا بشر اور ھجنّع بن عبداللہ بن جندع بن بکاء اور جھم الاصم تھا۔ معاویہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کے چہرہ پر ہاتھ پھیر دیں، آپ نے پھیر دیا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے تو محمد بن بشر بن معاویہ نے اس کے بارے میں اشعار کہے:

میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر نبی ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا اور اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کی تھی۔ [1] عبد عمرو بن کعب کے سوانح میں ان کا تذکرہ آ رہا ہے نیز ان کے والد معاویہ بن ثور کے حالات میں آئے گا۔

۶۷۹ بشر بن المعلّی [2]

بعض ابن حنش بن معلّی، بعض ابن عمرو اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ جارود عبدی ابوالمنذر اپنے لقب سے شہرت رکھتے ہیں نام میں اختلاف ہے جیم میں آئے گا۔

۶۸۰ بشر بن الهجنع البکّائی [3]

ابن سعد نے ان کا تیسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ ضَرِیّة [4] (ضاد کے زبر را کے زیر اور یا کی تشدید سے) میں فروکش ہوئے۔ اور نبی ﷺ کے پاس آنے والے لوگوں میں سے ہیں۔ ایسا ہی ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔ اور جو روایت طبقات کبریٰ ابن سعد میں ہے اس کے لحاظ سے ان کا تذکرہ چوتھے درجہ کے وفود میں کیا ہے۔ بشر بن معاویہ کے سوانح میں ھجنع کا تذکرہ ہو چکا ہے احتمال ہے کہ وہ ان کے والد ہوں۔

۶۸۱ بشر بن هلال العبدی [5]

عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور ایک مجہول سند بحوالہ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ چار اشخاص کو اسلام میں سرداری حاصل ہوئی۔ عدی بن حاتم، بشر بن ہلال، سراقہ بن مالک اور عروہ بن مسعود۔ [6]

۶۸۲ بشر (بے نسبت) [7]

خلیفہ کے والد، ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل بصرہ میں ہے۔ طبرانی [8] نے ابومعشر براء کی سند سے بحوالہ نوار بنت عمرو، فاطمہ بنت مسلم ان سے خلیفہ بن بشر بحوالہ اپنے والد بشر سے روایت کرتے ہیں: کہ جب وہ مسلمان ہو گئے تو نبی ﷺ نے انہیں ان کا مال و اولاد لوٹا دیا، پھر آپ کی ان سے اور ان کے بیٹے طلق سے ملاقات ہوئی یہ دونوں ایک رسی میں بندھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: یہ کیا (سزا) ہے؟ عرض کیا: ''میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے میرا مال و اولاد واپس کر دیا تو میں اپنے آپ کو

---

[1] جامع المسانيد (٢/٢٨٠ـ٢٨١) [2] اسد الغابة (٤٤٢) تجريد (١/٥١)

[3] اسد الغابة (٤٣٣) تجريد (١/٥١) [4] اسد الغابة (١/٢٢٠)

[5] اسد الغابة (٤٤٤) تجريد (١/٥١) [6] لسان الميزان (٣/٣٠٦) ميزان الاعتدال (٤٣١٤)

[7] اسد الغابة (٤٢٤) تجريد (١/٤٩) [8] المعجم الكبير (٢/٢٥)

باندھ کر حج کروں گا‘‘۔ آپ ﷺ نے وہ رسی کاٹ کر فرمایا: ’’تم دونوں ایسے ہی حج کرو یہ شیطانی عمل ہے‘‘ ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کیا ہے کہ یہ غریب روایت ہے۔ بشر سے ان کا بیٹا خلیفہ روایت کرنے میں متفرد ہے ایسا ہی حال بشر بن قیس کا گزر چکا ہے۔ مجھے نہیں پتہ دونوں ایک ہیں یا دو؟

۶۸۳ بشر سلمی [1]

رافع کے پدر بزرگوار، بعض شروع میں زبر اور یا کے اضافے کے قائل ہیں، اور کچھ لوگ شروع میں پیش بتاتے ہیں۔ اسی پر ابن السکن اور ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد بھروسا کیا ہے اور بعض دیگر حضرات پیش اور سین ساکن کے قائل ہیں۔

ان کی حدیث امام احمد اور ابن حبان نے ابوجعفر محمد بن علی کی سند سے بحوالہ رافع بن بشر سلمی، ان کے والد سے روایت کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:... [2]

اس کے آخر میں ہے جسے وہ پائے گی کھا ڈالے گی۔ ابن حبان نے ’’صحابہ‘‘ میں مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے، جس کا یہ گمان ہے کہ وہ صحابی ہیں اسے وہم ہوا ہے۔

۶۸۴ بشر الغنوی [3]

انہیں خثعمی بھی کہا جاتا ہے۔ ابوحاتم [5] کہتے ہیں: مصر کے باسی ہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ اور ابن السکن کا قول ہے کہ ان کا شمار اہل شام میں ہوتا ہے۔ ان کی حدیث امام احمد، بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی وغیرہ نے نقل کی ہے جو ولید بن مغیرہ معافری کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن بشر غنوی مروی ہے۔ بعض کہتے ہیں خثعمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ’’قسطنطنیہ ضرور فتح ہوگا۔ اس گروہ کی کمان کرنے والا امیر کیا ہی اچھا ہوگا۔ اور کیا ہی بہترین وہ لشکر ہوگا‘‘۔ [6] فرماتے ہیں: مجھے مسلمہ بن عبدالملک نے بلایا مجھ سے مطالبہ کیا تو میں نے انہیں وہ حدیث سنائی تو وہ بھی قسطنطنیہ کے جہاد میں شامل ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: اس کا قائل عبداللہ بن بشر ہے۔ ابن السکن نے اسی سند سے نقل کرتے ہوئے کہا: بشر بن ربیعہ خثعمی، قسم ثالث میں بشر بن ربیعہ خثعمی آ رہا ہے۔ اس لیے یہ احتمال بھی ہے کہ وہ یہ ہوں یا کوئی اور ہوں۔

۶۸۵ بشر الاسدی

ہند جہنیہ کے عاشق جو اس کے عشق سے چل بسے، یہ قصہ سرّاج نے طویل انداز میں اپنی کتاب ’’مصارع العشاق‘‘ (عشاق کی پچھاڑ) میں اور جعفر مستغفری نے اور ابوموسیٰ نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ’’صحابہ‘‘ میں ذکر کیا ہے۔ ہند میں اس کی سند آئے گی (یہ واقعہ آغازِ اسلام کا ہے)۔

---

[1] اسد الغابة (٤٥٧) الاستيعاب (١٨٨) تجريد (٥٠/١) [3] الجرح والتعديل (٣٦٦/٢)

[2] مسند احمد (٤٤٣/٣) صحيح ابن حبان (٦٨٤٠) [4] اسد الغابة (٤٣٧) الاستيعاب (ت ١٨٧) تجريد (٥١/١)

[5] الجرح والتعديل (٣٦٩/٢)

[6] مسند احمد (٣٣٥/٤) مستدرك (٤٢٢/٤) المعجم الكبير (٤١٦/٢) الدر المنثور (٦٠/٦) جامع المسانيد (٢٦٩/٢)

بشیر نامی (شروع میں زبر شین کے زیر پھر یا) حضرات کا تذکرہ

۶۸۶ بشیر بن اکّال❶ (شروع میں زبر کاف مشدّد)

المعاوی الانصاری۔ بغوی و باوردی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے، جبکہ بزّار، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر (جو ابوطوالہ انصاری ہیں) کی سند سے بحوالہ ایوب بن بشیر معاوی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: بنی معاویہ میں کوئی شورش ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان میں صلح کرانے گئے، آپ ایک شخص کا سہارا لے کر بیٹھے تھے اچانک ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''تو نہ جان سکے''۔❷ (حدیث) بغوی کہتے ہیں: مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ اس میں عمر بن صہبان ضعیف راوی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں تامل ہے۔ کیونکہ ان کی حدیث میں سماع اور حضور کا ذکر نہیں۔ ابن الاثیر❸ فرماتے ہیں: مجھے ان کا نسب بیان کرتا کوئی نہ ملا۔ یہ احتمال ہے کہ وہ بشیر بن اکّال بن لوذان بن حارث بن امیہ بن معاویہ اوسی ہوں۔ ان کے بھتیجے نعمان بن زید بن اکال کا تذکرہ آنے والا ہے۔

میں کہتا ہوں: ہوسکتا ہے وہ بشیر بن سعد بن نعمان بن اکّال ہوں جن کا ذکر عنقریب آئے گا۔ شاید کسی راوی نے انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

۶۸۷ بشیر بن انس❹

بن امیہ بن عامر بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس، احد میں شریک تھے۔ ابوعمر❺ نے اس کا ذکر کیا ہے اور ابن شاہین نے بروایت محمد بن یزید ان کے رجال سے نقل کیا، فرمایا: مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

۶۸۸ بشیر بن جابر❻

بن عراب (عین کے پیش سے) بن عوف بن ذوالہ بن شبوہ (شین کے زبر اور با کے سکون سے) ابن ثوبان بن عبس بن صحار بن عک بن عدثان، ثا سے بعض عدنان دونوں سے بھی کہتے ہیں۔ العبسی، ابن یونس نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فتح مصر❼ میں شریک تھے اور ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن سمعانی نے ان کا نام یا پھر سین تصغیر سے قلمبند کیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۸۹ بشیر بن حارث انصاری❽

ابن قانع وغیرہ نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں تذکرہ کیا ہے۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں: ابن ابی حاتم❾ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

❶ اسد الغابة (٤٤٥) تجريد (٥١/١)

❷ المعجم الكبير (١٢٣٧/٢) مجمع الزوائد (٥٣/٣) اتحاف السادة المتقين (٤١٥/١٠) جامع المسانيد والسنن (٣٠٩/٢)

❸ اسد الغابة (٢٢١/١) ❹ اسد الغابة (٤٤٦) الاستيعاب (٢٠٢) ❺ اسد الغابة (٤٥٠) الاستيعاب (٢٠٨)

❻ اسد الغابة (٢٢١/١) استيعاب (٢٥٦/١) ❼ اسد الغابة (٤٥٢) الاستيعاب (١٩٨) ❽ الجرح والتعديل (٣٧٣/٢)

میں کہتا ہوں: بات یہی ہے البتہ یہ اضافہ کیا ہے کہ بعض لوگ انہیں بُشیر بن حارث یعنی پیش سے کہتے ہیں۔ ابن قانع نے داؤد اودی کی سند سے بحوالہ شعبی، بشیر بن حارث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا یا تا میں اختلاف ہو جائے تو اسے یا سے لکھا کرو، قرآن کو مذکر رہنے دو۔ ❶

ابن قانع کے الفاظ عامر یعنی شعبی سے بحوالہ بشیر یا بُشیر بن حارث ہیں، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جب تمہیں قرآن کی کسی آیت کے بارے مذکر مؤنث ہونے کا اشکال ہو جائے تو قرآن کو مذکر رہنے دو۔ ❷ ابن قانع کے الفاظ ہیں: ''عامر سے'' ایسا ہی انہوں نے شک سے ابتداء کا زبر یا پیش (لفظ بشیر میں) ذکر کیا ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے کہ عبد بن حمید نے انہیں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ جو وہم ہے اس واسطے کہ کئی لوگوں نے شعبی کی سند سے بحوالہ بشیر بن حارث عبداللہ بن مسعود یہ روایت موقوفاً نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے جو فرمایا اس کا احتمال ہے۔ لیکن یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مرفوع وموقوف دونوں طرح روایت کی ہو۔ واللہ اعلم

۶۹۰ بشیر بن خصاصیہ

ابن محمد آ رہا ہے۔

۶۹۱ بشیر بن ابی زید انصاری

ابن کلبی کا بیان ہے کہ ان کے والد ابوزید اُحد میں شہید ہوئے، وہ اور ان کے بھائی وداعہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ یہ ابوعمر نے نقل کیا ہے۔

۶۹۲ بشیر بن ابی زید انصاری ❸

ان میں کے ایک جنہوں نے عہد نبوی میں قرآن جمع کیا تھا، میری مراد ابوزید ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابوسعید ذکر کیا ہے کہ وہ حرہ کے روز شہید کر دیئے گئے۔ جبکہ ابن الاثیر نے ان پر یہ اعتراض کیا کہ وہ تو یوم الجسر میں خلافت فاروقی میں شہید ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: وہ سمجھے کہ ابن مندہ نے ان کے والد مراد لیے ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ ابوزید یوم الجسر میں اور ان کے یہ بیٹے حرہ کے روز شہید ہوئے۔ یہ پہلے والے ہوں اس کا بھی احتمال ہے۔

۶۹۳ بشیر بن سعد ❹

بن ثعلبہ بن جلاس (جیم کے زبر سے مخفف) اور دار قطنی نے یہ نام خا کے زبر اور لام کی تشدید سے قلمبند کیا ہے۔ بن زید بن

---

❶ اسد الغابۃ (۱/۲۲۲) ❷ کنز العمال (۲۸۱۰) ❸ اسد الغابۃ (۴۵۸) الاستیعاب (۲۰۰)

❹ اسد الغابۃ (۲۵۹) الاستیعاب (۱۹۴) تجرید (۱/۵۳)

مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج انصاری بدری، نعمان کے والد۔ صحیح مسلم [1] وغیرہ میں اولاد کو ہبہ کے قصہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ان کی حدیث نسائی میں ہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں بمقام "عین التمر" خلافت صدیقی ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ یہ انصار [2] کے پہلے شخص تھے جنہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ واقدی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان میں انہیں فدک کی طرف ایک سریہ مہم میں بھیجا تھا اور پھر شوال میں وادی القری کی جانب روانہ فرمایا۔

۶۹۴ بشیر بن سعد [3]

بن نعمان بن اکال انصاری معاوی، اپنے والد کے ہمراہ اُحد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ یہ عدوی کا بحوالہ ابن القداح، قول ہے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۶۹۵ بشیر بن سعد

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا اور محمد بن کعب قرظی کی سند سے بشیر بن سعد صحابی رسول سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: "مومنین کا مقام ایسا ہی ہے جیسا جسم میں سر کا مرتبہ"۔ [4] طبرانی نے یہ روایت نقل تو کی ہے لیکن بشیر بن سعد، نعمان کے والد کے سوانح میں۔

میں کہتا ہوں: یہ سند ضعیف ہے اگر صحیح بھی ثابت ہو جائے تو ابن قانع ٹھیک ہیں۔ اس واسطے کہ قرظی نے نعمان کے والد کو نہیں دیکھا لہٰذا احتمال ہے کہ وہ بشیر بن سعد بن نعمان بن اکال ہوں جن کا سب سے پہلے ذکر ہوا۔

۶۹۶ بشیر بن عبداللہ انصاری الخزرجی [5]

ابوموسیٰ بن عقبہ نے ان کا ابن شہاب سے اور ابوالاسود نے عروہ کے حوالہ سے شہدائے یمامہ میں ذکر کیا ہے [6] یہ پہلے گزر چکا ہے کہ ابن اسحاق نے ان کا نام بشر بتایا ہے۔

۶۹۷ بشیر بن عبدالمنذر انصاری

ابولبابہ کنیت سے مشہور ہیں، نام میں اختلاف ہے، کنیتوں میں آئے گا۔ ابن حبان [7] نے ابراہیم بن المنذر اور ابن سعد کے بھروسے پر اسے ترجیح دی ہے کہ ان کا نام بشیر ہے، فرماتے ہیں بعض کا قول ہے کہ رفاعہ ہے۔

۶۹۸ بشیر بن عتیک

بن قیس بن حارث بن ہیشہ انصاری از بنی عمرو بن عوف، جبیر بن عتیک کے بھائی۔ اُحد میں شریک تھے اور یمامہ میں شہید ہوئے۔ عدوی نے بحوالہ ابن القداح ان کا ذکر کیا ہے، ابن فتحون اور ابن الامین نے ان کا استدراک کیا ہے۔

---

[1] مسلم كتاب الهبات باب كراهة تفضيل بعض الاولاد فى الهبة (٤١٥٣) (٤١٥٤) (٤١٥٥)

[2] جامع المسانيد (٢/٢٩٢) [3] اسد الغابة (٤٦٠) [4] المعجم الكبير (٢/٢٨) مجمع الزوائد (١٣٠٩٤) تهذيب تاريخ دمشق (٣/٢٦٥)

[5] اسد الغابة (ت ٤٦١) الاستيعاب (١/٤٥٥) اسد الغابة (١/٢٥٥) [6] الاستيعاب (ت ٢٠٢) [7] الثقات (٣/٣٢)

۶۹۹ بشير بن عرفطة الجهني

بشر میں گزر چکا ہے۔ ایسا ہی بشیر بن عقربۃ اور بشیر بن عمرو بن محصن۔

۷۰۰ بشير بن عنبس [1]

بن زید بن عامر بن سود بن ظفر انصاری ظفری۔ ابوعمر [2] کا قول ہے اُحد میں شریک تھے اور یوم جسر میں شہید ہوئے۔ طبری نے ان کا ذکر کیا کہ انہیں فارس الحواء کہا جاتا تھا۔ الحواء ان کا گھوڑا [3] تھا، ایسا ہی دار قطنی نے ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے کہا: ہمیں محمد بن ابراہیم نے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے حوالہ سے بتایا کہ وہ احد و خندق میں شریک رہے اور خلافت فاروقی میں شہید ہوئے۔ اور ابن ماکولا [4] نے ابن القداح سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا نام نُسیر بتایا ہے۔ نون کے پیش اور سین کے زبر سے۔ میرے نزدیک یہ زیادہ معتبر ہے۔

۷۰۱ (ز) بشير بن كعب

بن ابی الحمیری۔ سیف نے فتوح میں مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ یرموک سے روانہ ہوئے۔ پھر ایسا ذکر کیا جیسا قسم ثالث میں آئے گا اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ اس وقت صرف صحابہ کو امیر بنایا جاتا تھا اس لیے وہاں میں نے شک کی بناء پر ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۰۲ بشير بن ابى مسعود [5]

قسم ثانی میں تذکرہ آئے گا۔

۷۰۳ بشير بن معبد

انہیں نذیر بن معبد بن شراحیل، بھی کہا جاتا ہے۔ بن سبع بن ضباری بن سدوس بن شیبان بن ذھل سدوسی، ابن خصاصیہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ لفظ خصاصیہ خا کے زبر اور صاد پر تشدید نہیں ہے۔ جو خصاصہ کی طرف منسوب ہیں ان کا نام الاءۃ بن عمرو بن کعب بن حارث الغطر یف الاصغر بن عبداللہ بن عامر الغطر یف الاکبر الازدی۔ وہ بشیر کے جد اعلیٰ ضباری بن سدوس کی دادی ہیں۔ یہ بات دمیاطی نے بحوالہ ابن کلبی لکھی ہے اور رامھرمزی نے اس پر بھروسا کرتے ہوئے، کہا: ان کا نام کبشہ تھا۔ بعض ماویہ بنت عمرو بن حارث غطر یفیہ اور بعض بنت عمرو بن کعب بن الغطر یف کہتے ہیں۔

رہے ابوعمر [6] تو وہ اس بات کے قائل ہیں کہ خصاصیہ ان کی والدہ نہیں۔ وہ تو ان کی دادی ہیں۔ اور ان کے نسب میں ضباری کی جگہ ضباب کہا ہے جو لفظی غلطی ہے اور ان کے والد کا نام نذیر کی جگہ یزید لیا ہے، جو ان کے ہاں ابن السکن کی کتاب میں ابن مفرج کے قلم سے بدیر لکھا ہے جو درست ہے۔ ان کی حدیث امام بخاری کی الادب المفرد اور سنن میں ہے۔ ان کا نام زجم (زا اور حا کے

---

[1] اسد الغابۃ (٤٦٨) الاستیعاب (ت ١٩٥) [2] الاستیعاب (١/٢٥٣) [3] الاستیعاب (١/٢٥٣)

[4] الاکمال (١٢٣) [5] تجرید (١/٥٣) [6] الاستیعاب (١/٢٥٣)

سکون سے) تھا تو آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا۔ ان کی اس حدیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں۔

۷۰۴ بشیر بن معبد [1]

ابو معبد اسلمی۔ ابن حبان [2] کا قول ہے کہ وہ صحابی نہیں۔ اہل کوفہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی حدیث ان کے بیٹے سے مروی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بشیر اسلمی صحابی ہیں ان کی حدیث کوفیوں میں ہے۔ طلق بن غنام نے مجھے بتایا: ہم سے محمد بن بشر بن بشیر اسلمی اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ وہ اشنان لائے تا کہ اس سے وضو کریں۔ وہ انہوں نے دائیں ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی تو وہ ان پر نکیر کر کے کہنے لگے: ''(استنجے کی چیز دائیں ہاتھ میں؟) ہم دائیں ہاتھ سے صرف اچھائی (نفاست) والے کام کرتے ہیں''۔ [2] اسے ابن مندہ نے ابو احمد زبیدی کی سند سے بحوالہ محمد روایت کیا ہے اور ان کے دادا کے متعلق فرماتے ہیں: انھیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اسی روایت کو ہم نے عباس دوری کی سند سے بحوالہ طلق بن غنام نقل کیا ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان میں موجود تھے۔ اور بغوی نے قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ بشر بن بشیر اسلمی سے وہ اپنے والد سے جنہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، روایت کرتے ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی۔ اور ابن السکن دوسری سند سے روایت کرتے ہیں جس میں قیس کے حوالہ سے فرماتے ہیں: وہ درخت (تلے بیعت کرنے) والوں میں سے تھے۔ مجھے حدیث کی کسی سند میں ان کے والد کا نام معبد نہیں ملا صرف ابو حاتم نے اس پر بھروسا کیا ہے۔

ادھر ابن حبان نے ''صحابہ'' میں بشیر اسلمی جن کی حدیث ان کے بیٹے بشر بن بشیر سے مروی ہے کے درمیان اور بشیر بن معبد اسلمی (جو صحابی ہیں) کے درمیان فرق ظاہر کیا ہے۔ انھیں وہم ہو گیا حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے کہ بشیر اسلمی صحابی ہیں انہیں بشیر بن معبد کہا جاتا ہے۔ پھر یحییٰ بن یعلی کی سند سے بحوالہ محمد بن بشر وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا بشیر بن معبد سے روایت کرتے ہیں۔ پھر گزشتہ حدیث ذکر کی۔ لہٰذا ہمیں مستند ذرائع میں ان کا نام معبد ہی ملا۔ واللہ اعلم۔ ان کی ایک اور حدیث بھی ہے جسے بغوی نے بخاری کی سند سے بحوالہ ابو مسعود، ابو سلمہ بشر بن بشیر اسلمی سے ان کے والد سے روایت کیا ہے جس میں بئر رومہ کا ذکر ہے۔

۷۰۵ (ز) بشیر بن معاویہ

ابو علقمہ نجرانی، حاکم نے اکلیل میں، ابو سعد نے شرف المصطفیٰ میں اور بیہقی نے ''دلائل'' میں یونس بن بکیر کی سند سے بحوالہ سلمہ بن عبد یسوع ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو سعد کی روایت میں سعید بن عمرو سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے (جو عیسائی تھے پھر اسلام لے آئے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کو خط بھیجا، تو ان کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا، پھر واپس لوٹ گئے۔ اسی اثناء میں پوپ آپ ﷺ کا خط پڑھ رہا تھا اس کی سواری بدکی، تو ان کے بھائی جس کا نام بشیر بن معاویہ ابو علقمہ تھا محمد ﷺ کو برا بھلا کہنے لگا: تو پوپ نے اسے ڈانٹا کہ میں نے تمہارے سامنے ایک فرستادہ نبی کا ذکر کیا ہے۔ اس پر بشیر نے کہا: اس کا بدلہ یہی ہے

---

[1] اسد الغابۃ (ت ٤٧١) الاستیعاب (١٩٩) [2] الثقات (٣٤/٣)

[2] الاستیعاب (٢٥٤/١) اسد الغابۃ (٢٢٩/١) معرفۃ الصحابۃ (١٠٠/٣).

کہ میں اس نبی سے جاملوں اور اپنی سواری کو مدینہ کی جانب ایڑ لگادی۔ اور یہ اشعار کہتے جا رہے تھے: ''اشتیاق سے تیری طرف دوڑتی ہے نصاریٰ کے دین کے برخلاف اس کا دین ہے''۔

پھر ابوعلقمہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے یہاں تک کہ ان کی شہادت ہوگئی۔ میں نے اس قصہ کو مختصر نقل کیا ہے ورنہ یہ تین ورقوں تک پھیل جاتا۔ ان شاء اللہ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۷۰۶ بشیر بن نعمان

بن عبید، انہیں مقرن بن اوس بن مالک انصاری اوسی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن القداح فرماتے ہیں: وہ حرہ کے روز اور ان کے والد یمامہ کے روز شہید ہوئے۔

۷۰۷ بشیر بن نہّاس عبدی[1]

عبدان نے ان کا ذکر کیا اور انتہائی ضعیف سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے جس میں ان کا سماع نہیں، اس کا متن یہ ہے: ''جس بندے کو اللہ کمینہ اور گھٹیا کرتا ہے وہ علم سے محروم ہو جاتا ہے''۔[2] ابوموسیٰ نے اسے نقل کیا ہے۔

۷۰۸ بشیر بن یزید الضبعی[3]

بغوی کے ہاں بشیر بن زید لکھا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان کی حدیث بصریین میں عام ہے۔ ابن ابی حاتم[4] اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی کا کہنا ہے: میں نے ان کے بارے میں صرف اس حدیث میں سنا ہے، پھر اشہب ضبعی کی سند سے ان کے حوالہ سے وہ حدیث پیش کی۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ذی قار کے روز فرمایا: ''آج عرب عجم سے آدھے ہوگئے''۔[5]

بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں اسی سند سے نقل کی ہے، ایسا ہی امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، ان کے اور ابن السکن کے بیان میں ہے۔ انہوں نے زمانۂ جاہلیت پایا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ[6] فرماتے ہیں: ایک مرتبہ خلیفہ نے یزید بن بشر کہا۔ ابوعمر[7] کہتے ہیں: پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ابن حبان نے ان کا تابعین[8] میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا: بہت پرانے بوڑھے ہیں، دورِ جاہلیت پایا ہے، مرسل روایت نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی روایت کردہ کسی حدیث میں سماع کی وضاحت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ذی قار عرب کی مشہور جنگ ہے جو کسریٰ کے لشکر اور بکر بن وائل کے درمیان ہوئی تھی۔ اس کے اسباب جنہیں مؤرخین نے ذکر کیا ہے مختلف ہیں جن کی شرح و تفصیل طویل ہے۔ بہر کیف وہ جنگ بدر کے واقعہ کے کچھ ماہ بعد ہوئی۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے۔

---

[1] اسد الغابة (ت ٤٧٢) تجريد (٥٤/١) [2] ميزان الاعتدال (٥٩٣) كنز العمال (٢٨٩٢٧)

[3] اسد الغابة (٤٧٣) الاستيعاب (٢١٠) تجريد (٥٤/١) [4] الجرح والتعديل (٣٨٠/٢)

[5] المعجم الكبير (١٢٣٨/٢) التاريخ الكبير (١٠٦/٢) مجمع الزوائد (٢١١/٦) جامع المسانيد والسنن (٣٠١/٢)

[6] التاريخ الكبير (١٠٥/٢) [7] الاستيعاب (٢٥٧/١) [8] الثقات (٧٠/٤)

فرماتے ہیں: مجھے کلبی نے بتایا، ابوصالح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذی قار جنگ کا تذکرہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ پہلا دن ہے جس میں عرب عجم سے آدھے ہوگئے اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی''۔ [1]

۷۰۹ بشیر الانصاری [2]

عبدان نے ان کا ذکر کیا کہ وہ بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے تھے۔

۷۱۰ بشیر الثقفی [3]

بغوی اور اسمٰعیلی وغیرہ نے انہیں بشیر نامی (بروزن عظیم) صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اوران لوگوں نے ابوامیہ عبدالکریم بن ابی المخارق (جوایک ضعیف راوی ہے) کی سند سے بحوالہ حفصہ بنت سیرین، ان سے روایت کرتے ہوئے ان کی حدیث نقل کی ہے فرماتے ہیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمانہ جاہلیت میں میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اونٹوں کا گوشت نہیں کھاؤں گا اور نہ شراب پیوں گا۔ آپ نے فرمایا: ''جہاں تک اونٹوں کے گوشت کی بات ہے تو وہ کھالیا کرو، رہی شراب تو وہ نہ پیو''۔ [4] ابن ماکولا [5] نے شروع میں پیش سے قلمبند کیا ہے بعض ان کے بارے میں بجیر بھی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

۷۱۱ بشیر الحارثی الکعبی [6]

عصام کے والد، ابن ابی حاتم [7] بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں ان کی حدیث سعید بن مروان الرہاوی سے ملتی ہے۔ عمیرہ بن عبدالمومن، عصام بن بشیر حارثی کعبی سے روایت کرنے میں ان (سعید) کی متابعت کرتے ہیں۔ عصام فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا کہ میری قوم بنی حارث نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ آپ نے فرمایا: کہاں سے آمد ہوئی ہے؟ میں نے عرض کیا: میں اسلام لانے میں آپ کی طرف اپنی قوم کا قاصد ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش آمدید تمہارا نام؟ میں نے عرض کیا: میرا نام اکبر ہے، آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔ [8] یہ روایت نسائی نے الیوم واللیلۃ میں، بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن السکن نے نقل کی ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: غریب روایت ہے جسے ہم صرف اہل جزیرہ کی حدیث عصام سے مروی ہی جانتے ہیں۔ ایک روایت میں امام بخاری فرماتے ہیں: عصام کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال ہوگئی تھی۔

۷۱۲ بشیر الغفاری [9]

ان کا ایک حدیث میں ذکر آتا ہے جسے حسن بن سفیان اور ابن شاہین وغیرہ عبدالسلام بن عجلان، جوضعیف راوی ہے، کی سند سے بحوالہ ابویزید مزنی مدنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ بشیر غفاری کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نشست ہوا کرتی تھی

---

[1] حوالہ گزر چکا۔ [2] اسد الغابۃ (ت ٤٤٧) [3] اسد الغابۃ (٤٤٩) الاستیعاب (ت ٢٢١)

[4] معرفۃ الصحابۃ (١١٩٨٣) جامع المسانید (٣٠٤/٢) [5] الاکمال (١١٩) [6] اسد الغابۃ (٤٥٤) الاستیعاب (٢١١) تجرید (٥٢/١)

[7] الجرح والتعدیل (٣٨٠/٢) [8] التاریخ الکبیر (١٠٥/٢) [9] اسد الغابۃ (٤٦٩) الاستیعاب (٢٠٣) تجرید (٥٤/١)

جس سے وہ کبھی غیر حاضر نہیں ہوئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں: انہوں نے ایک اونٹ خریدا، جو بدک گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بدکے لوٹ آتے ہیں" اس میں ہے "اس وقت کیا حال ہوگا جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہے جب لوگوں کی رب العالمین کے حضور [1] پیشی ہوگی؟" اسے مردویہ نے اپنی تفسیر میں اسی سند سے روایت کیا ہے۔

۷۱۳ بشیر المعاوی

یہی ابن کال ہیں پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۷۱۴ بشیر والد رافع

بشر میں گزر چکا ہے اور با کے پیش سے تصغیر بھی کہتے ہیں۔

بشیر (پیش سے) نامی حضرات کا تذکرہ

۷۱۵ بشیر

ابن ماکولا [2] نے اس پر بھروسہ کیا ہے کہ ثقفی پیش سے ہے والد رافع کے متعلق بھی لوگ کہتے ہیں: کہ وہ پیش سے ہے لیکن اس کا ثبوت نہیں، ایسا ہی بشیر بن حارث ہے۔

باب الباء جس کے بعد صاد ہے

۷۱۶ بَصْرَہ بن اکثم الانصاری

بعض نے خزاعی بھی کہا ہے نکاح میں ان کی ایک حدیث ملتی ہے۔ سعید ابن المسیب ان سے روایت کرتے ہیں۔ جسے ابوداؤد وغیرہ نے نقل کیا ہے بعض انہیں سُمرہ پیش اور سین سے کہتے ہیں اور بعض نضلہ نون اور ضاد سے، کچھ نضرہ اسی وزن پر کہتے ہیں صرف دال کو را سے بدل دیتے ہیں۔ راجح پہلا نام ہی ہے جو صفوان بن سلیم کی سند سے بحوالہ سعید بن المسیب محفوظ ہے۔

بعض راویوں نے عبدالرزاق سے روایت کرنے میں ان کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض نون ضاد سے، بعض لام سے اور بعض را سے کہتے ہیں، ایسا ہی یحیٰ بن ابی کثیر نے بحوالہ یزید بن نعیم، سعید سے نضرہ (نون ضاد) نقل کیا ہے۔ اسے ابن مندہ وغیرہ نے نقل کیا ہے اور محمد بن سعید بن المسیب سے بحوالہ ان کے والد شک کے ساتھ بصرہ یا نضرہ روایت کیا ہے اور ابن مندہ نے اسے اپنی سند سے بسرہ نقل کیا ہے۔ اور ان کے نسب میں کہا: غفاری ہیں یا کندی، اور اسے محمد سے روایت کرنے والا شخص انتہائی ضعیف ہے جو اسحاق بن ابی فروہ ہے۔

اور طبرانی نے ان کی مذکورہ حدیث نکاح میں بصرہ بن ابی بصرہ غفاری۔ جن کا ذکر ان کے بعد ہوگا۔ کے سوانح میں نقل کی

[1] کنز العمال (۹۹۵٤) تفسیر جامع البیان (حدیث ۵۸/۳) الدر المنثور (۳۲٤/٦) [2] الاکمال (۳۱۰/۱)

ہے ادھر ابن کلبی نے اکثم بن ابی الجون کی اولاد میں: معبد، بصرہ اور جلدیہ [1] نامی ایک بیٹی کا ذکر کیا ہے لہٰذا احتمال ہے اس حدیث والے ہی بصرہ ہوں اگر اس نے یہ ضبط کیا ہو جس نے ابن اکثم خزاعی کہا''۔

۷۱۷ بصره بن ابی بصره غفاری [2]

یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ اہل مصر فروکش ہونے والوں میں شمار ہوتے ہیں امام مالک اور اصحاب سنن نے ان کی حدیث نقل کی ہے جس کی سند صحیح ہے۔ ابن حبان [3] فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے: کہ وہ صحابی ہیں۔ یہ قول انہوں نے ان سے مروی حدیث میں اختلاف کی وجہ سے پیش کیا آیا وہ حدیث ان سے مروی ہے یا ان کے والد سے؟

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۷۱۸ بعجه بن زيد الجذامی

ان کے بھائی برذع کے سوانح میں ان کی حدیث گزر چکی ہے۔ انیف بن ملۃ کے حالات میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

باب الباء جس کے بعد غین ہے

۷۱۹ بغيض بن حبيب [4]

بن مروان بن عامر بن ضیاری بن حجیہ بن کابیہ بن حرقوص بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم تمیمی مازنی، نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان کا نام حبیب [5] رکھا ھشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا۔

باب الباء جس کے بعد قاف ہے

۷۲۰ بقيلة الاكبر الاشجعی

از بنی بکر بن اشجع۔ کنیت ابوالمنہال تھی یہ لفظ قاف سے تصغیر ہے۔ آمدی [6] نے حرف با میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اُحد کے روز نبی ﷺ کو کمک پہنچائی تھی انہیں احد کے روز گھوڑوں والا کہا جاتا ہے۔ یعنی اشجع کے لشکر بعض لوگ کہتے ہیں: گھوڑوں والے مسعر اشجعی ہیں۔ بقیلہ بڑی عمر کے سردار شاعر آدمی تھے وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں۔ جو انہوں نے ایک غزوے سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھے تھے۔

''کوئی قاصد ابوحفص (عمر) کو یہ پیام پہنچا دے، با اعتماد بھائی کی طرف میرا ازار تم پہ فدا ہو۔ ہماری اونٹنیاں،

---

[1] جامع المسانيد والسنن (۳۱۴/۲ ـ ۳۱۵) [2] اسد الغابة (٤٧٧) الاستيعاب (۲۱۸) [3] الثقات (۳۷/۳)

[4] اسد الغابة (٤٨١) [5] اسد الغابة (۲۳۱/۱) [6] المؤتلف والمختلف (۸۱)

اللہ آپ کو راہِ راست پر رکھے، حصار کے زمانہ میں ہم تم سے غافل رہے''۔

وہ قصہ جعدہ سلمی کے سوانح میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ مذکورہ بقیلہ کے یہ اشعار بھی ہیں۔ [۱]

اگر تمہارے قریبی کے کپڑے بوسیدہ ہو جائیں تو اسے کپڑے بنا دو! جو پرانے کپڑے نہ پہنے اس کے لیے نئے نہیں ہیں۔

سب سے زیادہ شعر گو گھر وہ ہے جس کا تو قائل ہے وہ گھر ہے جب میں اسے شعر کہنے کو کہوں تو وہ سچ کہے شعر تو آدمی کی عقل ہے جسے وہ مجالس کے سامنے پیش کرتا ہے چاہے وہ عقلمند ہو یا بے وقوف۔

عمر بن شبہ نے ''اخبار مدینہ'' میں لکھا ہے بقیلہ بن المنہال الاشجعی نے کہا۔ اور وہ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ بعض لوگ نفیلہ یعنی نون فا سے کہتے ہیں۔ اور ان کے اشتیاقِ مدینہ کے اشعار نقل کیے۔ زبیر بن بکّار ''موفقیات'' میں ان کے اشعار نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: میں نے عتبی سے سنا وہ ان کا نام غلط پڑھتے تھے نفیلہ نون سے کہتے تھے۔

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

۷۲۱ بکر بن امیّة الضمریّ [۲]

عمرو کے بھائی۔ ان کے بھائی کے سوانح میں ہی ان کا نسب آئے گا۔ ابن حبان، [۳] بخاری [۴] اور ابن السکن نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم [۵] فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔

ابن حبان فرماتے ہیں: ان کی حدیث ان کے بھتیجے فضل بن عمرو بن امیہ سے ملتی ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کی حدیث ابن ابی الدنیا کی کتاب ''مجابی الدعوۃ'' میں ملی ہے اور ''موفقیات'' میں محمد بن اسحاق کی سند سے بحوالہ حسن بن فضل بن حسن بن عمرو بن امیہ، ان کے والد سے وہ اپنے چچا بکر بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی ضمرہ کے شہروں میں ابتدائے اسلام کے دور میں ایک جہینی پڑوسی تھا اور ہم لوگ اس وقت شرک پر قائم تھے پھر جہینی کا ریشہ محاربی کے ساتھ پیش آمدہ قصہ اور اس کا ان پر ظلم کرنے کا واقعہ اور جہینی کی اس کے لیے بددعا [۶] کرنے کی روایت ذکر کی۔ ایک جماعت نے یہ روایت ابن اسحاق کی سند سے نقل کی ہے۔ وہ اسی روایت سے معروف ہیں۔ میرے خیال میں یہ سند منقطع ہے۔ اس واسطے کہ بکر بن امیہ فضل کے والد ہیں اور ان کی سند میں عن سے ہی روایت آئی ہے۔

۷۲۲ بکر بن جَبَلہ [۷]

بن وائل بن قیس بن بکر بن عامر بن عوف بن بکر، بن عوف بن عذرہ بن زید اللات کلبی ان کا نام عبد عمرو تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بکر [۸] رکھا، اسے ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔ اور ابن مندہ نے ہشام بن کلبی کی سند سے بحوالہ حارث بن عمرو وغیرہ نقل کیا ہے کہ

---

[۱] المؤتلف والمختلف (۸۲) [۲] اسد الغابة (٤٨٢) الاستیعاب (۲۱۲) تجرید (۵۵/۱) [۳] الثقات (۳٦/۳) [۴] التاریخ الکبیر (۸۷/۲)
[۵] الجرح والتعدیل (۳۸۱/۲) [۶] معرفة الصحابة (۱۳۸/۳) التاریخ الکبیر (۸۷/۲) الجرح والتعدیل (۳۸۱/۲)
[۷] اسد الغابة (ت ٤٨٣) تجرید (۵۵/۱) [۸] اسد الغابة (۲۳۳/۱)

عبد بن عمرو جبلہ نے کہا: ہمارا ایک بت تھا جس کا نام عیر تھا لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے۔ ہم اس کے پاس رو رہے تھے تو میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی: ''بکر بن جبلہ! کیا تم لوگ محمد (ﷺ) کو جانتے ہو؟'' [1] پھر حدیث ذکر کی۔ اسی میں ان کے اسلام لانے کا قصہ ہے۔ ایسا ہی ابن مندہ نے مختصر ذکر کیا ہے۔ مرزبانی نے ان کے قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان کے اشعار بھی پیش کیے۔ ایک شعر یہ ہے:

''جب رسول اللہ ﷺ ہدایت لائے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا، پھر میں اللہ پر ایمان لے آیا حالانکہ پہلے میں اللہ کا منکر تھا''۔

ان کے بھائی سعید بن ابرش کلبی کی اولاد سے بنی مروان کی حکومت کا مشہور امیر ہے، اس کا نام سعید بن ولید بن عبد عمرو بن جبلہ ہے۔

۷۲۳ بکر بن الحارث الانصاری [2]

ابوالمنقعہ، انھیں ابومنقیعہ بھی کہا جاتا ہے۔ ترمذی اور ابن شاہین نے انھیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابوبکر بن عیسیٰ بغدادی حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن مخزومی سے ابومنقعہ کا نام پوچھا، فرمایا: مجھے جابر بن نمر بن حبیب اور انس بن خالد نے بتایا کہ ابومنقعہ کا نام بکر بن حارث تھا وہ صحابیٔ رسول تھے۔ اور ایک نسخہ میں بکر بن حباب ہے، فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابوعبدالسمیع ہے، ابن الدباغ، ابن الامین اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کر کے ان کا نام بکر بن حارث لیا ہے۔ پھر کلیب بن منقعہ کی سند سے بحوالہ ان کے دادا، ان کی حدیث نقل کی ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں کس سے نیکی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی والدہ سے''۔ [3] (حدیث)

۷۲۴ بکر بن حارثہ الجہنی [4]

دولابی نے ان کا ذکر کیا اور حسن بن بشر کی سند سے بحوالہ ان کے والد بشر بن مالک، ان کے والد مالک بن ناقد، ان کے والد ناقد بن مالک الجہنی سے وہ فرماتے ہیں: مجھے بکر بن حارثہ جہنی نے بتایا کہ میں ایک مہم میں تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا، ہماری اور مشرکین کی جنگ ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''کسی مومن کے لیے کسی مومن کو قتل کرنے کی گنجائش نہیں، ہاں غلطی سے ہو جائے تو وہ اور بات ہے''۔ (سورۃ النساء: ۹۲)

کے نازل ہونے کے بارے حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے نزدیک کر لیا۔

یہ روایت ابن مندہ اور معمری نے اسحاق بن ابراہیم رملی سے بحوالہ حسن بن بشر اسی سند کو بکر بن حارثہ جہنی تک پہنچاتے ہوئے نقل کی ہے کہ ان کی مشرکین سے جنگ ہوئی، رسول اللہ ﷺ مجھ سے فرمانے لگے: ''بکر! آج تمہاری کیا کارگزاری ہے؟'' [5] میں نے عرض کیا: میں نے نیزے کے ذریعہ ان سے اچھی طرح مڈبھیڑ کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے میرا نام ''بربیر'' رکھ دیا۔ ''حارث بن

---

[1] اسد الغابة (۲۳۳/۱) [2] اسد الغابة (ت ٤٨٤) تجريد (٥٥/١) [3] السنن الكبرى (١٧٩/٤)

[4] اسد الغابة (ت ٤٨٥) تجريد (٥٥/١) [5] كنز العمال (٣٦٨٧١)

یزید" کے سوانح میں آ رہا ہے کہ اس آیت کا شانِ نزول ان کا وہ قصہ ہے جو عیاش بن ابی ربیعہ کے ساتھ پیش آیا۔

۷۲۵ بکر بن حبیب الحنفی [1]

ابونعیم [1] نے ان کا ذکر کیا کہ ان کا نام بربر تھا۔ آپ ﷺ نے بکر نام رکھ دیا۔ ابوموسیٰ [1] نے ان کا استدراک کیا ہے۔ طبرانی نے ان کے سوانح ذکر کیے لیکن کوئی حدیث پیش نہیں کی۔

۷۲۶ (ز) بکر بن حذلم الاسدی

حافظ ابن عساکر ان کے بیٹے عبداللہ بن بکر حذلم کے حالات میں فرماتے ہیں: لوگ کہتے ہیں ان کے والد صحابی ہیں۔

۷۲۷ بکر بن شداح اللیثی

انہیں بکیر بھی کہا جاتا ہے۔ اشعث کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ ابن مندہ نے ابوبکر ہذلی کی سند سے بحوالہ عبدالملک بن یعلی لیثی نقل کیا ہے کہ بکر بن شداخ لیثی (بچپن میں) نبی ﷺ کے خدام میں سے تھے۔ جب وہ بالغ ہوئے تو نبی ﷺ کو آگاہ [2] کیا، آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

ہشام کلبی نے یہ قصہ کتاب النسب میں ذکر کیا ہے، لیکن بکیر بن شداد بن عامر بن ملوح بن یعمر کہا، وہی شداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث لیثی ہیں۔ پھر مذکورہ قصہ ذکر کیا۔ اس کے بعد کہا وہ اسی "اطلال" کے سوار تھے، جو شماخ نے اپنے اشعار میں مراد لیا ہے۔

موقان میں، مَیں اس لشکر سے غائب رہا جس نے بکیر بن شداخ بن فارس اطلال کی بات مان لی۔

اطلال ان کے گھوڑے کا نام ہے جن کا ان کے ساتھ قصہ ہے جسے سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کی قوم کا امیر بنایا جب وہ عراق میں داخل ہوئی۔ جب لوگوں نے دجلہ میں گھسنا چاہا تو لوگ پانی سے دہشت زدہ ہو کر رُک گئے۔ بکیر نے کہا: "اطلال کود!" اس نے کہا: "کودنا ہے اور سورۃ البقرہ پڑھو"۔ بکر کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کئی واقعات ہیں جنہیں سیف وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ بعض میں انہوں نے بکر بن عبداللہ کہا ہے، اس لیے یہ احتمال ہے کہ بکر بن عبداللہ لیثی دوسرے ہوں بظاہر وہ ہذلی ہیں وہ اپنے جدِ اعلیٰ کی طرف منسوب ہو گئے۔ جو شداخ ہیں۔ ابن کلبی نسب میں انہی سے رجوع کرتے انہی نے موقان فتح کیا جس کی طرف انہیں سراقہ بن عمرو نے روانہ کیا تھا۔

۷۲۸ بکر بن عبداللہ [5]

بن ربیع الانصاری۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور اسمٰعیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ سلیم بن عمرو انصاری، بکر بن عبداللہ بن ربیع انصاری سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی اولاد کو تیراکی اور تیر اندازی سکھاؤ"۔ [5] (حدیث)

---

[1] اسد الغابة (٤٨٦) تجريد (٥٥/١) [1] معرفة الصحابة (١٤٢/٣٠)

[2] اسد الغابة (٢٣٤/١) جامع المسانيد والسنن (٣١٧/٢) [2] جامع المسانيد (٣١٨/٢)

[5] اسد الغابة (٤٨٨) تجريد (٥٦/١) [5] كنز العمال (٤٥٣٤٢) كشف الخفاء (٨٨/٢) الدر المنثور (١٩٤/٣)

اور اسمٰعیل اپنے شہر کے علاوہ سے روایت لینے میں ضعیف قرار دیے جاتے ہیں اور یہاں یہی صورت حال ہے۔ نیز ان کے شیخ غیر معروف ہیں اور بکر نے یہ ذکر بھی نہیں کیا کہ انہوں نے آپ علیہ السلام سے سنا ہے اس لیے مجھے خدشہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

۷۲۹ بکر بن مبشر [1]

بن جبر انصاری اوسی۔ ابو حاتم [2] فرماتے ہیں: یہ صحابی نہیں۔ ایسا ہی ابن حبان [3] کا قول ہے، البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ اہل مدینہ [4] میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ابن السکن نے فرمایا: صحیح سند سے ان کی ایک ہی حدیث ہے۔ حاکم نے اپنی مستدرک [5] میں، ابوداؤد [6] اور بخاری [7] نے اپنی تاریخ میں، باوردی نے نقل کیا ہے ابن قطان نے کہا کہ ان سے صرف اسحاق بن سالم نے روایت لی ہے اور اسحاق غیر معروف ہیں۔

۷۳۰ بکیر

تصغیر ہے۔ ابن شداد جو ابن شداخ سے مشہور ہیں پہلے گزر چکا ہے۔

باب الباء جس کے بعد لام ہے

۷۳۱ (ز) بلال بن اُحیحه

بن الجلاح انصاری الخزرجی۔ عدوی نے انساب میں ان کا ذکر کر کے کہا: وہ اور ان کا بیٹا جلیل صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۷۳۲ بلال بن بلیل

بن احیحہ بن الجلاح۔ بعض کا قول ہے کہ یہ ابولیلیٰ کا نام ہے جن کا تذکرہ کنیتوں میں آئے گا۔ ان کا نسب صرف ابن دباغ کی سند تجرید میں ہے۔

۷۳۳ بلال بن حارث [8]

بن عصم بن سعید بن قرہ بن خلاوہ (خا نقطے والی جس پر زبر ہے) بن ثعلبہ بن ثور ابو عبدالرحمٰن المزنی، اہل مدینہ سے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عقیق کی زمین عطا کی۔ فتح مکہ کے روز مزینہ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ مدینہ سے باہر رہتے تھے بعد میں بصرہ منتقل ہو گئے۔ [9] ان کی احادیث سنن میں ملتی ہیں، صحیح ابن حبان اور ابن خزیمہ میں بھی مروی ہیں۔ مدائنی وغیرہ کا قول ہے: ۶۰ھ میں بعمر اسی (۸۰) سال فوت ہوئے۔

---

[1] اسد الغابة (٤٨٩) الاستيعاب (٢١٣) تجريد (٥٦/١) [2] الجرح والتعديل (٣٩٢/٢) [3] الثقات (١٠٣/٦)

[4] جامع المسانيد (٣٢١/٢) [5] المستدرك (٢٩٦/١)

[6] ابوداؤد كتاب الصلاة باب اذا لم يخرج الامام للعيد في يومه يخرج من الغد (١١٥٨)

[7] التاريخ الكبير (٩٤/٢) [8] اسد الغابة (٤٩١) الاستيعاب (٢١٦) [9] جامع المسانيد والسنن (٣٣١/٢) اسد الغابة (٢٣٦/١)

۶۳۴ بلال بن حارث

بن بجیر، از بنی مرّہ، ابن شاہین نے بلال بن حارث مزنی جوان کے علاوہ ہیں، کے سوانح میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ہمیں عمر بن حسن نے بحوالہ منذر حسین بن محمد، ابوعبدالرحمٰن، یحییٰ بن عطیہ، وہ اپنے والد اور سمیع بن یزید سے وہ اپنے والد سے وہ بنی شقرہ کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: بلال بن حارث بن بجیرہ "یکے از بنی مرّہ" آئے۔ وہ مددگاروں سے تھے۔ آپ نے انہیں زمین کا حصہ دیا۔

۶۳۵ بلال بن رباح الحبشی [1]

مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، بلال بن حمامہ، جو اُن کے والد ہیں۔ مشرکین آپ کو توحید کی وجہ سے اذیت پہنچاتے تھے اس لیے حضرت ابوبکر الصدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کر رہ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اذان دینے پر مقرر ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ تمام واقعات میں شریک رہے۔ آپ نے ان میں اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بلال جہاد کے سلسلہ میں چلے گئے اور شام میں فوت ہوئے۔ ابونعیم [2] فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانچی بھی تھے۔ ابواسحاق جوزجانی اپنی تاریخ میں منصور کی سند سے بحوالہ مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب نے مشرکین کی حسب منشا بات کہہ دی سوائے بلال کے۔ ان کے بے شمار فضائل ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: وہ بنی جمح کے کسی فرد کی اولاد تھے۔ ان کی والدہ حمامہ تھیں۔ دوپہر تپتی تو امیہ بن خلف انہیں باہر لا کر پیٹھ کے بل گراتا اور مکہ کی ریت پر ان کے سینہ پر مضبوط چٹان نما پتھر رکھنے کا حکم دیا کرتا۔ اور یہ بکتا: یا تو یہ اسی عالم میں جان دے دے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کر دے۔ لیکن وہ (بلال) اس وقت بھی اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے اپنے سیاہ فام مضبوط اندام غلام کے عوض انہیں امیہ سے خرید لیا۔ امام بخاری [3] فرماتے ہیں: ان کا انتقال بعہد فاروقی شام میں ہوا۔ ابن بکیر کا قول ہے کہ وہ عمواس کے طاعون میں فوت ہوئے۔ عمرو بن علی نے کہا: ۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ ابن زبیر فرماتے ہیں: وہ داریا میں فوت ہوئے۔ ابن مندہ کی "معرفۃ الصحابہ" میں ہے کہ وہ حلب میں دفن ہوئے۔ [4]

۶۳۶ بلال بن سعد

ابن حزم نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جن کی روایات بقی بن مخلد نے نقل کی ہیں۔ مناسب ہے کہ اس کی سند دیکھ لی جائے اس لیے کہ مجھے خدشہ ہے وہ بلال بن سعد تابعی نہ ہوں جو شامی سے شہرت رکھتے ہیں۔

۶۳۷ بلال بن مالک مزنی [5]

ابوعمر نے ان کا تذکرہ کیا [6] کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ۵ھ میں بنی کنانہ کی جانب روانہ کیا تو لوگوں نے انہیں جتا دیا، جن میں صرف ایک گھوڑا حاصل ہوا۔ میں کہتا ہوں: لکھ دینا چاہیے ایسا نہ ہو وہ بلال بن حارث ہوں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

۶۳۸ بلال انصاری [7]

ابوعمر نے کہا: ان کا نسب بیان نہیں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمان کا والی بنایا پھر (کسی بنا پر) معزول کر دیا۔ اور اس علاقہ کو عثمان بن ابی العاص کی ولایت میں شامل کر دیا، فرماتے ہیں: ان کا یہ واقعہ مشہور ہے۔

---

[1] اسد الغابة (ت ٤٩٣) الاستيعاب (٢١٤) [2] معرفة الصحابة (٥٠/٣) [3] التاريخ الكبير (١٠٦/٢) [4] جامع المسانيد (٣٣٩/٢)

[5] اسد الغابة (٤٩٤) الاستيعاب (٢١٥) [6] الاستيعاب (٢٦١/١) [7] اسد الغابة (ت ٤٩٦) الاستيعاب (ت ٢١٧)

۷۳۹ (ز) بلال الفزاری

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ''اسلام کا آغاز اجنبیت میں ہوا''۔ [1] فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: ان کا حال نامعلوم ہے۔

۷۴۰ بَلْز [2]

انہیں برز بھی کہا جاتا ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے یہ ابوالعشراء کا نام ہے۔

۷۴۱ (ز) بَلْعام

مکہ کے ایک لوہار تھے۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور ابن مردویہ نے مسلم بن کیسان اعور (جو ضعیف راوی ہے) کی سند سے بحوالہ مجاہد، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لوہار کو سکھاتے تھے، اس کی زبان عربی نہ تھی۔ مشرکین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے پاس آنا جانا رہتا ہے، کہنے لگے: یہ تو بلعام سے سیکھتے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''یہ اپنے خیال سے کہے دیتے ہیں کہ اسے ایک انسان سکھاتا ہے، جس زبان کی طرف ان کا اشارہ ہے وہ عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے''۔ [3]

حضرمی کے غلام کے سوانح میں اس کا کچھ تذکرہ آئے گا۔ ابن ابی حاتم نے اسے سدی کی سند سے روایت کیا تو کہا: جب وہ دیکھتے کہ آپ بنی حضرمی کے ابوالیسر نامی غلامی کے پاس آئے ہیں جو عیسائی تھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جو اسی مفہوم کا ہے۔ پہلے کے برعکس کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جس سے اس کے مسلمان ہونے کا پتہ چلے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف جیم کے لفظ جبر میں ان کے نام میں اختلاف کا بیان آئے گا۔

۷۴۲ (ز) بلقوم الرومی النجّار

جس نے بعثت سے پہلے قریش کے کہنے پر کعبہ تعمیر کیا۔ ابن شہاب نے قریش کے تعمیر کعبہ کے قصہ میں ان کا نام لیا ہے۔ جسے عمر بن شبہ نے کتاب مکہ میں ابراہیم بن منذر، بحوالہ ابن وہب، یونس سے وہ ان (ابن شہاب) سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ اسلام لایا تھا۔ لیکن جس بڑھئی نے منبر بنایا تھا اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہی شخص ہے جس نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس روایت میں اس کا نام باقوم (لام کی جگہ الف سے) ہے جس کا ذکر اس حرف کی ابتداء میں گزر چکا ہے۔ فاللہ اعلم

۷۴۳ (ز) بليع بن مخشی

مرزبانی نے معجم الشعراء کے حرف با میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اشعار ذکر کیے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے وہ صحابی ہیں

---

[1] مسلم كتاب الايمان باب بدأ الاسلام غريبا و سيعود كما بدأ (۳۷۰)
ابن ماجه كتاب الفتن باب بدأ الاسلام غريبا (۳۹۸۶) كنز العمال (۱۲۰۱)

[2] اسد الغابة (۴۹۷) تجريد (۱/۵٦) [3] النحل (۱۰۳)

جن میں سے دو یہ شعر ہیں:

''ہم نے اپنی تلواروں سے نبی ﷺ کی مدد کی۔ ہم لوگ مکہ میں بشارتیں لیتے تھے اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کے حکم سے (ہم نے ایسا کیا) جن کے حکم کے سامنے کسی کا حکم نہیں چلتا''۔

۷۴۴ (ز) بلیع الارض ''زمین کے نگلے ہوئے''

خبیب بن عدی انصاری۔ خاء میں ذکر آئے گا۔

۷۴۵ بُلَیْل (تصغیر ہے)

ابن بلال بن احیحہ [1] بعض بلال بن بلیل انصاری کہتے ہیں۔ ابولیلیٰ جو عبدالرحمٰن کے والد ہیں ان کے بھائی۔ خلیفہ نے کوفہ میں فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور عدوی کا قول ہے وہ اور ان کے بھائی عمران، احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ بعض کہتے ہیں: یہ ابولیلیٰ کا نام ہے۔ ابن کلبی نے جس پر بھروسہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ابولیلیٰ کا نام داؤد ہے، بعض بلال بن بلیل اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد نون ہے

۷۴۶ بنّة الجهنیّ [2] (با کے بعد نون مشدد زبر والا)

ان کی حدیث ابن لہیعہ ابوزبیر کے حوالہ سے بواسطہ جابر ننگی تلوار پکڑنے کی ممانعت کے بارے میں ان سے روایت کرتے ہیں۔ [3] بغوی نے کہا: مجھے ان کی یہی روایت معلوم ہے جسے ابن لہیعہ ہی بیان کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: رشدین بن سعد نے ان کی متابعت کی اور اسے ابوعمر تجیبی اور ابن لہیعہ دونوں کے واسطہ سے ابوالزبیر سے نقل کیا ہے۔ ابونعیم [4] نے اسے نقل کیا ہے۔ جبکہ حماد بن سلمہ نے ان کی مخالفت کی اور اسناد میں بنّہ کا ذکر نہیں کیا۔ ان کا نام ضبط کرنے میں علماء کا اختلاف ہے اکثر نے با سے ذکر کیا ہے۔ ابن السکن آخری حرف یا میں با کی جگہ نقل کرتے ہیں یعنی ینّہ میں۔ جبکہ عباس دوری نے ابن معین کے حوالہ سے نُبَیْہ یعنی نون پھر با سے تصغیر کہا ہے یہ روایت ابن وہب کی ہے۔ واللہ اعلم

باب الباء جس کے بعد ھا ہے

۷۴۷ بهزاد ابومالك [5]

عبدان مروزی کے حوالہ سے ابوموسیٰ نے ان کا یہی عنوان دیا ہے۔ پھر مسلم بن عبدالرحمٰن کی سند سے بحوالہ یوسف بن مالک

---

[1] اسد الغابة (٤٩٨) [2] اسد الغابة (٤٩٩) الاستیعاب (٢٢٤) تجريد (٥٧/١)

[3] مزسند احمد (٣٤٧/٣) المعجم الكبير (١١٩٠/٢) معرفة الصحابة (١٨٥/٣) مجمع الزوائد (٢٩١/٣) جامع المسانيد (٣٢٣/٢)

[4] معرفة الصحابة (١٨٥/٣) [5] اسد الغابة (٥٠١) تجريد (٥٧/١)

بن بہزادان کے دادا سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کے دوران فرمایا: ''لوگو! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں میرا خیال رکھنا''۔[1] (حدیث) عبدان فرماتے ہیں ان کی شہرت صرف اسی حدیث سے ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں جعفر بن عبدالواحد ہاشمی ہے جس پر جھوٹ کی تہمت ہے۔ ابن قانع نے بھی اسے نقل کیا تو کہا: بھزاد پھر اسی سند سے جس سے عبدان نے روایت بیان کی یہ روایت نقل کی: یوسف بن ماھک ھاء سے، ایسا ہی میں نے حافظ خطیب کے قلم سے تحریر کردہ پڑھا ہے۔ اور ابوموسیٰ کے ہاں سند میں یوسف بن ماھک ھاء سے اور عنوان میں مالک لام سے ہے۔

۷۴۸ بهز القشيري[2]

انہیں بہزی بھی کہا جاتا ہے بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ثبیت۔ جو ثا، با آخر میں تاء سے تصغیر ہے۔ ابن کثیر حمصی کی سند سے بحوالہ یحییٰ بن سعید بن المسیب، بہز سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عرض (دانتوں کی چوڑائی) پر مسواک کیا کرتے تھے۔[2] بغوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ بہز نے اس کے علاوہ کوئی روایت کی ہو۔ یہ روایت بھی منکر (ثقات کے خلاف) ہے۔ ابن مندہ کا کہنا ہے: اسے عباد بن یوسف نے ثبیت سے روایت کیا فرماتے ہیں: بہز کی بجائے قشیری سے مروی ہے۔ اور مخیس بن تمیم نے بہز بن حکیم بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے نقل کیا ہے۔ (ابن مندہ) کہتے ہیں: یہ روایت سعید بن المسیب نے بہز بن حکیم سے سنی ہے۔ اور راوی نے اسے مرسل بیان کر دیا۔ اس سے بعض لوگوں نے انہیں صحابی سمجھ لیا۔

میں کہتا ہوں: کہ ابن مندہ نے کہا: کہ سلیمان بن سلمہ جنائزی نے اسے یمان بن عدی سے بحوالہ ثبیت، یحییٰ بن سعید، معاویہ قشیری سے نقل کیا ہے۔ اس بنا پر ہوسکتا ہے کہ سعید نے بہز بن حکیم کے دادا سے یہ روایت سنی ہو تو کبھی انہوں نے عن بہز کہا ہو اور کسی راوی نے جد کا لفظ ساقط کر دیا ہو۔ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ ابن عبدالبر نے کہا: اس کی سند مضطرب ہے درست نہیں۔

۷۴۹ بُهْلُول بن ذُوَيب النّباش[3]

ایک بے ثبوت حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں وہ روایت غیر متصل سند سے محمد بن زیاد بحوالہ ابوہریرہ منقول ہے فرمایا: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے عرض کیا: دروازے پر ایک نوجوان پڑا ہے جو اپنی جوانی پر اشک بہا رہا ہے، اجازت طلب کرتا ہے اجازت ملی اندر آیا، آپ نے فرمایا: بھئی کیوں روتے ہو؟[4] عرض کیا: مجھ سے ایسے گناہ سرزد ہو گئے ہیں کہ اگر کسی ایک میں میری پکڑ ہوگئی تو ہمیشہ کے لئے جہنم مقدر ہوگا۔ پھر اس کے اعتراف میں حدیث ذکر کی کہ وہ قبروں سے کفن چراتا تھا۔ اسی میں ہے، وہ پکار کر کہنے لگا: اے میرے سردار! میرے آقا! یہ بہلول بن ذویب گلے میں طوق، ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈالے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے حاضر ہے، راوی کا بیان ہے پھر انہوں نے تقریباً دو ورقوں کی حدیث نقل کی۔

میں کہتا ہوں: اس روایت پر بعض حفاظِ حدیث نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے لیکن ابوموسیٰ نے ذکر کیا کہ ابوشیخ نے

---

[1] جامع المسانيد (٣٢٦/٢) [1] اسد الغابة (٥٠٠) الاستيعاب (٢٢٧)

[2] المعجم الكبير (١٢٤٢/٢) معرفة الصحابة (١٨٠/٣) جامع المسانيد (٣٢٤/٢)

[3] اسد الغابة (٥٠٢) [4] كنز العمال (١٧٤٦٣)

اسحاق بن ابراہیم سے بحوالہ سلمہ بن شبیب عبدالرزاق سے وہ معمر سے انہوں نے زہری سے اسی مفہوم کی روایت مرسل نقل کی ہے اور اس شخص کا نام نہیں لیا۔ اور ابوسعد نیشاپوری نے ''الاسباب الداعیۃ الی التوبہ'' نامی کتاب میں ذکر کی ہے۔

۷۵۰ بُهَیر ✿ (تصغیر آخر میں را ہے)

ابوالہیثم انصاری حارثی، ابن اسحاق نے ''عقبہ'' میں موجود لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے ایسا ہی ابوالاسود نے عروہ سے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ اُحد میں شریک تھے، یونہی طبری نے ذکر کیا کہ اس کے شروع میں نون ہے یعنی نہیر ہے۔

۷۵۱ بهیس بن سلمی تمیمی ✿

فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کا صرف وہ مال لینا جائز ہے جو اسے اپنی خوشدلی سے دے''۔ ✿ ایسا ہی ابوعمر نے مختصر ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد واؤ ہے

۷۵۲ بَوْلا ✿ (بے نسبت)

عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور خطاب بن محمد بن بولی کی سند سے بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گرم کھانے (پینے کے استعمال) سے بچو!'' ✿ (حدیث) اس کی سند مجہول ہے۔ ایسا ہی ابوموسیٰ نے با میں ذکر کیا ہے۔ عبدالغنی بن سعید نے کتاب ''المؤتلف'' میں نقل کیا فرماتے ہیں: یہ نام تا سے ہے ایسا ہی میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے۔ البتہ المشتبہ میں مجھے یہ نام نہیں ملا۔ اس میں صرف عبداللہ بن تولی، عثمان سے اور ان سے ابوحازم روایت کرتے ہیں۔ ابن قانع نے اس میں لفظی غلطی کرتے ہوئے ''صحابہ'' میں لکھا ہے ''بَوْلا'' عبداللہ کے والد ہیں۔ پھر عبدالعزیز بن ابی حازم کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن بولی، اُن کے والد سے جو صحابی رسول ہیں فرماتے ہیں: نبی ﷺ سرخ پہاڑ کے پاس آئے جہاں آپ نے ایک مردہ بکری دیکھی اس کی بدبو کی وجہ سے ہم نے اپنی ناکیں بند کرلیں۔ (حدیث) اس میں ہے:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی وہی قدر و منزلت ہے جو اس بکری کی اس کے مالکوں کے ہاں ہے''۔ ✿

ابوقانع نے اسے ''با'' میں نقل کیا جو غلط لکھ دیا اور اس کی سند میں ٹھوکر کھائی، درست سند یوں ہے عبدالعزیز بن ابی حازم سے وہ اپنے والد سے وہ عبداللہ بن تولی سے، اس میں ان کے والد سے کے الفاظ نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

✿ اسدالغابۃ (۵۰۳) الاستیعاب (۲۲۳) تجرید (۵۷/۱) ✿ اسدالغابۃ (۵۰٤) الاستیعاب (۲۳۳) تجرید (۵۷/۱)

✿ السنن الکبریٰ (۱۰۰/٦) سنن دارقطنی (۲٦/۳) کنزالعمال (۳۹۷) جامع المسانید (۳۲۷/۲)

✿ اسدالغابۃ (۵۰۵) تجرید (۵۷/۱)

✿ جمع الجوامع (۹۳٤۵) کنزالعمال (٤۰۷۱۳) جامع المسانید (۳۲۸/۲)

✿ ابن ماجہ کتاب الزھد باب مثل الدنیا (حدیث ٤۱۱۱) الدرالمنثور (۲۳۸/۳) تھذیب تاریخ دمشق (۳۸۵/۵)

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

۷۵۳ بَیْحَرہ [1] (حائے مفتوحہ جس سے پہلے یائے ساکن ہے)

ابن عامر، ابن حبان [2] نے ''صحابہ'' میں لکھا ہے: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اور ابن السکن کا قول ہے: وہ صحابی ہیں جن کی ایک حدیث ہے۔ میں کہتا ہوں: انہوں نے اور طبرانی وغیرہ نے منذر عصری کی سند سے روایت کیا کہ انہوں نے بیحرہ بن عامر کو فرماتے سنا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا اور آپ سے نماز مغرب کی معافی کی درخواست کی آپ سے کہا کہ ہم لوگ اونٹنیوں کا دودھ دوہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ تم لوگ اونٹنیاں بھی دوہو گے اور نماز بھی پڑھو گے۔'' [3]

ابونعیم [4] فرماتے ہیں: رمال بن منذر سے بحوالہ ان کے والد یحییٰ بن راشد اس روایت میں متفرد ہے۔ میں کہتا ہوں: یحییٰ ضعیف ہے۔ ابوعمر نے ان کا نام بحراۃ غلط لکھا ہے شاید انہوں نے ایسا اپنے حافظے سے کام لیا ہے جبکہ میں نے ابن السکن کی کتاب کے نسخہ میں ایسا ہی لکھا دیکھا ہے جیسا میں نے نقل کیا۔ ابن مندہ نے یہ نقل کیا ہے کہ انہیں بحرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور فرمایا: ان کا شمار بصرہ کے دیہاتی لوگوں میں ہے۔ پھر میرے خیال میں ان کا تعلق عبدالقیس سے ہے رہا ان کا نام بیحرہ بن فراس بن عبداللہ بن سلمہ بن کعب بن قشیر قشیری تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کو کچی چھوکر کدوایا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر لعنت کی، وہ ان کے علاوہ اور شخص ہے، میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کا صحابہ میں ذکر کیا ہے بظاہر وہ شخص مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس کی یہ بات ان شاء اللہ تعالیٰ ضباعہ کے سوانح میں آ رہی ہے۔ جو کتاب نساء میں ہے۔ بعد میں میں نے ابن السکن کی کتاب میں عنوان والی شخصیت کے بارے میں دیکھا کہ وہ ازدی ہیں۔

قسم ثانی از حرف باء

ان حضرات کا ذکر جنہیں دیدارِ نبوی ﷺ حاصل ہے

باب الباء جس کے بعد شین ہے

۷۵۴ بشیر بن ابی مسعود انصاری البدری

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوداؤد طیالسی کی سند سے بحوالہ ایوب بن عتبہ، ابن حزم انصاری سے انہیں عروہ نے بحوالہ ابومسعود یا بشیر بن ابی مسعود بتایا ان دونوں نے نبی ﷺ کا دور دیکھا ہے پھر نماز کے اوقات [5] کی حدیث روایت کی۔ ایسا ہی یہ روایت علی بن عبدالعزیز نے اپنی مسند میں احمد بن یونس، بحوالہ ایوب بن عتبہ نقل کی اس میں فرماتے ہیں: ''وہ دونوں نبی ﷺ کے

---

[1] اسد الغابة (۵۰۷) تجريد (۵۷/۱) [2] الثقات (۳۷/۳) [3] المعجم الكبير (۱۲٤۰)

[4] معرفة الصحابة (۱۸۱/۳) [5] جامع المسانيد (۲۹۹/۲) كنز العمال (۲۸۸۰۷)

صحابی ہیں'' جو ایوب بن عتبہ کا خلط ملط ہے یہ روایت تو عروہ نے بشیر بن ابی مسعود سے، بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں درج ہے۔ اور ابن مندہ نے سعید بن عبدالعزیز کی سند سے، بحوالہ ابن حلبس، بشیر بن ابی مسعود۔ جو صحابی ہیں سے روایت کیا ہے۔ اور مسعر کی سند سے، بحوالہ ثابت بن عبید روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے بشیر بن ابی مسعود کو دیکھا جو صحابیٔ رسول تھے۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں سندوں میں احتمال ہے کہ ضمیر ابو مسعود کی طرف لوٹ رہی ہو۔ ادھر ہم نے فوائد ابوالعباس اصم کے جزء ثالث میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم سے ابوعتبہ نے بحوالہ بقیہ، انہوں سعید بن عبدالعزیز سے، بحوالہ ابن حلبس، فرماتے ہیں: بشیر بن ابی مسعود نے فرمایا: اور وہ صحابیٔ رسول ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جماعت کے ساتھ رہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ امت محمد ﷺ کو گمراہی پر جمع نہیں کرنے والا'' یہ حدیث موقوف ہے۔ اور اگر یہ محفوظ ہے تو بشیر لازماً صحابی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان سے ''عن ابیہ'' کا لفظ رہ گیا۔ اس لیے کہ یہ کلام ابو مسعود کے قول سے محفوظ ہے جسے حاکم [1] وغیرہ نے مختلف طرق سے ان کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور بشیر کے بارے میں بخاری، [2] عجلی، [3] مسلم اور ابوحاتم وغیرہ نے یقین کیا کہ وہ تابعی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں: وہ حیات نبی ﷺ میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں: نہیں بلکہ بعد میں پیدا ہوئے۔ یہ قول ابن خلفون نے ذکر کیا ہے ابن عبدالبر نے ''تمہید'' میں اس پر بھروسا کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے۔

۷۵۵ بشير بن فديك [4]

کنیت ابوصالح تھی۔ ابن السکن فرماتے ہیں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صحابی ہیں جبکہ صحابی تو ان کے والد ہیں۔ ابن مندہ کہتے ہیں انہیں دیدار نبوی ﷺ اور ان کے والد کو صحبت رسول ﷺ حاصل ہے۔ ابن حبان [5] نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور فرمایا: وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، ان کی حدیث ان کے بیٹے سے ملتی ہے۔ بغوی کا قول ہے کہ مجھے فدیک بن سلیمان کے ذریعہ بحوالہ اوزاعی، انہیں بحوالہ صالح بن بشیر بن فدیک، زہری کے ذریعہ یہ بات پہنچی کہ ان کے والد نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جس نے ہجرت نہیں کی وہ تو ہلاک ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز قائم کیا کرو''۔ [6]

باوردی نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے لیکن انہیں وہم ہو گیا۔ جبکہ بغوی اور ابن حبان نے یہ روایت زبیدی کے طریق سے بحوالہ زہری، صالح بن بشیر سے بحوالہ ان کے والد سے روایت کی ہے کہ فدیک نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اور ابن مندہ نے ایک دوسرے طریق سے بحوالہ زبیدی وہ صالح سے وہ اپنے والد سے فرمایا: فدیک آئے۔ معلوم ہوا ''ان کے والد سے'' پہلی روایت میں فدیک مراد ہیں۔ جو ان کے مجازی والد ہیں یعنی ان کے دادا ہیں۔ جس کسی نے بھی انہیں صحابہ میں ذکر کیا اس نے پہلی روایت کو دلیل بنایا اور زہری کے بارے میں زبیدی دوسروں سے زیادہ اثبت ومحتاط ہیں اور ان کی حدیث صحیح ہے۔ اگر ابن مندہ کا یہ اطمینان نہ ہوتا کہ وہ دیدار سے مشرف ہیں تو ان کے لیے چوتھی قسم زیادہ بہتر تھی۔

---

[1] المستدرك (٥٠٨/٤) [2] التاريخ الكبير (١٠٤/٢) [3] تاريخ الثقات (٨/٢) [4] اسد الغابة (٤٧٠) تجريد (٥٤/١)
[5] الثقات (٣٣/٣) [6] السنن الكبرى (١٧/٩) المعجم الكبير (٨٦٢/١٨) كنز العمال (٤٣٤٠١) المطالب العالية (٢٨٨٣) معرفة الصحابة (١١٥/٣) مجمع الزوائد (٢٥٥/٥)

قسم ثالث از حرف باء

ان حضرات کا ذکر جنہوں نے دورِ نبوی ﷺ پایا لیکن ملاقات نہ ہوسکی چاہے وہ آپ کی زندگی میں مسلمان ہوئے یا بعد میں

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۷۵۶ بابویہ الفارسی الکاتب

دلائل النبوت میں ابن ابی الدنیا لکھتے ہیں: ہمیں احمد بن محمد بن ایوب نے بحوالہ ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق سے نقل کر کے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کی طرف عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خط دے کر روانہ فرمایا، جس میں آپ اسے اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ (خط ملتے ہی) اس نے جب پڑھا، پڑھ کر پھاڑ دیا اور اپنے گورنر یمن باذان کو لکھا: کہ اس شخص (مراد نبی ﷺ) کی طرف دو مضبوط آدمی بھیجو جو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں تو باذان نے اپنے منتظم ''بابویہ'' کو بھیجا جو کاتب اور محاسب تھا۔ اور اس کے ساتھ فارسی آدمی جس کا نام ''خسرہ'' تھا، نبی ﷺ کی طرف بھیجا۔ یہ دونوں آ کر آپ سے کہیں: ہمارے ساتھ کسریٰ کے ہاں پیش ہوں اور ''بابویہ'' سے کہا اس شخص کا حال واحوال معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں طائف آئے۔ وہاں سے مدینہ پہنچے۔ بابویہ نے آپ سے گفتگو کی: سلطان کسریٰ نے شاہ باذان کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ وہ آپ کی طرف، آپ کو لے جانے کے لیے لوگ بھیجے۔ اگر آپ یہ بات تسلیم کرتے ہیں تو میں آپ کو ایک تحریر بنا دیتا ہوں جو آپ کو وہاں کام دے گی۔ اور اگر انکار کرتے ہیں تو وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا۔ شہروں کو برباد کر دے گا۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا: ابھی تم دونوں واپس (مسافر خانے میں) لوٹ جاؤ کل آنا۔ [1]

نبی ﷺ کے پاس وحی آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کا بیٹا مسلط کر دیا ہے جو اسے فلاں مہینے کی فلاں رات کی فلاں گھڑی میں قتل کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ان دونوں کو یہ اطلاع (بصورت پیش گوئی) دی۔ وہ دونوں بولے: ہم آپ کی یہ بات باذان کو لکھ بھیجتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے اور تم دونوں اس (باذان) سے کہہ دینا ''کہ اگر تم مسلمان ہو گئے تو میں تمہیں تمہاری بادشاہت پر برقرار رکھوں گا'' پھر خسرہ کو ایک ازار دیا جس میں سونا چاندی لگی تھی۔ یہ دونوں باذان کے پاس آئے اور اسے سارا واقعہ بتایا؟ وہ کہنے لگا: یہ کسی بادشاہ کا کلام نہیں، اگر اس کی بات برحق ہے تو وہ فرستادہ نبی ہے۔ اسی عالم میں اس کے پاس شیرویہ کا خط آ گیا جس میں وہ کسریٰ کے قتل ہونے کی اطلاع دے رہا تھا۔ اور اس کی جانب لوگوں سے فرمانبرداری قبول کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ جس شخص کے متعلق کسریٰ نے تمہیں لکھا ہے اس کے کام میں دخل نہ دینا۔

---

[1] دلائل النبوة (۲۳)

راوی کا بیان ہے کہ باذان مسلمان ہوگیا اور فارس کی وہ نوجوان نسل جو یمن میں تھی وہ بھی اسلام لے آئی۔ بابویہ نے باذان سے یہ بھی کہا تھا کہ اس سے بڑھ کر کوئی بھی بارعب نہ تھا۔ ابن ابی الدنیا نے علی بن جعد سے بحوالہ ابومعشر، سعید المقبری سے انتہائی مختصر نقل کیا جس میں خسرہ اور بابویہ کا نام نہیں لیا۔

۷۵۷ (ز) باب (دونوں باء ہیں)

بن ذی الجرۃ (جیم کے زیر سے) الحمیری مشہور شہسواروں سے تعلق رکھتے ہیں ۱۹ھ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فتح تستر میں شریک رہے۔ آپ نے انہیں چالیس آدمیوں کی نفری میں قلعۂ دستمولی کی طرف روانہ کیا، یہ رات کو وہاں آئے دیکھا پہرے دار نشے سے دھت ہیں اور قلعہ کا دروازہ کھلا پڑا ہے تو یہ ان پر پل پڑے انہیں قتل کر دیا۔ لوگوں کو خبر ہوگئی۔ قلعہ کا امیر ذوالرتاق باب بن ذی الجرہ سے الجھ گیا، باب نے اسے دبوچا کہ زمین پر پچھاڑے اس نے ان کی انگلی کاٹ کر چبا دی، لیکن انہوں نے پھر بھی نہ چھوڑا اور زمین پر گرا کر قتل کر دیا اور قلعہ میں جو کچھ تھا جمع کر لیا، مدائنی نے اس کا تذکرہ کیا ہے مزید تذکرہ عبدالرحمٰن نامی شخصیتوں میں آئے گا۔

۷۵۸ باذان الفارسی [1] (آخر میں نون بعض میم بھی کہتے ہیں)

وہ نوجوان جنہیں کسریٰ نے یمن بھیجا تھا وہ اپنے دور میں یمن کے حاکم تھے جب کسریٰ مر گیا تو باذان اسلام لائے اور اپنے اسلام کی اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی۔ آپ نے انہیں انہی کے علاقہ کا گورنر بنا دیا۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو ان کے بیٹے شہر بن باذان کو اپنے کسی کام پر مامور کر دیا۔ یہ بات ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی اور طبری [2] نے ذکر کی ہے۔ اور باوردی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حرف جیم میں جمیرہ کے دادا کے سوانح میں بھی ان کا تذکرہ آئے گا۔ تاریخ وسیر کی کتب میں ان کے حالات مذکور ہیں۔

ثعلبی فرماتے ہیں: وہ پہلے عجمی بادشاہ ہیں جو اسلام لائے۔ اور پہلے مسلمان ہیں جو یمن کے حاکم بنائے گئے فاکہی فرماتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن ابی طالب نے بحوالہ علی بن عاصم، داؤد نے وہ شعبی سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کو خط لکھا تو اس نے وہ خط پھاڑ دیا اور باذان کو پیام بھیجا کہ اس شخص سے کہو اپنی قوم کے دین پر ہی رہو اگر نہ مانے تو (نعوذ باللہ) اسے قتل کر دینا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے تو باذان یمن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلا تو عنسی کذاب نے ان کا پیچھا کیا اور قتل کر دیا۔ [3]

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۷۵۹ بجاد بن قیس

بن مسعود بن ذی الحدّین، زمانہ نبوی پایا ہے ان کے ایک مسعود نامی بیٹے ہیں جو کوفہ میں شرافت سے مشہور ہیں وہی سواریوں کی حفاظت کرتے تھے یہ سواریاں وہ اونٹ تھے جو کوفہ میں حجاج کے زمانہ میں تجارت کے لئے پالے جاتے تھے۔ جن پر شبیب بن عمرو بن کعب نے حملہ کر دیا۔ جن کا قصہ ابن کلبی نے ذکر کیا اور عمرو بن کعب کے حالات میں، اس کی طرف میں نے بھی اشارہ کر دیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (۳۵۹) [2] تاریخه (۱۳۳/۲) [3] اسد الغابة (۲۲۶/۱) طبری (۱۳۳/۲)

۶۶۰ بَجالہ بن عبدہ التمیمی العنبری

نبی ﷺ کا دور پایا ہے لیکن آپ کا دیدار نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وہ جزء بن معاویہ کے کاتب تھے۔ جس کا صحیح بخاری کے باب جزیہ میں ثبوت ہے لفظ بجالہ شروع کے زبر اور جیم مخفف ہے اور ان کے والد کا نام صحیح دو زبروں سے ہے۔

۶۶۱ بُجَر بن الحارث

بن امری القیس بن زہیر بن جناب کلبی ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے معمرین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایک سو سات سال زندہ رہے۔ وہی یہ اشعار کہتے ہیں، جو شخص ایک سو پچاس سال تک زندہ رہے وہ انتظار کرنے لگتا ہے اور آخر میں اس کی حیثیت پھینکے ہوئے ٹاٹ کی طرح ہوتی ہے۔ نہ اس سے کوئی مشورہ لیتا ہے اور نہ وہ کسی کو دیتا ہے۔ اور نہ چھوڑتا ہے۔ اس سے قریبی لوگوں سے گزر بسر کرنے والوں سے پوچھ کہ اس کی کتنی لمبی عمر تھی بری زندگی بڑھاپا ہے۔

۶۶۲ بُجَیر (جیم سے تصغیر ہے)

ابن الحصین الثعلبی بنی ناشب بن سبد بن رزام بن مازن بن ثعلبہ کے ایک فرد ہیں۔ ابو قاسم الآمدی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی شاعر ہیں اور جاہلیت کے شہسوار تھے۔

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۶۶۳ بحیر بن الحویرث

بن نقیر بن بجیر ابن عبد بن قعمی نے زمانہ نبوی پایا ہے: لیکن آپ سے روایت نہیں، البتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں یہ بلاذری کا قول ہے جو مغلطائی کے قلم سے ہے۔

۶۶۴ بحیر (شروع کا زبر اور حا کا زیر)

ابن ریسان (را کے زبر اس کے بعد یا ساکن پھر سین) الکلائی الیمانی، تحریراً اپنا اسلام لانا نبی ﷺ کے پاس بھیجا جو حارث بن عبد کلال کے سوانح میں آئے گا۔ بحیر کی مصر میں آل اولاد ہے جس کا تاریخ مصر میں ذکر ملتا ہے۔

باب الباء جس کے بعد دال ہے

۶۶۵ (ز) بدر بن عامر الهذلی

ابو الفرج اصبہانی نے ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی شاعر ہیں جو عہد فاروقی میں اسلام لائے وہ اور ان کے چچا زاد مصر میں فروکش ہوئے۔ اصبہان نے ان کے اشعار بھی درج کیے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۷۶۶ بُرْد بن حارثہ یشکُری

ذی قار جنگ جو عربوں اور فارسیوں میں ہوئی تھی اس میں ان کا ذکر ہے۔ جس میں عربوں کو کامیابی ہوئی، قصہ میں ہے کہ برد بن حارثہ یشکری نے اس دن ھامرز فارس کے امیر کو للکارا اور اسے قتل کر دیا، پھر برد مذکور نے مسیلمہ کذاب کو یمامہ میں قتل کیا اور ان کے بیٹے نے شبیب کو، اس وقت یہ دونوں مسلمان ہو چکے تھے۔

باب الباء جس کے بعد شین ہے

۷۶۷ (ز) بشار بن عدی

بن عمرو بن سوید الطائی ثم المعنی، جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا، وہی کہتے ہیں:

''میں نے اشعار چھوڑ دیئے اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنا لیا جس کا کوئی شریک نہیں۔ میں نے شراب اور شراب کی مجلس چھوڑ دی جب صبح کا منادی مرغ بلاتا ہے''۔

یہ اشعار رشاطی نے بحوالہ ابن درید نقل کیے ہیں۔

۷۶۸ بشر بن ربیعہ ❶

بن عمرو بن منارہ بن قُمَیْر بن عامر بن رابیہ بن مالک بن واہب بن جلیحہ بن اکلب بن ربیعہ بن عفرس بن خلف بن اقیل بن انمار خثعمی۔ ابن کلبی نے فرمایا: کوفہ میں انہوں نے اپنی زمین کا احاطہ بنایا وہاں ان کی حویلی ہے جسے کوفہ میں جبانہ بشر کہا جاتا ہے۔ قادسیہ میں شریک تھے وہی یہ اشعار کہتے ہیں: ''میں نے قادسیہ ❷ کے (شہر) دروازے پر اپنی اونٹنی بٹھا دی جبکہ سعد بن ابی وقاص میرے امیر تھے''۔ قسم اول میں بشر خثعمی کا تذکرہ ہو چکا ہے، انہیں غنوی بھی کہا جاتا ہے۔ بعض روایات میں جو بشر بن ربیعہ خثعمی لکھا ہے احتمال ہے کہ وہ یہی ہوں۔

۷۶۹ بُشر بن ربیعہ

بُشر بن ابی رہم جہنی یہی کوفہ میں جبانہ (نامی جگہ) والے ہیں۔ یہ لفظ با کے پیش اور شین کے سکون سے ''امیر'' نے قلمبند کیا ہے کہ وہ بُشر بن ابی رُھم ہیں جو یمامہ میں شریک تھے۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں جیسا میں نے آغاز میں کہا ہے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایک شہسوار تھے۔ جو معرکۂ قادسیہ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اشعار میں کہتے ہیں:

''اللہ آپ کو ہدایت پر قائم رکھے باب قدیس میں ہماری تلواروں کے ٹکراؤ اور دلوں کا دہل جانا یاد کیجئے۔ جب

---

❶ اسد الغابة (٤٣٧) الاستیعاب (١٨٧) ❷ اسد الغابة (٢١٧/١) الاستیعاب (٢٥٠/١)

ہم ایک جھتے کے مقابلہ سے فارغ ہوتے، پہاڑوں کی طرح چلتے چلتے دوسرے کے لیے آگے بڑھ جاتے"۔

نیز وہ کہتے ہیں: امیر المومنین کے پاس زائد انعامات ہیں، جبکہ "مثنی" کے پاس چاندی اور ریشم ہے۔

ابو عبیدہ نے یونس اور ابو الخطاب کے حوالہ سے نقل کیا ہے ان اشعار کا سبب یہ بنا کہ حضرت سعد نے غنیمت تقسیم کی تو کچھ مال بچ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے فرمایا: وہ بقیہ مال حفاظِ قرآن میں تقسیم کر دو۔ اتنے میں ان کے پاس عمرو بن معدی کرب آ گئے۔ آپ نے پوچھا: کتنی کتاب اللہ یاد ہے؟ انہوں نے کہا: جہاد میں مشغولی کی وجہ سے مجھے یاد کرنے کا موقع نہیں ملا۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے لئے اس میں کوئی نصیب وحصہ نہیں ہے۔ پھر بشر بن ربیعہ خثعمی آ گئے۔ ان سے بھی یہی پوچھا۔ انہوں نے کہا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔ تو انہیں کچھ نہ دیا۔ جس پر انہوں نے مذکورہ شعر کہا۔ اور عمرو نے دوسرے اشعار کہے۔ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق لکھا، فرمایا انہیں ان کی مصروفیت کی وجہ سے دے دو۔ تو ان دونوں کو دو دو ہزار دیئے۔

دعبل نے طبقات الشعراء میں لکھا ہے: بشر خثعمی، جبانہ والے وہی ہیں جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا، پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ بعد کے اشعار یہ ہیں: "وہ ایسی صبح تھی کہ کچھ لوگ یہ چاہتے تھے کہ کاش! ان کے پرندوں جیسے پر ہوتے تو وہ وہاں سے اڑ جاتے"۔

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خراج تقسیم کر دیا تو کچھ بچ گیا جس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے فرمایا: قرآن کے قاریوں میں بانٹ دو۔ انہوں نے یہی کیا۔ جب پچھلا سال تھا تو وہ سات تھے اور اب ستر۔ آپ نے انہیں لکھا کہ دشمن سے برسرپیکار اور جنگ والوں میں بانٹ دو۔ تو بشر خثعمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ اشعار لکھ بھیجے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد سے مکاتبت کی کہ وہ مال جنگی لوگوں میں تقسیم کرو اور اسے مقدم رکھنا، سو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

۷۷۰ بشر بن رُدَیح

یا ذریح بن حارث بن ربیعہ بن غنم بن عائذ ثعلبی، خلافت فاروقی کے دور میں جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے۔ اس وقت ان کے والد حیات تھے جو بے حد عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ یہ مرزبانی کا ذکر کردہ بیان ہے کہ بشر کو حتّات ان کے ان اشعار کی بنا پر کہا جاتا ہے:

"نوجوان بہادروں کا میدان جس میں مَیں تھا میں انہیں ہندوستانی لوہے کی مشرقی تلوار سے جھاڑ رہا تھا (جیسے پتے جھاڑے جاتے ہیں)"۔

۷۷۱ (ز) بشر بن شبر (شین کا زبر اور با کا سکون)

خطیب نے حسین رماس ہمدانی کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے مدائن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انیس (۱۹) شاگرد دیکھے جن میں سے بشر بن شبر بھی تھے۔

۷۷۲ (ز) بشر بن عامر بن مالك العامری

ابو عمر بن ابی براء۔ ملاعب الاسنہ (نیزوں سے کھیلنے والا) کے بیٹے، ان کے والد کا ذکر آ رہا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں (اس غم سے کہ ان کے بھتیجے عامر بن طفیل نے ان کا عہد توڑا تھا جس سے بئر معونہ کا واقعہ پیش آیا، شراب پی کر جان دے دی) فوت

ہوئے۔ اُن کے اس بیٹے نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے اور اتنا عرصہ زندہ رہے کہ مروان بن الحکم نے ان کی بیٹی سے شادی کر لی جس سے بشر بن مروان پیدا ہوئے، جو اپنے بھائی عبدالملک کی جانب سے کوفہ کے والی مقرر ہوئے۔ یہ بات مدائنی اور زبیر بن بکار وغیرہ نے ذکر کی ہے۔

۶۶۳ بشر بن عامر

بن مالک بن جعفر بن کلاب، لبید بن ربیعہ شاعر کے چچا زاد، انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ان کا ایک بیٹا ہے جس کا نام ''عبداللہ'' تھا۔ آل مروان کی خلافت میں اس کا ذکر آتا ہے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے وہ ذمہ داری اٹھائی تھی جس میں ان کا اور عبدالعزیز بن زرارہ کلابی کا جھگڑا ہو گیا تھا۔ اور عبدالعزیز اپنے دور میں دیہاتیوں کا سردار تھا۔

۶۶۴ بشر بن قُحیف[1]

ابن مندہ نے ان کا صحابہ میں تو ذکر کیا ہے لیکن کہا: مجھے معلوم نہیں آیا وہ صحابی ہیں یا نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ[2] نے ان کا تابعین میں ذکر کیا ہے اور ابونعیم فرماتے ہیں: وہ صحابی نہیں۔ احمد بن سیار نے انہیں صحابہ میں اس حدیث کی وجہ سے ذکر کر دیا ہے جو انہوں نے محمد بن جابر کی سند سے بحوالہ سماک، ان سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: ''میں نبی ﷺ کی نماز میں شریک ہوتا، آپ اسی طرف رخ کرتے جس سمت بیٹھے ہوتے''۔[3] یہ روایت تو ان سے سماک بن حرب نے مغیرہ بن شعبہ کے ذریعہ روایت کی ہے۔ وہم محمد بن جابر کی طرف سے واقع ہوا ہے۔

ادھر ابن حبان[4] اور ابن ابی حاتم نے ان کا ''ثقات التابعین'' میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ حضرت عمر اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد نے کہا: ہمیں یزید نے بحوالہ شعبہ، سماک بن حرب سے، وہ بشر بن قحیف سے، فرمایا: میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے عرض کی: میں آپ سے بیعت ہونے آیا ہوں، فرمایا: کیا تم نے میرے امیر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ہوئی؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ فرمایا: جب تم نے میرے امیر سے بیعت کر لی تو گویا مجھ سے بیعت کر لی ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں، صرف زمانہ نبوی پایا ہے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آئے تھے جس سے معلوم ہوا وہ زمانہ نبوی میں عمر رسیدہ شخص تھے۔

۶۶۵ بشر بن قُطبَہ

بن سنان بن حارث بن جدعان بن نوفل بن فقعس اسدی فقعسی، انہیں بشر بن حارث بھی کہا جاتا ہے۔ قطبہ ان کی والدہ کا نام ہے جو سنان شہسوار، مخضرمی شاعر کی بیٹی ہیں جو عہد صدیقی میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک تھے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں: ''میں خالد کے لشکر میں لمبی کمر والے، پر گوشت گھوڑے پر کبھی آتا کبھی جاتا، وہ لشکر جسے وسیع میدانِ جنگ نے سمیٹ

---

[1] اسد الغابة (۴۳۸) تجريد (۵۱/۱)
[2] التاريخ الكبير (۸۱/۲)
[3] مسند احمد (۴۵۹/۱) جامع المسانيد (۲۷۵/۲)
[4] الثقات (۳۶/۳)

رکھا تھا''۔ یہ اشعار مرزبانی نے ذکر کیے ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سوانح میں تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق ضحاک کی ایک تحریر دیکھی۔ بشر بن قطبہ، پھر حارث تک ان کا نسب بیان کیا اور مکمل بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابن جدعان بن نوفل بن قُفْعَس، اسی میں ہے کہ یمامہ کے عرض والے حصہ میں عقرباء کے روز بشر نے یہ اشعار کہے جب وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے:

> ''جب سیف اللہ نے کہا ان پر ٹوٹ پڑو! تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا۔ باطل کے پیروکاروں کی ہم نے پروانہیں کی۔ جب دِل کی حالت نرم پڑ گئی تو میں نے اسے کہا: جب ڈرنے کا وقت تھا تو تو کیوں نہ ڈرا، اب ذرا صبر کر، امیر کے ساتھ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں ہونا اور گر منافق کا دل جھوٹ بولے تو، تو سچ بولنا''۔

۷۷۶ بشر بن قیس

زمانہ نبوی پایا ہے، عبدالرزاق، [1] بحوالہ ثوری، زیاد بن علاقہ سے وہ بشر بن قیس سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک رمضان میں ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں مقیم تھے، ہم لوگ افطار کر بیٹھے جبکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جس نے وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیا ہے وہ اس کی جگہ قضاء روزہ رکھے''۔ اس کی سند صحیح ہے۔

۷۷۷ بشر بن ثور العجلی

ابو اسمٰعیل ازدی نے فتوح الشام میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بنی عجل کے معزز شخص اور مثنی بن حارثہ کے شہسواروں میں سے تھے۔ انہوں نے خالد بن ولید کو مشورہ دیا تھا کہ وہ عراق میں ہی ٹھہرے رہیں، لیکن انہوں نے نہ مانا اور شام چلے گئے جس کا لمبا قصہ ہے۔

۷۷۸ بشیر (بروزن عظیم)

ابن کعب بن ابی الحِمْیَری، یرموک کے حاکم۔ سیف نے اپنی اَسناد سے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب یرموک سے چلے تو دمشق میں فروکش ہوئے۔ یرموک میں بشیر بن کعب بن ابی الحمیری کو اپنے پیچھے ایک جماعت کا نائب بنا گئے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بشیر مخضرمی ہیں۔ رہے بشیر بن کعب عدوی تو وہ تابعی ہیں اور بصرہ کے باسی ہیں۔ جو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت لیتے ہیں۔ صحیحین میں ان کی حدیث ملتی ہے۔ وہ نام با کے پیش سے ہے۔ ابن عساکر نے پہلا قصہ ان کے سوانح میں درج کیا ہے اور مزی نے ''تہذیب'' میں ان کی پیروی کی ہے جس میں تامل ہے۔ ادھر ابن فتحون نے ''ذیل الاستیعاب'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں پہلے وہ لوگ جن کا نام بشیر (شروع کے زبر سے) ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] المصنف لعبدالرزاق (۷۳۹۴)

باب الباء جس کے بعد طاء ہے

۶۷۹ البطین بن عبداللہ الحنفی

بنی حنیفہ کے جولوگ اسلام لائے اور نبی ﷺ کے وصال کے بعد اپنے اسلام پر برقرار رہے، ان میں سے ایک ہیں۔ وثیمہ بن فرات نے ان کا کتاب الردہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مجاعہ کے ساتھ پیش آمدہ قصہ میں ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد غین ہے

۶۸۰ بغیض بن شماس

بن لأی بن شماس بن جعفر۔ بعد والے میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۶۸۱ بغیض بن عامر

بن شماس بن لأی بن انف الناقہ جعفر بن قریع بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی سعدی، جاہلیت میں بنی تمیم کے سردار تھے اسلام کا زمانہ تو پایا لیکن کسی سند سے یہ ثابت نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا ذکر آتا ہے۔

ابوالفرج اصبہانی، ابوعبداللہ ابن الاعرابی، ابوعبیدہ اور یونس بن حبیب وغیرہ مؤرخین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی تمیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے زبرقان بن بدر بن امرئ القیس بن خلف بن بہدلہ بن عوف بن کعب کو مقرر کیا تھا۔ بعد میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی خدمت پر برقرار رکھا۔ پھر کسی وقت وہ اپنی قوم کی زکوٰۃ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حطیہ شاعر کی قرقری میں ان سے ملاقات ہوگئی۔ اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے اوس، سوادہ، بیٹی اور بیوی تھی۔ زبرقان نے اسے پہچان لیا۔ کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا: عراق کا ارادہ ہے، تاکہ وہاں کسی ایسے شخص کا قصد کروں جو میری اور میرے اہل وعیال کی خبرگیری کر سکے۔ اور میں اس کی مدح سرائی کروں۔ زبرقان نے کہا: وہ تمہیں مل گیا ہے۔ پوچھا کون؟ کہا: میں۔ کہنے لگا: آپ کی تعریف؟ کہا: میں زبرقان بن بدر ہوں۔ تم ام بدرہ (جوصعصہ بنت ناجیہ کی بیٹی فرزدق شاعر کی پھوپھی اور زبرقان کی بیوی تھی) کے پاس میرا خط لے جاؤ، تو یہ ادھر چل پڑے۔ یہ بات بغیض بن عامر، ان کے بھائیوں اور چچیروں کو پتہ چل گئی، جو یہ تھے: بغیض بن شماس، علقمہ بن ھوذہ، شماس بن لأی اور مخبل وغیرہ۔ یہ لوگ بدر بن زبرقان سے سرداری میں متنازع رہتے۔ ان میں اور زبرقان میں باہمی برائی کرنا جاری تھا۔ انہوں نے ام بدرہ کو دھوکے سے کہا کہ زبرقان حطیہ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ تمہیں ان کی عزت وتکریم کا کہے گا۔ تو ام بدرہ نے ان سے بے رخی کی۔ ادھر بغیض اور اس کے رشتہ داروں نے حطیہ کو پیام بھیجا کہ ہمارے ہاں آ جاؤ، ہم تمہارے لیے زبرقان سے زیادہ اچھے پڑوسی ثابت ہوں گے۔ نیز اسے طمع دلائی اور وعدے دیئے تو وہ ان

کے ہاں منتقل ہو گیا۔

جب زبرقان آئے، انہیں اطلاع ملی، فوراً ان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان سے کہا: میرا مہمان مجھے واپس کرو۔ انہوں نے انکار کر دیا، قریب تھا کہ دونوں فریق میں لڑائی چھڑ جاتی، اتنے میں قبیلے کے لوگ درمیان میں پڑ گئے اس پر صلح ہوئی کہ وہ حطیہ کو اختیار دیں، چنانچہ حطیہ نے بغیض اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں: زبرقان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان پر سختی کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے اختیار دینے کی ہامی بھر لی۔ راوی کا بیان ہے کہ حطیہ زبرقان سے چھیڑ چھاڑ کیے بغیر ان لوگوں کی مدح کرنے لگا۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ زبرقان نے تمر بن قاسط کے ایک دثار بن شیبان نامی شاعر کی طرف پیام بھیجا۔ جس نے بغیض اور اس کے گھرانے کی ہجو کی۔ حطیہ نے جب دثار کے اشعار سنے تو اپنے پڑوسیوں کی حمایت میں چند اشعار کہے جن میں سے چند یہ ہیں: [1]

"بغیض کا کوئی گناہ نہ تھا، تمہارا باپ نہ رہے۔ اس تنگدست کے بارے میں جو لوگوں کے پیچھے اونچی آواز سے اشعار پڑھتا تھا"۔

یہ لمبا قصیدہ ہے۔ زبرقان نے حطیہ کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو مدد طلب کی یہ تھی کہ اسے قید رکھا، پھر جو ہوا سو ہوا۔

ابو حاتم سجستانی نے معمرین میں بحوالہ اصمعی اس کا ذکر کیا ہے اور ان کے قصیدہ سے یہ اشعار نقل کیے: بغیض کا اس کے سوا کوئی گناہ نہیں کہ اس نے ایک فاقہ زدہ شخص کو دشوار مقام پر اترتے دیکھا۔ جو نیکی کا حکم کرتا ہے وہ اس کے بدلے سے محروم نہیں رہتا۔ نیکی اللہ اور بندوں کے درمیان ہرگز ضائع نہیں جاتی۔

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۷۸۲ (ز) بعاطر الاسقف

ضعاطر میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

۷۸۳ (ز) بکاء الراھب

از اہل شام، اسلام کا زمانہ پایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن یہ مذکور نہیں کہ وہ آپ کی خدمت میں آئے ہوں۔ ہیثم بن عدی نے حالات میں سعید بن العاص کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بدر میں جب میرے والد عاص بن سعید بن عاص قتل ہو گئے تو میں اپنے چچا ابان بن سعید بن العاص کی پرورش میں تھا۔ وہ شام کی جانب تجارت کی غرض سے نکلا جہاں ایک سال ٹھہر کر آیا۔ وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتا تھا، تو سب سے پہلی بات جو اس نے پوچھی یہ تھی: محمد کا کیا ہوا؟ تو اسے میرے چچا

[1] الاغانی (۱۸۴/۲)

فعبداللہ (جو حکم کے نام سے موسوم تھے، آپ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا تھا، وہ سفر میں ابان کے ساتھ تھے) نے کہا: وہ اللہ کی قسم پہلے سے زیادہ مضبوط اور اس کا کام بڑھ رہا ہے۔ اس پر ابان خاموش رہے اور جیسے پہلے آپ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتے تھے نہ کہا۔ اس کے بعد (واپسی پر) انہوں نے ایک جگہ کھانے کا بندوبست کیا اور بنی امیہ کے سرداروں کو پیام بھیجا، وہ آئے۔ ان سے کہا: میں شام کے ایک گاؤں میں تھا جہاں مجھے ایک راہب نظر آیا جو چالیس سال سے اپنے عبادت خانے سے نیچے نہیں آیا۔ ایک دن وہ نیچے آیا تو لوگ اس کے پاس زیارت کے لئے جمع ہو گئے۔ میں بھی اس کے پاس آیا۔ میں نے اسے کہا: مجھے تم سے کام ہے، تو وہ مجھے علیحدہ لے گیا۔ میں نے کہا: دیکھو! میں ایک قریشی ہوں۔ ہمارا ایک آدمی خیال کرتا ہے کہ اسے اللہ نے رسول بنا بھیجا ہے۔ اس نے پوچھا: اس کا نام؟ میں نے کہا: محمد (ﷺ)۔ کہنے لگا: کتنا عرصہ ہوا ہے کہ وہ مشہور ہوئے ہیں؟ میں نے کہا: بیس سال۔ کہنے لگا: کیا میں تمہیں اس کی نشانیاں نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور! تو اس نے آپ ﷺ کا حلیہ ایسا بیان کیا کہ ذرا سی بھی غلطی نہیں کی۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: اللہ کی قسم! وہ اس اُمت کا نبی ہے۔ اللہ کی قسم! وہ ضرور غالب آئے گا۔ پھر وہ واپس اپنے عبادت خانے میں چلا گیا۔ جاتے جاتے مجھ سے کہہ گیا: اسے میرا اسلام کہنا۔ فرماتے ہیں: یہ زمانہ حدیبیہ کی بات ہے۔

۷۸۴ (ز) بکر بن عبداللہ

فتوح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آذربائیجان کا حاکم بنایا۔ میں نے یہ واقعہ تاریخ مظفری سے نقل کیا ہے۔

۷۸۵ (ز) بکر بن علی

بن تمیم بن ثعلبہ بن شہاب بن لأم طائی۔ زمانہ نبوی پایا ہے۔ ان کے بیٹے مسعود کا حجاج کے زمانہ میں تذکرہ آتا ہے جو ایک شہسوار تھا۔ ابن کلبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد ھا ہے

۷۸۶ (ز) بھدل طائی

بلاذری نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوت پایا ہے اور ان کی والدہ ام قرفہ عہد نبوی میں قتل ہوئیں اور وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں یحییٰ نے ان کے ذریعہ جعدہ بن ہبیرہ کو قتل کیا۔ تو ان سے قصاص لیا گیا۔

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

۷۸۷ (ز) بَیاض بن سوید

بن حارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب کلبی، زمانہ جاہلیت پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام لائے۔

ابن عساکر نے ان کے بیٹے ہو اس کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۸۸ بیرح بن اسد الطاحی [1]

عمان کے رہنے والے ہیں۔ نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی تو آپ وفات پا چکے تھے۔ان کی حدیث امام احمد [2] اور ابن ابی خیثمہ وغیرہ نے جریر بن حازم کی سند سے بحوالہ زبیر بن حریث، ابولبید سے روایت کی ہے۔فرمایا: عمان کا ایک شخص بیرح بن اسد نامی ہجرت کر کے نبی ﷺ کے ارادے سے نکلا۔ آپ ﷺ کو مدینہ میں فوت پایا۔ ابھی وہ مدینہ کے کسی راستہ میں تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات ہوگئی وہ انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ پھر عمان کی فضیلت میں حدیث ذکر کی۔ رشاطی کہتے ہیں: وہ نبی ﷺ کی وفات کے کچھ روز بعد مدینہ آئے، انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔

۷۸۹ (ز) بیر زطن هندی

شاہانِ فارس کے زمانے کے ایک بوڑھے ہیں۔سن کی گھاس کے متعلق ان کی مشہور روایت ہے جس کا ان علاقوں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی شہرہ کیا۔ اور یمن میں ان سے اس کی بہت شہرت ہوگئی۔ پھر اس بوڑھے شخص نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آئے۔جس کا ذکر شیخ حسن بن محمد شیرازی نے کتاب السوانح میں اپنے شیخ جعفر بن محمد شیرازی کے حوالہ سے کیا ہے۔

قسم الرابع حرف باء

جن کا غلطی سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کتابوں میں ذکر ہو گیا اور اس کا بیان

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۷۹۰ (ز) باب بن عُمَیر

عسکری نے ان لوگوں کی فضیلت میں ان کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: انہیں کسی صحابی سے روایت حاصل نہیں۔ابوداؤد میں ان کی روایت بعض تابعین سے ہے۔

۷۹۱ باذان شاہِ هند

ابن مفوز نے ذکر کیا ہے کہ جب کسریٰ مارا گیا تو باذان نے اپنے اور اپنے ساتھ کے لوگوں کے اسلام کی اطلاع نبی ﷺ کی طرف بھیجی۔ جسے ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔ایسا ہی ذہبی نے تجرید میں درج کیا ہے جہاں انہوں نے نو جوانوں میں سے باذان فارسی کا تذکرہ کیا ہے جو قسم ثالث میں مذکور ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان سے پہلے کسی نے ان دونوں میں فرق کیا ہو۔ ان کا ملک الہند

---

[1] اسد الغابة (٥٠٨) الاستيعاب (٢٢٥) تجريد (٥٧/١) [2] مسند احمد (٤٤/١)

شاہِ ہند کہنا قابل تامل ہے۔ درست ملک الیمن ہے۔ پھر تیسری جگہ ذہبی نے ذکر کیا، باذان شاہِ یمن۔ واقدی نے اہل سبا کے مسلمانوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ یقیناً پہلے والے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۶۹۲ بجیر بن بجرہ الطائی [1]

ذہبی [2] نے تجرید میں لکھا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی مدح سرائی کی تھی۔ ان میں اور بجیر بن بجرہ طائی جن کا مرتدوں سے جنگ میں ذکر ہے فرق کیا، جبکہ وہ دونوں ایک ہیں۔ [3]

۶۹۳ بجیر بن عبد بن الحضرمی

ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا اور اسے تفسیر ثعلبی کی طرف منسوب کیا کہ ان کے متعلق یہ ارشادِ باری تعالیٰ نازل ہوا:

''یقیناً ہمیں معلوم ہے یہ تمہارے متعلق کیا کہتے ہیں کہ اسے ایک آدمی سکھاتا پڑھاتا ہے''۔ (النحل: ۱۰۳)

جو لفظی غلطی ہے یہی واقعہ عبدان نے اپنی تفسیر میں بحوالہ یونس، شیبان سے وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں: یحنّس یا، حائے مہملہ اور نون مشدد سے پھر سین ہے۔ جبکہ ان کا مشہور نام جبر ہے۔ جیسا کہ حرفِ جیم میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۶۹۴ (ز) بحراۃ بن عامر

یہی نام ابن عبدالبر نے لیا ہے جبکہ صحیح بجرہ ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۶۹۵ بحیرا الراهب [4]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ابونعیم نے بھی ان کی پیروی کی۔ مغازی میں ان کا قصہ مشہور ہے۔ مجھے معلوم نہیں انہوں نے بعثت نبوی پائی ہے یا نہیں؟ زہری سے منقول بعض واقعات میں آتا ہے کہ وہ تیماء کے یہودی تھے۔ مسعودی کی مروج الذہب میں لکھا ہے: ان کا نام جرجیس تھا اور وہ عبدالقیس کے عیسائی تھے۔ رہا ان کا قصہ تو اسے ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ ابوطالب ایک قافلہ میں تجارت کی غرض سے شام گئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ جب قافلہ بصری فروکش ہوا، جہاں ایک بحیرہ نامی راہب اپنے جھونپڑے میں تھا جس کے پاس نصرانیت کا علم تھا۔ یہاں پہلے بھی قافلہ ٹھہرا کرتا تھا لیکن وہ ان سے بات چیت نہ کرتا۔

---

[1] اسد الغابة (ت ٣٦٣) الاستيعاب (ت ١٦٥) [2] التجريد (١٣) [3] جامع المسانيد (٥/٢)

[4] اسد الغابة (ت ٣٧١)

جب بحیرا نے محمد ﷺ کو دیکھا کہ بادل ان پر سایہ فگن ہے تو وہ ان کے پاس آ گیا۔ ان لوگوں کے لیے کھانا بنایا اور انہیں اپنے پاس جمع کر لیا۔ محمد ﷺ صغر سنی کی وجہ سے ان کے کجاووں کے پاس رہ گئے۔ بحیرا نے انہیں کہا: اس بچے کو بلاؤ، چنانچہ کوئی گیا اور آپ ﷺ کو لے آیا۔ بحیرا آپ ﷺ کو غور سے دیکھنے لگا، اور جو نشانیاں اسے معلوم تھیں وہ آپ ﷺ کے بدن پر ٹٹولنے لگا۔

جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ آپ ﷺ سے آپ کے متعلق مختلف باتیں دریافت کرنے لگا۔ آپ ﷺ اسے بتاتے جاتے۔ جو اس کے علم کے مطابق تھیں۔ پھر اس نے آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، جس پر وہ آپ ﷺ کے چچا سے کہنے لگا: اپنے بھتیجے کو اپنے شہر واپس لے جاؤ اور اسے یہودیوں سے بچا کر رکھنا۔ اس واسطے کہ تمہارے اس بھتیجے کا بڑا مرتبہ ہوگا۔ اسے جلدی اس کے علاقے میں لے چلو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہود کے ایک گروہ نے ان سب چیزوں کا مشاہدہ کیا جو بحیرا نے دیکھیں تو انہوں نے آپ ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہا، بحیرا نے انہیں ہٹا دیا اور انہیں اللہ کا واسطہ دیا اور جو آپ ﷺ کی صفات ان کی کتاب میں مذکور تھیں وہ یاد دلائیں کہ وہ ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ ان سے بحث مباحثہ کرتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کر دی۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ ادھر ابو طالب بھی شام کی تجارت سے فراغت کے بعد آپ ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔

اسے ابو نعیم نے بحوالہ واقدی ''دلائل'' میں ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ان کی سند سے طبقات ابن سعد [1] میں مرقوم ہے۔ اس میں ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر بارہ (۱۲) سال تھی۔ اور یہ قصہ بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ جس میں یہ اضافہ ہے: وہ گروہ یہود تھا۔ یہ قصہ ایک ایسی سند سے بھی مروی ہے جس کے رجال ثقہ ہیں۔ جو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منقول ہے۔ جسے امام ترمذی [2] وغیرہ نے روایت کیا ہے، جو یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیج دیا۔ نکارت کی وجہ یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت اس بات کے اہل نہ تھے۔ اور نہ اس وقت انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تھا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس آخری جملہ کو دوسری حدیث کا ٹکڑا سمجھا جائے جو اس حدیث میں شامل کر دیا گیا ہے۔ الغرض یہ کسی راوی کا وہم ہے۔

ابن مندہ نے اپنی اسناد سے عبدالغنی بن سعید ثقفی (جو ایک ضعیف اور متروک راوی ہے) کی تفسیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے اس وقت دوست بنے جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ (۱۸) سال اور آپ ﷺ کی عمر بیس (۲۰) سال تھی ان لوگوں کا شام تجارت کے لیے جانے کا ارادہ تھا۔ چلتے چلتے آپ ﷺ ایک جگہ جہاں بیری کا درخت تھا سواری سے اترے اور اس کے سائے تلے بیٹھ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بحیرا راہب سے کوئی بات پوچھنے چلے گئے۔ اس نے کہا: بیری کے سائے تلے کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، تو وہ پکار اٹھا: اللہ کی قسم! یہ شخص نبی ہے۔ اس کے سائے تلے عیسیٰ بن مریم کے بعد صرف محمد (ﷺ) نے ہی بیٹھنا تھا۔ یہ بات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں رکھ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی پیروی کر لی۔ تو یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو احتمال ہے کہ یہ ابو طالب کے سفر کے بعد کوئی سفر تھا۔

ابو سعید نیشاپوری کی ''شرف المصطفیٰ'' میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے تجارت کے لیے گئے تھے، اس وقت بھی بحیرا سے آپ ﷺ کا گزر ہوا تھا، آپ کے ساتھ میسرہ تھے۔ بحیرا نے آپ ﷺ سے کہا تھا: میں نے آپ کی

---

[1] الطبقات الکبری (۷۶/۱)

[2] ترمذی کتاب المناقب باب ما جاء فی بدء نبوة النبی ﷺ (۳۶۲۰)

تمام میں ہے علامات دیکھ لی ہیں سوائے خاتم نبوت کے۔آپ ﷺ اپنی پیٹھ سے کپڑا ہٹائیے۔آپ ﷺ نے کپڑا ہٹایا تو اس نے مہر نبوت دیکھ لی۔دیکھتے ہی بول اٹھا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔وہ نبی امی جس کی خوشخبری عیسیٰ بن مریم نے دی تھی پھر بہت لمبا قصہ ذکر کیا۔فاللہ اعلم

میں نے ان کا اس قسم میں صرف اس وجہ سے ذکر کیا ہے کہ صحابی کی تعریف ان پر منطبق (فٹ) نہیں آتی، جو یہ ہے کہ جس نے آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے آپ ﷺ کی زیارت کی اور اس پر اس کی موت واقع ہوئی ہو۔تو ہمارا یہ کہنا: ''مسلمان'' اس سے وہ شخص خارج ہوگیا، جس کا بعثت سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان ہے جیسا کہ یہ شخص ہے۔واللہ اعلم

۷۹۶ بُحَینہ [1]

عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور عباس دوری سے بحوالہ ابونعیم، عبدالسلام بن حرب، ابوخالد سے وہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سے بحوالہ بحینہ روایت کرتے ہیں، نمازِ فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ کا میرے ہاں سے گزر ہوا، میں کھڑے نماز (نفل) پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کے درمیان فاصلہ رکھو''۔ [2]

ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ان کا یہی عنوان ہے اور یہ حدیث بیان کی۔درست روایت وہ ہے جو خیثمہ بن سلیمان نے بحوالہ اسرٰی بن یحییٰ اسی سند سے ابونعیم سے نقل کی ہے۔فرماتے ہیں: ابن بحینہ سے روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: احمد بن حازم بن ابی عروہ نے اپنی مسند میں، اس میں وہم کرنے والے کو واضح کیا ہے۔چنانچہ وہ اسے ابونعیم سے نقل کرتے ہیں جیسا کہ عباس نے روایت کیا۔اس کے بعد فرماتے ہیں: ہمیں ابونعیم نے کہا: وہ تو ابن بحینہ ہیں۔لیکن ایسا ہی ہمیں عبدالسلام نے کہا: ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یونہی یحییٰ بن ابی کثیر نے ابن ثوبان سے درست نقل کیا ہے، پھر مسند احمد سے اسے نقل کیا ہے۔

۷۹۷ (ز) بحیرہ بن عامر

ابن قانع نے نقل کیا ہے کہ اسے بعض لوگوں نے غلطی سے بَحِیرَہ کی بجائے بجیرہ لکھ دیا، حالانکہ صحیح بجیرہ ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

باب الباء جس کے بعد دال ہے

۷۹۸ (ز) البدّاء بن عاصم اللخمی

ابوعلی الکرابیسی نے کتاب القضاء میں عبدالملک بن سعید بن جبیر کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: بداء بن عاصم اور تمیم داری سفر میں نکلے، ان کے ساتھ بنی سہم کا ایک شخص تھا پھر اس آیت: ''اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی یوں ہے''۔کے نزول کے متعلق حدیث ذکر فرمائی۔اسے معلّی بن منصور، بحوالہ ابن ابی زائدہ محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے عبدالملک سے روایت کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٣٧٥) [2] تاريخ البخاري (١/١٤٥) جامع المسانيد والسنن (٢/٧)

اسی روایت کو امام بخاری، ترمذی، طبرانی اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ [1] نے کئی طُرُق سے ابن ابی زائدہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ اس پر سب متفق ہیں کہ وہ عدی بن بداء ہیں۔ لیکن کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ وہ بدّاء بن عاصم ہیں۔ شاید نسب یوں ہو "عدی بن بداء بن عاصم" اور لفظ عدی ساقط ہو گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

بہر کیف عدی کی تفصیل حرف عین میں ان شاء اللہ آئے گی۔

۷۹۹ (ز) البدّاح بن عدی انصاری

ابن حبان کہتے ہیں، لوگوں کا کہنا: "وہ صحابی ہیں" ان کی سند میں اختلاف اتنا زیادہ ہے کہ دِل نہیں مانتا۔ باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن وہ وہم ہے جو لفظی غلطی سے رونما ہوا۔ چنانچہ انہوں نے روح بن قاسم کی سند سے بحوالہ محمد بن ابی بکر بن حزم سے وہ بداح بن عدی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو (ایک دن رمی کرنے کی) رخصت دی"۔ [2] (حدیث)

اسی حدیث کو مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے بحوالہ ابوالبداح بن عاصم بن عدی روایت کیا ہے جو صحیح ہے۔

ایسا ہی ابوداؤد نے ابن عیینہ کی روایت سے محمد بن ابی بکر بن حزم سے صحیح نقل کیا ہے۔ ابن القیم حنبلی کے سنن پر حاشیہ پر میں نے دیکھا کہ اس پر اعتماد ہے کہ جمیلہ بنت یسار جو معقل بن یسار کی بہن تھیں۔ ان کے خاوند کا نام بداح بن عاصم بن عدی تھا اور کنیت ابوعمر تھی۔ اگر یہ بات محفوظ ہے تو وہ ابوالبداح تابعی کے بھائی ہوئے۔ واللہ اعلم

۸۰۰ (ز) بُدَیل [3] (بے نسبت)

ابن مندہ کہتے ہیں، صحابہ میں ان کا تذکرہ آیا ہے۔ [4] جبکہ اہل فن نے انہیں تابعین میں شامل کیا ہے۔ پھر موسیٰ بن سروان سے بحوالہ بدیل روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین گٹوں (کلائی کی ہڈی) تک تھی"۔

میں کہتا ہوں: بدیل موسیٰ کے شیخ ہیں جو ابن میسرہ عقیلی ہیں، صغیر تابعی ہیں، ان کی زیادہ روایات تابعین ہی سے ہیں۔

---

[1] بخاری كتاب الوصايا باب قوله تعالٰى ﴿يايها الذين امنوا شهادة بينكم﴾ (حديث ۲۷۸۰)
ابوداؤد كتاب الاقضية باب شهادة اهل الذمة فى الوصية فى السفر (حديث ۳۶۰۶)
ترمذى كتاب التفسير سورة المائدة (۳۰۶۰) طبرانى المعجم الكبير (۲۶۸/۱۷)

[2] ابوداؤد، كتاب المناسك باب رمى الجمار (۱۹۷۵)
ترمذى كتاب الحج باب ما جاء فى الرخصة للرعاة ان يرموا يوما (۹۵٤)
ابن ماجه كتاب مناسك الحج باب تاخير رمى الجمار فى عذر (۳۰۳۶)
مؤطا مالك كتاب الحج باب تكبير ايام التشريق (۹۲۲)

[3] اسد الغابة (ت ۳۸۵) الاستيعاب (ت ۱۶۹)

[4] ابوداؤد كتاب اللباس باب ما جاء فى القميص حديث (٤۰۲۷)
ترمذى كتاب اللباس باب ما جاء فى القميص (۱۷۶۵) المعجم الكبير (٤۱۶/۲٤)

باب الباء جس کے بعد ذال ہے

۸۰۱ بذیمه والد علی[1] (با کے زبر اور ذال کے زیر سے ہے)

صحابہ میں ذکر ہوئے، جو سند میں سقوط کی وجہ سے غلطی پر مبنی ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: ابن صاعد نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور احمد بن منیع سے بحوالہ اشعث بن عبدالرحمٰن، ولید بن ثعلبہ، علی بن بذیمہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ پھر دعا[2] کے متعلق حدیث نقل کی، یہاں تک ابن مندہ کی بات ختم ہوئی۔

ابونعیم نے ان کا ذکر کر کے کہا: یہ وہم ہے، لیکن وہم کی وجہ بیان نہیں کی۔ جو علی اور ان کے والد کے درمیان میں ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کا رہ جانا ہے۔ حدیث تو عبداللہ بن مسعود کی سند سے ہے جسے مسعر نے اپنی روایت ''علی بن بذیمہ، بحوالہ ابوعبیدہ وہ اپنے والد سے'' میں بیان کیا ہے۔ حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ سالم بن عوف بن مالک کے احوال میں حدیث ذکر کروں گا۔ بذیمہ صحابی نہیں ہے نہ انہیں رؤیت و دیدار نصیب ہوا اور نہ روایت لینا۔ وہ تو شاہانِ فارس کے شہزادے تھے۔ فارس کی جنگ میں صغرسنی میں گرفتار ہوئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جابر بن سمرہ کو ہبہ کر دیا۔ مدائن کی جنگ کا یہ واقعہ ہے جسے ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۸۰۲ البراء بن الجعد

ابن عوف۔ ابن الجوزی نے اپنی تلقیح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا تجرید میں ذہبی نے استدراک کرتے ہوئے ذرج کیا ہے جو وہم ہے۔ یہ اپنے دادا براء بن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف کی جانب منسوب کر دیئے گئے جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۸۰۳ البراء بن قبیصه[3]

ابوموسیٰ نے کہا: عبدان نے ان کا ذکر کیا کہ میں نے تذکرہ میں ان کا نام دیکھا ہے لیکن مجھے معلوم نہیں یہ صحابی ہیں یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: تابعین میں انہیں امام بخاری، ابن ابی حاتم[4] بحوالہ اپنے والد اور دوسرے لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں ان کا نام براء بن قبیصہ بن ابی عقیل ثقفی لکھا ہے۔

۸۰۴ برذع بن زید[5]

بن عامر، ابن الامین نے استیعاب پر اضافہ کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ ابن زید نعمان بن

---

[1] اسد الغابة (ت ٣٨٦) تجريد (٤٦/١) [2] جامع المسانيد والسنن (١٧/٢) [3] اسد الغابة (٣٩٠)
[4] الجرح والتعديل (٤٠٠/٢) [5] تجريد (٤٧/١)

زید بن عامر ہیں۔ یوں ان کے نسب سے زید سے زید تک کے افراد رہ گئے اس لئے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۸۰۵ بریح بن عرفجہ ✿

ایسا ہی ابن مندہ نے حرف باء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابونعیم نے اسے وہم کہا ہے جو لفظی غلطی ہے۔ ابن مندہ نے فرمایا: عبدالرحمٰن محاربی، لیث سے بحوالہ زیاد بن علاقہ، شریح بن عرفجہ سے یا شریح سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: دوسروں نے لیث سے روایت کی کہ عرفجہ بن شریح نے کہا: جو درست ہے۔

۸۰۶ بریدہ بن سفیان الاسلمی ✿

مشہور تابعی ہیں جو محدثین کے ہاں ضعیف ہیں۔ ابن حبان ✿ نے کہا، بعض لوگوں کا کہنا ہے یہ صحابی ہیں۔ عبدان نے ایک حدیث کی وجہ سے جسے انہوں نے مرسل روایت کیا ان کا تذکرہ کیا، تو بعض ناموں میں انہیں وہم ہو گیا، وہ یوں کہ وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی سند سے بحوالہ زہری وہ بریدہ بن سفیان اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن عدی، زید بن الدثنہ، خبیب بن عدی اور مرثد بن ابی مرثد کو روانہ فرمایا۔

پھر عاصم وغیرہ کے قتل کے قصہ کی حدیث روایت کی۔ وہ تو عاصم بن ثابت ہیں حدیث صحیحین میں کئی طرق سے منقول ہے جو زھری سے بحوالہ عمرو بن ابی سفیان، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح مروی ہے۔

باب الباء جس کے بعد سین ہے

۸۰۷ (ز) بُسْر (با کا پیش سین کا سکون)

ابن الحارث، وہ ابیرق بن عمرو ہیں ایسا ہی ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ ان کا ذکر کیا ہے۔ جسے انہوں نے غلط لکھ دیا وہ تو بشر ہے (شروع کا زیر اور شین نقطوں والا)۔

۸۰۸ بُسْر ✿ (پیش سے اور سین بغیر نقطوں کے ساکن)

ابن محجن دِیلی، مشہور تابعی ہیں۔ جس پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا یقین ہے جبکہ بغوی وغیرہ نے انھیں صحابہ ✿ میں ذکر کیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عمران بن ابی انس، حنظلہ بن علی سے وہ بسر بن محجن سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے ظہر کی نماز اپنے گھر پڑھی پھر اپنے اونٹ لے کر نکلا کہ انہیں چراگاہ کی طرف ہانکوں، میرا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزر ہوا آپ ﷺ اپنی مسجد میں ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے۔ (الحدیث) سند سے ''عن ابیہ'' کا لفظ رہ گیا ہے۔ یہی روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کی سند سے نسائی نے زید بن اسلم سے بحوالہ بسر بن محجن ان کے والد سے نقل کی ہے اور امام احمد نے ثوری کی روایت سے بحوالہ

✿ اسد الغابة (۳۹۷) تجرید (۴۷/۱) ✿ اسد الغابة (۳۹۹) ✿ الثقات (۸۱/۴) ✿ اسد الغابة (ت ٤١٤) تجرید (٤٨/١)

✿ نسائی کتاب الامامة باب اعادة الصلاة مع الجماعة بعد ... (٨٥٦) موطا مالک کتاب صلاة الجماعة باب اعادة الصلاة مع الامام (٢٩٨) المستدرک (٢٤٤/١) کنز العمال (٢٠٦٩١)

زید بن اسلم نقل کی۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ درست ہے۔

۸۰۹ بسبس بن عمرو الجهني ❶

بن ساعدہ بن خزرج کے حلیف ابن مندہ نے ان میں اور بسبسہ بن عمرو جنہیں نبی ﷺ نے جاسوس بنا کر بھیجا تھا، فرق کیا ہے۔ جبکہ دونوں ایک ہیں۔

بشر (با کے زیر اور شین کے سکون سے) نامی حضرات

۸۱۰ بشر الثقفی

ابن شاہین اور ابن عبدالبر نے بشر نامی حضرات میں ان کا تذکرہ کیا ہے جو غلط لکھ دیا حالانکہ وہ بشیر شین کے بعد باضافۂ یاء ہے جیسے کہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

۸۱۱ بشر بن صحار العبدی ❷

عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور مسلم بن قتیبہ کی سند سے بحوالہ اُن کے نقل کیا ہے کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کی چادر دیکھی جس پر ورس کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے گدھے باڑا بھی دیکھا، اس (گدھے) کا نام عفیر تھا میں (بچپن میں) ازواج النبی (امہات المومنین) کے گھروں میں آتا جاتا، چھتیں درست کرتا"۔ ❸ ابوموسیٰ کہتے ہیں: یہ بشر ابن صحار بن عباد بن عمرو تبع تابعین سے ہیں، حسن بصری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں: نبی ﷺ کی چادر وغیرہ کے دیکھ لینے سے یہ صحابی نہیں بن سکتے۔

میں کہتا ہوں: کہ بشر بن صحار سے، ابو عاصم النبیل اور ابو سلمہ التبوذکی وغیرہ نے روایت کی ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ ہیں۔ اور ابن حبان ❹ نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ صحابہ میں صحار عبدی دوسرے ہیں جو ان کے والد کے علاوہ ہیں۔ جن کا تذکرہ اپنے مقام پر آئے گا۔

۸۱۲ بشر بن عصام ❺

بن سفیان ثقفی، جس نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا اسے وہم ہوا ہے حالانکہ یہ تبع التابعین سے ہیں۔ جس کی تشریح میں نے قسم اوّل میں کر دی ہے۔ ابن الاثیر نے معاملہ الٹا کر کے امام بخاری رحمہ اللہ پر رد کرنا شروع کر دیا کہ انہوں نے بشر بن عاصم کا تذکرہ کیا ہے جن کا صحابہ میں نسب نہیں بیان کیا۔ اور بشر بن عاصم بن سفیان کے علاوہ جدا عنوان قائم کیا ہے اور انہیں صحابی شمار نہیں کیا۔ جسے تھوڑا غور و فکر کا موقع ملے گا وہ جان لے گا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی روش درست ہے۔

---

❶ اسد الغابة (ت ٤١٦) تجريد (٤٨/١) ❷ اسد الغابة (ت ٤٢٨) ❸ اسد الغابة (٢١٥/١)

❹ الثقات (١٩٤/٣) ❺ اسد الغابة (٤٢٩) تجريد (٤٩/١) الاستيعاب (ت ١٩٣)

۸۱۳ بشر الغنوی (عبداللہ بن بشر کے والد)

ابن شاہین نے بحوالہ محمد بن ابراہیم، محمد بن یزید سے اپنے رجال کے ذریعہ ان کا تذکرہ کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: انہیں ان میں اور بشر غنوی میں فرق کرنے سے وہم ہوگیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ خثعمی جن کا پہلے ذکر ہو چکا، وہی عبداللہ کے والد ہیں، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

بشیر (با کا زبر اور شین کے بعد یا کا اضافہ) نامی حضرات کا تذکرہ

۸۱۴ بشیر بن تیم [1]

ابن ابی شیبہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور عبداللہ بن اخلع کی سند سے بحوالہ ان کے والد، عکرمہ سے وہ بشیر بن تیم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں کو مختلف چیزوں کے عوض چھوڑ دیا تھا۔ عباس رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا: ''آپ اپنے فدیہ کا انتظام کریں''۔ [2] (حدیث)
میں کہتا ہوں: یہ سند پلٹ گئی ہے۔ وہ تو یوں تھی: اخلع، بشیر بن تیم سے وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ بشر بن تیم کی شیخ ہیں جو تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے ان کا دور پایا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن ابی حاتم [3] نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ انہی بشیر بن تیم کی ایک اور مرسل روایت ہے جس کی وجہ سے عبدان نے انہیں (صحابہ میں) ذکر کر دیا۔ چنانچہ سعید بن مزاحم کی سند سے بحوالہ معروف بن خربوذ، بشیر بن تیم سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات نبی ﷺ کی ولادت تھی موندان کسریٰ نے ایک لشکر کثیر تعداد میں دیکھا جس نے دجلہ کو عبور کر لیا ہے... پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

۸۱۵ بشیر ابو جمیلہ [4]

از بنی سلیم۔ ابن مندہ نے ابن سعد [5] کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: درست بشر ابو جمیلہ ہے۔ واقعی یہ ایسا ہی ہے جیسا (ابونعیم نے) کہا ہے۔

۸۱۶ بشیر بن الحارث

بن سریع بن بجاد العبسی باوردی اور طبری نے بنی عبس میں سے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے حرف با میں ان کا استدراک کیا ہے۔ ایسا ابن الاثیر نے ان کا استدراک کیا بہر کیف دونوں کو وہم ہوگیا۔ صحیح یُسَیر (یا کے پیش اس کے بعد سین) لفظ تصغیر ہے۔ ایسا حفاظ حدیث نے قلمبند کیا ہے۔ درست ان شاء اللہ تعالیٰ حرف یا میں آئے گا۔

---

[1] اسد الغابة (٤٤٨) تجريد (٥٢/١) [2] معرفة الصحابة (١٢٣/٣) طبقات لابن سعد (٨/١/٤) جامع المسانيد (٢٨٥/٢)
[3] الجرح والتعديل (٣٧٢/٢) [4] اسد الغابة (٤٥١) [5] الطبقات الكبرىٰ (٤/١/١)

۸۱۷ (ز) بشير بن راعي البعير

عمر بن شبہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے جو بے شک لفظی غلطی ہے۔ یہ نام تو بُسر با کے پیش اور سین کے سکون سے درست ہے، جیسا کہ پہلے قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

۸۱۸ (ز) بشير بن زيد الانصاری

حاکم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی مسانید بہت کم ہیں۔ ان کی ایک حدیث محمد بن اسحاق بلخی کی سند سے بحوالہ عمر بن قیس بن بشیر وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اصرم کو کہا: ''احمق''۔ شعب میں بیہقی لکھتے ہیں کہ حاکم کو تین یا چار طرح سے وہم ہوگیا ہے۔ اوّل انہوں نے کہا: عمر بن قیس جبکہ وہ عمرو ہیں۔ دوم: انہوں نے کہا: بشیر جبکہ وہ یُسیر ہے۔ سوم: انہوں نے حدیث کو مرفوع لکھا ہے جبکہ وہ موقوف ہے۔ چہارم: انہوں نے کہا: وہ صحابی ہیں، جبکہ انہوں نے صرف زمانۂ نبوی پایا۔

میں کہتا ہوں: کچھ وہم اور بھی باقی ہیں۔ انہوں نے بشیر بن زید کہا، جبکہ وہ بشیر بن عمرو ہیں۔ نسب میں انہیں انصاری لکھا جبکہ وہ عبدی اور بقول بعض کندی ہیں۔

۸۱۹ بشير بن عمرو [1]

ہجرت کے سال پیدا ہوئے، خود فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت میں دس سال کا تھا، مروی ہے کہ وہ زمانۂ حجاج میں اپنی قوم کے ناظم (معاملات کی دیکھ بھال کرنے والے) تھے۔ [2] ۸۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ابو عمر نے اتنا ہی ذکر کیا ہے مگر اس نام میں لفظی غلطی کی یہ وہی بشیر بن عمرو ہیں جن کے متعلق سابقہ عنوان میں بیہقی نے متنبہ کیا تھا۔ جنہیں اسیر بن جابر بھی کہا جاتا ہے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے، ابن سعد نے ان کی تاریخ وفات ۸۵ھ بتائی ہے۔

ابونعیم نے کہا: وہ زمانۂ حجاج میں ناظم تھے۔ پھر عمرو بن قیس بحوالہ ان کے والد ان کے دادا بشیر سے روایت کی، فرمایا: جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی میری عمر دس سال تھی۔ ابن شاہین نے بھی ان کا نام غلط لکھا ہے۔ انہوں نے حرف باء میں ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے۔ پھر ایک حدیث عمرو بن قیس بن بشیر بن عمرو بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا کی سند سے روایت کی۔ انہوں نے زمانۂ نبوی پایا ہے: ''جب وہ اپنا وظیفہ لیتے، سال کا خرچ چلا لیتے''۔ (حدیث) موقوف ہے۔ یہ یسیر بن عمرو ہیں، انہیں اسیر بھی کہا جاتا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا: اہل بصرہ اسیر بن جابر اور اہل کوفہ اسیر بن عمرو کہتے ہیں۔ بخاری [3] نے دوسرے کو ترجیح دی ہے اور جو انہیں ابن جابر کہتے ہیں: ان کے قول کی کمزوری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بخاری کے علاوہ لوگ اسیر بن عمرو بن جابر کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

۸۲۰ بشير (ایوب کے والد)

معجم ابن قانع اور مسند بزار میں ان سے ان کے بیٹے ایوب روایت کرتے ہیں، ایسا ہی تجرید میں ذہبی نے درج کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٤٦٧) الاستيعاب (٢٠١) [2] اسد الغابة (١/٢٢٧) الاستيعاب (١/٢٥٤)

[3] التاريخ الكبير (٢/١٠٠)

وہم سے انہیں دوبارہ ذکر کر دیا ہے وہ تو بشیر بن اکال ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔

۸۲۱ بشیر بن زید ضُبعی درست ابن یزید ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۸۲۲ بُشیر[1] (با کے پیش سے تصغیر ہے)

ابن کعب العدوی۔ ابن شاہین اور عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: ہمارے بعض مشائخ نے ان کا تذکرہ کیا ہے، ہمیں نہیں معلوم وہ صحابی ہیں یا نہیں۔ وہ ایک شخص تھے جنہوں نے کتب پڑھی تھیں۔ فرماتے ہیں: طاؤس ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: آپ نے بشیر بن کعب سے فرمایا: فلاں حدیث کو دہراؤ۔

میں کہتا ہوں: یہ مسلم[2] نے نقل کیا ہے۔ عبدان نے کہا: ہمیں عبدالجبار نے بحوالہ سفیان بتایا، انہوں نے عمر سے فرماتے ہیں: میں نے طلق بن حبیب سے بحوالہ بشیر بن کعب روایت کرتے سنا، فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو نوجوان آئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جو ہماری تقدیر لکھی جا چکی، اس میں ہم کوئی عمل کر سکتے ہیں؟ (الحدیث) ایسا ہی ابن شاہین نے دونوں سندوں سے بحوالہ سفیان نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے فرمایا: اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بشیر صحابی ہیں جبکہ ایسا ہے نہیں۔ یہ روایت تو مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: میں یہ پہلے بتا چکا ہوں کہ ابن عساکر نے انہیں دوسری شخصیت سے ملا دیا جنہیں بشیر بن کعب کہا جاتا تھا جو جنگ یرموک میں شریک تھے۔ اگر یہ بھی یرموک میں شریک ہوئے تو اکابر صحابہ کو دیکھا ہوگا۔ لیکن ہمیں ان کی کوئی روایت ان میں سے زیادہ قدیم سے جیسے ابوذر اور ابودرداء ہیں، نہیں ملتی۔ بعض کا قول ہے کہ ان دونوں سے ان کی روایت مرسل ہے۔ واللہ اعلم

۸۲۳ (ز) بشیر المازنی ابوعبداللہ

ابن قانع نے تضاعیف میں بشیر نامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن غلط لکھ دیا۔ چنانچہ وہ یزید بن حمیر کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن بشیر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ایک جگہ فروکش ہوئے، پھر کھانا اور کھجوریں لائی گئیں۔ (الحدیث) اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے دعا فرمائی۔ تو یہ حدیث عبداللہ بن بسر مازنی کی ہے (جو با کے پیش اور سین کے سکون سے ہے)۔

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۸۲۴ بعجه بن عبداللہ[3]

بن بدر الجہنی، عبدان نے ان کا ذکر کیا اور اسامہ بن زید بحوالہ بعجہ جہنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ایک مرسل حدیث نقل کی۔ آپ نے فرمایا: "لوگوں نے ایک ایسا وقت بھی دیکھنا ہے جس میں بہترین شخص وہ ہوگا جس نے اپنے گھوڑے کی لگام (راہِ خدا میں) پکڑ

[1] اسد الغابۃ (۴۷۶) [2] مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ الخلق الآدمی فی بطن امہ (حدیث ۶۶۷۷، ۶۶۷۸)

[3] اسد الغابۃ (۴۸۰)

رکھی ہوگی"۔ [۱] (حدیث) عبدان کہتے ہیں: ہمیں بجہ کے بارے صحابی میں ہونے اور دیدارِ نبوی کا علم نہیں، صحابی تو ان کے والد ہیں۔

میں کہتا ہوں: بات وہی ہے جوانہوں (عبدان) نے کہی۔ مذکورہ حدیث بروایت بجہ (جن کا ابھی ذکر ہوا ہے) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح مسلم میں ہے۔ یوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام اس روایت سے ساقط ہوگیا۔ بجہ مشہور تابعی ہیں، نسائی نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن حبان [۲] نے ان کی تاریخ وفات ۱۰۰ھ لکھی ہے۔

باب الباء جس کے بعد لام ہے

۸۲۵ بَلْز [۳]

ابوالعشراء دارمی۔ ابن مندہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے جو غلطی ہے۔ صحابی تو ابوالعشراء کے والد ہیں۔

۸۲۶ (ز) بلال بن حمامہ [۴]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے متعلق ان سے کعب بن نوفل روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوموسیٰ نے ان میں اور بلال بن رباح مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کیا ہے۔ یہ حدیث فضول روایت ہے۔ اگر ثابت ہو بھی جائے تو بلال بن رباح مؤذن ہی ہوتے۔

۸۲۷ بلال بن یحییٰ [۵]

حسن بن سفیان نے ان کا واحدان میں ذکر کیا اور محمد بن عثمان قرشی کی سند سے ان کے حوالہ سے حبیب بن سلیم وہ ان سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا میں بندے سے اللہ تعالیٰ کی عافیت کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھے"۔ [۶] ابونعیم [۷] کہتے ہیں: میرے خیال میں یہ عبسی کوفی ہیں جو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: بات ان کے گمان کے مطابق ہی ہے اس واسطے کہ حبیب بن سالم ہی ان سے روایت کرنے میں شہرت رکھتے ہیں جو مشہور تابعی ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ ادھر ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد روایت کیا ہے، فرمایا: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے بحوالہ حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ بات پہنچی ہے۔

۸۲۸ بلال الفزاری

کسی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے، مغلطائی نے اسد الغابہ پر اپنے قلم سے حاشیہ میں بحوالہ ابن ابی حاتم [۸] استدراک

---

[۱] مسلم کتاب الامارة باب فضل الجهاد والرباط (٤٨٦٦) ابن ماجه کتاب الفتن باب العزلة (٣٩٧٧) سنن البيهقی (١٥٩/٩) المعجم الكبير (١٠٧٦٨/١٠) صحيح لابن حبان کتاب السير باب فضل الجهاد (٤٦٠٠) المصنف لابن ابی شيبه (٢٩١/٥)

[۲] الثقات (٨٤/٤) [۳] اسد الغابة (٤٩٧) [۴] اسد الغابة (٤٩٢) [۵] اسد الغابة (٤٩٥) تجريد (٥٦/١)

[۶] کنز العمال (١٠٣٥٠) [۷] معرفة الصحابة (٦٣/٣) [۸] الجرح والتعديل (٣٩٧/٢)

کرتے لکھا ہے: جیسا انہوں نے کہا وہی بات ہے۔ جرح وتعدیل میں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے: ''اسلام کا آغاز اجنبی پن میں ہوا''۔ [1] فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا، فرمانے لگے: یہ مجہول ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے مراسیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے وہ صحابی نہیں۔ میرے خیال میں وہ بلال بن مرداس ہیں، مذکورہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے، سند یوں ہے: ہمیں اسحاق نے بحوالہ جریر، لیث سے وہ بلال فزاری سے روایت کرتے ہیں... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ بلال بن مرداس جن کی طرف ابو حاتم نے اشارہ کیا ہے وہ چھوٹے درجے کے تابعی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد واؤ ہے

۸۲۹ بوذان [2]

علی بن سعید عسکری نے ان کا تذکرہ کیا اور ابن جریج کی سند سے بحوالہ ابن مینا نے ان سے روایت کیا ہے، وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے سامنے اس کا مسلم بھائی معذرت کرے''۔ [3] (حدیث) ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کرتے کہا: اس روایت کو ابوبکر بن ابی علی نے بھی نقل کیا ہے۔ مشہور جودان ہے۔

میں کہتا ہوں: یہی درست ہے، یہ روایت اسی سند سے ابن ماجہ نے نقل کی جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔ پہلا غلط ہے۔

---

[1] مسلم کتاب الایمان باب بدأ الاسلام غریبا (۳۷۰) ابن ماجہ کتاب الفتن بدأ الاسلام (۳۹۸۸) کنز العمال (۱۱۹۲) جمع الجوامع (۵۳۸۰)

[2] اسد الغابہ (ت ۵۰۶) تجرید (۹۴۵۷/۱)

[3] ابن ماجہ کتاب الادب باب المعاذیر (۳۷۱۸) جامع المسانید (۳۲۹/۲)

حرف التاء

قسم اوّل حرف تاء

باب التاء جس کے بعد لام ہے

۸۳۰ التلب بن ثعلبہ ✿

بن ربیعہ بن عطیہ بن اخیف بن کعب بن العنبر بن عمرو بن تمیم تمیمی عنبری۔ بعض کا قول ہے کہ یہ زینب بنت ثعلبہ کے بھائی ہیں۔ بعض نے اُن کے نسب کے متعلق کچھ اور کہا ہے۔ شرف صحابیت حاصل ہے، ان کی احادیث ہیں۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایت نقل کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے تین بار ✿ استغفار کیا ہے۔ یہ لفظ تا کے زبر اور لام کے زیر سے ہے جس کے بعد باء مخفف ہے بعض نے کہا شد ہے۔ شعبہ یہ لفظ ثا سے ثلب کہتے تھے۔ بہر کیف پہلا زیادہ صحیح ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: شعبہ کی زبان میں ہکلاہٹ (تا کی جگہ ثا بولنے کی بیماری) تھی۔ ان کے نسب ''اُخَیف'' لفظ الف کے پیش خاء نقطے والی، تصغیر ہے۔

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۳۱ تمام بن عبیدہ الاسدی ✿

اسد خزیمہ، ابن اسحاق نے مہاجرین میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھائی زبیر کا ذکر آ رہا ہے۔

۸۳۲ تمام الحبشی

ان آٹھ میں سے ایک جو حبشہ سے نبی ﷺ کے پاس آئے، ابرہہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۸۳۳ (ز) تمام بن یہودا

ضحاک بن مزاحم نے علماءِ یہود سے مسلمان ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۸۳۴ تمیم بن اسید ✿

بعض نے اسد بن عبدالعزی بن جعونہ بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی کہا۔ ابن سعد ✿

✿ اسد الغابة (٥٠٩) الاستيعاب (ت ٢٤٤) تجريد (٥٧/١)
✿ جامع المسانيد (٣٧٠/٢)
✿ اسد الغابة (٥١١) تجريد (٥٨/١)
✿ اسد الغابة (ت ٥١٣) تجريد (٥٨/١)
✿ الطبقات الكبرىٰ (٣٢/٤)

فرماتے ہیں: وہ اسلام لائے اور فتح مکہ سے پہلے صحابی ہونے کا شرف پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نشاناتِ حرم کی تجدید کے لیے بھیجا تھا۔ پھر اس کی ابن خیثم تک بحوالہ ابوطفیل سند بیان کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسی روایت کو ابونعیم [1] نے باضافہ نقل کیا ہے: ابراہیم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کے دکھانے سے وہ پتھر رکھے تھے۔ اس کی سند حسن ہے۔ فاکہی نے ابن جریج کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے ابن خیثم نے بحوالہ محمد بن اسود بن خلف.... پھر وہ حدیث اضافہ کے ساتھ ذکر کی۔ وہ عبدالرحمٰن بن مطلب بن تمیم کے دادا ہیں۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نقل کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز سواری پر بیٹھے داخل ہوئے۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس بت کی طرف اشارہ کرتے وہ گدی کے بل گر پڑتا''۔ [2] اسی کے متعلق تمیم بن اسد خزاعی کہتے ہیں۔

''اصنام (انصاب) میں معتبر اور علم اس شخص کے لیے ہے جو ثواب یا عذاب کی اُمید رکھے''۔ ابن مندہ نے اسے دوسری سند سے روایت کیا ہے، اور کہا ہے: یہ حدیث غریب ہے، جس میں یعقوب بن محمد زہری میں متفرد ہے۔

۸۳۵ تمیم بن اسید

ابورفاعہ العدوی، ان کے اور ان کے والد کے ناموں میں اختلاف ہے۔ کنیتوں میں آئے گا۔ وہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔

۸۳۶ تمیم بن اوس الاسلمی

دوسری قسم میں آئے گا۔

۸۳۷ تمیم بن اوس [3]

بن حارثہ۔ بعض خارجہ بن سود، بعض سواد بن جذیمہ بن دراع بن عدی بن الدار ابورقیہ الداری کہتے ہیں۔ صحابہ میں شہرت کے حامل تھے۔ پہلے نصرانی تھے۔ مدینہ آ کر مسلمان ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جساسہ اور دجال کا قصہ ذکر کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منبر پر بیان کیا۔ یہ بات ان کے مناقب میں شمار ہوتی ہے۔ بقول ابن السکن وہ اور ان کے بھائی نعیم ۹ ھ میں اسلام لائے اور دونوں کو معیت نبوی میسر ہوئی۔ اور ابن اسحاق فرماتے ہیں: مدینہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک رہے اور ابونعیم [4] فرماتے ہیں: وہ فلسطین کے راہب اور اہل فلسطین کے عبادت گزار انسان تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغ جلایا۔ جسے طبرانی [5] نے حدیث ابوہریرہ سے روایت کیا ہے، پہلے شخص ہیں جنہوں نے قصہ بیان کیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کی بات ہے جسے اسحاق بن راھویہ اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام منتقل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں انہیں

---

[1] معرفة الصحابة (۱۹۹/۳)

[2] مسلم كتاب الجهاد والسير باب ازالة الاصنام حول الكعبة (٤٦٠١)
ترمذى كتاب التفسير باب سورة بنى اسرائيل (۳۱۳۸)

[3] اسد الغابة (٥١٥) تجريد (٥٨/١) [4] معرفة الصحابة (١٩٢/٣) [5] المعجم الكبير (١٢٩٤/٢)

بقعہ اراضی عینون نامی عطا کیا تھا۔ جس کے متعلق کئی طُرُق سے مروی ہے۔ بہت زیادہ تہجد گزار تھے۔ ایک آیت ﴿ام حسب الذین اجترحوا السیّات﴾ (سورۃ الجاثیہ : ۲۱) میں پوری رات گزار دی۔ یہ بغوی نے ''جعدیات'' میں مسروق تک صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ''مجھے ایک مکی شخص نے تمیم بتایا یہ تمہارے بھائی تمیم رضی اللہ عنہ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے'' پھر وہ قصہ ذکر کیا۔

بغوی نے تمیم رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قصہ ذکر کیا ہے۔ جس میں حضرت تمیم کی کرامت واضح ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ جس میں معاویہ بن حرمل کے سوانح قسم المخضر مین میں ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔ ابن حبان [۱] کہتے ہیں: وہ شام میں فوت ہوئے۔ ان کی قبر فلسطین کے شہر بیت جبرین میں ہے۔ امام بخاری [۲] فرماتے ہیں: ابو ہند الداری ان کے بھائی ہیں۔ بعض نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب کیا۔ لیکن ابن حبان فرماتے ہیں: ہاں یہ ان کے ماں شریک بھائی تھے۔

تنبیہ: تجرید میں ذہبی نے اس پر یقین کیا ہے کہ جام والا شخص جس کے اور اس کے ساتھ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

''اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو اس وقت تمہاری باہمی شہادت یوں ہے''۔ (سورۃ المائدہ: ۱۰۶)

وہ تمیم داری کے علاوہ ہے، اور اسے مقاتل بن حیان کی طرف منسوب کیا، یہ ٹھیک نہیں۔ اس واسطے کہ ترمذی وغیرہ کتب میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما جام کے قصہ کے متعلق مروی ہے، وہ تمیم داری ہی تھے۔

۸۳۸ تمیم بن بشر

اس کے بعد ان کا تذکرہ آئے گا۔

۸۳۹ تمیم بن جراشہ الثقفی [۳]

(جیم کے پیش سے) مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو اسحاق بن سمعان اسلمی کی سند سے بحوالہ عبدالعزیز بن ہشم، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ تمیم بن جراشہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''میں ثقیف کے وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ہم لوگ اسلام لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ ہمیں ایک تحریر بنا دیں جس میں شرطیں ہوں''۔ [۴] (حدیث) اس کی سند ضعیف ہے۔ ابو اسحاق، ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اور ابو یحییٰ وہی سمعان ہیں۔

۸۴۰ تمیم بن حارث [۵]

بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی۔ زبیر فرماتے ہیں کہ وہ اجنادین کے روز شہید ہوئے۔ اور ان کے ساتھ ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو تیمی بھی شہید ہوئے۔ ان کی والدہ بنی عامر بن صعصعہ سے تھیں۔ ابو الاسود نے بحوالہ عروہ حبشہ کے مہاجرین میں ان کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی زہری نے نقل کیا۔ جبکہ واقدی نے ان کا نام نمیر (شروع میں پیش والا نون اور راء سے) لیا ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا: بشیر بن حارث، پھر ذکر کیا کہ انہوں نے حبشہ ہجرت کی۔

بلاذری کا قول ہے: تمیم بن حارث نے دوسری مرتبہ کی ہجرت میں حبشہ ہجرت کی۔ ان کے ساتھ بنی تمیم سے ان کے معبد نامی بھائی تھے۔ پھر اجنادین کے معرکہ میں تمیم شام میں شہید ہوگئے۔ ان کا والد مسلمانوں سے استہزاء (مذاق) کرتا تھا۔

---

[۱] الثقات (۳۹/۳) [۲] التاریخ الکبیر (۱۵۰/۲) [۳] التجرید (۱۷) [۴] اسد الغابۃ (۵۱۷) تجرید (۵۸/۱)
[۵] جامع المسانید والسنن (۳۹۶/۲) [۶] اسد الغابۃ (۵۱۸) الاستیعاب (۲۳۶) [۷] اسد الغابۃ (۵۱۹) الاستیعاب (۲۴۲)

۸۴۱ تمیم بن حجر الاسلمی

بقول ابن حبان [۱] اور طبرانی، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ لیکن ان کی کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ ابن مندہ نے ابن سعد [۲] کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ تمیم بن اوس بن حجر ابونواس اسلمی عرج کے پاس فروکش ہوتے۔ یہ بریدہ بن سفیان کے دادا تھے۔ پھر ان کا تعاقب کرتے کہا: یہ وہم ہے، درست ابوتمیم اوس بن عبداللہ بن حجر ہے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۸۴۲ تمیم بن ربیعہ [۳]

بن عوف بن جراد بن یربوع بن طحیل الجھنی، ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ بہت پہلے اسلام لائے۔ حدیبیہ میں شریک تھے اور درخت کے نیچے بیعت بھی کی۔ اور ابن شاہین نے بحوالہ محمد بن ابراہیم، محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے ایسا ہی ذیل میں ابن فتحون نے بحوالہ طبری ذکر کیا ہے۔

۸۴۳ تمیم بن زید الانصاری [۴]

عباد کے والد اور بقول اکثر حضرات، عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی کے بھائی۔ بعض کا کہنا ہے کہ ان کے ماں شریک بھائی ہیں۔ رہے ان کے والد تو وہ غزیہ بن عبد عمرو بن عطیہ بن خنساء ہیں۔ اسی پر دمیاطی نے ابن سعد کی پیروی میں یقین کیا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں: تمیم بن زید مازنی صحابی ہیں جن کی حدیث ان کے بیٹے سے مروی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں، امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابن ابی عمر، بغوی، طبرانی اور باوردی وغیرہ سب نے ابوالاسود کی سند سے بحوالہ عباد بن تمیم مازنی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے اور پاؤں پر مسح کرتے دیکھا''۔ [۵] اس کے رجال معتبر ہیں۔ ابو عمر نے غریب سمجھ کر ضعیف کہہ دی۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ عباد نے اپنے والد سے اس کے علاوہ کوئی روایت نقل کی ہے؟ بعض لوگوں نے اسی بات میں ان کی اتباع کی ہے جبکہ اس میں تامل ہے اس لیے کہ ابن مندہ نے ان کی دو حدیثیں نقل کیں۔ ایک حدیث جس میں شک ہے (کہ وہ کس سے مروی ہے) جس میں ابن لہیعہ کو وہم ہو گیا وہ تو ان کے چچا کے حوالہ سے مشہور ہے۔ دوسری حدیث جسے ہم نے فوائد عیسوی کے جزء اوّل میں لیث کی سند سے بحوالہ ہشام بن سعد، ابن شہاب سے وہ عباد بن تمیم سے وہ اپنے والد اور چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ''چت لیٹے ہوئے دیکھا''۔ (حدیث) یہ حدیث عباد سے بحوالہ ان کے چچا مشہور ہے۔ لیکن اس میں کوئی مانع نہیں کہ عباد اکٹھے ان دونوں سے روایت کرتے۔ یہی روایت باوردی نے ابوبکر ہذلی کی سند سے بحوالہ زہری نقل کی، فرماتے ہیں: عباد سے وہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں (شک کے ساتھ)۔ واللہ اعلم

۸۴۴ (ز) تمیم بن زید (دوسرے) ابن یزید میں تذکرہ آئے گا۔

---

[۱] الثقات (۴۱/۳) [۲] الطبقات الکبری (۱۴۴/۴) [۳] اسد الغابۃ (۵۲۲)

[۴] اسد الغابۃ (۵۲۳) تجرید (۵۹/۱) [۵] مسند احمد (۴۰/۴) المعجم الکبیر (۱۲۸۶/۲)

۸۴۵ تمیم بن سعد تمیمی ❶

بنی تمیم کے اس وفد میں تھے جو آ کر اسلام لایا۔ ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید، اپنے راویوں سے ان کا ذکر کیا ہے اور ذیل میں ابن فتحون نے بحوالہ طبری ذکر کیا۔

۸۴۶ تمیم بن سلمۃ ❷

ابوموسیٰ نے وہیب بن خالد کی سند سے بحوالہ خالد الحذاء، ایک شخص سے وہ تمیم بن سلمہ روایت کرتا ہے، فرمایا: ایک دفعہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ آپ ﷺ کے ہاں سے ایک شخص واپس ہوا میں نے مڑ کر دیکھا وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا۔ جس کا شملہ اس نے پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! یہ کون شخص تھا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبرائیل''۔ ❸

اور علی بن سعید عسکری نے زیاد بن فیاض کی سند سے بحوالہ تمیم بن سلمہ مرفوع نقل کیا: ''جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے''۔ اس کے رجال معتبر ہیں لیکن میرے خیال میں یہ روایت مرسل ہے۔ اس واسطے کہ تمیم بن سلمہ کوفی مشہور تابعی ہیں۔ ان سے زیاد بن فیاض وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ زیاد بن فیاض نے کسی صحابی سے روایت لی ہو۔

۸۴۷ (ز) تمیم بن عبد عمرو

بقول بعض: یہ ابوحسن انصاری کا نام ہے جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں آئے گا۔

۸۴۸ تمیم بن معبد ❹

بن عبد سعد بن عامر بن عدی بن جشم انصاری مازنی۔ ابوعمر نے ان کے والد کے سوانح میں ذکر کیا کہ دونوں احد میں شریک تھے۔ ابن فتحون وغیرہ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۸۴۹ تمیم بن بشر ❺

بن عمرو بن حارث بن کعب بن زید بن حارث بن خزرج انصاری (سفیان بن بشر کے بھائی) احد میں شریک تھے۔ ابن شاہین نے اسے اپنی سند سے نقل کیا ہے اور ایسا ہی ابن ماکولا ❻ نے کہا: اور ان کے والد کا نام نسر (نون کے زبر اس کے بعد سین ساکن آخر میں راء سے) قلمبند کیا۔ ابوموسیٰ نے تمیم بن بشر کہا پھر ان کا نسب بیان کیا جس میں لفظی غلطی کی۔

۸۵۰ تمیم بن یزید ❼

یا، ابن زید انصاری۔ ابن مندہ نے ابوملیح رقی کی سند سے بحوالہ ابوہاشم جعفی نقل کیا، فرمایا: ہم لوگ مسجد قباء میں داخل

---

❶ اسد الغابۃ (۵۲٤) ❷ اسد الغابۃ (۵۲۵) تجرید (۵۹/۱)

❸ دلائل النبوۃ (۱۱/٤) مصنف عبدالرزاق حدیث (۲۰۹۱۷) الدر المنثور (۱۷۸۸/۳) التفسیر لابن کثیر (۲٦۹/۵)

❹ اسد الغابۃ (۵۲۹) ❺ اسد الغابۃ (۵۱٦) الاستیعاب (۲۳۵)

❻ الاکمال (۱۱۵) ❼ اسد الغابۃ (ت ۵۳۱) تجرید (۳۰۰/۱)

ہوئے، لوگ کافی صبح کر چکے تھے۔ آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ [1] پھر حدیث ذکر کی، فرماتے ہیں: یہ حدیث صرف اسی سند سے مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں انقطاع ہے۔ اسے عمر بن شبہ نے دوسری سند سے ابوملیح سے بحوالہ ابوہاشم نقل کیا کہ تمیم بن زید انصاری مسجد قباء میں آئے۔ لوگوں سے پوچھا: اتنی دیر ہوگئی تم لوگ کیوں نہیں ادا کر رہے؟ انہوں نے کہا: ہم معاذ رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں ''ان کی انہیں امامت کرانے اور معاذ کی آپ سے شکایت کا ذکر ہے''۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''جب امام کہیں رہ جائے تو ایسا کر لیا کرو''۔ اس میں ہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اور تمیم نے جس نیکی میں مقابلہ کیا تمیم مجھ سے آگے رہے۔ شہادت میں ہمارا مقابلہ ہوا وہ شہید ہو گئے اور میں ابھی زندہ ہوں۔

۸۵۱ تمیم بن یعار [2]

بن قیس یا نسر بن عدی بن امیہ بن خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج عروہ، زھری اور ابن اسحاق وغیرہ نے شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا اور دارقطنی نے ان کے دادا کا نام نون اور سین سے ذکر کیا، رہے ان کے والد تو وہ نام شروع میں یاء پھر عین سے ہے۔

۸۵۲ تمیم [3]

خراش بن صمہ انصاری کے غلام۔ ابن ابی حاتم [4] نے کہا: مغازی سے وہ نکالے گئے ہیں۔ ان کی روایت نہیں۔ ابوعمر کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ان کے اور خباب (جو عتبہ بن غزوان کے غلام تھے) کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ زہری عروہ، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ خراش خا اور آخر میں شین سے ہے۔

۸۵۳ (ز) تمیم الحبشی

آٹھ میں سے ایک۔ ابرہہ میں ان کا تذکرہ گزرا ہے۔

۸۵۴ (ز) تمیم بن غنم کے غلام [5]

بن سلم بن مالک بن اوس انصاری۔ بقول ہشام: وہ سعد بن خیثمہ کے غلام تھے۔ اور سعد بنی غنم سے تھے۔ زھری اور ابن اسحاق نے انہیں شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے کہا: ہمیں وکیع نے بحوالہ اسرائیل، جابر سے وہ عامر سے روایت کر کے بتایا: بدر میں چھ غیر عربی حضرات نے شرکت کی ان میں سے ایک بلال اور تمیم بھی تھے۔

---

[1] معرفة الصحابة (٢٠٩/٣) جامع المسانيد (٤٠١/٢)

[2] اسد الغابة (ت ٥٢١) الاستيعاب (ت ٢٣٩)

[3] اسد الغابة (ت ٥٣٢) الاستيعاب (ت ٢٣٤)

[4] الجرح والتعديل (٤٤٠/٢)

[5] اسد الغابه (ت ٥٢٧) الاستيعاب (ت ٢٣٧) تجريد (٥٩/١)

باب التاء جس کے بعد واؤ ہے

۸۵۵ التوأم ابودخان ✿

ابن مندہ نے شعبہ بن دخان بن توأم سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اشعار کلامِ عرب کا قافیہ ہے''۔ ✿ ابن مندہ کہتے ہیں: اس کی سند مجہول ہے، جو وہم ہے۔ ابن قانع نے بروایت جریر ان کی دوسری حدیث ذکر کی ہے جو مغیرہ سے وہ اپنے والد سے وہ شعبہ بن توام سے وہ اپنے والد سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں: ''(جاہلیت کے قائم کردہ) عہد و پیمان کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں''۔ ✿ فرمایا: یہ غلط ہے۔ درست ہشیم کی مغیرہ سے روایت ہے جس میں شعبہ سے وہ قیس بن عاصم کے الفاظ ہیں۔

باب التاء جس کے بعد یاء ہے

۸۵۶ (ز) التیّہان انصاری ✿

اسعد کے والد۔ ابن قانع، ابن شاہین اور ابن مندہ نے یہاں ذکر کیا ہے اور ابن السکن نے نون میں۔ گویا وہی راجح ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہیں ان کی حدیث کا ذکر آئے گا۔

قسم ثانی

جنہیں دیدار کی دولت نصیب ہوئی

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۵۷ تمام بن العبّاس ✿

بن عبدالمطلب ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچیرے بھائی۔ دس بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے۔ ان کی والدہ باندی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ''تمام سے پورے دس ہو جاؤ''۔ یہ زبیر بن بکار کا قول ہے اور ابوعمر نے کہا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے

✿ اسد الغابة (٥٣٤) تجريد (٦٠/١) ✿ جمع الجوامع (٧٣٥٤) جامع المسانيد (٤٠٤/٢)

✿ بخاري كتاب الاعتصام باب ما ذكر النبي ﷺ و خص (٧٣٤٠)

مسلم كتاب فضائل الصحابة باب مواخاة النبي ﷺ بين اصحابه رضى الله عنهم (٢٠٥)

المستدرك (٢٢٠/٢) كنز العمال (٤٦٤٣٢)

✿ اسد الغابة (٥٣٦) تجريد (٦٠/١) ✿ اسد الغابة (٥١٠) الاستيعاب (٢٤٣)

تمام بیٹوں کو دیار حاصل ہے، سماع صرف فضل اور عبداللہ رضی اللہ عنہما کو میسر ہوا۔ ابن السکن نے کہا: وہ اپنے بھائیوں میں سب سے کم سن تھے۔ پورے قریش میں سب سے زیادہ حملہ آور تھے ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت ثابت شدہ سند سے مروی نہیں۔

ابن حبان [1] کا قول ہے: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں جو وہ اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: منصور پر جا کے اختلاف ہوتا ہے جو وہ ابوعلی صیقل سے بحوالہ جعفر بن تمام وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس طرح مسواک کیا کرو!'' [2] اسے ثوری اور منصور کے اکثر تلامذہ نے ذکر کیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ عمر بن عبدالرحمٰن الابار نے منصور سے روایت کی تو یوں سند چلائی: تمام سے وہ اپنے والد سے، اسے بزار اور حاکم نے نقل کیا۔ اور شیبان نے منصور سے بحوالہ ابوعلی، جعفر بن عباس سے انہوں نے اپنے والد سے۔ ایک روایت میں ان سے بحوالہ جعفر بن تمام، وہ اپنے والد سے ہے اور ثوری سے بحوالہ منصور وہ صیقل سے وہ قثم بن تمام یا تمام بن قثم سے وہ اپنے والد سے، کی سند مروی ہے۔ امام احمد نے یہ روایت معاویہ بن ہشام بحوالہ ان کے نقل کی ہے اور معاویہ خراب حافظے والے تھے۔ تمام علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ کے گورنر بنے اور اسی میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: وہ دس بھائی یہ ہیں: (۱) فضل (۲) عبداللہ (۳) عبیداللہ (۴) قثم (۵) معبد (۶) عبدالرحمٰن (۷) کثیر (۸) صبیح (۹) مُسہر اور (۱۰) تمام۔ سوائے آٹھویں اور نویں کے باقی سب ناموں پر اتفاق ہے۔ ان دو کو ہشام بن کلبی ذکر کرنے میں منفرد ہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں: کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

۸۵۸ (ز) تمیم بن ایاس

بن بکیر لیثی، ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابو یونس نے تاریخ میں تمیم کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: فتح مصر میں موجود تھے اور وہیں دوسرے شہداء کے ساتھ شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ ۲۰ھ کی بات ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی ولادت عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہونی چاہیے۔

۸۵۹ تمیم بن غیلان [3]

بن سلمہ ثقفی، بقول بغوی: ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ یہی ابن شاہین کا موقف ہے۔ امام بخاری تاریخ میں ابن جریج کی سند سے بحوالہ تمیم بن غیلان، عبدالرحمٰن بن عوف کی مرفوع روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! عشا کے نام پر ہرگز (لفظ عتمہ) غالب نہ کرنا''۔ ابن ابی حاتم [4] فرماتے ہیں: ان سے عبدالعزیز بن ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ بغوی، ابن شاہین اور ابن قانع نے مفضل بن تمیم بن غیلان کی سند سے بحوالہ ان کے والد نقل کیا، فرمایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان بن حرب، مغیرہ بن شعبہ اور خالد بن ولید یا کسی اور کو روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ ثقیف کے سرکش کو کچلیں''۔ [5] (حدیث) ابن مندہ نے کہا: ہمیں یہ روایت اسی سند سے معلوم ہے اور ہے یہ مرسل۔

---

[1] الثقات (٨٥/٤) [2] مسند احمد (٢١٤/١) السنن الكبرى (٣٦/١) المستدرك (١٤٦/١) المعجم الكبير (٥٤/٢)

[3] اسد الغابة (٥٢٨) تجريد (٩٥/١) [4] الجرح والتعديل (٤٤١/٢) [5] كنز العمال (١١٤٣٢) بخارى فى تاريخه (١٥٣/٢/١)

قسم ثالث وہ لوگ جنہوں نے زمانۂ نبوی پایا لیکن آپ ﷺ کو نہیں دیکھا

باب التاء جس کے بعد باء ہے

۸۶۰ تُبیع الحمیری

کعب احبار کی بیوی کے بیٹے۔ زمانۂ جاہلیت پایا۔ خلیفہ نے اہل شام کے پہلے طبقہ میں انہیں ذکر کیا ہے۔ اور ابوبکر بغدادی نے اہل حمص کے اونچے طبقہ میں جو صحابہ کے قریب ہے ان کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی ﷺ کا دلال تھا آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس وقت وہ مسلمان نہ ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ وفات پا گئے بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ ابن سعد نے انہیں اہل شام کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا کہ وہ ۱۰۱ھ میں فوت ہوئے، نسائی نے ان کی روایت کردہ حدیث نقل کی ہے۔

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۶۱ تمیم بن حذلم

دورِ جاہلیت پایا اور عہد صدیقی میں آئے۔ امام بخاری[1] اپنی تاریخ میں اعمش کی سند سے بحوالہ علاء بن بدر، تمیم بن حذلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا دور پایا ہے اور ایک جماعت کا ذکر کر کے فرمایا: میں نے ابن مسعود سے زیادہ دنیا سے بے رغبت انسان نہیں دیکھا۔ بخاری نے الادب المفرد میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۸۶۲ تمیم بن مُقْبِل

بن عوف بن حُنَیف بن قتیبہ بن عجلان بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ ابوکعب مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں: انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آئے۔ وہ اہل جاہلیت پر آنسو بہاتے ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔ ان کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ ہے جب انہوں نے نجاشی شاعر کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپیل کی کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی ہجو کرتے تھے۔ قصہ مشہور ہے جسے ہم نے کتاب المجالسۃ میں نقل کیا ہے۔ اور ثعلب نے اپنے ''فوائد'' میں ابوالحسن بن مقسم کی روایت سے ان سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں، ہمارے اصحاب نے کہا کہ تمیم بن مقبل نے نجاشی کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی انہوں نے کہا: امیر المومنین، اس نے میری برائی کی سو اس کے خلاف میری مدد کریں۔ آپ نے نجاشی سے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ وہ بولے: امیر المومنین! میں نے وہ بات کی جس میں مجھے کوئی گناہ نظر نہ آیا، پھر یہ اشعار سنائے:

---

[1] التاريخ الكبير (۹۱/۲/۱)

''اللہ تعالیٰ جب کسی عہد و ذمہ داری کی وجہ سے اہل ملامت کو بدلہ دینے لگے تو ابن مقبل کے خاندان بنی عجلان کو بدلہ دے۔ اس کا قبیلہ کوئی عہد نہیں توڑتا اور لوگوں پر رائی برابر بھی ظلم نہیں کرتے''۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''کاش میں ان سے ہوتا''۔ تو وہ آگے بولے:

''وہ شام کے وقت گھاٹ پر اترتے ہیں۔ جب پانی کی جگہوں سے پانی لینے والے نکل چکے ہوتے ہیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان پر کیا الزام جب بھی آئیں''۔ تو وہ کہنے لگے:

''عجلان کو اس کی اس بات کی وجہ سے جلد باز کہا جاتا ہے، غلام! برتن لے، دودھ دوہ اور جلدی کر''۔

اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اپنے کنبہ کو فائدہ پہنچانے والا بہترین شخص ہے''۔ تمیم فوراً بولے:

''حضرت! اس سے اس کے قول کے متعلق پوچھیں۔ یہ باندی کی اولاد اور کمینے خاندان سے ہے۔ اور عاجز و ذلیل شخص کا کنبہ ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس پر تو میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا''۔ اسے قید میں ڈلوایا اور درے لگوائے۔

۸۶۳ تمیم بن نُذیر العَدَوی

کنیت ابوقتادہ تھی اسی سے مشہور ہیں۔ بعض نے ان کا نام بُدَیر بن قنفذ بتایا جسے خلیفہ نقل کرتے ہیں۔ بقول بزار: زمانہ جاہلیت پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ باوردی اور ابن السکن نے انہیں صحابہ میں شامل کیا ہے اور حمید بن ہلال کی سند سے بحوالہ ان کے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! اپنی جانوں کو اللہ کے مال سے خرید لو''۔ [1] (حدیث) اس کے راوی معتبر ہیں۔ بقول ابن السکن ان کی روایت کردہ حدیث میں کوئی چیز ایسی نہیں جس سے پتہ چلے کہ وہ صحابی ہیں۔ ایک جماعت نے یہ حدیث مسند میں داخل کر دی۔ ابن حبان [2] نے انہیں ثقات میں اور ابن سعد بصرہ کے ان کو طبقہ اولیٰ میں شمار کیا ہے جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہے۔ میں کہتا ہوں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ان کی حدیث صحیح مسلم میں ہے۔

۸۶۴ (ز) تمیم بن ورقاء الخثعمیّ

دورِ جاہلیت دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اپنی قوم کے ناظم تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ فتح کر کے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اطلاع دینے بھیجا۔ ابن عساکر نے حکم بن عبدالرحمٰن کے سوانح میں ہشام بن عمار کی سند سے بحوالہ یزید بن سمرۃ، حکم بن عبدالرحمٰن ابن ابی العصماء ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ فتح قیساریہ میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں: امیر معاویہ نے سات سال اس کا محاصرہ جاری رکھا۔ رومی جنگجو جنہیں اس میں رسد ملتی تھی ایک لاکھ تھے، انہیں ایک شخص نے جو گروی رکھے لوگوں میں سے تھا ان کا خفیہ راستہ بتا دیا پھر وہ انہیں اس سرنگ سے لے آیا جہاں سے اونٹ سامان لے کر گزرتا تھا۔ یہ دِن بھی اتوار کا تھا۔ وہ لوگ گرجا میں تھے مسلمانوں کی تکبیر بلند ہوئی تب انہیں پتہ چلا بس پھر ان کی ہلاکت تھی۔ یزید بن سمرہ کہتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری جن لوگوں کے ذریعہ بھیجی ان کے ساتھ تمیم بن ورقاء خثعم کے ناظم بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر فرمانے لگے: سنو! قیساریہ جبراً فتح ہو گیا ہے۔

---

[1] کنز العمال (١٦١٧٩) الدر المنثور (١/١٧٤) [2] الثقات (٤/٨٥)

قسم رابع

جن کا ذکر لفظی غلطی سے صحابہ میں ہوگیا

باب التاء جس کے بعد لام ہے

۸۶۵ تلید بن کلاب اللیثی

تجرید میں ذہبی نے ان کا استدراک کیا ہے کہ ان کی حدیث مسند امام احمد میں ہے، ذوالخویصرہ کا آپ ﷺ سے کہنا: انصاف کیجیے! جسے ابن اسحاق نے ابوعبیدہ بن محمد بن عمار سے بحوالہ مقسم وہ ایک شخص کے ذریعہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث مسند امام احمد کی مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص میں لکھی ہے۔ جس میں تلید بن کلاب کی روایت کا ذکر نہیں بلکہ صرف اس کا ذکر ہے امام احمد فرماتے ہیں: ہمیں یعقوب نے بحوالہ ابی، وہ ابن اسحاق سے وہ ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے وہ مقسم ابوالعباس سے (جو عبداللہ بن حارث بن نوفل کے غلام ہیں) روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں اور تلید بن کلاب لیثی باہر آئے، چلتے چلتے ہم لوگ عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پاس پہنچ گئے، وہ اپنے نعلین ہاتھ میں لٹکائے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا: کیا آپ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جب حنین کے روز تمیمی آپ سے گفتگو کر رہا تھا۔ فرمانے لگے: ہاں! بنی تمیم کا ایک شخص آیا جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا، پھر لمبی حدیث بیان کی۔ ایسا ہی طبرانی نے معجم کبیر میں مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص میں اسے نقل کیا ہے۔ یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ مقسم نے یہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص سے بالمشافہ (روبرو) حاصل کی ہے۔ سیاق میں کوئی چیز ایسی نہیں جس سے تلید کے صحابی ہونے یا روایت کرنے کا پتہ چلتا ہو۔

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۶۶ تمیم بن اسد الخزاعی

ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا کہ عبدان نے کہا: ہمیں ان کی کوئی روایت نہیں ملی۔ بظاہر ان کی مراد تمیم بن اسید ہیں جن کا تذکرہ گزر چکا۔ اسی پر ابن الاثیر نے اعتماد کیا ہے۔ ہوا یوں کہ جب ان کے والد کا نام تبدیل ہوا تو وہ اسے دوسرا شخص سمجھ بیٹھے اور اسے عبدان کی بات ''ہمیں ان کی روایت نہیں ملی'' سے مضبوط کر دیا۔ باوجودیکہ ان کی روایت ملتی ہے۔

۸۶۷ (ز) تمیم بن اوس الاسلمی

درست ابوتمیم اوس بن عبداللہ بن حجر ہے پہلے تذکرہ گزر چکا ہے۔

۸۶۸ تمیم بن حمام انصاری[1]

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا اور محمد بن مروان سدی کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تمیم بن الحمام بدر میں شہید ہوئے۔ ان کے اور چند دیگر حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

[1] اسد الغابۃ (۵۲۰) تجرید (۵۹/۱)

''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جاتے ہیں انہیں مردے نہ کہو''۔ (سورة البقرة : ١٥٤)

ابو نعیم ✿ فرماتے ہیں: علماء کا اس پر اتفاق ہے وہ عمرو بن حمام ہیں۔ سدی سے غلطی ہوئی ہے جس کی بعض لوگوں نے پیروی کر لی۔

۸۶۹ تمیم ✿ (بے نسبت)

بقول ابن مندہ انہیں ''داری'' کہا جاتا ہے، جو صحیح نہیں۔ ان کی حدیث، موسیٰ بن علی بحوالہ یزید بن الحصین، تمیم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا کیا سبا مرد تھا یا عورت؟ (حدیث) ✿ ابن مندہ فرماتے ہیں: ایسا ہی عبدالوہاب بن عبدہ نے ابو عمرو سے بحوالہ لیث ان سے نقل کیا، فرماتے ہیں: ابو عمر مجہول ہے۔ اسے موسیٰ نے بحوالہ اپنے والد یزید بن الحصین سے مرسلاً نقل کیا جس میں تمیم کا ذکر نہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن مردویہ نے زید بن الحباب کی سند سے بحوالہ موسیٰ ایسا ہی نقل کیا ہے لیکن ابن ابی خیثمہ نے اسے عبدالوہاب بن عبدۃ سے بحوالہ عثمان بن کثیر، لیث سے انہوں نے موسیٰ بن علی سے وہ یزید بن حصین سے وہ تمیم داری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ..... پھر وہ روایت ذکر کی۔ اس میں ابن مندہ کا دو طرح سے تعاقب ہوا ہے۔ اوّل: ''ابو عمرو مجہول ہے''۔ تو اب ان کی جہالت ختم ہوئی کہ وہ عثمان بن کثیر ہیں۔ دوم: ان کا کہنا کہ کہا جاتا ہے ''وہ تمیم داری ہیں یہ بات صحیح نہیں'' اس واسطے کہ ابن ابی خیثمہ نے وضاحت کر دی کہ وہ تمیم داری ہی ہیں۔ ان کا یہ روایت مرسل روایت کرنے سے کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا کہ وہ شخص تمیم داری ہی ہوں۔ واللہ اعلم۔ حدیث فروہ بن مسیک سے مشہور ہے جس کا ذکر حرف فا میں آتا ہے۔ اسے ترمذی نے نقل کیا اور انہی الفاظ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جس کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے اور ابن مردویہ نے موصول روایت کیا ہے۔

باب التاء جس کے بعد یاء ہے

۸۷۰ التَّیِّہان الانصاری ✿

ابوالہیثم کے والد، مطین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ طبرانی، باوردی اور ابن حبان نے ان کی اتباع کی ہے۔ چنانچہ مطین نے یونس بن بکیر کی سند سے بحوالہ ابن اسحاق محمد بن ابراہیم تیمی سے وہ ابوالہیثم بن التیہان سے وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے خیبر ✿ میں عامر بن اکوع کا قصہ ذکر کرتے ہیں۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ غلط ہے، درست ابن ابی الہیثم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ مطین کو اس میں غلطی لگی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس یونس بن بکیر کو وہم ہوا ہے ایسا ہی مغازی میں ان سے ہوا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ التیہان نے اسلام کا دور ہی نہیں پایا۔

✿ معرفة الصحابة (٢٠٦/٣) ✿ اسد الغابة (٥٣٣) تجريد (٥٩/١)

✿ معرفة الصحابة (٢١١/٣) جامع المسانيد والسنن (٤٠٢/٢) اسد الغابة (٢٥٢/١)

✿ اسد الغابة (ت ٥٣٥) ✿ المعجم الكبير (١٣٠٤/٢) مجمع الزوائد (١٢٨/٨) جامع المسانيد (٤٠٥/٢)

حرف الثاء

قسم اوّل

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۸۷۱ ثابت بن إثله انصاری اوسی ✿

از بنی عمرو بن عوف۔ ابن اسحاق نے شہدائے خیبر ✿ میں ان کا تذکرہ کیا اور ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا استدراک کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے ان کے والد کے نام میں تحریف کر دی جیسا کہ میں قسم رابع میں اس پر متنبہ کروں گا۔

۸۷۲ ثابت بن اقرم ✿

بن ثعلبہ بن عدی ابن عجلان البلوی، انصار کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ نے بدریین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مغازی میں ابن اسحاق نے کہا: مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے بحوالہ عروہ بتایا کہ غزوۂ موتہ میں پھر جھنڈا ثابت بن اقرم نے تھام لیا جب ابن رواحہ شہید ہو گئے تھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ ایسا ہی ابن مندہ نے ابوالیسر کی حدیث سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور واقدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: میں موتہ میں موجود تھا تو ثابت بن اقرم نے مجھ سے کہا: تم بدر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے، وہاں ہماری کثرت کی وجہ سے مدد نہیں کی گئی۔ اہل مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ ثابت بن اقرم عہد صدیقی میں شہید ہوئے انہیں طلیحہ بن خویلد اسدی نے شہید کیا (جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے)۔ طلیحہ کے اسلام لانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تم سے کیسے محبت کروں جبکہ تم نے دو نیک شخص عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم شہید کیے؟ تو طلیحہ نے جواب دیا: میرے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو عزت بخشی اور مجھے ان دونوں کے ہاتھوں سے رسوا نہیں کیا۔ عروہ نے اس کے خلاف روایت کی ہے چنانچہ طبرانی نے ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ ابوالاسود، عروہ سے نقل کیا فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے علاقہ غمر کی جانب ایک دستہ بھیجا جن کے امیر ثابت بن اقرم ✿ تھے جس میں وہ زخمی ہوئے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں شہید ہو گئے تھے۔ البتہ یوں اس کی تاویل کرنا ممکن ہے کہ وہ زخمی ہوئے تھے لیکن فوت نہیں ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: غمرہ غین کے زبر سے ہے۔

✿ اسد الغابة (٥٣٧) ✿ اسد الغابة (٢٥٤/١) السيرة النبوية عن ابن اسحاق (٢٦٦/٣)

✿ اسد الغابة (٥٣٩) الاستيعاب (٢٥٠) تجريد (٦٠/١) ✿ المعجم الكبير (٧٧/٢) مجمع الزوائد (٢١٠/٦)

۸۷۳ ثابت بن الجزع ❶

ان کا نام ثعلبہ بن زید بن حارث بن حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شہدائے طائف ❷ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نیز انہی دونوں نے اہل عقبہ میں بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ طبرانی کی روایت میں موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ثابت بن اجذع ہے جو لفظی غلطی ہے۔

۸۷۴ ثابت بن حارث انصاری ❸

ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا نسب بیان کیا ہے، بعض ابن حارثہ کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد، ❹ ثابت بن حارث انصاری، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدری شخص کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے''۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں کیا معلوم؟ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جھانک کر دیکھا ہو''۔ (حدیث) حسن بن سفیان، ابن سعد اور طبرانی نے ابن المبارک کی سند سے بحوالہ ابن لہیعہ حارث بن یزید سے وہ ثابت بن حارث انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے غنائم تقسیم کیے تو سہلہ بنت عاصم بن عدی انصاری اور ان کی بیٹی کا حصہ بھی نکالا جو پیدا ہوئی تھی۔ اس کی سند قوی ہے اس لئے کہ ابن المبارک کی ابن لہیعہ سے روایت لینا ابن لہیعہ کی حدیث کے قوی ہونے کی نشانی ہے۔

اور بغوی نے اسے کامل بن طلحہ سے بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا تو کہا: مجھے حارث نے اسی سے ملتا جلتا مفہوم بتایا۔ اور فرماتے ہیں: مجھے ان کی اس کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: طبرانی ❺ کے ہاں ان کی اسی سند سے ایک اور حدیث ہے اور ابن مندہ کے ہاں دوسری ہے جسے ابن وہب بحوالہ ابن لہیعہ، حارث بن یزید سے وہ ثابت حارث انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم انصار کا ایک شخص منافق سا ہو گیا، اس کا بھتیجا جسے ورقہ کہا جاتا تھا، آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (میرے خیال میں) میرا چچا منافق ہو چکا ہے، مجھے اجازت دیجئے اس کا سر قلم کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ بدر میں شرکت کر چکا ہے، شاید یہی اس کے لیے کفارہ بن جائے''۔ (حدیث) اسی کی طرف ابو حاتم نے اشارہ کیا ہے۔

۸۷۵ ثابت بن حسان

ابن خنساء میں تذکرہ آئے گا۔

۸۷۶ ثابت بن خالد ❶

بن نعمان۔ بقول بعض: ابن عمرو بن نعمان بن خنساء بن عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، ابن اسحاق موسیٰ بن عقبہ اور ابن کلبی نے انہیں شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ اور قداح نے بئر معونہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا اور ابن لہیعہ

---

❶ اسد الغابة (٥٤٠) الاستيعاب (٢٤٥) ❷ اسد الغابة (٢٥٤/١) الاستيعاب (٢٧٤/١)
❸ اسد الغابة (٥٤١) الاستيعاب (٢٦٩) ❹ الجرح والتعديل (٤٥٠/٢)
❺ المعجم الكبير (٩٩/١٢) ❶ اسد الغابة (٥٤٣) الاستيعاب (٢٤٨) تجريد (٦١/١)

نے ابوالاسود سے بحوالہ عروہ ان کی مخالفت میں انہیں شہدائے یمامہ ❶ میں ذکر کیا، ایسا ہی واقدی نے البتہ ان کے دادا کا نام نعمان کی جگہ عمرو بتایا ہے۔ ان کی دو بیٹیاں دبیہ اور رقیہ تھیں جو صحابیات ہیں۔ عُسیرۃ ان کے نسب میں جو نام ہے وہ سین سے تصغیر ہے اور ابن ہشام نے نقطے والے سے لکھا ہے۔

(۸۷۷) ثابت بن خنساء ❷

انیس، ابن حسان بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے واقدی نے ان کا نام ابن خنساء اور دوسروں نے ابن حسّان لیا ہے۔ ابوعمر سے ذہول ہوا وہ سمجھے کہ واقدی بدریین میں ان کا ذکر کرنے میں اکیلے ہیں۔ اس طرح وہ یہ گمان کر بیٹھے کہ وہ اس ابن حسان کے علاوہ کوئی شخص ہیں جن کا ابن اسحاق اور موسیٰ نے تذکرہ کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے یہ بات ابن شاہین کی عبارت سے لی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ثابت بن خنساء پھر ان کا نسب بیان کرتے ہیں کہ واقدی کی روایت کے مطابق بدر میں شریک رہے۔

(۸۷۸) ثابت بن دحداح ❸

نعیم بن غنم بن ایاس، انصار کے حلیف۔ وہ بلوی تھے۔ بنی عمرو بن عوف سے معاہدہ کیا۔ انہیں ثابت بن دحداحہ بھی کہا جاتا ہے۔ ابودحداح اور ابودحداحہ کنیت رکھتے تھے۔ طبرانی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن یسار، سماک بن حرب سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو ثابت بن دحداح کے جنازے میں دیکھا تھا"۔ ❸ (حدیث) یہ حدیث صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مروی ہے لیکن اس میں انہوں نے نام نہیں لیا۔ فرماتے ہیں: ہم نے ابن دحداح کا جنازہ پڑھا اور ایک روایت میں ہے، ابودحداح کا جنازہ پڑھا۔

باوردی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ محمد بن ابی عدی، عکرمہ یا سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ ثابت بن دحداحہ نے نبی ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا تو یہ آیت:

"لوگ آپ سے حیض (عورتوں کی ماہواری) کے متعلق پوچھتے ہیں"۔ (البقرة : ۲۲۲)

نازل ہوئی۔ واقدی غزوۂ اُحد کے بیان میں لکھتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عمار خطمی نے بتایا: اُحد کے روز ثابت بن دحداحہ سامنے آ کر کہنے لگے: "(جب یہ افواہ پھیل گئی کہ محمد ﷺ شہید ہو گئے) انصار! اگر محمد (ﷺ) شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے جسے موت نہیں آنی"۔ تو اپنے دین کو بچانے کے لئے لڑو۔ تو انہوں نے اپنے ساتھ چند مسلمانوں کو لے کر یکبارگی حملہ کیا۔ خالد نے ایسا نیزا مارا کہ آر پار ہو گیا وہ زمین پر گر پڑے۔ بقول واقدی: ہمارے بعض احباب کہتے ہیں: وہ وہاں سے نکل آئے اور اس زخم سے تندرست ہو گئے تھے۔ بعد میں ان کی وفات بستر پر ہوئی جب نبی ﷺ حدیبیہ سے لوٹے۔ واللہ اعلم

---

❶ المعجم الكبير (۲/۷۷، ۷۸) ❷ اسد الغابة (٥٤٤) الاستيعاب (٢٤٩) تجريد (٦١/١)

❷ اسد الغابة (٥٤٥) الاستيعاب (٢٥٥)

❸ مسلم كتاب الجنائز باب ركوب المصلي على الجنازة اذا انصرف (٢٢٣٥) المعجم الكبير (٢١٩/٢، ٢٤١، ٢٥٠)

۸۷۹ ثابت بن دینار

ثابت بن قیس میں تذکرہ آئے گا۔

۸۸۰ ثابت بن ربیعہ ❶

از بنی عوف بن خزرج انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۱ ثابت بن ربیع انصاری ❷

عبدان نے ان کا تذکرہ کیا اور ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ثابت بن ربیع کے پاس عیادت کے لئے آئے تو عورتیں رونے لگیں۔ (حدیث) اس میں "جب وہ فوت ہو جائے تو میں ہرگز کسی رونے والی کی آواز نہ سنوں"۔ ❸ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث جابر بن عتیک کی روایت سے مشہور ہے اس میں ہے جن کے گھر آپ آئے تھے وہ عبداللہ بن ثابت تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت مؤطا وغیرہ میں ہے۔ اس میں ابن لہیعہ نے خلط کر دیا۔ لیکن مخرج حدیث کے مختلف ہونے کی وجہ سے احتمال ہے کہ قصہ کئی بار واقع ہوا ہے۔

۸۸۲ ثابت بن رفاعہ انصاری ❹

ابن مندہ اور ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا اور ابن مندہ نے ہی عبدالوہاب کی سند سے بحوالہ سعید، قتادہ سے نقل کیا کہ ثابت بن رفاعہ کے چچا نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ثابت یتیم ہے جس کی پرورش میرے ہاں ہے تو میرے لئے اس کا کونسا مال استعمال کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم اس کے مال کے ذریعہ اپنا مال بچائے بغیر دستور کے مطابق کھا سکتے ہو"۔ ❺ یہ روایت مرسل ہے اور اس کے راوی معتبر ہیں۔

۸۸۳ ثابت بن رُوَیفع ❻

انہیں رفیع انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ابی حاتم ❼ نے فرمایا: ثابت بن رفیع صحابی ہیں، میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا وہ شامی ہیں، میرے نزدیک ان کا (معتبر نام) رویفع بن ثابت ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: وہ مصر میں فروکش ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبیداللہ بن موسیٰ سے بحوالہ اسرائیل، زیاد المصفر سے حسن بصری سے نقل کیا، فرمایا: مجھے مصر کے ثابت بن رفیع نے بتایا (وہ

---

❶ اسد الغابة (٥٤٨) الاستیعاب (٢٥٥) تجرید (٦٢/١) ❷ اسد الغابة (٥٤٧)

❸ ابوداؤد کتاب الجنائز باب فضل من مات بالطاعون (٣١١١)

نسائی کتاب الجنائز باب النهی عن البکاء علی المیت (١٨٤٥) ابن ماجه کتاب الجهاد باب ما یرجی فیه الشهادة (٢٨٠٣)

السنن الکبری (٧٠/٤) التاریخ الکبیر (٢٠٩/٢)

❹ اسد الغابة (٥٤٩) تجرید (٦٢/١) ❺ معرفة الصحابة (٢٤٣/٣) کنز العمال (٤٠٥٠٠) الدر المنثور (١٢٢/٢)

❻ اسد الغابة (٥٥٠) الاستیعاب (٢٦٥) تجرید (٦٢/١) ❼ الجرح والتعدیل (٤٥٢/٢)

اکثر دستوں کے امیر بنائے جاتے تھے) میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''خبردار! مالِ غنیمت کی خیانت سے تم لوگ بچنا''۔ (حدیث)
ایسا ہی انہوں نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ اور سعید بن مسعود وغیرہ نے بحوالہ عبیداللہ بن موسیٰ ان کی متابعت کی ہے۔ بقول ابن السکن: مجھے ان کا ذکر صرف اسی روایت میں ملا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا ایک دوسرا طریق بھی ہے جسے ابوبکر ہذلی نے عطاء خراسانی سے بحوالہ ثابت بن رفیع روایت کیا اور ابن یونس نے تاریخ مصر میں لکھا ہے: ثابت بن رفیع بن ثابت بن السکن انصاری۔ ابوملیکہ بلوی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے یزید بن ابی حبیب۔ اہل مصر میں سے ثابت بن رفیع سے حسن بصری روایت کرتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ ثابت بن رویفع یہی ہیں، اس واسطے کہ ان کے والد مصری صحابہ میں شہرت رکھتے ہیں۔

۸۸۴ ثابت بن زید حارثی[1]

ابوزید، جنہوں نے قرآن جمع کیا۔ یہی نام محمد بن سعد نے بحوالہ ابوزید نحوی سے نقل کیا ہے۔ ان کا گمان ہے یہ ان کے دادا ہیں۔ بقول بعض ان کا نام قیس ہے یہی اکثر کا قول ہے۔ ان کا ایک بیٹا ثابت نامی ہے جو تابعی ہے۔

۸۸۵ ثابت بن زید

بن قیس بن زید بن نعمان ابن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج محمد بن ابراہیم بحوالہ محمد بن یزید سے ابن شاہین نے اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا کہ وہ غزوہ اُحد میں شریک تھے۔

۸۸۶ ثابت بن زید[2]

بن مالک بن عبید بن کعب بن عبدالاشہل انصاری اشہلی، سعد بن زید کے بھائی۔ ابن شاہین نے گزشتہ سند سے ذکر کیا کہ وہ احد میں شریک تھے۔

۸۸۷ ثابت بن زید بن ودیعه

ابن ودیعہ میں تذکرہ آئے گا۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

۸۸۸ ثابت بن سفیان[3]

بن عدی بن امرئ القیس بن عمرو بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ وہ اور ان کے دونوں بیٹے سماک اور حارث احد میں شریک ہوئے، تو حارث اسی دن شہید ہوگئے۔ یہ بات ابن شاہین نے اپنے رجال کے ذریعہ محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید نقل کی ہے۔

۸۸۹ ثابت بن سماك[4]

بن ثابت بن سفیان، سابقہ شخصیت کے پوتے۔ ان کا بھی ابن شاہین نے ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا کہ باپ،

---

[1] اسد الغابة (٥٥١) [2] اسد الغابة (٥٥٢) الاستيعاب (٢٥٢) [3] اسد الغابة (٥٥٤) [4] اسد الغابة (٥٥٥)

بیٹا اور دادا سب غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے۔ [1]

میں کہتا ہوں: اسی پر عدوی اور طبری نے بھروسا کیا ہے۔

۸۹۰ ثابت بن الصامت انصاری

خزرجی۔ عبادہ بن الصامت کے بھائی ابن الاثیر نے بعد والے عنوان میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۱ ثابت بن الصامت [2]

بن عدی بن کعب بن عبدالاشہل انصاری اشہلی، ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم [3] بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن خزیمہ نے ابن ابی حبیب کی سند سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن ثابت بن الصامت، اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ "نبی ﷺ نے بنی عبدالاشہل کی مسجد میں نماز ادا فرمائی آپ ﷺ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس سے زمین کی ٹھنڈک سے بچاؤ کا سامان کیے ہوئے تھے"۔ اسی سند سے ابن ماجہ [4] نے یہ روایت نقل کی ہے، لیکن ان کے ہاں: عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ثابت لکھا ہے۔ "ان کے والد ان کے دادا سے" کے الفاظ رہ گئے ہیں، جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ صحابی عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہیں جبکہ ایسا نہیں۔ ابن السکن کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ ثابت بن صامت زمانۂ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ صحابی ان کے بیٹے ہیں۔ اسی پر ابو عمر نے ابن سعد کی پیروی میں بھروسا کیا ہے اس حدیث کے متعلق ابن سعد کہتے ہیں: یا تو عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن کے بیٹے ہیں جو اپنے والد سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں یا وہ اپنے والد سے بحوالہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں "عن جدہ" کے الفاظ نہیں۔ اس واسطے کہ جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں جنہوں نے آپ سے روایت کی وہ عبدالرحمٰن بن ثابت ہیں نہ کہ ان کے والد۔ اس بارے میں ابن سعد کا جس پر بھروسا ہے وہ ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ ثابت بن صامت جاہلیت میں فوت ہو گئے عنقریب عبدالرحمٰن بن ثابت کے سوانح میں آئے گا کہ جو صامت جاہلیت میں فوت ہوئے وہ عبادہ کے والد ہیں۔ نیز وہ اشہلی نہیں۔ اور ابن قانع نے عجیب کام کیا کہ صامت، جو ثابت کے والد ہیں انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ اور اس حدیث کو دوسری سند سے بحوالہ ابن ابی شیبہ روایت کیا تو کہا: عبدالرحمٰن بن ثابت اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا نقل کرتے ہیں گویا ان کی روایت سے ابن کا لفظ چھوٹ گیا۔ یوں وہ روایت ابن عبدالرحمٰن سے ہے۔

۸۹۲ (ز) ثابت صہیب [5]

بن کرز بن عبدمناۃ بن عمرو بن غیان ساعدی۔ ابن سعد اور ابن شاہین نے ذکر کیا کہ وہ اُحد میں شریک تھے یہی بات طبری نے نقل کی ہے۔

۸۹۳ ثابت بن الضحاك [6]

بن امیہ بن ثعلبہ ابن جشم بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن عمرو بن الخزرج۔ بقول ابن مندہ، ابن سعد نے ان کا ذکر

---

[1] اسد الغابة (۲۵۹/۱) [2] اسد الغابة (۵۵٦) الاستيعاب (۲٦۳) تجريد (٦۳/۱) [3] الجرح والتعديل (٤۵۳/۲)

[4] ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب السجود على الثياب فى الحر والبرد (۱۰۳۲)

[5] اسد الغابة (۵۵۷) الاستيعاب (۲۵۲) [6] اسد الغابة (۵۵۸) الاستيعاب (۲٦۰)

کیا کہ ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ برقی نے ان کا ذکر کیا اور ان کی ایک حدیث روایت کی۔ واقدی نے ان کا تذکرہ کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے ان سے کوئی روایت محفوظ نہیں۔

۸۹۴ ثابت بن الضحاک ❶

بن خلیفہ بن ثعلبہ بن عدی بن کعب بن عبدالاشہل الانصاری الاشہلی بیعت رضوان میں شریک تھے جیسا کہ اس کا ثبوت صحیح مسلم ❷ میں ابوقلابہ کی روایت سے ہے کہ انہوں نے خود یہ بات بیان کی۔ ابن مندہ نے بحوالہ بخاری نقل کیا ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے کہا کہ بخاری نے کہا: وہ حدیبیہ میں شریک تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ بات ترمذی نے بھی نقل کی ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ ابن شاہین بحوالہ ابن ابی داؤد اور ابن السکن، ابوبکر بن ابی الاسود کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ خندق کے روز ثابت بن ضحاک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے اور حمراء الاسد کی جانب آپ کے رہبر تھے۔ وہ درخت تلے بیعت کنندگان میں سے تھے۔ ابوعمر واقدی کی اتباع میں کہتے ہیں: وہ ہجرت کے تیسرے سال پیدا ہوئے اور ۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے، شاید وہ بعثت کے تیسرے سال پیدا ہوئے ہوں۔ اس واسطے کہ جو شخص ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں شریک ہو کر اس میں بیعت کرتا ہے ہجرت کے تین سال بعد اس کی ولادت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس لحاظ سے حدیبیہ میں اس کی عمر تین سال ہونی چاہیے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہجرت کے تیسرے سال جن کی ولادت ہوئی وہ ان سے پہلے والی شخصیت ہے۔ واللہ اعلم

ابوحاتم ❸ فرماتے ہیں: مجھے بحوالہ ابن نمیر یہ روایت پہنچی ہے، انہوں نے فرمایا: وہ زید بن ثابت کے والد ہیں۔ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو غلط ہے اس لیے کہ ابوقلابہ نے زید بن ثابت کو نہیں دیکھا تو ان کے والد کا زمانہ کیسے پالیا، کہ وہ کہیں: مجھے ثابت بن ضحاک نے بتایا ہے؟

میں کہتا ہوں: شاید ان لوگوں نے ابن نمیر کی جو بات سمجھی ہے وہ ان کی مراد نہ ہو، ہاں! یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ان کا ایک بیٹا زید نامی تھا نہ یہ کہ وہ ان زید بن ثابت کے والد ہیں جو مشہور فقیہہ ہیں۔ بغوی بحوالہ ابوموسیٰ ہارون بن عبداللہ فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابوزید تھی۔ وہ عبداللہ بن زبیر کے دور میں فوت ہوئے۔ یہی تاریخ طبری، ابن سعد اور ابواحمد حاکم نے بیان کی ہے۔ بعض ۶۴ھ کا اضافہ کیا ہے۔ عمرو بن علی فرماتے ہیں: ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی، شاید انہوں نے بھی واقدی کی پیروی کی ہے۔

۸۹۵ ثابت بن طریف المرادی قسم ثالث میں تذکرہ آئے گا۔

۸۹۶ ثابت بن ابی عاصم ❹

ابن ابی عاصم ❺ نے وحدان میں ان کا تذکرہ کیا اور ثعلبہ بن مسلم کی سند سے ان کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں سماع کا ذکر نہیں کیا۔ ثعلبہ تبع تابعین سے ہیں۔ وہ کسی صحابی سے نہیں ملے۔ بقول ابونعیم وہ تابعین کے زیادہ مناسب ہیں۔

---

❶ اسد الغابة (٥٥٩) الاستيعاب (٢٦١) تجريد (٨٣/١) ❷ كتاب الايمان باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه (٢٩٨)
❸ الجرح والتعديل (٤٥٣/٢) ❹ اسد الغابة (٥٦١) تجريد (٦٣/١) ❺ الآحاد والمثاني (١٦٦/٥)

۸۹۷ ثابت بن عامر ❶

بن زید انصاری، بدر ❷ میں شریک تھے، ابن ابی حاتم ❸ نے بحوالہ اپنے والد ان کا تذکرہ کیا۔ ابوعمر نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ جبکہ یہ وہم ہے درست ثابت بن عمرو بن زید ہے جن کا تذکرہ آنے والا ہے۔

۸۹۸ ثابت بن عبید انصاری ❹

بدر میں پھر اس کے بعد جنگ صفین میں شریک رہے اور اسی میں شہید ہو گئے۔ ❺ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۹ ثابت بن عتیک ❻

بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول انصاری جسر ابی عبید کے روز ۱۵ھ میں شہید ہوئے۔ یہ موسیٰ بن عقبہ اور عروہ وغیرہ کا قول ہے۔

۹۰۰ ثابت بن عدی ❼

بن مالک بن حرام ابن خدیج بن معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف الاوسی۔ ابن شاہین نے بحوالہ محمد بن یزید، محمد بن ابراہیم سے اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا کہ وہ اور ان کے بھائی حارث، عبدالرحمٰن اور سہل احد میں شریک رہے۔ ان لوگوں کی والدہ ام عثمان بنت معاذ بن فروہ خزرجیہ ❽ ہے۔ بعینہ عدوی اور طبری نے نقل کیا، عدوی فرماتے ہیں: وہ جسر ابی عبید کے روز شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: لفظ حرام بغیر نقطہ حا اور را سے ہے اور خدیج نقطہ والی خاء سے آخر میں جیم ہے۔

۹۰۱ ثابت بن عمرو ❾

بن زید بن عدی بن سواد بن مالک بن غنم بن عدی بن نجار۔ ابوالاسود کے ہاں بحوالہ عروہ، ان کے نسب میں سواد کے بعد مخالفت ہے، وہ لکھتے ہیں: سواد بن عصمہ ابوعصمہ انصاری، ان کے حلیف ہیں۔ اصلاً وہ اشجع کے تھے بعد میں انصار سے عہد باندھا پھر بیٹے ہونے کی وجہ سے انہی میں شمار ہونے لگے۔ جیسا کہ بہت سے عرب کا اس سے اتفاق ہوا ہے۔ مثلاً مقداد بن الاسود ورنہ نجار کی طرف ان کا نسب بیان کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اصلاً انصاری ہوں نہ کہ معاہدہ کی بنا پر۔ وہ بدر میں شریک رہے اور ماسوائے ابن اسحاق سب کے قول کے مطابق اُحد ❿ میں شہید ہوئے۔ ابوعمر نے ابن جریر کی اتباع میں کہا ہے: ابن اسحاق نے ان کا بدری صحابہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔ جبکہ موسیٰ بن عقبہ نے شہدائے اُحد میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

---

❶ اسد الغابة (٥٦٢) الاستيعاب (٢٥٧) ❷ اسد الغابة (٣١٢/١) الاستيعاب (٢٧٩/١) ❸ الجرح والتعديل (٤٥٣/٢)

❹ الاستيعاب (٢٥٩) اسد الغابة (٥٦٣) ❺ اسد الغابة (٢٦٢/١) الاستيعاب (٢٧٩/١)

❻ اسد الغابة (٥٦٤) تجريد (٤٦٣/١) ❼ اسد الغابة (٥٦٥)

❽ اسد الغابة (٢٦٢/١) ❾ اسد الغابة (٥٦٧) الاستيعاب (٢٤٧)

❿ المعجم الكبير (٨٠/٢)

(۹۰۲) ثابت بن قیس [1]

بن خطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر انصاری ظفری۔ ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابوعمر فرماتے ہیں، صحابہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ سعید بن العاص نے انہیں اس وقت کوفہ کا گورنر بنایا۔ جب اہل کوفہ کی ان سے شکایت کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں طلب فرمایا تھا، مجھے ان کی روایت کا علم نہیں، ان کے والد جاہلیت میں نامور شاعر تھے۔

مصعب بن زبیری فرماتے ہیں: مجھے عبداللہ بن محمد بن عمار القداح نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن خطیم کے سامنے اسلام پیش کیا جب وہ مکہ میں تھے، تو انہوں نے مدینہ آنے تک مہلت مانگی۔ پھر ہجرت سے قبل اوس وخزرج کی باہمی کسی لڑائی میں قیس قتل ہوگئے۔ فرماتے ہیں: یزید بن قیس ان کے بیٹوں میں سے ہیں، انہی کے نام کی کنیت رکھتے تھے۔ ثابت بن قیس کو جنگ اُحد میں بارہ (۱۲) گھاؤ آئے۔ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حاسر (جس کے بدن پر زرہ اور سر پر خود نہ ہو) رکھا آپ فرماتے: حاسر! آگے بڑھو! حاسر! پیچھے ہٹو، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی تلوار چلا رہے تھے۔ اس کے بعد والی جنگوں میں بھی شریک کار رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں مدائین کا گورنر بنایا۔ وہ اسی کے گورنر رہے بالآخر مغیرہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے گورنر بن کر آئے تو انہیں معزول کر دیا۔ ثابت کا انتقال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ہوا۔ [2]

ابن سعد طبقات مصعب سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔ بعینہٖ قداح نے محمد بن صالح بن دینار سے اپنی سند سے روایت کیا کہ حضرت امیر معاویہ، ثابت بن قیس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں رہنے کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے۔ انصار نے ایک بار اکٹھے ہو کر حضرت معاویہ کو اطلاع لکھنا چاہی کہ وہ ان کے حقوق روکے ہوئے ہیں تو ثابت نے انہیں مشورہ دیا کہ ان سے ایک آدمی خط وکتابت کرے مبادا کوئی ایسا جواب آئے جسے تم لوگ ناپسند کرو۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا کہ وہ ان کا خط لے کر ان کے پاس گئے اور ان دونوں کے مابین خط وکتابت ہوئی۔

حربی نے غریب الحدیث میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عاصم بن عمر نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: خزرج نے جاہلیت میں قیس بن خطیم کو قتل کر دیا۔ جب ان کا بیٹا مسلمان ہوگیا تو انہوں نے اس کے پاس ان کے ہتھیار بھیج دیئے، تو کہنے لگا: اگر اسلام نہ ہوتا تو تمہیں اپنا کیا عجیب لگتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عدی بن ثابت کی جو روایت بحوالہ ان کے دادا ان کے والد سے سنن میں آتی ہے اس میں ان کے دادا سے مراد یہی ثابت بن قیس ہیں۔ کیونکہ وہ (راوی) عدی بن ابان بن ثابت بن قیس بن خطیم ہیں اسی پر ابواحمد دمیاطی نے بعض علماءِ نسب مثلاً ابن کلبی کی پیروی کرتے ہوئے، بھروسا کیا ہے۔ اس میں کافی اختلاف ہے۔ بعض ثابت بن عازب کو براء کا بھائی، اور بعض نے ثابت بن عبید بن عازب کے متعلق کہا کہ وہ براء کے بھتیجے ہیں۔ بقول بعض ان کے دادا کا نام عدی بن عمرو بن اخطب ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ ان کے نانا عبداللہ بن یزید ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں: وہ ثابت بن دینار ہیں۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (٥٦٨) الاستیعاب (٢٦٤) [2] تاریخ دمشق (١١/١٣٧)

دمیاطی کے قول پر اہل نسب مثلاً ابن کلبی اور ابن سعد کا اتفاق معلوم ہوتا کہ ابان بن ثابت بن قیس ختم ہو گئے ان کا کوئی وارث نہیں۔

۹۰۳ (ز) ثابت بن قیس

بن زید بن نعمان خزرجی، ابوزید، ابن حبان [1] نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا کہ وہ صحابی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دورِ خلافت میں فوت ہوئے یہ وہ نہیں ہیں جنہوں نے قرآن جمع کیا، ان کا نام قیس بن سکن ہے۔

۹۰۴ ثابت بن قیس [2]

بن شماس بن زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج انصاری خزرجی، خطیب انصار، ابن السکن نے ابن ابی عدی کی سند سے بحوالہ حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد پر ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، عرض کیا: جس سے ہم اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچاتے ہیں اسی سے آپ کو بچائیں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت۔ لوگوں نے بیک زبان کہا: ہم راضی ہیں۔ جعفر بن سلیمان بحوالہ ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے، جن کی کنیت ابومحمد بقول ابوعبدالرحمٰن تھی۔ اہل مغازی نے انہیں بدری صحابہ میں ذکر نہیں کیا ان کا کہنا ہے کہ ان کی شرکت کا پہلا معرکہ احد اور اس کے بعد والے غزوات ہیں۔ مشہور قصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی بشارت دی جسے موسیٰ بن انس بحوالہ اپنے والد روایت کیا۔ اس حدیث کی اصل مسلم نے نقل کی ہے۔

ترمذی [3] میں صحیح سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''ثابت بن قیس بہترین مرد ہے''۔ بخاری میں مختصر اور طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے طویل روایت ہے کہ جنگ یمامہ کے روز لوگوں کے قدم اکھڑتے دیکھے تو میں نے ثابت بن قیس سے کہا: چچا جان! چچا جان! آپ یہ کیا دیکھ رہے ہیں؟ وہ حنوط لگا رہے تھے، فرمانے لگے: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس طرح تو نہیں لڑتے تھے، تم لوگوں نے اپنے دوستوں کو بری عادت ڈال دی ہے۔ اے اللہ! میں تیرے حضور اس سے برأت کا اعلان کرتا ہوں جو انہوں (مسلمانوں) نے کیا اور جو ان (مشرک) لوگوں نے کیا، اس کے بعد لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

ان کے جسم پر بڑی عمدہ زرہ تھی ان کی نعش سے کسی مسلمان کا گزر ہوا تو اس نے وہ زرہ لے لی۔ اسی اثناء میں ایک مسلمان نے خواب دیکھا ثابت اس سے کہہ رہے ہیں، میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں، لیکن خیال کرنا اسے خواب سمجھ کر ضائع نہ کرنا، وہ وصیت یہ ہے کہ جب میں شہید ہو گیا تو میری زرہ فلاں شخص نے اتاری ہے۔ اس کا ٹھکانہ لوگوں سے دور ہے۔ اس کے خفیہ مقام کے پاس گھوڑے آگے پیچھے دوڑ رہے ہوں گے، اس نے زرہ پر ہنڈیا دے کر اس کے اوپر اونٹ کا کجاوا رکھ دیا ہے۔ تم خالد بن ولید کے پاس جانا کہ وہ اسے لے لیں اور ابوبکر سے کہنا کہ مجھ پر جو اتنا و تنا قرض ہے وہ ادا کر دیں اور فلاں جو میرا غلام ہے آزاد ہے۔ وہ شخص چونک کر جاگا اور سیدھا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ساری بات سنا دی۔ انہوں نے زرہ کے لیے آدمی بھیج کر منگوالی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

---

[1] الثقات (٦/١٢٣) [2] اسد الغابة (٥٦٩) الاستيعاب (٢٥٣)

[3] ترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل (٣٧٩٥)

سے خواب بیان کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت [1] نافذ فرمائی۔

بغوی نے یہ روایت دوسری سند سے عطاء خراسانی سے بحوالہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹی، طویل ذکر کی ہے۔

۹۰۵ (ز) ثابت بن قیس

انہیں ابن کامل ابو ورد بھی کہا جاتا ہے، کنیتوں میں تذکرہ آئے گا۔ بقول بعض ان کا نام عبید یا کچھ اور ہے۔

۹۰۶ ثابت بن مُخلّد [2]

بن زید بن مخلد ابن حارثہ بن عمرو انصاری خطمی۔ ابن شاہین نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے کہ وہ حرہ کے روز شہید ہوئے۔ یہ روایت انہوں نے عبداللہ بن سلیمان بن الاشعث سے سنی ہے۔ ابن شاہین ہی نصر بن علی کی سند سے بحوالہ محمد بن بکر، ابن جریج سے وہ ابن المنکدر سے وہ ابوایوب سے وہ ثابت بن مخلد انصاری سے مرفوع روایت کرتے ہیں "جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈالے گا"۔ (حدیث) اس میں تامل ہے۔ اسی روایت کو امام احمد نے اپنی مسند [3] میں محمد بن بکر سے اسی سند کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ تو انہوں نے مسلمہ بن مخلد کہا۔ یہ ان کی مشہور حدیث ہے اس میں ان کا ابوایوب کے ساتھ ایک واقعہ بھی ہے جسے ہم نے خطیب کی کتاب الرحلہ میں نقل کیا ہے۔

۹۰۷ ثابت بن مسعود

آخری قسم میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۹۰۸ ثابت بن نعمان بن امیہ

بقول بعض یہ ابوحبہ بدری کا نام ہے۔

۹۰۹ ثابت بن نعمان [4]

بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس، ابوحبہ کنیت تھی۔ بقول ابن البرقی اور ابن یونس فتح مصر میں شریک تھے۔ یہ وہ بدری نہیں ہیں وہ کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف کے بیٹے ہیں جس پر علماء کا اتفاق ہے۔ ابن مندہ کو وہم ہوا انہوں نے دونوں کو ایک بنا دیا۔ ادھر ابن اسحاق نے ابوالصباح ثابت بن نعمان کو شہدائے اُحد میں ذکر کیا اور بعینہٖ یہ نسب وہاں بیان کیا ہے، اس لحاظ سے ان کے والد ان کے بعد کافی عرصہ زندہ رہے۔

۹۱۰ ثابت بن نعمان [5]

بن حارث بن رزاح بن ظفر انصاری ظفری، ابن شاہین نے سابقہ سند کے ذریعہ ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول قداح، احد اور

---

[1] بخاری کتاب الجهاد باب التحنط عند القتال (۲۸٤٥) والمعجم الكبير (۱۳۰۹/۲)

[2] اسد الغابة (۵۷۰) تجريد (٦٤/١) [3] مسند احمد (١٠٤/٤) [4] اسد الغابة (۵۷۵) تجريد (٦٥/١)

[5] اسد الغابة (۵۷٦) الاستيعاب (٢٦٨)

بعد کے غزوات میں شرکت کی۔ البتہ عدوی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ جسر ابی عبیدہ کے روز شہید ہوئے۔ ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ [1]

۹۱۱ ثابت بن نعمان [2]

بن زید بن عامر بن سواد بن ظفری انصاری ظفری۔ ان کا بھی ابن شاہین [3] نے تذکرہ کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا: میرے خیال میں یہ پہلے والے نہیں۔ جبکہ ابن الاثیر [4] نے اس کا رڈ کیا ہے۔ اسی طرح ابوعمر نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔

۹۱۲ ثابت بن ہزال [5]

بن عمرو بن عمر بن قربوس بن لوذان بن سالم بن عوف انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ ان کا شرکائے بدر اور شہدائے یمامہ [6] میں تذکرہ کیا ہے اور ابن عبدالبر [7] نے ذکر کیا کہ وہ بنی عمرو بن عوف کے فرد ہیں۔

۹۱۳ ثابت بن ودیعہ [8]

ابن یزید میں تذکرہ آئے گا۔

۹۱۴ ثابت بن ودیعہ بن خذام

بنی امیہ بن زید بن مالک کے فرد ہیں ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے والد منافق تھے اور ان میں اور ثابت بن یزید میں فرق کیا ہے۔ ابن ودیعہ [9] سے مشہور ہیں۔ ابن الاثیر [10] نے اس کا رد کیا ہے۔ میرے سامنے جو بات ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ دونوں جدا شخصیتیں ہیں، کیونکہ دونوں کا نسب مختلف ہے۔ اور بظاہر بھی ودیعہ اِن کے والد نہیں رہے وہ جن کا تذکرہ آئے گا تو اُن کی والدہ کا نام ودیعہ ہے۔

۹۱۵ ثابت بن وقش [11]

بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل انصاری اشہلی۔ مغازی میں ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ عاصم بن عمر نے مجھے بحوالہ محمود بن لبید بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اُحد کی جانب نکلے تو ثابت بن وقش اور حسل بن جابر جو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے والد ہیں ٹیلوں پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ دکھائی دیئے دونوں ضعف و پیری میں تھے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم آج کل میں کھوپڑیاں بن جائیں گے۔ تمہارا ناس! ہمیں کس چیز کا انتظار ہے؟ پھر وہ دونوں مسلمانوں سے آ ملے تا کہ شہادت حاصل کریں۔ جب وہ دونوں

---

[1] السيرة النبوية (٩٦/٣) [2] اسد الغابة (٥٧٧) الاستيعاب (٢٥٦) [3] السيرة النبوية (٩٦/٣)
[4] اسد الغابة (٢٦٧/١) [5] اسد الغابة (٥٧٨) الاستيعاب (٢٤٦) تجريد (٦٥/١)
[6] المعجم الكبير (١٣٥٩/٢) معرفة الصحابة (٢٣٥/٣) اسد الغابة (٢٦٨/١)
[7] الاستيعاب (٢٧٤/١) [8] اسد الغابة (٥٨٠) الاستيعاب (٢٦٣) تجريد (٦٥/١)
[9] جامع المسانيد (٤٢٢/٢) [10] اسد الغابة (٢٦٨/١)
[11] اسد الغابة (٥٨١) الاستيعاب (٢٥٨)

لوگوں میں شامل ہوئے تو مشرکین نے ثابت بن وقش کو شہید کر دیا۔ اور مسلمانوں کی تلواریں حذیفہ کے والد کی جانب مڑ چکی تھیں۔ حذیفہ بولے: میرے والد، میرے والد ہیں۔ اتنے میں وہ شہید ہو گئے۔ وہ انہیں پہچانتے نہ تھے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا: اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور اپنے والد کی دیت [1] مسلمانوں پر صدقہ کر دی۔ حذیفہ کے والد کا قصہ صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے لیکن اس میں ''ثابت'' کا ذکر نہیں۔

۹۱۶ ثابت بن یزید [2]

بن ودیعہ، انہیں ابن یزید بن عمرو بن قیس بن جزی بن عدی بن مالک بن سالم بھی کہا جاتا ہے۔ وہ حنبلی بن عوف بن عمرو بن الجموح انصاری ہیں۔ کنیت ابوسعد تھی۔ ترمذی نے ذکر کیا کہ ودیعہ ان کی والدہ ہے جس سے وہ مشہور ہیں۔ جس کا روایات میں تذکرہ آتا ہے۔ ابوداؤد وغیرہ نے ضب [3] (گوہ) کے متعلق ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ اکثر کے ہاں وہ ثابت بن ودیعہ سے مروی ہے اور ورقاء کی روایت میں بحوالہ حصین، زید بن وہب سے وہ ثابت بن یزید انصاری سے، جس سے معلوم ہوا وہ وہی ہیں۔ بقول ابن ابی حاتم: [4] ثابت بن یزید صحابی ہیں۔ جن سے عامر بن سعد روایت کرتے ہیں، وہ یہی ہیں۔

۹۱۷ ثابت بن یزید

یہودیوں کو تحریر لکھنے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ان کا تذکرہ آتا ہے، عبداللہ بن ثابت میں بھی ذکر آئے گا۔

۹۱۸ ثابت بن یزید [5] (نسب کا ذکر نہیں)

باوردی، ابن مندہ اور طبرانی نے نصر بن علقمہ کی سند سے مسند شامیین میں بحوالہ ان کے بھائی محفوظ، وہ ابن عائذ سے فرماتے ہیں: ثابت بن یزید نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ایک پاؤں لنگڑا ہے جو زمین پر نہیں لگتا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا فرمائی تو وہ پاؤں ٹھیک ہو گیا اور دونوں برابر زمین پر لگنے لگے، جیسے دوسرا [6] پاؤں صحیح طور پر زمین کو چھوتا تھا۔ بقول ابن مندہ ہمیں انہیں صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ فرماتے ہیں: یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ابن ودیعہ ہوں۔

۹۱۹ (ز) ثابت بن یسار

بقول بعض ان کے متعلق یہ آیت:

---

[1] اسد الغابة (۲۶۹/۱) معرفة الصحابة (۲۲٤/۲)

[2] اسد الغابة (٥٨٢) الاستيعاب (٢٦٣) تجريد (٦٥/١)

[3] ابوداؤد كتاب الاطعمة باب فى اكل الضب (٣٧٩٥) نسائى كتاب الصيد باب الضب (٤٣٣١) ابن ماجه كتاب الصيد باب الضب (٣٢٣٨) مسند احمد (٢٢١/٤) ابوداؤد طيالسى (١٦٥٨) المعجم الكبير (٢/ ٨٠، ٨١)

[4] الجرح والتعديل (٤٥٩/٢)

[5] اسد الغابة (٥٨٣)

[6] اسد الغابة (٢٧٠/١) جامع المسانيد (٤٢٥/٢) معرفة الصحابة (٢٤٠/٣)

"جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو یا تو بھلے طریقے سے انہیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو"۔ (البقرۃ : ۲۳۱)

اسے طبرانی اور ابن المنذر نے سدی کی سند سے نقل کیا ہے کہ ثابت بن یسار نامی ایک شخص تھے انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ جب اس کی عدت پوری ہونے لگی تو اس سے رجوع کر لیا۔ پھر طلاق دے دی۔ ایسا اس نے کئی بار کیا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ثعلبی نے اسے بغیر سند نقل کیا ہے۔ رہی وہ آیت جو اس کے قریب ہی ہے جس میں ہے: "انہیں مت روکو" (البقرۃ: ۲۳۱) تو وہ معقل بن یسار کے بارے میں اتری۔

۹۲۰ ثابت

اخنس بن شریق کے غلام، عبدان نے کہا وہ بدر میں شریک تھے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ فتح مصر میں بھی موجود تھے جسے ابوموسیٰ نے نقل کیا ہے۔

۹۲۱ (ز) ثابت الحجبی

عقبہ بن عامر کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے، جسے طبرانی [1] نے مسند عقبہ بن عامر میں سعید بن عبدالجبار الکرابیسی کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن ثابت الحجی نقل کیا۔ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے عقبہ بن عامر کے حوالہ سے بتایا کہ وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے تو حفاظت کی ذمہ داری میرے اور ثابت حجی کے سپرد ہوئی۔ تو میں نے اپنے شریک کار سے کہا: ذرا میرے علاقہ کا خیال کرنا تاکہ میں تھوڑی دیر حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھ آؤں۔ (حدیث)

۹۲۲ ثابت

بقول بعض غلامِ رسول ﷺ ابورافع کا نام ہے۔

باب الثاء جس کے بعد راء ہے

۹۲۳ ثروان بن فزارہ [2]

بن عبد یغوث ابن زہیر بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن صعصعہ۔ ابن کلبی اور طبری نے ذکر کیا کہ وہ وفد میں آئے، وہی یہ اشعار کہتے ہیں:

"اللہ کے رسول! آپ کے اشتیاق میں میری سواری صبح و شام چلتے چلتے کئی آبادیوں کی مسافت طے کر آئی"۔

ایسا ہی ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ ابوموسیٰ اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (۴۶۱۷/۵) [2] اسد الغابۃ (۵۸۵)

باب الثاء جس کے بعد عین بے نقطہ ہے

۹۲۴ (ز) ثعلبہ بن اوس

انہیں ابن ناشر بھی کہا جاتا ہے، تذکرہ آئے گا۔

۹۲۵ ثعلبہ بن ابی بلتعہ*

حاطب رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے اکثر روایات صحابہ سے لی ہیں۔

۹۲۶ (ز) ثعلبہ بن ثابت

عورتوں کی کنیتوں میں ام کجہ میں تذکرہ آئے گا۔

۹۲۷ ثعلبہ بن حارث

زید بن حارث میں ذکر آئے گا۔

۹۲۸ ثعلبہ بن حاطب*

بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے اصحابِ بدر میں ان کا ذکر کیا۔ ایسا ہی ابن کلبی نے ان کا تذکرہ کیا۔ البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔

۹۲۹ ثعلبہ بن حاطب*

یا ابن ابی حاطب انصاری۔ ابن اسحاق نے ان کا تذکرہ بانیانِ مسجد ضرار میں کیا ہے۔ باوردی، ابن السکن اور ابن شاہین وغیرہ نے معان بن رفاعہ کی سند سے بحوالہ علی بن زید، قاسم سے وہ ابوامامہ سے، سابقہ والے عنوان میں روایت کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے کہا: یارسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے مال نصیب کرے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تھوڑا مال جس کا تم شکر کرلو اس سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا نہ کرسکو''۔* پھر وہ لمبی حدیث ذکر کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ ان کا مال بڑھنا اور زکوٰۃ دینے سے باز رہنا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

> ''ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد باندھا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہمیں نوازا تو ہم خیرات کریں گے''۔ (سورۃ التوبۃ: ۷۵)

نازل ہونا، وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے اور ان سے زکوٰۃ نہیں لی اور نہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے۔ وہ خلافتِ عثمانی

* اسد الغابۃ (۵۸۶) * اسد الغابۃ (۵۹۰) الاستیعاب (۲۷۳) تجرید (۶۶/۱) * اسد الغابۃ (۵۹۰) الاستیعاب (۲۷۳)

* طبری (۱۳۰/۱۰) القرطبی (۲۰۹/۸) الواحدی (۱۸۰) الدر المنثور (۲۶۱/۳) تهذیب تاریخ دمشق (۲۰/٤)

میں فوت ہوئے۔ اس قصہ والی شخصیت کے بارے، اگر یہ واقعہ صحیح ثابت ہو جائے لیکن میرے خیال میں صحیح نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہ بدری صحابی ہیں، تامل ہے ابن کلبی کے قول سے ان میں فرق یقینی ہو جاتا ہے کہ بدری صحابی اُحد میں شہید ہو گئے۔ جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن مردویہ نے عطیہ کی سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ آیت کے متعلق اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ ایک شخص تھا جسے ثعلبہ بن ابی حاطب کہا جاتا تھا وہ انصار میں سے تھا ان کی ایک مجلس میں آ کر کہنے لگا: ''اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے نوازے'' پھر وہ طویل قصہ ذکر کیا، فرمایا: یہ ثعلبہ بن ابی حاطب ہے۔ اور بدری صحابی کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ وہ ثعلبہ بن حاطب ہیں۔ اور یہ روایت پایۂ ثبوت تک پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو لوگ بدر و حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی (مسلمان) بھی جہنم میں نہیں جائے گا''۔ [1]

نیز وہ ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے فرمایا: ''جو چاہے کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی''۔ [2]

جس کا یہ مرتبہ ہوا سے اللہ تعالیٰ دِل میں نفاق کا بدلہ کیسے دے گا۔ اور جو کچھ نازل ہوا اس کے متعلق کیسے نازل ہو سکتا ہے؟ لہٰذا یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اس شخصیت کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم

۹۳۰ (ز) ثعلبہ بن حرام

ابن زید میں تذکرہ آئے گا۔

۹۳۱ ثعلبہ بن الحکم [3]

بن عرفطہ بن حارث بن لقیط بن یعمر الشداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن عبدمناف بن کنانہ الکنانی اللیثی۔

بقول امام بخاری [4] وہ صحابی ہیں، چنانچہ اپنی تاریخ صغیر میں رقمطراز ہیں: ''انہیں بچپن میں صحابہ نے گرفتار کر لیا تھا'' جس کی سند انہوں نے تاریخ کبیر میں بیان کی ہے۔ ''اوسط'' میں ستر سے اسّی سال کے درمیان وفات پانے والوں میں ان کا ذکر ہے۔ ابن ماجہ میں بروایت سماک بن حرب، صحیح سند سے ان کی ایک حدیث ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ثعلبہ بن حکم کو فرماتے سنا: ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک موقع پر لوگوں نے بکریاں لوٹ لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ [5]

۹۳۲ (ز) ثعلبہ بن خدام انصاری

ان میں کے ایک جو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اوس بن خدام کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

---

[1] مسند احمد (۳۶۳/٦) الدر المنثور (۲۸۲/٤) کنز العمال (۳۳۹۰۲) اتحاف السادۃ المتقین (۷۹/۱۰) السنۃ لابن ابی عاصم (٤۱۵/۲)

[2] السنن الکبری (۱٤٦/۹، ۱٤۷) فتح الباری (٤۷/۱۱) الدر المنثور (۲۰۳/٦، ۲۰٤) کنز العمال (۳۷۹۵۷، ۳۷۹٦۳) اتحاف السادۃ المتقین (۱۳٦/۷) (۷۹/۱۰)

[3] اسد الغابۃ (۵۹۲) الاستیعاب (۲۷۸) تجرید (٦٦/۱)

[4] التاریخ الکبیر (۱۷۳/۲)

[5] ابن ماجہ کتاب الفتن باب النہی عن النہبۃ (۳۹۳۸)

۹۳۳ ثعلبہ بن زھدم تمیمی ❶

الحنظلی۔ از بنی ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ۔ بقول ابن ابی فدیک، ان کے متعلق لوگ کہتے ہیں: یہ صحابی نہیں، امام بخاری ❷ نے لکھا کہ ثوری نے فرمایا: ''انہیں شرف صحابیت حاصل ہے''۔ جبکہ یہ بات صحیح نہیں۔ امام مسلم اور عجلی نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ نسائی ❸ میں ان تک صحیح سند کے ساتھ ایک حدیث مروی ہے۔

۹۳۴ (ز) ثعلبہ بن زید

بن حارث بن حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی ابن ساردہ بن یزید بن جشم بن خزرج انصاری خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں وہ طائف میں شہید ہوئے۔ انہی ثعلبہ کا لقب ''جَدَع'' ہے اور یہ ان ثابت کے والد ہوتے ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا یوں ذکر کیا ہے: ثعلبہ بن الجدع، ان کے لقب کو ان کے والد کا نام بنا دیا۔ جب دوبارہ ان کا تذکرہ کیا تو یوں کہا: ''ثعلبہ بن حارث'' انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا۔ ابو موسیٰ اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا تو کہا: ثعلبہ بن حرام انہیں ان کے والد کے دادا کی طرف منسوب کر کے ایک شخص تین افراد میں تبدیل ہو گیا۔

۹۳۵ ثعلبہ بن زید انصاری ❹

بن عمرو بن عوف کے فرد ہیں۔ بقول ابن مندہ، مغازی میں ان کا ذکر آتا ہے۔ عبدالغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی سند سے نقل کیا۔ یہ ان میں سے ایک ہیں جن کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

''اور نہ ان لوگوں پر جہاد میں نہ جانے میں کوئی حرج ہے جب وہ آپ کے پاس آئیں تا کہ آپ انہیں سواری کا جانور دیں''۔ (التوبۃ : ۹۲)

اور عبدان نے احمد بن سیار سے نقل کیا کہ ثعلبہ بن زید بنی حرام سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو انصار کے بہت رونے والے ❺ شخص تھے۔ ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: جن کا تعلق بنی حرام سے ہے وہ پہلے والی شخصیت ہے اور جن کا تعلق بن عمرو بن عوف سے ہے وہ یہی صاحب سوانح شخصیت ہے اس لیے ممکن ہے کہ دونوں زیادہ رونے والے ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ صاحب سوانح شخص کا نام تبدیل ہو گیا۔ ادھر مجمع بن حارثہ نے زیادہ رونے والوں کے نام شمار کیے ہیں ان میں ثعلبہ بن زید کو نہیں گنا۔ البتہ علبۃ بن زید حارثی کو شامل ہے۔ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں یہ بات نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

۹۳۶ ثعلبہ بن ساعدہ ❻

بن مالک، ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے جسے طبرانی، ❼ ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ ابونعیم

---

❶ اسد الغابۃ (۵۹۵) الاستیعاب (۲۷۷) تجرید (۶۷/۱) ❷ التاریخ الکبیر (۱۷۳/۲)

❸ نسائی کتاب القسامۃ باب ھل یوخذ احد بجریرۃ غیرہ (۴۸۴۸) بمعناہ ❹ اسد الغابۃ (۵۹۷) تجرید (۶۷/۱)

❺ اسد الغابۃ (۲۷۵/۱) ❻ اسد الغابۃ (۵۹۹) تجرید (۶۷/۱) ❼ المعجم الکبیر (۲/ ۱۳۹۲، ۱۳۹۳)

فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ سہل بن سعد کے بھائی ہیں۔ ایسا لگتا ہے اس میں تحریف ابن لہیعہ سے ہوئی ہے۔ جو ابوالاسود سے روایت کرنے والے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوعمر نے اس بات پر یقین کیا ہے کہ وہ ابوحمید ساعدی کے چچا ہیں۔ لہٰذا دونوں جدا ہو گئے۔

۹۳۷ ثعلبه بن سَعد [1]

بن مالک بن خالد ابن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج ابن ساعدہ خزرجی ساعدی سہل بن سعد کے بھائی، بدر میں شریک اور اُحد میں شہید ہوئے۔ طبرانی نے عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد سے بحوالہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرا بھائی بدر میں شریک اور اُحد میں شہید ہوا۔ [2] موسیٰ بن عقبہ نے شہدائے اُحد میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۹۳۸ ثعلبه بن سعيه

ان لوگوں میں سے ہیں جو یہودیت [3] سے اسلام لائے، اسد بن سعیہ میں ذکر گزر چکا ہے۔

۹۳۹ ثعلبه بن سلام [4]

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ طبرانی نے ابن جریج کا یہ یقینی قول نقل کیا ہے کہ یہ ان میں سے ایک نہیں جن کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

"اہل کتاب کی ایک جماعت حق پر قائم ہے"۔ (آل عمران: ۱۱۳)

ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۴۰ (ز) ثعلبه بن سويد انصاری [5]

ابن فتحون نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ان کے بھائی اوس بن سوید میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۴۱ ثعلبه بن سهيل [6]

بقول بعض یہ ابوامامہ حارثی کا نام ہے (لیکن) مشہور یہ ہے کہ ابوامامہ حارثی کا نام ایاس بن ثعلبہ، کنیتوں میں آئے گا۔ ثعلبہ نامی حضرات کے آخر میں اس اختلاف کا سبب آئے گا۔

۹۴۲ ثعلبه بن صعير [7]

انہیں ابن ابی صعیر بن عمرو بن زید بن سنان بن سلامان قضاعی عذری بھی کہا جاتا ہے۔ بنی زہرہ کے حلیف۔ بقول طبرانی: یہ صحابی ہیں اور ان کا بیٹا عبداللہ دیدار سے مشرف ہے۔ ابن ابی عاصم اور باوردی وغیرہ نے بکر بن وائل کی سند سے بحوالہ زہری عبداللہ

---

[1] اسد الغابة (٦٠٠) الاستيعاب (٢٧١) [2] المعجم الكبير (٨٩/٢) [3] المعجم الكبير (١٣٨٨/٢) مجمع الزوائد (٣٢٧/٦)
[4] اسد الغابة (٦٠٢) الاستيعاب (٢٧٤) [5] الاستيعاب (٢٨٥/١) [6] اسد الغابة (٦٠٣) الاستيعاب (٢٧٦) تجريد (٦٧/١)
[7] اسد الغابة (٦٠٤) الاستيعاب (٢٧٩) تجريد (٦٧/١)

بن ثعلبہ بن صعیر سے وہ اپنے والد سے صدقۂ فطر [1] کے متعلق روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: اس میں ہمام، بکر سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: بحر بن کنیز سقاء نے بحوالہ زھری بکر کی متابعت کی ہے جسے حسن بن سفیان نے نقل کیا ہے اور ان کی سند سے ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

مذکورہ حدیث کو ابوداؤد نے نعمان بن راشد کی سند سے بحوالہ زھری روایت کیا ہے تو یوں کہا: ثعلبہ بن ابی صعیر اپنے والد سے، اور ایک روایت میں ان کے ہاں ہے عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صعیر عذری کا سماع صحیح نہیں۔ پھر اپنی سند جو ابن معین تک ہے سے روایت کرتے ہیں، فرمایا ثعلبہ بن ابی صعیر نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔

ابن شاہین نے یحییٰ بن خارجہ کی سند سے بحوالہ زہری نقل کیا تو کہا: عبداللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر سے مروی ہے۔ بقول ابن شاہین۔ اس روایت کو یحییٰ بن خارجہ نے مرسل روایت کیا ہے۔ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے عبداللہ بن ثعلبہ کے سوانح میں آئے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں، ہاں جہاں ''عن ابیہ'' کے الفاظ ہوں وہ زیادہ مناسب ہے۔ رہے ثعلبہ بن ابی صعیر تو وہ ان لوگوں میں سے نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ثعلبہ بن صعیر، ثعلبہ بن ابی صعیر کے علاوہ کوئی شخصیت ہونی چاہیے۔ فاللہ اعلم

۹۴۳ (ز) ثعلبہ بن عبداللہ بن سام

ثعلبہ بن ابی مالک میں آئے گا۔

۹۴۴ ثعلبہ بن عبدالرحمٰن انصاری [2]

ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔ ابن شاہین اور ابونعیم نے ایک طویل روایت سلیم بن منصور بن عمار کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ منکدر بن محمد بن منکدر وہ اپنے والد سے وہ جابر سے کہ انصار کا ایک نوجوان ثعلبہ بن عبدالرحمٰن نبی ﷺ کی خدمت کرتا تھا، آپ نے اسے کسی کام سے بھیجا وہ کسی انصاری کے گھر سے گزرے ان کی بیوی غسل کر رہی تھی تو اسے گھورنے لگا۔ اتنے میں دل میں خوف ہوا، کہ وحی نازل نہ ہو جائے۔ سیدھا بھاگ نکلا اور مکہ و مدینہ کے درمیان پہاڑوں میں رہنے لگا۔ نبی ﷺ نے اسے چالیس دن گم پایا اور یہ وہ دن تھے جن میں (وحی کا سلسلہ موقوف تھا اور) لوگ کہتے پھرتے تھے: ''انہیں (محمد ﷺ کو) ان کے رب نے چھوڑ دیا اور ان سے ناراض ہے''۔ جبرائیل علیہ السلام آ کر کہنے لگے: ''محمد (ﷺ)! بھاگنے والا پہاڑوں میں جہنم سے میری پناہ مانگتا ہے''۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، اور فرمایا: تم اور سلمان جاؤ، اسے میرے پاس لے آؤ۔ راستہ میں انہیں ذفافہ نامی گڈریا ملا، وہ کہنے لگا: شاید تم دونوں کو جہنم سے بھاگنے والے کی تلاش ہے۔ پھر اس کے لانے کے بارے میں لمبی حدیث ذکر کی۔ اوس کا بیمار پڑ جانا اور اپنے گناہ کے خوف سے فوت ہو جانے کا قصہ [3] بیان کیا۔ ابن مندہ نے یہ قصہ

---

[1] ابوداؤد كتاب الزكاة باب من روى نصف صاع من قمح (١٦١٩) المعجم الكبير (٨٧/٢) السنن الكبرى (١٦٧/٤)

[2] اسد الغابة (٦٠٦) [3] كنز العمال (٤٥٨٧) الامالى للشجرى (٢٤٩/١) حلية الاولياء (٣٣٠/٩) علل الحديث (١٥١، ١٥٣)

الموضوعات لابن الجوزى (١٢٢/٨)

مختصر روایت کرنے کے بعد کہا: منصور اسے نقل کرنے میں متفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ ضعیف ہے اور اس کا شیخ اس سے زیادہ ضعیف ہے۔ اور روایت کے بیان سے پتہ چلتا ہے یہ حدیث کمزور ہے۔ اس واسطے کہ آیت ﴿ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ﴾ (سورة الضحٰى: ۳) بلا اختلاف ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔

۹۴۵ ثعلبه بن عبید

بن عدی۔ ''تجرید'' [1] میں ذہبی فرماتے ہیں: ابن الجوزی نے ''تلقیح'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ڈر ہے کہ ان کے والد کے نام میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ وہ ثعلبہ بن عنمہ بن عدی ہیں جن کا تذکرہ تھوڑے وقفہ سے آئے گا۔

۹۴۶ ثعلبه بن عمرو جذامی [2]

ابن اسحاق [3] نے مغازی میں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بنی جذام سے ان کے مسلمان ہو جانے کے بعد گرفتار کیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دینے کا حکم دیا تھا۔

۹۴۷ (ز) ثعلبه بن عمرو [4]

بن محصن ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول بن مالک ابن النجار انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ ن اہل بدر میں ان کا ذکر کیا اور کہا وہ جسر ابی عبید کے روز شہید ہوئے۔ بقول واقدی خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔

۹۴۸ (ز) ثعلبه بن عمرو

بقول بعض جسے بغوی نے نقل کیا ہے، ابو عمرہ انصاری کا نام ہے۔

۹۴۹ ثعلبه بن عنمه [5]

ابن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی خزرجی، موسیٰ بن عقبہ اور عروہ وغیرہ نے شرکائے بدر وعقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے تھے جو بنی سلمہ کے بت توڑتے تھے۔ بقول ابن اسحاق: غزوۂ خندق میں شہید ہوئے، ہبیرہ بن ابی وہب نے آپ کو شہید کیا۔ ابن لہیعہ بحوالہ ابوالاسود عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ خیبر میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا کہ انہوں نے پوچھا کہ ہلال (چاند) کیسے چھوٹا سا ظاہر ہو کر بڑھتا رہتا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد نازل ہوا ''لوگ آپ سے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں''۔ (سورة البقرة : ۱۸۹) [6]

۹۵۰ (ز) ثعلبه بن قیس

سلمہ بن سلام میں ان شاء اللہ ذکر آئے گا۔

---

[1] تجرید (۲۰/۱) [2] اسد الغابة (۶۱۰) [3] السيرة النبوية عن ابن اسحاق (۹۹۱/۴، ۲۱۳)

[4] اسد الغابة (۶۰۹) الاستيعاب (۳۷۲) [5] اسد الغابة (۶۱۱) الاستيعاب (۲۷۰)

[6] المعجم الكبير (۱۴۰۳/۲) معرفة الصحابه (۲۶۹/۳) اسد الغابه (۲۸۰/۱)

۹۵۱ ثعلبہ بن قیظی ✿

بن صخر بن سلمہ انصاری۔ مطین اور طبرانی ✿ وغیرہ نے عبید اللہ بن ابی رافع کی سند سے ان اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے جو صفین میں شریک تھے، عبید اللہ تک سند بہت کمزور ہے۔

۹۵۲ ثعلبہ بن ابی مالك القرظی ✿

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن معین فرماتے ہیں: انہیں دیدار حاصل ہے اور ابن سعد نے کہا: ابو مالک جن کا نام عبد اللہ بن سام تھا یمن سے آئے ان کا تعلق کندہ سے تھا۔ انہوں نے قریظہ کی ایک خاتون سے شادی کر لی تو قریظی مشہور ہو گئے۔ بقول مصعب زبیری یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کی قریظہ کے دن مسیں نہ پھوٹی تھیں تو انہیں بھی عطیہ کی طرح چھوڑ دیا گیا۔

میں کہتا ہوں: عطیہ کا ذکر آئے گا۔ بغوی وغیرہ نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابو مالک بن ثعلبہ بن ابی مالک وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس مہزور کے لوگ آئے آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جب پانی ٹخنوں تک پہنچ جائے اوپر سے نہ روکا جائے۔ ولید بن کثیر نے ابو مالک سے روایت کرنے میں ابن اسحاق کی متابعت کی ہے اور ابن ابی عاصم نے صفوان بن سلیم کی سند سے بحوالہ ثعلبہ اسی مفہوم کو روایت کیا ہے، اس کے رجال معتبر ہیں۔ ابن ماجہ ✿ نے اسے دوسری سند سے بحوالہ محمد بن عقبہ بن ابی مالک، ان کے چچا ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان ✿ نے ثقات التابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابو حاتم ✿ فرماتے ہیں: تابعی ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحیح بخاری میں ہے جس کے والد قریظہ میں قتل ہوں اور وہ ان لوگوں میں سے ہو کہ اگر اس کے داڑھی نہ ہوتی تو قتل کر دیا جاتا۔ اس سے کوئی مانع نہیں کہ اس کا سماع صحیح ہو۔ اسی احتمال کی بنا پر میں ان کا یہاں ذکر کر رہا ہوں۔

۹۵۳ (ز) ثعلبہ بن ودیعہ انصاری

ان میں کے ایک جو غزوۂ تبوک سے رہ گئے اوس بن خدام میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹۵۴ ثعلبہ تمیمی عنبری

ہرماس بن حبیب عنبری کے دادا، اسحاق بن راھویہ نے نضر بن شمیل سے بحوالہ ھرماس سے اپنی روایت میں وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے ان کا نام لیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس اپنا ایک قرضخواہ لایا، آپ نے فرمایا: ''اس سے جدا نہ ہونا''۔ (حدیث) ✿ بقول ابن مندہ: حسن بن عمر بن شقیق نے نضر سے روایت کرنے میں ان کی مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ہرماس

✿ اسد الغابۃ (٦١٢) تجرید (٦٩/١) ✿ المعجم الکبیر (٨٧/٢) ✿ اسد الغابۃ (٦١٣) الاستیعاب (٢٨٠) تجرید (٦٩/١)

✿ ابن ماجہ کتاب الرھون باب الشرب من الاودیۃ و مقدار حبس الماء (٢٤٨١) ✿ الثقات (٩٨/٤) ✿ الجرح والتعدیل (٤٦٣/٢)

✿ ابوداؤد کتاب الاقضیۃ باب فی الحبس فی الدین وغیرہ (٣٦٢٩)

ابن ماجہ کتاب الصدقات باب الحبس فی الدین والملازمۃ (٢٤٢٧) التاریخ الکبیر (٢٤٧/٨) علل الحدیث (١٤٢٤)

بن حبیب سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا ہرماس بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ابن مندہ نے قعنب بن محرّر بحوالہ قتیبہ بن ہرماس بن حبیب بن ہرماس بن زیاد نقل کیا ہے اور ایک جماعت نے اسے نضر سے روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے ہرماس بن حبیب کے دادا کا نام نہیں لیا۔ فاللہ اعلم

۹۵۵ (ز) ثعلبہ انصاری [1]

عبداللہ کے والد، بقول بعض ان کے والد کا نام سہیل ہے۔ ابن ابی حاتم [3] نے ان کا تذکرہ کیا۔ باوردی اور ابو مسلم الکجی نے خالد بن حارث کی سند سے اور حاکم نے مستدرک میں، حسن بن سفیان اور ابواحمد حاکم [4] نے الکنی میں عبداللہ بن حمران کی سند سے دونوں عبدالحمید بن جعفر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے عبداللہ بن ثعلبہ انصاری نے بتایا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن کعب کو فرماتے سنا، میں نے تمہارے والد ثعلبہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص بھی کسی کا حق جھوٹی قسم سے مارے گا تو اس کے دِل میں نفاق کی وجہ سے سیاہ داغ لگ جائے گا جسے قیامت تک کوئی چیز نہ مٹا سکے گی''۔

بقی بن مخلد کی مسند میں ثعلبہ بن عبداللہ لکھا ہے۔ فاللہ اعلم

ابواحمد حاکم نے نقل کیا کہ حسین بن محمد قبانی نے کہا: یہ ثعلبہ ابوامامہ حارثی ہیں۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ابوامامہ کا نام ایاس بن ثعلبہ ہے۔ جن لوگوں نے صحابہ کے متعلق تصنیفات چھوڑی ہیں ان میں سے کئی ایک مثلاً بغوی، ابن ابی حاتم اور ابن شاہین وغیرہ نے اس پر یقین کیا کہ وہ کوئی اور ہیں۔ ادھر دونوں حدیثوں میں متن اور اسناد کے لحاظ سے فرق ہے، اس لیے احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔ اسی فرق پر ابوحاتم وغیرہ نے یقین کیا ہے۔ واللہ اعلم

۹۵۶ ثعلبہ انصاری

نزیل مصر عبدالرحمٰن کے والد۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن چوری کے متعلق ایک حدیث نقل کرتے ہیں جو ابن ماجہ [2] و ابن مندہ نے یزید بن ابی حبیب کی سند سے بحوالہ عبدالرحمٰن درج کی ہے۔ ابوعمر نے ذکر کیا کہ وہ ثعلبہ بن عمرو بن محصن ہیں۔ البتہ ابن ابی حاتم نے، ایسا ہی طبرانی [5] نے دونوں میں فرق کیا ہے، یہی درست ہے۔

۹۵۷ (ز) ثعلبہ (کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہیں)

''ابن ثعلبہ'' کے مبہمات میں ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا۔ اور دونوں نے یحییٰ بن جابر کی سند سے بحوالہ ابن ثعلبہ ان کی روایت نقل کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ! میرے لیے اللہ کے حضور شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس کچھ بال لاؤ''۔ چنانچہ وہ بال لائے۔ فرمایا: ''اپنے کندھے سے کپڑا ہٹاؤ''۔ فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے وہ بال ان کے بازو پر باندھ دیئے پھر ان میں پھونک مار کر فرمایا: ''اے اللہ! ثعلبہ کا خون مشرکین اور منافقین کے لیے حرام فرما دے''۔ [6]

---

[1] اسد الغابة (٦٠٥) [2] تجريد (٦٨/١) [3] الجرح والتعديل (٤٦٢/٢) [4] المستدرك (٢٩٤/٤)

[2] ابن ماجه كتاب الحدود باب السارق يعترف (٢٥٨٨) [5] المعجم الكبير (٨٦/٢) [6] مجمع الزوائد (٣٧٩/٩)

ابن الاثیر فرماتے ہیں، ان دونوں کے ہاں ''ثعلبہ کا خون'' کے الفاظ ہیں۔ سوائے اوّل سند کے کسی چیز سے ابن ثعلبہ کا پتہ نہیں چلتا۔

میں کہتا ہوں: ابن ثعلبہ کا نام ضمرہ ہے۔ یہ حدیث ان کے سوانح میں حرف ضاد میں گزر چکی ہے۔ لہٰذا اگر یہ روایت ثابت ہے تو ''وہ ابن'' ضمیر کا مرجع ثعلبہ ہوگا۔ یوں صحابہ میں ان کا ذکر متعین ہو جائے گا اور وہ اس قسم میں شمار ہوں گے جو خود بھی صحابی اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ لیکن جو روایت حرف ضاد میں گزری ہے اس میں ہے: ''اے اللہ! ابن ثعلبہ کا خون حرام فرما دے''۔ لفظ ابن کا اضافہ ہے۔ واللہ اعلم

باب الثاء جس کے بعد قاف ہے

۹۵۸ ثقاف بن عمرو العدوانی ✿

بقول ابن ابی حاتم بحوالہ ان کے والد مہاجرین اوّلین سے ہیں۔ اور ابن مندہ نے ابن المبارک کی سند سے بحوالہ حماد بن زید انہوں نے ایوب، انہوں نے جرمی جو ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہ ثمامہ بن عدی اور ثقیف بن عمرو مہاجرین اوّلین سے ہیں۔ ان سے کوئی حدیث منقول نہیں۔

۹۵۹ ثقب بن فروہ ✿

بن البدری انصاری ساعدی۔ انہیں احرش کہا جاتا ہے، ان کا نام ونسب ابن القداح نسّاب نے بتایا ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے، لیکن نام تصغیر سے ذکر کیا جسے ابن شاہین نے درج کیا کہ ثقیف شروع کا زبر آخر میں فاء ہے، ایسا ہی ابن عبدالبر ✿ اور ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

۹۶۰ ثقف بن عمرو ✿

بن سمیط از بنی غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا کہ وہ اور ان کے دونوں بھائی مدلاج اور مالک بدر میں شریک ہوئے اور وہ خود خیبر ✿ میں شہید ہوئے۔ بقول واقدی: ثقاف بن عمرو کو اسید بن رزام یہودی نے شہید کیا۔

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۹۶۱ ثمامہ بن اثال ✿

بن نعمان بن مسلمہ بن عتبہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن دؤل بن حنیفہ حنفی ابو امامہ یمامی، ان کی حدیث بخاری ✿ میں

✿ اسد الغابۃ (٦١٦) ✿ اسد الغابۃ (٦١٥) الاستیعاب (٢٨٤) ✿ الاستیعاب (٢٩٠/١)

✿ اسد الغابۃ (٦١٧) الاستیعاب (٢٨٥) تجرید (٦٩/١) ✿ المعجم الکبیر (١٠٤/٢)

✿ اسد الغابۃ (٦١٩) الاستیعاب (٢٨٢) ✿ بخاری کتاب الصلاۃ باب الاغتسال اذا اسلم و ربط (٤٦٢)

سعید المقبری کی سند سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی جانب ایک دستہ بھیجا تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ اسے لا کر مسجد کے ستون سے باندھ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ فرمایا: ''ثمامہ کو چھوڑ دو''۔ وہ مسجد کے قریبی نخلستان میں غسل کر کے واپس مسجد آ کر کہنے لگے: میں اللہ کے معبود ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ اسی طرح انہوں نے طویل روایت نقل کی ہے جسے ابن اسحاق نے مغازی میں سعید المقبری سے طویل نقل کیا ہے جس کا آغاز اس طرح ہے کہ ثمامہ جب آپ کے سامنے قتل کے ارادے سے آئے آپ نے اپنے رب سے دعا کی کہ مجھے اس پر قابو دے دے۔ اسلام لانے کے بعد جب وہ عمرہ کرنے مکہ گئے تو (کفار مکہ سے) کہنے لگے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، (اگر تم باز نہ آئے) تمہارے پاس یمامہ سے ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا۔ وہ مکہ والوں کی معیشت کی وسعت کا ذریعہ تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دے دیں۔ [1] اسے حمید نے سفیان سے بحوالہ ابن عجلان سعید سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نیز ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ جب اہل یمامہ مرتد ہوئے تو ثمامہ اسلام پر ثابت قدم رہے وہ اور ان کے پیروکار جو اُن کی قوم سے تعلق رکھتے تھے کوچ کر گئے، اور علاء حضرمی رضی اللہ عنہ سے مل کر بحرین کے مرتدوں کے خلاف جنگ کی۔ جب انہیں فتح ہوگئی تو ثمامہ نے وہ جوڑا خریدا جو ان کے سردار کا تھا، جب انہیں بنی قیس بن ثعلبہ کے لوگوں نے دیکھا وہ سمجھے کہ انہی نے اسے قتل کر کے اس کا لباس اتارا ہے اور انہیں شہید کر دیا۔ عامر بن سلمہ کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

ابن مندہ نے علباء بن احمر کی سند سے بحوالہ عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت میں ثمامہ کے اسلام لانے اور یمامہ جانے، قریش کو غلہ سے روکنے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے نازل ہونے کا قصہ نقل کیا ہے:

> ''ہم نے انہیں (قحط کے) عذاب میں مبتلا رکھا پھر بھی یہ اپنے رب کے سامنے نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کرتے ہیں''۔ (سورة المومنون : ٧٦)

اس روایت کی سند حسن ہے۔ وثیمہ نے فتنۂ ارتداد میں ان کا کارنامہ ذکر کیا ہے اور بنی حنیفہ کی مخالفت میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔

میں ایک بات کو چھوڑنے کا قصد کرتا ہوں لیکن نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان مجھے واپس (اپنی حالت پر) لے آتا ہے۔ میں بیڑیوں سے آزاد کرانے پر ان کا شکریہ ادا کیا جبکہ مجھے تلواروں کے سائے نظر آ رہے تھے۔

۹۶۲ ثمامہ بن انس

بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی ایک حدیث روایت کی ہے۔ احتمال ہے کہ وہ ثمامہ بن انس بن مالک ہوں، اس بنا پر یہ حدیث مرسل ہوگی۔

۹۶۳ ثمامہ بن بجاد العبدی [2]

ابو حاتم، [3] ابن السکن اور باوردی نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ کتاب الزہد میں امام لکھتے ہیں: ہمیں ابوداؤد

[1] اسد الغابة (٢٨٢/١) [2] اسد الغابة (٦٢٠) الاستيعاب (٢٨٣) تجريد (٧٠/١) [3] الجرح والتعديل (٤٩٥/٢)

نے نے بحوالہ زہیر، ابواسحاق سے بتایا اور ابواسحاق سے بحوالہ ثمامہ بن بجاد جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے روایت کرنے میں شعبہ نے ان کی متابعت کی ہے، فرمایا: میں تمہیں سوف سوف (پھر کرلوں گا) سے ڈراتا ہوں۔ اسے ابواسحاق سے ایک جماعت نے نقل کیا (لیکن) انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ صحابی ہیں۔ بقول ابوحاتم: ان سے عیزار بن حریث بھی روایت کرتے ہیں۔

۹۶۴ ثمامه بن ابی ثمامه ✿

بن بکر جذامی ابوسوادہ۔ ابوسعید بن یونس فرماتے ہیں: میں نے عمرو بن حارث کی کتاب میں بحوالہ بکر بن سوادہ جذامی، ان کے غلام سے مروی لکھا دیکھا کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا ثمامہ ✿ کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اسے ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس روایت کیا ہے۔

۹۶۵ ثمامه بن حزن قسم ثالث میں تذکرہ آئے گا۔

۹۶۶ ثمامه بن عدی قرشی

ثقف بن عمرو میں ان کا تذکرہ ہوا کہ وہ مہاجرین اوّلین سے ہیں۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ طبری نقل کیا کہ وہ بدر ✿ میں شریک تھے۔ اور بقول ابن السکن: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ وہ صنعاء کے گورنر تھے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن سعد نے ابوقلابہ تک بحوالہ ابوالاشعث الصنعانی صحیح سند سے نقل کیا ہے، جب ثمامہ بن عدی کو جو صنعاء (شام) کے گورنر اور صحابی تھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو وہ رو پڑے اور دیر تک روتے رہے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے: یہ وہ وقت ہے جس میں نبوت کی خلافت چھن گئی۔ باوردی نے دوسری سند سے ایوب سے بحوالہ ابوقلابہ نقل کیا ہے اور ابن مندہ نے نضر بن معبد کی سند سے بحوالہ ابوقلابہ نقل کیا، فرماتے ہیں: ابوالاشعث صنعانی نے مجھے بتایا کہ ثمامہ صنعاء کے گورنر تھے اور ان کا تعلق اصحاب محمد ﷺ سے تھا۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

۹۶۷ ثوبان ✿

خادم رسول اللہ ﷺ مشہور صحابی ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق عرب کے حکمی قبیلہ سے تھا جو حکم بن سعد بن حمیر کی طرف منسوب تھا۔ بقول بعض: فارسی سرداروں سے تھے۔ آپ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر بھی انہوں نے آپ کی وفات تک خدمت کی۔ اس کے بعد وہ رملہ پھر وہاں سے حمص منتقل ہو گئے اور وہیں بقول ابن سعد وغیرہ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ ابن السکن نے یوسف بن عبدالحمید کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میری ثوبان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھرانے

✿ اسد الغابة (٦٢١) تجريد (٧٠/١) ✿ اسد الغابة (٢٨٤/١) معرفة الصحابة (٢٩٥/٣)

✿ المعجم الكبير (٩٠/٢) ✿ اسد الغابة (٦٢٤) الاستيعاب (٢٨٦) تجريد (٧٠/١)

کے لیے دعا فرمائی، میں نے عرض کیا: میں بھی اہل بیت سے ہوں، تیسری مرتبہ پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک تم دروازے پر رکاوٹ بنے کھڑے نہ رہو اور کسی گورنر سے سوال کرنے نہ جاؤ''۔ ابوداؤد [1] نے عاصم کی سند سے بحوالہ ابوالعالیہ ثوبان سے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھے یہ ضمانت دے دے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ ثوبان بولے: میں۔ چنانچہ وہ کسی سے کچھ بھی نہیں مانگتے تھے۔

۹۶۸ ثوبان انصاری [2]

محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان کے دادا، ابن مندہ محمد بن حمیر کی سند سے بحوالہ عباد بن کثیر، محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جسے تم مسجد میں شعر کہتے سنو اسے کہو: ''اللہ تمہارے دانت توڑے''۔ (حدیث) اور اسے ابوخیثمہ جعفی کی سند سے بحوالہ عباد بن کثیر روایت کیا تو اس میں ''دادا سے'' کے الفاظ نہیں۔ عباد اس میں ضعیف ہیں۔ یزید بن خصیفہ نے ان کے خلاف روایت کی تو کہا: محمد بن عبدالرحمٰن سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، یہی محفوظ ہے جسے نسائی اور ترمذی [3] نے نقل کیا ہے۔

۹۶۹ ثوبان [4]

عمر بن حکم ابن ثوبان کے دادا۔ ابن ابی عاصم [5] نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور عبیداللہ بن عبداللہ اموی کی سند سے بحوالہ عبدالحمید بن جعفر، عمر بن الحکم بن ثوبان سے وہ اپنے چچا سے وہ اپنے والد ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ ''نبی ﷺ نے (نماز میں) کوے کی طرح ٹھونگ مارنے سے اور درندے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا ہے''۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: عبدالحمید بن جعفر کے شاگردوں نے ان کے خلاف روایت کی ہے۔ چنانچہ وہ عبدالحمید کے واسطہ سے بحوالہ عمر بن حکم بن ثوبان بحوالہ عبدالرحمٰن مرسل روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: عمر بن الحکم کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ وہ سعد بن ابی وقاص جیسے اکابر صحابہ سے روایت کرتے ہیں تو ان کے دادا کیسے صحابی نہیں ہو سکتے حالانکہ وہ انصاری ہیں؟

۹۷۰ (ز) ثوبان العنسی

عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان کے دادا، ابن عساکر، اوزاعی کی سند سے ثابت بن ثوبان سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے میں امام، یا کھانا پکانے (دینے) والا یا جوان میں نیک ہو وہ لوگوں میں سے پہل کرے''۔ [6] ثابت بن ثوبان مشہور تابعی ہیں مجھے ان کے والد کا ذکر صرف اسی روایت میں ملا ہے جس میں انہوں نے سماع کا ذکر نہیں کیا، مجھے معلوم نہیں یہ روایت مرسل ہے یا نہیں۔

---

[1] ابوداود كتاب الزكاة باب كراهية المسألة (١٦٤٣) [2] اسد الغابة (٦٢٦)

[3] ترمذي كتاب البيوع باب النهي عن البيع في المسجد (١٣٢١) [4] اسد الغابه (٦٢٥)

[5] الآحاد والمثاني (٣٣٢/١) [6] الكامل في الضعفاء (٢٨١/١، ١٦٣٨)

۹۷۱ ثَوَب (ابو مسلم خولانی کے والد)

یہ لفظ ثاء کے پیش اور واؤ کے زبر سے ہے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ابو مسلم خولانی کے سوانح میں ذکر کیا ہے کہ ابو مسلم اہل شام کے عبادت گزار لوگوں میں سے تھے۔ ان کے والد صحابی ہیں۔

۹۷۲ ثور بن عَزرہ [1]

بن عبداللہ بن سلمہ ابوالعکیر القشیری۔ ابن شاہین نے ابوالحسن مدائنی سے بحوالہ یزید بن رومان وغیرہ سے اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا، وہ لوگ فرماتے ہیں: ثور بن عزرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں حمام اور سد کے مقامات عطا کیے جو عقیق میں ہیں۔ اور انہیں ایک تحریر بنا کر دی۔ اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے: ''اگر میسرہ بن بشر تجھ پر غالب آ جائے تو تیرا باپ ابوالعکیر ہے جو مقامِ حمام [2] میں رہتا ہے''۔

۹۷۳ ثور السلمی [3]

معن بن یزید بن اخنس سلمی کے نانا۔ ان کی کنیت ابوامامہ ہے۔ ابن حبان [4] نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے۔ اور باوردی نے ان کے سوانح میں ابوالجویریہ کی سند سے بحوالہ معن بن یزید بن ثور روایت نقل کی کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے، میرے والد اور میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ اس سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ثور ان کے دادا کا نام ہے جبکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ ان کا نام تو اخنس ہے۔ بہتر روایت وہی ہے جو ابن حبان نے بیان کی۔

۹۷۴ (ز) ثور بن معن

بن اخنس بن حبیب بن جرہ بن زغب بن مالک بن خفاف بن امریٔ القیس بن بھثہ بن سلیم سلمی۔ ابوعلی ھَجَری نے نوادر میں لکھا ہے: وہ، ان کے والد اور ان کے دادا صحابیٔ رسول ﷺ ہیں۔ ابن رشاطی کی روایت کے مطابق یہ لوگ بنی معن سے مشہور ہیں۔

میں کہتا ہوں: مشہور معن بن اخنس ہے، بخاری نے ان کی حدیث نقل کی ہے ان کا ذکر آ رہا ہے۔ شاید یہ ثور ان کے چچا زاد بھائی ہیں۔ واللہ اعلم۔ اگر یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جائے تو معن بن اخنس، معن بن یزید الاخنس کے چچا ٹھہرے۔

---

[1] اسد الغابة (٦٢٨) [2] اسد الغابة (٢٨٧/١) [3] اسد الغابة (٦٢٩) [4] الثقات (٤٩/٣)

[5] بخاری كتاب الزكاة باب اذا تصدق على ابنه وهو لا يشعر (١٤٢٢) مسند احمد (٤٧٠/٣) (٢٥٩/٤) المعجم الكبير (١٤٥٥/٢) فتح البارى (٢٩١/٣، ٢٩٢)

قسم ثانی ازحرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۷۵ (ز) ثابت بن مری

بن سنان بن سنان بن ثعلبہ۔ ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب آ رہا ہے۔ بقول عدوی: یہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے ماں شریک[1] بھائی ہیں۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

قسم ثالث ازحرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۷۶ ثابت بن طریف المرادی[2]

فتح مصر میں شریک تھے ان لوگوں سے ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت پایا ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس اور ابن حبان[3] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حاکم نے ابن عبدالاعلی یعنی ابن یونس کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ جنہوں نے دور جاہلیت پایا ہے۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابن مندہ نے ان کے صحابی ہونے کی تصریح نہیں کی۔ ان کا ذکر تو اس لحاظ سے کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ اور جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات میں شریک رہے انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے لیکن ان میں سے بعض کو شرف صحابیت حاصل ہے اور بعض اس سے محروم ہیں، اھ مختصراً۔[4]

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

۹۷۷ ثعلبہ بن ابی رقیہ اللخمی[5]

ابن یونس نے ان کا ذکر کیا کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے ایسے ہی ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۹۷۸ (ز) ثمامہ بن اوس

بن ثابت بن لأم طائی۔ سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے خلافت ابی بکر میں ضرار بن ازور کی طرف پیام بھیجا جبکہ وہ طلیحہ سے برسرپیکار تھے کہ میرے ساتھ جذیمہ قبیلہ کے پانچ سو آدمی ہیں۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے انہوں

---

[1] اسد الغابۃ (۵۷۱) [2] اسد الغابۃ (۵٦۰) [3] الثقات (۹۴/۴) [4] اسد الغابۃ (۲٦۱/۱) [5] اسد الغابۃ (۵۹۳)

نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔

۹۷۹ ثمامہ بن حزن[1]

بن عبداللہ بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ قشیری ابوالورد بن ثمامہ کے والد۔ نبی ﷺ کے عہد میں نوجوان آدمی تھے۔ مسلم نے مخضرمین میں اور ابن حبان[2] نے ثقات التابعین میں شمار کیا ہے۔ بقول ابونعیم: انہوں نے دورِ نبوی تو پایا لیکن آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ پائے۔ تاریخ بخاری[3] میں لکھا ہے: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس آئے۔ اس وقت ان کی عمر پینتالیس سال تھی۔ اور بقول ابن عبدالبر بنی عامر کے بعض اہل نسب نے ذکر کیا کہ ثمامہ بن حزن صحابی ہیں۔

۹۸۰ (ز) ثمامہ الردمانی ان کے غلام

خارجہ بن عراک۔ انہوں نے زمانۂ نبوی پایا ہے اور اپنے آقا کے ساتھ فتح مصر میں عمرو بن العاص کی معیت میں شریک تھے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

۹۸۱ ثور بن تلدہ[4]

انہیں باء سے ثوب بھی کہا جاتا ہے۔ یوں اس نام کو قلمبند کرنے میں اختلاف رونما ہوا۔ بقول ابن کلبی: ثیاب واحد کا لفظ ہے اور جیسے دارقطنی نے ہیثم بن عدی کی پیروی میں ثاء کے پیش واؤ کے زبر سے لکھا ہے۔ رہا ان کے والد کا نام تو ہیثم اور ابن کلبی نے کہا: وہ ثاء کے زیر اور لام کے سکون سے ہے جبکہ دارقطنی نے تا کے زبر سے تحریر کیا ہے۔ نیز انہیں تصغیر سے تُلَیدہ کہا جاتا ہے ان کا تعلق بنی والبہ بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ، بقول بعض تلدہ یا تلیدہ ان کی والدہ، باندی یا انہیں گود لینے والی خاتون ہے اور ان کے والد کا نام ربیعہ ہے۔ یہ بات سیف نے فتوح میں ذکر کی ہے۔ ابوحاتم سجستانی[5] معمرین میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے، آپ نے اُن سے پوچھا: میرے آباء واجداد میں سے تم نے کسی کا زمانہ پایا ہے؟ تو وہ بولے: امیہ بن عبدشمس کا دور میں نے پایا ہے۔ وہ نابینے ہوگئے تھے اور ان کا غلام ذکوان ان کا ہاتھ تھامے لے جاتا تھا۔ حضرت معاویہ جھٹ سے بولے: ارے وہ تو ان کا بیٹا تھا۔ وہ کہنے لگے: یہ بات تو آپ لوگ کہتے ہیں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے امیہ کے زیادہ مشابہ کون ہے؟ وہ بولے: یہ اور عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ کی جانب اشارہ کیا۔ جو ''اشدق'' کے عرف سے مشہور ہیں۔

اس قصہ کا کچھ حصہ ابوموسیٰ نے ذیل میں ابویعقوب سراج کی سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے جس کی سند عاصم بن ابی النجود سے ہے، فرمایا: ہم یعنی بنی اسد بن خزیمہ بدر کے روز مہاجرین کا ساتواں حصہ تھے۔ ہمارا ایک آدمی تھا جس کا نام ثور بن تلدہ تھا اس کی عمر ایک سوبیس (۱۲۰) سال ہوگئی تھی پھر کچھ واقعہ ذکر کیا۔ ابوموسیٰ، عاصم کی یہ بات ''ہمارا ایک آدمی

[1] اسد الغابۃ (٦٢٢) [2] الثقات (٩٧/٤) [3] التاریخ الکبیر (١٧٦/٢) [4] اسد الغابۃ (٦٢٧) [5] المعمرین (٨٤/١)

تھا'' سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اس کا تعلق ''ہم بدر کے روز'' سے ہے، یوں صاحب عنوان شخصیت بدریین میں شمار ہوتی ہے جبکہ ایسا نہیں۔ بلکہ عاصم کا ارادہ اپنی قوم کی خصوصیات شمار کرنا ہے۔ اس لیے انہوں نے ذکر کیا کہ وہ مہاجرین کا ساتواں حصہ تھے اور ان میں اس عمر رسیدہ شخص کا تذکرہ کیا۔ اگر بات بظاہر ایسی ہوتی جیسی ابوموسیٰ سمجھے ہیں تو ''ہم'' کہنے سے عاصم بھی بدریین میں شمار ہوتے، جبکہ وہ چھوٹے تابعی ہیں، ان کی روایات تابعین سے ہے۔

دارقطنی نے مؤتلف میں ابوبکر بن عیاش کی سند سے بحوالہ عاصم روایت کی فرمایا کہ ثور بن تلدہ نے فرمایا: میں نے والبات کی تین پشتیں دیکھی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کی عمر دو سو چالیس (۲۴۰) سال ہوگئی تھی۔ ابن کلبی نے ان کا شعر کہا ہے۔

اگر آدمی نوے سے دو سو سال تک بھی زندہ رہے یہ ساری مدت اپنی جگہ پھر بھی اس نے جانا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں جب انہوں نے امیر معاویہ کے سامنے یہ اشعار کہے پھر اس کے بعد زندہ رہے یا نہیں۔ سیف بن عمر نے ذکر کیا کہ وہ فتوحات میں شریک اور قادسیہ میں موجود تھے اس میں انہوں نے اشعار کہے، مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو آدمی نے کسی اور کے حوالہ سے ذکر کیے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف نون میں نسیر بن ثور عجلی کے سوانح میں آئے گا۔

۹۸۲ (ز) ثور بن قدامه

دور نبوی پایا ہے اور فتوح میں وہ کافی معرکوں میں رہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی سند سے نقل کیا، فرمایا: ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا۔ ان سے ابراہیم عقیلی روایت لیتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔ [۱]

۹۸۳ ثور بن مالك الكندی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھے اور یمن، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ملی تو انہیں کندہ پر اپنا نائب بنا کر گئے۔ یہ روایت وثیمہ نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے، جب اہل کندہ نے ارتداد کا پختہ عزم کر لیا تو انہوں نے وہاں جو تاریخی خطاب کیا وہ بھی ذکر کیا ہے اور ان کا جواب بھی بیان کیا ہے پھر ان کی جو بات چلی یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا چنانچہ وہ ان اشعار میں کہتے ہیں:

''میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اختیار کیے رہو تو وہ بے وقوفی سے کہنے لگے: تمہارے منہ میں خاک پڑے۔ پھر کیا تھا ان کی ہلاکت پر میں رونے لگا جو کچھ انہوں نے کیا میں اس میں شریک نہ ہوا''۔

قسم رابع ازحرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۸۴ (ز) ثابت بن اجدع

ثابت ابن الجذع میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

[۱] الثقات (۱۰۰/۴)

۹۸۵ ثابت بن ابی الاقلع

ابونعیم نے دلائل میں محمد بن مردان کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط کو بدر سے قید کے بعد ثابت بن ابی الاقلع نے قتل کیا۔ مشہور یہ ہے کہ اسے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلع نے قتل کیا تھا۔

۹۸۶ (ز) ثابت بن ابی زید الانصاری

بعض نے حاکم کی کتاب ''علوم الحدیث'' کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ عزرہ بن ثابت، محمد بن ثابت اور علی بن ثابت ان کے والد ثابت بن ابی زید صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لفظ صحابی مجرور واقع ہو کر ابوزید کی صفت ہے۔ جنہوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا وہ یہ سمجھے کہ یہ لفظ مرفوع ہے، اس صورت میں وہ ثابت کی صفت بن جائے گی جبکہ ایسا نہیں۔ واللہ اعلم

۹۸۷ ثابت بن الضحاک[1]

بن ثعلبہ۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ سعید بن یعقوب سراج ان کا استدراک کیا ہے۔ استدراک کی کوئی وجہ بنتی نہیں اس لئے کہ ابن مندہ نے ان کا صحیح اندراج کیا ہے۔ جبکہ نسب سے صرف ایک شخص ساقط ہوا ہے اور وہ ثابت بن الضحاک بن خلیفہ بن ثعلبہ ہے جیسا کہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

۹۸۸ ثابت بن عمرو انصاری[2]

بدر[3] میں شریک ہوئے۔ ابونعیم نے بحوالہ موسیٰ بن عقبہ ان کے اور اشجعی جو انصار کے حلیف ہیں اور ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے کے درمیان فرق کر کے ان کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک شخصیت ہے۔ انہیں وہم ہو گیا۔

۹۸۹ (ز) ثابت بن قیس انصاری

حدیث جابر میں ان کا تذکرہ آتا ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں: اس کے راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ ابوداؤد،[4] قاضی اسمٰعیل نے ''احکام'' میں اور ابومسلم کجی نے ''سنن'' میں بشر بن مفضل کی سند سے بحوالہ ابن عقیل، جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نکلے۔ چلتے چلتے ہم لوگ انصار کی ایک خاتون کے ہاں آئے، وہ جلدی سے دو بچیاں لا کر کہنے لگیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دونوں ثابت بن قیس کی بیٹیاں ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُحد میں شرکت کے باعث شہید ہو گئے۔ (حدیث) ابوداؤد فرماتے ہیں: راوی سے غلطی ہوئی جبکہ صحیح یہ ہے کہ وہ سعد بن ربیع ہیں۔ اس کے بعد ابن وہب کی سند سے بحوالہ داؤد بن قیس وغیرہ سے، ابن عقیل سے نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ عبیداللہ بن عمرو نے بحوالہ ابن عقیل ایسا ہی فرمایا ہے۔ جو درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر حدیث کا مخرج ایک نہ ہوتا تو واقعہ میں تعدد ہو سکتا تھا۔

---

[1] اسد الغابة (٥٥٨) الاستیعاب (٢٦١) [2] اسد الغابة (٥٦٧) تجرید (٦٤/١) [3] اسد الغابة (٢٦٣/١)

[4] ابوداؤد كتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الصلب (٢٨٩١)

۹۹۰ (ز) ثابت بن قیس (دوسرے)

ابوالمتوکل، میم میں، کنیتوں میں تذکرہ آئے گا۔

۹۹۱ ثابت بن مسعود [1]

عبدان نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ ان کا صرف صفوان بن محرز کی حدیث میں تذکرہ آتا ہے۔ جبکہ سعید بن یعقوب سراج نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حماد بن ثابت بنانی کی سند سے بحوالہ صفوان بن محرز ان کی روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا، میرے ساتھ ایک صحابی رسول ﷺ ہوتے، جنہیں وہ ثابت بن مسعود سمجھتے ہیں۔ فرمایا: میں جب اونچی آواز میں قراءت کرتا وہ اپنی آواز پست کر لیتے۔ میں نے ان سے اچھا کوئی پڑوسی نہیں دیکھا۔ مجھے جب اٹکن ہوتی تو وہ فتحہ (لقمہ) دے دیتے۔ نماز سے فراغت کے بعد میں طواف میں شامل ہوگیا۔ بعد میں وہ بھی آگئے اور میرا ہاتھ تھام کر فرمانے لگے: ''روحیں جمع کیا ہوا لشکر ہیں''۔ [2] (حدیث)

''ذیل'' میں ابوموسیٰ لکھتے ہیں: انہوں نے ایسا ہی درج کیا۔ دو حافظ الحدیث شخصیتوں پر تعجب ہے کہ ان سے یہ بھول کیسے ہوگئی؟ درست عبارت یوں ہے: ہمارے خیال میں وہ ثابت (جو البنانی ہیں) بن مسعود ہیں۔ ابن مسعود تحسبہ کا مفعول ثانی ہے جس سے عبداللہ بن مسعود مراد ہیں۔

میں کہتا ہوں: باوردی نے اس سلسلہ میں ان سے اتفاق کیا ہے اور ثابت بن مسعود کا عنوان قائم کیا ہے اور یہ حدیث انہی کے سوانح میں حماد کی سند سے بحوالہ ثابت روایت کی ہے جہاں تک ابوعمر کا تعلق ہے تو وہ فرماتے ہیں: ثابت بن مسعود، فرمایا: صفوان بن محرز نے جو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک شخص میرے پڑوسی تھے، میرے گمان میں وہ ثابت بن مسعود تھے، میں نے ان سے بڑھ کر اچھا پڑوسی نہیں دیکھا۔ پھر وہ روایت ذکر کی: یہ ان کے الفاظ ہیں۔ ثابت کے حذف سے جو اسے صفوان سے روایت کرنے والے ہیں یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ جنہیں وہ ابن مسعود سمجھ بیٹھے وہ صفوان ہیں۔ ذہبی [3] نے ''تجرید'' میں یہ ابوعمر کا عیب شمار کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے یہاں صفوان بن محرز کی جانب سے توقف ہے اس لئے کہ میرے خیال میں انہوں نے ابن مسعود کو نہیں دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

۹۹۲ (ز) ثابت بن معاذ انصاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث جو ضعیف سند سے بیان کی گئی ہے اس میں ان کا ذکر آتا ہے جسے خطیب نے ''مؤتلف'' میں قاسم بن خلیفہ کی سند سے بحوالہ ابویحییٰ تیمی اسمٰعیل بن ابراہیم، مطیر ابوخالد سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، روایت کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٥٧٢) الاستيعاب (٢٦٦)

[2] بخاری كتاب الانبياء باب الارواح جنود مجندة (٣٣٣٦) مسلم كتاب البر والصلة باب الارواح جنود مجندة (٥٦٥٠، ٥٦٥١) ابوداؤد كتاب الادب باب من يؤمر ان يجالس (٣٨٣٤) مسند احمد (٥٣٩/٢) المعجم الكبير (٣٢٣/٦) حلية الاولياء (١٩٨/١) المستدرك (٤/ ٢٤٠ ، ٤٢٠)

[3] التجريد (٢٥/١)

فرماتے ہیں: ''ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھنا چاہتے تو حضرت علی، سلمان فارسی یا ثابت بن معاذ رضی اللہ عنہم سے کہتے، کیونکہ صحابہ میں یہ لوگ آپ ﷺ کے سامنے جرأت کر لیتے تھے۔ پھر جب ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ (سورة النصر : ۱) نازل ہوئی''۔ اس کے بعد راوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک منکر (ضعیف راوی کی ایسی روایت جو ثقات کے خلاف ہے) حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: ''یہ (علی رضی اللہ عنہ) میرے بھائی، میرے وزیر، میرے اہل بیت میں میرے خلیفہ اور میرے بعد خلیفہ ہونے کے لئے بہترین آدمی ہیں''۔ [1] خطیب فرماتے ہیں: مطیرؔ مجہول راوی ہے۔

میں کہتا ہوں: جبکہ ابو یحییٰ تیمی تو بے حد کمزور راوی ہے۔

۹۹۳ ثابت بن معبد [2]

تابعی، مرسل اور موصول روایت کر دیتے ہیں جس سے بعض راویوں کو شبہ ہو جاتا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ان کے متعلق وہم کی وجہ بیان کی۔ فرمایا: عمرو بن خالد نے عبیداللہ بن عمرو سے بحوالہ عمرو بن عمیر وہ کلب کے ایک شخص سے بحوالہ ثابت بن معبد روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے ایک عورت کے بارے میں پوچھا جس کے حسن سے وہ متاثر ہو گیا تھا۔ (حدیث) [3] عمرو نے ایسا ہی کہا۔ جبکہ علی بن سعید وغیرہ نے اسے عبیداللہ بن عمرو سے بحوالہ عبدالملک انہوں نے ثابت بن معبد سے وہ کلب کے ایک شخص کے واسطہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہی درست ہے، اسے عمرو بن خالد نے آگے پیچھے کر دیا تھا۔ تاریخ بخاری میں ہے: ثابت بن معبد سے وہ کلب کے ایک شخص کے واسطہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہی درست ہے اسے عمرو بن خالد نے آگے پیچھے کر دیا تھا۔ تاریخ بخاری میں ہے: ثابت بن معبد سے عبدالملک بن عمیر کوفیوں میں ان کی منقطع حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان [4] نے ''تابعین'' میں لکھا ہے، ثابت بن معبد اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبدالملک بن عمیر روایت لیتے ہیں۔ ابن ابی حاتم [5] اپنے والد کے حوالہ سے فرماتے ہیں: ثابت بن معبد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبدالملک، ابن مندہ فرماتے ہیں: وہ تابعی ہیں اہل کوفہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۹۹۴ ثابت بن المنذر [6]

بن حرام بن عمرو از بنی مالک بن نجار بن اوس۔ بدر میں شریک تھے ایسا ہی ابن مندہ نے نقل کیا اور پھر ابن اسحاق تک اپنی سند سے بیان کیا: وہ لوگ جو بدر میں شریک ہوئے اُن کے نام یہ ہیں: از بنی مالک بن نجار بن اوس بن ثابت بن المنذر پھر ان کا تذکرہ کیا۔

ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: یہ کھلا وہم ہے اس واسطے کہ نجار تو ثعلبہ بن مالک کے بیٹے ہیں۔ درست نسب وہ ہے جو ابراہیم بن سعد وغیرہ نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: بنی عمرو بن مالک بن نجار سے اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بدر میں شریک ہوئے۔ تو کاتب نے اوس سے پہلے ابن بڑھا دیا جس سے یہ انتہائی برا وہم پیدا ہو گیا۔ ابن مندہ جیسے پیشوا

---

[1] السلسلة الصحيحة (۱۷۵۰) [2] اسد الغابة (۵۷۳) تجريد (۱/۶۵) [3] اسد الغابه (۱/۲۶٦) معرفة الصحابة (۳/۲۵۳)

[4] الثقات (۴/۹۲) [5] الجرح والتعديل (۲/۴۵۷) [6] اسد الغابة (۵۷۴)

شخص سے یہ بات کیسے پوشیدہ رہ گئی کہ ثابت بن منذر جو حضرت حسان اور ان کے بھائیوں کے والد ہیں انہوں نے اسلام کا دور نہیں پایا ہے؟ ادھر موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں اوس بن ثابت کا ذکر بدریین میں صحیح طرح کیا ہے۔ اور کئی لوگوں نے اس طرح ذکر کیا ہے جیسا پہلے ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ اس میں طبرانی سے بھی بھول ہوگئی چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ثابت بن منذر بن حرام۔ اور ابن لہیعہ تک اپنی سند میں، ابوالاسود سے بحوالہ عروہ، اہل بدر کے نام لیتے ہوئے فرماتے ہیں: بنی مالک بن نجار سے ثابت بن المنذر۔[1] ابونعیم کا خیال ہے کہ وہم ابن لہیعہ کی وجہ سے پیدا ہوا۔ فاللہ اعلم

اس کی نظیر ابن عبدالبر کے ساتھ حارثہ بن مالک کے سوانح میں بھی پیش آئی ہے۔

۹۹۵ ثابت بن واثلہ[2]

خیبر میں شہید ہوئے۔ ابن عبدالبر[3] نے ایسا ہی درج کیا ہے البتہ انہوں نے ان کے والد کا نام بدل دیا۔ جو اثلہ ہمزہ کے زیر اور ثاء کے سکون سے ہے جیسا کہ پہلے درست گزر چکا ہے۔

۹۹۶ ثابت بن وقش[4]

بن زَعُوراء۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن شاہین نے ان کا تذکرہ کیا ہے ان میں اور ثابت بن وقش بن زعبہ بن زعوراء میں فرق کیا ہے۔ بقول ابن الاثیر[5] یہ فرق بہت بعید ہے۔ پھر فرمایا: اس میں تو شک نہیں کہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔ نسب سے زعبہ کے رہ جانے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ دونوں میں فرق ہے۔

۹۹۷ ثابت بن یزید الانصاری[6]

باوردی اور ابونعیم نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور شریک کی سند سے بحوالہ ابواسحاق، عامر بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں قرظہ بن کعب ثابت بن یزید اور ابومسعود کے پاس آیا تو وہاں چھوکریاں اور دوسری لہو ولعب کی چیزیں تھیں۔ میں نے تعجب سے کہا: آپ لوگ اصحاب رسول ہو کر یہ شغل کر رہے ہیں؟ وہ حضرات بولے: ہمیں شادی کے موقع پر اتنے لہو ولعب کی اجازت ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ثابت بن یزید وہی ابن ودیعہ ہیں۔ جس نے انہیں دو شخصیتیں سمجھا اسے وہم ہوا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں شعبہ سے بحوالہ ابواسحاق یہ حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ثابت بن ودیعہ۔ ابواسحاق سے کئی طرق کے ذریعہ یہ روایت محفوظ ہے۔ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ابن ابی حاتم سے یہ نام تبدیل ہوگیا۔ ودیعہ کی جگہ وداعہ کر دیا۔ ان میں اور ثابت بن یزید بن ودیعہ کے درمیان فرق کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ثابت بن یزید بن وداعہ کوفہ کے رہنے والے صحابی ہیں۔ ان سے براء، زید بن وہب اور عامر بن سعد روایت کرتے ہیں"۔ جبکہ اس سے پہلے لکھتے ہیں: "ثابت بن یزید بن ودیعہ" اور اسی طرح کی

---

[1] المعجم الکبیر (۲/۷۷) السیرة النبویة (۳/۱۱۸) [2] اسد الغابة (۵۷۹) الاستیعاب (۲۶۷)

[3] الاستیعاب (۱/۲۸۲) [4] اسد الغابة (۵۸۱) الاستیعاب (۲۵۸) تجرید (۱/۶۵) [5] اسد الغابة (۱/۲۶۹)

[6] اسد الغابة (۵۸٤) تجرید (۱/۶۵) [7] ابوداؤد طیالسی فی مسنده (۱۲۲۱)

بات ذکر کی۔ اور اس سے پہلے انہوں نے فرمایا: ثابت بن زید صحابی ہیں جن سے عامر بن سعد وغیرہ روایت کرتے ہیں، یوں ایک شخصیت سے تین افراد قرار دیئے۔

۹۹۸ ثابت بن یزید

ابواسید انصاری ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام عبداللہ بن ثابت ہے جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔ ''زیتون کھایا کرو''۔ [1] (حدیث) حدیث کے وہ راوی ہیں، بقول بعض ان کا نام ان کی کنیت ہے۔

۹۹۹ ثابت انصاری

عدی بن ثابت کے والد، ابوموسیٰ نے ذیل میں بحوالہ ابن ماجہ ان کا ذکر کیا ہے اور ہم ثابت بن قیس بن خطیم کا ذکر پہلے کر چکے ہیں۔ اگر ابن کلبی کی بات صحیح ثابت ہو جائے کہ عدی بن ثابت، ہی ابن ابان بن ثابت بن قیس بن خطیم ہے اور عدی کی نسبت ان کے دادا کی طرف بھی کی جاتی ہے۔ تو پھر یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ورنہ نہیں۔ اس کے باوجود ان کے دوبارہ ذکر کرنا نرا وہم ہے۔ واللہ اعلم

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

۱۰۰۰ ثعلبہ بن الجذع

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ ان میں اور ثعلبہ بن حارث جن کا لقب جذع ہے فرق کر کے ان کے لقب کو ان کے والد کا نام قرار دے کر دوسری شخصیت سمجھ بیٹھے۔ ان لوگوں کے اوہام کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ جو ثعلبہ بن زید بن حارث کے سوانح میں ہے وہاں ہم نے اسے درست ذکر کیا ہے۔

۱۰۰۱ ثعلبہ بن زبیب العنبری [2]

ان سے ان کے بیٹے عبداللہ روایت کرتے ہیں جس میں ارسال اور ضعف ہے تجرید میں ایسا ہی تحریر ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ نسب پلٹ گیا ہے جبکہ یہ ''عبداللہ بن زبیب بن ثعلبہ'' وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۱۰۰۲ ثعلبہ بن العلاء الکنانی [3]

ابواحمد العسّال نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور حجاج بن ارطاۃ کی سند سے بحوالہ سماک بن حرب، ثعلبہ بن العلاء کنانی

---

[1] ترمذی کتاب الاطعمۃ باب ما جاء فی اکل الزیت (۱۸۵۱، ۱۸۵۲) ابن ماجہ باب الزیت (۳۳۱۹، ۳۳۲۰) مسند احمد (۴۹۷/۳) دارمی باب فضل الزیت (۱۰۲/۲) المعجم الکبیر (۲۷۰/۱۹) المستدرک (۳۹۸/۲) علل الحدیث (۱۲۵۰)

[2] اسد الغابۃ (۵۹٤) تجرید (۶۷/۱) [3] اسد الغابۃ (۶۰۸) تجرید (۶۸/۱)

سے روایت نقل کی ہے۔فرمایا: میں نے خیبر[1] کے روز نبی ﷺ کو فرماتے سنا آپ ﷺ مثلہ (ناک، کان، ہونٹ کاٹ کر عیب دار) کرنے سے منع فرمارہے تھے۔ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اسے زہیر بن معاویہ نے سماک بن حرب سے بحوالہ ثعلبہ بن حکم بن لیث کے بھائی سے اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بنی لیث کا تعلق بنی کنانہ سے اس لحاظ سے نسب ایک ہوا اور راوی بھی ایک۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ حجاج کو ان کے والد کے نام میں وہم ہوگیا یا علاء ان کے آباء میں سے کسی کا نام ہو۔قسم اوّل میں ثعلبہ بن حکم کا درست عنوان گزر چکا ہے۔

۱۰۰۳ (ز) ثعلبه بن مَعْن

بن محصن از بنی عامر بن مالک بن نجار، ابن فتحون نے ان کے بارے تلافی مافات کی ہے اور کہا کہ ابن ابی حاتم[2] نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ نام ابن ابی حاتم کی کتاب کے اکثر نسخوں میں ثعلبہ بن عمرو بن محصن ہے ابوعمر نے ان کا حوالہ دیا اس لیے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۱۰۰۴ ثعلبه البهرانی[3]

عبدان نے ان کا ذکر کیا اور موسیٰ بن اعین کی سند سے بحوالہ عبدالکریم جزری، فرات سے وہ ثعلبہ بہرانی سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ''عنقریب علم اُچک لیا جائے گا''۔ (حدیث)[4] یہ سلسلۂ سند غلط ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوا۔ روایت فرات بن ثعلبہ سے ہے۔لفظ ابن کو عن بنا دیا گیا۔فرات بن ثعلبہ مشہور تابعی ہیں۔ابن حبان نے ان کا ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے کہ اہل شام ان سے روایت کرتے ہیں۔ بقول ابوموسیٰ: مذکورہ حدیث ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے۔

باب الثاء جس کے بعد لام ہے

۱۰۰۵ الثلب العنبری

ابن الامین نے استدراک کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے، درست تاء سے ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا اور قسم اوّل میں اس پر تنبیہ بھی کی گئی ہے۔

۱۰۰۶ (ز) ثلده الاسدی

ابن الامین وغیرہ نے ان کا استدراک کیا ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ درست ثور یا ثوب بن ثلدہ ہے جیسا کہ قسم ثالث میں گزر

---

[1] ابن ماجه كتاب الفتن باب النهى عن النهبة (٣٩٣٨) المصنف لعبدالرزاق (١٨٨٤١) المعجم الكبير (١٣٧٥) مجمع الزوائد (٤٩/٥) جامع المسانيد والسنن (٤٣٣/٢) معرفة الصحابة (٢٥٦/٣)

[2] الجرح والتعديل (٤٦١/٢) [3] اسد الغابة (٥٨٧) تجريد (٦٦/١) [4] كنز العمال حديث (٣٨٥٢٤)

چکا ہے۔ اور وہاں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ بقول عوام ثلدہ ان کی والدہ کا نام ہے۔

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

۱۰۰۷ (ز) ثوبان بن فزارہ العامری

مرزبانی نے معجم الشعراء میں ثوبان نامی لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے غلام ثوبان کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ درست ثروان را پھر واؤ سے ہے جیسا کہ پہلے قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

حرف جیم

قسم اوّل از حرف جیم

باب الجیم جس کے بعد الف ہے

۱۰۰۸ جابان [1]

میمون کے والد، ابن مندہ نے ابوسعید مولا بنی ہاشم کی سند سے بحوالہ ابوخالد روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے میمون بن جابان سے بحوالہ ان کے والد سنا، انہوں نے کئی بار جس کی تعداد دس بن جاتی ہے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو کسی عورت سے اس نیت سے شادی کرے کہ اسے مہر نہیں دے گا اس کی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات ہوگی کہ وہ زانی شمار ہوگا''۔ [2]

میں کہتا ہوں: اگر یہ محفوظ ہے تو انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے ایسا ہی کہا ہے۔

۱۰۰۹ جابر بن الازرق الغاضری [3]

ان کی حدیث اہل حمص سے ملتی ہے۔ ابن مندہ نے فرمایا: وہ حمص میں فروکش ہوئے۔ اور نصر بن علقمہ کی سند سے بحوالہ اپنے بھائی محفوظ، عبدالرحمٰن بن عائذ سے وہ ابوراشد حیرانی سے فرمایا: مجھے جابر بن ازرق غاضری نے بتایا: میں ایک سواری پر اپنے ساتھ کچھ سامان لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مجھے ایک شخص نے ہٹا دیا۔ میں نے کہا: یمن کے دور دراز علاقہ سے نبی ﷺ کی بات سننے آیا ہوں تاکہ اسے محفوظ (یاد) کر کے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو سناؤں (میرا تو یہ مقصد ہے) اور تم مجھے (اندر جانے سے) روک رہے ہو۔ اس شخص نے کہا: تم نے سچ کہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے۔ اس کے بعد وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں آپ ﷺ کی سر منڈانے والوں کے لیے تین بار [4] کی دعا ہے۔ (ابن مندہ) فرماتے ہیں: انوکھی روایت ہے جو صرف اسی سند سے پہچانی جاتی ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (٦٣٠) تجرید (٧١/١)

[2] المعجم الكبير (٤١/٨) المعجم الصغير (٤٣/١) مجمع الزوائد (٦٦٥٢) تهذيب تاريخ دمشق (٤٥٥/٦) كنز العمال (٤٤٧٢٥) اتحاف السادة المتقين (١٠/١٠) الترغيب والترهيب (٥٩٩/٢)

[3] اسد الغابۃ (٦٣١) تجرید (٧١/١)

[4] بخاری كتاب الحج باب الحلق والتقصير (١٧٢٦) مسلم كتاب الحج باب تفضيل الحلق على التقصير و جواز التقصير (٣١٣٢) ابوداؤد كتاب المناسك باب الحلق والتقصير (١٩٧٩) ترمذی كتاب الحج باب ما جاء فی الحلق والتقصير (٩١٣) ابن ماجه كتاب المناسك باب الحلق (٣٠٤٤) كنز العمال (١٢٧٤٢)

۱۰۱۰ جابر بن اسامہ الجہنی [1]

کنیت ابوسعاد تھی۔ مصر فروکش ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ یہ بات ابویونس نے ایک حدیث ذکر کر کے اس میں کہی جو ابن وہب سے بحوالہ اسامہ بن زید مروی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی عاصم اور طبرانی وغیرہ اسامہ بن زید کی سند سے بحوالہ معاذ بن عبداللہ بن خبیب، جابر بن اسامہ جہنی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں نے بازار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے صحابہ تھے میں نے ان لوگوں سے پوچھا آپ علیہ السلام کا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا: تمہاری قوم کی مسجد بنانے کا۔ میں اپنی قوم کے پاس واپس آیا تو وہ لوگ آپ سے کہنے لگے: ہمارے لیے مسجد کا نقشہ بنا دیں اور قبلہ کی جانب ایک لکڑی گاڑ دیں۔ [2] ابن السکن نے کہا: ان سے اس سند کے سوا کچھ مروی نہیں۔ اسی مفہوم سے ملتی جلتی بات بغوی نے لکھی ہے۔

۱۰۱۱ جابر بن حابس [3]

عابس العبدی۔ طبرانی [4] نے حصین بن نمیر کی سند سے فرمایا: مجھے میرے والد نے اپنے والد کے حوالہ سے بتایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ کہا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے''۔ اس کی سند مجہول ہے اور یوسف بن خلیل کی روایت میں ان کے قلم سے عابس ہے ایسا ہی ابن الجوز کے ہاں مرقوم ہے۔

۱۰۱۲ (ز) جابر بن حارث العبدی

اس وفد کے ایک آدمی جوانج کے ہمراہ آ کر مسلمان ہوئے ان کا تذکرہ صحار العبدی کے سوانح میں ان شاء اللہ آئے گا۔

۱۰۱۳ جابر بن خالد [5]

بن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب، اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور محمد بن اسحاق نے شرکائے بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن اسحاق کے ہاں جابر بن عبداللہ لکھا ہے جبکہ درست پہلا نام ہے۔

۱۰۱۴ جابر بن رِئاب

ابن عبداللہ بن رئاب میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۱۵ جابر بن ابی سبرہ الاسدی [6]

حاکم اور بیہقی نے ''شعب'' [7] میں اور ابن مندہ نے ابن عجلان کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن سائب، سالم بن ابی الجعد سے

---

[1] اسد الغابۃ (٦٣٢) الاستیعاب (٣٠٢) تجرید (٧١/١)

[2] المعجم الکبیر (١٩٣/٢، ١٩٤) المعجم الصغیر (٥٨/١/٢) التاریخ الکبیر (٢٠٢/١)

[3] اسد الغابۃ (٦٣٣) الاستیعاب (٢٩٩) تجرید (٧١/١) [4] المعجم الکبیر (١٣٥/١) (٣٢/٧)

[5] اسد الغابۃ (٦٣٤) الاستیعاب (٢٨٨) [6] اسد الغابۃ (٦٣٥) الاستیعاب (٣٠١) تجرید (٧١/١)

[7] شعب الایمان (٤٢٦٤)

انہوں نے جابر بن ابی سبرہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے جہاد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''شیطان انسان کے راستوں میں بیٹھا ہوتا ہے''۔ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں، انوکھی روایت ہے جس میں طارق متفرد ہے اس میں محفوظ سالم بن ابی الجعد، بحوالہ سبرہ بن ابی فا کہہ ہے، جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔

۱۰۱۶ جابر بن سفیان ❶

از بنی زریق خزرجی، معمر بن حبیب جمحی کے حلیف۔ ان دونوں کے والد نے معمر سے معاہدہ کیا اور مکہ میں مقیم ہو گئے۔ اسلام لانے کے بعد حبشہ ہجرت کی پھر وہ اور ان کے دونوں بیٹے جابر اور جنادہ حبشہ سے دو کشتیوں میں آئے یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔ ❷ ابن کلبی اور ابن اسحاق ہی کا کہنا ہے کہ تینوں خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ شرحبیل بن حسنہ، جابر اور جنادہ کے باپ شریک بھائی تھے۔ پھر شرحبیل کا سعید بن المعلی کے ساتھ پیش آمدہ وہ قصہ ذکر کیا جب وہ انصار سے علیحدہ ہو کر بنی زہرہ کے حلیف بن گئے۔

۱۰۱۷ جابر بن سلیم

بقول بعض سلیم بن جابر یا جُری ہجیمی۔ کنیت زیادہ مشہور ہے۔ اس لئے کنیتوں میں آئے گا۔

۱۰۱۸ جابر بن سمرہ ❸

بن جنادہ بن جندب بن حجیر بن رئاب بن حبیب بن سواءۃ بن عامر بن صعصعہ عامری سوائی۔ بنی زہرہ کے حلیف، ان کی والدہ خالدہ بنت ابی وقاص، سعد بن ابی وقاص کی بہن ہیں۔ انہیں (جابر) اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ صحیح کے مصنفین نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ شریک نے سماک سے بحوالہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے، فرمایا: میں کوئی سو سے زائد بار نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوں، اسے طبرانی ❹ نے نقل کیا ہے۔ صحیح روایت میں ان سے مروی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں دو ہزار سے زیادہ بار نماز پڑھی ہے۔ بقول ابن السکن: ان کی کنیت ابوعبداللہ، بقول بعض ابو خالد ہے۔ کوفہ فروکش ہوئے تو وہیں ایک حویلی بنائی۔ عراق میں بشر کی گورنری کے دوران فوت ہوئے۔ جو ۷۴ھ کا سن ہے۔ مسلم بن جنادہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن حریث نے ان کا جنازہ پڑھایا۔

۱۰۱۹ جابر بن شیبان ❺

بن عجلان بن عتاب بن مالک الثقفی۔ مدائنی نے ''اخبار ثقیف'' نامی کتاب میں ذکر کیا کہ وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن دباغ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

---

❶ اسد الغابۃ (٦٣٦) الاستيعاب (٢٩٣) ❷ السيرة النبوية (٢٥٩/١) (٢٦٩/١)

❸ اسد الغابۃ (٦٣٨) الاستيعاب (٣٠٣) ❹ المعجم الكبير (١٩٤/٢) (٢٢٦/٢)

❺ اسد الغابۃ (٦٣٩)

۱۰۲۰ جابر بن صخر [1]

بن امیہ انصاری۔ جبار کے بھائی بقول ابن القداح عقبہ میں شریک تھے۔ اور بدر کے علاوہ باقی غزوات میں شرکت کی ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق نے کہا ہے ابن سعد لکھتے ہیں: واقدی ان سے واقف نہیں اور نہ موسیٰ بن عقبہ کو ان کی خبر ہے مسند مسدد میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابوسعد جابر بن عبداللہ سے مروی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور جابر بن صخر کو اپنی اقتداء میں کھڑا کر کے نماز پڑھائی۔ [1] ان کے علاوہ نے روایت کی تو جبار بن صخر کہا، یہی محفوظ ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آ رہا ہے۔

۱۰۲۱ جابر بن ابی صعصعہ

ابن عمرو میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۲۲ جابر بن طارق [2]

بن ابی طارق بن عوف الاحمسی البجلی۔ اپنے دادا کی طرف نسبت کیے جانے سے جابر بن عوف اور جابر بن ابی طارق کہلاتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں: شرف صحابیت سے مشرف ہیں ان کی حدیث نسائی کے ہاں صحیح سند سے مروی ہے۔ بغوی کا قول ہے مجھے ان کی اور حدیث معلوم نہیں۔ ادھر ابن السکن اسمٰعیل بن ابی خالد کی سند سے بحوالہ حکیم بن جابر سے (جو اہل قادسیہ سے تھے) وہ اپنے والد سے، پھر حدیث ذکر کی۔ یہی روایت شیرازی کی کتاب ''الالقاب'' میں اس قول کے بغیر ہے ''وہ اہل قادسیہ سے تھے'' کہ ایک دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کہی یہاں تک کہ بولتے بولتے اس کے منہ کے کناروں سے جھاگ نمایاں ہونے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ کم بولا کرو، اس لیے کہ گفتگو کی فصاحت و بلاغت شیطان کا حصہ ہے''۔ [2] ابن حبان [3] نے جابر بن طارق احمسی اور جابر بن عوف احمسی میں فرق کر کے پہلی شخصیت کے متعلق کہا: وہ کوفہ میں رہے سرخ خضاب لگاتے تھے اور دوسری کے متعلق کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، حکیم کے والد ہیں۔ ایسا ہی ابوعمر (کی کتاب) پر ابن فتحون نے استدراک میں کہا ہے۔ چنانچہ جہاں انہوں نے جابر بن عوف درج کیا ابن فتحون نے جابر بن طارق لکھا ہے۔ یہ سارے وہم ہیں، شخصیت ایک ہی ہے۔

۱۰۲۳ جابر بن ظالم [3]

بن حارثہ بن عتاب بن ابی حارثہ بن جدی بن تدول بن بحتر البحتری الطائی۔ بقول طبری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے آپ نے انہیں ایک تحریر دی جوان لوگوں کے پاس [3] ہے ابن فتحون اور رشاطی نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۲۴ جابر بن عباس

یہی ابن عابس ہیں، تذکرہ گزر چکا ہے۔ ان کا نسب تجرید کی تلقیح میں ہے وہاں تنبیہ نہیں ہے کہ یہ شخصیت پہلے مذکور ہو گئی ہے۔

---

[1] مسند احمد (٦٤١) [2] مسند احمد (٤٢١/٣) المعجم الكبير (٢١٣٧/٢) مجمع الزوائد (٩٥/٢)

[2] اسد الغابة (٦٤٣) تجريد اسماء الصحابة (٧٢/١) [3] تفسير ابن كثير (٤٣٠/٢)

[3] الثقات (٥٣/٣) [4] اسد الغابة (٦٤٤) الاستيعاب (٢٩٨) [5] اسد الغابة (٢٩٣/١)

۱۰۲۵ جابر بن عبداللہ[1]

بن رئاب بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم ابن کعب بن سلمہ انصاری سلمی ان چھ میں کے ایک جو عقبہ اولیٰ میں حاضر تھے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے شیوخ کے حوالہ سے بتایا، فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ انصار کے چھ آدمیوں: اسعد بن زرارہ، جابر بن عبداللہ بن رئاب، قطبہ بن عامر، رافع بن مالک، عقبہ بن عامر بن زید، عوف بن مالک سے ملے تو یہ لوگ اسلام لے آئے۔ اور پھر وہ حدیث ذکر کی۔[2] موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے اور ابوالاسود نے عروہ سے شرکائے بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے ابن عبدالبر ان کے سوانح میں لکھتے ہیں: ابن کلبی کے ہاں بحوالہ ابوصالح ان سے مروی ایک حدیث ہے مجھے اس کے علاوہ ان کی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: جابر بن عبداللہ بن رئاب سے مروی ضعیف طرُق سے کئی اور احادیث بھی ہیں جن میں سے بغوی، ابن السکن وغیرہ نے وازع بن نافع کی سند سے بحوالہ ابوسلمہ جابر بن عبداللہ بن رئاب سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''میکائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت میرے پاس سے گزرے''۔[3] (حدیث) بغوی فرماتے ہیں: وازع ضعیف ترین راوی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے جابر کی اس کے علاوہ کوئی مسند روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: کیوں نہیں ان کی ایک روایت اور بھی ہے جسے بخاری نے تاریخ میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے وہ جابر بن عبداللہ بن رئاب سے ابویاسر بن اخطب کے قصہ میں نقل کرتے ہیں۔ جسے یونس بن بکیر نے مغازی میں ذکر کیا ہے۔ جس کی سند یوں ہے ابن اسحاق، محمد بن ابی محمد سے وہ عکرمہ یا سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر بن رئاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابویاسر بن اخطب نبی ﷺ کے ہاں سے گزرے، آپ ﷺ سورۂ فاتحہ اور ﴿ الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ﴾ (سورة البقره: ۱، ۲) کی تلاوت فرما رہے تھے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ لگتا ہے جابر کی نسبت ان کے دادا کی طرف ہوئی۔

اسی طرح ابن شاہین اور ابن مردویہ ہمام کی سند سے بحوالہ کلبی اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے''۔ (سورة الرعد: ۳۹) کے متعلق نقل کرتے ہیں، فرمایا: رزق کا کچھ حصہ ختم کر دیتا ہے۔ میں نے کہا: آپ سے یہ بات کس نے بیان کی؟ فرمایا: ابوصالح نے بحوالہ جابر بن رئاب رسول اللہ ﷺ سے۔

۱۰۲۶ جابر بن عبداللہ[4]

بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی۔ ابوعبداللہ، ابوعبدالرحمٰن اور ابومحمد کنیت رکھنے کے کئی اقوال ہیں۔ نبی ﷺ کے ارشادات بکثرت روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں ان سے صحابہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہے وہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ صحیح میں ان سے مروی ہے کہ وہ عقبہ[5] میں شریک تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ[6] نے اپنی تاریخ میں ابوسفیان سے

---

[1] اسد الغابة (٦٤٦) الاستيعاب (٢٨٩) تجريد (٧٣/١) [2] المعجم الكبير (١٧٦٧/٢) مجمع الزوائد (٣٩/٦)

[3] المعجم الكبير (١٧٦٧/٢) السنن الكبرى (١٣١/٣) دلائل النبوة حديث (١٣١/٣) كنز العمال (٢٢٦٣٤)

[4] التاريخ الكبير (٢٠٨/١) [5] اسد الغابة (٦٤٧) الاستيعاب (٢٩٠) [6] المعجم الكبير (١٨٠/٢ ـ ١٨٢) مجمع الزوائد (١٦٤/٥)

[7] التاريخ الكبير حديث (٢٠٧/١)

بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ صحیح سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: ''جنگ بدر کے روز میں اپنے ساتھیوں کے لیے چلو بھر بھر کر پانی لاتا تھا''۔ اور حجاج بن صوّاف کی سند سے مروی ہے، فرمایا: ''مجھے ابوزبیر نے بحوالہ جابر بتایا، آپ نے ان سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اکیس (۲۱) غزوات کیے جن میں سے میں انیس (۱۹) غزوات میں شریک ہوا''۔ واقدی نے ابوسفیان کی جابر سے بیان کردہ روایت کا انکار کیا ہے۔ امام مسلم [1] زکریا بن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابوزبیر روایت کی ہے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں انیس (۱۹) غزوات کیے۔ حضرت جابر خود فرماتے ہیں کہ میں بدر و احد میں شریک نہ ہوسکا مجھے میرے والد نے کم سنی کی وجہ سے منع کر دیا تھا۔ جب وہ شہید ہوگئے تو پھر میں پیچھے نہ رہا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اونٹ (کی خریداری) کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے پچیس بار استغفار فرمایا۔ اسے امام احمد وغیرہ [2] نے حماد بن سلمہ کی سند سے ابوزبیر سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

مصنف وکیع میں ہشام بن عروہ سے مروی ہے، فرمایا: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگتا تھا جہاں سے لوگ علم حاصل کرتے تھے۔ بغوی نے عاصم بن عمرو بن قتادہ کی سند سے نقل کیا، فرمایا: ہمارے پاس جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے جب ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی انہوں نے اپنے سر اور اپنی داڑھی پر زرد خضاب کر رکھا تھا۔ [3]

ابوہلال کی سند سے بحوالہ قتادہ مروی ہے، فرمایا: مدینہ میں صحابہ میں سے حضرت جابر نے سب سے آخر میں وفات پائی۔ بغوی فرماتے ہیں: یہ وہم ہے، وہاں سہل بن سعد آخری صحابی فوت ہوئے۔ یحییٰ بن بکیر وغیرہ کا قول ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۸ھ میں ہوا۔ علی بن مدائنی نے فرمایا: حضرت جابر ابن عمر رضی اللہ عنہم کے بعد فوت ہوئے۔ آپ نے یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ حجاج [4] میرا جنازہ نہ پڑھانے پائے۔

میں کہتا ہوں: یہ ہیثم بن عدی کے قول کے موافق ہے کہ وہ ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ طبری اور تاریخ بخاری [5] میں اس کا شاہد موجود ہے کہ حجاج ان کے جنازے میں شریک تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ وہ ۷۳ھ میں فوت ہوئے اور بقول بعض وہ چورانوے (۹۴) سال زندہ رہے۔

۱۰۲۷ (ز) جابر بن عبداللہ [6]

انہیں ابن عبید بن جابر العبدی بھی کہا جاتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاشربہ میں اور ان سے بغوی نے حارث بن مرہ کی سند سے بحوالہ نفیس، عبداللہ بن جابر عبدی سے روایت کی ہے، فرمایا: ''عبدالقیس کا جو وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں بھی اس میں

[1] مسلم باب عدد غزوات النبی ﷺ حدیث (٤٦٧١)

[2] ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنهما (٣٨٥٢)
نسائی فی المناقب السنن الکبری علی تحفة الاشراف (٢٩٤/٢) جامع المسانید والسنن (١١٣/٢٥)

[3] المعجم الکبیر (١٨٢/٢) مجمع الزوائد (١٦٤/٥)

[4] المعجم الکبیر (١٨٠/٢، ١٨١) مجمع الزوائد (٤٣١/٩)

[5] التاریخ الکبیر (٢٠٧/٢)

[6] اسد الغابہ (٦٤٨) الاستیعاب (٣٠٠) تجرید (٧٣/١)

تھا، اگر چہ میرا تعلق اس قبیلہ سے نہیں، میں تو اپنے والد کے ساتھ تھا رسول اللہ ﷺ نے انہیں (مخصوص) برتنوں میں پینے سے منع فرمایا تھا"۔ (حدیث) [1]

اسی میں ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے بعد اپنے والد کے ہمراہ حج کیا، تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ انہیں سلام کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے گھڑے میں نبیذ بنانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے رخصت دی۔ تو میرے والد نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کے بعد بھی رخصت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! تم لوگوں کے بعد آپ علیہ السلام نے اس کی رخصت دے دی۔ اس کی سند حسن ہے (لیکن) مجھے یہ روایت مسند احمد میں نہیں ملی۔ البتہ ابونعیم نے اسے قطیعی سے بحوالہ عبداللہ بن احمد بن حنبل بحوالہ ان کے والد روایت کیا ہے۔ ابن الاثیر نے انوکھا کام کیا کہ اسے مسند کی سند سے بیان کیا۔ لگتا ہے انہوں نے جب ابونعیم کی اسناد دیکھی تو اسے مقدم کیا۔ جبکہ وہ کتاب الاشربہ امام احمد کی روایت ہے۔ ادھر باوردی نے نضر بن شمیل کی سند سے بحوالہ حبیب بن ابی جویرہ طفاوی نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے قیس نے بتایا کہ میں حج کے ارادے سے رخت سفر باندھ کر نکلا تو قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص سے ملاقات ہوگئی جس کا نام عبداللہ بن جابر تھا۔ وہ شخص کہنے لگے: میں نے اپنے والد کے ہمراہ حج کیا تھا پھر ہم لوگ مدینہ کے رخ چل پڑے۔ فرمانے لگے: ام المومنین کے ہاں نہ اتریں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ ہم ان کے ہاں روانہ ہو گئے۔ میرے والد نے ان سے عرض کیا میں سن رہا تھا: میں اس وفد کے ساتھ تھا جو بحرین سے آیا تھا، کیا آپ نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ہمارے بعد مشروبات کے بارے میں کوئی نیا حکم صادر فرمایا ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

۱۰۲۸ جابر بن عبداللہ راسبی [2]

صالح جزرہ کا قول ہے بصرہ فروکش ہوئے اور ابوعمر نے کہا: ان سے ابوشداد روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے عمر بن برقان کی سند سے بحوالہ ابوشداد، جابر بن عبداللہ راسبی سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: "جس نے اپنے (رشتہ دار) کے قاتل سے درگزر کیا وہ جنت میں جائے گا"۔ [3] فرماتے ہیں: یہ انوکھی روایت ہے، اگر محفوظ ہو۔ ابونعیم فرماتے ہیں: انہیں راسبی کہنا وہم ہے وہ تو انصاری ہیں۔

۱۰۲۹ (ز) جابر بن عبداللہ از انصار

ابوالفتح یعمری نے سیرۃ نبویہ میں ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہیں نبی ﷺ نے احد کے روز (کم عمری کے باعث) واپس کر دیا تھا۔ فرماتے ہیں: یہ وہ نہیں جن سے حدیث مروی ہے۔

---

[1] بخاری کتاب الاشربة باب ترخيص النبی ﷺ فی الاوعية (٥٥٩٤)
مسلم كتاب الاشربة باب النهی عن الانتباذ فی المزفت (٥١٧٢) نسائی كتاب الاشربة باب النهی عن نبيذ (٥٦٤٨)
ابن ماجه كتاب الاشربة باب النهی عن نبيذ الاوعية (٣٤٠٣) مسند احمد (٩٠/٣)

[2] اسد الغابة (٦٤٥) الاستيعاب (٢٩١) تجريد (٧٢/١)

[3] كنز العمال (٣٩٨٥٥)

میں کہتا ہوں: انصار کے علاوہ کوئی ایسے صحابی نہیں دیکھے گئے جنہیں جابر بن عبداللہ کہا جاتا ہو سوائے عَبْدی کے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ شخصیت راسبی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی کے متعلق یہ بیان نہیں کیا گیا کہ انہیں اُحد سے واپس بھیج دیا گیا ہو، ہوسکتا ہے یہ تیسری شخصیت ہو۔ پھر مجھے ابن فتحون کے ''ذیل'' میں ان کا ذکر مل گیا۔ فرماتے ہیں: ابن سعد نے کہا: ہمیں ابن سماعہ نے بحوالہ قاضی ابویوسف، عثمان بن عبداللہ بن یزید بن حارثہ سے وہ اپنے چچا ابن یزید بن حارثہ سے وہ اپنے والد کے واسطے سے بتاتے ہیں، فرمایا کہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ نے ابن عمر زید بن ارقم ابوسعید اور جابر بن عبداللہ کو کم سن قرار دیا یہ وہ جابر نہیں جن سے حدیث مروی ہے۔ ان میں سعد بن حبتہ بھی شامل ہیں، اسے طبری نے بحوالہ ابن سعد نقل کیا ہے۔

۱۰۳۰ جابر بن عتیک [1]

بن قیس بن حارث بن ھیشہ بن حارث بن امیہ بن زید بن معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس انصاری۔ ابن کلبی اور ابن اسحاق نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے اور فرماتے ہیں: وہ بدر اور باقی غزوات میں شریک رہے۔ امام مالک [2] نے مؤطا میں عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک سے بحوالہ عتیک بن حارث بن عتیک (وہ عبداللہ کے نانا ہیں) روایت کی ہے کہ جابر بن عتیک نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے آئے تو انہیں بے ہوش پایا، آپ نے انہیں آواز دی تو وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، فرمایا: ابوربیع ہم تمہارے بارے میں قضاءِ الٰہی سے ہار گئے۔ (حدیث) اسے ابوداؤد اور نسائی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت کیا اور نسائی نے عبدالملک بن عمیر کی سند سے روایت کیا تو فرمایا: جبر بن عتیک سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک میت کے پاس گئے تو عورتیں رو پڑیں۔ [3] (حدیث) اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابواسامہ اور دیگر لوگوں کی سند سے بحوالہ ابوالعمیس، عبداللہ بن عبداللہ بن جبر سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے اسی مفہوم کی روایت کرتے ہیں۔ اور نسائی نے جعفر بن عون کی سند سے بحوالہ ابوالعمیس سے ہے اس میں عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے، مروی ہے بہرکیف اس میں کافی اختلاف ہے ان سب میں امام مالک کی روایت معتبر ہے جس کی ترجیح ابوداؤد اور نسائی کی اس روایت سے ہوتی ہے جو محمد بن ابراہیم تیمی کی سند سے بحوالہ ابن جابر بن عتیک ان کے والد سے مرفوع منقول ہے: ''غیرت کی بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہیں''۔ [4] (حدیث) اس کی سند صحیح ہے۔

تاریخ بخاری میں نافع بن یزید کی سند سے بحوالہ ابوسفیان بن جابر بن عتیک ان کے والد سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے کسی مسلمان شخص کا مال اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعہ دبا لیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر

---

[1] اسد الغابة (٦٤٩) الاستيعاب (٢٩٤)

[2] مؤطا مالک كتاب الجنائز باب النهى عن البكاء على الميت (٥٥٢)

[3] ابوداؤد كتاب الجنائز باب فى فضل من مات بالطاعون (٣١١) نسائى كتاب الجنائز باب النهى عن البكاء على الميت (١٨٤٥) ايضًا كتاب الجهاد باب من خان غازيا فى اهله (٣١٩٤) ابن ماجه كتاب الجهاد باب ما يرجى فيه الشهادة (٢٨٠٣)

[4] ابوداؤد كتاب الجهاد باب فى الخيلاء فى الحرب (٢٦٥٩) نسائى كتاب الزكاة باب الاختيال فى الصدقة (٢٥٥٧)

دے گا"۔ ❁

ان تمام احادیث سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ ان کا نام جابر ہے لیکن وہ آخری حدیث جو آئندہ عنوان میں آ رہی ہے اس کا احتمال رکھتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے دادا کا نام نہیں لیا گیا۔ دمیاطی نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ ان کا نام جبر تھا۔ جبکہ دوسرے علماء بغوی وغیرہ نے اس کا یقین کیا ہے کہ جبر ان کے بھائی کا نام ہے۔ ابن اسحاق وغیرہ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے کہ جبر بن عتیک بدر میں شریک ہوئے۔ اور صحابہ میں جابر بن عتیک نامی ان کے علاوہ دو شخصیتیں ہیں۔ ان میں سے ایک

۱۰۳۱ جابر بن عتيك

بن نعمان بن عتیک انصاری ہیں۔ ابن حبان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کر کے لکھا ہے، ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اور شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا ابوسفیان روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوسفیان بن جابر کی روایت کردہ حدیث جو ان کے والد کے حوالہ سے مروی ہے تاریخ بخاری میں ہے۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کو فرماتے سنا: "جس نے کسی مسلمان کا مال اپنی (جھوٹی) قسم سے دبا لیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا"۔ ❁ فرماتے ہیں: "ابوسفیان مصر آئے کسی کو ان کا نام معلوم نہیں (کنیت سے ہی مشہور ہیں)"۔ دوسری شخصیت

۱۰۳۲ جابر بن عتيك

بن قیس بن اسود بن مُرّی بن کعب بن غنم بن سلمہ انصاری سَلمی ہے۔ پہلی شخصیت (۱۰۳۰) کی ہمنام حتیٰ کہ ان کے والد اور دادا کا نام بھی ایک جیسا ہے برخلاف ثانی کے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ آیا وہ اُحد میں شریک ہوئے یا نہیں۔ چنانچہ ابن سعد نے علماءِ سیر کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ وہ اُحد کے بعد والی مہمات میں شریک تھے۔ وہ عبدالملک بن جابر بن عتیک کے والد ہیں جو جابر بن عبداللہ سے یہ روایت کرتے ہیں: جب کوئی شخص کسی قوم سے کوئی بات کر کے چلا جائے تو وہ بات امانت ہوگی۔ ❁ یہ دمیاطی کا قول ہے۔

۱۰۳۳ جابر بن ابی صعصعه ❁

عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار انصاری مازنی ابن القداح نے انصار کے نسب میں ان

❁ مسلم كتاب الايمان باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار (۳۵۱)
نسائى كتاب آداب القضاء باب القضاء فى قليل المال و كثيره (۵٤۳٤)
ابن ماجه كتاب الاحكام باب من حلف على يمين فاجرة ليقتطع بها مالا (۲۳۲٤)
مؤطا مالك كتاب الاقضية باب ما جاء فى الحنث على منبر النبى ﷺ (۱۳۳۵)
المعجم الكبير (۲٤۹/۱) (۲۱۰/۲) السنن الكبرىٰ (۱۷۹/۱۰)

❁ حوالہ گزر چکا۔

❁ ابوداؤد كتاب الادب باب فى نقل الحديث (٤۸٦۸) ترمذى كتاب البر والصلة باب ما جاء فى المجالس امانة (۱۹۵۹)
مسند احمد (۳۷۹/۳) السنن الكبرىٰ (۲٤۷/۱۰) الدر المنثور (۲۲٦/۵) فتح البارى (۸۲/۱۱) كنز العمال (۵۳۷۸)

❁ اسد الغابة (٦٤۲) الاستيعاب (۲۹۷)

کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں: عوف بن مبذول کی اولاد سے قیس بن ابی صعصعہ ہیں جو عقبہ، بدر میں شریک ہوئے اور ان کے بھائی جابر بن ابی صعصعہ نے اُحد اور بعد کے غزوات میں شرکت کی۔ اور جنگ موتہ میں شریک ہوئے۔ ایسا ہی ابن سعد اور ابن شاہین نے جابر کے متعلق لکھا ہے۔

۱۰۳۴ جابر بن عمیر انصاری [۱]

امام بخاری رحمہ اللہ کا ارشاد ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور بقول ابن حبان: [۲] بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ نسائی [۳] نے عطاء سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا، فرمایا: میں نے جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمر کو کشتی کرتے دیکھا، ان میں سے ایک اکتا کر بیٹھ گئے تو ان کے ساتھی کہنے لگے: سست پڑ گئے ہو کیا؟ فرمایا: ہاں۔ فرمایا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "سوائے چار چیزوں کے جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوگا وہ کھیل تماشا ہے"۔ (حدیث)

۱۰۳۵ (ز) جابر بن عوف ابن طارق میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۰۳۶ جابر بن عوف الثقفی [۴]

سعید بن یعقوب نے ان کا ذکر کیا اور یعلی بن عطاء کی سند سے بحوالہ ان کے والد اوس بن ابی اوس (ان کا نام جابر بن عوف) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی اور اپنے پیروں پر تر ہاتھ پھیرا۔ [۵] (کتابوں میں) محفوظ، ابو اوس کا نام حذیفہ ہے جیسا کہ آئے گا۔

۱۰۳۷ جابر بن ماجد الصدفی [۶]

ابن یونس نے ان کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے اور فتح مصر میں شریک تھے۔ ابن لہیعہ نے عبدالرحمٰن بن قیس بن جابر صدفی سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جس کا متن یہ ہے: "عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے، پھر امراء اس کے بعد ظالم بادشاہ ہوں گے"۔ [۷] (حدیث) اوزاعی نے اس کے خلاف روایت کی ہے، چنانچہ وہ اسے قیس بن جابر سے وہ اپنے والد اپنے دادا سے، اس بنا پر روایت جابر کے والد ماجد کی ہوگی اور ابن لہیعہ والی روایت میں "اپنے دادا سے" مراد قیس ہوں گے۔ واللہ اعلم

۱۰۳۸ جابر بن نعمان [۸]

بن عمیر بن مالک بن قمیر بن مالک بن سواد البلوی۔ انصار کے حلیف۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کر کے کہا: وہ کعب بن عجرہ

---

[۱] اسد الغابة (٦٥٠) الاستيعاب (٢٩٦) تجريد اسماء الصحابة (٧٣/١)

[۲] الثقات (٥٣/٣)

[۳] نسائی فی عشرة النساء فی السنن الکبریٰ علی ما فی تحفة الاشراف (٤٠٤/٢)

[۴] اسد الغابة (٦٥١) تجريد (٧٣/١)

[۵] اسد الغابة (٢٩٧/١)

[۶] اسد الغابة (٦٥٣) الاستيعاب (٢٩٢)

[۷] ابن حبان (١٥٥٦) سنن الکبریٰ (١٥٨/٨) كنز العمال (٣٨٦٦٧)

[۸] اسد الغابة (٦٥٤) الاستيعاب (٢٩٥)

کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور صحابی ہیں۔ ان کے نسب میں سواد نامی شخص کا نام ابن ماکولا [1] نے شروع کے پیش سے قلمبند کیا ہے۔

۱۰۳۹ جابر بن یاسر [2]

بن عویص بروزن قدیر (ع اور صاد سے) الرعینی۔ بقول ابن مندہ صحابہ میں ان کا ذکر آتا ہے اور ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر میں شریک تھے یہ عباس بن جابر کے بیٹوں عباس اور جابر کے دادا ہیں۔ ان کی کوئی حدیث معروف نہیں ہے۔

۱۰۴۰ (ز) جابر الاسدی

سیف نے فتوح میں ذکر کیا کہ سعد بن ابی وقاص نے قادسیہ کی لڑائی میں بعض مہمات کا انہیں امیر مقرر کیا تھا۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ امارت صرف صحابہ کو دی جاتی تھی۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۴۱ جاحِل ابومسلم الصدفی [3]

ابن مندہ نے ابن وہب کی سند سے بحوالہ ابوالاشیم دمیاط کی مسجد کے مؤذن وہ شراحیل بن یزید سے وہ محمد بن مسلم بن جاحل سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس قرآن کو زیادہ یاد رکھنے والے میری اُمت کے منافق لوگ ہوں گے''۔ [4] فرماتے ہیں: یہ انوکھی حدیث ہے جسے ہم اسی سند سے پہچانتے ہیں۔ ابونعیم نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا: میرے نزدیک ان کا صحابی ہونا مُسلّم نہیں۔ متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ محمد بن ربیع جیزی نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ہم نہیں جانتے وہ فتح میں شریک تھے اور نہ مصر میں ان کی کوئی جائیداد ہی ہے۔ البتہ مصری ان کے حوالہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں پھر وہ حدیث ذکر کی، اسے ابن یونس اور ابن زبر نے ذکر کیا ہے۔ ان میں ابن مندہ قابل نمونہ ہیں۔

۱۰۴۲ الجارود بن المعلّی [5]

انہیں ابن عمرو بن المعلی بھی کہا جاتا ہے۔ بقول بعض الجارود بن العلاء، ترمذی نے ''عبدی ابوالمنذر'' نسبت و کنیت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض ابوغیاث (زیادہ صحیح غین اور ثاء سے ہے) بعض نے عین اور باء سے کہا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا نام بشر بن حَنَش ہے (حا اور نون زبر والا پھر شین نقطوں والا) اور ابن اسحاق فرماتے ہیں: جارود بن عمرو بن حَنَش پہلے عیسائی تھے نبی ﷺ کے پاس آئے پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ ان کے نام کے متعلق اور کچھ بھی لوگوں نے کہا ہے، ان کا لقب جارود (خالی کر دینے والا) اس وجہ سے پڑا کیونکہ انہوں نے بکر بن وائل پر حملہ کر کے ان کا استیصال کر دیا تھا۔ شاعر کہتا ہے: ''ہم نے ہر طرف سے ان پر گھوڑے گھسیڑ دیئے جیسے جارود نے بکر بن وائل کا صفایا کر دیا تھا''۔

---

[1] الاکمال (۴۲/۲) [2] اسد الغابۃ (٦٥٥) [3] اسد الغابۃ (٦٥٦)

[4] جمع الجوامع (٦١٢٤) جامع المسانید والسنن (٥٨٥/٢) [5] اسد الغابۃ (٦٥٧) الاستیعاب (٤٥٤) تجرید (٧٤/١)

وہ قبیلہ عبدالقیس کے سردار تھے۔ ابن السکن ان کے لقب کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالقیس کے علاقہ میں قحط پڑا تو جارود کے چند اونٹ رہ گئے۔ وہ انہیں لے کر اپنے ماماؤں بنی قدید بن شیبان کے ہاں چل دیئے۔ ان کے ماماؤں کے اونٹ خارشی ہونے لگے تو لوگ کہتے پھرتے تھے بشر نے انہیں خارشی بنا دیا ہے، یوں ''جارود'' ان کا لقب پڑ گیا۔ اور شاعر نے کہا پھر وہ اشعار ذکر کیے۔

جارود عبدالقیس کے آخری وفد میں ۱۰ھ میں آئے۔ نبی ﷺ ان کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے۔ طبرانی [1] نے زربیؒ بن عبداللہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: جب جارود نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے تو آپ ان سے بے حد خوش ہوئے انہیں اپنے قریب رکھا اور نزدیک بٹھایا۔ ابن اسحاق کا مغازی میں قول ہے: ان کا اسلام بہت عمدہ تھا اور بڑے کٹر دیندار تھے۔ طبرانی [2] نے ابن سیرین کی سند سے بحوالہ جارود روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: میرا ایک مذہب ہے، میں اپنا مذہب چھوڑ کر آپ کے دین میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب تو نہیں دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں دے گا۔ بغوی نے اسے طویل ذکر کیا ہے۔

جارود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے داماد تھے اور بحرین میں ان کے ساتھ تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں روانہ فرمایا تھا جیسا کہ قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سوانح میں آئے گا۔ وہ فارس کی زمین عقبۃ الطین (مٹی کی گھاٹی) میں شہید ہوئے، اس کا نام ہی عقبۃ الجارود پڑ گیا۔ یہ حضرت عمر کی خلافت ۲۱ھ کی بات ہے۔ بقول بعض وہ نہاوند میں نعمان بن مقرّن کے ساتھ شہید ہوئے اور ایک قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ ابن مندہ نے ابوبکر بن ابی الاسود کی سند سے بحوالہ جارود کی اولاد میں سے کسی شخص نے نقل کیا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فارس کی زمین میں شہید ہوئے۔ ابوعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان کے عمدہ اشعار یہ ہیں:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ برحق ہے اور میرے دِل کے خیالات گواہی دینے اور اٹھنے سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تک میرا پیام پہنچا دے، میں جہاں بھی زمین پر ہوا دین حنیف پر رہوں گا۔ اگرچہ میرا گھر یثرب میں تمہارے درمیان نہیں، پھر بھی اٹھتے بیٹھتے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں اپنی جان کو تم پر آنے والی ہر مصیبت کے سامنے ڈھال بنالوں گا اور اپنی عزت سے تمہاری عزت بچاؤں گا''۔

ان کے بیٹے المنذر بن الجارود بصرہ میں عبدالقیس کے سرداروں میں سے تھے، جن کی تعریف اعشی حرمازی نے کی ہے اور ان کا پوتا حکم بن منذر وہی ہے جس کے متعلق یہی اعشی کہتا ہے:

''اے حکم! منذر بن جارود کے بیٹے، بزرگی کی قناتیں تجھ پر تنی ہیں۔ تو سخی کا بیٹا قابل تعریف سخی ہے تو سخاوت والے گھر میں سخاوت میں پلا ہے''۔

فرماتے ہیں: حجاج ان کے اشعار کی وجہ سے حکم سے حسد کرتا تھا۔

---

[1] المعجم الكبير (٢/٢٦٤) [2] المعجم الكبير (٢/٢٦٨)

۱۰۴۳ الجارود بن المنذر العبدی [1]

یہ دوسرے ہیں۔ امام بخاری نے ان میں اور سابقہ شخصیت کے درمیان کتاب الوحدان میں فرق کیا ہے یہ ابن مندہ کا قول ہے اور انہیں وہی شخصیت قرار دیا ہے جن سے حضرت ابن سیرین روایت کرتے ہیں۔ رہے حسن بن سفیان اور طبرانی وغیرہ تو انہوں نے ابن سیرین کی حدیث سابقہ والے جارود کے سوانح میں نقل کی ہے۔ درست یہ ہے کہ یہ دو شخص ہیں۔ اس لئے کہ جارود بن منذر اتنا زندہ رہے کہ ان سے حسن بصری اور ابن سیرین نے روایت لی ہے۔ اور جارود بن معلّی اس سے پہلے فوت ہوگئے۔ منذر ان کی کنیت ہے ان کے والد کا نام نہیں۔ واللہ اعلم

۱۰۴۴ جاریہ بن اصرم کلبی اجداری [2]

از بنی عامر بن عوف، عامر اجدار کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔ شرقی بن قطامی نے زہیر بن منظور سے بحوالہ جابر بن اصرم روایت کیا ہے: میں نے جاہلیت میں دومۃ الجندل میں ودّ بت کو مرد [3] کی صورت میں دیکھا۔ ابن ماکولا [4] فرماتے ہیں: جاریہ بن اصرم صحابی کا شمار بصری صحابہ میں ہوتا ہے۔ اور ابونعیم لکھتے ہیں: وہ صحابی نہیں ہیں۔

۱۰۴۵ جاریہ بن جابر العصری

رشاطی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ وفد عبدالقیس کے ایک فرد تھے۔ میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ان کا ''جویریہ العصری'' کے نام سے ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں۔ صحار بن عباس عبدی کے سوانح میں ان کا ذکر ہے کہ جو لوگ اشج کے ساتھ آ کر اسلام لائے ان میں یہ بھی تھے۔

۱۰۴۶ جاریہ بن حمیل [5]

(بے نقطے حرف سے تصغیر ہے) ابن شبہ بن قرط الاشجعی۔ بقول طبری: اسلام لائے اور نبی ﷺ کے صحابی ہوئے۔ دارقطنی وغیرہ نے ان کے حوالہ سے اُن کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: جاریہ بن حمیل بن شبہ بن قرط بن مرہ بن بصار بن دہمان بن نصر بن سبیع بن بکر بن اشجع دھمانی اشجعی، نبی ﷺ کی معیت میں بدر میں شریک ہوئے۔ بقول ابن البرقی: احد میں شہید ہوئے۔ [6]

۱۰۴۷ جاریہ بن زید [7]

ابن کلبی نے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک صحابہ میں شمار کیا ہے۔

۱۰۴۸ جاریہ بن ظفر الیمامی الحنفی [8]

ابونمران۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ اور بروایت دہشم بن قران، بحوالہ نمران بن جاریہ وہ اپنے والد سے، ابن ماجہ میں

---

[1] اسد الغابۃ (٦٥٨) [2] اسد الغابۃ (٦٥٩) [3] ایضًا (٢٩٩/١) [4] الاکمال (٢٩٢/٢)

[5] اسد الغابۃ (٦٦٠) الاستیعاب (٣٠٧) [6] اسد الغابۃ (٢٩٩/١) الاستیعاب (٣٠٠/١)

[7] اسد الغابۃ (٦٦١) الاستیعاب (٣٠٩) [8] اسد الغابۃ (٦٦٢) الاستیعاب (٣٠٨) تجرید (٧٥/١)

دو حدیثیں ہیں۔ ان کی روایت صرف دہثم کی سند سے مشہور ہے۔ اور دہثم بے حد ضعیف راوی ہے۔ یزید بن معبد حنفی یمامی کے سوانح میں جاریہ کا تذکرہ آئے گا۔

۱۰۴۹ جاریہ بن عبداللہ الاشجعی

انصار میں سے بنی سلمہ کے حلیف۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا اور سیف بن عمر سے نقل کیا کہ وہ جنگ یرموک کے روز حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ بائیں دستے کے امیر تھے۔ اسے دارقطنی اور ابن ماکولا نے سیف سے روایت کیا ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی جنگوں میں صرف صحابہ کو امارت ملتی تھی۔

۱۰۵۰ جاریہ بن قدامہ ✿

بن مالک بن زہیر بن حصن بن رزاح بن سعد بن بجیر بن ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ ابن تمیم تمیمی سعدی۔ انہیں ''احنف کا چچا'' بھی کہا جاتا ہے۔

طبرانی فرماتے ہیں کہ احنف انہیں تعظیماً چچا کہا کرتے تھے، ورنہ وہ دونوں سعد بن زید میں یکجا ہو جاتے ہیں۔ ابن سعد نے بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی حاتم ✿ بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ امام احمد نے یحییٰ بن سعید وغیرہ سے بحوالہ ہشام بن عروہ وہ اپنے والد سے وہ احنف سے وہ جاریہ بن قدامہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی وصیت فرمایئے اور ہو بھی مختصر سی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غصہ نہ کرنا''۔ ✿ یہ روایت ابن مندہ کی ''معرفت'' نامی کتاب میں عالی سند سے ہے۔ اس میں ہشام سے آگے اختلاف ہے۔ ان کے اکثر شاگرد نے ایسا ہی نقل کیا ہے جیسا پہلے گزر گیا۔ ابن حبان نے اپنی سند سے اس کی تصحیح کی ہے اور ابو معاویہ اور یحییٰ بن ابی زکریا غسانی اور سعید بن یحییٰ لخمی نے اسے ہشام سے نقل کیا تو اس میں یہ اضافہ کیا ''جاریہ سے وہ اپنے چچا سے'' جبکہ اسے ابن ابی شیبہ نے عبدہ بن سلیمان سے بحوالہ ہشام اس کے برعکس روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ''احنف سے وہ اپنے چچا سے وہ جاریہ سے''۔

ابویعلی کی روایت میں لکھا ہے: جاریہ بن قدامہ سے وہ اپنے والد کے چچا سے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ پہلی سند زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ طبرانی نے ابن ابی زناد کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ عروہ سے، اور محمد بن کریب کی سند سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے، فرمایا: میں احنف کے پاس تھا وہ اپنے چچا سے وہ اپنے چچا جاریہ بن قدامہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے، انہوں نے عرض کیا: مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو مجھے نفع دے اور مختصر کریں....(حدیث)

✿ ابن ماجہ کتاب الاحکام باب الرجلان یدعیان فی خص (۲۳۴۳)

✿ اسد الغابۃ (٦٦٤) الاستیعاب (۳۰٦) تجرید (۷۵/۱)

✿ الجرح والتعدیل (۵۲۰/۲)

✿ بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب (٦١١٦) ترمذی کتاب البرّ والصلۃ باب ما جاء فی کثرۃ الغضب (۲۰۲۰) مسند احمد (٤٨٤/٣) المستدرك (٦١٥/٣) الصحیح لابن حبان (١٩٧١، ١٩٧٢) المصنف لابن ابی شیبہ (٣٤٥/٨) المعجم الکبیر (٢٦١/٢، ٢٦٢) السنن الکبریٰ (١٠٥/١٠) التاریخ الکبیر (٢٦٧/٥)

ابوعمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں ان کے ساتھی تھے۔ یہ وہی ہیں جنہیں عبداللہ بن حضرمی نے بصرہ کے دار سنید میں جلا دیا تھا۔ اس لئے کہ حضرت معاویہ نے ابن حضرمی کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعین بن ضبیعہ کو روانہ کیا وہ قتل ہو گئے تو جاریہ بن قدامہ کو روانہ کیا۔ ابن حضرمی نے ان کا محاصرہ کر لیا پھر آگ لگا دی۔ بقول بعض وہ جویریہ بن قدامہ ہیں جو بخاری میں اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔

ان جاریہ کا امیر معاویہ کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا جس میں وہ کہتے ہیں: حضرت معاویہ نے ان سے کہا: ابوقدس! اپنی ضرورت بیان کرو۔ انہوں نے کہا: لوگوں کو ان کے گھروں میں رہنے دو، انہیں اپنے پاس بلانے کے لیے قاصد نہ بھیجئے اس لئے کہ وہ آپ کے پاس مالداروں کو تو لے آتے ہیں جبکہ ناداروں کو چھوڑ آتے ہیں۔

۱۰۵۱ جاریہ بن مجمّع[1]

بن جاریہ انصاری۔ طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن انہوں نے ان کے سوانح میں یہ ذکر کر دیا ہے کہ وہ قرآن[2] جمع کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ جبکہ محفوظ روایت ان کے والد کے بارے میں ہے۔

۱۰۵۲ جاھِمہ بن العبّاس[3]

بن مرداس اسلمی، سنن میں ابن ماجہ نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے اور ابن السکن فرماتے ہیں: انہیں ابن العباس بن مرداس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن سعد[4] نے خندق میں شریک طبقہ میں ان کا ذکر کیا کہ وہ اسلام لائے اور صحابی بنے۔ بغوی، ابن ابی خیثمہ اور طبرانی نے سفیان بن حبیب کی سند سے بحوالہ ابن جریج محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے انہوں نے معاویہ بن جاہمہ سلمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاد میں شرکت کے مشورے کے لیے آیا، آپ نے فرمایا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ''بس اس کی خدمت میں لگے رہو''۔[5] اس روایت میں ابن جریج سے آگے راویوں کا اختلاف ہے۔ سفیان بن حبیب نے عمدہ سند بیان تو کی لیکن طلحہ کو سند سے ساقط کر دیا۔ یہ بغوی کا قول تھا بقول بعض: یحییٰ بن سعید قطان سے بحوالہ ابن جریج ایسی ہی روایت منقول ہے اور یحییٰ بن سعید اموی نے ابن جریج سے بحوالہ محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ وہ اپنے والد سے وہ معاویہ بن جاہمہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

بغوی نے یہ روایت شریح بن یونس سے بحوالہ اموی نقل کی ہے پھر اسے حجاج بن محمد کی سند سے بحوالہ ابن جریج روایت کی تو محمد بن طلحہ کا نسب مختلف کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن وہ اپنے والد طلحہ سے وہ معاویہ بن جاہمہ سے کہ جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ایسا ہی نسائی اور ابن ماجہ نے حجاج کی سند سے روایت کیا ہے امام بیہقی فرماتے ہیں: حجاج کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ ابوعاصم نے ان کی متابعت کی ہے وہ روایت ابن شاہین کی کتاب میں معاویہ بن جاہمہ کے سوانح

---

[1] اسد الغابة (٦٦٥) تجريد اسماء الصحابة (٧٥/١) [2] المعجم الكبير (٢٦١/٢) الفتح للحافظ (٥٣/٩)

[3] اسد الغابة (٦٦٦) الاستيعاب (٣٥٦) تجريد (٧٥/١) [4] الطبقات الكبرىٰ (١٧/٤)

[5] نسائی كتاب الجهاد باب الرخصة فی التخلف لمن له والدة (٣١٠٤) ابن ماجه كتاب الجهاد باب الرجل يغزو وله ابوان (٢٧٨١)

میں درج ہے۔

میں کہتا ہوں: امام احمد رحمہ اللہ نے یہ روایت بحوالہ رَوح بن عبادہ، حجاج کی روایت کی طرح نقل کی ہے جبکہ ابن ماجہ نے محمد بن اسحاق کی سند سے یوں نقل کی: محمد بن طلحہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے، حجاج کی موافقت تو کی البتہ عبداللہ بن طلحہ کا نام حذف کر دیا۔ اور ابن شاہین نے معاویہ بن جاہمہ کے سوانح میں ابراہیم بن سعد کی روایت سے بحوالہ ابن اسحاق نقل کی تو ان کا نام برقرار رکھا۔ ادھر محمد بن سلمہ خزاعی نے بحوالہ محمد بن اسحاق ان کی متابعت کی ہے یہی ان سے مشہور ہے۔ بقول بعض: ابن اسحاق سے بحوالہ زہری وہ ابن طلحہ سے وہ معاویہ سلمی سے۔

ابن لہیعہ نے کہا: یونس بن یزید سے بحوالہ ابن اسحاق اسی سند سے لیکن صحابی کا نام اور نسبت بدل دی، یوں کہا: "جہم اسلمی سے" اور عبدالرحمٰن بن سلیمان نے بحوالہ ابن اسحاق روایت کی تو کہا: محمد بن طلحہ اپنے والد طلحہ بن معاویہ بن جاہمہ سے، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ یہ غلط ہے جو لفظی غلطی ہے اور ادل بدل سے پیدا ہوئی۔ درست یوں ہے: محمد بن طلحہ سے وہ معاویہ بن جاہمہ سے وہ اپنے والد سے۔ لکھنے والے نے "عن" کو ابن کر دیا اور "عن ابیہ" کو مقدم کر دیا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ طلحہ کے لیے صحابیت ثابت ہے جبکہ ایسا ہے نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اور معاویہ بن جاہمہ میں خاندانی نسبت نہیں۔ اگر معاملہ سند کے ظاہر پر ہوتا تو یہ چاروں حضرات یکے بعد دیگرے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتے: طلحہ بن معاویہ بن جاہمہ بن عباس بن مرداس۔

طبرانی [1] نے سلیمان بن حرب کی سند سے بحوالہ محمد بن طلحہ بن مصرّف، معاویہ بن درہم سے روایت نقل کی ہے کہ درہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، کہنے لگے: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاد میں شرکت کے مشورہ کے لیے آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری والدہ زندہ ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، زندہ ہے۔ فرمایا: "بس اس (کی خدمت) سے جدا نہ ہونا"۔ یہی قصہ بعینہٖ جاہمہ کے ساتھ پیش آیا۔ اگر لفظِ جاہمہ درہم سے بدل گیا ہو، ان کے نسب میں محمد بن طلحہ لکھا ہے یوں ان کے دادا کے نام میں وہم ہوا، ورنہ یہ کوئی اور قصہ ہے جو کسی دوسری شخصیت کے ساتھ پیش آیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

۱۰۵۳ جبّار بن الحارث

عبدالجبار میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۵۴ جبار بن الحکم السلمی [2]

ابن سعد اور مدائنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے [3] پاس وفد میں آ کر اسلام لانے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۰۵۵ جبار بن سُلمی [4] (سین کے پیش سے)

(بقول بعض زبر ہے) ابن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کلابی۔ ان کے والد کو "نزال المضیق" کہا

---

[1] المعجم الکبیر (۲۸۹/۲) [2] اسد الغابۃ (۶۶۸) [3] اسد الغابۃ (۳۰۲/۱)

[4] اسد الغابۃ (۶۶۹) الاستیعاب (۳۱۱)

جاتا ہے۔ ابن سعد نے ذکر کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس عامر بن طفیل کے ساتھ وفد میں آئے۔ یہ عامر بن طفیل وہی مشرک ہے، جس نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ مغازیٔ ابن اسحاق میں ہے، جبار بن سلمی کی اولاد میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا، جبار ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز عامر بن طفیل کے ساتھ بئر معونہ میں شریک تھے۔ بعد میں اسلام لائے۔ واقدی نے ذکر کیا کہ وہ ضحاک بن سفیان کلابی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ واقدی ہی نے موسیٰ بن شیبہ کے واسطہ سے خارجہ سے بحوالہ عبداللہ بن کعب بن مالک روایت کی ہے کہ بنی کلاب کا وفد آیا اس میں تیرہ مرد تھے جن میں لبید بن ربیعہ بھی تھے یہ لوگ رملہ بنت حارث کے گھر فروکش ہوئے۔ جبار بن سلمی اور کعب بن مالک کے درمیان دوستانہ تھا۔ کعب نے انہیں خوش آمدید کہا اور جبار بن سلمی کا اعزاز واکرام کیا اور ان کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس چل کر گئے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جبار بن سلمی وہی ہیں جنھوں نے اس روز عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تھا۔ تو انہوں نے کہا تھا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ نیزہ لگنے سے وہ زمین پر گرے تو سہی لیکن ان کا جسم نہ ملا۔ اس کرامت کی وجہ سے جبار اسلام لے آئے، [1] بہترین مسلمان بن گئے۔ ابن کلبی روایت کرتے ہیں: لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ عامر بن طفیل سے زیادہ گھڑ سوار تھے۔

۱۰۵۶ جبّار بن صخر [2]

بن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری ثم سلمی۔ کنیت ابوعبداللہ تھی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اہل عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اہل بدر میں۔ طبرانی [3] نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نقل کیا کہ عبداللہ بن رواحہ تو صرف ایک سال پھل کا اندازہ لگانے گئے پھر وہ غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جبار بن صخر کو اہل خیبر کے پھلوں کا اندازہ لگانے بھیجتے تھے۔

مغازی ابن اسحاق میں ہے مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بحوالہ عبد بن مکنف بتایا کہ حارثہ نے مجھ سے بیان کیا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے یہودیوں کو باہر نکال دیا تو سوار ہو کر مہاجرین وانصار میں گھومے آپ کے ساتھ جبار بن صخر بھی تھے وہ اہل مدینہ کے قیاس گر اور ان کے خزانچی تھے (زرعی حساب وکتاب ان کے پاس تھا)۔ امام مسلم [4] نے عبادہ بن ولید کی سند سے بحوالہ جابر بن عبداللہ روایت کی ہے کہ وہ کسی غزوہ میں نبی ﷺ کی معیت میں تھے۔ پھر حدیث ذکر کی، فرماتے ہیں: آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''ہم سے سے پہلے جا کر کون ہمارے لیے حوض کو جھری مٹی سے بند کرے گا تا کہ خود بھی سیراب ہو اور ہمیں بھی سیراب کرے''۔ جابر فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: یہ شخص۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جابر کے ساتھ کون ہے؟'' تو جبار بن صخر کھڑے ہو کر بولے: میں یا رسول اللہ ﷺ۔ (حدیث)

امام احمد رحمہ اللہ [5] اور بغوی وغیرہ نے ابن ابی اویس کی سند سے بحوالہ شرحبیل بن سعد جبار بن صخر سے اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔ بغوی کہتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

---

[1] اسد الغابة (۳۰۲/۱) [2] اسد الغابة (۶۷۰) الاستيعاب (۳۱۰) [3] المعجم الكبير (۲۷۰/۲)
[4] مسلم كتاب الزهد باب حديث جابر الطويل و قصة ابى اليسر (۷۴۳۷) [5] مسند احمد (۴۲۱/۳)

میں کہتا ہوں: بلکہ ان کی ایک اور روایت بھی ہے جسے ابن شاہین اور ابن السکن وغیرہ نے زہیر بن محمد کی سند سے بحوالہ شرحبیل انہوں نے جبار بن صخر سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ہمیں اپنے اعضاء مستورہ دیکھنے سے روک دیا گیا ہے''۔ ❶ ابراہیم بن ابی یحییٰ نے شرحبیل سے روایت کرنے میں ان (زہیر) کی متابعت کی ہے۔ اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے اور ابن السکن وغیرہ فرماتے ہیں: جبار بن صخر ۳۰ھ خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔ ابونعیم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ باسٹھ (۶۲) سال کے تھے۔

۱۰۵۷ (ز) جبّار الثعلبی

واقدی نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ذی امر جاتے ہوئے انہیں ربیع الاوّل میں (جو ہجرت کا پچیسواں ابتدائی مہینہ بنتا تھا) گرفتار کیا تھا۔ نبی علیہ السلام کے پاس لائے، آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے۔ دوسری جگہ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ غطفان کی پیش قدمی میں نبی ﷺ کے راہ نما تھے (لیکن) وہ لوگ بھاگ نکلے تھے۔

۱۰۵۸ (ز) جبّار بےنسبت جبلہ میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۵۹ جبارة (زیر اور تخفیف سے)

ابن زرارہ بلوی۔ ❷ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

۱۰۶۰ جَبْجَاب

دو جیموں اور دو باؤں سے، بے نقطی حاء میں آئے گا۔

۱۰۶۱ جبر بن انس

بن سعد بن عبداللہ بن عبد یالیل بن خزاق بن غفار غفاری۔ ابن ماکولا ❸ نے ان کا ذکر کیا کہ وہ صحابی ہیں۔ انہیں جبر بن عبداللہ قبطی بھی کہا جاتا ہے، تذکرہ آئے گا۔

۱۰۶۲ جبر بن انس ❹

بن ابی زریق طبرانی ❺ نے بحوالہ مطین ان کی سند سے جو عبداللہ بن ابی رافع تک ہے ان کا ذکر شرکائے صفین صحابہ میں کیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ فرماتے ہیں: بدری ہیں۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ مغازی کے مصنّفین۔ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ انہوں نے جبیر بن ایاس کا تذکرہ کیا ہے۔

---

❶ كنز العمال (٢١٦٨٤) ❷ اسد الغابة (٦٧١) الاستيعاب (٣٨٧) ❸ الاكمال (١١٥/٢)

❹ اسد الغابة (٦٧٣) ❺ المعجم الكبير (٢٥٩/٢)

میں کہتا ہوں: ابوموسیٰ نے روایت کیا ہے۔انہیں جزء بن انس بھی کہا جاتا ہے، صحیح نہیں۔اس واسطے کہ جزء بن انس کا تذکرہ آئے گا کہ وہ سلمی ہیں جبکہ یہ انصاری ہیں۔

۱۰۶۳ (ز) جبر بن ایاس

جبیر میں تذکرہ ہوگا۔

۱۰۶۴ جبر بن عبداللہ قبطی [1]

بنی غفار کے غلام، انہیں ابوبصرہ غفاری کا غلام بھی کہا جاتا ہے۔ابن یونس نے حسن بن علی بن خلف بن قدید سے نقل کیا ہے کہ وہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچانے کے مقوقس کی جانب سے قاصد تھے۔حسن کہتے ہیں: مجھے مصر میں ان کی اولاد میں سے کوئی نظر آیا تھا۔ہانی بن منذر کہتے ہیں: وہ ۶۳ھ میں فوت ہوئے۔[2]

۱۰۶۵ (ز) جبر بن ابی عبید ثقفی

بلاذری نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ جسر کے روز شریک ہوئے جس کی تفصیل ابوعبید کے سوانح میں کنیتوں میں ان شاءاللہ آئے گی۔

۱۰۶۶ جبر بن عتیک [1]

بن قیس بن ھیشہ بن حارث۔جابر بن عتیک میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔اور بعض کا قول ہے کہ وہ جابر بن عتیک کے بھائی ہیں۔جن کا ذکر پہلے ہوگیا ہے۔فتح مکہ کے روز ان کے پاس اپنی قوم کا جھنڈا تھا۔واقدی فرماتے ہیں: جبر بن عتیک انصاری ۷۱ھ میں فوت ہوئے۔ابن سعد [2] لکھتے ہیں: وہ تین بھائی: جابر، جبر اور عبداللہ تھے۔جبر ان سے بڑے ہیں۔ابن مندہ نے ان کے سوانح میں لکھا ہے، حجاج بن ارطاۃ کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن مہاجر، موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے، فرمایا: میں نے جبر، سعد اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، یہ لوگ چوتھائی اور تہائی پر اپنی زمینیں دیتے تھے۔

میں کہتا ہوں: ابوعوانہ وغیرہ نے حجاج کے خلاف روایت کی ہے انہوں نے جبر کے بدلے خباب کہا ہے۔

۱۰۶۷ جبر (بے نسبت)

ابن قانع اور ابن مندہ نے رحمہ بن مصعب کی سند سے بحوالہ شریک بن اشعث بن سلیم، اسود بن ہلال سے نقل کیا، فرمایا: ہمارے ہاں ایک دیہاتی تھا جو حیرہ میں اذان دیا کرتا، اس کا نام جبر تھا۔اس نے کہا: عثمان جب تک خلیفہ نہیں بن جاتے ہرگز فوت نہیں ہوں گے۔کسی نے اس سے کہا: تمہیں اس کا کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا: میں نے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، نماز سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف رخِ انور متوجہ کر کے فرمایا: آج کی شب میرے صحابہ کا وزن کیا گیا۔ابوبکر رضی اللہ عنہ

---

[1] اسد الغابۃ (٦٧٥) الاستیعاب (٣١٤) [2] اسد الغابۃ (٣٠٤/١) الاکمال (١٤/٢)

[1] اسد الغابۃ (٦٧٦) الاستیعاب (٣١٣) [2] الطبقات الکبریٰ (٣٧/٣)

کو تولا گیا تو اس کا وزن بڑھ گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو وہ بھی وزنی ہوا، عثمان رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو وہ بھی وزن دار رہا“۔ [1] ابن مندہ کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے جبکہ ابوموسیٰ نے کہا کہ ابن مندہ نے جبر بن عتیک کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ درست یہ ہے کہ یہ دوسری شخصیت ہے۔ میں کہتا ہوں: ایسے ہی ابوعمر نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے اس میں ہے، جبر اعرابی محاربی۔

۱۰۶۸ (ز) جبر

عامر بن حضرمی کے غلام، بعد والی شخصیت کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۰۶۹ (ز) جبر بنی عبدالدار کے غلام

واقدی کا بیان ہے کہ وہ مکہ میں رہنے والے یہودی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۂ یوسف کی تلاوت سنی تو خفیہ طور پر اسلام لے آئے۔ بعد میں اپنے مالکوں کو بتایا تو وہ انہیں اذیت پہنچانے لگے۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قیمت دی تا کہ اپنے آپ کو خرید کر چھڑا لیں، یوں وہ آزاد اور مالدار ہو گئے اور بنی عامر کی ایک صاحب شرافت خاتون سے نکاح کر لیا۔ مقاتل بن حیان نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

”مگر وہ شخص کافر نہیں جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو“۔ (سورة النحل: ۱۰۶)

اور یہ ارشاد بھی انہی کے متعلق نازل ہوا:

”ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے“۔ (سورة الفرقان: ۲۰)

طبری نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

”اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بولے یا یہ کہے کہ میری طرف وحی آتی ہے“۔ (سورة الانعام: ۹۳)

کے متعلق سدی کی سند سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اسلام لانے کے بعد مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ عمار اور جبر ابن حضرمی یا ابن عبدالدار کے غلام کی چغلخوری کی تو انہوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور انہیں اذیتیں دینے لگے۔ ان دونوں نے انکار کر دیا، جس پر یہ آیت:

”اگر وہ مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو“۔ (سورة النحل: ۱۰۶)

نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم اور عبد بن حمید کی تفسیر میں حصین بن عبدالرحمٰن کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن مسلم الحضرمی منقول ہے۔ فرمایا: ہمارے دو غلام تھے، ایک کا نام یسار اور دوسرے کا جبر تھا۔ دونوں لوہار تھے۔ دونوں اپنی کتابیں پڑھتے اور ان پر عمل کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو دونوں کی قراءت سنتے لوگ کہنے لگے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے سیکھتا ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”ہمیں بخوبی علم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو کوئی انسان سکھاتا ہے“۔ (سورة النحل: ۱۰۳)

یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور قتادہ کی سند سے وہ ابن الحضرمی کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی جس کا نام

---

[1] كنز العمال (٣٣٠٨٠) (٣٦١٨٦) اتحاف السادة المتقين (٩/ ٦٨٠)

تھا۔ جس کا تذکرہ عنقریب آئے گا۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۷۰ جبر الکندی[1]

ابن شاہین نے عمرو بن غیاث کی سند سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر، کندہ کے ایک ابن جبر کندی نامی شخص سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جو وفد میں تھے کہ نبی ﷺ نے سکاسک اور سکون کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا: اہل یمن مسلمان ہو گئے، وہ نرم دل لوگ ہیں۔ اور مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ان کے دِل متوجہ فرما''۔[2] مسند بقی بن مخلد میں یہ حدیث ابن جبیر سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ واللہ اعلم

۱۰۷۱ جبل (جیم اور باء کے زبر سے)

ابن جوّال[3] بن صفوان بن بلال بن اصرم بن ایاس بن عبد غنم بن جحاش بن بجالہ بن مازن بن ثعلبہ بن سعد بن ذبیان شاعر ذبیانی ثم ثعلبی۔ دارقطنی نے مؤتلف میں لکھا ہے: یہ صحابی ہیں اور ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ یہودانِ بنی قریظہ کے ساتھ تھے۔ پھر اسلام لائے اور حیی بن اخطب کا ان اشعار میں مرثیہ کہا: تیری زندگی کی قسم! ابن اخطب نے اپنے آپ کو ملامت نہیں کی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ رسوا کر دے رسوا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اشعار ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اشعار خود حیی بن اخطب کے ہیں۔ ابوعبید قاسم بن سلام نے ذکر کیا: وہ فیطیون بن عامر بن ثعلبہ کی اولاد سے تھے۔ اور معجم الشعراء میں مرزبانی نے لکھا ہے: پہلے یہودی تھے پھر اسلام[4] لائے۔ جب نبی ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو انہوں نے یہ اشعار کہے: مصیبت میں نبی (ﷺ) کی طرف سے ایک ڈھل پھینکا گیا جو مہروں اور عزت والی چمکدار ہے۔

دیوان حسان بن ثابت جو ابوسعد سکری کا بحوالہ ابن حبیب تیار کردہ ہے اس میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابت نے جبل بن جوال ثعلبی، جو پہلے یہودی تھے بعد میں اسلام لا کر ان اشعار کا جواب دیا:

> ''خبردار! اے بنی معاذ کے سعد! جو کچھ قریظہ اور نضیر نے کیا ہے، تم نے اپنی ہنڈیاں چھوڑیں جن میں کچھ بھی نہ تھا اور قوم کی ہنڈیاں گرم کھول رہی تھیں''۔

حضرت حسان نے فرمایا:

> ''وہ جماعت یاد کرے جسے ہمارے خلاف مدد دی گئی اب ان کے شہر میں کوئی مددگار نہیں ہے۔ ان لوگوں کو کتاب دی گئی جسے انہوں نے ضائع کر دیا۔ اب وہ تورات سے اندھی اور ہلاک ہونے والی ہے۔ بنی لوئ کے

---

[1] اسد الغابة (٦٧٧)

[2] بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین واهل الیمن (٤٣٨٨) مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اهل الایمان فیه (١٨٢) ترمذی کتاب المناقب باب فضل الیمن (٣٩٣٤) (٣٩٣٥) مسند احمد (٢/٢٧٧) (٢/٢٥٥) المعجم الکبیر (٥/١٢٥) دلائل النبوة (٦/٢٣٦) المطالب العالیة (٤٤٣٠) کنز العمال (٣٧٧٩١٢)

[3] اسد الغابة (٦٧٨) الاستیعاب (٣٦٥)

[4] السیرة النبویة (٣/١٩٠) (٣/٢١٥) الاکمال (٢/٤٧) اسد الغابة (١/٣٠٥)

سرداروں پر وہ آگ ہلکی رہی جو بویرہ میں چھا گئی تھی''۔ (اشعار)

مرزبانی نے مذکورہ اشعار جبل کے ذیل میں ذکر کیے اور ان میں یہ اضافہ کیا ہے:

''لیکن اموات کے ساتھ ہمیشہ رہنا نہیں ہوتا جو اچک لیتی اور قبر میں سمیٹ لیتی ہیں۔ گویا وہ عید کی بکریاں ہیں جو ذبح کی جاتی ہیں ان پر کوئی نکیر کرنے والا نہیں''۔

۱۰۷۲ (ز) جبلہ بن الازرق الحمصی [1]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ نے معاویہ بن صالح کی سند سے بحوالہ راشد بن سعد، جبلہ بن الازرق سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیوار کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی جس میں بہت زیادہ پتھر لگے تھے، وہ نماز ظہر کی تھی یا عصر کی۔ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ ایک بچھو نے آپ کو ڈس لیا جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے جھاڑ پھونک کی تو آپ کو افاقہ ہو گیا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی لیکن تمہاری جھاڑ پھونک سے نہیں [2] (اپنی رحمت سے)۔ بغوی کہتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ ابن السکن کہتے ہیں: ان کے علاوہ کوئی روایت نہیں ہے۔

۱۰۷۳ جبلہ بن اشعر خزاعی [3]

واقدی نے ذکر کیا کہ وہ فتح مکہ کے روز کرز بن جابر کے ساتھ قتل ہوئے۔ ابو عمر نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ کرز کے ساتھ قتل ہونے والے حبیش بن خالد تھے، وہی حبیش بن اشعر ہیں۔ [4] جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا، اشعر ان کے زیادہ بالوں کی وجہ سے ان کا لقب بن گیا۔

۱۰۷۴ جبلہ بن ثعلبہ انصاری خزرجی بیاضی [5]

مطین نے عبیداللہ بن ابی رافع تک اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ اہل بدر میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہونے والوں میں شامل تھے۔ طبرانی [6] اور ابو نعیم وغیرہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن حبان [7] فرماتے ہیں، جبلہ بن ثعلبہ از بنی بیاضہ بدری صحابی ہیں۔ ابن الاثیر نے کہا: درست رحیلہ بن خالد بن ثعلبہ ہے، را گر گئی اور غلطی سے اپنے دادا کی طرف منسوب ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: یہ احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔ ہاں یہ بات بجا ہے کہ بدر میں شریک ہونے والے رحیلہ ہیں اور اس کا کئی بار واسطہ پڑا ہے کہ عبیداللہ بن ابی رافع تک سند انتہائی کمزور ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٦٧٩) الاستیعاب (٣٢٢)

[2] المعجم الكبير (٢٨٧/٢) التاريخ الكبير (٢١٨/١) تفسير القرطبي (٤٦/٢) جمع الجوامع (٤٨٦٩) الطبقات الكبرى (١٤٦/٧) كنز العمال (٢٨٣٥٨) (٢٨٥٢٣)

[3] اسد الغابة (٦٨٠) الاستیعاب (٣٢٥) [4] اسد الغابة (٣٠٥/١) [5] اسد الغابة (٦٨١)

[6] المعجم الكبير حديث (٢١٩٨/٢) [7] الثقات (٥٨/٣)

۱۰۷۵ جبلہ بن ثور حنفی

بنی حنیفہ کے وفد میں تھے، ابو عبید نے ذکر کیا کہ وہ قاتلین مسیلمہ کذاب میں شریک تھے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۷۶ جبلہ بن جنادہ [1]

بن سوید بن عمرو بن عرفطہ بن ناقد بن تیم بن سعد بن کعب بن عمرو بن ربیعہ خزاعی ان کا تذکرہ ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ و ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے ایسا ہی انہوں نے آئندہ والی شخصیت جبلہ بن سعید کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۷۷ جبلہ بن حارثہ [2]

بن سراحیل، زید بن حارثہ کے بھائی اور اسامہ بن زید کے چچا۔ جو عمر میں حضرت زید سے بڑے ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ [3] اور ابو یعلی نے اسمٰعیل بن ابی خالد کی سند سے بحوالہ ابو عمرو الشیبانی، جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: میرے بھائی کو میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے سامنے ہے اگر وہ جانا چاہے تو میں اسے منع کرنے کا نہیں''۔ اس پر حضرت زید بولے: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے مقابلہ میں کسی کو پسند نہیں کر سکتا''۔ حضرت جبلہ فرماتے تھے: میں نے اپنے بھائی کی بات کو اپنی بات سے بہتر پایا۔

تاریخ بخاری [4] میں اسی سند سے شیبانی سے منقول ہے، فرمایا: میں نے جبلہ رضی اللہ عنہ سے سنا، ان کی ایک متصل روایت صحیح سند سے نسائی [5] میں ہے جو ابو اسحاق کی روایت سے بحوالہ فروہ، جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نیند کے وقت پڑھنے کے بارے میں ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی چیز سکھایئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے''۔ فرمایا: ''جب اپنے بستر پر سونے کے لئے آنے لگو تو ﴿قُلْ يَآيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ (سورۃ الکافرون: ۱) پڑھ لیا کرو''۔

۱۰۷۸ جبلہ بن سعید [6]

بن الاسود بن سلمہ بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین۔ ابن شاہین ابو موسیٰ اور ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے جبلہ بن جنادہ میں گزر چکا ہے۔

۱۰۷۹ جبلہ بن شراحیل کلبی

زید بن حارثہ کے چچا، ابن مندہ نے ایک احتمالی امر سے ان کا ذکر کیا ہے جس کی شرح فصل اخیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

---

[1] اسد الغابۃ (٦٨٢) [2] اسد الغابۃ (٦٨٣) الاستیعاب (٣٢٠)

[3] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب زید بن حارثۃ (٣٨١٥) [4] التاریخ الکبیر (٢١٧/١)

[5] نسائی عمل الیوم واللیلۃ (٨٠٠، ٨٠٢) [6] اسد الغابۃ (٦٨٤)

۱۰۸۰ جبلہ بن عمرو ❶

بن اوس بن عامر بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ ساعدی انصاری۔ ابن السکن کہتے ہیں: وہ احد میں شریک ہوئے۔ یہ ابومسعود کے بھائی کے علاوہ ہیں، کیونکہ نسبتوں میں اختلاف ❷ ہے۔

میں کہتا ہوں: بات ویسی ہی ہے جیسی انہوں نے کہی۔ ابن شبہ نے اخبارِ مدینہ میں عبدالرحمٰن بن ازھر کی سند سے نقل کیا کہ لوگوں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بقیع میں دفن کرنا چاہا تو جبلہ بن عمرو ساعدی نے دفنانے سے روک دیا چنانچہ وہ ''حش کوکب'' ان کی میت لے گئے، ان کے ساتھ معبد بن معمر بھی تھے، جہاں انہیں دفن کر دیا۔

۱۰۸۱ جبلہ بن عمرو ❸

بن ثعلبہ ابن اسیرہ انصاری، ابومسعود بدری کے بھائی طبرانی ❹ نے مطین سے ان عبیداللہ بن ابی رافع تک کی سند سے ان کا ذکر صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک صحابہ کرام میں کیا ہے۔ اور ابن السکن نے ہارون ہمدانی کی سند سے بحوالہ ثابت بن عبید روایت کی ہے۔ فرمایا: میں ابومسعود انصاری کے بھائی جبلہ بن عمرو کے پاس گیا، وہ تازہ کھجوریں توڑ رہے تھے۔ امام بخاری ❺ نے اپنی تاریخ میں اور ابن السکن نے بکر بن اشج کی سند سے بحوالہ سلیمان بن یسار نقل کیا کہ وہ لوگ مغرب میں ایک غزوہ میں معاویہ بن خدیج کے ساتھ تھے۔ انہوں نے لوگوں کے لیے انعام مقرر کیا۔ ان کے ساتھ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس کی سوائے جبلہ بن عمرو انصاری کے کسی نے تردید نہیں کی۔ ابن مندہ نے اسے خالد بن ابی عمران کی سند سے بحوالہ سلیمان بن یسار نقل کیا ہے۔ ان سے جنگ میں انعام رکھنے کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا: میں نے معاویہ بن خدیج کے ساتھ کسی کو نہیں دیکھا وہ انعام رکھتے ہوں۔ ہمیں افریقہ کے غزوے میں خمس کے بعد ثلث (تہائی) زائد حصہ ملا۔ جبکہ ہمارے ساتھ کئی ایک انصار و مہاجرین صحابہ تھے ان میں جبلہ بن عمرو انصاری بھی تھے۔ ❻

۱۰۸۲ جبلہ بن ابی کریب ❼

بن قیس بن حجر بن وھب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین۔ بقول ابن سعد: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور ڈھائی ہزار کے عطیہ ❽ میں تھے۔ ابن شاہین نے اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا اور ابن فتحون و ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۸۳ جبلہ بن مالک ❾

بن جبلہ بن صفارہ ابن دراع بن عدی بن الدار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم لخمی داری۔ داریین کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابن شاہین نے اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا اور ابوعمر نے ان کا مختصر حوالہ دیا ہے۔ ابن ابی حاتم ❿ بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: تبوک سے واپسی پر آپ علیہ السلام کے پاس آئے۔ مجھے ان کا پتہ نہیں۔ ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ نعیم بن اوس

---

❶ الاستیعاب (۳۲۱) ❷ الاستیعاب (۳۰۷/۱) ❸ اسد الغابۃ (۶۸۶) ❹ المعجم الکبیر (۲۱۹۷)
❺ التاریخ الکبیر (۲۱۸/۱) ❻ اسد الغابۃ (۳۰۷/۱) ❼ اسد الغابۃ (۶۸۷) ❽ اسد الغابۃ (۳۰۷/۱)
❾ اسد الغابۃ (۶۸۸) الاستیعاب (۳۲۴) ❿ الجرح والتعدیل (۵۱۰/۲)

کے سوانح میں بحوالہ واقدی ان کا تذکرہ آئے گا۔ ابو اسحاق بن الامین نے ابن عبد البر کی کتاب پر استدراک میں حرف حاء بے نقطہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ان سے گزشتہ لوگوں نے حاء میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۰۸۴ (ز) جَبَلَه ✿ (بے نسبت)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں، اور ابن سیرین نے ان سے مرسل روایت کی ہے۔ میرے خیال میں یہ پہلے والے شخص ہیں یعنی جبلہ بن عمرو انصاری۔ ابن السکن فرماتے ہیں، لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صحابی ہیں جبکہ نبی ﷺ سے ان کی کوئی روایت نہیں۔ بخاری میں تعلیقاً ہے ابن سیرین نے فرمایا: ان سے روایت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ان کی مراد بیوی اور اس بیوی کے خاوند کی پہلی بیوی سے جو بیٹی ہوئی دونوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن السکن اور بغوی نے یہ روایت حماد کی سند سے بحوالہ ایوب، ابن سیرین سے موصول نقل کی ہے، فرمایا: انصار میں سے ایک صحابیٔ رسول ﷺ مصر میں رہتے تھے جن کا نام جبلہ تھا۔ انہوں نے ایک خاتون اور اس کے پہلے خاوند کی پہلی بیوی سے جو بیٹی تھی دونوں سے نکاح کیا تھا۔ ✿ ایوب فرماتے ہیں: حسن اسے ناپسند سمجھتے تھے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ایسا ہی عفان وغیرہ نے روایت کیا جبکہ سلیمان بن حرب نے اسے حماد سے نقل کیا تو کہا: ''جبار'' پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن علیہ نے ایوب سے یوں ہی نقل کیا ہے اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے اور ایسا ہی عبد الوہاب ثقفی سے بحوالہ ایوب روایت کر کے کہا: مجھے بتایا گیا کہ سعد بن قرحاء ایک صحابی رسول ﷺ تھے۔ پھر اسی روایت کا مفہوم ذکر کیا۔

۱۰۸۵ جُبَیب (جیم دو باؤں سے تصغیر ہے)

ابن الحارث ✿ ابن السکن نے ان کا ذکر کیا کہ ان کی حدیث کی سند صحیح نہیں۔ پھر وہ خود اور طبرانی نوح بن ذکوان کی سند سے بحوالہ ہشام وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حبیب بن حارث نبی ﷺ سے آ کر کہنے لگے: میں ایک گنہگار شخص ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے توبہ کی دعا مانگو''۔ (حدیث) ✿ ابن مندہ نے کہا: غریب ہے صرف اسی سند سے پہچانی جاتی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں لکھا ہے، ہشام سے صرف اسی سند سے مروی ہے جس میں عیسیٰ بن ابراہیم، بحوالہ سعید بن عبد اللہ، نوح سے وہ اُن سے روایت کرنے میں متفرد ہے اور عبد الغنی بن سعید نے ''مؤتلف'' میں لکھا ہے کہ اسے ایوب بن ذکوان نے ہشام سے روایت کیا۔

میں کہتا ہوں: ایوب اور نوح دونوں ضعیف ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ کسی راوی نے نوح کو ایوب بنا دیا ہو۔ شعب میں بیہقی نے اسے متنبہ کیا ہے کہ کسی نے اسے روایت کیا ہے تو فرمایا: جبیر بن حارث را سے ہے۔ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے ابن شاہین نے اسے غلط لکھ دیا ہے اور خاء میں ان کا نام درج کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ نیز حبیب کا تذکرہ ابو الغادیہ کے سوانح میں آئے گا۔

✿ اسد الغابة (٦٨٩) الاستيعاب (٣٢٣) ✿ اسد الغابة (٣٠٨/١) ✿ اسد الغابة (٦٩١) الاستيعاب (٣٦٤)

✿ سنن دارقطني (١٠٢/٣) السنن الكبرىٰ (٢٧١/٨) مجمع الزوائد (٢٠٠/١٠) تفسير لابن كثير (١٠٣/٣)

۱۰۸۶ جبیر بن ایاس ❶

بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق انصاری خزرجی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب۔ ابن اسحاق ❷ اور ابومعشر وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کوئی روایت معروف نہیں۔ اور ابن قدّاح نے لکھا ہے: جَبر میں جیم پر زبر اور باء ساکن ہے۔

۱۰۸۷ جبیر بن بُحَینہ ❸

عبداللہ کے بھائی۔ ابن مالک بن القشب ازدی بنی المطلب کے حلیف ابوالاسود نے بحوالہ عروہ یمامہ میں شہید ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے ان کا تذکرہ لکھتے ہوئے ان کے سوانح کے آغاز میں لکھا ہے: جُبَیر بن مالک نوفلی، نوفلی میں انہیں وہم ہوگیا جبکہ وہ ازدی ہیں یا مطلبی۔

۱۰۸۸ جبیر بن الحباب ❹

بن المنذر انصاری۔ ابن حبان ❺ فرماتے ہیں: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صحابی ہیں، جس کی سند میں تامل ہے۔ البتہ مطین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا کہ عبیداللہ بن ابی رافع کی سیر میں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک صحابہ میں ان کا نام لیا ہے۔ باوردی اور طبرانی ❻ نے مطین ہی کے حوالہ سے اور ابن مندہ باوردی اور ابونعیم نے طبرانی کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۸۹ جبیر بن حویرث ❼

بن نقید بن بجیر بن عبد بن قصی بن کلاب قرشی۔ زبیر لکھتے ہیں: ان کے والد فتح مکہ میں قتل ہو گئے۔ بقول ابن سعد: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور پایا ہے اور آپ کی زیارت بھی کی ہے، لیکن ان سے کوئی روایت نہیں ملتی۔ البتہ ابوبکر صدیق اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ واقدی نے ابن المسیب سے بحوالہ جبیر بن حویرث روایت کی ہے، فرمایا: معرکۂ یرموک میں میں شریک تھا، مجھے سوائے لوہے کی ٹن ٹن کے آدمیوں کی ایک بات بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔

میں کہتا ہوں: جو شخص یرموک میں جوان مرد ہو یقیناً فتح مکہ کے روز ممتاز و مشہور ہوگا۔ لہٰذا انہیں صحابہ میں شمار کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ اگرچہ انہوں نے روایت نہیں کی۔ ابوعمر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ جبکہ ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۱۰۹۰ جبیر بن حیّہ ❽

ابن مسعود ثقفی، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھتیجے۔

---

❶ اسد الغابة (٦٩٢) الاستيعاب (٣١٦) ❷ السيرة النبوية (٢/٢٥٩) ❸ اسد الغابة (٦٩٣) الاستيعاب (٣١٧) ❹ اسد الغابة (٦٩٤)
❺ الثقات (٣/٥١) ❻ المعجم الكبير (١٦١٢) ❼ اسد الغابة (٦٩٥) الاستيعاب (٣١٩) ❽ اسد الغابة (٦٩٦)

میں کہتا ہوں: صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات میں شریک رہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق حدیث بھی روایت کی ہے جو زائدہ بن زیاد بن جبیر سے ان کے حوالہ سے ہے۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے جبیر کو صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ حالانکہ وہ ان کی شرط پر پورا اترتے ہیں۔ اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ثقیف کا جو شخص بھی باقی بچا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا ہے۔

ابو موسیٰ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا اور ان کی ایک حدیث نقل کی جس کے متعلق مرسل ہونے کا گمان کیا ہے اور اس بات کو صحیح قرار دیا کہ وہ تابعی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان کا صحابی ہونا اس لحاظ سے ثابت ہے کہ جو شخص عہد فاروقی کی فتوحات میں جوان سال ہو اور جس قصہ میں انہوں نے اپنی شرکت کا بتایا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دس سال سے کم کے عرصہ میں پیش آیا ہے تو کم از کم ان کے لئے دیدارِ نبوی تو ثابت ہوتا ہے۔ یہ مذکورہ شخص طائف میں رہتے تھے اور کاتبوں کے معلم تھے عراق آئے تو شاہی دیوان کے کاتب مقرر ہو گئے۔ بعد میں زیاد نے انہیں اصبہان کا والی بنا دیا۔ یوں عبدالملک کی حکومت میں ان کی عظمت بڑھ گئی۔

۱۰۹۱ جبیر بن مالك نوفلی

ابن بحینہ ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۱۰۹۲ جُبَیر بن مُطعِم [1]

بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی، ان کی والدہ ام حبیبہ بنت سعید اور بقول بعض ام جمیل بنت سعید بن عبداللہ بن ابی قیس از بنی عامر بن لوی ہیں۔ وہ قریش کے اکابر اور علماءِ انساب میں سے تھے۔ بدر کے قیدیوں کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو یہ بھی اس میں شامل تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۂ طور کی تلاوت سنی، فرماتے ہیں: یہ پہلا موقع تھا کہ ایمان نے میرے دِل میں گھر کر لیا۔ یہ بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے صحیح میں روایت کی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''آج اگر تمہارے والد زندہ ہوتے اور مجھ سے ان قیدیوں کی رہائی کی بات کرتے تو میں یہ ان کے حوالہ کر دیتا''۔

حضرت جبیر حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں اسلام لائے۔ بقول بعض فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ ابن اسحاق کے سامنے جب نعمان کا نسب لایا گیا تو آپ نے جبیر بن مطعم کو بلا بھیجا۔ وہ قریش میں سے قریش اور سارے عرب کے سب سے زیادہ انساب کے عالم تھے، فرماتے ہیں: میں نے علم انساب ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سارے عرب کے انساب کے بڑے عالم تھے۔ صحابہ میں سے ان سے روایت کرنے والے سلیمان بن صرد اور عبدالرحمٰن بن ازھر ہیں۔ ابن المسیب ان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے کہ جیسی تقسیم آپ نے بنی ہاشم و مطلب کے لیے کی ہے میرے لیے بھی کریں۔ اور ساتھ یہ بھی کہا: ہماری رشتہ ساجھی ہے، یعنی ہاشم، مطلب اور نوفل جو جبیر کے دادا اور عبد شمس جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دادا تھے، آپس میں بھائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا اور

---

[1] اسد الغابة (٦٩٨) الاستيعاب (٣١٥)

[2] بخاری کتاب المغازی باب ١٢ حدیث (٤٠٢٤)

فرمایا: ’’بنی ہاشم اور بنی مطلب تو شیر وشکر ہیں۔‘‘ ❶ ان کی وفات ستاون، اٹھاون یا انسٹھ (۵۷/ ۵۸/ ۵۹) ھ میں ہوئی۔

۱۰۹۳ جبیر بن نفیر کندی

عسکری نے ان میں اور جبیر بن نفیر حضرمی میں فرق کیا ہے۔ تھوڑا قریب ہی جبر کندی میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۰۹۴ جبیر بن نوفل ❶

ابن حبان فرماتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ اس کی سند میں لیث بن ابی سُلیم ہے۔ اور مطین، باوردی اور ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ❷ سب نے ابوبکر بن عیاش کی سند سے بحوالہ لیث بن ابی سلیم، زید بن ارطاۃ سے انہوں نے جبیر بن نوفل سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب کسی چیز سے حاصل نہ کر سکا بجز اس کے جو اس سے نکلی ہے ❸ یعنی قرآن مجید۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے بکر بن خنیس نے لیث سے بحوالہ زید انہوں نے ابوامامہ سے نقل کیا ہے۔ اور علاء بن حارث نے بحوالہ لیث زید سے انہوں نے جبیر بن نفیر سے مرسل روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۰۹۵ جبیر مولی کثیرہ بنت سفیان

ان کا تذکرہ سعید مولیٰ کثیرہ کے سوانح میں آئے گا۔

۱۰۹۶ (ز) جبیر

نبی کریم ﷺ نے اس نام سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس حدیث میں مخاطب فرمایا ہے جسے ابوعبداللہ صدقہ والے ابوزبیر سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی خیثمہ وغیرہ نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۰۹۷ جبیلہ بن عامر

بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن حلاوہ بن سبیع بن بکر بن اشجع بلوی، انصار کے حلیف۔ ابن الامین نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور نسب بیان نہیں کیا۔ جبکہ انساب میں رشاطی نے نقل کیا ہے اور ابن کلبی سے نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے معاہدوں والے اور غزوۂ احزاب میں آپ کے جاسوس تھے۔ فرماتے ہیں: ابن عبدالبر اور نہ ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

❶ بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش (۳۵۰۲)
ابوداؤد کتاب الخراج باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذی القربی (۲۹۷۸)
نسائی فی کتاب قسم الفئ باب ۱ حدیث (۴۱۴۷، ۴۱۴۸) ابن ماجه فی باب الجهاد باب قسمة الخمس (۲۸۸۱)
السنن الکبرٰی (۶/ ۳۴۰) (۷/ ۳۱) تفسیر طبری (۱۰/ ۵) حلیة الاولیاء (۹/ ۶۶)

❷ اسد الغابة (۷۰۱)

❸ ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ۱۷ (حدیث ۲۹۱۱) مسند احمد (۵/ ۲۶۸) المعجم الکبیر (۱۶۱۴)
مجمع الزوائد (۲/ ۲۵۰) کنز العمال (۲۳۶۶)

باب الجیم جس کے بعد ثاء ہے

۱۰۹۸ جثامہ (شروع کے زبر اور ثا مشدد سے) ابن قیس [1]

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور حبیب بن عبید الرحبی کی سند سے بحوالہ ابو بشر جثامہ بن قیس (جو صحابی رسول ﷺ ہیں) سے مرفوعاً نقل کیا ہے، فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے سو سال کی مسافت جہنم سے دور کر دے گا''۔ [2] اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ صعب بن جثامہ بن قیس بن عبد اللہ بن یعمر لیثی اور ان کے والد کے سوانح میں اس کے علاوہ روایت آ رہی ہے۔

۱۰۹۹ جثامہ بن مساحق [3]

بن ربیع بن قیس الکنانی، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ''ہرقل'' کی طرف بھیجا تھا۔ ابن مندہ نے عبد الخالق حمصی کی سند سے بحوالہ یحییٰ بن ایوب، کنانی سے جو ہرقل کی جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاصد تھے۔ جنہیں جثامہ بن مساحق کہا جاتا تھا، فرمایا: ہرقل کی مجلس میں جب میں کرسی پر بیٹھا تو مجھے معلوم نہ تھا کہ اس چادر کے نیچے کیا ہے۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ یہ سونے کی کرسی ہے۔ جونہی میں نے اسے دیکھا میں اس سے اتر پڑا، جس پر ''ہرقل'' ہنسنے لگا۔ مجھ سے بولا: کیا اتر پڑے؟ میں نے کہا: ''رسول اللہ ﷺ (سونے کی) ایسی چیزوں سے منع فرماتے تھے''۔

۱۱۰۰ (ز) جثجاث

بقول بعض یہ ابو عقیل صاع والے (جنہوں نے رات بھر محنت سے دو صاع کمائے ایک صاع گھر والوں کے لیے اور ایک صاع اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا جس پر منافقوں نے طعنہ زنی کی اس وقت سے ان کا نام صاحب الصاع پڑ گیا) کا نام ہے۔ سہیلی نے یہ نام ابن عبد البر کی اقتداء میں حاء بے نقطی سے قلمبند کیا ہے۔ اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا نام کچھ اور ہے ان کے حالات کنیتوں میں آئیں گے۔

۱۱۰۱ (ز) جثیلہ (جیم اور ثاء سے تصغیر) ابن عامر

حاء بے نقطی میں آئے گا۔

---

[1] اسد الغابۃ (۷۰۲)

[2] بخاری کتاب الجهاد باب فضل الصوم فی سبیل الله (۲۸۴۰) مسلم کتاب الصوم باب فضل الصیام فی سبیل الله (۲۷۰٤)
ترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل الصوم (۱٦۲۳) نسائی کتاب الصیام ذکر الاختلاف علی سفیان فیه (۲۲۵۳)
السنن الکبریٰ (۲۹٦/٤) مجمع الزوائد (۱٦۰/۳) المعجم الکبیر الصغیر (۱٦۱/۱) التاریخ الکبیر (۲۳٤/۲)
کنز العمال (۱۰۸۰۰) (۲۳۵۹٦)

[3] اسد الغابۃ (۷۰۳)

باب الجیم جس کے بعد حاء ہے

۱۱۰۲ جحدم بن فضالہ الجہنی ❶

ابن مندہ نے محمد بن عمرو بن عبداللہ بن جحدم کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے والد وہ اپنے دادا جحدم سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تھے آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا، اور فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ جحدم کو برکت دے''۔ ❷ اوران کے لیے ایک تحریر بھی بنوائی۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اجنبی روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ پھر وہ مروی بھی نضر بن سلمہ بن شاذان سے ہے جو متروک راوی ہے۔

۱۱۰۳ جحدم الحُمُسی (حاء بے نقطی کے پیش میم کے سکون سے پھر سین ہے)

میں نے خطیب کے قلم سے مؤتلف میں ایسا ہی لکھا ہوا پڑھا ہے، اور انہوں نے محمد بن المسیب ارغیانی کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن سہل رملی، محمد بن عمرو بن عبداللہ بن فضالہ فرمایا: میں نے اپنے والد کو اپنے والد عبداللہ سے وہ اپنے والد فضالہ سے وہ جحدم الحمسی سے روایت کرتے سنا وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جحدم کو برکت دے''۔ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ وہ پہلے والے ہوں، اور پہلی شخصیت کے بارے میں جہنی کہنا غلطی سے لکھا گیا ہو اور قصہ کی دو سندیں ہوں۔

۱۱۰۴ (ز) جحدم ❸ (بے نسبت)

عیسیٰ غنجار نے مغیرہ بصری سے بحوالہ ہیثم بن میمون، حکیم بن جحدم سے میرے خیال میں وہ اپنے والد سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو اپنی بکری دوہ لے، اپنی قمیص پر پیوند لگا لے، اپنا جوتا گانٹھ لے، اپنے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لے اور بازار اپنا سودا سلف لے آیا کرے تو ایسا شخص تکبر سے بری ہے''۔ ❹ اس کی سند ضعیف ہے، ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔

۱۱۰۵ (ز) جحذم الجَذیمی

از بنی جذیمہ، جیم کے زبر ذال نقطے والی کا زیر، اموی نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا مغازی میں ذکر کیا ہے کہ بنی جذیمہ کے جو لوگ اسلام لائے ان میں سے ہیں۔ اور واقدی نے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے۔ بنی جذیمہ کے جن لوگوں کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے قتل کیا تھا کہ انہوں نے ''مسلمان ہوئے'' کہنے کی بجائے ''ہم بے دین ہوئے'' کہا تھا۔ قصہ مشہور ہے البتہ ان میں سے ان کا جحذم نام لینے میں متفرد ہے۔ ابن فتحون نے اپنے ذیل میں اس کا ذکر کیا ہے۔

---

❶ اسد الغابة (٧٠٦) ❷ كنز العمال (٣٦٨٨٣) جامع المسانيد (٦٤٩/٢) ❸ اسد الغابة (٧٠٥)

❹ اتحاف السادة المتقين (٤٠٧/٨) جامع المسانيد (٦٤٩/٢)

۱۱۰۶ جَخْدَمه (بے نسبت، نسب کا ذکر نہیں)

انہیں صحابی ہونے اور روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ یہ ابو حباب کا ایاد سے بحوالہ ان کے قول ہے، ایسا ہی ذہبی [1] کی تجرید میں لکھا ہے۔ آخری قسم میں جھدمہ آئے گا جہاں اس قول کی وضاحت کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۱۱۰۷ جحش الجهنی [2]

اپنے ذیل میں ابن فتحون نے لکھا ہے: طبری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: آخری قسم میں جحش الجھنی کا تذکرہ آئے گا کہ بعض راویوں نے ان کا نام غلط لکھ دیا۔ مجھے معلوم نہیں آیا وہ یہی ہیں یا کوئی اور؟

۱۱۰۸ (ز) جحش بن رِئاب الاسدی

ابواحمد کے والد، انہی کے سوانح میں ان کا نسب آئے گا۔ بقول ابن حبان: [3] انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو خود اور ان کے بیٹے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ دار قطنی نے ایک کمزور سند سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان جحش کا نام تبدیل کیا تھا۔ پہلے ان کا نام بَرّہ تھا آپ علیہ السلام نے جحش رکھا۔ (لیکن) مشہور یہ ہے کہ ان کی بیٹی کا نام برہ تھا آپ نے اس کا نام تبدیل کیا تھا۔

باب الجیم جس کے بعد دال ہے

۱۱۰۹ جدار [4] (شروع کے حرف کے زیر اور دال کی تخفیف سے)

بغوی اور ابن ابی عاصم وغیرہ نے عباس بن فضل بن عمرو انصاری کی سند سے بحوالہ قاسم بن عبدالرحمٰن انصاری، وہ زہری وہ یزید بن شجرہ وہ جدار سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا، جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا بیان کی اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''لوگو! صبح ہوتے ہی تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کوئی سبز کوئی زرد اور کوئی سرخ ہونا شروع ہو گئیں اور گھروں میں جو ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں''۔ [5] پھر لمبا خطبہ ذکر کیا۔

ابن مندہ لکھتے ہیں: اجنبی روایت ہے اسے یزید بن ابی زیاد نے مجاہد سے بحوالہ یزید بن شجرہ طویل ذکر کیا ہے لیکن ''جدار'' کا تذکرہ نہیں کیا۔ ایسا ہی یزید سے منصور نے روایت کیا لیکن موقوف۔

میں کہتا ہوں: مجاہد سے موقوف نقل کرنے میں اعمش نے ان کی متابعت کی ہے۔ عباس بے حد ضعیف راوی ہے۔ عباس دوری نے ابن معین سے بحوالہ یزید بن شجرہ کہا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ رہی جدار کی حدیث تو وہ صحیح نہیں، ہمیں معلوم نہیں کہ زہری نے

---

[1] التجرید (۲۷/۱) [2] اسد الغابة (۷۰۷) [3] الثقات (۶۵/۳) [4] اسد الغابة (۷۰۸)

[5] المعجم الکبیر (۲۸۹/۲) مسند البزّار (۱۷۱۴) مجمع الزوائد (۲۷۵/۵) الآحاد والمثانی (۱۱۴/۵)

یزید بن شجرہ سے کچھ روایت کیا ہو۔ حدیث منصور سے مروی ہے اور بغوی نے اسی مفہوم کی روایت کی ہے۔ البتہ اس میں اضافہ کیا ہے کہ زہری نے یزید سے نہیں سنا: ابن الجوزی بحوالہ نسائی فرماتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے اور دارقطنی کا ارشاد ہے یہ روایت محفوظ نہیں۔ درست منصور اور اعمش کا قول ہے یہ بات انہوں نے ''علل'' میں لکھی ہے۔

۱۱۱۰ (ز) جُد جُد (دو پیش والی جیموں اور درمیان میں دال ساکن) الجندعی

بیہقی نے دلائل میں عبدالرزاق کی روایت سے بحوالہ ایک شخص، سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص انصار سے آ کر کہنے لگا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے اور فلاں عورت سے میرا نکاح کیا ہے۔ آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت علی اور مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا: ''وہ تمہیں ملے تو اسے قتل کر دینا لیکن وہ تمہیں نہیں ملے گا''۔ [1] تو انہوں نے اسے دیکھا کہ کسی سانپ نے اسے ڈس لیا تھا۔

بیہقی فرماتے ہیں: اس شخص کا نام لیا گیا ہے جو عطاء بن سائب کی بحوالہ عبداللہ بن حارث کی روایت میں جد جد ہے۔

میں کہتا ہوں: مندہ کے ہاں یحییٰ بن بسطام کی سند سے بحوالہ عمرو بن فرقد، عطاء بن سائب سے عبداللہ بن حارث سے منقول ہے کہ جریج جندعی پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جسے جندع انصاری کے سوانح میں درج کیا ہے جو درست نہیں، اس بنا پر عطاء بن سائب سے آگے اس شخص کے نام میں اختلاف ہے۔

۱۱۱۱ جد بن قیس [2]

بن صخر بن خنساء ابن سنان بن عبید بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری ابوعبداللہ۔ طبرانی [3] اور ابن مندہ نے معاویہ بن عمار دہنی کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ ابوزبیر سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے میرے ماموں جد بن قیس سوار کر کے لے گئے اور میں انصار کے ستر گھڑ سواروں میں پتھر بھی نہ پھینک سکتا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد بنا کر گئے یعنی کم سن تھا۔ پھر بیعت عقبہ کی حدیث ذکر کی۔ اس کی سند قوی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اجنبی روایت ہے جو معاویہ بن عمار کی حدیث سے مروی ہے جسے محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ نقل کرنے میں منفرد ہے۔ جدّ بن قیس بنی سلمہ کے سردار تھے جیسا کہ عمرو بن الجموح کے حالات میں آئے گا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جدّ بن قیس منافق شخص تھا۔ ابونعیم اور ابن مردویہ ضحاک کی سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اس کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

''ان میں سے بعض کہتے ہیں: مجھے اجازت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالیے''۔ (سورۃ التوبہ: ۴۹)

اسے ابن مردویہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ضعیف سند سے بھی ذکر کیا ہے اور حدیث جابر سے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں مبہم شخص ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جدّ حدیبیہ اور بیعت سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اسے ابن عساکر نے اعمش کی سند سے بحوالہ ابوسفیان، ان سے روایت کیا ہے۔

عبدالرزاق، معمر سے بحوالہ قتادہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

''ان کا عمل رلا ملا ہے کچھ نیک اور کچھ بد بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر مہربانی فرمائے''۔ (سورۃ التوبہ: ۱۰۲)

---

[1] دلائل النبوة للبیهقی (۲۸۵/٦) [2] اسد الغابة (۷۰۹) الاستیعاب (۳۵۵) [3] المعجم الکبیر (۲۷۵/۲)

کے متعلق فرماتے ہیں: ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوا جو غزوۂ تبوک سے رہ گئے تھے۔ ان میں ابولبابہ اور جد بن قیس ہیں ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ ابوعمر ان کے سوانح کے آخر میں لکھتے ہیں: کچھ لوگوں کا کہنا ہے انہوں نے توبہ کی اور اچھے انداز سے تائب ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ✿ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

۱۱۱۲ جُدرہ (سین اور سکون سے)

ابن شَبْرَه العُتَقی ✿ بقول ابن یونس: صحابی ہیں فتح مصر میں شریک ہوئے ایسا ہی عبدالغنی بن سعید نے ذکر کیا۔

۱۱۱۳ جُدَیع بن نُذَیر ✿ (دونوں نام تصغیر سے ہیں)

المرادی ثم الکعبی از بنی کعب بن عوف جو مراد کا بطن ہے۔ نبی ﷺ کے خادم۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ صحابی ہیں، نبی ﷺ کی خدمت کی لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ابوظبیان عبدالرحمٰن بن مالک کے دادا ہیں۔

۱۱۱۴ جُدَیّ (تصغیر ہے)

ابن مرہ بن سراقہ البلوی، بنی عمرو بن عوف جو انصار کی ایک شاخ ہے اس کے حلیف۔ ابن سعد ✿ نے ان کا ذکر کیا کہ وہ اور ان کے والد خیبر میں شہید ہوئے۔

۱۱۱۵ جدیمہ بن عمرو العصری

از وفد عبدالقیس، رشاطی نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد کی صورت میں آئے ان میں جدیمہ بن عمرو، عمرو بن مرحوم اور ہمام بن ربیعہ شامل ہیں۔ ان چار حضرات کا تذکرہ ابوعبید نے بھی کیا ہے، جبکہ ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

باب الجیم جس کے بعد ذال ہے

۱۱۱۶ الجذع الانصاری ثعلبه بن زید

۱۱۱۷ الجذع الانصاری ✿

ابن شاہین نے ان کا تذکرہ پہلے شخص سے جدا کیا ہے۔ شریک بن ابی نمر کی سند سے بحوالہ انصار کے ایک شخص جن کا نام ابن الجذع ہے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت کے اکثر لوگوں کو اس لئے مال نہیں دیا گیا کہ وہ حق کے منکر ہو جائیں اور ان سے بالکل مال چھینا نہیں گیا کہ وہ سوال کرنے لگ جائیں''۔ ✿ ابوموسیٰ لکھتے ہیں: میں نہیں جانتا یہ ثعلبہ بن یزید ہیں یا کوئی اور؟

میں کہتا ہوں: ہاں! یہ دوسری شخصیت ہے۔ اس واسطے کہ ان کا بیٹا ثابت بن ثعلبہ طائف میں شہید ہوا، جن کا زمانہ شریک

✿ اسد الغابة (۳۱٤/۱) الاستيعاب (۳۳۱) ✿ اسد الغابة (۷۱۱) ✿ اسد الغابة (۷۱۰)
✿ الطبقات الكبرى (۸۹/٤) ✿ اسد الغابة (۷۱۲) ✿ جامع المسانيد (۶۵۳/۲)

ابن ابی نمیر نے نہیں پایا جس کی وضاحت ان سے مروی حدیث سے ہوگئی لہٰذا دونوں میں فرق ہوگیا۔

باب الجیم جس کے بعد راء ہے

۱۱۱۸ الجرّاح الاشجعی [1]

طبرانی نے ان کے حالات تو لکھے ہیں لیکن ان کا نسب بیان نہیں کیا۔ انہیں ابوالجراح بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی حدیث امام احمد [2] اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کی سند سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: مجھے عبداللہ بن مسعود نے ایک شخص کے بارے میں بتایا جس نے ایک عورت سے شادی کی پھر اس سے ہمبستر ہوا اور کچھ مقرر کیے بغیر ہی فوت ہوگیا۔ (حدیث) فرماتے ہیں: تو اشجع کا ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا اس کا فیصلہ ہمارے لیے نبی ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر اپنے دو گواہ لاؤ''۔ فرماتے ہیں: تو ابوسنان اور جراح جو اشجع کے دو آدمی تھے انہوں نے گواہی دی (اور آپ ﷺ نے اس کے لئے مہر مثل مقرر فرمایا)۔

۱۱۱۹ جراد بن عبس [3]

ان کا شمار بصرہ کے دیہاتیوں میں ہوتا ہے۔ ابن مندہ نے عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ (جو متروک راوی ہے) کی سند سے بحوالہ قرہ بنت مزاحم روایت کی ہے۔ انہوں نے ام عیسیٰ بنت جراد سے سنا وہ اپنے والد جراد بن عبس یا ابن عیسیٰ کے حوالہ سے نقل کرتی ہیں۔ فرمایا: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے کنویں ہیں وہ کیسے میٹھے ہوں گے؟ (حدیث)

۱۱۲۰ جراد العقیلی

عبداللہ کے پدر بزرگوار، ابن مندہ نے یعلی بن اشدق سے (جو متروک راوی ہے) بحوالہ عبداللہ بن جراد العقیلی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ فرمایا جس میں قبیلۂ ازد اور اشعری لوگ تھے۔ وہ غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے۔ (حدیث) ابونعیم فرماتے ہیں: یہ روایت خود عبداللہ بن جراد سے مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے انساب میں جراد بن المنتفق بن عامر بن عقیل کا ذکر کر کے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس آئے بظاہر وہ یہی ہیں ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۲۱ (ز) جرثوم

ابوثعلبہ الخشنی۔ ان کا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ذکر کیا گیا ہے جو کنیتوں میں آئے گا۔

۱۱۲۲ (ز) جزجرہ الاسرائیلی

حائے بے نقطی میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۲۳ جرج

ابونعیم نے اس میں جو ابن بشکوال اور ابواسحاق بن الامین نے واقعہ بیان کیا ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حوالہ سے اسد بن

---

[1] اسد الغابۃ (۷۱٤) الاستیعاب (۳۵۷) [2] مسند احمد (۱/٤۳۰) [3] اسد الغابۃ (۷۱٦)

وداعہ کی حدیث بیان کی کہ ایک جرج نامی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ! میری اہلیہ میری بات نہیں مانتی۔ (حدیث) لفظ جزء جیم کے زبر زا کے سکون آخر میں ہمزہ میں درست نام آئے گا۔

۱۱۲۴ جرموز الهُجَیمی ❶

ابو حاتم ❶ فرماتے ہیں: جرموز قُریعی بصری، صحابی ہیں۔ ابن قانع نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: جرموز بن اوس بن عبداللہ بن جریر بن عمرو بن انمار بن ہجیم بن عمرو بن تمیم۔ بقول ابن السکن صحابی ہیں۔ بصریین میں ان کی حدیث ملتی ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ابو عامر العقدی کی سند سے بحوالہ عبیداللہ بن ھوذہ قریعی، بنی ہجیم کے ایک شخص سے وہ جرموز سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ امام احمد وغیرہ نے عبدالصمد بن عبدالوارث کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن ھوذہ، ایک شخص سے جس نے جرموز ہجیمی سے سنا فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں زیادہ لعن طعن نہ کرنا"۔ ❷ اسے ابن السکن نے مسلم بن قتیبہ کی سند سے بحوالہ عبیداللہ بن ھوذہ، میں نے انہیں بڑھاپے کی وجہ سے ان کی چارپائی پر انہیں دیکھا فرماتے ہیں: مجھ سے جرموز نے بیان کیا پھر وہ روایت ذکر کی۔ اس بنا پر ہوسکتا ہے کہ عبیداللہ نے ان سے یہ روایت کسی واسطے سے سنی ہو پھر براہِ راست ان سے سنی ہو۔ پہلی روایت میں مبہم شخص جس کے متعلق بغوی اور ابن السکن نے یقین کیا ہے کہ وہ ابوتمیمہ ہجیمی ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: اسی طرح ان سے ان کے بیٹے حارث بن جرموز بھی روایت کرتے ہیں، یہی قول ابن ابی حاتم ❸ کا بحوالہ ان کے والد ہے۔

۱۱۲۵ (ز) جُرھُم

بقول بعض یہ ابوثعلبہ کا نام ہے۔ یہ قول بغوی نے امام احمد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ ایسے ہی رشاطی اور ابوعمر نے بھی ذکر کیا۔

۱۱۲۶ جرو السدوسی ❺ (راء ساکن پھر واؤ بقول بعض ز پھر ہمزہ سے)

ابن مندہ نے محمد بن جابر کی سند سے بحوالہ حفص بن المبارک بنی سدوس کے جرو نامی شخص سے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس یمامہ کی کھجوریں لائے، آپ نے فرمایا: یہ کونسی قسم کی کھجوریں ہیں؟ (حدیث) ❻ فرماتے ہیں: یہ اجنبی روایت ہے (لیکن) اس کا مخرج اچھا ہے۔

میں کہتا ہوں: محمد بن جابر یمامی ضعیف راوی ہے اسی حدیث کو ابونعیم نے ابن مندہ کی سند سے نقل کیا ہے شاید انہیں اس کے علاوہ کوئی طریق نہیں ملا۔

---

❶ اسد الغابة (٧١٨) الاستيعاب (٣٧٠) ❸ الجرح والتعديل (٦٢/٢)

❷ مسند احمد (٧٠/٥) مجمع الزوائد (٧١/٨) المعجم الكبير (٢٨٣/٢، ٢٨٤) المستدرك (٤٩٨/٤) التاريخ الكبير (٢٤٨/٢) الترغيب والترهيب (٤٧٠/٣)

❹ الجرح والتعديل (٦٢/٣) ❺ اسد الغابة (٧١٩)

❻ مجمع الزوائد (٤١/٥) كنز العمال (٣٨٣٢٦)

۱۱۲۷ جرو بن عمرو العذری[1]

بقول بعض تصغیر سے اور بعض نے جزء زاء، اور ہمزہ سے اور بعض نے جزی زاء کے زیر اور اس کے بعد یاء سے کہا ہے۔ میں نے استیعاب کے صحیح نسخہ میں جزاء بروزن خفاء لکھا دیکھا ہے۔ ابن مندہ نے ابوثمامہ بن الضریس بن ربعی کی سند سے بحوالہ ان کے والد ربعی وہ اپنے والد اقیصر سے روایت کرتے ہیں کہ جرو بن عمرو نے ان سے بیان کیا: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک تحریر بنوائی کہ "تم پر جمع ہونا اور عشر دینا واجب نہیں"۔[2] یہ سند مجہول ہے۔

۱۱۲۸ جزول بن مالک[3]

بن عمرو از بنی جحجبی بن عوف بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف اوسی انصاری، بقول بعض زاء اور ہمزہ سے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۲۹ جرول بن الاحنف[4]

بن سمط بن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبر الکندی۔ بقول بعض یہ رجاء بن حیوہ کا نام ہے۔ جو احمد بن محمد بن الحجاج بن رشدین کا قول ہے۔ طبرانی[5] نے جاریہ بن مصعب کی سند سے بحوالہ رجاء بن حیوہ، بحوالہ اپنے والد، اپنے دادا جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرماتے ہیں: حنین کے قیدیوں میں سے ایک لڑکی آپ علیہ السلام کے پاس سے گزری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کس کی ہے؟ (حدیث) ان کے دادا کا نام راوی نے نہیں لیا۔ اس بارے میں حافظ ابن عساکر نے دو اور قول نقل کیے ہیں، ایک جندل نون سے دوسرا دال کے بدلے زا سے۔

۱۱۳۰ جرول بن عباس[6]

بن عامر انصاری۔ ابوعمر فرماتے ہیں: ابن اسحاق اور خلیفہ نے شہدائے یمامہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن ماکولا کی کتاب میں ہے: جرو (جیم کے پیش اس کے بعد را سے ہے) ابن عیاش (یا اور شین سے) از بنی مالک بن اوس یہ عطاردی کی، یونس بن بکیر سے بحوالہ ابن اسحاق روایت ہے اور ابراہیم بن سعد کی ان سے روایت میں جرو بن عباس ہے شروع کے زبر با اور سین سے۔ موسیٰ بن عقبہ کے ہاں جیم کے زبر زا کے سکون اور اس کے بعد ہمزہ سے ہے۔ با اور سین پر اتفاق کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۱۳۱ جزول[8]

انہیں جرو بن مالک ابن عمرو بن عویمر بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ بسر بن ابی ارطاۃ نے جب مدینہ پر حضرت امیر معاویہ کی جانب سے چڑھائی کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

---

[1] اسد الغابۃ (۷۲۰) [2] کنز العمال (۳۰۳۱۲) [3] اسد الغابۃ (۷۲۴) [4] اسد الغابۃ (۷۲۲) [5] المعجم الکبیر (۷۶۶/۲۲)
[6] اسد الغابۃ (۷۲۳) الاستیعاب (۳۵۲) [7] الاکمال (۱۳۴/۱) [8] اسد الغابۃ (۷۲۴)

خلافت کا آخری دور تھا تو مدینہ میں ان کا مکان گرا دیا۔ اس لیے کہ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف باغیوں کو مدد دی تھی۔

۱۱۳۲ جَرْهَد بن خُوَيْلد ❶

بن بجرہ بن عبد یالیل بن زرعہ بن رزاح بن عدی بن سہم بن تمیم بن مازن بن حارث بن سلامان بن اسلم بن افصی اسلمی۔ اہل صفہ میں شامل تھے کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی، لوگ کہتے ہیں: شریف انسان تھے، ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ ان کی مشہور حدیث ''ران (پردہ) ستر ہے۔ محدثین کا اس کی سند میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے، فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے ان کے علاوہ دیگر علماء کا کہنا ہے: ''اہل مدینہ میں'' یہی صحیح ہے۔

ابن السکن نے ایاس بن سلمہ بن اکوع کی سند سے بحوالہ مسلم بن جرہد، چچا زاد سے وہ اپنے والد سے (جو حدیبیہ میں شریک تھے) روایت کرتے ہیں، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ طبرانی ❷ نے زرعہ بن عبدالرحمٰن بن جرہد کی سند سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ وہ اصحابِ صفہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور سفیان بن فروہ کی سند سے بحوالہ بنی جرہد کے کسی شخص سے وہ جرہد سے کہ انہوں نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ''۔ انہوں نے عرض کیا: اس میں تکلیف ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس پر پھونک ماری۔ پھر مرتے دم تک انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔ واقدی فرماتے ہیں: مدینہ میں ان کا گھر تھا، اس میں یزید کی حکومت کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔

۱۱۳۳ جريج الاسرائيلی

پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے۔ ابو علی بن اشعث (جو ایک متروک و متہم بالکذب راوی ہے) کی کتاب السنن میں ان کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی سند سے بحوالہ اہل بیت حضرت علی رضی اللہ عنہ تک کی روایت کرتے ہیں کہ ایک جریج نامی یہودی تھا... پھر ان کے اسلام لانے کی حدیث ذکر کی۔ میں نے اس لفظ کو دوسری جگہ جُرَيْجِرة لکھا پایا ہے۔

۱۱۳۴ جريج الجندعی

جدجد میں تذکرہ ہو گیا ہے۔

۱۱۳۵ جرير بن الارقط ❸

فرماتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کو دیکھا آپ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ((اعطيت الشفاعة)) ''مجھے (قیامت کے روز خصوصی) شفاعت عطا کی گئی''۔ ❹ اسے ابن مندہ نے یعلی بن اشدق (جو متروک راوی ہے) کی سند سے

---

❶ اسد الغابة (٧٢٥) الاستيعاب (٣٦٣) ❷ المعجم الكبير (٢/٢٧٣) ❸ اسد الغابة (٧٢٧)

❹ بخاری كتاب التيمم باب (حديث ٣٣٥) مسلم كتاب المساجد باب المساجد ومواضع الصلاة (١١٦٣) نسائی كتاب الغسل باب التيمم بالصعيد (٤٣٠) السنن الكبرٰى (٢/٤٣٣) مسند احمد (١/٣٠١) المعجم الكبير (١١/١١٠٤٧) (١٢/١٣٥٢٢) السنة لابن ابی عاصم (٢/٣٧٣)

روایت کیا ہے۔

۱۱۳۶ جریر بن اوس ❶

بن حارثہ طائی۔خریم کے بھائی۔ابوعمر فرماتے ہیں: دونوں بھائی ایک ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔یہ وہی جریر ہیں جن سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا: جو ہمارے سائل کو عطا کرے اور جاہل کو معاف کر دے۔تو حضرت معاویہ نے فرمایا: ''جریر! تم نے بہت بہتر کہا''۔ ❷

۱۱۳۷ جریر بن عبداللہ ❸

بن جابر بن مالک بن نضر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بن خزیمہ بن حرب بن علی البجلی مشہور صحابی ہیں۔کنیت ابوعمرو اور بقول بعض ابوعبداللہ تھی۔وہ کس وقت مسلمان ہوئے اس میں اختلاف ہے۔چنانچہ طبرانی ❹ کی الاوسط میں حصین بن عمر الاحمسی کی سند سے بحوالہ اسمٰعیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم، جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے میں آپ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: ''تم کس وجہ سے آئے؟'' میں نے عرض کیا: مسلمان ہونے، آپ نے اپنی چادر میری طرف پھیلا کر فرمایا: ''جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کرو''۔اس سند میں حصین ضعیف راوی ہے۔اگر صحیح ثابت ہو جائے تو اسے مجاز پر محمول کیا جائے گا۔یعنی جب ہمیں نبی ﷺ کی بعثت کی خبر ملی، یا محذوف (کچھ عبارت پوشیدہ) پر محمول کیا جائے گا۔یعنی جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور آپ مدینہ تشریف لا چکے اس کے بعد قریش وغیرہ سے جنگ کی، فتح مکہ ہوئی اور آپ کے پاس کئی وفود آئے۔ابن حزم نے ان کی اس روایت پر بھروسا کیا کہ وہ نبی ﷺ کی وفات سے چالیس روز قبل مسلمان ہوئے، جو غلط ہے۔صحیحین میں ان سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے، آپ نے ان سے فرمایا: ''حجۃ الوداع میں لوگوں کو خاموش رہنے کا کہو''۔ ❺ اور واقدی نے اس پر بھروسا کیا ہے کہ وہ ۱۰ھ کے رمضان میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔اور ذی الخلصہ کی طرف ان کی روانگی اس کے بعد ہوئی۔اور انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ پورا حجۃ الوداع اسی سال گزارا۔

لیکن میرے نزدیک اس میں تامل ہے اس واسطے کہ شریک نے شیبانی سے انہوں نے شعبی سے بحوالہ جریر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت جریر نے فرمایا، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا: ''تمہارا نجاشی بھائی فوت ہو گیا...''۔(حدیث) اسے طبرانی ❻ نے نقل کیا۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا زمانہ ۱۰ھ سے پہلے کا ہے۔اس واسطے کہ نجاشی کی وفات اس سے پہلے ہوئی ہے۔حضرت جریر خوبصورت و رعنا شخص تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے: یہ اس اُمت کا یوسف ہے۔عراقی جنگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام بجیلہ لوگوں سے انہیں پیش پیش رکھا۔ان لوگوں کا فتح قادسیہ میں نمایاں اثر ہے۔اس کے بعد حضرت جریر کوفہ رہنے

---

❶ اسد الغابۃ (۷۲۸) الاستیعاب (۳۲۷) ❷ اسد الغابۃ (۳۱۹/۱) الاستیعاب (۳۱۱/۱)

❸ اسد الغابۃ (۷۳۰) الاستیعاب (۳۲۶) ❹ المعجم الکبیر (۲۲۶۶)

❺ بخاری کتاب العلم باب الانصات للعلماء (۱۲۱) مسلم کتاب الایمان باب بیان معنی قول النبی ﷺ لا ترجعوا ... (۲۲۰)

❻ المعجم الاوسط (۵۹۸۳، ۸۵۲۵)

لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قاصد بنا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اس کے بعد یہ دونوں فریق سے جدا ہو کر قرقیسا میں ہی سکون پذیر رہے یہاں تک کہ ۵۱ھ اور بقول بعض ۵۴ھ میں فوت ہو گئے۔

صحیح روایت [1] میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے انہیں ذی الخلصہ بھیجا جسے یہ منہدم کر آئے۔ اسی روایت میں ان سے مروی ہے، فرمایا: جب سے میں مسلمان ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا۔ اور جب مجھے دیکھتے تبسم و مسکان فرماتے۔ بغوی نے قیس کے طریق سے بحوالہ جریر رضی اللہ عنہ نقل کیا، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے (لنگوٹ میں) کپڑوں کے بغیر دیکھ کر فرمایا: میرے خیال میں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے اس طرح کی صورت صرف اس نوجوان کو ملی ہے۔ ابراہیم بن اسمٰعیل کھیلی کی سند سے مروی ہے کہ حضرت جریر کا قد چھ ہاتھ لمبا تھا۔ اور طبرانی [2] نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موفوع حدیث نقل کی ہے: ''جریر ہم اہل بیت سے ہے''۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: جریر میری خدمت کرتے حالانکہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے (محض اس وجہ سے کہ حضرت انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے)''۔ اسے شیخین نے نقل کیا ہے''۔

۱۱۳۸ جریر بن عبداللہ الحمَیری [3]

ابن عساکر فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ پھر سیف بن عمر سے فتوح میں بحوالہ محمد، ابوعثمان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یمامہ سے عراق جانے کا عزم کیا تو لشکر کو نئے سرے سے ترتیب دی، پہلے صحابہ کو طلب کیا پھر ان میں سے زرہ پوشوں کو تلاش کیا اور فرمایا: ''قضاعہ قبیلہ پر یمن کی طرف جریر بن عبداللہ حمیری، اقرع بن عبداللہ کے بھائی قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے''۔ اور وہ قصہ ذکر کیا۔ [4] اسی طرح سیف ذکر کرتے ہیں کہ یہی جریر بن عبداللہ جنگ یرموک میں مدینہ جانے کے قاصد تھے۔ سیف نے مختلف مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک اور ابن الاثیر نے تجرید میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: جریر بن عبدالحمید سے۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ لفظی غلطی ہے۔

۱۱۳۹ جریر بن مَعْدان الکندی

خشیش میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۴۰ جری الحنفی [5] (جیم کے بعد راتصغیر ہے)

ابن مندہ ''سلام طویل'' کی سند سے بحوالہ اسمٰعیل بن رافع، حکیم بن سلمہ وہ بنی حنیفہ کے جری نامی شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اکثر اوقات جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو میرا ہاتھ میری شرمگاہ پر

---

[1] بخاری کتاب الجهاد والسیر باب من لا یثبت علی الخیل (۳۰۳۵)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل جریر ابن عبدالله رضی الله عنه (۶۳۱۴)

[2] المعجم الکبیر (۲۹۱/۲، ۲۹۲) [3] اسد الغابة (۷۲۹) [4] اسد الغابة (۳۱۹/۱) [5] اسد الغابة (۷۳۲)

جا لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نماز جاری رکھا کرو''۔ ✿ فرماتے ہیں: اجنبی روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: سلام اور اسی طرح اسمٰعیل دونوں ضعیف ہیں۔

۱۱۴۱ (ز) جزی بن عمرو العُذری جزو میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۱۴۲ (ز) جزیّ (بے نسبت) بعد والے میں ذکر آئے گا۔

جزء (جیم کے زبر زا کے سکون اور ہمزہ سے یا زا کے زیر اور اس کے بعد یاء) نامی حضرات کا ذکر

باب الجیم جس کے بعد زا ہے

۱۱۴۳ جزء بن انس السُلَمی ✿

ابن ابی عاصم نے ان کا ذکر کیا ✿ اور نائل بن مطرّف بن عبدالرحمٰن بن رَزین بن انس کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد اور دادا کے پاس نبی ﷺ کا تحریر کروایا ہوا ایک نوشتہ دیکھا جو آپ نے رزین بن انس کے لیے لکھوایا، وہ ان کے دادا کے چچا ہیں۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں: رزین کے لیے جو تحریر تھی اس میں جزء کا ذکر نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابو محمد بن حزم نے عبدالکریم بن امیہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ جزء بن انس نے رسول اللہ ﷺ سے خرگوش کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا: تم اسے نہیں کھاتے۔ (حدیث) ابوعمر کہتے ہیں: جزی (جیم اور را سے) بے نسبت ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے گوہ، لومڑی اور حشرات الارض کے بارے میں پوچھا، اس کی سند قوی نہیں سارا دارو مدار عبدالکریم بن امیہ پر ہے۔ اسی طرح انہوں نے جزی (جیم کے زبر زا کے زیر اور اس کے بعد یاء) میں اس کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں جن کا ابن حزم نے ذکر کیا ہے۔

۱۱۴۴ جزء بن الحَدْرَجان ✿

بن مالک الیمانی۔ ابن مندہ نے ہاشم بن محمد بن ہاشم بن جزء بن عبدالرحمٰن بن جزء بن الحدرجان بن مالک کی سند سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا وہ اپنے والد عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھ سے میرے والد جزء بن الحدرجان نے (جو صحابی رسول ﷺ ہیں) بیان کیا کہ میرے بھائی قدّاد بن الحدرجان نبی ﷺ کے پاس اپنے ایمان اور اپنے گھرانے کے لوگوں کے ایمان کی یمن سے اطلاع دینے گئے یہ چھ سو گھر تھے جنہوں نے حدرجان کی بات مانی اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے۔ راستے میں انہیں نبی ﷺ کا لشکر ملا، قدّاد نے ان سے کہا: میں مومن ہوں۔ انہوں نے اس کی بات نہ مانی اور اسے قتل کر دیا، مجھے اطلاع ملی تو میں

✿ كنز العمال (٢٧١٧٩) جامع المسانيد والسنن (٧٧/٣) ✿ اسد الغابة (٧٣٥)

✿ الآحاد والمثاني (١٠٧/٣) ✿ اسد الغابة (٧٣٦)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چل نکلا جس پر یہ آیت:

''اے ایمان والو! جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرو تو اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو''۔ (سورة النساء: ٩٤)

تو نبی ﷺ نے مجھے میرے بھائی کی دیت سو سرخ اونٹنیاں دیں۔ (اسی دوران) میں بنی طے سے جنگ کی جہاں سے مجھے بہت سی غنیمتیں اور چالیس قیدی عورتیں ہاتھ لگیں اور انہیں مدینہ لے آیا، جن سے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کی شادیاں کرا دیں۔ [1]

یہ سند مجہول ہے ابن ماکولا کے ہاں لکھا ہے: جزء بن الحدرد صحابی ہیں ایسا ہی ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے، شاید وہ یہی ہوں جن کے والد کے نام میں اختلاف ہو گیا ہو۔ جمہرہ ابن کلبی میں ازد کے نسب میں لکھا ہے: عبدالملک بن جزء بن الحدرجان شام میں شریف النسب تھے، حجاج کے زمانہ میں والی بنے۔

۱۱۴۵ (ز) جزء بن سهيل السلمي

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے اور ثابت بن قاسم نے ''دلائل'' میں نصر بن علقمہ کی سند سے بحوالہ جبیر بن نفیر، عبداللہ بن حوالہ سے روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس تھے آپ نے فرمایا: ''خوشخبری پاؤ''۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا، اس میں ہے میں نے عرض کیا: شام کون جا سکتا ہے؟ وہاں تو بالوں والے رومی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں اس میں خلافت عطا فرمائے گا یہاں تک کہ ان میں کی سفید چہروں والی جماعت تم میں سے کالے شخص کی حکم بجا آوری کے لیے کھڑی ہوگی وہ انہیں جو حکم دے گا وہ کر گزریں گے''۔ [2] فرماتے ہیں: میں نے عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر کو فرماتے سنا: تو اصحاب رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ علامت جزء بن سہیل سلمی میں پہچان لی وہ عجمیوں کے والی بنے، جبکہ وہ رنگ کے سیاہ اور چھوٹے قد کے تھے۔ یہ لوگ ان عجمیوں کو ان کے اردگرد کھڑے دیکھتے، جس کام کا انہیں حکم دیتے وہ کرنے لگ جاتے تو اس حدیث کی وجہ سے انہیں تعجب ہوا۔

۱۱۴۶ جزء السدوسي اور

۱۱۴۷ جزء العذري اور

۱۱۴۸ جزء بن عبّاس اور

۱۱۴۹ جزء بن مالك از بنی جحجبی، سب کا ذکر جرو اور جرول میں گزر چکا ہے۔

۱۱۵۰ جزء بن مُعاويه [3]

بن حصین ابن عبادہ بن النزال بن مرہ بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی سعدی، احنف بن قیس کے چچا۔ ابو عمر فرماتے ہیں وہ اہواز پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے گورنر تھے۔ بقول بعض: صحابی ہیں [4] لیکن یہ قول صحیح نہیں۔

---

[1] جامع المسانيد والسنن (٧٩/٣، ٨٠) [2] مشكل الآثار (٣٦/٢)

[3] اسد الغابة (٧٤٣) الاستيعاب (٣٦٩) [4] اسد الغابة (٣٢٣/١) الاستيعاب (٣٣٨/١)

یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ اُس دور میں صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ جزء اتنا عرصہ زندہ رہے کہ زیاد کے کسی عہدے پر فائز ہوئے۔ یہ بات ''بلاذری'' نے انساب الاشراف میں ذکر کی ہے۔

۱۱۵۱ (ز) جزء [1] (بے نسبت)

بقول ابن مندہ: اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ طبرانی [2] نے معاویہ بن صالح کی سند سے بحوالہ اسد بن وداعہ روایت کیا ہے کہ ان سے جزء نامی شخص نے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری اہلیہ میری نافرمانی کرتی ہے، میں اسے کیسے سرزنش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین بار عفو و معافی سے کام لو اس کے بعد اگر سزا دینا بھی چاہو تو بقدرِ گناہ دو، دیکھنا چہرے پر مارنے سے بچنا''۔ ابومسعود رازی نے اسی سند سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: اسد بن وداعہ سے بحوالہ جزء نامی شخص جو نبی ﷺ کے پاس آئے۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔ جبکہ ابن بشکوال اور ابن الامین نے ابونعیم کی طرف یہ قول منسوب کر کے بحوالہ طبرانی مذکورہ سند سے ان کا ذکر جُرج (جیم کے پیش را کے سکون اور اس کے بعد جیم سے) نامی لوگوں میں کیا ہے۔ راجح وہی ہے جو پہلے گزر چکا۔ واللہ اعلم

۱۱۵۲ جزیٌ [3]

ابوخزیمہ سلمی، اسلمی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن نے یحییٰ بن محمد الجاری کی سند سے بحوالہ حصین بن عبدالرحمٰن (جن کا تعلق اہل دفینہ سے ہے) حبان بن جزی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس قاصد بن کر آئے آپ نے انہیں پہننے کو دو کپڑے دیئے۔ اور طبرانی [4] نے اسی سند سے ان الفاظ میں یہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک قیدی لایا گیا نبی ﷺ کے پاس آپ کے صحابہ تھے۔ جنہوں نے اسے حالت شرک میں گرفتار کیا تھا۔ پھر مسلمان ہوئے تو جزء بھی اسلام لے آیا۔ آپ نے فرمایا: ''عائشہ کے پاس جاؤ وہ تمہیں دو چادریں دے گی''۔ ابن مندہ نے اسے حدیث جزء سے یوں ذکر کیا ہے کہ جزء کو دو چادریں پہننے کو دیں اور وہ اسلام لا چکے تھے۔

باب الجیم جس کے بعد سین ہے

۱۱۵۳ جسر بن وہب [5]

بن سلمہ ازدی: دارقطنی نے مؤتلف میں ان کا ذکر کیا اور وجیہ بن عمارہ کی سند سے بحوالہ ابوعمارہ بن دجی بن جسر، انہوں نے جسر بن زہران وہ اپنے دادا جسر بن وہب سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''(اللہ کی راہ میں جنگی) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر و برکت رکھ دی گئی ہے''۔ [6] یہ مجہول سند ہے بقول ابن ماکولا [7] یہ نام جیم کے زیر سے ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٧٤٠) [2] المعجم الكبير (٢/٢١٣٠) [3] اسد الغابة (٧٤٢) الاستيعاب (٣٦٨)

[4] المعجم الكبير (٢/٢٦٨) [5] اسد الغابة (٧٤٤)

[6] مسلم كتاب الزكاة باب اثم مانع الزكاة (٢٦) ترمذی كتاب فضائل الجهاد باب فضل من ارتبط فرسا فی سبيل الله (١٦٣٦) المستدرك (٥/٩١) المعجم الكبير (٢/٣٨٥) كنز العمال (٣٥٢٤٤) حلية الاولياء (٣/٤٣) [7] الاكمال (٢/١٠٠)

باب الجیم جس کے بعد شین ہے

۱۱۵۴ جَشِیب (جیم کے زبر شین نقطوں والا پھر یا ہے آخر میں با ہے)

ابن ابی عاصم۔ ابن ابی فدیک کے طریق سے بحوالہ جہم بن عثمان، ابن جشیب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے برکت کی امید سے میرا نام رکھا تو برکت اس کی طرف آ جائے گی اور قیامت تک رہے گی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اگر یہ جشیب وہی جشیب ہیں جن سے سعید بن سوید نقل کرتے ہیں تو وہ پرانے تابعی ہیں جو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں شامل ہیں۔

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

۱۱۵۵ جُعَال بن زیاد جعیل میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۵۶ جُعَال بن سراقہ ضمری / غفاری / ثعلبی

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور اسامہ بن زید بن اسلم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد وہ عوف بن سراقہ سے وہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، اس وقت آپ اُحد کی جانب متوجہ تھے: ''مجھے کسی نے کہہ دیا کہ تم کل قتل کر دیئے جاؤ گے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا سارا زمانہ کل آئندہ نہیں؟'' ابوموسیٰ فرماتے ہیں: علماء نے جعیل بن سراقہ کا بھی ذکر کیا ہے (لیکن) مجھے معلوم نہیں آیا وہ اسی (نام) کی تصغیر ہے یا کوئی اور شخصیت ہے؟

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ ان کے بھائی ہوں۔ واقدی مغازی میں عرباض بن ساریہ کی سند سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو جعال بن سراقہ اور عبداللہ بن مغفل نمودار ہوئے۔ پھر ہم تینوں نے آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا اس کے بعد وہ قصہ ذکر کیا۔

موسیٰ بن عقبہ غزوۂ بنی مصطلق کے واقعہ میں ذکر کر چکے ہیں: اصحاب رسول ﷺ میں ایک جعال نامی شخص تھے جن کے متعلق گمان ہے کہ وہ بنی ثعلبہ سے تعلق رکھتے تھے اور دوسرے صاحب بنی غفار سے تھے، جن کا نام جہجاہ تھا۔ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں، پھر ایک قصہ ذکر کیا جس میں طوالت ہے۔ مغازی میں ابن اسحاق کا قول ہے: جب شعبان میں نبی ﷺ نے غزوۂ بنی مصطلق کیا جو ۶ ھ کا واقعہ ہے تو مدینہ میں جعال ضمری کو مقرر فرمایا۔ یہ موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مخالف ہے کہ وہ غزوۂ بنی مصطلق میں ان کے ساتھ تھے۔ دونوں میں جمع کی یہ صورت بنتی ہے کہ انہیں دو شخصیتیں تسلیم کیا جائے۔

اسد الغابة (٧٤٥) الأحاد والمثاني (٢٧٥/٥) اسد الغابة (٧٤٨) الاستيعاب (٣٧١)

اسد الغابة (٣٢٥/١) الاستيعاب (٣٣٨/١)

۱۱۵۷ (ز) جعال الحبشی ✿

ابن شاہین نے اعمش کے طریق سے ایک ضعیف سند سے بحوالہ مجاہد، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں آپ کے سامنے قتال کرتے کرتے شہید ہو جاؤں تو میرا رب مجھے جنت میں داخل فرمائے گا اور میری حقارت نہیں کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ وہ کہنے لگا: میرا پسینہ بدبودار اور میرا رنگ سیاہ ہے، پھر بھی؟ ✿ اسی میں ہے کہ وہ شہید ہو گئے۔

ابوموسیٰ انہیں بے نسبت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: میں نہیں جانتا آیا یہ وہی یعنی ابن سراقہ ہیں یا کوئی اور؟ ابن الاثیر فرماتے ہیں: بلکہ یہ دوسری شخصیت ہے۔

میں کہتا ہوں: کتاب الانساب میں صفار نے ان کا یوں ذکر کیا ہے، **الحبشی** جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱۵۸ (ز) الجعد بن قیس المرادی

شاعر اور بنی غطیف کے فرد ہیں۔ ابوسعد نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' نامی کتاب میں ان کی حدیث روایت کی ہے، فرماتے ہیں: جعد بن قیس نے فرمایا: اس وقت وہ سو سال کے ہو چکے تھے۔ ہم چار شخص زمانۂ جاہلیت میں حج کے ارادے سے نکلے، یمن کی کسی وادی سے ہمارا گزر ہوا، رات ہوئی تو ہم نے وادی کے (جن) سردار کی پناہ طلب کی اور اپنی سواریاں باندھ دیں۔ جب رات تھی اور میرے ساتھی سو گئے تو مجھے وادی کے کونے سے کسی کہنے والے کی آواز آئی: ''اے پڑاؤ کرنے والے سوارو! جب تم مقام حطیم اور زمزم پر کھڑے ہونا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو مبعوث ہوئے ہیں ہماری طرف سے سلام کہہ دینا جو ان کے ساتھ رہے جب بھی وہ چلیں یا (چلنے کا) قصد کریں اور ان سے کہہ دینا ہم آپ کے دین کے مددگار ہیں، اس کی ہمیں مسیح ابن مریم علیہ السلام نے وصیت کی ہے''۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں ان کے اسلام لانے کا قصہ ہے۔

۱۱۵۹ جعدہ بن خالد ✿

بن الصمّہ الجشمی۔ امام احمد اور نسائی نے ان کی دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک کی سند صحیح ہے ان کی حدیث بصریین ✿ سے ملتی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ کوفہ میں فروکش ہوئے۔ ابن قانع نے ان کا نام ابومعاویہ بتایا ہے۔

۱۱۶۰ جعدہ بن ہانئ الحضرمی ✿

ابن مندہ محفوظ بن علقمہ کے طریق سے بحوالہ ابن العائذ روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے مقدام کندی، جعدہ بن ہانی اور ابوعتبہ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ میں ایک نصرانی شخص کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا، اگر وہ انکار کر دے تو اس کا مال

✿ اسد الغابة (٧٤٩) ✿ اسد الغابة (٣٢٥/١) ✿ اسد الغابة (٧٥٠) الاستيعاب (٣٣٠)

✿ مسند احمد (٤٧١/٣) عمل اليوم والليلة (١٠٦٤) ✿ اسد الغابة (٧٥١)

نصفا نصف تقسیم کر دے۔ [1]

۱۱۶۱ جعدہ بن ہبیرہ الاشجعی [2]

کوفی ہیں۔ یزید ازدی ان سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں''۔ [2] ان کی حدیث ادریس اور داؤد (جو دونوں یزید اودی کے بیٹے ہیں) کے ہاں بحوالہ ان کے والد، ان سے مروی ہے ایسا ہی ابن عبدالبر نے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے علیحدہ ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: غالب گمان یہی ہے کہ وہ یہی ہیں۔ کیونکہ حدیث کو عبداللہ بن ادریس نے اپنے والد، اپنے دادا سے بحوالہ جعدہ بن ہبیرہ مخزومی روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن میں نے نہیں دیکھا جس نے ان کا تذکرہ کیا ہو اس نے انہیں اشجعی کہا ہو۔ ہاں! ابن ابی شیبہ، احمد بن منیع، ابن ابی عاصم بغوی، باوردی، ابن قانع، طبرانی [3] اور حاکم نے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کے سوانح میں نقل کی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب لکھا ہے وہ یہی مخزومی ہیں، لگتا ہے ابن عبدالبر کو انہیں دوسری شخصیت بنانے میں وہم ہوا ہے۔ ابن ابی حاتم [4] نے ذکر کیا کہ ان کے والد نے ان لوگوں سے یہ حدیث وحدان بن جعدہ مخزومی کے سوانح میں بیان کی ہے اور یہ بھی کہا کہ جعدہ تابعی ہیں۔

۱۱۶۲ جعدہ بن ہبیرہ [1]

ابن ابی وہب بن عائذ بن عمران بن مخزوم قریشی مخزومی، ان کی والدہ ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ بلا اختلاف انہیں دیدارِ نبوی حاصل ہے۔ اس واسطے کہ ان کے والد فتح مکہ کے بعد کافر قتل ہوئے۔ ان کے صحابی اور ان کے سماع کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے جسے میں ان شاء اللہ قسم ثانی میں تفصیل سے بیان کروں گا۔

۱۱۶۳ جعدہ (بے نسبت)

ان کے گھنگھریالے بال تھے اس وجہ سے نبی ﷺ نے ان کا نام ''جعدہ'' رکھ دیا۔ اسے ابوداؤد طیالسی نے محمد بن عبداللہ بن حسین بن جعدہ سے بحوالہ ان کے گھر کے کسی فرد سے وہ اپنے دادا جعدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم [2] نے اپنے والد کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] جامع المسانيد (٨٦/٣) [2] اسد الغابة (٧٥٢) الاستيعاب (٣٢٩)

[2] بخاري كتاب الجهاد باب لا يشهد على شهادة جور... (٢٦٥٢)

مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ... (٦٤١٩)

ترمذي كتاب المناقب باب ما جاء في فضل من رأى النبي ﷺ و صحبه (٣٨٥٩)

ابن ماجه كتاب الاحكام كراهية الشهادة لمن لم يتشهد (٢٣٦٢)

مسند احمد (٢٧٧/٤) المستدرك (١٩١/٣) (٤٧١/٣) التاريخ الكبير (١٠٢/١) (١٨٨/١)

[3] المعجم الكبير (٢٨٥/٢) [4] الجرح والتعديل (٥٢٦/٢)

[1] اسد الغابة (٦٥٣) الاستيعاب (٣٢٨) [2] الجرح والتعديل (٥٢٦/٢)

۱۱۶۴ جعشم الخیر بن خلیبہ ❶

بن شاجی بن موہب الصدفی۔ درخت تلے بیعت کی۔ نبی ﷺ نے انہیں اپنی قمیض اور اپنے نعلین پہننے کو دیئے اور اپنے بال بھی عطا کیے۔ انہوں نے آمنہ بنت طلیق بن سفیان بن امیہ سے شادی کی تھی۔ شرید بن مالک نے عکاشہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد انہیں شہید کر دیا۔ ❷ یہ فتنۂ ارتداد کا دور تھا۔ ایسا ہی ابوعمر نے ذکر کیا ہے۔ جہاں تک ابن یونس کا تعلق ہے تو وہ تاریخ مصر میں لکھتے ہیں: وہ فتح مصر میں شریک تھے، اس بنا پر وہ فتنۂ ارتداد میں شہید نہیں ہوئے، اس واسطے کہ وہ فتح مصر سے پہلے ہے۔ ابن ماکولا ❸ فرماتے ہیں: شرید بن مالک سے پہلے آمنہ بنت طلیق سے شادی کی۔ یہ صحیح بات کے زیادہ قریب ہے۔ شاید قتلہ تا سے (بجائے قبلہ لفظی غلطی ہوا اور ارتداد میں ضمیر وہم ہو (یعنی لفظ قبل قتل بنا کر اس کے ساتھ ہٗ ضمیر لگا دی گئی۔ [عامر تقی ندوی])

۱۱۶۵ جعفر بن ابی الحَکَم ❹

بقول بعض جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم۔ یہ بھی کسی نے کہا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ''وحدان'' میں ان کی ایک روایت یحییٰ بن حمانی سے بحوالہ عبداللہ بن جعفر وہ عبدالحکم بن صہیب سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے جعفر بن ابی الحکم نے دیکھا، میں برتن میں سے اِدھر اُدھر سے کھا رہا ہوں۔ فرمایا: ''بھتیجے! نہ! ایسے شیطان کھاتا ہے''۔ آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنے سامنے سے اپنا ہاتھ نہ بڑھاتے۔ ❺ یہی روایت بخاری نے اپنی تاریخ میں دوسری سند سے عبداللہ بن جعفر سے بحوالہ عبدالحکم نقل کی کہ انہوں نے جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم سے یہ روایت سنی ہے، فرماتے ہیں: یہ مرسل روایت ہے۔ جبکہ ابراہیم نے ایک سند سے عبداللہ بن جعفر سے بحوالہ عبدالحکم انہوں نے جعفر بن ابی الحکم سے نقل کی ہے۔ فرمایا: مجھے حکم بن رافع بن سنان نے دیکھا۔ اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو جعفر کی صحابیت منفی ثابت ہوگی۔ لیکن چونکہ اس کا راوی نعمان بن شبل ضعیف ہے اس لیے مشکل ہے۔ بہر کیف احتمال پھر بھی ہے۔

۱۱۶۶ جعفر بن ابی سفیان ❻

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ ابن سعد ❼ فرماتے ہیں: ان کے گھرانے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حنین میں شریک تھے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہے اس کے درمیانی عرصہ میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی ابن شاہین نے محمد بن یزید سے بحوالہ ان کے رجال سے ذکر کیا اس میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک جڑے رہے۔ جبکہ ابونعیم کا گمان ہے کہ ابن مندہ اس میں منفرد ہیں۔ لیکن ان کا تعاقب ہوا کہ یہ وہم ہے۔ حنین میں ان کے والد ابوسفیان شریک تھے۔ اس بارے میں ابونعیم کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ابن حبان نے اس پر بھروسا کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے، اور حنین میں شریک ہوئے۔ ان کی والدہ حمامہ بنت ابی طالب ہیں اور دمشق میں ۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

---

❶ اسد الغابة (۷۵٤) الاستيعاب (۳۸۲) ❷ اسد الغابة (۳۲٦/۱) الاستيعاب (۳٤۲/۱) ❸ الاكمال (۲٤۷/۱)

❹ اسد الغابة (۷۵۵) ❺ كنز العمال (۱۸۱۷۵) اتحاف السادة المتقين (۱۱۷/۷) جامع المسانيد (۸۹/۳)

❻ اسد الغابة (۷۵۸) الاستيعاب (۳۳۲) ❼ الطبقات الكبرىٰ (۳۸/٤)

جعابی نے ''جس نے اور اس کے والد نے نبی ﷺ سے روایت کی'' نامی کتاب میں لکھا ہے: مقام ابواء میں جعفر بن ابی سفیان اور ان کے والد نبی ﷺ سے ملے اور اسلام لے آئے۔ ان کے والد ابوسفیان کے سوانح میں آئے گا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی، جس پر وہ کہنے لگے: اگر مجھے اجازت نہیں تو میں اپنے بیٹے کو لے کر دور نکل جاؤں گا۔ ابوالیقظان فرماتے ہیں: جعفر کا کوئی بیٹا نہ تھا۔

۱۱۶۷ جعفر بن ابی طالب[1]

بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قُصَی، ابوعبداللہ، نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: پچیس (۲۵) آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔ بقول بعض: اکتیس (۳۱) آدمیوں کے بعد۔ نبی ﷺ نے ان میں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میں رشتۂ اخوت قائم فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: نبی ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل جعفر تھے۔ بخاری[2] میں انہی سے مروی ہے، فرمایا: جعفر مساکین کے لیے بہترین انسان تھے۔ خالد الحذاء، بحوالہ عکرمہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے نبی ﷺ کے بعد جوتے پہننے، سوار ہونے اور پیدل چلنے والوں میں جعفر بن ابی طالب سے بڑھ کر افضل شخص نہیں دیکھا۔ اسے ترمذی[3] اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ سند صحیح ہے۔ اور بغوی مقبری کی سند سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، جعفر مساکین سے محبت کرتے ان کے پاس بیٹھتے ان کی خدمت کرتے وہ بھی ان کا کوئی کام کر دیتے اسی بنا پر نبی ﷺ نے انہیں ابوالمساکین کی کنیت دی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم شکل و شباہت اور اخلاق میں مجھ جیسے ہو''۔[4] اسے امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے براء کی حدیث سے روایت کیا اور مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: ''مجھے ایسے رفقاء دیئے گئے جو شریف ہیں''۔ ان میں ان کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے حبشہ ہجرت کی تو نجاشی اور ان کے پیروکاران کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئے۔ جعفر نے وہیں قیام کیا اس کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت کی، آئے تو نبی ﷺ خیبر میں تھے۔ یہ سب کچھ مغازی میں متعدد صحیح روایات سے ثابت ہے۔ بغوی وابن السکن محمد بن عبداللہ بن عبید بن عمر کے طریق سے بحوالہ یحیٰی بن سعید، قاسم سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: جب جعفر اور ان کے ساتھی آئے، نبی ﷺ نے ان کا استقبال کیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ ابن السکن مجاہد کے طریق سے بحوالہ شعبی، عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں، میں نے اپنے چچا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب کوئی ایسی چیز مانگی جو وہ نہ دینا چاہتے تو میں جعفر کا واسطہ دیتا تو وہ مجھے دے دیتے۔ شام کی سرزمین میں بمقام موتہ میں بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ نبی ﷺ کی حیات میں رومیوں سے جہاد کیا جو جمادی الاولی ۸ھ کا واقعہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ پورے چالیس پائے صحیح روایت کے مطابق زیادہ عمر پائی۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے بحوالہ اپنے والد بتایا، فرمایا: مجھے میرے رضاعی والد نے بتایا: ان کا تعلق بنی مرہ بن عوف سے تھا، اللہ کی قسم! میں گویا اب بھی جعفر بن ابی طالب کو

---

[1] اسد الغابة (۷۵۹) الاستيعاب (۳۳۱)
[2] بخاری كتاب فضائل الصحابة مناقب جعفر بن ابی طالب (۳۷۰۸)
[3] ترمذی كتاب، باب والعنوان و احد (۳۷٦٤)
[4] بخاری كتاب المغازی باب عمرة القضاء (٤٢٥١)

اپنے سرخ زرد رنگ کے گھوڑے پر دیکھ رہا ہوں، وہ جنگ میں گھس پڑے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اس کے بعد آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ابوداؤد [1] نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں: اسلام میں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے (جنگ میں گھوڑے کی) ٹانگیں کاٹیں۔ طبرانی [2] نے بحوالہ ابن عمر، نافع کی حدیث روایت کی ہے، فرمایا: میں اس غزوے میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے جعفر کو بھیڑ میں سے تلاش کیا۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم پر سامنے سے نوے سے زائد نیزے اور تیر کے زخم لگے ہوئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جعفر کو ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے دیکھا''۔ اسے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نقل کیا ہے، نیز طبرانی [2] میں سالم بن ابی الجعد کے طریق سے مروی ہے، نبی ﷺ کو جعفر دو پروں والے خون آلود فرشتہ کی صورت میں دکھائے گئے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جہاد کرتے ہوئے ان کے دونوں بازو کٹ گئے۔ صحیح [2] میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ علیہ السلام جب بھی عبداللہ بن جعفر کو سلام کرتے تو فرماتے: ''اے ذوالجناحین کے بیٹے! السلام علیک''۔

دارقطنی نے غرائب میں ضعیف سند سے مالک، نافع بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیا کیا؟ فرمایا: ''جعفر ابن ابی طالب فرشتوں کے ہمراہ گزرتے ہوئے مجھے سلام کر رہے تھے''۔ [3]

ابوسہل بن زیاد القطان کے فوائد کے جزء رابع میں سعدان بن ولید کے طریق سے بحوالہ عطاء، ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے، فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اسماء بنت عمیس آپ کے پاس ہی تھیں، اچانک آپ نے فرمایا: اے اسماء! ابھی جعفر بن ابی طالب، جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ گزرے اور میرے سلام کا جواب دیا۔ (حدیث) اسی میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں ہاتھوں کے بدلے دو پر عطا کیے ہیں جن سے وہ جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں''۔ [4] مغازی میں ابن اسحاق فرماتے ہیں، مجھ سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بحوالہ اپنے والد، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں: جب جعفر کی وفات کی خبر آئی تو ہم لوگوں نے نبی ﷺ کے چہرے پر غم کے نمایاں آثار دیکھے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو جب عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو اہل موتہ کا مرثیہ کہتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

> ''میں نے دیکھا کہ بہترین اہل ایمان گھاٹیوں میں اتر گئے اور میں پیچھے رہ جانے والوں میں چھوڑ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ موتہ میں پے در پے شہید ہونے والوں کو ہرگز (اپنی رحمت سے) دور نہیں کرے گا جن میں ذوالجناحین جعفر، زید اور عبداللہ تھے جو یکے بعد دیگرے سب شہید ہوئے جبکہ موت کے اسباب پیش آ رہے تھے''۔

نیز اسی قصیدے میں فرماتے ہیں:

> ''ہمیں جعفر میں محمد (ﷺ) سے وفاء اور کام کی مضبوطی نظر آتی جب انہیں کسی کام کا حکم دیا جاتا۔ اسلام میں

---

[1] ابوداؤد كتاب الجهاد باب الدابة تعرقب في الحرب (٢٥٧٣) [2] المعجم الكبير (١٠٧/٢)

[2] المعجم الكبير (١٠٩،١٠٨/٢) [2] بخاری كتاب المغازی باب غزوه مؤتة من ارض الشام (٤٢٦٤)

[3] المستدرك (٢١٢/٣) الطبقات الكبرى (٢٦/٤) تهذيب تاريخ دمشق (٣٣٢٠٧) فتح الباري (٧٦/٧)

[4] المستدرك (٢١٠/٣) (٢١٢) كنز العمال (٣٣٢٠٨)

آلِ ہاشم کے ہمیشہ سے عزت کے ستون قائم رہیں گے جن پر فخر کیا جائے گا"۔

۱۱۶۸ (ز) جعفر بن عبد یزید

بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی۔ رکانہ کے بھائی، سائب بن یزید بن عبد یزید جو امام شافعی رحمہ اللہ کے دادا ہیں ان کے چچا۔ یحییٰ بن سعید اموی نے مغازی میں ابن اسحاق کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں خیبر کی کھجوروں میں تیس (۳۰) وسق اور ان کے بھائی رکانہ کو پچاس (۵۰) وسق کھجوریں کھانے کے لیے دیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۶۹ جعفر بن محمد ❁

بن مسلمہ انصاری۔ ابن شاہین نے عبداللہ بن سلیمان بن اشعث کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے اور فتح مکہ اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۷۰ (ز) جعونہ بن زیاد الشنی ❁

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ (جو ایک ضعیف راوی ہے) نے بحوالہ عبیداللہ بن زیاد شنی، جلاس بن زیاد شنی، وہ جعونہ بن زیاد شنی سے، وہ نبی ﷺ سے سن کر روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "ناظم کے بغیر چارہ نہیں (لیکن بے انصاف) ناظم جہنم میں ہے"۔ ❁ اس کے باقی رجال مجہول ہیں۔

۱۱۷۱ (ز) جعونہ بن نضلہ انصاری

فتوح میں ان کا ذکر آتا ہے ابن جریر نے تاریخ میں اور باوردی نے "الصحابہ" میں ابومعروف عبداللہ بن معروف کے طریق سے بحوالہ ابوعبدالرحمٰن انصاری، محمد بن حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب حلوانِ عراق فتح کیا۔ مسلمان نکلے ان میں ایک انصار کے جعونہ بن نضلہ نامی شخص تھے۔ ایک گھاٹی سے گزرے تو نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ پھر زریب بن ثرملی، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے وصی کے قصہ کی لمبی حدیث ذکر کی۔ یہ اسناد ضعیف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم زریب کے سوانح میں باوردی کے طریق سے قصہ کا سیاق ذکر کریں گے۔

ابن ابی حاتم ❁ کی "الجرح والتعدیل" میں لکھا ہے: جعونہ بن نضلہ سعید بن ابی وقاص سے اور ان سے قتادہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے اپنے والد سے یہ کہتے سنا ہے، اس میں جو فساد ہے وہ پوشیدہ نہ رہے۔ اس قصہ کا ایک طریق متصل بھی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے، جو نافع کے طریق سے بحوالہ ابن عمر مروی ہے اس میں اس شخص کا نام نضلہ بن معاویہ انصاری لیا ہے اور دوسرا طریق منصور بن دینار بحوالہ عبداللہ بن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے نضلہ بن عمرو انصاری کو روانہ کیا جیسا کہ آ رہا ہے۔

❁ اسد الغابة (٧٦١) ❁ اسد الغابة (٧٦٣) ❁ كنز العمال (١٤٩٧٥) جامع المسانيد (١٠٢/٣)

❁ الجرح والتعديل (٥٤٠/٢)

۱۱۷۲ جُعَیْل بن زیاد اشجعی ❶

بقول بعض ابن ضمرہ۔ ان کی حدیث نسائی نے صحیح سند سے عبداللہ بن ابی الجعد کی روایت سے نقل کی ہے، اس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ❷ میں غزوہ میں شرکت کی۔ انہیں جعال بھی کہا گیا ہے۔

۱۱۷۳ جُعَیْل بن سُراقہ ضمری

جعال بن سراقہ کے سوانح میں ان کے متعلق کچھ گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں محمد بن ابراہیم تیمی سے نقل کیا کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو (دینار وغیرہ) عطا کیے ہیں اور جعیل کو محروم چھوڑ دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جعیل بن سراقہ زمین پر نظر آنے والے عیینہ اور اقرع جیسوں سے بہتر ہے۔ انہیں ان کا دل بہلانے کو دیتا ہوں اور جعیل کو اس کے ایمان پر چھوڑ دیتا ہوں (ورنہ اس سے بھی ویسا ہی معاملہ کرتا)''۔ ❸ یہ مرسل روایت ہے لیکن اس کا شاہد موصول روایت ہے۔ رویانی نے اپنی مسند میں اور ابن عبدالحکم نے فتوحِ مصر میں بکر بن سوادہ کے طریق سے بحوالہ ابوسالم جیشانی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جعیل تمہیں (مال کے لحاظ سے) کیسا لگتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اپنے جیسے لوگوں کی طرح مسکین ہے، پھر فرمایا: فلاں کے متعلق کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا: سرداروں میں سے سردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ان جیسے لوگوں سے زمین بھر جائے پھر بھی جعیل ان سے بہتر ہے''۔ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں تو ایسا ہی ہے پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ایسا سلوک کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اپنی قوم کا سردار ہے، میں اس کی دلجوئی کے لیے ایسا کرتا ہوں''۔ ❹

اس کی سند صحیح ہے جسے ابن حبان نے دوسری سند سے بحوالہ ابوذر نقل کیا ہے لیکن جعیل کا نام نہیں لیا۔ اور بخاری نے سہل بن سعد کی حدیث سے نقل کیا ہے جس میں جعیل اور ابوذر کو مبہم رکھا ہے۔ ابن مندہ یعقوب بن عتبہ بحوالہ عبدالواحد بن عوف، سراقہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے بھائی جعیل کی آنکھ بنی قریظہ کے غزوے میں ضائع ہوگئی۔

۱۱۷۴ (ز) جُعَیْل ❺ (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ان میں اور پہلے شخص میں فرق کیا ہے۔ اور مغازی میں ابن اسحاق نے یزید بن رومان سے بحوالہ عروہ، عبداللہ بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کی کھدائی کو لوگوں پر تقسیم کر دیا، آپ خود بھی ان کے ساتھ کھدائی میں مشغول تھے۔ ان میں جعیل نامی ایک شخص تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عمرو رکھا۔ جس پر بعض فی البدیہہ بول اٹھے: آپ نے اس کا نام جعیل سے عمرو رکھ دیا اور تنگ دست کے لئے مدد کا دن تھا، لوگ جب عمرو کہتے آپ بھی عمرو کہتے اور جب ظہر کہتے آپ بھی ظہر کہتے۔ ❻

---

❶ اسد الغابۃ (۷۶۴) الاستیعاب (۳۳۴)

❷ المعجم الکبیر (۲/۲۸۰) دلائل النبوۃ (۶/۱۵۳) کنز العمال (۳۵۳۸۴) جامع المسانید (۳/۱۰۴)

❸ دلائل النبوۃ (۵/۱۸۳) الطبقات الکبریٰ (۴/۱۸۱) کنز العمال (الحدیث: ۳۳۲۳۹)

❹ دلائل النبوۃ (۵/۱۸۳) حلیۃ الاولیاء (۱/۳۵۳) الطبقات الکبریٰ (۴/۱۸۱) فتح الباری (۱/۸۰) و (۱۱/۲۷۷)

❺ اسد الغابۃ (۷۶۶) ❻ اسد الغابۃ (۱/۳۳۱)

باب الجیم جس کے بعد فا ہے

۱۱۷۵ جفشیش بن النعمان الکندی ✿

ابن مندہ نے ان کے والد کا یہی نام لیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں معدان بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ابوالخیر تھی۔ ''جریر بن معدان'' بعض نے کہا ہے۔ اور بعض روایات میں خفشیش خا نقطے والی سے لکھا ہے۔ اور یہ اضافہ کیا ہے بے نقطی حا سے پڑھا جاتا ہے جس کے شروع میں زیر اور پیش کا ذکر کیا ہے یعنی حفشیش۔

ابن کلبی و ابن سعد لکھتے ہیں: ان کا نام معدان بن اسود بن معدی کرب بن ثمامہ بن اسود ہے۔ ابوعمر بن عبدالبر ✿ نے لکھا ہے: مجالد کے طریق سے بحوالہ شعبی مروی ہے کہ اشعث بن قیس نے کہا: ہمارے اور حضرمی شخص کے درمیان جس کا نام جفشیش تھا زمین کا تنازعہ تھا۔ (حدیث) خبر کی اصل سنن ابوداؤد میں مسلم بن ہیضم کی روایت سے بحوالہ اشعث موجود ہے لیکن جفشیش کا نام نہیں لیا گیا۔

ابوعمر نے ابن عون کے طریق سے بحوالہ شعبی، جریر بن معدان سے (جن کا لقب جفشیش تھا) روایت کی کہ انہوں نے ایک شخص سے اپنے تنازعہ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ سے کرایا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: اس سے ظاہر ہوتا ہے ان کا نام جریر تھا۔ اور وہ صحابی تھے۔ جبکہ یہ روایت اجنبی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے: ''ان کا لقب'' جریر کے والد کی طرف ضمیر راجع ہو اور حدیث جریر کی روایت سے بحوالہ ان کے والد مروی ہو۔ جریر نے اس میں ارسال سے کام لیا ہو، میرے نزدیک یہی زیادہ صحیح ہے۔ ابوسعد نیشاپوری نے مسلمہ بن محارب کے طریق سے بحوالہ سدی، ابومالک، ابن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کیا ہے: حضرموت کے بادشاہ آئے۔ کندہ کا وفد آیا اس میں اشعث بن قیس تھے پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: اسی کے متعلق جفشش کہتے ہیں: ان کا نام معدان بن اسود کندی تھا۔ بھورے رنگ کے اونٹ ہمیں یمن والے دیہاتیوں سے تیز لے گئے وہ ہمیں لے کر بلندی کے بعد پستی میں لے اترتے۔ بالآخر ایک مجمع کے پاس ہم نے وہ اونٹ جا بٹھائے جن میں صادق امین رہنما رسول تھے۔ طبرانی ✿ نے صالح بن حیی کے طریق سے بحوالہ جفشش کندی روایت کیا ہے، فرمایا: کندہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، کہنے لگی: آپ ہمارے خاندان سے ہیں اور اس کا دعویٰ کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''تم لوگ ہم (عربوں) سے اپنی نفی نہ کرو اور ہم اپنے باپ دادا سے اپنی نفی نہیں کرتے''۔

ان کی ایک اور طریق سے بحوالہ صالح روایت ہے: ''ہم سے جفشیش نے بیان کیا'' جو غلط ہے اس واسطے کہ انہوں نے ان کا دور نہیں پایا۔ حدیث کی اصل مسند احمد ✿ میں مسلم بن ہیضم کی روایت سے بحوالہ اشعث موجود ہے۔ فرمایا: میں کندہ کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس میں جفشیش کا ذکر نہیں۔ ابوعمر نے عمران بن موسیٰ بن طلحہ سے بحوالہ جفشش اسی

✿ اسد الغابة (۷٦۷) الاستيعاب (۳۸۰) ✿ الاستيعاب (۳٤۱/۱)

✿ المعجم الكبير (۲۸۵/۲، ۲۸٦) المعجم الصغير (۸۱/۱) ✿ مسند احمد (۲۱۱/۵)

روایت کونقل کیا ہے، وہ مرسل ہے۔ ابن کلبی نے اسے بغیر سند روایت کر کے کہا: انہوں نے یہ بات تین بار کہی، تیسری بار میں آپ نے جواب دیا۔ اس پر اشعث نے اس سے کہا: اللہ تمہارے دانت گرائے دو مرتبہ پر تم کیوں خاموش نہ ہوئے۔ فرمایا: جفشیش ہی فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں کہتے ہیں: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمانبردار ہیں جب وہ صادق موجود تھے۔ تعجب ہے ابوبکر کو بادشاہی مل گئی''۔

میں کہتا ہوں: کامل میں مبرد نے یہ بیت حطیہ کے حوالہ سے پڑھی ہے اس میں صادقا کی جگہ حاضرا ہے۔ اور عجباً کی جگہ لھفاً ہے۔ عمر بن شبہ نے ذکر کیا کہ جفشیش کندہ ان لوگوں میں سے تھے جو مرتد ہو گئے گرفتاری کے بعد قید کر کے انہیں باندھ کر قتل کر دیا گیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو پھر وہ صحابی نہیں۔ جتنے بھی لوگوں نے ان سے روایت کی وہ مرسل ہی ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے یہ زمانہ نہیں پایا۔ واللہ اعلم

(۱۱۷۶) جفینہ الجہنی[1]

بقول بعض نہدی اور غسانی، ابن ابی حاتم[1] بحوالہ اپنے والد، بغوی طبرانی[2] ابوبکر زاہری کے طریق سے بحوالہ سفیان، ابواسحاق سے وہ عرینہ سے وہ جفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کی طرف ایک خط بھیجا، جس سے انہوں نے اپنا ڈول مرمت کر لیا۔ اس پر ان کی بیٹی کہنے لگی: آپ نے عرب کے سردار کے خط سے (جو چمڑے پر لکھا تھا) اپنا ڈول مرمت کر لیا ہے؟ تو مارے خوف کے وہ بھاگ نکلے، اپنا تھوڑا بہت مال سمیٹ لیا بعد میں مسلمان ہو کر آ گئے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''دیکھو! حصوں کی تقسیم سے پہلے تمہیں جو اپنا سامان نظر آئے وہ لے لو''۔ بغوی فرماتے ہیں ثوری کی حدیث میں منکر روایت ہے۔ اور ابوبکر زاہری ضعیف الحدیث شخص ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث ہمیں فوائد عیسوی کے جزء ثانی میں عالی سند سے ملی ہے اور اسے اسرائیل نے روایت کیا ہے جو ابواسحاق کے متعلق ابواسحاق سے روایت کرنے میں سب سے مستند ہیں وہ بحوالہ شعبی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے رعیہ سحیمی کو خط لکھا.... پھر طوالت سے اس کا ذکر کیا جس کا شاہد حماد بن سلمہ کی بحوالہ حجاج بن ارطاۃ، ابواسحاق سے مروی روایت ہے۔ البتہ انہوں نے بحوالہ رعیہ الجہنی کہا، شعبی کا ذکر نہیں کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف را میں درست نام آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد لام ہے

(۱۱۷۷) جلاس بن سوید[2]

بن صامت انصاری۔ پہلے منافقوں سے میل جول تھا پھر توبہ کر لی اور اچھے طریقے سے توبہ کی۔ یحییٰ بن سعید اموی اپنے مغازی میں لکھتے ہیں: ہمیں محمد بن اسحاق نے بحوالہ زہری، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ آئے تو میرے پاس میری قوم آ کر کہنے لگی: تم ایک شاعر آدمی ہو اگر رسول اللہ ﷺ

---

[1] اسد الغابۃ (٧٦٨) الاستیعاب (٣٧٣) [1] الجرح والتعدیل (٥٥٠/٢)

[2] المعجم الکبیر (٢٨٩/٢) [2] اسد الغابۃ (٧٦٩) الاستیعاب (٣٥٤)

سے کچھ معذرت کرنا چاہو تو کرلو۔ پھر کعب بن مالک کی توبہ والی لمبی حدیث ذکر کی، جس میں کہا کہ منافقوں میں پیچھے رہ جانے والوں میں جلاس بن سوید بن صامت بھی تھے، جن کے متعلق قرآن نازل ہوا۔ ام عمیر بن سعدان کی زوجیت میں تھی۔ اور عمیر ان کی پرورش میں تھے۔ ایک دن انہوں نے سن لیا کہ یہ کہہ رہے تھے کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جو ان دونوں کے درمیان پیش آیا۔ اور اس آیت کا نازل ہونا: ''وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے یہ بات کہی..... پس اگر وہ توبہ کرلیں یہ ان کے لیے بہتر رہے گا'' (سورۃ التوبۃ: ۷٤) تک۔ تو لوگوں نے سمجھا کہ جلاس نے توبہ کرلی اور ان کی توبہ اچھی رہی۔

میں کہتا ہوں: جلاس کی توبہ کے قصہ کو اموی کعب کی توبہ کے قصہ میں شامل کر دیا ہے جبکہ کعب کی حدیث اس سے پہلے ختم ہو چکی ہے۔ ابن ہشام نے صرف کعب کے قصہ پر اکتفا کیا ہے جلاس کا قصہ ذکر نہیں کیا۔ ادھر واقدی نے یہ قصہ عبدالحمید بن جعفر سے بحوالہ ان کے والد طویل ذکر کیا ہے جس کے آخر میں ہے: جلاس نے توبہ کرلی اور ان کی توبہ اچھا رنگ لائی۔ اور جو بھلائی وہ عمیر سے کرتے تھے اس سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ جس سے ان کی توبہ کی پہچان ہوئی۔ عذری نے نقل کیا ہے کہ جلاس وہی ہیں جنہوں نے اپنے والد سوید بن صامت کے بدلے میں مجذّر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ مجذّر کا قاتل حارث بن سوید تھا (جو مرتد ہو گیا تھا پھر فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے آپ نے انہیں مجذّر کے قصاص میں قتل کرا دیا تھا) جیسا کہ آرہا ہے۔

۱۱۷۸ (ز) جلاس بن صلیت الیربوعی ❶

ابن السکن اور ابن شاہین نے عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ کے طریق سے بحوالہ مرار بنت منقذ صلیتیہ روایت کیا ہے کہ ام منقذ بنت جلاس بن صلیت یربوعیہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مالدار خطرات اور رشتہ داروں والا شخص ہوں، میرے آباؤ اجداد اس مقام تک پہنچے کہ انہوں نے آگ جلائی دسترخوان بچھائے یہ کیا اور وہ کیا، کیا انہیں یہ سب کام فائدہ دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے کہا: پھر آپ نے ہمارے موالی میں سے ایک نوجوان کو ہمارا امیر مقرر کیا جو اللہ کی کتاب زیادہ پڑھتا تھا، فرماتے ہیں: جلاس کی اولاد نے اسلام میں عظیم کارنامہ سرانجام دیا ابن مندہ نے اسی سند سے بحوالہ جلاس تعلیقاً نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے وضو کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ اور دو مرتبہ وضو کرلینا کافی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے آپ کو ایک عضو تین بار دھوتے دیکھا۔ ❷ ابن مندہ کہتے ہیں: اجنبی روایت ہے کہ جو اسی سند سے مشہور ہے۔ عبدالرحمان حدیث میں قابل ترک شخصیت ہے۔

میں کہتا ہوں: لفظ مرار کو میں نے ابن شاہین اور ابن سکن کی کتاب کے مستند نسخہ میں پیش تخفیف اور آخر میں دال سے لکھا ہوا اور ان کے علاوہ کتابوں میں را سے لکھا دیکھا۔ واللہ اعلم

۱۱۷۹ جُلَاس بن عمرو الکندی ❸

بغوی نے علی بن قرین کے طریق سے بحوالہ یزید بن ہلال، اپنے والد ہلال بن قطبہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: میں نے جلاس بن عمرو سے سنا کہ میں اپنی قوم کی جماعت میں کندہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جب ہم واپس آنے لگے، ہم نے عرض

---

❶ اسد الغابۃ (۷۷۰) ❷ کنز العمال (۲٦۸۹۸) ❸ اسد الغابۃ (۷۷۱)

کیا اللہ کے رسول! ہمیں کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر کوشش کرنے والے کی ایک انتہاء ہوتی ہے اور انسان کی آخری حد موت ہے"۔ (حدیث) [1] علی بن قرین تو بہت ضعیف راوی ہے جبکہ اس سے اوپر کے راوی غیر معروف ہیں۔

۱۱۸۰ جُلَیْبِیب [2] (بے نسبت جلباب کی تصغیر)

امام مسلم [3] نے حماد کی حدیث سے، بحوالہ ثابت، کنانہ بن نعیم، ابو برزہ اسلمی سے نقل کیا کہ نبی ﷺ کسی غزوے میں تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر جنگ سامان دیا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا: تم کسی کو گم پاتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: فلاں فلاں شخص نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: "لیکن مجھے جلیبیب نظر نہیں آ رہا"۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ [4] نسائی نے اسے نقل کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے جس میں ایک انصاری عورت سے ان کی شادی کرانے کا ذکر ہے، جس میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "لیکن تم اللہ تعالیٰ کے ہاں کھوٹے نہیں"۔ جو برقانی کے ہاں ابو برزہ کی حدیث میں ان کے استخراج میں ہے۔ امام احمد نے اسے طویل ذکر کیا ہے۔ حدیث انس بزار نے عبدالرزاق کے طریق سے بحوالہ معمر، ثابت نے ان سے طویل ذکر کی ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے عبدالرزاق سے اور ابن عبدالبر نے ان کے سوانح میں نقل کیا ہے کہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

"کسی مسلمان مرد اور عورت کے لئے اس کی گنجائش نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں تو پھر انہیں کسی قسم کا اختیار باقی ہو"۔ (سورۃ الاحزاب: ۳٦)

مجھے یہ بات حدیث انس کے کسی موصول طریق میں نہیں ملی اور نہ حدیث ابی برزہ میں اس کا ذکر ہے۔

۱۱۸۱ جُلَیْحه بن عبداللہ [5]

بن محارب ابن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ لیثی۔ ابن اسحاق اور واقدی نے شہدائے طائف [6] میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے دادا کا نام بعض نے محارب کی بجائے حارث ذکر کیا ہے۔

۱۱۸۲ جلیحه بن شجار العافقی

باب الجیم جس کے بعد میم ہے

۱۱۸۳ جمانه الباهلی [7]

ابوالفتح ازدی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بکر بن خنیس کے طریقہ سے بحوالہ عاصم بن حمانہ باہلی نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے لیے بددعا کی اجازت دے دی تو فرشتے آمین کہتے

---

[1] كنز العمال (٤٢١٣١) مسند ابن شهاب (١٠٢٥) [2] اسد الغابة (٧٧٢) الاستيعاب (٣٦٦)

[3] مسلم كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل جليبيب (٦٣٠٨) [4] مسند احمد ١٦١/٣

[5] اسد الغابة (٧٧٣) الاستيعاب (٣٨١) [6] المعجم الكبير (٢٧٥/٢) [7] اسد الغابة (٧٧٤)

تھے'' ۔(حدیث)❶ اسی میں مجاہدین کی فضیلت کا ذکر ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۱۸۴ جَمْرَہ بن عَوف❷

کنیت ابویزید۔ اہل فلسطین میں شمار ہوتے ہیں۔ دارقطنی نے مؤتلف میں وہاس بن علاق بن ہاشم بن یزید بن جمرہ کے طریق سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا یزید بن جمرہ سے روایت کرتے سنا۔ فرمایا: میں اپنے والد جمرہ بن عوف کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔❸

ابن مندہ نے اسی سند سے روایت کر کے اس میں کہا: یزید بن جمرہ سے روایت ہے، فرمایا: کہ میرے والد جمرہ بن عوف اور ان کے بھائی حریث نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اس سند کے رجال مجہول ہیں۔

۱۱۸۵ جمرہ بن نعمان❹

بن ھوذہ بن مالک بن سمعان العذری۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ پہلے شخص ہیں جو نبی ﷺ کی خدمت میں بنی عذرہ کی زکوٰۃ لے کر آئے۔ ابوحاتم❺ فرماتے ہیں: وہ عذرہ کے وفد میں آئے۔ بقول طبری: بنی عذرہ کے سردار تھے نبی ﷺ کے پاس ان کی زکوٰۃ لے کر آئے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: اہل حجاز میں سے پہلے شخص ہیں جو اپنی قوم کی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے انہیں ان کے گھوڑے کی دوڑ اور کوڑے کی پھینک کے بقدر وادی قری سے زمین دی۔ جہاں وہ فروکش ہوئے اور موت❻ تک وہیں رہے۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن بے نقطی حاء میں۔ ایسا ہی ابن بشکوال نے بحوالہ ابن رشدین اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن دونوں کو اس میں وہم ہوا ہے جبکہ دارقطنی وغیرہ نے جیم را سے یہ نام قلمبند کیا ہے۔

واقدی شعیب بن میمون سے بحوالہ ابومرایہ بلوی روایت کرتے ہیں، انہوں نے حمزہ بن نعمان عذری سے جو صحابی ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں بال اور خون دفن کرنے کا حکم دیا۔❼ دارقطنی نے مؤتلف میں اپنی سند سے اسے نقل کیا ہے سعد بن مالک عذری کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۱۸۶ (ز) جمرہ (بے نسبت)

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے ابن لہیعہ نے حارث بن یزید سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن جبیر، یعیش غفاری سے روایت کیا ہے، آپ ﷺ نے اپنے پاس کھڑی اونٹنی کے متعلق فرمایا: اسے کون دوہے گا؟ ایک شخص اٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: مرہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پھر دوسرا شخص اٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے عرض کیا: جمرہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ (حدیث)❽ ایسا ہی ابوعلی بن السکن نے ذکر کیا ہے اور ابن عبدالبر نے سحنون کے طریق سے بحوالہ

---

❶ كنز العمال (١٠٦٦٥) الاتحافات السنية (٢٥٣) جامع المسانيد (١٠٩/٣) ❷ اسد الغابة (٧٧٦)
❸ جامع المسانيد (١١١/٣) ❹ اسد الغابة (٧٧٧) الاستيعاب (٣٧٤) ❺ الجرح والتعديل (٥٤٨/٢)
❻ جامع المسانيد (١١٢/٣) ❼ كنز العمال (٢٨٤٨٧) المصنف لابن ابى شيبه (ذ/٤١٧) فتح البارى (٣٤٦/١٠)
❽ موطا مالك كتاب الاستئذان باب ما يكره من الاسماء (١٨١٩) مجمع الزوائد (٤٧/٨)

ابن وہب، ابن لہیعہ سے اس کا سیاق بیان کیا ہے۔ حرب نامی لوگوں میں (حائے بے نقطی تذکرہ آئے گا۔ انہوں نے جمرہ کی جگہ حرب کہا ہے۔

۱۱۸۷ جمھان الاعمٰی ✿

ابن الاثیر نے ان کا استدراک میں ذکر کیا ہے۔ میں نے فاطمہ بنت عبدالہادی کے سامنے بحوالہ حسن بن عمر کردی، مکرم بن ابی الصقر نے حاضر ہو کر پڑھا کہ سعد بن سہل نے انہیں بتایا، انہیں ابوالحسن بن اخرم نے انہیں ابونصر فامی نے ان سے اصم، ان سے ربیع، ان سے اسد بن موسیٰ، ان سے نصر بن طریف، ان سے ایوب بن موسیٰ ان سے مقبری، ذکوان سے بحوالہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں اتنے میں جمھان نابینے آئے، آپ نے فرمایا: پردے میں ہو جاؤ، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جمھان نابینے ہیں آپ نے فرمایا: عورتوں کے لیے مردوں کو دیکھنا ایسے ہی مکروہ ہے جیسے مردوں کا عورتوں کو دیکھنا۔ ✿ نصر بن طریف ضعیف راوی ہے۔

۱۱۸۸ (ز) الجَمُوح الانصاری

از بنی سلمہ، عمر بن شبہ کتاب مکہ میں ان اصنام کے ذکر میں لکھتے ہیں جن کی جاہلیت میں پوجا کی جاتی تھی: بنی سلمہ کا مناف نامی بت تھا۔ اس کے پاس ان میں سے ایک شخص گیا جسے جموح کہا جاتا تھا اس کے ساتھ کتا باندھ دیا اور پھر دونوں کو ایک کنویں میں پھینک کر کہا: تمام تعریفیں احسانوں والے صاحب جلال اللہ کے لئے ہیں، جس نے مناف میل والے کا برا حال کر دیا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں (اے مناف!) اگر تو الٰہ و معبود ہوتا تو تو اور کتا دونوں رسی سے بندھے کنویں کے درمیان میں نہ پڑے ہوتے۔

۱۱۸۹ (ز) الجموح بن عثمان

بن ثابت بن الجذع الغفاری۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور عمر بن شبہ نے عبدالعزیز بن عمران کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابراہیم بن جعفر مولی بنی غفار، جموح سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ اپنے گھروں میں تھے کہ رات ایک چیخنے والے نے چیخ ماری پھر اشعار ذکر کیے فرماتے ہیں پھر دوسری اور تیسری رات اس نے بلایا زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اطلاع مل گئی۔

۱۱۹۰ جمیع بن مسعود ✿

بن عمرو بن اصرم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج انصاری ہشام بن کلبی فرماتے ہیں: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اپنا سارا سامان صدقہ کر دیا تھا۔

۱۱۹۱ جمیل الغفاری

ابوبصرہ بے نقطے حرف میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۹۲ جمیل بن اسید الفہری

کنیت ابومعمر تھی۔ فرّاء نے معانی القرآن میں ان کا نام ذوالقلبین (دو دلوں والا) بتایا ہے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں: ہمیں

✿ اسد الغابة (۷۷۸) ✿ کنز العمال (۱۳۰۷۱) ✿ اسد الغابة (۷۷۹)

عمرو بن ابی بکر موصلی نے بحوالہ زکریا بن عیسیٰ، ابن شہاب سے روایت کر کے بتایا کہ ذوالقلبین کا تعلق بنی حارث بن فہر سے تھا۔ کنیت ابومعمر تھی، یہ وہی ہیں جنہوں نے قریش کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی اور مقاتل اپنی تفسیر میں باری تعالیٰ کے اس ارشاد: ''اللہ تعالیٰ نے کسی مرد کے پیٹ میں دو دِل نہیں بنائے'' (سورۃ الاحزاب: ٤) کے بارے میں لکھتے ہیں، یہ آیت ابومعمر فہری کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایسا ہی اسمٰعیل بن ابی زیاد شامی نے کہا ہے کہ ابومعمر فہری کے بارے میں نازل ہوئی وہ عرب کے ذہین ترین اور حافظے والے انسان تھے۔

ابوزکریا فراء معانی القرآن میں فرماتے ہیں: یہ آیت ابومعمر جمیل بن اسید کے حق میں نازل ہوئی۔ اہل مکہ کہتے تھے کہ ابومعمر کے سینے میں دو دل ہیں۔ اور دو عقلیں ہیں۔ کیونکہ ان کا حافظہ بہت تیز تھا۔ اسی طرح واحدی نے ''اسباب'' میں ان کا ذکر کیا۔ رہے ابن درید تو انہوں نے ان کا نام عبداللہ بن وہب اور بقول بعض ذوالقلبین جمیل بن معمر ہیں جن کا ذکر آئے گا۔ یہ سہیلی کا قول ہے جبکہ مشہور یہی ہے کہ یہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱۹۳ جمیل بن ردام العذری[1]

ابن مندہ نے عتیق بن یعقوب کے طریق سے بحوالہ عبدالملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، اپنے والد سے وہ اپنے دادا عمرو بن حزم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیل بن ردام عذری کے لیے ایک تحریر لکھوائی: ''یہ مقام رمد کی وہ تحریر ہے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جمیل بن ردام عذری کو عطا کیا، اس میں کوئی اسے جھگڑ نہیں سکتا''۔[2] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تحریر کیا۔

۱۱۹۴ جمیل بن عامر[3]

بن حذیم الجمحی سعید کے بھائی۔ نافع بن عمر بن عبداللہ بن جمیل بن عامر الجمحی المکی مشہور محدث کے دادا۔ ابوعمر کہتے ہیں: مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

۱۱۹۵ جمیل بن معمر[4]

بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح الجمحی۔ ابوالعباس مبرّد کامل میں لکھتے ہیں یہ صحابی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خصوصی آدمی تھے۔ ان میں اور جمیل بن عبداللہ بن معمر عذری کے درمیان کوئی نسب نہیں۔ جو بثینہ والے مشہور شاعر ہیں۔ انہی نے قریش کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی۔ جیسا کہ سیرۃ ابن اسحاق میں بحوالہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: جب میرے والد مسلمان ہوئے آپ نے فرمایا: کونسا قریشی بات جلدی پہنچاتا ہے؟ کسی نے کہا: جمیل بن معمر جمحی۔ تو انہوں نے اسے اپنے اسلام کی تو خبر دی لیکن کہا کہ اسے پوشیدہ رکھنا۔ وہ اونچی آواز سے پکار کر بولے: عمر بے دین ہو گیا... پھر قصہ ذکر کیا۔

بعد میں جمیل بھی اسلام لے آئے اور حنین میں شریک ہوئے۔ زہیر بن ابجر کو قتل کیا جس کا مشہور قصہ ہے۔ ابوخراش ہذلی

---

[1] اسد الغابۃ (۷۸۱) [2] السنن الکبریٰ (۱۴۵/۶) المستدرک (۵۱۷/۳) الطبقات (۴۵/۲/۱) کنز العمال (۳۰۳۰۷) جامع المسانید (۱۱۳/۳)

[3] اسد الغابۃ (۷۸۲) الاستیعاب (۳۳۵) [4] اسد الغابۃ (۷۸۳) الاستیعاب (۳۳۶)

نے مشہورِ زمانہ اشعار میں زہیر کا مرثیہ کہا۔ کامل میں مبرد لکھتے ہیں: جمیل بن معمر فتح مکہ میں شریک تھے اور ابوحراش ہذلی کے بھائی کو قتل کیا۔ ابن یونس فرماتے ہیں: جمیل بن معمر فتح مصر میں موجود تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ آپ کو ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ میرے خیال میں جب وہ فوت ہوئے سو (۱۰۰) سال کے لگ بھگ تھے۔ کیونکہ جب وہ حرب الفجار میں شریک تھے نوجوان مرد تھے، اور ان کے والد اکابر صحابہ میں سے تھے، جیسا کہ آئے گا۔ زبیر لکھتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس آئے سنا کہ وہ حدی کی طرح کا ایک راگ گا رہے ہیں:

''جب جمیل بن عمر کا مدینہ میں کوئی کام نہیں رہا تو اس کے بعد میرا ٹھہرنا کیا ہوگا''۔

فرمایا: ابومحمد یہ کیا الاپ رہے ہو؟ فرمایا: ہم جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو ویسا ہی کہتے ہیں[1] جیسا لوگ کہتے ہیں (یعنی اشعار گنگناتے ہیں) مبرّد نے یہ قصہ ذکر کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یہ شعر گنگنانے لگے۔ واللہ اعلم

۱۱۹۶ جمیل النجرانی[2]

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یعقوب بن شبہ کے طریق سے ان کی سند جو جمیل نجرانی تک ہے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نے اپنی وفات سے ایک سال پہلے فرمایا: ''میں ہر دوستی والے کی دوستی سے بری ہوں (میں نے اگر کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا وہ بھی میرے بھائی اور یارِ غار ہیں)''۔ (الحدیث)[3] ابن الاثیر نے اسے مختصر ذکر کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد نون ہے

۱۱۹۷ جناب بن حارثہ

بن صخر بن مالک بن عبد مناۃ العذری۔ ابوحاتم سجستانی[4] نے معمرین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حارثہ نے اسلام کا زمانہ پایا لیکن مسلمان نہیں ہوا، البتہ اس کا بیٹا جناب مسلمان ہوگیا اور مدینہ ہجرت کی۔ جس سے ان کے والد نے بہت بے صبری کا مظاہرہ کیا۔ اس کے وہ اشعار بھی ذکر کیے جوان کے متعلق اس نے کہے تھے:

''جب ٹہنیوں پہ کبوتری چہکتی ہے تو میرے آنسوؤں کے قطرے لگاتار بہنے لگتے ہیں۔ کبوتری مجھے میری زندگی کی پسندیدہ چیز جناب کی یاد دلاتی ہے۔ جناب سے صلح کے لیے میرا کون مددگار ہے؟ میری جدائی میں تو نے اپنے رب کی طرف سے ثواب کا ارادہ کرلیا ہے جبکہ میری نزدیکی ثواب کے زیادہ نزدیک ہے''۔

یہ اشعار امیہ بن اسکر کے ان اشعار کے مشابہ ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کلاب کے متعلق کہے تھے۔ ان اشعار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حارثہ اسلام لے آئے۔

---

[1] اسد الغابة (۳۳۷/۱) [2] الاستيعاب (۷۸٤) [3] اسد الغابة (۷۸٤)

[4] جامع المسانيد (۱۱٤/۳) [5] المعمرين (۷۰/۱)

۱۱۹۸ (ز) جناب بن زید انصاری

حائے بے نقطی میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۹۹ جناب الکنانی [1] (حائط کے والد)

ابن مندہ، عبداللہ بن العلاء کے طریق سے بحوالہ زہری، سعید بن المسیب سے وہ حائط بن جناب کنانی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں ایک دفعہ جنگل میں تھا کہ ہمارے پاس سے بہت بڑی تعداد میں ایک لشکر گزرا، کسی نے کہا: ''یہ رسول اللہ ﷺ ہیں''۔ پھر لمبی [2] حدیث ذکر کی، جبکہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۱۲۰۰ جناب الکلبی [3]

ابوعمر نے ان کا ذکر کیا کہ وہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے سنا آپ ایک درمیانے قد والے شخص سے فرما رہے تھے: میری دائیں طرف جبرائیل بائیں طرف میکائیل ہے۔ فرشتوں نے میرے لشکر پر سایہ کر رکھا ہے تو تم اپنے کوئی اشعار سناؤ۔ اس شخص نے سر جھکا کر پھر کچھ کہنا شروع کیا۔ وہ اشعار ذکر کیے۔ [4] فرماتے ہیں: وہ شخص حسان بن ثابت تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا ذکر پہلے ہوگیا۔ شاید ان کے نسب میں اختلاف ہو۔

۱۲۰۱ جنادح بن میمون [5]

ابن مندہ بحوالہ ابن یونس لکھتے ہیں: صحابہ میں ان کا شمار ہے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا دیکھا: مجھے ابن یونس کی تاریخ میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

۱۲۰۲ جنادہ بن ابی امیہ ازدی [6]

امام احمد، [7] نسائی اور بغوی نے یزید بن ابی حبیب کے طریق سے بحوالہ ابوالخیر حذیفہ بارقی وہ جنادہ بن ابی امیہ ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آٹھ افراد جس میں سے وہ آٹھویں تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ جمعہ کا روز تھا آپ نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا۔ حدیث جس میں جمعہ کے دن نفلی روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ بعض نے ''جنادہ ازدی'' کہا، ابن ابی امیہ نہیں کیا۔

امام احمد [8] بھی یزید کے طریق سے بحوالہ ابوالخیر روایت کرتے ہیں کہ جنادہ بن ابی امیہ نے ان سے بیان کیا کہ بعض صحابہ کہنے لگے: ہجرت ختم ہوگئی جس میں اختلاف ہوگیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: ''جب تک جہاد ہوتا رہے گا ہجرت ختم نہیں ہوگی''۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے۔ ان سے ان کی اہلیہ روایت کرتی

---

[1] اسد الغابة (۷۸۵) [2] جامع المسانید (۱۱۵/۳) [3] اسد الغابة (۷۸۷) الاستیعاب (۳۷۹)

[4] کنز العمال (۳۲/٤٤) جامع المسانیذ (۱۱٦/۳) [5] اسد الغابة (۷۸۸) [6] اسد الغابة (۷۸۹) الاستیعاب (۳٤۰)

[7] مسند احمد (۲۹٦/۳) [8] مسند احمد (٦۲/٤)

ہیں۔ جن روایات سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہے ان میں اہل مصر کے علاوہ کسی کی ان سے روایت کرنا ثابت نہیں۔

ہاں البتہ طبرانی [1] نے ضعیف سند سے بحوالہ شہر بن حوشب، ابوعبدالرحمٰن صنعانی سے نقل کیا کہ جنادہ ازدی نے ایک قوم کو نماز پڑھائی۔ (حدیث) اسی میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص کسی ایسی قوم کی امامت کرائے جو اسے ناپسند کریں تو اس کی نماز ہنسلی سے آگے نہیں بڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی)۔ طبرانی نے اسے انہی جنادہ کے سوانح میں درج کیا ہے۔ یہ پہلی دو حدیثیں صحیح ہیں جن میں ان کے صحابی ہونے کی صحیح صراحت موجود ہے۔ میرے نزدیک ان کے والد کا نام صحیح نہیں۔ ابن السکن نے جنادہ بن مالک ازدی کے حالات میں وہ حدیث ذکر کی ہے جو جنادہ بن ابی امیہ کے سوانح میں گزر چکی ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ بظاہر یہ وہم ہے۔ واللہ اعلم

ادھر ابن سعید (سعد)، ابوحاتم، [2] ابن عبدالبر اور کئی ایک نے جنادہ بن ابی امیہ ازدی اور جنادہ بن مالک ازدی کے درمیان فرق کیا ہے۔ عبدالغنی بن سرور مقدسی نے ابونعیم پر دونوں کو یکجا کرنے پر رد کیا ہے میں پیچھے ذکر کر آیا ہوں۔ ان کے ہاں جنادہ بن ابی امیہ ایک اور شخص بھی ہیں، جن کے والد کا نام کبیر ہے۔ وہ مخضرمی ہیں۔ نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ شیخین وغیرہ نے ان کی بحوالہ عبادہ بن الصامت روایت نقل کی ہے۔ وہ شام میں رہتے تھے وہیں ۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ جن کے متعلق عجلی [3] لکھتے ہیں: اکابر تابعین میں سے ثقہ تابعی ہیں۔

''تابعین'' میں ابن حبان [4] لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ ابن سعد یعقوب بن سفیان اور ابن جریر نے اکابر تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: جنادہ ازدی صحابی ہیں۔ لیث، یزید سے وہ حذیفہ ازدی سے وہ اُن (جنادہ ازدی) سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہی عنوان والی شخصیت ہے جن کے والد کا نام ذکر نہیں کیا۔

۱۲۰۳ جنادہ بن تمیم مالکی کنانی

سیف نے فتوح میں ذکر کیا کہ ۱۵ھ کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں اجنادین کے روز لڑائی میں فوج کے ایک دستے کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ ابن فتحون نے اپنے ذیل میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۲۰۴ جنادہ بن جراد عیلانی باہلی [5]

دارقطنی نے مؤتلف میں ابن السکن اور ابن شاہین نے زیاد بن قریع (جو بنی عیلان بن جأوہ کے ایک فرد ہیں) کے طریق سے بحوالہ ان کے والد وہ جنادہ بن جنادہ ابن جراد (جو بنی عیلان بن جأوہ بن معن کے ایک شخص ہیں) سے روایت کرتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس اپنا اونٹ لے کر گیا جس کی ناک پر میں داغ لگایا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تمہیں سوائے چہرے کے داغنے کو کوئی عضو نہ

[1] المعجم الکبیر (۳۱۷/۲) [2] الجرح والتعدیل (۵۳۷/۲) [3] تاریخ الثقات (۹۹/۱)

[4] الثقات (۱۰۳/۴) [5] اسد الغابۃ (۷۹۲) الاستیعاب (۳۴۲)

ملا؟'' (حدیث)[1] ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں جبکہ اس کی بھی سند غیر مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: لفظ عیلانی کو رشاطی نے عین بے نقط قلمبند کیا ہے کہ ابن عیلان باہلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ابن ماکولا[2] اور ابن نقطہ اس نسبت سے ''مشتبہ النسبۃ'' میں بیان کرنے سے غافل رہے ہیں۔ البتہ ابن ماکولا نے عیلان اور غیلان دونوں ذکر کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: نقطے والا زیادہ مشہور ہے اور جو بے نقطہ ہے وہ قیس عیلان ہے۔ اور عیلان کی طرف قیس کی نسبت کے سبب میں اختلاف کو ذکر کیا۔

۱۲۰۵ جنادہ بن زید حارثی[3]

ابن السکن اور باوردی نے عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ کے طریق سے بحوالہ سودہ بنت متلمس وہ اپنی دادی ام المتلمس بنت جنادہ بن زید وہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، میں نے عرض کیا: میں بحرین سے اپنی قوم بلحارث کا قاصد ہوں، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دشمنوں پر فتح دے۔ فرماتے ہیں: آپ نے دعا فرمائی اور ہمارے لیے ایک نوشت لکھوائی[4] اس کی سند ضعیف اور مجہول ہے۔

۱۲۰۶ جنادہ بن سفیان الجمحی

اپنے بھائی جابر بن سفیان کے ساتھ عنقریب تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۲۰۷ جنادہ بن ابی نبقہ[5]

عبداللہ بن علقمہ بن مطلب بن عبد مناف۔ ابوعمر نے ذکر کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے ایسا ہی ابومحمد بن حزم نے جمھرۃ النسب میں لکھا ہے کہ جنادہ اور ان کے بھائی ہذیم یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان دونوں کا بیٹا کوئی نہ تھا۔

۱۲۰۸ (ز) جنادہ بن عوف

بن امیہ ابن قلع بن عباد بن حذیفہ بن عبد بن فقیم بن عدی بن زید بن عامر بن ثعلبہ بن حارث بن مالک بن کنانہ ابوثمامہ کنانی ابن اسحاق نے سیرت کی ابتداء میں نسی کی رسم ذکر کرنے کے بعد کہا: جنادہ بن عوف پر اسلام کا دور آیا، لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ مسلمان ہوئے۔ سہیلی لکھتے ہیں: مجھے ان کے متعلق ایک حدیث ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے وہ اسلام لائے تھے۔ اس واسطے کہ وہ حج کے موسم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آئے تھے۔ لوگوں کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو چومنے میں بھیڑ بنائے ہوئے ہیں۔ کہا: لوگو! میں نے یہ پتھر تم سے اجرت پر لے لیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں درّے سے آہستہ سے مار کر فرمایا: خاموش رہو! اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے معاملات ختم کر دیئے ہیں۔

ہشام بن کلبی نے ذکر کیا کہ انہوں نے چالیس سال نسی کی رسم رکھی، بہت پرانی یاد اور لمبی عمر والے تھے۔ زبیر نے کتاب

---

[1] المعجم الکبیر (۲/۲۸۳) مجمع الزوائد (۸/۱۱۰) کنز العمال (۲۵۶۳۶) [2] الاکمال (۲/۱۷۸)

[3] اسد الغابۃ (۷۹۳) [4] جامع المسانید (۳/۱۲۳) [5] اسد الغابۃ (۷۹۵) الاستیعاب (۳۴۱)

النسب میں لکھا کہ قلمس کے بعد سب سے پہلے جس نے نسی کی رسم شروع کی وہ حذیفہ بن عبد فقیم بن عدی تھا۔ وہ قلمس بن عامر بن ثعلبہ پھر عباد بن حذیفہ پھر قلع بن عباد پھر امیہ بن قلع پھر عوف بن امیہ پھر جنادہ ہے انہی کے دور میں اسلام کا ظہور ہوا۔ بقول بعض انہوں نے چالیس سال نسی کی رسم جاری رکھی۔ اسی طرح ابوعبیدہ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ ابوثمامہ جنادہ بن عوف کے دور میں اسلام کا ظہور ہوا۔ پھر محمد بن حسن سے بحوالہ معمر، ابن ابی نجیح، مجاہد سے نقل کیا کہ سب سے پہلے حارث بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ نے نسی کی رسم شروع کی اور سب سے آخر میں ابوثمامہ نے، ان کا نام امیہ بن عوف بن جنادہ بن عوف بن عباد بن قلع بن فقیم بن عدی بن عامر بن حارث بن ثعلبہ ہے۔ حارث تک سب نے نسی کی رسم رکھی۔

۱۲۰۹ جنادہ بن مالک ازدی ❶

ابوعبداللہ: ابن سعد۔ ابن سکن اور طبرانی نے ولید بن قاسم کے طریق سے بحوالہ مصعب بن عبداللہ بن جنادہ وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تین باتیں جاہلیت کی ہیں جنہیں مسلمان نہیں چھوڑیں گے: (۱) ستاروں کے ذریعہ بارش کی طلب۔ (۲) نسب (میں) پر طعن زنی۔ (۳) اور میت پر نوحہ کرنا''۔ ❷ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں روایت کر کے فرمایا: اس کی سند میں تامل ہے۔ اس میں پہلے جنادہ بن ابی امیہ کے سوانح میں بتا چکا ہوں کہ اس کے متعلق ابن مندہ کو جو وہم ہوا ہے۔

۱۲۱۰ جنادہ ❸ (بے نسبت)

ابن مندہ نے پہلی سند سے جمیل بن ردام بن عمرو بن حزم کے سوانح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنادہ کے لیے تحریر لکھوائی:

> ''یہ خط محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے جنادہ، اس کی قوم اور اس کے متبعین کے لئے نماز قائم کرنے، زکوۃ ادا کرنے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذمہ داری ہے''۔ ❹

۱۲۱۱ (ز) جُنْبُذ

جیم پر پیش نون ساکن، اس کے بعد با پیش والی آخر میں ذال نقطے والی، بقول بعض نون کے بعد یا پھر دال بے نقطی تصغیر کا صیغہ ہے۔ ابن سبع، بعض نے ابن سباع کہا ہے ابوجمعہ کنیتوں میں تذکرہ آئے گا ان کی اسی نام سے معجم طبرانی ❺ میں ایک حدیث ہے۔

۱۲۱۲ (ز) جُنْدُب بن الاعجم الاسلمی

واقدی نے مغازی میں غزوۂ حنین کے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی ترتیب دی پرچم اور

---

❶ اسد الغابة (٧٩٦) الاستيعاب (٣٣٨) ❷ التاريخ الكبير (٢/٢١٣) اسد الغابة (٧٩٨) ❸ جامع المسانيد (١٢٤/٣)
❹ جامع المسانيد (١٢٤/٣) ❺ المعجم الكبير (٢٩٠/٢)

جھنڈے بنائے۔ قبیلۂ اسلم کے دو جھنڈے تھے، ایک بریدہ بن حصیب کے پاس دوسرا جندب بن اعجم کے پاس۔

۱۲۱۳ (ز) جندب بن الادلع الھذلی

ابن اسحاق اور واقدی فرماتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر حراس بن امیہ نے انہیں جاہلیت کے باہمی خون کے بدلہ جو اُن میں تھا قتل کر دیا تھا۔ تو نبی ﷺ نے خزاعہ کو دیت ادا کرنے کو کہا۔ طبری نے بحوالہ ابن اسحاق یہ قصہ ذکر کیا تو ان کا نام جنیدب تصغیر سے لیا۔

۱۲۱۴ جندب بن جنادہ

ابوذر غفاری، کنیتوں میں تذکرہ آئے گا۔

۱۲۱۵ (ز) جندب بن حارث

بن وحشی ابن مالک الجنبی۔ ابوظبیان حصین بن جندب جو مشہور تابعی ہیں ان کے والد۔ بقول بعض صحابی ہیں۔ معافی بن زکریا نے ''جلیس'' میں ان کی ایک روایت سعد بن عامر کے طریق سے بحوالہ قابوس بن ابی ظبیان، ان کے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ حضرت حسن کی رانوں میں سے ان کی ناف پر بوسہ دے رہے تھے۔ یہ حدیث اجنبی ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں دوسری سند سے بحوالہ قابوس روایت فرماتے ہیں ان کے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ واللہ اعلم۔

بقول بعض: صحابی ان کے دادا ہیں، اس لحاظ سے ان کے دادا کی ضمیر ابوظبیان کی جانب ہوگی۔ حائے بے نقطی میں آئے گا۔

۱۲۱۶ جندب بن حیّان

ابو رمثہ کنیتوں میں ذکر آئے گا۔ ابن البرقی نے ان کا نام جندب بتایا ہے۔

۱۲۱۷ جندب بن خالد

بن سفیان، ابن عبداللہ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۲۱۸ جندب بن زھیر[1]

بن حارث بن کثیر بن سُبَیع بن مالک ازدی غامدی۔ بعض لوگ، جندب بن عبداللہ بن زہیر غامدی کہتے ہیں۔ ابن کلبی نے تفسیر میں ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ جندب بن زہیر غامدی جب نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے یا صدقہ کرتے تو اس کی وجہ سے بہت راحت محسوس کرتے جس پر آیت: ''پس جسے اپنے رب سے ملنے کی اُمید ہو (یقین کے درجہ میں) اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے''۔ (سورۃ الکھف: ۱۱۰) نازل ہوئی۔

---

[1] اسد الغابۃ (۸۰۲)

عمیر بن حارث ازدی کے سوانح میں بھی ان کا ذکر ہے کہ وہ اپنی قوم کی جماعت میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں جندب بن زہیر، مخنف بن سلم، عبداللہ بن سلیم اور جندب بن کعب وغیرہ حضرات شامل تھے۔ علی بن سعد ''الطاعة والمعصية'' نامی کتاب میں مقاتل کے طریق سے بحوالہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ازد کا ایک جندب بن زہیر غامدی نامی شخص نبی ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں جب آپ کے پاس سے اٹھ کر جاتا ہوں تو نہ مال سے دل بہلتا ہے نہ اولاد سے، جب تک واپس نہ آؤں چین نہیں ملتا۔ آپ ﷺ کو دیکھتا ہوں تو قرار ملتا ہے۔ کیا قیامت کی ہولناکی میں آپ ﷺ کا ساتھ میسر ہوگا؟ اس کے بعد قیامت کے ہولناک مناظر کے بارے میں لمبی حدیث ذکر کی۔ مقاتل ضعیف راوی ہے۔

ابن سعد اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ خلیفہ علی بن زید کے طریق سے بحوالہ حسن روایت کرتے ہیں کہ جندب بن زہیر جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ایسا ہی ان کا ذکر مفضل غلابی نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جنگ جمل کے روز عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ہمارا چناؤ کیا۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حواریوں میں سے ایک شخص گویا ہم سے خیر خواہی کرنے باہر آیا، کہنے لگا: قریشی جوانو! میں تمہیں دو آدمیوں سے آگاہ کرتا ہوں، ایک جندب بن زہیر غامدی دوسرا اشتر۔ ان کی تلواروں کے سامنے تم نہ ٹھہرنا۔ رہا جندب تو وہ ایسا شخص ہے جس کا قد میانہ ہے، وہ جب اپنی زرہ کھینچتا ہے تو اس کا نشان تک [1] مٹا دیتا ہے۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: زبیر نے ذکر کیا۔ جادوگر کے قاتل یہی جندب بن زہیر ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ اور شخص ہیں۔ جندب بن زہیر کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اور سری بن اسمٰعیل کی وجہ سے ان کی حدیث کے متعلق ناقدین نے کلام کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: زبیر نے بحوالہ اپنے چچا ''کتاب الموفقيات'' میں جندب بن زہیر اور جندب بن کعب ابن کبشہ جادوگر کے قاتل کے درمیان فرق کیا ہے۔ ایسا ہی فرق ابن کلبی نے بھی کیا ہے۔

۱۲۱۹ (ز) جندب بن سفیان ابن عبداللہ۔ تذکرہ آئے گا۔

۱۲۲۰ جندب بن ضمرہ جندع میں ذکر ہوگا۔

۱۲۲۱ (ز) جندب بن عبداللہ [2]

بن ارقم ازدی غامدی۔ انہیں جندب الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ ابن کلبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں: میرے چچا مصعب نے فرمایا: جنادب جن کا تعلق ازد سے ہے ان کے نام یہ ہیں: جندب بن عبد بن سفیان، جندب بن عبداللہ بن جبیر، جندب بن زہیر بقول بعض تصغیر ہے جندب بن کعب جادوگر کے قاتل اور جندب بن عفیف۔

۱۲۲۲ (ز) جندب بن عبداللہ بن زہیر، ابن زہیر میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (۳۴۵/۱) [2] الاستيعاب (۳۴۷)

۱۲۲۳ (ز) **جندب بن عبداللہ** جادوگر کے قاتل ابن کعب میں ذکر ہوگا۔

۱۲۲۴ (ز) جندب بن عبداللہ ❶

بن سفیان بجلی ثم علقی۔ ابوعبداللہ، اپنے دادا کی طرف منسوب ہو کر جندب بن سفیان بھی کہلاتے ہیں۔ پہلے کوفہ پھر بصرہ میں رہائش پذیر ہوئے، جہاں مصعب بن زبیر کے ساتھ آئے۔ ان سے دونوں شہروں کے لوگ روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اہل شام میں سے ان سے شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: مجھے جندب بن سفیان نے بتایا، ابن السکن فرماتے ہیں کہ اہل بصرہ انہیں جندب بن عبداللہ اور اہل کوفہ جندب بن سفیان کہتے ہیں، حالانکہ اس میں کوئی اور شریک نہیں وہ ایک ہی شخصیت ہے۔ انہیں جندب الخیر بھی کہا جاتا ہے جس کا ابن کلبی نے انکار کیا ہے۔

بغوی فرماتے ہیں: انہیں جندب الخیر، جندب الفاروق اور جندب بن ام جندب کہا جاتا ہے۔ ابن حبان ❷ فرماتے ہیں: جندب بن عبداللہ بن سفیان، جس نے انہیں ابن سفیان کہا تو دادا کی نسبت سے۔ بقول بعض جندب بن خالد بن سفیان جبکہ پہلا نسب زیادہ صحیح ہے۔ طبرانی نے بھی اسی سے ملتا جلتا قول ذکر کیا ہے۔ طبرانی ❸ میں ابوعمران جونی کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: مجھے جندب نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے عہد میں طاقتور لڑکا تھا۔ صحیح مسلم ❹ میں صفوان بن محرز کے طریق سے مروی ہے کہ جندب بن عبداللہ بجلی نے عبداللہ بن زبیر کی شورش کے زمانہ میں عسعس بن سلامہ کی طرف پیام بھیجا کہ میرے لیے اپنے بھائیوں کو یکجا کرو۔ طبرانی میں حسن کے طریق سے مروی ہے، فرمایا: میں مصعب بن زبیر کی امارت کے دور میں جندب کے پاس بیٹھا۔

۱۲۲۵ (ز) **جندب بن عفیف ازدی** جندب بن کعب میں تذکرہ آئے گا۔

۱۲۲۶ جندب بن عمّار

بن نعیم بن شہاب ابن لأم بن عمرو بن طریف الطائی ثم اللأمی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا کہ وہ شاعر تھے قادسیہ میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے پھر قادسیہ میں شریک ہوئے۔ وہی یہ اشعار کہتے ہیں: طعنہ زنوں کا گمان ہے کہ جندب کی اونٹنی گاؤں کے ایک طرف بے پالان جھاڑیوں کے جھنڈ میں تھی۔ طعنہ زنوں نے جھوٹ کہا وہ اگر قادسیہ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ دیکھ لیتے تو کہتے اس کا سوار صفوں میں گھسا رہا اور اونٹنی اس کے تابع رہی ہے۔ اگر کوئی بھدی آواز والا شخص اس کی گردن کے نیچے ستار بجاتا ہوا ترنم سے گاتا تو یہ بھی چیخنے لگتی۔

۱۲۲۷ جندب بن عمرو ❺

بن حممہ دوسی۔ بنی امیہ کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اجنادین کے روز شہید ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ زبیر نے کتاب النسب میں عبدالعزیز

---

❶ اسد الغابة (۸۰٤) الاستيعاب (۳٤٤) ❷ الثقات (۳/۵٦) ❸ المعجم الكبير (۲/۱۵۸)

❹ مسلم كتاب الايمان باب تحريم قتل الكافر بعد ان قال: لا اله الا الله (۲۷۵) ❺ اسد الغابة (۸۰۵)

بن عمران کے طریق سے بحوالہ محرز بن جعفر وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جندب بن عمرو بن حممہ دوسی ہجرت کر کے آئے۔ پھر شام کی طرف چل نکلے اور اپنی بیٹی ام ابان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چھوڑ گئے اور یہ کہہ گئے کہ اگر کوئی کفو (برابری کا رشتہ) ملا تو اس کی شادی کر دینا، اگر چہ (ہونے والے خاوند کے) تسمے کے بدلے ہو ورنہ اس وقت تک روکے رکھنا جب تک وہ اپنی قوم کے گھرانے سے نہیں جاملتی۔ چنانچہ وہ بچی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہری رہی۔ وہ آپ کو ابا کہہ کر بلاتی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کی شادی کر دی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی ان سے عمرو بن عثمان پیدا ہوئے جن کا تذکرہ طفیل بن عمرو کے سوانح میں آئے گا۔

ابن کلبی فرماتے ہیں: جندب بن عمرو بن حممہ بن حارث بن رافع بن ربیعہ بن ثعلبہ بن لوی بن عامر بن غانم بن دھمان بن منہب بن دوس کے والد عرب کے فیصل لوگوں میں سے تھے۔ ابن درید فرماتے ہیں: ہمیں سکن بن سعید نے بحوالہ محمد بن عباد، شرقی سے وہ مجالد شعبی سے روایت کر کے بتاتے ہیں: ہم لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے، آپ اس وقت زمزم کے کنارے لوگوں کو مسائل بتا رہے تھے۔ اچانک ایک شخص آپ کے پاس آ کر کہنے لگا: آپ نے لوگوں کو تو بتا دیا اب ہمیں بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بولو! اس نے کہا: شاعر کے اس قول کا کیا مطلب ہے:

"فیصلے والے کے لیے آج سے پہلے لاٹھی نہیں کھٹکھٹائی جاتی تھی، انسان کو اسی لیے سکھایا گیا تا کہ وہ جان جائے"۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: اس سے مراد عمرو بن حممہ دوسی ہے۔ انہوں نے تین سال تک عربوں کے فیصلے کیے جب وہ بوڑھے ہو گئے تو ان کی اولاد میں سے ساتویں یا نویں بیٹے کو ان کے ساتھ کر دیا۔ تو وہ جب غافل ہو جاتے تو وہ نوجوان لاٹھی کھٹکھٹاتا۔ جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو ان کے پاس ان کی قوم اکٹھی ہوئی، انہوں نے انہیں بہت اچھی وصیت کی جس میں حکمت کی باتیں تھیں۔

۱۲۲۸ (ز) جندب بن کعب ✿

بن عبداللہ بن جزء بن عامر بن مالک بن دھمان ازدی غامدی ابوعبداللہ، بسا اوقات اپنے دادا کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ جندب الخیر اور جادوگر کے قاتل بھی یہی ہیں۔ جندب بن زہیر کے سوانح میں پہلے ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ ابن حبان ✿ فرماتے ہیں: جندب بن کعب ازدی صحابی ہیں۔ ابوحاتم ✿ فرماتے ہیں: جندب بن کعب جادوگر کے قاتل ہیں۔ بقول بعض جندب بن زہیر یوں انہوں نے دونوں شخصوں کو ایک کر دیا۔ ابن سعد بحوالہ ہشام بن کلبی فرماتے ہیں، ہمیں لوط بن یحیٰی نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوظبیان ازدی ابن غامد کو خط لکھ کر انہیں اور ان کی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ تو انہوں نے اپنی قوم کی ایک جماعت سمیت یہ دعوت قبول کی۔ جن میں مخنف، عبداللہ اور زہیر بنی سلیم، عبدشمس بن عفیف بن زہیر شامل تھے۔ یہ لوگ تو مکہ میں آپ کے پاس آئے۔ مدینہ میں آپ کے ہاں آنے والوں میں جندب بن زہیر، جندب بن کعب، اور حجر بن مرقع تھے۔ بعد میں چالیس آدمیوں کے ساتھ حکم بن مغفل آئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ✿ نے اپنی تاریخ میں خالد الحذاء کے طریق سے بحوالہ ابوعثمان روایت کی ہے کہ ولید بن عقبہ

✿ اسد الغابة (٨٠٦) ✿ الثقات (٥٧/٣) ✿ الجرح والتعديل (٥١١/٢) ✿ التاريخ الكبير (٢٢٢/١)

بن ابی معیط کے پاس ایک مسخرا تھا جو انسان کو ذبح کر کے اس کا سر جدا کرتا تھا، ہمیں اس سے بڑا تعجب ہوتا، وہ پھر سر کو جوڑ دیتا۔ جندب ازدی نے آ کر اسے قتل کر دیا اور عاصم کے طریق سے بحوالہ ابوعثمان مروی ہے جندب بن کعب نے اسے قتل کیا۔

دلائل میں بیہقی نے ابن وہب کے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ، ابوالاسود سے روایت کیا ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط عراق کے امیر تھے۔ ان کے سامنے ایک انسان کرتب دکھاتا وہ ایک شخص کا سر کاٹ دیتا پھر چیخ کر اسے پکارتا تو وہ کپڑے سے باہر نکل کر کھڑا ہو جاتا۔ وہ شخص دوبارہ اس میں سر لگا دیتا۔ جس پر لوگ کہنے لگے: سبحان اللہ! یہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ مہاجرین میں سے ایک نیک شخص کی نظر اس پر پڑی تو دوسرے دن اپنی تلوار لیے آ پہنچے۔ وہ شخص اپنا کرتب دکھانے لگا، انہوں نے اپنی تلوار سونتی اور اس کی گردن اتار کر فرمایا: اگر سچا ہے تو اپنے آپ کو زندہ کرے۔ ولید نے انہیں قید کا حکم سنا دیا۔ تھانیدار کا نام دینار تھا۔ وہ بھی نیک آدمی تھا۔ اسے اس طرح کا آدمی اچھا لگا۔ وہ ان سے گویا ہوا: ''آپ چلے جائیں آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی نہیں پوچھے گا''۔ زید بن صوحان کے سوانح میں اس کا حدیث بریدہ سے دوسرا طریق آئے گا۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: مذکورہ جادوگر کا نام بستانی تھا۔ استیعاب میں ابوبستان لکھا ہے۔ ''فصوص'' صاعد لغوی اس کا نام بطروتا بتاتے ہیں۔ ابن السکن، یحییٰ بن کثیر بصری کے شاگرد کے طریق سے بحوالہ اپنے والد وہ جریری وہ عبداللہ بن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ اپنے صحابہ کی جماعت کو کہیں لے کر گئے۔ آپ فرمانے لگے: جندب کہاں ہے؟ جندب کی کیا شان ہے! یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

صحابہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ علیہ السلام نے دو لفظ بولے ہیں جن کا مطلب ہم نہیں سمجھے؟ اس پر آپ نے فرمایا: ''وہ ایک تلوار مارے گا اور اکیلے پوری اُمت جتنا کارنامہ سرانجام دے گا''۔ فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو انہوں نے ایک ایسا شخص بٹھایا جو انہیں یہ کرتب دکھاتا گویا وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پھر جندب کا اسے قتل کرنے کا قصہ ذکر کیا۔ ان کا مقدمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں پیش ہوا۔ آپ نے ان سے فرمایا: تم نے اسلام میں تلوار اٹھائی؟ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے تمہارے متعلق نہ سنا ہوتا تو تمہیں مدینہ کی عمدہ تلوار سے قتل کر دیتا۔ پھر انہیں جبل دخان [1] کی جانب چلے جانے کا حکم دیا۔

استیعاب میں دوسری سند سے مروی ہے کہ جندب کے بھتیجے نے تھانیدار کو مار کر اپنے چچا کو نکال لیا اور اس کے متعلق اشعار کہے:

''کیا جادوگر کو مارنے کی وجہ سے جندب کو جیل میں ڈالا جاتا ہے اور نبی ﷺ کے پہلے صحابہ کو قتل کی دھمکی دی جاتی ہے''۔ ع

ترمذی [2] نے حسن کے طریق سے بحوالہ جندب بن کعب روایت کیا ہے کہ جادوگر کی حد تلوار سے اس کا قتل ہے اور اس حدیث کے موقوف ہونے کو راجح کہا ہے۔ طبرانی [3] نے جندب بن عبداللہ بجلی کے سوانح میں جادوگر کی حد کی حدیث نقل کی ہے۔ درست یہی ہے کہ وہ دوسرے ہیں۔ ابن قانع اور حسن بن سفیان نے حضرت حسن کے حوالہ سے دو سندوں سے اسے جندب الخیر سے

---

[1] تهذيب تاريخ دمشق (١٤/٦) الطبقات الكبرى (٨٦/٦) كنز العمال (٣٣٢٣٤) (٣٦٩١٩)

[2] ترمذي كتاب الحدود باب ما جاء في حد الساحر (١٤٦٠)

[3] المعجم الكبير (١٧٧/٢)

نقل کیا ہے کہ وہ ساحر کے پاس آئے اور تلوار سے اس کی گردن اتار دی۔ وہ مر گیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۱۲۲۹ جندب بن مکیث[1] شروع کا زبر آخر میں ثا ہے

ابن عمرو بن جراد بن یربوع بن طحیل بن عدی بن ربعہ بن رشدان جہنی، رافع بن مکیث کے بھائی۔ ابن سعد[2] فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انہیں جہینہ کی زکوٰۃ پر مقرر فرمایا، بغوی نے ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ یعقوب بن عتبہ، مسلم بن عبداللہ وہ جندب بن مکیث سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے غالب لیثی کو ایک سریہ میں بھیجا، میں بھی ان میں شامل تھا۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔[3] عسکری لکھتے ہیں: جندب بن عبداللہ بن مکیث اپنے دادا کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں، جبکہ اوروں نے دونوں میں فرق کیا ہے اور دوسرے شخص کو پہلے کا بھتیجا بتایا ہے۔ ابن الاثیر نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے بعض طرق میں اس حدیث کے متعلق جسے ابن اسحاق نے ذکر کیا اور وہ طبرانی میں ہے جندب بن عبداللہ جہنی سے مروی لکھا ہے۔

۱۲۳۰ جندب بن ناجیه ناجیہ بن جندب میں ذکر ہوگا۔

۱۲۳۱ (ز) جندب بن نعمان ازدی

ابوعزیز۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: میں نے ابوالحسین رازی کی کتاب میں پڑھا ہے: ابونصر ظفر بن محمد بن عمر بن حفص بن عمر بن سعید بن ابی عزیز ازدی نے مجھ سے اپنے والد کے حوالہ سے وہ اپنے والد ظفر سے وہ اپنے والد عمر سے وہ اپنے والد حفص سے وہ اپنے والد عمر سے وہ اپنے والد سعید بن ابی عزیز سے روایت کرتے ہیں کہ ابوعزیز جندب بن نعمان ازدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا۔ ان کا اسلام بہت اچھا رہا وہ اپنی قوم کے ناظم بنائے گئے۔ بعد میں خلافت فاروقی میں شام ہجرت کر گئے دمشق رہائش رکھی دار نخلہ سے ان کا گھر مشہور ہے۔ وہیں وہ خود ان کا بیٹا سعید اور پوتا عمر بن سعید دفن ہوئے تھے۔ پھر حفص بن عمر بن سعید[4] زملکا منتقل ہو کر وہیں مقیم ہو گئے۔ اس کی سند اوپری ہے۔ اس کے راویوں کو میں صرف اسی سند میں جانتا ہوں۔ یہی روایت ابوعمر نے کنی میں مختصر ذکر کی لیکن انہوں نے ابوعزیز بن جندب کہا، فرماتے ہیں: بقول وہی جندب ہیں۔

۱۲۳۲ جندب[5] (بے نسبت)

بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں قیس بن ربیع کی روایت سے بحوالہ زہیر بن ابی ثابت سے وہ ابن جندب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اے اللہ! میرے ستر پر پردہ ڈال۔ مجھے میرے خوف میں امن

---

[1] اسد الغابة (۸۰۷) استیعاب (۳۴۵) [2] الطبقات الکبرٰی (۶۷/۴)

[3] ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی الاسیر یوثق (۲۶۷۸) المعجم الکبیر (۱۷۸/۲) السیرة النبویة (۲۸۲/۴) جامع المسانید (۱۴۹/۳)

[4] جامع المسانید (۱۵۲/۳) [5] اسد الغابة (۸۱۰)

دے، اور میرا قرض ادا فرما''۔ ❶

ابن مندہ نے دوسری سند سے بحوالہ قیس اسے روایت کیا ہے۔

۱۲۲۳ جندرہ بن خیشنہ ابو قرصافہ کنانی۔ کنیتوں میں ذکر آئے گا۔

۱۲۲۴ جندع بن ضمرہ ❷

بن ابی العاص جندعی ضمری یا لیثی۔ سیرۃ میں ابن اسحاق بحوالہ یزید بن عبداللہ بن قسیط ان کی قوم کے رجال سے روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت کی، اس وقت جندع بن ضمرہ بن ابی العاص مسلمان شخص تھے، ان سے تاخیر ہوگئی۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں وہ اپنے بیٹوں سے کہتے ہیں: مجھے مکہ سے باہر لے چلو۔ چنانچہ وہ ہجرت کی غرض سے نکلے اور راستے میں ہی انتقال کر گئے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلا...''۔ (سورۃ النساء: ۱۰۰)

ابن اسحاق سے یہی مشہور ہے۔

اسی روایت کو حماد بن سلمہ نے ابن اسحاق سے روایت کر کے ''جندب بن ضمرہ'' کہا، اسی پر واقدی نے اعتماد کیا ہے اور ابن مندہ نے جابر بن عبداللہ کے طریق سے بحوالہ سفیان بن عیینہ، ابن طاؤس سے وہ اپنے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ بنی لیث کا ایک شخص تھا جس کا نام جندب بن ضمرہ تھا پھر وہ روایت ذکر کی۔ ابو یعلی اور ابن ابی حاتم اشعث کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''ضمرہ بن جندب'' نکلے اور ابن مندہ نے حکم بن ابان کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا: ''ضمرہ یا ابن ضمرہ'' اسی سند سے ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں: ''ضمرہ'' شک کا اظہار نہیں کیا۔ اور فاکہی نے ابن جریج کے طریق سے فرمایا: جندب بن ضمرہ، اور فرماتے ہیں: مولیٰ ابن عباس ضمرہ کہتے تھے۔ ابن عیینہ کے طریق سے بحوالہ عمرو بن دینار عکرمہ سے مروی ہے کہ بنی بکر کے ایک شخص نے کہا، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ روایت ملی ہے کہ وہ ضمرہ بن جندب ہیں اور سعید بن جبیر نے فرمایا: ضمرہ بن العیص، بقول بعض جو ان سے مروی ہے، ابو ضمرہ بن العیص۔ واللہ اعلم

بلاذری اور سراج نے ابو بشر کے طریق سے بحوالہ سعید بن جبیر نقل کیا، فرماتے ہیں: خزاعہ کے ضمرہ بن العیص یا العیص بن ضمرہ بن زنباع نامی ایک شخص تھے۔ ابن ابی حاتم نے سالم افطس کے طریق سے بحوالہ سعید بن جبیر روایت کیا ہے کہ ''ابو ضمرہ بن العیص'' نکلے۔ عبدالغنی بن سعید ثقفی اپنی تفسیر میں عطاء اور ضحاک کے طریق سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، ضمضم بن عمرو نکلے۔ ان کے علاوہ نے ضمرہ بن عمرو کہا ہے۔ ابن عبدالبر نے اشعث کے سابقہ طریق سے جو انہوں نے ذکر کیا، ضمرہ بن جندب

---

❶ مسند احمد (۲۵/۲) المعجم الكبير (۹۴/۴، ۳۴۳/۱۲) جمع الجوامع (۹۷۱۷) موارد الظمآن (۲۳۵۶) كنز العمال (۴۹۹۷) جامع المسانيد والسنن (۱۵۷/۳)

❷ اسد الغابة (ت ۸۱۳)

کہا بقول بعض ابن حبیب اور ابن انس۔ واقد عطاء خراسانی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ''حبیب بن ضمرہ'' فرمایا۔

۱۲۳۵ جندع الانصاری الاوسی [1]

حماد بن سلمہ، ثابت سے وہ عبداللہ بن حارث بن نوفل کے کسی بیٹے سے وہ اپنے والد سے وہ جندع انصاری سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ کہا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔ [2] اسے ابونعیم نے نقل کیا۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ان سے حارثہ بن نوفل نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن الجوزی نے عجیب کام کیا کہ ان کا عنوان موضوعات میں جندع بن ضمرہ قائم کر کے ان کے حالات لکھ دیئے شاید اس بارے انہوں نے ابن مندہ کی پیروی کی ہے جبکہ انہوں نے ان کو پہلی شخصیت سے رلا ملا دیا ہے، جو غلطی ہے، اس واسطے کہ پہلی شخصیت عہد نبوی میں فوت ہوئی جیسا کہ گزر چکا ہے۔ وہ اتنا زندہ نہیں رہے کہ ان سے کوئی روایت لیتا۔ جدجد میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۲۳۶ (ز) جَنْدَل

صخر میں ان کی حدیث آئے گی۔

۱۲۳۷ (ز) جَندل [3]

جندلہ بن نضلہ بن عمر بن بہدلہ بھی کہلاتے ہیں۔ اعلام النبوۃ میں ان کی ایک حسن حدیث ہے۔ ایسا ہی ابوعمر نے مختصر کہا ہے۔ ''شرف المصطفیٰ'' میں ابوسعد نیشاپوری نے نقل کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جنگی شاعر تھا، ایک جن میرا دوست تھا، ایک دفعہ وہ اچانک آ کر کہنے لگا: ہوشیار ہو جاؤ اس لیے کہ صادق مہذب امین کی وجہ سے دین کا چراغ چمک اٹھا ہے، تو ایسی اونٹنی پر سفر کر جو محفوظ اور ٹھوکر لگنے سے مامون ہو، جو ہموار اور بلند زمین پر چل سکتی ہو۔ میں چونک کر متنبہ ہوا، میں نے کہا: کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: ''زمین کو پھیلانے والے اور مقرر کرنے والے کی قسم، زمین کے طول عرض پر محمد مبعوث ہو چکے ہیں۔ وہ حرمت والی بڑی جگہوں میں پلے بڑھے اور امن والی زمین مدینہ کی طرف ہجرت کر آئے ہیں''۔ فرماتے ہیں: میں چل پڑا، مجھے ایک غیبی آواز والے نے کہا: ''اے سوار جو اپنی سواری کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لے جانے والا ہے، تجھے ہدایت کی توفیق دی گئی''۔ تو وہ میرا جن دوست ہی تھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس میں کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے اسلام پیش کیا تو میں مسلمان ہو گیا۔

۱۲۳۸ جنید بن سبع یا جمعہ

کنیتوں میں تذکرہ ہوگا، ان کے اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٨١٢) الاستيعاب (٣٨٦)

[2] بخاری كتاب العلم باب اثم من كذب على النبى (١٠٦) مسلم مقدمه باب تغليظ الكذب على رسول الله (٤) ابوداؤد باب فى التشديد فى الكذب على رسول الله (٣٦٥١) مسند احمد (١٦٥/١) جامع المسانيد (١٦٢/٣)

[3] اسد الغابة (٨١٤) الاستيعاب (٣٨٣)

۱۲۳۹ (ز) جنید بن سمیع المزنی

عقیلی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ایسا ہی تجرید[1] میں ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ پہلے والی شخصیت ہے۔ والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔

۱۲۴۰ جنید بن عبدالرحمٰن[2]

بن عوف بن خالد بن عفیف بن بجید بن رؤاس بن کلاب عامری رؤاسی ہشام بن کلبی نے ذکر کیا کہ وہ، ان کے بھائی عمرو بن مالک اور حمید آئے۔ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۴۱ (ز) جنید بن عوف

بن عبدشمس بن عمرو بن عابس بن ظرب بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ حارث بن عباس بن عبدالمطلب کے نانا۔ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت جنید تھا۔ زبیر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ان کے بیٹے کو بھی شرف صحابیت حاصل ہے لیکن اصحاب سیر نے دونوں کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۴۲ جنیدب

اس نام سے نبی ﷺ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا تھا۔ یہ بات سنن ابن ماجہ کی کتاب الادب میں لکھی ہے۔

۱۲۴۳ (ز) جنیدب بن الادلع

جندب بن الادلع میں ذکر ہو چکا ہے۔

باب جیم کے بعد ھاء

۱۲۴۴ جھیش جیم کے زیر سے جہیش تصغیر کے صیغہ میں ذکر ہوگا۔

۱۲۴۵ جھبل بن سیف[3]

از بنی جلاح، ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا، فرماتے ہیں یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے حضرت موت نبی ﷺ کی وفات کی خبر پہنچائی تھی۔انہی کو امرؤالقیس بن عابس کہتا ہے۔اس دِن سے موت کی خبریں بلند ہوگئیں جس دِن جھبل نے احمد نبی ہدایت والے کی خبر دی۔[4] فرماتے ہیں: جھبل اور ان کے گھرانے کا تعلق کلب سے ہے اور یہ لوگ حضرموت میں رہتے ہیں۔

---

[1] التجرید (۲۷/۱) [2] اسد الغابۃ (۸۱۶) [3] اسد الغابۃ (۸۱۷) [4] جامع المسانید (۱۶۳/۳)

۱۲۴۶ جہجاہ بن سعید[1]

بقول بعض ابن قیس اور بقول بعض ابن مسعود غفاری، حدیبیہ میں بیعت رضوان میں شریک تھے۔ شیخین نے حدیث جابر سے روایت کیا ہے کہ ہم غزوۂ بنی مصطلق میں تھے ایک مہاجر شخص نے ایک انصاری کو لات ماردی، حدیث جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "ایسا ضرور ہوکر رہے گا کہ مدینہ کے عزت مند وہاں کے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے"[2]،[3] کے متعلق ہے، ابن عبدالبر فرماتے ہیں: مہاجری جہجاہ اور انصاری سنان تھے۔ واقدی کا بیان ہے کہ وہ غزوہ مریسیع میں شریک تھے، جہاں ان میں اور سنان بن وبرہ میں جھگڑا ہوگیا، یہاں تک کہ دونوں نے اپنے اپنے قبیلوں کو بلالیا۔ جہجاہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مزدور تھے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جعال کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوچکا ہے۔ ابن ابی شیبہ، عبید الاغر کے طریق سے بحوالہ عطاء بن یسار، جہجاہ غفاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ اسلام لانے کے ارادے سے آئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھ بیٹھے آدمی کا ہاتھ پکڑ لے۔ پھر ان کے اسلام لانے سے پہلے سات بکریوں کا دودھ پینے کی حدیث ذکر کی۔ اور جب مسلمان ہوگئے تو ایک بکری کا دودھ بھی مکمل نہیں پی سکے۔[3]

حدیث انوکھی ہے جس میں موسیٰ بن عبیدہ، عبید سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔ سوانح میں ترمذی نے اس کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ جہجاہ خلافتِ عثمانی تک زندہ رہے۔ باوردی ولید بن مسلم کے طریق سے بحوالہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جہجاہ غفاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے لاٹھی لے کر توڑ ڈالی۔ ابھی جہجاہ کو سال بھی نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں خارش لگا دی جس سے وہ فوت ہوگئے۔ ابن السکن سلیمان بن بلال اور عبداللہ بن ادریس کے طریق سے، بحوالہ عبیداللہ بن عمر، نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی روایت نقل کرتے ہیں۔ اور اسے فلیح بن سلیمان کے طریق سے بحوالہ اپنی پھوپھی، اپنے والد اور ان کے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ فرماتے ہیں: جہجاہ بن سعید غفاری ان کی طرف بڑھے اور ان کے ہاتھ سے لاٹھی لے کر اپنے گھٹنے پر توڑ دی، لوگوں نے انہیں پکارا (ارے یہ کیا!) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر گھر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے غفاری کے گھٹنے میں بیماری پیدا فرمادی۔ ابھی سال بھی نہ گزرا تھا کہ فوت ہوگئے۔[5] اسی روایت کو ہم نے محاملیات میں حماد بن زید کے طریق سے بحوالہ یزید بن حازم، سلیمان بن یسار سے نقل کیا ہے کہ جہجاہ غفاری.... پہلے واقعہ کی طرح۔

ابن السکن فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سال سے کم عرصہ میں فوت ہوئے۔

۱۲۴۷ جہر ابوعبداللہ[6]

طبرانی[7] اور ابن قانع ایک ہی شیخ سے عثمان بن عبدالرحمٰن وقاص کے طریق سے بحوالہ زہری، عبداللہ بن جہر سے وہ اپنے

---

[1] اسد الغابة (٨١٨) الاستيعاب (٣٦٠) [2] سورة المنافقون (٨)

[3] البخاري (حديث: ٤٩٠٥) مسلم (حديث: ٦٥٢٦ و ٦٥٢٧) مصنفه (الحديث: ١٨٠٤١) دلائل النبوة (٥٤/٤) الدر المنثور (٢٢٥/٦)

[4] المعجم الكبير (٢٧٤/٢) مسند ابى يعلى (٥٨/٢) فتح البارِي (٥٣٨/٩) كنز العمال (٣٦٢٨٣)

[5] جامع المسانيد والسنن (١٦٥/٣) [6] اسد الغابة (٨٢٠) [7] المعجم الكبير (٢٨٨/٢)

والد جہر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہر! مجھے نہیں اپنے ربّ کو سناؤ''۔ طبرانی نے اسے حرف جیم میں نقل کیا تو عبداللہ بن جہر سے مروی ہے کہا، اور ابن قانع نے حرف حاء میں نقل کیا تو عبداللہ بن حجر کہا اور ابواحمد عسکری نے ایک طریق سے بحوالہ وقاص نقل کیا، فرماتے ہیں: عبداللہ بن جابر سے مروی ہے۔ یہ تین اقوال ہیں، ان میں پہلا قول راجح ہے۔

میں نے ابن السکن کی کتاب میں ابن عبدالبر کے قلم سے لکھا حاشیہ پڑھا ہے جن کا ابن السکن نے ذکر نہیں کیا۔ ان میں سے ایک جہر ہیں۔ ہم سے بیان کیا، پھر اپنی سند سے دوسری طرح عثمان بن عبدالرحمٰن مخزومی تک سلسلہ کو پہنچایا۔ جو وقاص ہیں، جن کا ابھی ذکر ہوا، اور یہی روایت ذکر کی۔ فرماتے ہیں: جہر نے اس کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: وقاص ضعیف راوی ہے۔ چنانچہ نعمان بن راشد نے ان کے مخالف روایت کی۔ وہ زہری سے بحوالہ ابوسلمہ، ابوہریرہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ عبداللہ بن حذافہ دِن میں نماز پڑھتے ہوئے جہراً (اونچی آواز سے) قراءت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ! اللہ کو سناؤ ہمیں نہ سناؤ''۔ اسے امام احمد، ابن ابی خیثمہ اور حاکم ابواحمد نے کُنیٰ میں نقل کیا ہے۔ ہم نے چوتھے درجہ میں عالی سند سے یہ حدیث، حدیث ابی جعفر بن بختری سے اسی سند سے سنی ہے۔

۱۲۴۸ جهم بن قثم العبدي [1]

حدیث زارع کی روایت سے مطر بن ہلال عنزی کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، ان کے ساتھ جہم بن قثم بھی تھے۔ ابوعمر کندی نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ماریہ کی بہن جہم عبدی کو بخش دی تھی جن سے زکریا بن جہم پیدا ہوئے۔ ابن زولاق فرماتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ آپ نے وہ حسان کو عطا کی تھی۔

میں کہتا ہوں: ابوعمر کندی نے اپنی ذکر کردہ بات ابن اسحاق کی مغازی سے لی ہے۔ اس واسطے کہ وہ ان دونوں کے متعلق کہتے ہیں: مجھے زہری نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کی طرف بھیجا، پھر وہ قصہ ذکر کیا، اس میں ہے اس نے آپ کو دو باندیاں ہبہ کیں ان میں سے ایک کا نام ام ابراہیم اور دوسری آپ نے جہم بن قثم العبدی کو عطا کر دی۔ جو ام زکریا بن جہم ہے۔ یہ وہی ہیں جو عمرو بن العاص کے خلیفہ تھے [2] بیہقی نے دلائل میں ابوبشر دولابی کے طریق سے پھر عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی روایت سے وہ اپنے والد سے وہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے مقوقس کی طرف بھیجا، پھر وہ قصہ ذکر کیا اس میں ہے اس نے آپ کی خدمت میں تین باندیاں ہدیہ میں بھیجیں، لیکن حدیث میں کہا: ان میں کی ایک آپ نے جہم بن حذیفہ کو بخش دی۔

۱۲۴۹ جهم بن قيس [3]

بن عبدشرحبیل بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی العبدری، ابوخزیمہ انہیں جہیم (تصغیر) بھی کہا جاتا ہے۔ جہیم بن الصلت کے ماں شریک بھائی۔ ابن اسحاق نے حبشہ ہجرت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ابوہند داری تک ضعیف

---

[1] اسد الغابة (۸۲۳) [2] اسد الغابة (۱/۴۲۲) [3] اسد الغابة (۸۲۴) الاستيعاب (۳۴۸)

سند سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی، جس میں تھا، عباس بن عبدالمطلب، جہم بن قیس اور شرحبیل بن حسنہ موجود تھے۔ اگر یہ حدیث اس سلسلہ میں ثابت ہو جائے تو احتمال ہے یہ شاہد صاحب عنوان کے علاوہ کے لیے ہو۔

۱۲۵۰ (ز) جهم الاصم العامری

بشر بن معاویہ بکائی کے حالات میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۲۵۱ جهم البلوی [1]

بغوی نے عبدالعزیز بن عمران کے طریق سے بحوالہ جہم بن مطیع، علی بن جہم بلوی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہمارا رسول اللہ ﷺ سے سامنا ہوا، آپ نے فرمایا: ''تم کون لوگ ہو؟'' ہم نے عرض کیا: ہم بنی عبد مناف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کے بندے کی اولاد ہو!'' [2] اس کی سند ضعیف ہے۔ ابو حاتم [3] فرماتے ہیں: عبدالعزیز بن عمران ضعیف راوی ہے، اس کی روایت پر اعتماد نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: میں نے زبرقان نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں فضیلت حاصل ہے۔ انہوں نے ایسا کہا: لیکن مجھے ان کی کتاب میں زبرقان نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

۱۲۵۲ جهم [4] (بے نسبت)

ابن ابی غرزہ نے اپنی مسند میں لیث کے طریق سے بحوالہ مجاہد، ابووائل سے روایت کیا کہ ذوالکلاع کا گمان ہے کہ اس نے جہم کو فرماتے سنا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں''۔ [5] اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن مندہ نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے۔ ابونعیم نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ بلوی ہوں۔ جبکہ ابن قانع نے دونوں میں فرق کیا ہے اور اسے لیث کے طریق سے نقل تو کیا لیکن انہوں نے ابووائل سے بحوالہ زبرقان بن حکم روایت کیا کہ ذوالکلاع نے ان سے بیان کیا، پھر اسی حدیث کا ذکر کیا۔ مجاہد کا تو ذکر نہیں کیا البتہ حکم کا اضافہ کیا ہے۔

۱۲۵۳ جهم الاسلمی

جہیم میں ذکر ہوگا۔

۱۲۵۴ جهم بن سعد

قضاعی نے کتاب النبی ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اور زبیر دونوں زکوۃ کی مالیت لکھتے تھے۔ ایسا ہی مفسر قرطبی نے ان کا ذکر اپنی کتاب المولد النبوی میں کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٨٢٢) الاستيعاب (٣٤٩) [2] المعجم الكبير (٢١٥٥/٢) كنز العمال (١٤١٢٧) جامع المسانيد (١٦٨/٣)

[3] الجرح والتعديل (٥٢١/٢) [4] الجرح والتعديل (٥٢١/٢)

[5] كنز العمال (٣٧٦٩٣) البدايه والنهايه (١٧٩/٨) جامع المسانيد (١٦٩/٣)

ترمذی كتاب المناقب باب مناقب الحسن والحسين (٣٧٦٨) مسند احمد (٦٢/٣ ، ٦٤ ، ٨٢)

۱۲۵۵ جہیش ❶

آخر میں شین تصغیر ہے، بقول بعض شروع میں زبر ھا کے نیچے زیر اور یا ساکن ہے۔ اور بعض نے شروع کا زبر ھا ساکن اور اس کے بعد با لکھی ہے۔ اسی پر ابن الامین بن اویس نخعی نے اعتماد کیا ہے۔ ابن مندہ نے عمار بن عبدالجبار کے طریق سے بحوالہ ابن المبارک اوزاعی وہ یحییٰ بن ابی سلمہ سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جہیش بن اُویس نخعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مذحج قبیلے سے اپنے ساتھیوں کی جماعت میں آئے یہ لوگ کہنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مذحج قبیلے کے لوگ ہیں، پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں شعر ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تصدیق یافتہ ہیں، ہدایت پانے اور ہدایت کرنے میں بابرکت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے دین حنیف مقرر کیا جب کہ ہم لوگ گدھوں کی طرح بتوں کی پوجا کرتے تھے''۔

خطابی نے غریب الحدیث میں ان کا طویل ذکر کیا اور ان کی تشریح کی۔ ابن سعد نے طبقات میں نخع کے وفد میں فرمایا: ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے ہمیں اپنے والد کے حوالے سے وہ نخع کے بوڑھوں سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ قبیلہ نخع نے اپنے دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اسلام کی خبر دینے کے لئے بھیجے۔ ان میں سے ایک ارطاۃ بن شرحبیل بن کعب، دوسرے جہیش جن کا نام ارقم تھا۔ ان کا تعلق بنی بکر بن عمرو بن عوف بن نخع سے تھا۔ وہ دونوں وہاں سے نکلے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو دونوں نے قبول کر کے اپنی قوم کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کی حالت اور شائستگی پسند آئی۔ فرمایا: کیا تم لوگ اپنے پیچھے اپنی قوم میں سے اپنے جیسے آدمی چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے پیچھے اپنی قوم کے ستر آدمی چھوڑ آئے ہیں جو ہم سے بھی افضل ہیں۔ وہ دونوں قطعی فیصلہ کرتے اور کئی اُمور نافذ کرتے۔ جب کوئی کام درپیش ہوتا وہ ہمارے ساتھ شریک نہ ہوتے۔ آپ نے ان دونوں اور ان کی قوم کے لیے دعا فرمائی۔ ''فرمایا: اللہ! نخع کو برکت دے''۔ ❷ پھر ارطاۃ کے لیے جھنڈا بنایا اور ان کا قصہ ذکر کیا۔ ''تجرید'' میں ذہبی ❸ لکھتے ہیں: انہیں خزاعی کہا جاتا ہے، پھر ایک حدیث ذکر کی گویا وہ موضوع ہے۔

۱۲۵۶ (ز) جہیش بن زید

بن مالک بن عبداللہ بن حارث بن بشر بن یاسر نخعی۔ ہشام بن کلبی فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے۔

۱۲۵۷ جہیم بن الصلت ❶

بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف مطلبی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے، مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ایسا ہی بلاذری نے کہا، اور یہ اضافہ کیا کہ جاہلیت میں انہوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا، اسلام آیا تو وہ لکھتے تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

❶ اسد الغابة (۸۲۷) ❷ الطبقات الكبرىٰ (۷۷/۲) ❸ التجريد (۲۷/۱)

❶ اسد الغابة (ت ۸۲۸۰) الاستيعاب (ت ۳۵۰)

کی خدمت لکھائی کا کام بھی کیا۔ ابوعمر فرماتے ہیں: خیبر کے سال اسلام لائے۔ آپ نے انہیں خیبر کی کھجوروں میں سے تیس وسق کھانے کے لئے دیئے۔ مغازی میں ابن اسحاق [1] نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تبوک پہنچے آپ کے پاس یحنہ بن رؤبہ آیا اور آپ سے صلح کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ایک تحریر لکھوائی، اس کے آخر میں ہے وہ تحریر جہیم بن صلت نے لکھی۔ یہ وہی ہیں جنھوں نے بدر کے دنوں میں ایک گھڑسوار دیکھا جو کہہ رہا تھا: عتبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹے قتل ہوگئے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے: ابوجہل نے کہا: یہ بنی عبدالمطلب کا سندیسا (پیام) دینے والا۔

تاریخ والے حمادِی لکھتے ہیں: زبیر اور جہیم بن صلت زکوٰۃ کی مالیت لکھتے تھے۔

۱۲۵۸ (ز) جهيم بن قيس وہی جہم ہیں۔

۱۲۵۹ جهيم بن ابى جهيمه الاسلمى

جیسا کہ آرہا ہے۔ وہ حنین کی غنیمتیں لانے پر مقرر تھے۔ ان کا ذکر عثمان بن ابی جہیمہ کے حالات میں ہے۔

باب الجیم جس کے بعد واؤ ہے

۱۲۶۰ (ز) جودان العبدى [2] (بے نسبت)

ابن شاہین نے شعیب بن صفوان کے طریق سے بحوالہ عطاء بن سائب، اشعث بن عمیر، وہ جودان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: وفدِ عبدالقیس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے مشروبات کے متعلق پوچھا۔ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے عطاء بن سائب نے بحوالہ اپنے والد جودان روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے روضۃ العقلاء میں وکیع کے طریق سے بحوالہ سفیان وہ ابن جریج وہ عباس بن عبدالرحمٰن بن میناوہ جودان سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی سے معذرت کی اور اس نے اس کا عذر قبول نہیں کیا تو اس پر ٹیکس لینے والے جیسا گناہ ہے''۔ [3] ابن حبان فرماتے ہیں: [4] اگر ابن جریج نے ان سے سنا ہے تو یہ روایت حسن غریب ہے۔ اسے ابن ماجہ اور طبرانی نے اسی سند سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے مراسیل میں سہل بن صالح سے بحوالہ وکیع، ابن جودان سے وہ اپنے والد سے۔ ابن ابی حاتم [5] نے فرمایا: میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق پوچھا، فرمایا: جودان نامعلوم شخص ہیں جو صحابی نہیں۔ شاید جودان عبدی اس راوی کے علاوہ کوئی شخص ہوں جن کی حدیث پر ابوداؤد اور ابوحاتم کا اتفاق ہے کہ وہ مرسل ہے۔ واللہ اعلم

۱۲۶۱ (ز) الجون بن قتاده

بن الاعور بن ساعدہ بن عوف بن کعب التمیمی۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قسم رابع میں ہم ان

---

[1] السيرة النبوية (۱۹۶/۲) [2] اسد الغابة (۸۳۰) الاستيعاب (۳۷۶)

[3] ابن ماجه باب المعاذير (۳۷۱۸) المعجم الكبير (۲۷۵/۲) [4] الثقات (۶۵/۳) [5] الجرح والتعديل (۵۴۲/۲)

کا تذکرہ کریں گے۔

۱۲۶۲ (ز) الجون بن مجاسر

بن الضبین بن مالک بن مرہ بن عامر بن حارث بن انمار عبدی اشج العصری کے ماموں زاد، آمدی فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اپنی قوم کے کام کے متعلق پوچھا جو اُن کے لئے عیب بتاتے تھے۔ آپ نے انہیں ایسا جواب دیا جس میں توریہ تھا (دونوں پہلو تھے)۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم میں سخاوت نہ ہوتی تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دیتا اور میں تمہیں ملک بدر کر دیتا تم پر تف ہے کہ اپنی قوم کے قاصد بن کر آئے ہو''۔ [1] رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۶۳ جویریہ العصری [2]

محمد بن محمد بن مرزوق نے فرمایا: ہمیں سہلہ بنت سہیل نے بتایا کہ میں نے اپنی دادی حمادہ بنت عبداللہ سے بحوالہ جویریہ العصری سے سنا، فرمایا: میں وفدِ عبدالقیس میں نبی ﷺ کے پاس آیا، ہمارے ساتھ منذر بھی تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہاری دو خصلتیں بردباری اور حزم و وقار اللہ تعالیٰ کو پسند ہے''۔ [3] اسے ابن مندہ نے تعلیقاً اور ابونعیم نے موصولاً ذکر کیا ہے، روایت کی سند میں جن دو عورتوں کا ذکر ہے وہ غیر معروف ہیں۔

القسم الثانی جنہیں دیدار حاصل ہے

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

۱۲۶۵ جبیر بن حُوَیرث [4]

بن نقید بن عبدالدار بن قصی بن کلاب۔ انہیں دیدار اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع روایت لیتے ہیں۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابوعمر فرماتے ہیں: ''انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا آپ کا دیدار کیا (لیکن) آپ سے کچھ روایت نہیں کیا۔ ان کے والد فتح مکہ کے موقع پر کافر مارے گئے جنہیں علی بن ابی طالب [5] نے قتل کیا''۔ ابوعمر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔

میں کہتا ہوں: کسی نے یہ حدیث روایت کی تو ان کا نام جبلہ بتایا، جو تبدیلی ہے درست جبیر ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد (٤٧١٢)

[2] اسد الغابة (٨٣٢) الاستيعاب (٣٨٤)

[3] كنز العمال (٥٨٣٨) (٣٧٥١٨) الطبقات الكبرىٰ (٥٤/٢/١) جامع الحديث (٦٦٨/٤) جامع المسانيد (١٧١/٣)

[4] اسد الغابة (٦٩٥) الاستيعاب (٣١٩)

[5] اسد الغابة (٣٠٩/١) الاستيعاب (٣٠٦/١)

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

(۱۲۶۶) جعدہ بن ابی ہبیرہ ✿

بن ابی وہب بن وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی، ان کی والدہ ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے خراسان کے گورنر بنے۔ ابن مندہ فرماتے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ امام بخاری ✿ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ازدی وغیرہ نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے جن سے صحابی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ حاکم اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ان کے متعلق کہا جاتا ہے: انہیں دیدار کی دولت نصیب ہے۔ ابن حبان ✿ فرماتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کے متعلق کوئی معتمد روایت نہیں ملی۔ بغوی فرماتے ہیں: عہد نبوی میں پیدا ہوئے لیکن صحابی نہیں۔ ابن السکن نے اسی جیسا قول اختیار کیا ہے۔ اجری فرماتے ہیں: میں نے ابوداؤد سے پوچھا: کیا جعدہ بن ہبیرہ صحابی ہیں؟ فرمایا: انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔

میں کہتا ہوں: ان کی رؤیت تو برحق ہے اس واسطے کہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ وہ آپ کی چچازاد بہن کے بیٹے ہیں۔ اور ام ہانی کی خصوصیت نبی ﷺ سے مشہور ہے۔ طبرانی نے ابن جریج کے طریق سے ابوزبیر سے وہ مجاہد سے وہ جعدہ بن ہبیرہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (حدیث)

حافظ ضیاء نے مختارہ میں طبرانی کے طریق سے نقل کیا ہے کیونکہ باوردی نے اسے طبرانی کے شیخ سے اپنی سند کے ذریعے بحوالہ جعدہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: مجھے میرے ماموں علی نے منع فرمایا، پھر وہ روایت ذکر کی حدیث صحیح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بذریعہ دوسری سند مشہور ہے۔ طبرانی نے جعدق بن ہبیرہ بےنسبت کے سوانح میں ایک دوسری حدیث نقل کی ہیں جس میں فرماتے ہیں بنی عبدالمطلب کے ایک غلام کا نبی ﷺ کے سامنے ذکر ہوا کہ وہ نماز پڑھتا رہتا ہے سوتا نہیں۔ (حدیث) یہ روایت مرسل ہے۔ امام بخاری ✿ وغیرہ نے فرمایا جعدہ امیر معاویہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ام ہانی کے حالات میں آئے گا کہ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو ان کے صحابی ہونے کے منکر لوگوں کی بات غلط ہو جائے گی۔ جس کی طرف میں نے قسم اوّل میں اشارہ کر دیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد نون ہے

(۱۲۶۷) (ز) جُنَیدب (تصغیر ہے)

ابن جندب بن عمرو بن حممہ دوسی قسم اوّل میں قریبی ہی ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے۔ یہ جنیدب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

✿ اسد الغابۃ (٧٥٣) الاستیعاب (٣٢٨) ✿ التاریخ الکبیر (٢/٢٣٩)

✿ الثقات (٤/١١٥) ✿ التاریخ الکبیر (٢/٢٣٩)

ساتھ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے ان کی ان سے کم عمر ایک بہن تھی جس کے متعلق انہیں والد نے وصیت کر رکھی تھی۔ جن کی شادی حضرت عمر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی تھی اس کا تقاضا یہی ہے کہ انہیں اسی قسم کے لوگوں میں شمار کیا جائے گا۔

القسم الثالث اسلام و جاہلیت کا دور پانے والے حضرات جن کے متعلق یہ وارد نہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے

باب الجیم جس کے بعد الف ہے

۱۲۶۸ (ز) جابر بن عمر مزنی

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دجلہ اور فرات سے سیراب زمین پر مقرر کیا لیکن انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ یہ طبری کا قول ہے۔

۱۲۶۹ جابر بن کعب

بن کرمان بن طرفہ، ابن وہب بن مازن بن تیم بن اسد بن حارث بن العتیک الازدی۔ ثابت بن قطبہ بن کعب بن جابر مشہور شاعر کے دادا۔ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدالاعز شاعر ان کے بیٹے ہیں۔ بنی امیہ کی حکومت میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۱۲۷۰ (ز) جابر بن یاسر[1]

بن عویص (سین کے زبر سے) آخر میں رہے ابن فدک رعینی قتبانی۔ زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے۔ ابن یونس فرماتے ہیں فتح مصر میں شریک تھے۔ اور یہی عباس کے بیٹوں عیاش اور جابر کے دادا ہیں۔

۱۲۷۱ جابر یا جویبر العبدی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جوان آدمی تھے، اس لحاظ سے انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے۔ امام بخاری نے "الادب المفرد" میں ابونضرہ کے طریق سے روایت کیا، فرماتے ہیں: ہمارے ایک جابر یا جویبر نامی شخص فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مجھے ایک ضرورت پیش آئی۔ رات کے وقت میں مدینہ پہنچا، آپ کے پاس گیا، ذہانت و زبان تو مجھے (قدرت سے) ملی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے دنیا کی حقارت بیان کرنے لگا، پھر وہ قصہ ذکر کیا۔

۱۲۷۲ (ز) جابر الرعینی

سعید بن جابر کے والد۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا کہ انہوں نے دورِ نبوی پایا اور فتح دمشق میں شریک تھے۔

---

[1] اسد الغابۃ (۶۵۵)

میں کہتا ہوں: شاید یہ پہلے والے ہوں۔

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

۱۲۷۳ (ز) الجَبَان (بے نسبت)

مجھے ان کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ ان کا یہ لقب ان کی بہادری کی وجہ سے پڑا۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح تستر میں شرکت کی۔ زمانۂ نبوی پایا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں: ہم سے فزاد ابونوح نے بحوالہ عثمان بن معاویہ قرشی وہ اپنے والد سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے روایت کر کے بتایا: جب ابوموسیٰ لوگوں کو لے کر ہرمزان کے مقابلہ میں تستر فروکش ہوئے۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا جس میں ہے: مجزاۃ بن ثور ایک سرنگ سے تین سو آدمیوں سمیت شہر میں داخل ہوئے۔ اس تعداد میں سے چھیاسی (۸۶) آدمی مخصوص کر لیے ان سے کہا: جب تک تمہارے باقی ماندہ ساتھی اندر نہیں پہنچا دیتا میں نہیں لوٹوں گا۔ تو ان سے ایک کوفی، جس کی بہادری کی وجہ سے اسے جبان (بزدل) کہا جاتا تھا، کہنے لگا: مجزاۃ آپ اپنی فکر کریں، آپ کے علاوہ بھی کوئی یہ کام کر سکتا ہے۔ آپ کو جس کا حکم ہے وہ کریں۔ انہوں نے جواب میں فرمایا: تم نے صحیح کہا۔ پھر وہ انہیں دروازے تک لے گئے اور اُس شخص کو ان پر نگران بنا کر ایک جتھہ لے کر دیوار کی طرف چل پڑے۔ ایک کافر سرداران کی طرف اتر پڑا اور انہیں نیزہ مارا جو نشانے پر لگا۔ مجزاۃ نے ان سے کہا: اپنے امیر کی طرف چلو، غفلت میں نہ پڑنا۔ انہوں نے پہچان کے لیے ان پر ٹاٹ ڈال دیا اور چل پڑے۔ دیوار پر مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی اور انہوں نے دروازہ کھول لیا۔ ابوموسیٰ نے بھی ادھر کا رُخ کیا، پھر باقی ماندہ حدیث سنائی۔

۱۲۷۴ جُبَیر بن قشعم

بن یزید بن ارقم بن نعمان بن عمرو بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کندی، زمانۂ نبوی پایا ہے اور عراق کی فتوحات میں شریک رہے بلکہ خلافت فاروقی میں قادسیہ کے قاضی بھی رہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ ان کے نسب میں بنی ارقم بن نعمان کی جس جماعت کا ذکر ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں تھی۔ کچھ کوفی لوگ حضرت عثمان کے خلاف کچھ کہنے لگے، تو بنی ارقم نے کہا: ہم اس شہر میں نہیں رہتے جہاں عثمان کو برا بھلا کہا جائے۔ چنانچہ یہ لوگ امیر معاویہ کے ہاں منتقل ہو گئے۔ آپ نے انہیں جزیرہ کی زمین رہا پر ٹھہرایا۔

۱۲۷۵ جبیر بن نفیر[1] (نون، فا سے تصغیر ہے)

ابن مالک بن عامر حضرمی ابوعبدالرحمٰن، اکابر تابعین میں سے مشہور شخص، ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن حبان[2] ثقات التابعین میں لکھتے ہیں: انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔ باوردی اور ابن السکن نے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے طریق سے بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے جاہلیت کا دور دیکھا ہے، ہمارے پاس یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا تو ہم لوگ

---

[1] اسد الغابة (٧٠٠) الاستيعاب (٣١٨) [2] الثقات (١١١/٤)

اسلام لے آئے۔ ابن شاہین نے یہ روایت طویل ذکر کی ہے۔ ابواحمد عسکری کا گمان ہے کہ جبیر بن نفیر دو ہیں۔ ایک کندی جو آئے، دوسرے حضرمی ہیں جو صحابی نہیں اور نہ وفد میں آئے۔

میں کہتا ہوں: انہیں اس میں غلطی لگی ہے، جس کا سبب یہ ہے ان کے پاس حدیث اس طرح لکھی ہے جبیر بن نفیر کی روایت ہے کہ ''وہ نبی ﷺ کے پاس آئے''۔ جبکہ درست یہ ہے جبیر بن نفیر سے بحوالہ ان کے والد جیسا کہ آ رہا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد دال ہے

۱۲۷۶ (ز) **جد جمیرہ** (دونوں جیموں سے)

انہیں خرہ خسرہ (دونوں نقطوں والی خاؤں اور سین سے) فارسی بھی کہا جاتا ہے۔ کسریٰ کا حکم نبی ﷺ تک پہنچانے کے لئے باذان کے قاصد، بعد میں اسلام لے آئے۔ ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ زہری، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا خط کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پڑھ کر چاک کر دیا اور یمن میں اپنے گورنر باذان کو لکھا: کہ حجاز والے اس شخص کی طرف اپنے پاس سے دو مضبوط آدمی بھیجو۔ جو اسے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے ذمہ دار ابونوہ کو بھیجا، وہ فارسی زبان لکھنے اور حساب کتاب کرنے والا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک فارسی شخص روانہ کیا جس کا نام ''جَدْ جمیرہ'' تھا۔ انہیں ایک خط دے کر نبی ﷺ کی طرف روانہ کیا جس میں آپ کو ان دونوں کے ساتھ کسریٰ کی طرف متوجہ ہونے کا کہا، ذمہ دار سے کہا: اس شخص کی طرف سے پوری چھان بین کرنا اور اس سے گفتگو کر کے مجھے اس کی اطلاع دینا۔ یہ دونوں وہاں سے نکل کر طائف پہنچے۔ جہاں انہیں قریش کے چند تاجر ملے ان سے آپ علیہ السلام کے متعلق پوچھا، ان لوگوں نے بتایا وہ یثرب میں ہیں وہ خوش ہوئے کہنے لگے کسریٰ نے اس کی سزا مقرر کر رکھی ہے۔ وہ شخص تمہیں کافی ہے۔ وہاں سے چلے مدینہ آ گئے۔ ابونوہ نے آپ سے بات کی کہ کسریٰ نے باذان کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کے پاس ایسے شخص بھیجے جو آپ کو لے جائیں۔ اس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب (سرائے میں) لوٹ جاؤ، کل میرے پاس آنا''۔ دوسرے دن جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے۔ اور اس کے بیٹے شیرویہ کو فلاں رات فلاں مہینے اس پر مسلط کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ جانتے ہیں جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں (اس کا کیا نتیجہ ہوگا)؟ یہ بات ہم باذان کو لکھ بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس سے کہنا: اگر تم مسلمان ہو گئے تو میں تمہیں تمہارے عہدے پر برقرار رکھوں گا۔ پھر آپ نے جد جمیرہ کو ایک ازار بند عطا کیا جو آپ کو ہدیہ میں ملا تھا۔ اس میں سونا چاندی لگی تھی۔ پھر وہ دونوں باذان کے پاس آئے، اسے حالات سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو بادشاہ کا کلام نہیں، ہم ان کی بات کا ضرور انتظار کریں گے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اس کے پاس شیرویہ کا خط آ پہنچا: صورت حال یہ ہے کہ میں نے فارس کے لئے غصہ میں کسریٰ کو قتل کر دیا ہے، کیونکہ اس نے فارس کے بڑے بڑے لوگ قتل کرنا حلال سمجھ لیا تھا۔ اپنی جانب کے لوگوں سے میری فرمانبرداری کا پروانہ لے لو اور اس شخص کی ذرا بھی گستاخی نہ کرنا جس کے لیے کسریٰ نے تمہیں لکھا تھا۔ جب اس نے خط پڑھا، کہنے لگا: بے شک یہ شخص فرستادہ نبی ہے اور وہ اسلام لے آئے

جس کی وجہ سے وہاں کے وہ سب فارسی ❶ نوجوان بھی مسلمان ہو گئے جو یمن میں رہتے تھے۔ ابونعیم اصبہانی نے ''دلائل النبوۃ'' میں ایسا ہی لکھا ہے جو ابن اسحاق سے بلاسند مروی ہے لیکن انہوں نے ان کا نام خرخسرہ لیا ہے۔ البتہ ان کے رفیق ''ابانوہ'' کے نام پر اتفاق کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد را ہے

۱۲۷۷ (ز) جراد بن طهيمه

بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن عامر بن کلاب کلابی وحیدی، مخضرمی، زمانہ جاہلیت و اسلام پایا ہے۔ ان کے بیٹے شبیب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب وہ شہید ہوئے، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۷۸ (ز) جراد بن مالك

بن نویرہ تمیمی سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کے چچا متمم نے ان کا مرثیہ کہا ہے۔ حرف میم میں ان شاء اللہ تعالیٰ مالک کے قتل ہونے کی روایت آئے گی۔

۱۲۷۹ (ز) جراد البجلی

جاہلیت کا دور پایا اور جریر کے ساتھ فتح قادسیہ میں شریک ہوئے۔ خلال کہتے ہیں: ہمیں جعفر بن احمد بن بسر نے بحوالہ ابوبسر بن مجالد بن جراد بتایا، اور جراد ان لوگوں میں سے ہیں جو جریر کے ساتھ فتح قادسیہ میں شریک تھے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔

۱۲۸۰ (ز) جرجه / جرجير رومی

ابو یونس ازدی نے فتوح الشام میں ان کا ذکر کیا ہے اور دلائل میں ابونعیم کے طریق سے مروی ہے، کہا: ''جرجیر'' فتوح میں سیف بن عمر نے جرجہ لکھا ہے۔ اور اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ یرموک میں شہید ہوئے۔ ابوحذیفہ اسحاق بن بشر نے فتوح میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔

۱۲۸۱ (ز) جرول بن اوس

حاء بے نقطی میں ان کا ذکر ہوگا۔ حطیہ عبسی شاعر ہیں۔

۱۲۸۲ (ز) جرول العبسی (دوسرے ہیں)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے اور عہد فاروقی میں شریک جنگ رہے۔ یعقوب بن شیبہ نے اپنی مسند میں سریج بن نعمان سے بحوالہ ہیثم بن عمران بن عبداللہ، فرماتے ہیں: میرے دادا عبداللہ نے بحوالہ اپنے والد ابوعبداللہ جرول بتایا، فرمایا: میں عتبہ بن غزوان کے ساتھ فتح اصطخر میں شریک تھا۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے شام کے گورنر کو لکھا کہ ابوعبداللہ کے حساب میں

❶ دلائل النبوة لابی نعیم اصبهانی (۱۲۳)

ستر دینار کا اور ان کے اہل وعیال کے وظیفے میں دس دس دینار کا اضافہ کردو۔

۱۲۸۳ (ز) جروه بن يزيد الطائی

ابوحاتم سجستانی[1] نے معمرین میں ان کا ذکر کیا کہ وہ سو سال کے قریب زندہ رہے۔ پھر اسلام کا زمانہ پایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ترکوں سے جنگ میں احنف بن قیس کے ساتھ شریک تھے جس میں ان کا ہاتھ شل ہوگیا تو احنف نے انہیں اس کی دیت عطا کی۔ بعد میں بلخ فروکش ہوئے وہ اکثر ترکوں سے شریک جنگ رہے۔ اس وقت وہ بے حد بوڑھے تھے بالآخر سعید بن اُبجر کے ساتھ شہید ہوئے اس کے متعلق ان کے بہت سے اشعار بھی ہیں۔

۱۲۸۴ (ز) جُرَیْبَه (جیم اور باء سے تصغیر ہے)

ابن الاشیم بن عمرو بن وہب بن وثار بن فقعس اسدی ثم فقعسی، آمدی فرماتے ہیں: بنی اسد کے شاعروں اور جاہلیت میں ان کے شاعروں میں سے ایک ہیں۔ پھر اسلام لے آئے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

> ”جو مذہب پرانا ہوگیا وہ میرے لیے ایک نئے دین سے تبدیل ہوگیا۔ گناہ کی ایسی کثرت تھی گویا میں اندھیروں میں تھا۔ اے دین کے مالک! ہمیں قائم رکھ تاکہ ہم سیدھے رہیں۔ میں اگر گناہ کا ارادہ بھی کروں گنہگار نہ ہوں“۔

مرزبانی لکھتے ہیں: جاہلی شاعر ہیں۔ فرماتے ہیں:

> ”نشان زدہ گھڑ سواروں پر فدا، غبار کے تلے میرا ماموں اور چچا تھا۔ ہم نے دشمنوں سے کہا اترو! تو وہ نہیں اترے۔ اترو! اترو! کی ان پر کثرت ہوگئی“۔

ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا اور صرف ان کا شاعرانہ وصف بیان کیا۔ عنقریب فقعس تک ان کا نسب آئے گا جیسا کہ یہاں ہے۔

باب الجیم جس کے بعد زا ہے

۱۲۸۵ جزء بن حارث بن جذيمه العبسی

ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد دورِ جاہلیت میں فوت ہوئے۔ اور ان کے چچا قیس بن زہیر اپنے دور میں بنی عبس کے رئیس تھے، وہ بھی دور جاہلیت میں فوت ہوئے۔ رہے یہ جزء تو مجھے کوئی ایسا نظر نہیں آیا جس نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ان کا بیٹا عباس جو ام الولید بن عبدالملک کے والد ہیں تابعین سے ہیں۔ بنی امیہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔

---

[1] المعمرین (۶۷/۱)

۱۲۸۶ (ز) جزء بن ضرار الغطفاء

مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی شاعر ہیں جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:
''اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو بہترین بدلہ دے اور اس پھٹے ہوئے چمڑے میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں برکت ہو''۔ (اشعار)

۱۲۸۷ (ز) جزء بن مالک اسدی

حضرمی بن عامر میں تذکرہ ہوگا۔

باب الجیم جس کے بعد شین ہے

۱۲۸۸ جشیش الدیلمی* (جیم کے بعد دو شین سے تصغیر ہے)

یہ نام دارقطنی نے لکھا ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسود کذاب کے قتل میں امداد بہم پہنچائی تھی۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں انکا کر ذکر کیا ہے۔ سیف نے کتاب الردہ میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جشیش، دازویہ اور فیروز کی طرف پیغام بھیجا کہ اسود العنسی سے جنگ کرو۔ اسے دو سندوں کے لئے ذریعہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے۔ فرمایا: اس پیغام کا قاصد وبرہ بن یحنس تھا۔ ایسا ہی واقدی نے درہ میں ہمام بن منبہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی سیف نے فرمایا: ہمیں مستنیر بن یزید نے بحوالہ عروہ بن غزیہ دثینی ضحاک بن فیروز وہ جشیش دیلمی سے روایت کر کے بتاتے ہیں، فرمایا: ہمارے پاس وبرابن یحنس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر آئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے دین پر قائم رہنے، جنگ میں ثابت قدم رہنے اور اسود کذاب کے خلاف متحرک رہنے کا حکم دے رہے تھے۔ پھر ان کا وہ لمبا قصہ ذکر کیا جس میں انہوں نے اسود کو قتل کیا۔ اس کے آخر میں ہے پھر میں نے اذان دی اور ان کے سامنے اس کا (کٹا ہوا) سر ڈال دیا۔ وبرہ نے نماز قائم کی پھر ہم نے ان پر حلہ بول دیا اور نبی علیہ السلام کو حالات کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت باحیات تھے۔ اسی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آ چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس کی اطلاع دی آپ کے بعد ہمارے قاصد صدیق اکبر کے پاس آئے اور انہوں نے ہی ہمارے خطوط کا جواب دیا۔ دادو کے حالات میں آئے گا کہ یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے اسود کے قتل میں اعانت کی تھی۔

باب الجیم جس کے بعد را ہے

۱۲۸۹ جرجست فارسی.

اگر اس میں لفظی غلطی نہیں تو یہ دوسرے شخص ہیں۔ اس میں بھی کوئی مشکل نہیں کہ وہ متعدد ہوں۔

---

* اسد الغابة (٧٤٦)

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

۱۲۹۰ (ز) جعدہ سلمی

جہالت کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینے میں ان کا ایک قصہ ہے۔ آمدی [1] نے ان کا ذکر کیا کہ وہ غزل گو عورتوں والے شاعر تھے۔ عورتوں سے باتیں کرتے، انہیں ہنساتے اور ان سے مذاق کرتے وہ بھی ان کے پاس جمع ہو جاتیں۔ انہوں نے ایک عورت کو پکڑا اسے باندھا اور کہا کہ اب چلو وہ لڑکھڑا کر گری جس سے اس کے کپڑے کھل گئے اور سب عورتیں ہنسنے لگیں۔ یہ بات بقبیلہ اشجعی کو پتہ چلی، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شریک جہاد تھے انہوں نے آپ کی طرف خط لکھا۔

کوئی قاصد ابوحفص کو یہ پیغام پہنچا دے میرا بھائی آپ پر قربان ہو اللہ آپ کی رہنمائی کریں ہماری اونٹنیوں کا خیال کرو، ہم محاصرہ کے زمانے میں آپ لوگوں سے غافل رہے۔ ان اونٹنیوں کا کون نگہبان ہوگا جو بیڑیاں ڈال کے چھوڑ دی گئیں۔ مختلف جھگڑوں کو لے کر سلع پہاڑ چل پڑا کچھ اونٹنیاں بنی کعب ابن عمرو کی کچھ قبیلہ اسلم، جہینہ اور غفار کی ہیں۔ جنہیں سفید شرارتی باندھتا ہے اور وہ شخص کیا ہی برا جو اچھے اونٹوں کو باندھتا ہے۔ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جعدہ کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں جلاوطن کر دیا۔ قصہ مشہور ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کی طرف سے تھی نقل کیا جاتا ہے۔ میں نے تاریخ ابن عساکر میں جعفر بن خنزابہ کے طریق سے اصمعی تک ان کی سند سے مروی پڑھا ہے۔ فرمایا: ہمیں ابوعمرو بن العلاء نے بتایا، فرمایا کہ مدینہ میں بنی سلیم کا جعدہ نامی ایک شخص تھا جس کے پاس مدینہ کے درمیان میں عورتیں آ کر باتیں کرتیں۔ وہ ایک عورت کو رسی سے باندھتا پھر کہتا: رسی سے بندھا گھوڑا چھلانگ لگائے گا۔ جب وہ عورت کودتی تو گر جاتی جس سے اس کی شرمگاہ کھل جاتی، جہاد میں شریک کچھ لوگوں کو اس کی اطلاع ملی جن میں سے ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس جعدہ بن سلیم لایا جائے۔ چنانچہ وہ لایا گیا۔ سعید بن المسیب فرمایا کرتے تھے: میں ان جوانوں میں شامل تھا جو جعدہ کو پکڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔ آپ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا: جیسا تمہارے متعلق کہا گیا کہ وہ سفید رنگ شرارتی ہے، تو ایسا ہی ہے، پھر اسے کوڑے مارے اور عمان کی طرف جلاوطن کر دیا۔

۱۲۹۱ جعفر بن عَلَس

بن ربیعہ بن حارث بن عبدیغوث بن حارث بن معاویہ حارثی۔ ابوالفرج اصبہانی فرماتے ہیں: دورِ جاہلیت پایا پھر اسلام لے آئے۔

۱۲۹۲ (ز) جعفر بن قرط العامری

ابوحاتم سجستانی [2] نے معمرین میں ان کا ذکر کیا کہ وہ تین سو سال تک زندہ رہے، اسلام کا زمانہ پایا تو مسلمان ہو گئے۔

---

[1] الآمدی (۸۲/۱) [2] المعمرین (۵۴/۱)

۱۲۹۳ (ز) جعونه بن شعوب الليثى

ابوبکر بن شداد بن شعوب کے بھائی، زمانۂ نبوی پایا ہے۔ فاکہی نے ابواویس کے طریق سے بحوالہ اپنے والد کے چچا ربیع بن مالک سے وہ اپنے والد سے وہ جعونہ بن شعوب لیثی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ باہر نکلا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ رکھا تھا یا میرے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ آپ کی نظر ایک قافلے پر پڑی جو گھاٹی سے نکل رہا تھا اور اپنی سواریاں بھیج چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر قافلے کو اس فضیلت کا علم ہو جائے جو وہ لے کر جا رہے ہیں.....(حدیث)

۱۲۹۴ جعونۂ بن مرثد الاسدی

مخضرم طلحہ بن خویلد نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اس کے متعلق اشعار ہیں:

''بنی اسد نے جو کچھ کہا مجھے برا لگا، جو قوم اللہ سے جنگ کرنے لگے اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا، میں دین حنیف کا پیروکار ہوں اگر چہ تم بے وقوفی کی وجہ سے دین مستقیم پر قائم رہنے کی بنا پر برا بھلا کہو، پھر بھی میں مسلمان ہوں''۔

۱۲۹۵ (ز) الجعید (بے نسبت)

میرے خیال میں وہ بنی تغلب کے فرد ہیں۔ مدائنی نے کتاب الرکائد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ان عربوں میں سے تھے جو اجنادین کی جنگ کے بعد رومیوں کے ساتھ تھے اور ان کی قید سے چھوٹ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہیں دشمنوں کے خفیہ ٹھکانوں کی اطلاع دی۔ اور ان کے لیے ایک تدبیر سوچی جس پر عمل کر کے ناقوصہ کے روز انہیں شکست دے دی۔ اور ان کے دس لاکھ سے زائد سور ما قتل کر دیئے۔ اور ذکر کیا کہ یرموک اور ناقوصہ کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے۔

۱۲۹۶ (ز) جعیدہ بن عبیدہ کلابی

ارتداد کے خلاف جنگ کے دوران اور فتح شام میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ وہی کہتے ہیں: ''مجنون کی بیٹی کہتی ہے: کیا تو بیٹھا ہوا ہے۔ نہیں اس کے باپ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اس کی بات نہیں مانوں گا جس کا خالد کے لشکر میں بکثرت آنا جانا ہو۔ رومیوں کی طرف سے اس پر ان کے آنسو بہتے ہوں گے''۔

باب الجیم جس کے بعد لام ہے

۱۲۹۷ الجلندی

شروع کا پیش لام پر زبر نون ساکن اور دال پر زبر، عمان کے بادشاہ۔ وثیمہ نے ردّۃ میں ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے عمرو بن العاص کو انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا تو انہوں نے کہا: تم نے مجھے اس نبی امّی کے متعلق بتایا کہ وہ جس بھلائی کا حکم دیتا ہے سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتا ہے اور جس شر سے منع کرتا ہے سب سے پہلے خود اس سے باز رہتا ہے۔ جب وہ غالب آتا ہے تو نہ ٹھکراتا ہے اور نہ جھڑکتا ہے۔ وہ عہد کی پاسداری اور وعدے کی وفاداری کرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں وہ نبی ہے۔

پھر چند اشعار کہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

"عمرو میرے پاس وہ بات لے کر آیا جس کے بعد نہ کوئی حق ہے اور نہ خیر خواہی۔ میں نے اس سے کہا: جو کچھ تم لے کر آئے اس میں اضافہ نہیں کیا، عمان کا جلندی چیختا ہے۔ اے عمرو! میں کھلے عام اللہ تعالیٰ کے لیے مسلمان ہو چکا ہوں جس کی صدا دونوں وادیوں میں پھیل رہی ہے"۔

عنقریب جیفر بن جلندی کے سوانح میں آئے گا کہ جن کی طرف پیام بھیجا گیا عمرو تھے، اس لیے امکان ہے کہ باپ اور بیٹے دونوں کی طرف آپ نے پیام بھیجا ہو۔ مدائنی نے ذکر کیا کہ کسی عجمی بادشاہ نے جلندی بن عبدالعزیز ازدی کو گورنر بنایا، انہیں جاہلیت میں عبد جمل کہا جاتا تھا، پھر قصہ ذکر کیا۔

باب الجیم جس کے بعد میم ہے

۱۲۹۸ (ز) جماع بن ضرار

شماخ بن ضرار کے حالات میں تذکرہ ہوگا۔

۱۲۹۹ (ز) جمرہ بن شہاب

مخضرمی ہیں۔ ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا جسے ہم نے "فوائد ابی القاسم بن بشران" میں موسیٰ بن عقبہ کے طریق سے بحوالہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: جمرہ۔ آپ نے فرمایا: کس کے بیٹے ہو؟ کہا: شہاب کا۔ فرمایا: کن سے ہو؟ کہنے لگا: آگ جلانے والوں میں سے۔ فرمایا: تمہارا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا: حرہ میں۔ فرمایا: کس محلہ میں؟ کہا: ذات لظی (لپٹ والی) میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہنچو! تمہارے گھر والے تو جل گئے۔ چنانچہ وہ شخص آیا، دیکھا تو واقعی اس کے گھر والے جل چکے تھے۔

عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ زہری ابن المسیب سے روایت کیا، فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اسی سے ملتے جلتے مفہوم کی روایت ذکر کی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے موطا[1] میں یحییٰ بن سعید سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: جمرہ۔ پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔ اس روایت کا ابو بلال اشعری کی روایت سے ایک اور طریق ہے جو خالد اشعری سے بحوالہ مجالد ایک شیخ سے جس نے جاہلیت کا دور دیکھا ہے، کہا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا پھر اسی مفہوم کا قصہ ذکر کیا۔ اخبار منثورہ میں ابن درید لکھتے ہیں: ہمیں ابوحاتم سجستانی نے بحوالہ ابوعبیدہ بن مثنیٰ بتایا کہ شہاب بن جمرہ جہنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے ایسا ہی الٹ ذکر کیا ہے جبکہ صحیح نام پہلے والا ہے۔ ابن کلبی نے "الجامع" میں ان کا ذکر کیا کہ وہ جمرہ بن شہاب بن ضرام بن مالک الجہنی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ان کا قصہ بھی ذکر کیا ہے۔

---

[1] موطا مالک کتاب الاستئذان والتشمیت باب ما یکرہ من الاسماء (۱۸۲۰)

باب الجیم جس کے بعد نون ہے

۱۳۰۰ جناب بن مرثد (ابوہانی الرعینی)

نبی ﷺ کے دور میں اسلام لائے اور یمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ابن یونس وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۰۱ جنادہ بن ابی امیہ الدوسی

ان کے والد کا نام کبیر (باء سے) ہے۔ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔ میں نے ان کے ہمنام کے سوانح میں فرق پہلے بتا دیا ہے، جس سے فائدہ ہوگا۔ یہ کہ انہوں نے دورِ جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ ۶۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۱۳۰۲ (ز) جندب بن سلامہ الھذلی

دورِ جاہلیت دیکھا ہے، عہد فاروقی میں مدینہ کے تاجر تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں سلمہ بن جندب کے طریق سے بحوالہ جندب بن سلامہ روایت کیا ہے، فرمایا: ہم لوگ اس بازار کے تاجر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اپنے اور تمہارے درمیان اس چیز کو راستہ نہیں دیں گے جسے تم ذخیرہ کر سکو۔ مسلم بن جندب کہتے ہیں: جندب بن سلامہ کا تعلق میری قوم سے تھا۔

۱۳۰۳ (ز) جندب بن سلمی مدلجیؒ

بنی سوق کے فرد، ان لوگوں میں سے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں (نعوذ باللہ منہ) مرتد ہو گئے۔ ان کی طرف عتاب بن اسید گورنر مکہ نے اپنا بھائی خالد بن اسید بھیجا جو انہیں ابارق میں جا ملے۔ انہیں شکست دی اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ اس کے بعد انہیں ندامت ہوئی اور دوبارہ مسلمان ہو گئے، چنانچہ وہ کہتے ہیں: مجھے ندامت ہوئی اور میں نے یہ یقین کر لیا کہ میں نے اس کا انکار کر دیا جس کی عار ہمیشہ زمانے کے ساتھ رہے گی۔

۱۳۰۴ جندع بن صمیل

نبی ﷺ کے عہد میں اسلام لائے آپ کی طرف رخت سفر باندھا لیکن رستے میں فوت ہو گئے۔ رافع بن خداش کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا وہ ان کے چچا زاد ہیں۔

۱۳۰۵ جندل العجلی

مخضرمی ہیں۔ ۱۲ھ کو جابان کے قتل کی خوشخبری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچانے کے لئے خالد بن ولید کے قاصد تھے۔ سیف اور طبری نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ جندل فصیح آدمی تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک قیدی لڑکی ہبہ کی جس سے ان کی اولاد ہوئی۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد ھاء ہے

۱۳۰۶ (ز) جهمه بن عوف الدوسی

ابومخنف لوط بن یحییٰ نے معمرین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ تین سو ساٹھ (۳۶۰) برس زندہ رہے۔ اسلام کا زمانہ پایا۔ چنانچہ جب وہ کسی کو لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے سنتے تو فرماتے، میں نے اپنی جوانی میں لوگوں کو یہ کلمہ پڑھتے سنا ہے وہ ایک وادی سے گزرتے جو بے آب وگیاہ تھی، فرماتے ہیں: میں اس وادی سے گزرتا جس میں کوئی درخت نہ ہوتا وہ اتنا زندہ رہے کہ ان کی ابروئیں ان کی آنکھوں پر پڑ گئی تھیں۔ مندرجہ ذیل اشعار کے قائل وہی ہیں:

''میں بوڑھا ہو گیا اور عمر لمبی ہوگئی یہاں تک کہ مجھے رات کے اژدھوں کے ڈسے شخص کا قائم مقام بنا دیا جو ودیعت اور امانت نہیں رکھا گیا۔ نہ تو مجھے بیماری کی مصیبت ہے نہ کوئی اور غم ہے، ہاں موسم گرما اور بہار کے لگاتار سال مجھ پر گزرے جن میں تین سو سال مکمل گزرے۔ دیکھو اب میں چوتھے کی اُمید پر ہوں۔ میں گزشتہ سالوں کی باتیں بتاتا ہوں۔ ایک دِن ایسا ضروری ہے جس میں بچھڑنے کے لیے مجھے اڑایا جائے''۔

۱۳۰۷ (ز) جهم بن کلده الباهلی

دارقطنی کی ''المختلف و المؤتلف'' میں مظہر بن سعید باہلی کے طریق سے ان کا ذکر آیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے دادا مظہر بن جہم بن کلدہ نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا کہ ہم لوگ سوقہ میں تھے جو ریتلا علاقہ ہے۔ جب ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع پہنچی تو لوگوں نے اپنے گھر گرانا شروع کر دیئے پھر سات دِن تک تعمیر نہیں ہوئے۔

۱۳۰۸ (ز) جهم الحضرمی

عامر بن جہدم میں ذکر آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد واؤ ہے

۱۳۰۹ (ز) جویریه بن قدامه التمیمی

خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے ابوجمرہ (جیم سے) روایت کرتے ہیں بخاری میں ہے بقول بعض نام ان کا جاریہ اور جویریہ لقب ہے۔ اور کسی نے کہا کہ اکابر تابعین میں سے وہ آخری شخص ہیں۔ اور جو روایت ابن عساکر نے سعید بن عمرو الاموی کے طریق سے روایت کی ہے اس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہ دونوں ایک ہی شخص ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان سے کہا: جاریہ بن قدامہ کو اندر آنے کی اجازت دو! جب وہ اندر آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: جویریہ! پھر قصہ ذکر کیا۔

باب الجیم جس کے بعد یاء ہے

(۱۳۱۰) جیفر*

بروزن جعفر لیکن عین کی جگہ یا ہے بن جُلَنْدیٰ ازدی شاہِ عمان۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: انہوں نے اوران کے بھائی نے نبی ﷺ کا دیدار نہیں کیا۔ ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابن سعد نے عمرو بن شعیب کے طریق سے عمرو بن العاص کے مولیٰ سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے عمرو بن العاص کو فرماتے سنا: میں نجاشی کے پاس مسلمان ہوا پھر اپنی ہجرت کا واقعہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے جیفر اور عبید کی طرف بھیجا جو جلندی کے صاحبزادے اور عمان میں رہتے تھے۔ ان میں سے بادشاہ جیفر تھا۔ ان دونوں کا تعلق قبیلہ ازد سے تھا۔ پھر ان کے اسلام لانے کا واقعہ ذکر کیا۔ اوران دونوں نے انہیں زکوٰۃ کی عام اجازت دی۔ نبی ﷺ کی وفات تک وہ عمان میں ہی رہے۔

ادھر عبدان نے زہری تک صحیح سند سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو جیفر اور عبّاد کی طرف بھیجا جو جلندی کے بیٹے اور عمان کے گورنر تھے۔ حضرت عمرو ان کے ہاں گئے تو وہ دونوں اسلام لے آئے۔ ان کے ساتھ بہت سے لوگ بھی حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ نے اسلام نہ لانے والوں پر جزیہ مقرر کیا۔

میں کہتا ہوں: اِس میں اور جلندی تک جو مرسل روایت ہے اُس میں کوئی منافات نہیں۔ اور یہ مشکل بھی نہیں کہ جلندی خود بوڑھے ہو گئے ہوں اور اختیارِ مملکت اپنے دونوں بیٹوں کو دے دیا ہو۔ واللہ اعلم

(۱۳۱۱) (ز) جیفر بن جشم ازدی

وثیمہ نے کتاب الردّۃ میں ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔

القسم الرابع جن کا وہم اور غلطی سے ذکر ہوا

باب الجیم جس کے بعد الف ہے

(۱۳۱۲) (ز) جابر بن عبداللہ الاشہلی

ان کے متعلق ابن مندہ کو وہم ہوا ہے، درست یوں ہے: جابر بن خالد بن مسعود، پہلے بھی تذکرہ ہوا ہے۔ وہم کی وجہ یہ بنی کہ وہ بنی عبدالاشہل سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ان کے جداعلیٰ کی طرف نسبت کر دی اور اسے تبدیل کر کے عبدالاشہلی کر دیا۔

---

* اسد الغابۃ (۸۳۳) الاستیعاب (۳۷۵)

۱۳۱۳ (ز) جابر بن عیّاش ✿

ابونعیم فرماتے ہیں: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ انہوں نے ان کا اسی طرح مختصر تذکرہ کیا ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں، جبکہ انہیں وہم ہوا ہے: ابونعیم نے تو جابر بن یاسر بن غویص (جو عیاش کے دادا ہیں) کے سوانح کے دوران کہا، جابر بن عیاش بن جابر۔ نہ ان کا تذکرہ مشہور ہے اور نہ روایت۔ ابن الاثیر یہ سمجھے کہ انہوں نے جابر بن عیاش کو سابقہ ذکر کردہ ناموں پر عطف کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ انہوں نے تو ان کے بھائی عیاش پر عطف کیا۔ اور جابر بن عیاش مصریوں میں صغارِ تابعین کے طبقہ سے مشہور ہیں۔

۱۳۱۴ جابر بن نعمان ✿

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''مسکین کو دینا (بُری موت سے محفوظ رکھتا ہے)''۔ ✿ میں نے فوائد ابی العباس احمد بن علی الابار میں ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ فرمایا: ہم سے علی بن ہاشم نے بحوالہ ابن فدیک، محمد بن عثمان سے وہ اپنے والد سے وہ جابر بن نعمان سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ میں نے سلفی کے طریق سے ایک صحیح نسخہ میں ایسا ہی پایا ہے۔ مجھے کوئی مؤرخ ایسا نظر نہ آیا جس نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہو، حالانکہ یہ ان کی شرط کے مطابق ہیں پہلے میں یہ بات جائز قرار دیتا تھا کہ وہ جابر بن نعمان بلوی انصار کے حلیف ہوں جن کا ذکر قسم اوّل میں گزرا ہے۔ بعد میں مجھے حسن بن سفیان، طبرانی اور ابونعیم کے ہاں حلیہ میں حارثہ بن نعمان انصاری کے سوانح میں یہ حدیث مل گئی۔ قسم اوّل میں ان کے سوانح میں آئے گی۔

۱۳۱۵ جاریہ بن عبدالمنذر

درست خارجہ خاء نقطہ والی سے ہے، آ رہا ہے۔

۱۳۱۶ (ز) جاریہ بن عمرو

بن المؤمّل ان شاءاللہ تعالیٰ خواتین کے حصہ میں حرف جیم میں ذکر ہوگا۔

۱۳۱۷ (ز) جاریہ بن قعیس الطائی

درست حارثہ یائے بے نقطی سے ہے، ذکر آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

۱۳۱۸ (ز) جبیر بن اوس از بنی زریق

بدری صحابی ہیں۔ البتہ ان سے زیادہ احادیث مروی نہیں، ایسا ہی ابن حبان نے ذکر کیا ہے۔ جزء بن انس کا تذکرہ اور اس میں اختلاف پہلے گزر چکا ہے وہی درست ہے۔

✿ اسد الغابة (٦٥٢) ✿ اسد الغابة (٦٥٤) ✿ المعجم الكبير (٢٥٨/٣) مجمع الزوائد (١١٢/٣) حلية الاولياء (٣٥٦/١)

۱۳۱۹ (ز) جبر (بے نسبت)

ابواحمد عسکری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ایک طریق سے بحوالہ عثمان وقاصی زہری سے انہوں نے عبداللہ بن جبر سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قراءت کی تو (نماز کے بعد) آپ نے فرمایا: جبر اپنے رب کو سناؤ مجھے نہیں''۔ [1] سابقہ شخصیت پر اضافہ کرتے ہوئے ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ لفظی غلطی ہے حالانکہ یہ نام جہر (باء کی جگہ ہاء سے) تھا جس طرح کچھ ہی پہلے تذکرہ ہوا ہے۔ ہم نے وہیں اس کے متعلق سب کچھ تحریر کر دیا ہے۔

۱۳۲۰ (ز) جبر بن زید

ابوعُبَس کے والد عنقریب علبہ بن زید کے سوانح میں وہ بات آئے گی جس سے وہم ہوتا ہے کہ وہ صحابی ہیں اور ان سے روایت ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ صحابی ہونا اور روایت کرنا ان کے بیٹے ابوعبس کو حاصل ہے۔

۱۳۲۱ (ز) جبلہ بن ثابت

زید کے بھائی۔ بعض رواۃ کو ان کے متعلق وہم ہوا ہے اور انہوں نے حدیث ابن اسحاق بحوالہ فروہ بن نوفل، جبلہ برادر زید سے روایت کر دی جبکہ وہ زید بن حارثہ ہیں اور راوی نے انہیں زید بن ثابت سمجھ لیا ان کے بھائی کا بھی یہی نسب بیان کر دیا۔ حدیث جبلہ بن حارثہ سے مشہور ہے جیسا کہ قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۳۲۲ جبلہ بن شراحیل [2] حارثہ کے بھائی

ابن مندہ نے ان کا علیحدہ عنوان قائم کیا ہے جس کی ابونعیم نے تردید کی ہے کہ وہ یہی پہلے والے جبلہ بن حارثہ زید کے بھائی ہیں۔ اور حارثہ ان کے بھائی نہیں بلکہ والد ہیں۔ یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں وہم کی وجہ وہ روایت ہے جو زید بن حارثہ کے قصہ میں ان کی اولاد کے طریق سے مروی ہے۔ حارثہ نے کہا: اے بیٹے! میں تمہیں اپنی طرف سے تسلی دیتا ہوں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس حارثہ بن شراحیل ایمان لے آئے اور باقی لوگوں نے انکار کر دیا اور واپس جنگل میں آ گئے۔ پھر ان کا بھائی جبلہ واپس گیا اور نبی ﷺ پہ ایمان لے آیا۔ تو ابن مندہ نے اخاہ (ان کے بھائی) کی ضمیر حارثہ کی طرف راجع کی اس لیے کہ وہ قریبی لفظ ہے جس کا ذکر ہوا اور ابونعیم نے زید کی طرف لوٹائی اس لئے کہ انہی کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے۔ جبکہ دونوں کا احتمال ہے البتہ ابونعیم کا قول راجح اور وزنی ہے۔ کیونکہ جبلہ بن حارثہ صحابہ میں اپنی صحابیت اور نام کے حوالہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ بخلاف ان کے چچا زید کے، اس واسطے کہ ان کا صرف اسی روایت میں نام لیا گیا ہے جو قابل احتمال ہے۔ فاللہ اعلم

پھر ساتھ ساتھ یہ روایت اس مشہور حدیث کے مخالف اور شاذ ہے کہ زید بن حارثہ نے جب رسول اللہ ﷺ کو پسند کر لیا تو

---

[1] مجمع الزوائد (۱۱۰/۲) [2] اسد الغابۃ (۶۸۵)

ان کے والد اور چچا کا جی خوش ہوگیا اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ایسا ہی اہل سیرت نے ذکر کیا ہے۔اسی طرح ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں کلبی کے طریق سے بحوالہ ابوصالح، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۱۳۲۳ جَبَلَه [1] (بےنسبت)

ابن شاہین نے ان میں اور جبلہ بن حارثہ میں فرق کیا ہے حالانکہ یہ وہی ہیں۔اور جو حدیث انہوں نے درج کی وہ بھی انہی کی ہے۔وہ ابن اسحاق کی حدیث بحوالہ ایک شخص جبلہ سے ﴿قُلْ يَآأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ (سورة الكافرون: ۱) کی سونے [2] کے وقت قراءت کے بارے میں مروی ہے۔اسے ابن مندہ نے شریک کی روایت سے بحوالہ ابن اسحاق فروہ بن نوفل سے انہوں نے جبلہ بن حارثہ سے نقل کیا ہے۔

۱۳۲۴ جبیر بن حارث

درست حبیب (باؤں سے ہے) پہلے گزر چکا ہے۔

۱۳۲۵ جبیر بن حارث اعرابی

قشیری نے اپنے سفر نامہ کے فوائد میں امیر ابوالمکارم عبدالکریم ابن الامیر نصر دیلمی تک ایک لمبی سند سے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں امام ناصر عباسی کی خدمت میں تھا ایک دفعہ وہ شکار کی غرض سے باہر نکلے۔شکار کے پیچھے گھوڑے کو ایڑ لگائی، ان کے پیچھے کچھ خواص بھی چل پڑے۔آخر کار ہم ایک ویران زمین میں جا پہنچے۔کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کچھ عرب ہیں ان کے بوڑھے آگے بڑھے وہ خلیفہ کو پہچان کر زمین بوس ہونے لگے اور جو میسر ہوا وہ کھانا پیش کر کے کہنے لگے: امیر المومنین! ہمارے پاس ایک تحفہ ہے جو ہم آپ کو دینا چاہتے ہیں۔فرمایا: وہ کیا ہے؟ ہم سب ایک شخص کی اولاد ہیں اور ابھی تک زندہ کھاتے پیتے ہیں۔انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا ہے اور خندق کی کھدائی میں آپ کے ساتھ حاضر تھے۔خلیفہ نے کہا ان کا نام؟ وہ بولے جبیر بن حارث۔خلیفہ نے کہا: مجھے ان کی زیارت کراؤ۔تو انہوں نے انہیں بچہ کی طرح ایک پنگھوڑے میں ڈالا پھر رتن ہندی جیسا قصہ ذکر کیا۔فرماتے ہیں: یہ ۵۷۶ھ کی بات ہے۔لسان المیزان [3] میں، میں نے پورا قصہ ذکر کیا ہے۔

۱۳۲۶ جبیر بن نعمان [4]

بن امیہ انصاری، خوات بن جبیر کے والد۔سعید بن یعقوب بن السراج نے افراد میں ان کا ذکر کیا ہے اور زید بن اسلم کے طریق سے بحوالہ خوات بن جبیر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک دفعہ میں عورتوں کے پاس بیٹھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: میرا ایک اونٹ بدک گیا ہے۔(حدیث) [5] یہ غلطی ہے جو ایک لفظ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔یوں ہے خوات کے بیٹے سے مروی ہے صحابی خوات ہیں اور مذکورہ قصہ انہی سے مشہور ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٦٩٠) [2] ابوداؤد كتاب الادب باب ما يقول عند النوم (٥٠٥٥) ترمذى فى كتاب الدعوات باب منه (٣٤٠٣) المستدرك (٥٦٥/١) المعجم الكبير (٢٨٧/٢) الصحح لابن حبان (٢٣٦٣) الدر المنثور (٤٠٦/٦)

[3] لسان الميزان (٩٧/٢) [4] اسد الغابة (٦٩٩) [5] اسد الغابة (٣٧٠/١)

باب الجیم جس کے بعد حاء ہے

۱۳۲۷ الجحّاف بن حکیم [1]

بن عاصم بن سباع بن خزاعی بن محارب بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بھثہ بن سلیم سلمی فارسی، عبدالملک بن مروان کے دور میں مشہور واقعات والے ابن الاثیر نے سابقہ شخصیت پر اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان اشعار سے استدلال کیا ہے جن میں وہ بنی سلیم کے گھوڑوں کی صفات بیان کرتے ہیں۔ یہ ایسے نشان زدہ گھوڑے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں شریک ہوئے جن کے اطراف خون آلود ہیں۔ [2]

میں کہتا ہوں: ان اشعار سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ تو نہیں چلتا، البتہ انہوں نے اپنی قوم بنی سلیم پر فخر کیا ہے اور غزوہ حنین میں وہ بکثرت تھے۔ اس بارے میں عباس بن مرداس کا قصہ مشہور ہے۔ مجھے ابن الاثیر کے لیے ایک گزشتہ شخصیت مل گئی، لیکن جس نے اس کے رد پر کمر باندھی ہے وہ اس سے زیادہ باعلم شخص ہے۔ چنانچہ ابن عساکر، محمد بن سلام جمحی تک صحیح سند سے روایت کرتے ہیں کہ ابان اعرج نے مجھے بتایا کہ جحاف نے دور جاہلیت دیکھا ہے میں نے ان سے کہا: آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا: اُن کے اِن اشعار کی وجہ سے پھر یہ بیت ذکر کی۔ محمد بن سلام فرماتے ہیں: میں نے کہا: انہوں نے تو اپنی قوم بنی سلیم مراد لی ہے۔ فرماتے ہیں: بعد میں میں نے یہ بات عاصم بن سری سے ذکر کی، انہوں نے فرمایا: مجھے قیس بن ہیثم نے بتایا کہ انہوں نے حکیم بن امیہ کو ایک لونڈی جس سے جحاف ہمارے گھر کے کمرے میں پیدا ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کافی زمانہ بعد پیدا ہوئے۔ حماسہ میں ابوتمام نے یہ گمان ظاہر کیا کہ یہ اشعار کسی اور کے ہیں۔ وہ حریش بن ہلال قریعی ہے۔ فاللہ اعلم

ابن سید الناس نے شعراء صحابہ میں ان کا لکھا ہے: ابن الامین نے ابن عبدالبر پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے انہی کے قلم سے تحریر کردہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: ہشام نے ان کا تذکرہ کیا ہے، فرمایا: فتح مکہ کے متعلق ان کے اشعار ہیں۔ میں نے جو سیرت بحوالہ ابن اسحاق دیکھا کہ کسی کہنے والے نے کہا جس کا تعلق بنی جذیمہ سے تھا۔ بقول بعض وہ سلمی نامی کوئی خاتون تھیں۔ پھر اشعار کا ذکر کیا جن کا مطلع یہ ہے:

”اگر ایک قوم کی مسلمان قوم سے بات نہ ہوتی تو سلیم اس دِن ٹکر مارنے والے کے لائق ہوتے“۔

فرماتے ہیں: اسے عباس بن مرداس اور بقول بعض جحاف بن حکیم نے جواب دیا: رہنے دو، گمراہانہ گفتگو بس کرو، ہمیں شب و روز لڑائی کا دنبہ ٹکر مارنے کے لیے کافی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ان کے صحابی ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ جیسا پہلے گزر چکا انہوں نے اپنی قوم پر فخر کرتے ہوئے یہ سب کچھ کہا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (۷۰۴) [2] اسد الغابة (۳۷۲/۱) السيرة النبوية (۵۸/۴، ۵۹)

۱۳۲۸ جحش الجُهَنی [1]

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے جو خطا پر مبنی ہے اور وہ لفظی غلطی سے پیدا ہوئی۔ اس واسطے کہ انہوں نے ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابراہیم تیمی عبداللہ بن جحش جہنی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا ایک (جانا پہچانا) جنگل ہے جہاں میں فروکش ہو کر اس میں نماز پڑھتا ہوں۔ اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس مسجد میں ایک رات نماز پڑھ لوں۔ (آپ ﷺ نے فرمایا تیسویں رات اترو، چاہے تو نماز پڑھو اور چاہے چھوڑ دو۔ مراد نفل نماز ہے)۔ (الحدیث) انہوں نے ایسا ہی درج کیا ہے، اسے ابوداؤد [2] نے ابن اسحاق کے طریق سے نقل کیا تو انہوں نے کہا: تیمی سے وہ عبداللہ بن انیس الجہنی سے وہ اپنے والد سے، یوں اسناد سے لفظ ابن رہ گیا اور جحش انہیں سے بدل گیا۔ ابن عبداللہ کا نام ضمرہ ہے جو زہری نے اس حدیث کی روایت کرتے ہوئے بتایا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد ذال ہے

۱۳۲۹ (ز) جذیه (بے نسبت)

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے۔ اور ذیال بن عبید کے طریق سے بحوالہ حنظلہ بن حنیفہ، جذیہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی''۔ [3] ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یہ لفظی غلطی ہے، روایت کی سند تو یوں ہے ان کے دادا سے جن کا نام حنظلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اپنے مقام پر درست آئے گا، میرے خیال میں صحیح حذیم سے مروی ہے جیسا کہ حاء بے نقطی میں آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد را ہے

۱۳۳۰ جردان

ذہبی نے اپنے استدراک میں جرثوم اور جرموز کے درمیان ان کا ذکر کیا ہے جبکہ وہ جودان واؤ سے ہے۔ درست نام گزر چکا ہے۔

۱۳۳۱ جرجیس راهب

باء میں بحیر کے تحت تذکرہ گزرا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (۷۰۷) [2] ابوداؤد كتاب الصلاة باب فی ليلة القدر (۱۳۸۰)

[3] ابوداؤد كتاب الوصايا باب ما جاء حتى ينقطع اليتم (۲۸۷۳) السنن الكبرىٰ (۵۷/۷) (۳۲۰) المعجم الصغير (۹۶/۱) الدر المنثور (۲۸۸/۱) (۱۵۰۵۴) كنز العمال (۹۰۴۹۹) نصب الرايه (۲۱۹/۳)

۱۳۳۲ جُرھُد بن رداح الاسلمی ✿

کنیت ابوعبدالرحمٰن، اہل صفہ میں سے تھے۔ ابن ابی حاتم ✿ نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جرھد بن خویلد اور ان میں فرق کیا حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ اپنے دادا کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ صحیح رزاح (زا سے ہے نہ کہ دال سے)۔ ابن سعد ✿ اور ابوعبید نے لکھا ہے جرہد بن رزاح اسلمی کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی، شریف النسب تھے۔ بغوی بحوالہ زہری لکھتے ہیں: جرہد بن خویلد اسلمی اور ابن قانع تحریر کرتے ہیں: جرہد بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن سہم۔ یوں ذکر کر کے ان کے آباء کی پوری جماعت ساقط کر دی۔

۱۳۳۳ (ز) جرو بن جابر

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کے شیوخ میں سے ہیں۔ ثقات الثقات میں ابن حبان لکھتے ہیں: مراسیل روایت کرتے تھے۔

۱۳۳۴ جُرَیح بن سَلَامہ ابوشاہ

ابن شاہین نے ان کا ذکر تو کیا لیکن ان کا نام اور کنیت غلط لکھ دی۔ وہ حدیج (حائے بے نقطی اور دال سے ہے) اور ان کی کنیت ابوشاث (شین باء الف اور ثاء سے ہے) حاءِ بے نقطی میں صحیح نام آئے گا۔

۱۳۳۵ جریر یا ابوجریر

درست حاءِ بے نقطی سے آخر میں زا ہے۔ بغوی اور ابن مندہ نے جیم میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ان کا تذکرہ ثابت نہیں۔

باب الجیم جس کے بعد شین ہے

۱۳۳۶ جشیش الکندی

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے، درست فا کے اضافہ سے ہے جیسا پہلے ذکر ہوا۔

باب الجیم جس کے بعد فاء ہے

۱۳۳۷ (ز) جفّال

ازدی نے انہیں فائے مشدد سے ذکر کیا ہے، درست جعال ہے، جیسا کہ گزر گیا۔

✿ اسد الغابة (۷۲۵) الاستيعاب (۳٦۳) ✿ الجرح والتعديل (۵۳۹/۲) ✿ الطبقات (۳۳/٤)

۱۳۳۸ جفشیش بن اسود الکندی

ذہبی [1] نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں اور جفشیش بن نعمان میں فرق کیا ہے حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ یہ جفشیش بن نعمان ہیں۔ بقول بعض ابن اسود بن معدیکرب جیسا پہلے گزر گیا۔

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

۱۳۳۹ جعفر بن الزبیر [2]

بن عوام قرشی اسدی، ابن مندہ نے ابراہیم بن العلاء کے طریق سے اور ابونعیم نے حسن بن عرفہ کے طریق سے وہ دونوں ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر اور جعفر بن زبیر نے اس وقت رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی جب یہ دونوں سات سال کے تھے۔ [3] ابن مندہ کہتے ہیں: یہ وہم پر مبنی ہے، درست وہ ہے جو نعمان وغیرہ نے نقل کیا کہ اسمٰعیل سے اسی سند کے ذریعہ مروی ہے کہ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن جعفر نے بیعت کی۔

میں کہتا ہوں: اس میں غلطی اسمٰعیل سے واقع ہوئی ہے۔ اس لیے کہ ابراہیم بن العلاء اس میں متفرد ہیں۔ حق بات وہی ہے جو ابن مندہ نے کہی۔ وجہ یہ ہے کہ جعفر بن زبیر تو نبی علیہ السلام کی وفات کے کافی عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ عمر میں وہ عروہ سے چھوٹے ہیں۔

۱۳۴۰ (ز) جعفر ابوزمعه البلوی [4]

صحابی ہیں، جنہوں نے درخت تلے بیعت کی۔ پھر مصر رہائش اختیار کرلی۔ ان کے نام میں اختلاف ہے، کسی نے جعفر تو کسی نے عبد کہا ہے۔ ابن الاثیر [5] نے اپنے استدراک میں اسی طرح نقل کیا ہے کہ ابوموسیٰ نے عبد نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا لیکن جعفر میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں ابن الاثیر سے واضح غلطی ہوئی ہے اس لیے کہ ابوموسیٰ نے جو ذکر کیا وہ یہ ہیں: عبد بن زمعہ بلوی سے مروی ہے جو ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت تلے بیعت کی، مصر میں سکونت اختیار کی، ان کے نام میں اختلاف ہے، جعفر نے کہا: بقول بعض عبد ہے۔ لگتا ہے ابن الاثیر والے نسخہ میں قلمی غلطی ہے جو جعفر سے ابوموسیٰ نے نقل کیا وہ مستغفری ہیں اور ابوموسیٰ اپنی کتاب میں ان سے بکثرت نقل کرتے ہیں۔ اسی بنا پر اکثر وہ ان کا نسب بیان نہیں کرتے۔

۱۳۴۱ جعفر العبدی [6]

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کی وجہ سے علی بن سعید نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ وہ حسن بن عرفہ سے بحوالہ معتمر وہ لیث سے وہ زید سے وہ جعفر عبدی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت میں

---

[1] التجرید (۲۵/۱) [2] اسد الغابۃ (۷۵٦) [3] اسد الغابۃ (۳۲۷/۱) [4] اسد الغابۃ (۷۵۷)

[5] اسد الغابۃ (۳۹۱/۱) [6] اسد الغابۃ (۷٦۰)

سے (دوسروں کو جنتی یا جہنمی کہنے کے لیے) قسمیں کھانے والوں کے لیے خرابی ہے"۔ [1] ابوموسیٰ کہتے ہیں: اگر یہ جعفر بن زید عبدی ہیں تو وہ مشہور تابعی ہیں۔ ورنہ، میں انہیں نہیں جانتا۔

میں کہتا ہوں: یہ وہی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا اور معتمر کے طریق سے ان کے سوانح میں یہ حدیث ذکر کر کے فرمایا، مرسل ہے۔

۱۳۴۲ جعفر بن نسطور رومی

ان جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا جنھوں نے نبی ﷺ کی وفات کے کئی سال بعد صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ میں نے ابن الاثیر کی کتاب پر استدراک میں مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے، ایسا ہی ابن دباغ نے ابن عبدالبر کی کتاب پر اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے اور تجرید میں ذہبی [2] نے بھی اپنے استدراک میں نقل کیا ہے۔ البتہ انہوں نے کہا: اس تک اسناد اندھیر ہی اندھیر ہے۔ اور متون باطل ہیں۔ وہ دجال (انتہائی جھوٹا) ہے یا اس کا وجود ہی نہیں۔ اسے ۳۵۰ھ میں ترک کی زمین فاراب میں دیکھا گیا۔

میں کہتا ہوں: قسم اوّل میں اس کا ذکر کرنے سے میرا دِل خوش نہیں ہوا۔ منصور بن حکم زاہد فرغانی کے طریق سے، ان سے مروی ہمیں ایک نسخہ ملا جن میں سے ایک یہ ہے: مجھ سے جعفر بن نسطور رومی نے بیان کیا کہ میں غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا، میں اپنے گھوڑے سے اترا اور کوڑا اٹھا کر آپ ﷺ کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے (دعا دیتے ہوئے) فرمایا: "اللہ تمہاری عمر دراز کرے!" اس کے بعد میں تین سو بیس [3] سال زندہ رہا۔

ابوہریرہ بن ذہبی نے اجازتِ حدیث میں ہمیں بحوالہ اسحاق بن یحییٰ آمدی، وہ یوسف بن خلیل سے، وہ مسعود جمال سے وہ ابوعلی حدّاد سے وہ احمد بن محمد بن عمرو واعظ قومسی سے املاءً (بول کر لکھوانا) نقل کرتے ہیں کہ شجاع بن عمرو بن علی عراقی نے بحوالہ منصور بن حکم ہمیں بتایا۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو خیبر کی جانب ننگے پاؤں چلا تو گویا وہ جنتی زمین پر چلا۔ (حدیث) نیز میں نے اس کی ایک حدیث سنی ہے، ان کے آخری شیخ شہدہ بنت ابری ہیں۔ نسطور رومی کے سوانح میں اس کا ذکر ہوگا۔

سلفی کہتے ہیں: عبداللہ بن عمر بن خلف فروی نے ہمیں ۴۹۷ھ مکہ میں بتایا کہ ہمیں علی بن حسین بن اسمٰعیل کاشغری نے بحوالہ ابوداؤد سلیمان بن نوح بن محمد مرغینانی، انہوں نے منصور بن حکم فقیہ سے نقل کیا پھر اس نسخہ کا ذکر کیا جو گیارہ احادیث پر مشتمل تھا، ان میں سے دو یہی مذکورہ حدیثیں تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی ﷺ کے سامنے بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے مسواک کرتے وقت اپنے دائیں ہاتھ سے پھر بائیں ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔ آپ کسے اشارہ کر رہے ہیں؟ فرمایا: جبرائیل اور میکائیل میرے سامنے تھے۔ میں نے جبرائیل کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے کہا: "میکائیل کو دیں وہ مجھ سے بڑے ہیں"۔ [4] ایک اور نسخہ سے بھی انہوں نے روایت کی، اور ابوالمظفر میمون بن محمود کے طریق سے بحوالہ شریف عبدالجلیل عمر بن حسین کاشغری وہ ابن نسطور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ عنقریب نون میں ذکر ہوگا۔

---

[1] جامع المسانيد (۱۰۱/۳) [2] التجريد (۲۵/۱) [3] اللآلي المصنوعة (۱۰۱/۱) تذكرة الموضوعات (۱۰۸)

[4] اللآلي المصنوعة (۱۰۲/۱)

۱۳۴۳ (ز) جعفی بن سعد العشیرہ ✿

از قبیلہ مذحج۔ جن ایام میں نبی ﷺ کا ✿ وصال ہوا انہی ایام میں جعفہ کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب میں ایسا ہی نقل کیا ہے۔ ابوعمر نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ان سے نقل کیا اور ان کا تعاقب نہیں کیا۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں: یہ صاحب علم کی عجیب بات ہے۔ اس لیے کہ جعفی بن سعد العشیرہ نبی ﷺ سے پہلے عرصہ ہوا فوت ہو گئے تھے اور جن لوگوں نے ان سے نشست و برخاست رکھی ان میں اور جعفی میں دس سے زیادہ پشتوں کا فاصلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں انہوں نے مغازی میں وفد جعفی بن سعد العشیرہ از قبیلہ مذحج دیکھا جیسی ان مؤرخین کی عادت ہے کہ وہ شخصیات کے سوانح قبیلوں کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے نام ذکر کرتے ہیں جو وفد میں ہوتے ہیں۔ انہیں گمان ہوا کہ وہ وفد میں آئے (جو فا کا زبر سمجھ لیا) جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جعفی بن سعد العشیرہ وافد (یعنی آنے والے) تھے۔ حالانکہ ایسا ہے نہیں، اس لیے کہ انہوں نے اسم کو فعل اور قبیلے کے نام کو آنے والے کا نام بنا دیا۔ اس سلسلہ میں ابن ابی حاتم سے بڑھ کر ابوعمر زیادہ قابل ملامت ہیں۔

باب الجیم جس کے بعد لام ہے

۱۳۴۴ (ز) الجلاح ابو خالد

ذہبی نے سابقہ شخصیت پر زائد اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اسے طبقات ابن سعد کی جانب منسوب کیا ہے حالانکہ لفظی غلطی کی۔ ان کا نام اللجاج (دو جیموں سے ابتداء میں لام سے) ہے جیسا کہ حرف لام میں آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد میم ہے

۱۳۴۵ جمد الکندی ✿

ابن مندہ حماد کے طریق سے بحوالہ عاصم روایت کرتے ہیں کہ جمد الکندی نے کہا کہ مجھے ایک پیالہ پیش کیا جائے یہ مجھے بیٹے کی خوشخبری ملنے سے زیادہ پسند ہے۔ آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ ہوا آپ نے فرمایا: ''وہ تو دل کا پھل ہوتے ہیں''۔ ✿ ابونعیم لکھتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ یہ بات اشعث نے کہی تھی، ہوسکتا ہے آپ نے اشعث کی کم رحمی کو جماد سے تشبیہ دے کر ان کا لقب جماد رکھ دیا ہو۔

میں کہتا ہوں: ایسی بات نہیں۔ بلکہ مشہور یہ ہے کہ اشعث کو جمد الکندی کی بیٹی سے بیٹے کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے یہ کہا جو کچھ کہا۔ جمد ان چار بادشاہوں میں سے ایک ہے جو خلافت صدیقی میں مرتد ہو کر قتل کیے گئے تھے۔ اس کی بیٹی اشعث کے نکاح میں تھی۔

✿ اسد الغابة (٧٦١) الاستيعاب (٣٨٥) ✿ اسد الغابة (٣٣٠/١) الاستيعاب (٣٤٢/١)

✿ اسد الغابة (٧٧٥) المستدرك (٢٣٩/٤) ✿ المستدرك (٢٣٩/٤) تهذيب تاريخ دمشق (٦٩/٣) جامع المسانيد (١١٠/٣)

۱۳۴۶ جميش بن يزيد بن مالك نخعي

بقول بعض انہیں خدمت نبوی میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: ذہبی[1] نے یہ ذکر نہیں کیا کہ انہوں نے یہ بات کہاں سے نقل کی۔ اور نہ مجھے اسد الغابۃ کے باب ج م میں یہ نام ملا ہے۔ دراصل یہ لفظی غلطی ہے۔ یہ نام تو جمیش جیم ھا سے تصغیر تھا۔ قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔ ذہبی نے اسے دوبارہ درست ذکر کیا لیکن کہا ہے کہ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد نون ہے

۱۳۴۷ جندب بن بجيله

عبداللہ کے بیٹے ہیں، تذکرہ آئے گا۔

میں کہتا ہوں: تجرید[2] میں ایسا ہی ہے۔ یہ بھی لفظی غلطی ہے۔ بعض طرق میں جندب بن بجیلہ لکھا ہے۔

۱۳۴۸ (ز) جندب بن زهير العامري[3]

ابن فتحون نے ذیل میں، ان میں اور جندب بن زہیر الازدی میں فرق کیا ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ وہ غامدی (غین دال سے) ہیں نہ کہ عامری (عین اور را سے) اور غامد ازد کا بطن ہے۔

۱۳۴۹ جندب[4] ابوناجیہ

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ابراہیم بن ابی داؤد کے طریق سے بحوالہ مخوّل بن ابراہیم، اسرائیل سے وہ مجزأۃ بن زاہر اسلمی سے وہ ناجیہ بن جندب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ میں اس وقت نبی ﷺ کے پاس آیا جب آپ نے قربانی کا جانور روک لیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ساتھ قربانی کا جانور بھیج دیجیے۔ (حدیث)[5] ایسا ہی باوردی اور طحاوی نے نقل کیا ہے ابن مندہ فرماتے ہیں: ابوحاتم رازی نے بحوالہ مخوّل ان سے مخالف نقل کیا ہے۔

ابونعیم لکھتے ہیں: اس میں بعض راویوں کو وہم ہوا ہے انہوں نے مجزأۃ کی روایت جو بحوالہ ان کے والد، ناجیہ سے بدل دی ہے اور مجزأۃ سے بحوالہ ناجیہ ان کے والد کر دی ہے پھر عمرو بن محمد عنقزی کے طریق سے بحوالہ اسرائیل صحیح نقل کی ہے فرماتے ہیں: اثبات کی روایت بحوالہ اسرائیل اس کے موافق ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے نسائی نے بروایت عبیداللہ بن موسیٰ، بحوالہ اسرائیل، مجزأۃ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں! مجھے ناجیہ بن جندب نے بتایا، لہٰذا احتمال ہے کہ مجزاۃ نے ناجیہ سے اور اپنے والد سے بحوالہ ناجیہ سنی ہو۔ رہے جندب تو اسناد میں ان کا کوئی دخل

---

[1] التجريد (٢٦/١) [2] التجريد (٢٦/١) [3] اسد الغابة (٨٠٢) [4] اسد الغابة (٨٠٩)

[5] مسند احمد (٣٣٤/٤) المستدرك (٦١٢/٣) كنز العمال (١٢٧١٩)

نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۵۰ جنید بن سمیع المزنی

عقیلی نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے ایسا ہی تجرید[1] میں ہے حالانکہ وہ جنید بن سُبَیع ہیں جیسا کہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

۱۳۵۱ جنیفۃ النہدی

عقیلی نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور تجرید[2] میں بھی ایسا ہے جبکہ یہ لفظی غلطی پر مبنی ہے حالانکہ یہ نام جفینۃ (فاء نون سے پہلے) ہے جیسا کہ گزر گیا۔

باب الجیم جس کے بعد ھاء ہے

۱۳۵۲ الجہدمہ[3] (بے نسبت)

ابن شاہین نے حرف جیم کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے اور منصور بن ابی الاسود کے طریق سے بحوالہ جناب، ایاد سے وہ جہدمۃ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اس وقت دیکھا جب آپ نماز کے لئے باہر تشریف لائے آپ کے سر پر مہندی کی خوشبو تھی۔[4] میں نے بعض حفاظ کے قلم سے اس پر حاشیہ لکھا دیکھا ہے: جہدمہ عورت ہے جو بشیر بن خصاصیہ کی بیوی ہے۔ مصنف نے نساء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن قسم اول بحوالہ تجرید[5] ذہبی گزر چکا ہے کہ جحدمہ حائے بے نقطی سے ہے نہ کہ ھاء سے۔ اور یہ بھی ذکر کیا کہ بروایت ابوجناب، ایاد بن لقیط ان سے مروی ایک حدیث ہے۔ پھر کہا: بقول بعض: وہ ابورمثہ اہ مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس نے ابورمثہ کا یہ نام لیا ہو۔ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۱۳۵۳ جہم الاسلمی[6]

ابن مندہ نے ابن لہیعہ کے طریق سے بحوالہ یونس بن یزید، ابواسحاق سے انہوں نے محمد بن طلحہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے معاویہ بن جہم اسلمی سے، انہوں نے جہم سے نقل کیا ہے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کی: میرا جہاد کا ارادہ ہے:........(حدیث)[7]

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے اس میں ابن لہیعہ سے لفظی خطا ہوئی ہے۔ یوں ان کا نام اور نسبت غلط ہوگئی وہ تو جاہمہ سلمی ہیں جیسا کہ پہلے صحیح گزر چکا ہے۔

---

[1] التجرید (۱/۲٦) [2] التجرید ایضًا [3] اسدالغابہ (۸۱۹)
[4] مجمع الزوائد (۱٦۲/۵) جامع المسانید (۱٦٦/۳)
[5] التجرید (۲۷/۱) [6] اسدالغابۃ (۸۲۱)
[7] نسائی کتاب الجہاد باب الرخصۃ فی التخلف لمن لہ والدۃ (۳۱۰٤)
ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الرجل یغزو ولہ ابوان (۲۷۸) مسند احمد (۳/٤۲۹) المعجم الکبیر (۲/۲۲۰۲)

باب الجیم جس کے بعد واو ہے

۱۳۵۴ جون بن قتادہ [1]

بن اعور بن ساعدۃ بن عوف بن کعب بن عبدشمس بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی تابعی ہیں۔ کسی راوی کو وہم ہوا اور ان سے موصولا حدیث روایت کر دی جس میں صحابی کا نام ساقط کر دیا ہے اسی غلطی کی بنا پر بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ جن کا اپنے مقام پر ذکر آئے گا۔ بغوی کہتے ہیں: ہمیں میرے دادا احمد بن منیع اور شجاع بن مخلد نے بتایا کہ ہمیں ہیثم نے بیان کیا۔ اور ابن قانع نے حسن بن عرفہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ابن مندہ نے یحییٰ بن ایوب کے طریق سے دونوں نے بحوالہ ہشیم، منصور سے وہ حسن سے وہ جون بن قتادہ تمیمی سے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے آپ کا کوئی صحابی لٹکے مشکیزے کے پاس سے گزرا جس میں پانی تھا اس نے پانی پینا چاہا مشکیزے والے نے کہا: یہ مردار کی کھال کا مشکیزہ ہے لوگوں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا پانی پی لو کیونکہ دباغت (چمڑے کو پختہ کرنا) ہی اس کی پاکی کا ذریعہ ہے۔ [2]

بغوی لکھتے ہیں: ایسا ہی اسے ہشیم نے بیان کیا اور جون بن قتادہ سے آگے تجاوز نہیں کیا۔ جون صحابی نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اس میں ہشیم کو وہم ہوا ہے۔ جون کو نہ شرفِ صحابیت حاصل ہے اور نہ رؤیت (دیدار) فرماتے ہیں: اسی روایت کو قتادہ نے بحوالہ حسن، جون سے انہوں نے سلمہ بن محبق سے روایت کیا ہے۔ ابونعیم تحریر کرتے ہیں: اسے زکریا بن یحییٰ زحمویہ نے بحوالہ ہشیم روایت کیا۔ اور اسناد میں سلمہ بن محبق کا ذکر کیا پھر ان کے طریق سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے زحمویہ نے بہترین انداز سے روایت کیا ہے۔ ان سے روایت کنندہ اسلم بن سہیل واسطی ہیں جو اہل واسط کے اکابر حفاظ علماء میں سے ہیں۔ اب ظاہر ہو گیا کہ وہم میں مبتلا ہونے والے ہشیم کے علاوہ کوئی ہیں۔ مزی نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: کہ ابن مندہ کی بات درست ہے کہ وہم ہشیم سے ہوا ہے اور زحمویہ کی روایت شاذ ہے۔

میں کہتا ہوں: کہ احتمال ہے کہ ہشیم نے وہم کی بنا پر کئی بار اور درست ایک بار روایت کیا اور ابومحمد بن حزم کو ہشیم کی ظاہری اسناد سے دھوکا ہوا اور انہوں نے طبری کے طریق سے بحوالہ محمد بن حاتم، ہشیم سے روایت کر کے اسے ذکر کر دیا۔ جیسا کہ احمد بن منیع اور ان کے پیروکاروں نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ صحیح حدیث ہے۔ جون کی صحابیت صحیح ہے۔ ابوبکر بن معوز نے ان کا تعاقب کر کے کہا: یہ غلطی ہے جون ایک نامعلوم تابعی ہیں جن سے صرف حسن نے روایت کی ہے اور اس حدیث کی ان کی طرف یہی روایت ہے جو سلمہ بن محبق سے مروی ہے۔ اس میں محمد بن حاتم سے غلطی ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس سلسلہ میں محمد بن حاتم کی طرف غلطی کی نسبت کرنے میں صحیح اقدام نہیں کیا۔ ان کا یہ کہنا: کہ جون مجہول شخصیت ہے یہی بات ابوطالب اور اثرم نے بحوالہ امام احمد بن حنبل کہی ہے۔ ابوالحسن بن براء بحوالہ علی بن المدائنی فرماتے ہیں: جون معروف شخصیت ہے اگرچہ ان سے صرف حسن نے روایت لی ہے دوسرے مقام میں انہیں حسن کے مجہول (نامعلوم) شیوخ میں شمار کیا ہے۔ جون بن قتادہ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

[1] اسد الغابۃ (۸۳۱) [2] کنز العمال (۲۶۷۷۳) (۲۷۳۱۳) تہذیب تاریخ دمشق (۴۱۸/۳)

حرف حاء

القسم الاوّل از حرف حاء

باب حاء کے بعد الف

۱۳۵۵ حابس بن دغنّہ الکلبی [1]

نبوت کی نشانیوں کے بارے میں ان کی ایک روایت ہے۔ شرف صحابیت رکھتے ہیں۔ ابوعمر نے اسی طرح مختصراً ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مذکورہ روایت ہشام بن کلبی نے حدیث عدی بن حاتم نقل کی ہے کہ میرا ملازم جس کا کلب سے تعلق تھا اور اسے حابس بن دغنہ کہا جاتا تھا ایک دفعہ میں اپنے صحن میں بیٹھا ہوا تھا وہ ہانپتا کانپتا میرے پاس آیا، کہنے لگا: اپنے اونٹ سنبھالیے! میں نے کہا: ہوا کیا ہے؟ کہنے لگا: میں وادی میں تھا اچانک پہاڑ کی گھاٹی سے بوڑھا شخص میری جانب بڑھا اس کا سر بالکل سفید تھا وہ زمین پر عقاب کی طرح بغیر کسی جنبش کے نرمی سے اترا، یہاں تک کہ اس کے پاؤں میدان پر ٹک گئے۔ مجھے جو کچھ نظر آ رہا تھا میں اسے عظیم سمجھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا:

حابس بن دغنہ اے حابس! وسوسے تیرا دل ہرگز نہ موڑیں، روشنی اس کے ہاتھ سے ظاہر ہو چکی جس کے پاس چنگاری ہے۔ حق کی جانب مائل ہو جاؤ اور خود کو دھوکے میں نہ ڈالو، پھر وہ غائب ہو گیا۔ میں نے شام کو اونٹ لیے اور صبح کسی اور وادی میں چھوڑ دیئے اور لیٹ گیا ایک سوار مجھے پاؤں کی ٹھوکر سے بیدار کر دیتا تو وہ وہی شخص تھا کہنے لگا:

حابس! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے سنو ہدایت پاؤ گے۔ گمراہ اور پریشان و حیران ہدایت یافتہ کی طرح نہیں ہوتا، سیدھے راستے کی روش کو ہرگز نہ چھوڑنا دین احمد کی وجہ سے سارے مذاہب منسوخ ہو گئے۔ تو میں بے ہوش ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد مجھے افاقہ ہوا، اس کے بعد بقیہ واقعہ ذکر کیا۔ اس کے آخر میں ہے، حابس نے کہا: عدی اللہ نے میرے دل کو اسلام کے لیے منتخب فرما لیا ہے، پھر وہ مجھ سے جدا ہو گیا یہ اس کے ساتھ میری آخری گفتگو تھی۔

۱۳۵۶ حابس بن ربیعہ

التمیمی، [2] بقول ابن حبان: حابس تمیمی صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا حَیّہ روایت کرتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا! ''نظر (کا لگنا) حق ہے'' [3] اسے امام، ترمذی، ابن خزیمہ اور امام بخاری نے

---

[1] اسد الغابۃ (۸۳٤) استیعاب (۳۸۸) [2] اسدالغابۃ (۸۳۵) استیعاب (۳۹۰)

[3] ترمذی کتاب الطب باب ما جاء ان العین حق حدیث (۲۱٤۰) مسند احمد (۳۱۹/۲) بخاری فی تاریخہ (۱۰۸/۳)

اپنی تاریخ اور الادب المفرد میں سب نے بطریق یحیٰی بن ابی کثیر عن حیہ نقل کیا ہے۔ اور شیبان فرماتے ہیں عن یحیٰی عن حیۃ عن ابی ہریرۃ، پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بقول بعض: صحابی ہیں، یحیٰی بن ابی کثیر سے آگے راویوں میں اختلاف ہے ہمیں یہ روایت انہی کے طریق سے ملی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: ان کی صرف یہی حدیث معلوم ہے۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: ان کی حدیث کی اسناد میں اضطراب ہے۔ اوران کے والد کا نام ربیعہ بتایا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے کسی طریق میں ہے حیۃ بن حابس یا عابس۔ اس میں جو اختلاف ہے وہ ابن ابی عاصم نے اور ابو یعلی نے ایک اور طریق عن یحیٰی بن ابی کثیر نقل کیا ہے کہ مجھ سے حیۃ بن حابس نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا..... حدیث۔ اس میں سے عن ابیہ کے الفاظ رہ گئے۔ ابوموسیٰ نے حرف حاء کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: ''حیّۃ'' اور اس میں وہم کی طرف اشارہ کر دیا کہ درست عن حبّۃ عن ابیہ عن النبی ﷺ ہے۔

۱۳۵۷ حابس بن ربیعہ الیمانی

بقول ابن حبان صحابی ہیں۔ باوردی کا قول ہے: امیر معاویہ کی طرفداری میں صفین میں شہید ہوئے۔ طبرانی نے بطریق عبدالواحد بن ابی عون روایت کی ہے حضرت علی جنگ صفین میں حابس کے پاس سے گزرے پھر ایک واقعہ نقل کیا یہ عبادت گزاروں میں شمار ہوتے تھے۔ پھر قصہ ذکر کیا۔

۱۳۵۸ حابس بن سعد [1]

بن المنذر بن ربیعہ بن سعد بن یثربی طائی۔ ابن سعد اور ابوزرعہ دمشقی نے شام فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابن سمیع نے صحابہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری [2] فرماتے ہیں: دور نبوی پایا ہے۔ امام احمد [3] نے عبداللہ بن غابر کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حابس بن سعد سحری کے وقت مسجد میں داخل ہوئے، انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا تھا لوگوں کو دیکھا کہ وہ مسجد کے چبوترے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا: ''دکھلاوا کر رہے ہیں۔ انہیں دھکا دو! فرشتے سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصہ میں نماز پڑھتے ہیں۔'' یہ حدیث موقوف ہے اگرچہ اس کی سند صحیح ہے، ابن السکن فرماتے ہیں: کسی نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں گمان کیا: کہ وہ صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم [4] خلیفہ اور کئی ایک حضرات نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ گویا وہ ان کے نزدیک پہلے شخص ہیں۔ لیکن باوردی وغیرہ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اہل شام میں یمانی سے مشہور تھے تاریخ سے واقف کسی شخص نے ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں حمص کا قاضی بنانا چاہتا ہوں اور ان کے خواب میں چاند سورج کی لڑائی والا قصہ ذکر کیا کہ وہ چاند کے ساتھ تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ختم ہونے والی نشانی کے ساتھ تھے تم میرے کسی کام [5] کے ذمہ دار نہیں بن سکتے۔

---

[1] اسدالغابۃ (۸۳۶) الاستیعاب (۳۸۹) [2] التاریخ الکبیر (۱۰۸/۱) [3] مسند احمد (۱۰۵/۴۔ ۱۰۹)

[4] الجرح والتعدیل (۲۹۲/۳) [5] جامع المسانید (۱۷۴/۳، ۱۷۵)

۱۳۵۹ حابس بن سعد یمانی

عبدالصمد بن سعید حمصی نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ کے نام میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ حمص اترے (کچھ عرصہ رہ کر) پھر وہاں سے کوچ کر گئے یہ بات انہوں نے محمد بن عوف وغیرہ کے حوالہ سے نقل کی ہے ان میں اور سابقہ حابس بن سعد کے درمیان فرق کیا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں ایک ہوں کیونکہ سعد اور سعید قریب قریب (نام) ہیں۔

۱۳۶۰ حاجب بن زرارہ

بن عُدُس بن زید بن عبداللہ بن دَارِم دارمی تمیمی، عطارد کے والد۔ حرف صاد بے نقطہ میں صفوان بن اسید کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ اسی میں ان کے مسلمان ہونے کا قصہ ہے اور یہ کہ نبی ﷺ نے انہیں بنی تمیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ قسم ثالث میں اکثم بن صیفی کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے اور خالد بن مالک کے سوانح میں ذکر ہوگا۔ مرزبانی لکھتے ہیں: وہ کئی مقامات پر بنی تمیم کے سردار رہے انہی نے بہت زیادہ مال کے بدلے میں کسریٰ کے پاس اپنی کمان رکھوائی تھی اور اس نے وہ مال انہیں ادا کیا تھا اور اسی کے بارے میں اشعار میں فخر کرتے ہیں۔

''ہم میں سے ہی ماء المزن اور محرق کا بیٹا ہے اور پھر ان میں بجیر اور حاجب ظاہر ہوئے تین بادشاہ جو ہماری گود میں پلے بڑھے اور ہمیں میں سے وہ فخر ہے جو جھوٹا نہیں''

۱۳۶۱ حاجب بن زید[1]

بن تیم بن امیہ ابن خفاف بن بیاضہ انصاری اوسی ثم بیاضی، طبری نے ذکر کیا کہ وہ احد میں شریک تھے ایسا ہی ابن شاہین نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے ابوعمر[2] نے ان کی روایت اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۶۲ حاجب[3]

بن زید یا یزید انصاری اشہلی بقول بعض از دشنوءۃ میں سے ان کے حلیف ہیں۔ جنگِ یمامہ کے روز شہید ہوئے ایسا ہی تجرید میں (ذہبی نے) ذکر کیا ہے سیف نے جنگِ یمامہ میں بنی عبدالاشہل کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایک جماعت کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں: حاجب بن زید اس پر اضافہ نہیں کیا۔

حارث نامی حضرات کا تذکرہ

۱۳۶۳ حارث بن اسد[4]

بن عبدالعزیٰ بن جعونہ بن عمرو بن القیس بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب خزاعی۔ ہشام بن کلبی فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔

[1] اسد الغابۃ (۸۳۹) الاستیعاب (۳۹۲) [2] الاستیعاب (۳٤٥/۱)

[3] اسد الغابۃ (۸٤۰) الاستیعاب (۳۹۱) [4] اسد الغابۃ (۸٤۲)

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا، ابن ماکولا نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ جمھرہ میں ان کا ذکر ہے۔

۱۳۶۴ (ز) الحارث بن اقیش [1]

قاف شین سے تصغیر سے بقول بعض وقیش عکلی ثم عوفی، انصار کے حلیف۔ انہیں حارث بن زہیر بن اقیش بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ماجہ [2] نے شفاعت میں صحیح سند سے ان کی حدیث روایت کی ہے، ان کی ایک اور حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کے تین بچے فوت ہوگئے۔ [3] ابن خزیمہ نے دوسری حدیث کے ساتھ جمع کر کے نقل کی ہے، بغوی میں نبی علیہ السلام سے ان کی سماعت کی تصریح موجود ہے۔

۱۳۶۵ (ز) الحارث بن الاسلت ابوقیس، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ذکر آئے گا۔

۱۳۶۶ الحارث بن اشیم حارث بن اوس میں ذکر ہوگا۔

۱۳۶۷ الحارث بن انس [4]

بن رافع انصاری۔ ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن شاہین نے شریک بن ابی الحیسر کے سوانح میں لکھا ہے کہ ابوالحیسر کا نام انس بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل ہے۔ حارث بن انس رضی اللہ عنہ کے بھائی جو بدر میں شریک ہوئے، شریک اور ان کا بیٹا عبداللہ ان کے ساتھ اُحد میں شریک تھا۔ یہ بات ہمیں محمد نے بحوالہ محمد بن یزید ان کے رجال سے روایت کی ہے۔

۱۳۶۸ حارث بن انس بن مالک [5]

ابن عبید بن کعب انصاری، از بنی النبیت نون کا زبر باء کا زیر اس کے بعد یا ساکن ہے پھر تا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر [6] میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر کہتے ہیں: مجھے خدشہ ہے یہ حارث بن انس بن رافع نہ ہوں۔

میں کہتا ہوں: بلکہ یہ ان کے علاوہ کوئی شخصیت ہے جیسا کہ بعد والے عنوان میں بیان کروں گا۔

۱۳۶۹ (ز) حارث بن انیس

ابوعبدالرحمٰن الفہری، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا بقول بعض یہ حارث بن یزید ہیں۔

۱۳۷۰ (ز) حارث بن اھبان

حارث بن وہبان میں ذکر ہوگا۔

---

[1] اسد الغابۃ (۸٤٤) الاستیعاب (۳۹۹)

[2] ابن ماجہ کتاب الزھد باب صفۃ النار (٤۳۲۳)

[3] مسند احمد (٤/۲۱۲) جامع المسانید (۳/۱۹۲)

[4] اسد الغابۃ (۸٤۵) الاستیعاب (۳۹٦)

[5] اسد الغابۃ (۸٤٦) الاستیعاب (۳۹۷)

[6] اسد الغابۃ (۱/۳٦۱) الاستیعاب (۱/۳٤۷)

۱۳۷۱ حارث بن اوس ❶

بن رافع بن امریٔ القیس بن زید بن عبدالاشہل انصاری اوسی ثم الاشہلی۔ ابومعشر نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: حارث بن اوس لیکن ان کے دادا کا نام نہیں لیا۔ اور ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوالاسود ان کا ذکر کیا مگر یوں کہا: حارث بن اُشیم۔ طبرانی ❷ نے ان کی حدیث نقل کی ہے، ان کے متعلق بعض کا قول ہے: حارث بن انس بن رافع۔

۱۳۷۲ حارث بن اوس

بن عتیک بن عمرو عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج انصاری۔ قدّاح نے نسب الانصار میں ان کا ذکر کیا اور ابن سعد نے کہا: وہ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے، جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

۱۳۷۳ حارث بن اوس ❸

بن معاذ بن نعمان انصاری ثم الاوسی اوس کے سردار سعد بن معاذ کے بھتیجے۔ ایک صحیح حدیث میں ان کا تذکرہ آیا ہے جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ❹ نے علقمہ بن وقاص کے طریق سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: خندق کے روز میں باہر نکلی تو میں نے ایک آہٹ سنی، کیا دیکھتی ہوں کہ سعد بن معاذ ہیں اور ان کے ساتھ ان کا بھتیجا ڈھال اٹھائے ہے۔ (حدیث) ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابوعمر کہتے ہیں: بدر میں شرکت کی اور اُحد میں شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر اٹھائیس (۲۸) برس تھی۔

میں کہتا ہوں: اس سلسلہ میں انہوں نے ابن کلبی کی خوشہ چینی کی جو وہم پر مبنی ہے بعض اہل نسب نے ان کا تعاقب کیا کہ مجھے شہداءِ اُحد میں ان کا نام نہیں ملا۔

میں کہتا ہوں: یہ احتمال بھی ہے کہ اُحد میں کوئی اور شہید ہوا ہو، اس لئے کہ اُحد، خندق سے بہت مدت پہلے واقع ہوا ہے۔ ادھر ابن اسحاق نے شہدائے اُحد میں حارث بن اوس بن معاذ کا ذکر کیا لیکن انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا نہیں کہا تو وہ کوئی اور ہیں۔ رہے سعد کے بھتیجے تو وہ کعب بن اشرف کے قتل میں بھی شریک ہوئے ہیں۔ عنقریب ابونائلہ کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا جو کنیتوں میں حرف نون کا حصہ ہے کہ سعد بن معاذ نے ان سے فرمایا: اپنے ساتھ میرے بھتیجے حارث بن اوس کو لے جاؤ۔ بخاری میں یہ روایت ثابت ہے۔ حدیث جابر ہے کہ محمد بن سلمہ اپنے ساتھ دو شخص ابوقیس بن جابر اور حارث بن اوس، لائے اور وہ یہی ہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۷۴ حارث بن اوس

بن المعلی بن لوذان ابوسعد، کنیتوں میں ذکر آئے گا۔

---

❶ اسد الغابة (٨٥٢) ❷ المعجم الكبير (٣٣٢٢/٣) ❸ اسد الغابة (٨٤٩) الاستيعاب (٣٩٣)

❹ مسند احمد (١٤١/٦)

۱۳۷۵ حارث بن اوس ثقفی ✿

ابن سعد لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ان میں اور حارث بن عبداللہ بن اوس میں فرق کیا ہے، یہی فرق ابوحاتم اور ابن حبان نے کیا ہے، بقول بعض دونوں ایک ہیں۔

۱۳۷۶ حارث بن بدل

قسم اخیر میں ذکر ہوگا۔

۱۳۷۷ حارث بن برصاء

ابن مالک ہیں، برصاء ان کی والدہ کا نام ہے، تذکرہ ہوگا۔

۱۳۷۸ حارث بن بلال مزنی ✿

سیف نے فتوح میں اپنے شیوخ سے ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک صحابہ۔ جب آپ سے تقسیم کا کہا تو آپ نے انہیں مثنی بن حارثہ کے ساتھ چھوڑ دیا۔ دوسرے مقام پر ذکر کرتے ہیں کہ وہ بنی طے کے آدھے قبیلے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عامل (گورنر) تھے۔ یہ ان حارث بن بلال مزنی کے علاوہ ہیں جو قسم رابع میں آ رہے ہیں۔

۱۳۷۹ حارث بن تبیع رعینی ✿

عبدالغنی بن سعید نے بحوالہ ابوسعید بن یونس ذکر کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ بعد میں فتح مصر میں بھی شریک رہے۔ لفظ تبیع تصغیر ہے۔ بقول بعض بروزن عظیم ہے۔ ✿

۱۳۸۰ (ز) حارث بن تمیم

حارث بن ابی وجزہ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۸۱ (ز) حارث بن ثابت ✿

بن سعید بن عدی بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ ابن کعب بن خزرج انصاری۔ ابن شاہین نے اپنے شیوخ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن عبدالبر ✿ نے ان کا ذکر کیا تو ان کے دادا کا نام سعید کی بجائے سفیان لیا۔ واللہ اعلم

۱۳۸۲ حارث بن ثابت

بن عبداللہ بن سعد بن عمرو بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج۔ ابن شاہین نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ یہ بھی اُحد میں شہید ہوئے۔ ادھر ابن الاثیر نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ پہلے والے شخص ہیں، لیکن درست نہیں۔ اس واسطے کہ دونوں نسبوں میں اختلاف کی وجہ سے دوسری شخصیت ہے۔

✿ اسد الغابة (٨٤٧) الاستيعاب (٤٢٧) ✿ اسد الغابة (٨٥٥)

✿ اسد الغابة (٨٥٦) الاستيعاب (٤٠١) ✿ اسد الغابة (٣٦٤/١) الاستيعاب (٣٤٨/١)

✿ اسد الغابة (٨٥٧) الاستيعاب (٤٠٢) ✿ الاستيعاب (٣٤٨/١)

۱۳۸۳ حارث بن جَمَّاز[1]

بن مالک ابن ثعلبہ بن عتبان۔ بنی ساعدہ کے حلیف۔ طبری نے شرکاءِ اُحد میں، ایسا ہی ابن شاہین نے بحوالہ اپنے شیوخ ذکر کیا کہ یہ کعب بن جماز کے بھائی ہیں۔

۱۳۸۴ حارث بن جندب عبدی

وفد عبدالقیس کے ایک فرد۔ ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صحار بن عباس کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ وہ وفد کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کر کے گئے۔

۱۳۸۵ (ز) حارثُ بن جنید عبدی

اسمٰعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایسی سند بیان کی ہے جس میں علی بن قرین سے بحوالہ سعد بن عمرو طائی فرمایا کہ میں نے بنی عصر کے حارث بن عصر نامی شخص کو کہتے سنا: میں نے حارث بن جنید کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تم لوگ (بحث و مباحثہ میں) جھگڑے سے بچنا اس لیے کہ جھگڑنا بھلائی نہیں سمجھاتا''۔ (حدیث) علی (بن قرین) کو ناقدین نے متہم بالکذب قرار دیا ہے۔

۱۳۸۶ حارث بن حارث اشعری شامی[2]

صحابی ہیں، جن سے روایت کرنے میں ابوسلام متفرد ہیں۔ یہ ازدی کا قول ہے۔ ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ کئی لوگوں نے وہم کی وجہ سے انہیں ابو مالک اشعری سے ملا دیا ہے جبکہ ابو مالک اپنی کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے نیز اُن کی وفات ان سے پہلے ہوئی۔ اور ان کی شہرت اپنے نام سے ہے اور ان کی وفات اتنے عرصہ بعد ہوئی کہ ابوسلام نے ان سے سماع کیا۔ تہذیب التھذیب میں میں نے ان کے حالات کی وضاحت کر دی ہے۔

۱۳۸۷ حارث بن حارث ازدی[3]

زا کے سکون سے کبھی سین سے بدل جاتی ہے۔ باوردی اور طبری وغیرہ نے عبادہ بن نسی کے طریق سے بحوالہ عدی بن ہلال سلمی، حارث بن حارث ازدی سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، آپ ﷺ کھانے سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَطْعَمْتَ وَ سَقَيْتَ وَ اَرْوَيْتَ لَكَ الْحَمْدُ.

''اے اللہ! تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں، تو نے (ہمیں) کھلایا پلایا اور سیراب کر دیا تو ہی تعریفوں کے لائق ہے''۔ (حدیث)[4]

---

[1] اسد الغابۃ (۸۵۹) [2] اسد الغابۃ (۸۶۱) الاستیعاب (٤٠٥) [3] اسد الغابۃ (۸٦٠) الاستیعاب (٤٠٦)

[4] المعجم الکبیر (۳/۳۰٤) المصنف لعبد الرزاق (۲۸٤۲) کنز العمال (١٦٧١١) (١٨١٨٠) اتحاف السادۃ المتقین (۷/۱۲۳، ۱۲٤)

۱۳۸۸ حارث بن حارث غامدی ❁

ابومخارق کنیت رکھتے تھے۔ بقول ابن السکن اہل حمص میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ میں، ابوزرعہ دمشقی، بغوی، ابن ابی عاصم اور طبرانی ❁ نے ولید بن عبدالرحمٰن جرشی کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: مجھ سے حارث بن حارث غامدی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم لوگ منیٰ میں تھے میں نے اپنے والد سے کہا: یہ لوگوں کی کیسی بھیڑ ہے؟ انہوں نے کہا: یہ لوگ اپنے ایک بے دین شخص کے پاس جمع ہیں۔ میں نے جھانک کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تردید کر رہے ہیں۔ (حدیث) اسی طرح امام بخاری اور ابن السکن نے شریح بن عبید کے طریق سے بحوالہ حارث بن حارث اور کثیر بن مرہ وغیرہ سے ''سردار قریش سے ہوں'' نقل کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے خالد بن معدان نے حارث بن حارث غامدی سے نقل کیا ہے اور ابن السکن نے سلیم بن عامر کے طریق سے بحوالہ حارث بن حارث غامدی روایت کیا ہے۔ انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے اور آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ابوالقاسم بن عیسیٰ نے طبقات حمصیین میں بحوالہ محمد بن عوف نقل کیا، فرمایا: ان کے لائق نہیں کہ وہ اہل حمص سے ہوں۔ پھر یہ ذکر کیا کہ ان سے سلیم بن عامر خالد بن معدان اور شریح بن عبید روایت کرتے ہیں، ان کا کسی چشمہ پر کھجوروں کا ایک باغ تھا، اور وہ جنگ راہط میں شہید ہوئے۔

۱۳۸۹ حارث بن حارث ❁

بن قیس بن عدی بن سعد سہم قرشی سہمی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے اجنادین میں ان کا ذکر کیا ہے، ❁ ایسا ہی ابوحذیفہ بخاری نے مبتدا میں اور ابن اسحاق اور دیگر کئی لوگوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف کی کتاب فتوح میں لکھا ہے کہ وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ بلاذری فرماتے ہیں: ''بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے گئے''۔ فرماتے ہیں: ان کی ہجرت ثابت نہیں، ان کے والد کا تذکرہ ہوگا۔

۱۳۹۰ حارث بن حارث ❁

بن کلدہ بن عمرو بن علاج ثقفی۔ ابن عبدالبر ❁ نے فرمایا: تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔ جہاں تک ان کے والد کا تعلق ہے تو ان کا مسلمان ہونا صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی تردید حارث بن کلدہ کے حالات میں آئے گی۔

۱۳۹۱ حارث بن ابی حارثہ

ابن فتحون نے بحوالہ طبری ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیٹی جمرہ بنت حارث کے لئے نکاح کا پیام بھیجا، انہوں نے کہہ دیا کہ اسے کوئی بیماری ہے حالانکہ کچھ بھی نہ تھا۔ واپس آ کر دیکھا تو اسے برص کی بیماری لگ چکی تھی۔

❁ اسد الغابة (٨٦٢) الاستيعاب (٤٠٧) ❁ المعجم الكبير (٣٣٧٣/٣) ❁ اسد الغابة (٨٦٣) الاستيعاب (٤٠٣)

❁ اسد الغابة (٣٦٧/١) الاستيعاب (٣٤٨/١) ❁ اسد الغابة (٨٦٤) الاستيعاب (٤٠٤) ❁ الاستيعاب (٣٤٨/١)

۱۳۹۲ حارث بن حاطب[1]

بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی۔ ان کے والد نے حبشہ ہجرت کی جہاں ان کے ہاں حارث اور محمد پیدا ہوئے۔ یہ زہری کا قول ہے اور مصعب کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ حارث ہجرتِ حبشہ سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور وہاں جو پیدا ہوئے وہ ان کے بھائی محمد تھے۔ ابن مندہ سے نادانستہ غلطی ہوئی اور انہوں نے بحوالہ ابن اسحاق یہ نقل کر دیا: حبشہ ہجرت کرنے والوں میں حارث بن حاطب ہیں۔ مغازی ابن اسحاق اور اس کے اختصار میں جو ابن ہشام کی ہے یہ بات لکھی ہے کہ وہ حاطب بن حارث تھے۔ حارث بن حاطب کو نبی علیہ السلام سے روایت کرنا حاصل ہے ان کی روایت ابوداؤد[2] اور نسائی میں ہے ان سے حسین بن حارث جدلی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مصعب زبیری نے لکھا ہے کہ مروان نے انہیں مدینہ میں زکوٰۃ کی وصولیابی پر مقرر کیا اور وہ مکہ میں ان کے بیٹے عبدالملک کے گورنر رہے۔ رہے ابن حبان تو انہوں نے انہیں تابعین میں ذکر کر کے وہم کیا ہے، اس لیے کہ ان کی حدیث کی نص یہ ہے: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی۔

۱۳۹۳ حارث بن حاطب[3]

بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید انصاری اوسی، ثعلبہ بن حاطب کے بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا۔ انہی نے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور ابولبابہ کو مقام روحاء سے واپس کر دیا تھا اور ان کا حصہ اور اجر مقرر فرمایا۔ ادھر ابن مندہ سے بھول ہوئی اور انہوں نے یہ بات سابقہ شخصیت کے ذیل میں ذکر کر دی۔ طبرانی[4] نے ایک ضعیف سند سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کے لیے جنگ صفین میں شریک ہوئے۔

۱۳۹۴ حارث بن حباب[5]

بن ارقم بن عوف بن وہب انصاری ابومعاذ القاری۔ حارثہ بن نعمان کے ماں شریک بھائی۔ غذوی نے شرکاءِ اُحد اور جسر ابی عبیدہ کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ بات ابن شاہین نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے اور ابن السکن نے کہا: وہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔

۱۳۹۵ حارث بن جِبَال[6]

بن ربیعہ بن دِعبل بن انس بن جبلہ بن مالک بن سلامان بن اسلم اسلمی۔ ابن کلبی نے شرکاء حدیبیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن جریر اور ابن شاہین نے ان کی پیروی کی ہے۔

۱۳۹۶ (ز) حارث بن حبیب

بن خزیمہ بن مالک بن حنبل بن عامر بن لوئ قرشی عامری۔ خلیفہ بن خیاط نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ

---

[1] اسد الغابۃ (٨٦٥) الاستیعاب (٤٠٩) [2] ابوداؤد کتاب الصیام (٢٣٣٨) [3] اسد الغابۃ (٨٦٦) الاستیعاب (٤٠٨)
[4] المعجم الکبیر (٣٤٠٣/٢) [5] اسد الغابۃ (٨٦٧) [6] اسد الغابۃ (٨٦٨)

کیا کہ وہ معبد بن عباس بن عبدالمطلب کی رفاقت میں افریقہ میں شہید ہوئے۔ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۹۷ حارث بن حسان [1]

انہیں ابن یزید البکری الذہلی بھی کہا جاتا ہے بقول بعض ان کا نام حریث ہے شاید یہ تصغیر ہے۔امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت نقل کی، ان کی حدیث کے بعض طُرق میں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے [2] پاس آئے۔ان سے ابووائل، سماک بن حرب اور ایاد بن لقیط روایت کرتے ہیں۔بغوی فرماتے ہیں: وہ دیہات میں رہتے تھے۔طبرانی نے سماک بن حرب کے طریق سے روایت کیا کہ حارث بن حسان نے شادی بھی کی اور وہ صحابی ہیں۔اس وقت ایسا ہوتا کہ جب کسی کی شادی ہوتی تو وہ چند ایام پردے میں رہتا، اس کے متعلق ان سے کہا گیا تو فرمایا: اللہ کی قسم! وہ ایک بری عورت ہے جو مجھے نمازِ فجر باجماعت ادا کرنے سے منع کرے۔

ان کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس وقت نبی ﷺ کے پاس آئے جب آپ ﷺ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غزوۂ سلاسل میں بھیج رہے تھے۔مجھے فتوح سے پتہ چلا ہے کہ جب احنف نے خراسان فتح کیا تو حارث بن حسان کو سرخس بھیجا شاید وہ یہی ہیں۔

۱۳۹۸ (ز) حارث بن ابی حیسر

حارث بن انس بن رافع پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۳۹۹ حارث بن خالد [3]

بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قرشی تیمی ابن اسحاق [4] وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ابن عائذ نے عطاء خراسانی کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حارث بن خالد بن صخر بھی تھے۔اور ابن ابی شیبہ نے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے محمد بن ابراہیم بن حارث روایت کیا ان کے دادا مہاجرین میں سے تھے۔ابن اسحاق فرماتے ہیں: ان کی بیوی ریطہ بنت حارث بن جبلہ بن عامر بن کعب سے حبشہ میں موسیٰ اور عائشہ زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔اور جب مدینہ آئے تو نبی ﷺ نے بنت عبد یزید بن ہاشم بن مطلب سے ان کی شادی کر دی۔بقول بعض جب وہ حبشہ سے نکلے تو ان کی اولاد ان کے ساتھ تھی، راستے میں ان لوگوں نے پانی پیا تو حارث کے سوا سب فوت ہو گئے۔ابن عبدالبر [5] نے بحوالہ مصعب زبیری ان کا ذکر کیا تو زینب کی جگہ ابراہیم کا تذکرہ کیا۔اور ابراہیم بن حارث کے متعلق (فوت ہونے یا نہ ہونے کی) تفصیل پہلے (۵) میں گزر چکی ہے۔

---

[1] اسد الغابة (٨٦٩) الاستيعاب (٤١٠)

[2] ترمذی كتاب التفسير باب من سورة الذاريات (٣٢٧٣) (٣٢٧٤)
ابن ماجہ كتاب الجهاد باب الرايات والالوية (٢٨١٦) مسند احمد (٤٨١/٣)

[3] اسد الغابة (٨٧٢) الاستيعاب (٤١١)

[4] السيرة النبويه (٢٥٨/١) [5] الاستيعاب (٣٥١/١)

۱۴۰۰ (ز) حارث بن خالد قرشی [1]

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ہشیم بن عبدالرحمٰن عدوی، بحوالہ موسیٰ بن الاشعث روایت کرتے ہیں کہ قریش کے حارث بن خالد نامی شخص ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ وضو کا پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ (حدیث) [2] ابن الاثیر نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ پہلے والی شخصیت ہو سکتی ہے۔

۱۴۰۱ حارث بن خزمہ [3] (خاء کے زبر اور زا سے)

ابن عدی بن ابی غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج انصاری، موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ روایت کیا ہے۔ طبری لکھتے ہیں: وہ بدر اور باقی غزوات میں شریک ہوئے اور ۴۰ھ مدینہ میں سرسٹھ (۶۷) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابن مندہ نے ضعیف سند سے حارث بن خزمہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: نبی ﷺ سوموار کے روز مبعوث ہوئے۔ ابن ابی داؤد کتاب المصاحف میں ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ یحییٰ بن عبادہ اپنے والد عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حارث بن خزمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ دو آیتیں ''تمہیں میں سے تمہارے پاس ایک رسول آیا''۔ (سورۃ التوبہ: ۱۲۸) [4] اختتامِ سورۃ تک لے کر آئے۔ طبرانی فرماتے ہیں: وہ کوہ پیا تھے اور بنی عبدالاشہل کے مخالف تھے۔ کنیت ابو بشیر تھی رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور ایاس بن بکیر میں رشتۂ اخوت قائم فرمایا۔

۱۴۰۲ حارث بن حضرامہ الضبی یا الھلالی

حز میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۰۳ (ز) حارث بن خفاف

بن ایماء بن رحضہ غفاری۔ بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ پھر انہوں نے اسلم کے طریق سے بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، فرمایا: میں نے اس کے باپ کو دیکھا ہے، مراد بنت خفاف ہے اور اس کا بھائی ایک عرصہ تک قلعہ کے پاس تھا۔ (حدیث) مؤرخین نے مخلد کے سوا خفاف کی کسی اولاد کا ذکر نہیں کیا۔ حارث اور مخلد مشہور تابعی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو صرف حارث کے بارے میں تھی۔ واللہ اعلم

۱۴۰۴ (ز) حارث بن راشد الناجی

ان کا اور ان کے بھائی منجاب بن راشد کا تذکرہ ابوالحسن مدائنی اور سید بن عمر نے ان لوگوں میں کیا جو خلافت عثمانی میں فارس کے ضلعوں کے گورنر بنائے گئے۔ جن کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی اور آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ دو عثمانی تھے، رہے حارث تو انہوں نے زمین پر فساد برپا کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی جانب ایک دستہ بھیجا جنہوں نے بنی ناجیہ پر حملہ کیا، پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اور فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ قبیلہ عبدالقیس کے امیر تھے۔ جب اہل عمان مرتد ہو گئے تھے۔ ان کے ساتھ صیحان بن صوحان تھے۔

---

[1] أسد الغابة (۸۷۳) [2] جامع المسانيد (۲۱۳/۳) [3] اسد الغابة (۸۷٤) الاستيعاب (٤١٢)

[4] مسند احمد (۱۹۹/۱) جامع المسانيد (۲۱۵/۳)

۱۴۰۵ حارث بن رافع[1]

عبدان مروزی نے فرمایا: میں نے احمد بن یسار سے بحوالہ حارث بن رافع فرماتے سنا: وہ صحابی رسول تھے اور ان لوگوں میں سے ہیں جو اُحد میں شہید ہوئے اور ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔[2] ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۰۶ حارث بن ربعی

ابو قتادہ انصاری۔ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۱۴۰۷ حارث بن ربیع[3]

بن زیادہ بن سفیان بن عبداللہ بن ناشب بن ہدم بن عوذ بن وطیعہ بن عبس عبسی (باء سے)۔ ابن شاہین نے ہشام بن کلبی کے طریق سے بحوالہ ابو الشغب عبسی نقل کیا ہے کہ بنی عبس کے نو آدمی وفد کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ان میں سے ایک حارث بن ربیع بن زیاد تھے۔[4]

میں کہتا ہوں: یہ بات پہلے بشر بن حارث کے حالات میں گزر چکی ہے۔ اِن کے والد وہ شخص ہیں جن کا نعمان بن منذر کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا۔ ان کے اور بھی واقعات ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں وہ عرب کے معزز افراد سے تعلق رکھتے تھے۔

۱۴۰۸ حارث بن ابی ربیعہ[5]

بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی۔ ابن مندہ نے قاسم جرمی کے طریق سے بحوالہ ثوری، اسمٰعیل بن ابراہیم بن ابی ربیعہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے تیس ہزار (درہم کا اسلحہ) قرض لیا جب آپ مکہ تشریف لائے۔ (حدیث)[6] یہ حدیث ان کے بھائی عبداللہ بن ابی ربیعہ سے مشہور ہے۔ ایسا ہی ابن المبارک نے بحوالہ ثوری اس سند سے روایت کیا ہے۔ اور حاتم بن اسمٰعیل نے اسے بحوالہ اسمٰعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن ابی ربیعہ روایت کیا وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ اور ابن ابی عاصم نے ابن ابی فدیک کے طریق سے بحوالہ موسیٰ اور اسمٰعیل جو دونوں ابراہیم کے صاحبزادے ہیں، نقل کیا وہ اپنے والد عبداللہ بن ابی ربیعہ سے روایت کرتے ہیں: یہ بھی احتمال ہے کہ مذکورہ حدیث عبداللہ اور حارث دونوں سے مروی ہو۔ واللہ اعلم

۱۴۰۹ حارث بن زہیر[7]

ابن اقیش العکلی۔ ابن شاہین نے حارث بن یزید عکلی کے طریق سے بحوالہ قبیلہ کے شیوخ وہ حارث بن اقیش سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اور ان کی قوم کے لئے ایک تحریر لکھوائی جس کی عبارت یہ تھی:

---

[1] اسد الغابة (٨٧٨) [2] اسد الغابة (١/٣٧٣) [3] اسد الغابة (٨٨٠) [4] اسد الغابة (١/٣٧٣) [5] (٨٨١)

[6] ابن ماجه كتاب الصدقات باب حسن القضاء (٢٤٢٤) السنن الكبرى (٥/٣٥٥) الترغيب والترهيب (٢/٥٦٦)

جامع المسانيد (٣/٢١٧) [7] اسد الغابة (٨٨٢)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ یہ خط محمد نبی رسول اللہ کی طرف سے بنی اقیش کے لیے ہے۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد.... (حدیث) [1]

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر کا گمان ہے کہ یہ وہی حارث بن اقیش ہیں جن کا ذکر پہلے ہوا ہے، جبکہ ایسا نہیں جیسا وہ سمجھے ہیں۔

۱۴۱۰ حارث بن زیاد انصاری ساعدی [2]

ابن ابی شیبہ اور طبرانی [3] نے سعید بن المنذر کے طریق سے بحوالہ حمزہ بن ابی اسید حارث بن زید سے نقل کیا اور ان کا تعلق اصحاب بدر سے ہے۔ امام احمد [4] اور ابوداؤد نے فضائل انصار میں، ابن ابی خیثمہ، امام بخاری نے تاریخ میں اور بغوی وغیرہ عبدالرحمٰن بن غسیل کے طریق سے بحوالہ حمزہ بن ابی اسید سے روایت کیا۔ اور ان کے والد بدری صحابی تھے۔ وہ حارث بن زیاد ساعدی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس خندق کے روز آئے آپ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان سے بھی ہجرت پر بیعت لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون ہیں؟'' میں نے عرض کیا: حوط بن یزید، میرے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جماعت انصار! تم کسی کی طرف ہجرت نہیں کرو گے بلکہ لوگ (تم میں رسول اللہ ﷺ ہونے کی وجہ سے) تمہاری طرف ہجرت کریں گے''۔ ابن قانع نے یہ سمجھ لیا کہ یہ براء بن عازب کے ماموں ہیں، جبکہ ان سے چُوک ہوئی، وہ تو حارث بن عمرو ہیں۔

۱۴۱۱ (ز) حارث بن زید

بن ابی انیسہ عامری، حارث بن یزید میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۱۲ حارث بن زید [5]

بن حارثہ بن معاویہ بن ثعلبہ بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار، کنیت ابوعتاب تھی، عبدان مروزی نے لکھا ہے کہ میں نے احمد بن یسار کو فرماتے سنا: وہ صحابی ہیں۔ ۱۲ھ میں ان کی شہادت ہوئی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر اپنے استدراک میں کیا ہے۔ [6]

۱۴۱۳ حارث بن زید [7]

بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی ابن مندہ اور ابونعیم نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۱۴ (ز) حارث بن زید

بن نبیشہ حارث بن یزید میں ذکر ہوگا۔

۱۴۱۵ حارث بن ابی سَبْرہ جعفی

سبرہ بن ابی سبرہ کے بھائی۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سبرہ وہی حارث بن ابی سبرہ ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب کیے

---

[1] مسند احمد (۷۷/۵) کنز العمال (۲۴۶۳۰) جامع المسانید (۲۱۸/۳) [2] اسد الغابۃ (۸۸۳) الاستیعاب (۴۱۵)
[3] المعجم الکبیر (۲۹۹/۳) [4] مسند احمد (۴۲۹/۲) [5] اسد الغابۃ (۸۸۵) [6] اسد الغابۃ (۳۷۵/۱) [7] اسد الغابۃ (۸۸۶)

جاتے ہیں۔ ابو سبرہ کا نام یزید ہے جس کا بیان سبرہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

۱۴۱۶ حارث بن سراقہ [1]

بن حارث انصاری نجاری۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض درست حارثہ بن سراقہ ہے جیسا کہ آئے گا۔ ہوسکتا ہے حارث نامی ان کا بھائی ہو۔

۱۴۱۷ حارث بن سعید [2]

بن قیس بن حارث بن شیبان بن فاتک بن معاویہ اکرمین کندی۔ ابن شاہین نے اپنی سند سے بحوالہ ابن کلبی نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی طبری اور ابن ماکولا وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

۱۴۱۸ حارث بن سفیان

بن عبدالاسد مخزومی ابوسلمہ بن عبدالاسد کے بھتیجے۔ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۱۹ حارث بن سفیان [3]

بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی سہمی۔ اپنے والد کے ہمراہ ہجرتِ حبشہ [4] سے آئے۔ ابن عبدالبر نے ان کے والد کے سوانح میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۴۲۰ حارث بن سلمہ عجلانی [5]

ابن اسحاق [6] نے شرکاءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

۱۴۲۱ حارث بن سُلَیم [7]

بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ۔ نسب انصار میں عدوی لکھتے ہیں: بدر میں شریک اور اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون اور ابن الامین نے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۴۲۲ حارثِ بن سہل [8]

بن ابی صعصعہ انصاری۔ نفیلی نے ان کا تذکرہ بحوالہ محمد بن سلمہ، ابن اسحاق [9] سے نقل کرتے ہوئے جنگ طائف کے شہداء میں کیا ہے۔ بقول بعض درست حارث کی جگہ حباب ہے، ممکن ہے دونوں بھائی ہوں۔

۱۴۲۳ حارث بن سہم نضری حارث بن نصر سہمی میں ذکر ہوگا۔

---

[1] اسد الغابۃ (۸۹۰) [2] اسد الغابۃ (۸۹۲) [3] اسد الغابۃ (۸۹۳) [4] اسد الغابۃ (۳۷۷/۱)
[5] اسد الغابۃ (۸۹٤) [6] السیرۃ النبویۃ (۹۷/۳) [7] اسد الغابۃ (۸۹۵)
[8] اسد الغابۃ (۸۹٦) الاستیعاب (٤٤۹) [9] السیرۃ النبویۃ (۱۰۲/٤)

۱۴۲۴ (ز) حارث بن سواد انصاری ✿

ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا اور طبرانی نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۴۲۵ حارث بن سوید ✿

بن الصامت انصاری اوسی، ان کے بھائی جلاس کا تذکرہ پہلے جیم میں ہو چکا ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: اہل نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے مجذر بن زیاد کو قتل کیا تھا جس کے بدلہ میں آپ ﷺ نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ ابن الاثیر کے اعتماد میں تامل ہے۔ اس واسطے کہ عدوی، ابن کلبی اور قاسم بن سلام نے یہ یقین دہانی کی ہے کہ مذکورہ قصہ ان کے بھائی جلاس کے ساتھ پیش آیا ہے۔ لیکن مشہور یہ ہوگیا کہ حارث کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔

عبدالرزاق نے اپنی تفسیر اور مسدد نے اپنی مسند میں بحوالہ جعفر بن سلیمان روایت کیا۔ باوردی اور ابن مندہ نے جعفر کے طریق سے بحوالہ حمید الاعرج مجاہد سے نقل کیا کہ حارث بن سوید مسلمان آدمی تھے بعد میں مرتد ہو کر کفار سے جا ملے جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا''۔ (آل عمران: ۸۶)

کسی شخص نے یہ آیت لے جا کر ان کے سامنے پڑھی، تو حارث بول اٹھے: ''اللہ کی قسم! تم سچے ہو اور اللہ تعالیٰ تو سب سے بڑھ کر سچا ہے''۔ پھر اسلام لے آئے۔ ✿

عبد بن حمید اور فریابی ابن ابی نجیح کے طریق سے، بحوالہ مجاہد اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور بطریق سدی مروی ہے کہ حارث بن سوید کے بارے میں نازل ہوئی جو بنی عمرو بن عوف کے ایک فرد ہیں۔ نسائی، ابن حبان اور حاکم نے داؤد بن ابی ہند کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، ایک شخص تھا جو پہلے مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا پھر اسی جیسی حکایت ذکر کی۔ اور ان صاحب کا نام نہیں لیا۔ طبری نے اس روایت کو داؤد کے طریق سے موصول اور مرسل دونوں طرح روایت کیا ہے۔

احمد بن منیع کے ہاں علی بن عاصم سے بحوالہ داؤد ان الفاظ میں منقول ہے: ایک انصاری شخص مرتد ہو گیا۔ پھر موصول حدیث ذکر کی۔ ان کی مجذر کو قتل کرنے کی یہ وجہ بنی کہ مجذر نے جاہلیت میں ان کے والد سوید بن صامت کو قتل کیا تھا۔ تو حارث نے اُحد کے روز دھوکے سے قتل کر دیا اور بھاگ کھڑے ہوئے جس کے متعلق حسان ✿ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اے حارث! کیا تو اپنوں کی نیند کی غفلت و اونگھ میں تھا یا تو جبرائیل سے دھوکے میں تھا تیرا ناس ہو، یا جس وقت تو اے ابن زیاد! اسے دھوکے سے قتل کر رہا تھا زمین کی نامعلوم فضا میں تھا''۔

ابن عبدالبر کے ہاں حارث بن سوید نے لکھا ہے، بقول بعض ابن مسلم مخزومی، مرتد ہو کر کفار سے مل گئے جس پر آیت:

''کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ اس قوم کو ہدایت دے'' (آل عمران: ۸۶) نازل ہوئی۔

میں کہتا ہوں: مشہور یہ ہے کہ وہ انصاری ہیں۔

✿ اسد الغابۃ (۸۹۷) ✿ اسد الغابۃ (۸۹۸) الاستیعاب (۴۴۸) ✿ اسد الغابۃ (۳۷۷/۱) ✿ دیوانہ (۳۱۸)

۱۴۲۶ حارث بن شَریح ✿

بن ذؤیب بن ربیعہ بن حارث بن نمیر بن عامر نمیری۔ امام بخاری نے تاریخ میں لکھا ہے وہ بنی نمیر کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ باوردی اور یعقوب بن سفیان نے یحییٰ بن راشد کے طریق سے بحوالہ دلہم بن دہشم، عائذ بن ربیعہ قریعی سے وہ قرہ بن دُعموص سے وہ حارث بن شریح سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس.... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ✿ یزید بن عمیر کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔ قیس بن حفص بحوالہ دلہم بن دہشم، قرہ سے کہ وہ بھی وفد میں تھے پھر اسی مفہوم کی حدیث نقل کی۔ قاف میں آئے گی۔ حکیم ترمذی نے عائذ بن ربیعہ کے طریق سے نقل کیا، فرمایا: میں نے حارث بن شریح سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے ماعون کے متعلق کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: ''پتھر، لوہا اور پانی''۔ ✿ ابن السکن نے اسے طویل طور پر روایت کیا ہے۔ عمر بن شبہ کے ہاں شریح بن حارث لکھا ہے جو الٹ ہے۔

۱۴۲۷ (ز) حارث بن شعیب العبدی

نووی نے شرح مسلم میں تجرید کے مصنف کے حوالہ سے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ وہ از جملہ وفد عبدالقیس سے تھے۔ یہ بات تامل کی محتاج ہے، حارث بن عبس عبدی کا ذکر آئے گا۔

۱۴۲۸ حارث بن الصمّہ ✿ (صاد کے زیر اور میم کی تشدید سے)

ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن عامر بن مالک بن النجار ابوجہیم کے والد۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق ✿ وغیرہ نے اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لوگوں نے ذکر کیا کہ وہ مقام روحاء میں شکست سے دوچار ہوئے تو آپ نے انہیں واپس کر دیا اور ان کا حصہ مقرر کیا۔ وہی ان اشعار کے قائل ہیں:

''اے رب! حارث بن صمہ اپنے اہم کاموں میں آگے بڑھا۔ وہ اُمت کے ہادی رسول کا حدی خواں ہے''۔ ✿

ابن اسحاق نے مغازی میں روایت کی ہے کہ وہ بئر معونہ کے روز شہید ہوئے۔ ایسا ہی ان کا ذکر ابوالاسود نے بحوالہ عروہ کیا ہے۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے ان کے اور صہیب بن سنان کے درمیان رشتۂ اخوت قائم فرمایا۔ طبرانی ✿ نے عاصم بن عمرو کے طریق سے بحوالہ محمود بن لبید نقل کیا کہ حارث بن صمہ نے فرمایا: اُحد کے روز گھاٹی میں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: عبدالرحمٰن بن عوف کس طرف ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے انہیں پہاڑ کی جانب دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی معیت میں فرشتے جنگ کر رہے ہیں۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: جس نے یہ سمجھا کہ یہ ابوجہیم ہیں، جیسا کہ مسلم نے کنیتوں میں اور ان کے متبعین نے سمجھا ہے، تو اسے وہم ہوا ہے۔ درست یہ ہے کہ ابوجہیم ان کا بیٹا ہے۔

✿ اسد الغابۃ (۹۰۰) الاستیعاب (٤٥١) ✿ اسد الغابۃ (۳۷۸/۱) ✿ الدر المنثور (٤٠٠/٦)

✿ اسد الغابۃ (۹۰۳) الاستیعاب (٤٢٣) ✿ السیرۃ النبویۃ (۱۳۱/۳)

✿ الابیات فی الاستیعاب (۲۹۳/۱) السیرۃ النبویۃ (۱۳۱/۳) ✿ المعجم الکبیر (۳۳۸۱/۳) (۳۳۸۳/۳)

۱۴۲۹ حارث بن ابی ضرار ✿

بن حبیب بن حارث بن عائذ بن مالک بن المصطلق، ابو مالک خزاعی ثم مصطلقی۔ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی

ابن اسحاق ✿ نے مغازی میں ذکر کیا کہ وہ مدینہ آئے تو ان کے ساتھ اپنی بیٹی کو چھڑانے کا فدیہ تھا۔ جبکہ وہ قید ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہو چکی تھیں۔ فرماتے ہیں: جب وہ وادی عقیق میں پہنچے تو اپنے اونٹوں پر نظر پڑی جن میں سے دو اونٹ انہیں بھلے لگے او انہیں گھاٹی میں غائب کر دیا۔ بقیہ اونٹ نبی علیہ السلام کے پاس لا کر کہنے لگے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ میری بیٹی کا فدیہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''و دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے وادی عقیق میں غائب کر دیا ہے؟'' تو حارث بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! ان کے بارے میں اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں۔

فرماتے ہیں: جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کے دونوں بیٹے اور ساتھ آئے ہوئے ان کی قوم کے لوگ بھی اسلام لے آئے۔ یہ بات ابن عائذ نے مغازی میں بحوالہ محمد بن شعیب، عبداللہ بن زیاد سے منقطع نقل کیا ہے۔ امام احمد، طبرانی، مطین، ابن السکن او ابن مردویہ نے عیسیٰ بن دینار مؤذن کے طریق سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حارث بن ابی ضرار کو فرماتے سنا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں حلقۂ اسلام میں داخل ہو گیا، پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں ولید بن عقبہ کا قصہ ہے۔ جب وہ ان کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے آئے۔ اور اس آیت: ''اے ایمان والو! جب تمہارے فاسق شخص کوئی اطلاع لائیں تو اس کی چھان بین کر لیا کرو''۔ (الحجرات: ٦) کا شان نزول ذکر کیا۔

۱۴۳۰ (ز) حارث بن طفیل

بن عمرو الدوسی۔ ان کے والد کا تذکرہ ہوگا ابو الفرج اصبہانی نے ذکر کیا طفیل اور ان کے گھرانے کے افراد اسلام لے آئے۔ طفیل شاعر اور شہسوار تھے۔ ان کے اشعار بھی درج کیے جو انہوں نے قبیلۂ دوس اور بنی حارث بن یشکر کے مابین جنگ کے موقع پر زمانۂ جاہلیت میں کہے تھے۔

۱۴۳۱ حارث بن ظالم

بقول بعض ابو الاعور بن حارث یہی ہیں۔

۱۴۳۲ حارث بن عبداللہ ✿

بن اوس ثقفی طائف کے رہائشی تھے۔ اپنے دادا کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں۔ بقول بعض (نہیں بلکہ) دو شخص ہیں۔ ان کی حدیث ابوداؤد، ✿ نسائی اور ترمذی ✿ نے کتاب الحج میں روایت کی جس کی سند صحیح ہے۔ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت

✿ اسد الغابۃ (۹۰۵) الاستیعاب (٤٢٤) ✿ السیرۃ النبویۃ (۲۳۲/۳)

✿ اسد الغابۃ (۹۱۰) الاستیعاب (٤٢٧)

✿ ابوداؤد کتاب المناسک باب الحائض تخرج بعد الافاضۃ (۲۰۰٤)

✿ ترمذی کتاب الحج باب من حج او اعتمر فلیکن آخر عہدہ بالبیت (۹٤٦)

حاصل ہے جبکہ ان سے عمرو بن اوس اور ولید بن عبدالرحمن جرشی روایت کرتے ہیں۔

۱۴۳۳ (ز) حارث بن عبداللہ الجہنی [1]

ان کی حدیث ابن سعد [2] وغیرہ نے روایت کی، جو سعید بن خالد جہنی کے طریق سے مروی ہے۔ فرمایا: مجھے ضحاک بن قیس نے حارث بن عبداللہ جہنی کے پاس بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا۔ اگر مجھے گمان بھی ہوتا کہ آپ فوت ہو جائیں گے میں آپ سے جدا نہ ہوتا۔ فرماتے ہیں: میں چلا گیا، میرے پاس ایک یہودی عالم آ کر کہنے لگا: محمد (ﷺ) فوت ہو گئے۔ فرماتے ہیں: میری حالت یہ ہو رہی تھی کہ میں قتل کرنے والا تھا کہ اتنے میں میرے پاس اس بارے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط آ گیا۔ بعد میں میں نے اس عالم کو بلایا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا: ہماری کتاب میں آپ کا ذکر ہے۔ میں نے کہا: اب ان کے بعد کیا ہوگا؟ وہ کہنے لگے: پینتیس (۳۵) سال تک تم میں (خلافت کی) چکی چلتی رہے گی۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ ابوموسیٰ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ درست نام جریر بن عبداللہ بجلی ہے۔ جبکہ اس میں تأمل ہے اس لیے کہ دونوں قصے مختلف ہیں۔ چنانچہ حضرت جریر کا قصہ بخاری میں آتا ہے جس میں یہ سیاق نہیں۔ اور حارث کا یہ قصہ ہے جس کی سند میں حماد بن عمرو متروک راوی ہے۔

۱۴۳۴ حارث بن عبداللہ [3]

بن سائب بن مطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشی اسدی۔ ابن شاہین نے ابن ابی داؤد سے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی داؤد کے سیاق سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کنیت ابوالحارث ہے۔ چنانچہ ان کی جو حدیث انہوں نے ابومعشر کے طریق سے بحوالہ سعید المقبری روایت کی ہے وہ ابوحارث سے مروی ہے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ [4]

۱۴۳۵ حارث بن عبداللہ [5]

بن سعد بن عمرو بن قیس بن امرئ القیس بن مالک الاغرّ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری۔ ابوعمر [6] فرماتے ہیں: اُحد کے روز شہید ہوئے۔ بقول بعض ان کا نام حارث بن ثابت بن عبداللہ بن سعد ہے جس سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ وہ ان کے چچا ہوں۔

۱۴۳۶ (ز) حارث بن عبداللہ

انہیں ابن عبید ازدی ابوعلکتہ بھی کہا جاتا ہے۔ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۱۴۳۷ حارث بن عبداللہ [7]

بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول انصاری اوسی۔ عدوی فرماتے ہیں: حدیبیہ اور بعد کے غزوات میں شریک تھے۔

---

[1] اسد الغابة (۹۱۱) [2] الطبقات الكبرى (۱۸/۵) [3] اسد الغابة (۹۱۳)

[4] المصنف لعبدالرزاق (۱۹۸۹۳) المصنف لابن ابی شیبه (۱۶۷/۱۲) كنز العمال (۳۳۸٤٦)

[5] اسد الغابة (۹۱٤) الاستیعاب (٤٢٥) [6] الاستیعاب (۳۵۷/۱) [7] اسد الغابة (۹۱٦)

حرہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ذہبی نے یہ بات ابوعمر کی جانب منسوب کی ہے۔ جس سے یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ان کا عنوان قائم کیا ہے حالانکہ واقعہ یہ نہیں۔ ابن الاثیر [1] نے تو جب ان کا استدراک میں ذکر کیا یہ کہا ہے: ابوعمر نے انہی کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۳۸ حارث بن عبداللہ [2]

بن وہب دوسی، ابن مندہ فرماتے ہیں: امام بخاری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ پھر ایک ضعیف سند سے روایت کیا جو مغراء بن عیاض بن حارث بن عبداللہ بن وہب دوسی سے مروی ہے۔ حارث اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس ان ستر آدمیوں سمیت آئے جو دوس سے چلے تھے۔ حارث نے کچھ ایام نبی علیہ السلام کے پاس قیام کیا جبکہ ان کے والد سرداروں کی طرف لوٹ آئے ان کے بہت سے پھلدار درخت تھے۔ ان کے والد عبداللہ بن وہب کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

۱۴۳۹ حارث بن عبدشمس [3] خثعمی

امام بخاری [4] اور ابن حبان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل شام میں ہے۔ پھر ایک غریب سند سے بحوالہ حمیری بن حارث بن عبدشمس وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی علیہ السلام کی طرف نکلے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر لکھوائی۔ اور ان کے لئے اور ان کے ساتھیوں کے لئے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک کا علاقہ (استعمال کے لیے) مباح قرار دیا۔ (حدیث)

۱۴۴۰ حارث بن عبدالعزی [5]

بن رفاعہ بن ملآن بن ناصرہ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن سعدی، حلیمہ سعدیہ نبی ﷺ کی رضاعی والدہ کے خاوند۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابوذویب ہے۔ ابن اسحاق نے سیرۃ میں ذکر کیا: مجھے میرے والد نے بنی سعد کے رجال کے حوالہ سے بتایا، وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے رضاعی والد الحارث مکہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ لوگ ان سے کہنے لگے: تم نے سنا ہے تمہارا (رضاعی) بیٹا کیا کہتا ہے؟ کہ موت کے بعد لوگوں کو اٹھایا جائے گا۔ وہ کہنے لگے: بیٹا! یہ تم کیا بات کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! جب قیامت کے روز ایسا ہوا تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس دن آپ کو یہ بات یاد دلاؤں گا''۔ [6] بعد میں حارث اسلام لے آئے اور پختہ اسلام شخص بن گئے۔ فرمایا کرتے تھے: ''اگر میرے بیٹے نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تو مجھے جنت پہنچا کر ہی چھوڑے گا''۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد [7] کے ہاں دوسری حدیث ہے جو مرسل ہے کہ یہ واقعہ حارث کے بیٹے کے ساتھ پیش آیا۔ چنانچہ یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے بحوالہ اسحاق بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک رضاعی بھائی تھے۔ انہوں نے نبوت کے بعد نبی علیہ السلام سے کہا: آپ کا کیا خیال ہے کہ بعثت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں

---

[1] اسد الغابۃ (۳۸۳/۱) [2] اسد الغابۃ (۹۱۷) الاستیعاب (۴۲۶) [3] اسد الغابۃ (۹۱۹)

[4] التاریخ الکبیر (۲۶۱/۲) [5] اسد الغابۃ (۹۲۰) [6] جامع المسانید (۲۲۸/۳)

[7] الطبقات الکبریٰ (۷۱/۱)

میری جان ہے۔ قیامت کے دن میں ضرور تمہارا ہاتھ تھام کر تمہیں یاد دلاؤں گا"۔ فرماتے ہیں: بعد میں جب وہ نبی علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو بیٹھ کر رو دیا کرتے تھے، فرماتے: مجھے پوری اُمید ہے کہ نبی علیہ السلام قیامت کے روز میرا ہاتھ پکڑیں گے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ واقعہ باپ بیٹے دونوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔

بعض نے ان کا نام عبداللہ بتایا اور انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ یہی نام ابن سعد نے ذکر کیا جب اولاد حلیمہ کا ذکر کیا، عنقریب عورتوں کے ناموں میں حرف شین میں شیماء کے ذیل میں تذکرہ ہوگا۔ ابوداؤد[1] نے عمر بن حارث کے طریق سے بحوالہ عمر بن سائب نقل کیا کہ انہیں یہ روایت پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ان کے رضائی والد تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنی چادر کا کچھ حصہ ان کے لئے بچھایا جس پر وہ بیٹھ گئے۔ (حدیث) ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حارث نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے۔ واللہ اعلم

بقول بعض: وہ نبی علیہ السلام کو گود لینے والے ابوکبشہ ہیں جن کا ذکر کنیتوں میں آئے گا۔

۱۴۴۱ حارث بن عبدقیس[2]

بن لقیط بن عامر بن امیہ بن الظرب بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ انہیں حارث بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق اور ابن دأب نے مہاجرین حبشہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ بلاذری نے کہا: واقدی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۴۴۲ حارث بن عبدکلال[3]

بن نصر بن سہل بن عریب بن عبدکلال بن عبید بن فہر بن زید الحمیری (یمن کے ایک رئیس) نبی علیہ السلام نے ان کی طرف خط بھیجا جیسا کہ ان کے بھائی شرحبیل وغیرہ کے سوانح میں آئے گا۔ انساب میں ہمدانی نے لکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث اور ان کے بھائی کو خط لکھا اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ ان کے سامنے سورۃ "لم یکن" پڑھنا۔ حارث آپ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے آپ ﷺ نے ان سے معانقہ کیا اور ان کی خاطر اپنی چادر بچھائی۔ ان کی آمد سے پہلے آپ ﷺ نے فرمایا: "اس راستے (یمن کی طرف اشارہ تھا) سے تمہارے پاس معزز ددھیال اور ننھیال والا ایک شخص آئے گا۔ جس کے رخسار گورے مائل بزردی ہوں گے"۔[4] تو وہ ایسے ہی تھے۔

زیادہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے اسلام لانے کا پیام بھیجا تھا۔ اور یمن میں مقیم ہو گئے تھے۔ ابن اسحاق:[5] تبوک سے نبی ﷺ کی واپسی کے موقع پر حمیر کے بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنے اسلام لانے کی اطلاع بھیجی۔ ان میں سے حارث بن عبدکلال بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف مہاجر بن ابی امیہ کو بھیجا تھا تو وہ (ان کی تبلیغ پر) اسلام لے آئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں یہ اشعار لکھ کر بھیجے: "آپ ﷺ کا دین برحق ہے جس میں پاکیزگی ہے اور جس کا آپ حکم دیتے ہیں"۔ یوں ہی دارقطنی نے نافع کے طریق سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابوالحسن مدائنی نے "رسل النبی ﷺ" (نبی ﷺ کے

---

[1] ابوداؤد کتاب الادب باب فی برالوالدین (۵۱۴۵) [2] اسد الغابۃ (۹۲۱) الاستیعاب (٤٤٠)

[3] اسد الغابۃ (۹۲۲) [4] مسند احمد (٣٦٠/٤) الطبقات الکبرٰی (٦١/٦) [5] السیرۃ النبویۃ (١٧٩/٤)

قاصدین) نامی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۴۳ حارث بن عبد مناف [1]

عبدان محمد بن عمرو کے طریق سے بحوالہ شریک بن ابی نمر، حارث بن عبد مناف سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے پھوپھی اور خالہ کی میراث کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ ان دونوں کا میراث (یعنی بھانجے بھانجی اور بھتیجا بھتیجی کے مال) میں کوئی حق نہیں"۔ اس روایت کو حاکم [2] نے مستدرک میں محمد بن عمر کے طریق سے نقل کیا ہے۔ لیکن مستدرک کے نسخہ میں صرف حارث بن عبد لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

ذہبی [3] لکھتے ہیں: اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ روایت مرسل ہے۔

۱۴۴۴ حارث بن عبید

بن رزاح بن کعب انصاری ظفری۔ ابوعمر: انہیں اور ان کے بیٹے نصر بن حارث کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

۱۴۴۵ (ز) حارث بن عبید ازدی

حارث بن عبداللہ میں ذکر ہوا ہے۔

۱۴۴۶ (ز) حارث بن عبیدہ [4]

بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی، بلاذری اور دیگر نسب دانوں نے انہیں عبیدہ کی اولاد میں ذکر کیا ہے۔ عبیدہ تو بدر میں شہید ہو چکے تھے اس لئے ان کے یہ بیٹے صحابی ہوں گے۔ شاید نبی ﷺ کی حیات میں ہی ان کی وفات ہوئی ہو۔

۱۴۴۷ حارث بن عتیک [5]

بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف انصاری جبر (جو عتیک بن عتیک کے والد ہیں) ان کے بھائی۔ عدوی: شرکاءِ بدر میں۔ ابن شاہین: اپنے رجال سے ان کا ذکر تو کیا لیکن ان کے والد کا نام عتیق لکھا ہے کہ وہ ان کے والد اور چچا بدر میں شریک ہوئے تھے۔

ابن سعد بحوالہ واقدی بدری صحابہ میں اور ابن عمارہ نے یوں ذکر کیا ہے: حارث بن قیس بن ھیشہ بدر میں شریک ہوئے۔

۱۴۴۸ حارث بن عتیک [6]

بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول انصاری بخاری، کنیت ابواحزم تھی، احد اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ بقول واقدی جسر ابی عبیدہ میں شہادت پائی۔

---

[1] اسد الغابة (۹۲۳) [2] المستدرك (۳٤۲/٤) [3] تجريد (۳۰) [4] اسد الغابة (۹۲٤)

[5] اسد الغابة (۹۲٦) [6] اسد الغابة (۹۲۷) استيعاب (٤۳۸)

۱۴۴۹ حارث بن عدی [1]

بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن خطمہ انصاری خطمی۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابوعمر [2] نے ابن کلبی کے اتباع میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۵۰ حارث بن عدی

بن مالک بن حرام بن خدیج بن معاویہ انصاری معادی۔ عدوی: اُحد میں شریک ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ: جسر ابی عبید میں ۱۵ھ میں شہید ہوئے۔

۱۴۵۱ حارث بن عرفجہ [3]

بن حارث بن مالک بن کعب انصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ: بدری صحابہ ہیں۔ ابوعمر کا گمان ہے کہ: ''ابن اسحاق نے ان کا ذکر چھوڑ دیا ہے''۔ جبکہ ان کا گمان غلط ہے۔ ابن فتحون اس پر متنبہ کر چکے ہیں کہ ابن اسحاق نے حارث بن عرفجہ کو شرکاءِ بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن ہشام نے ان کا یوں نسب بیان کیا ہے: ابن کعب بن النجار بن کعب۔

۱۴۵۲ حارث بن عفیف الکندی

ابن مندہ: امام بخاری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ابن غطیف ہوں جن کا تذکرہ آ رہا ہے۔

۱۴۵۳ حارث بن عقبہ [4]

بن قابوس المزنی۔ مغازی میں واقدی ذکر کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے چچا وہب بن قابوس اپنی بکریاں لے کر مدینہ پہنچے تو مدینہ کو خالی پایا۔ وہاں سے سیدھے اُحد پہنچے اور اسلام لانے کے بعد مشرکین سے جنگ میں شریک ہوگئے۔ بالآخر دونوں شہید ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''مجھے ان دو مزنیوں کی موت پہ رشک آتا ہے''۔

۱۴۵۴ حارث بن عمرو

بن حرام بن عمرو بن زید بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ ابن سعد [5] نے ذکر کیا کہ وہ اور ان کے بھائی اُحد میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ دونوں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اور ابن سعد کا قول ہے کہ کوفہ شہر میں سعد کی اولاد ہے۔ اور عمرو بن حرام جو جابر بن عبداللہ بن حرام کے دادا ہیں۔ ان کے والد نہیں بلکہ وہ دوسری شخصیت ہیں وہ تو ابن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب ہیں۔

۱۴۵۵ حارث بن عمرو بن غزیّہ

بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج انصاری خزرجی۔ ابن السکن

---

[1] اسد الغابۃ (۹۲۹) استیعاب (۴۳۶) [2] استیعاب (۳۶۱/۱) [3] اسد الغابۃ (۹۳۰) استیعاب (۴۴۱)

[4] اسد الغابۃ (۹۳۲) استیعاب (۹۳۷) [5] الطبقات الکبریٰ (۴۲/۵)

نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ حجاج، سعید اور عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں جن کا ذکر آ رہا ہے۔ ابوعمر فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ حارث بن غزیہ ہیں یعنی جن کا ذکر آ رہا ہے۔ فرماتے ہیں: بظاہر وہ اور ہیں۔ ابن قانع نے انہی حارث بن عمرو بن غزیہ کا عنوان قائم کر کے حارث کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ یوں دونوں کو ایک شخصیت قرار دیا ہے۔

۱۴۵۶ حارث بن عمرو

بن مؤمّل بن حبیب بن تمیم بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب قرشی عدوی، ابوعمر نے لکھا ہے: یہ ان ستر لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے خیبر کے سال مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

۱۴۵۷ (ز) حارث بن عمرو الطائی

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ اہل شام میں شمار ہوتے ہیں اور ارمیپیا کی جنگ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ وہ لشکر کے سپہ سالار بھی تھے۔

۱۴۵۸ حارث بن عمرو* انصاری

براء بن عازب کے چچا بقول بعض ان کے ماموں ہیں۔ امام احمد* نے اشعث بن سوار کے طریق سے بحوالہ عدی بن ثابت، براء سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: حارث بن عمرو گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک جھنڈا بنا کر دیا تھا۔ تو میں نے پوچھا: چچا جان! کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کی گردن اتارنے بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی بیوی سے شادی کی ہے۔

ابن السکن نے اسی سند سے نقل کر کے لکھا ہے: میرے چچا حارث بن عمرو میرے پاس سے گزرے۔ عبدالرزاق نے اس روایت کو اپنے طریق سے نقل کیا تو لکھا: ''میری اپنے چچا سے ملاقات ہوئی''۔ اس میں ان کا نام نہیں لیا۔ اور دوسری سند سے روایت کیا کہ اشعث سے مروی ہے، فرمایا: میں اپنے ماموں سے ملا۔ ایسا ہی ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

ایک جماعت نے یہ روایت عدی بن ثابت سے نقل کی ہے لیکن اس کی سند میں ان سے اوپر اختلاف ہے۔ بعض نے ان کے حوالہ سے کہا: میں نے براء سے سنا، بعض نے کہا: ان سے وہ یزید بن براء سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت ابومریم عبدالغفار بن قیس بن عدی بن قیس سے بحوالہ یزید وہ اپنے والد سے فرمایا: میں اپنے ماموں سے ملا، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ میں نے عرض کیا: کہاں کا ارادہ ہے؟ پھر حدیث ذکر کی اور ان کا نام نہیں لیا۔

۱۴۵۹ حارث بن عمرو بن ثعلبہ*

بقول بعض حارث بن عمرو بن حارث بن ایاس بن عمرو بن سہم بن نضلہ بن غنم بن ثعلبہ بن معن بن مالک بن اعصر باہلی ثم سہمی۔ ابومنقبہ (میم پر زبر سین ساکن، قاف پر زبر اور پھر باء ہے) جیسا کہ میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا، پڑھا ہے کہ ''کمال''

---

* اسد الغابة (۹۳٤) استیعاب (٤٣١) * مسند احمد (۲۹۰/٤) * اسد الغابة (۹۳٥) استیعاب (٤٢٩)

کے مصنف نے یہ نام غلط لکھا ہے اور مزی نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے: ابوسفینہ بصرہ میں فروکش ہوئے۔ انہوں نے ایک حدیث روایت کی جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں اور ابوداؤد، نسائی وغیرہ نے نقل کی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ بعض نے اسے زرارہ بن کریم بن حارث بن عمرو کے طریق سے طویل ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منیٰ یا عرفات میں آیا، لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گھیرا بنا رکھا تھا...'' (حدیث) ❶ اور یحییٰ بن زرارہ کے طریق سے ہے مجھے میرے والد نے بحوالہ اپنے دادا حارث بتایا، اور بغوی نے یہ حدیث یحییٰ بن حارث کے طریق سے نقل کی، فرمایا: مجھے میرے والد نے اپنے دادا حارث کے حوالہ سے بتایا انہوں نے دورِ جاہلیت اور اسلام پایا تھا۔ پھر استغفار، بتوں کے لیے سر کی چوٹی اور ان کے نام ذبح کی جانے والی بکری کے متعلق کوئی حدیث نقل کی۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ بن حارث اور پوتا زرارہ بن کریم بن حارث روایت کرتا ہے۔ حرف کاف میں کریم کے سوانح میں ان کا کچھ تذکرہ ہوگا۔

۱۴۶۰ (ز) حارث بن عمرو اسدی

ابومکعت، کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ابن ماکولا نے مرزبانی کے اتباع میں ان کا یہی نام لیا ہے۔ جبکہ ابن قانع اور ابن مندہ وغیرہ نے ان کا نام عرفطہ بن نضلہ لیا ہے۔ یہی زیادہ مشہور ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۴۶۱ حارث بن عمیر ازدی ❷

ثم اللھبی لام کے زیر اور ھا کے سکون سے۔ واقد نے عمرو بن حکم سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا خط دے کر بصریٰ کے بادشاہ کی طرف بھیجا تھا۔ جب یہ موتہ فروکش ہوئے تو شرحبیل بن عمرو غسانی راستے میں مل گیا، اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور ان کی گردن اتار دی۔ اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد قتل نہیں ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موتہ ❷ ایک مہم روانہ فرمائی۔ ابن شاہین نے محمد بن یزید کے طریق سے بحوالہ اپنے رجال اس واقعہ کے بغیر ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۶۲ حارث بن عوف ❷

بن ابی حارثہ مزنی، جاہلیت کے مشہور شہسوار۔ ابوعبید نے کتاب الدیباج میں ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لے آئے تھے۔ ایسا ہی دوسرے لوگوں نے نقل کیا ہے۔ ابوعبید لکھتے ہیں: عرب کی تین جنگیں زیادہ لمبے عرصے کی تھیں۔ قبیلہ کے دونوں بیٹوں اوس اور خزرج کی لڑائی، حراحس اور غبراء کی جنگ جو بنی عبس اور فزارہ کے درمیان ہوئی۔ اور وائل کے دو بیٹوں بکر اور تغلب کی جنگ، پھر دوا ٹھانے والوں نے ان کے خون اٹھائے۔ وہ خارجہ بن سنان اور حارث بن عوف تھے۔ انہی ایام میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، لیکن ابھی حارث بن عوف پر ان کے خون کا کچھ حصہ دینا باقی تھا جسے اسلام میں ہدر (ضائع) قرار دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاں ان کی بیٹی کے لیے پیامِ نکاح بھیجا جس پر وہ کہنے لگے: چونکہ اس میں ایک عیب ہے اس لئے میں اسے آپ کے لیے پسند نہیں کرتا، حالانکہ کوئی عیب نہ تھا۔ جب واپس آ کر دیکھا تو اسے برص کی بیماری ہو چکی تھی۔ جس سے اس کے

---

❶ ابوداؤد کتاب المناسک باب من المواقیت حدیث (۱۷۴۲) المستدرک (۲۳۲/۴)

❷ اسد الغابۃ (۹۳۹) استیعاب (۹۰۔) ❷ الطبقات الکبریٰ (۲۵۵/۴) ❷ اسد الغابۃ (۹۴۱) استیعاب (۹۳۴)

چچازاد یزید بن جمرہ نے شادی کر لی تو ان کے ہاں شبیب پیدا ہوا جو ابن برصاء نام سے مشہور ہوا۔ برصاء کا نام قرصافہ تھا، یہ رشاطی کا بیان ہے۔

ان کے علاوہ کسی نے ذکر کیا ہے کہ اس کے والد نے کہا: اس کے سفیدی ہے اور عرب اس سے برص مراد لیتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''سوایسے ہی ہو''۔ چنانچہ وہ اسی وقت برص والی ہوگئی۔ واقدی کا قول ہے: مجھے عبدالرحمٰن بن ابراہیم مدنی نے بحوالہ اپنے شیوخ بیان کیا۔ بنی مرہ کا تیرہ افراد پر مشتمل ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس کا سردار حارث بن عوف تھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ یہ لوگ بنت حارث کے گھر فروکش ہوئے اور پھر مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حارث کہنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کی قوم اور آپ کے رشتہ دار ہیں، لوی بن غالب کی اولاد ہیں، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

زبیر لکھتے ہیں: مجھے میرے چچا مصعب نے بتایا کہ حارث بن عوف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگے: میرے ساتھ ایسا شخص روانہ فرمایئے جو آپ کے دین کی دعوت دے۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ انصار کا ایک شخص بھیجا جس سے حارث کے رشتہ داروں نے بغاوت کر کے اسے شہید کر دیا۔ اس پر حضرت حسان بول اٹھے: ''اے حارث! تم میں سے کون اپنے پڑوسی سے بغاوت کرتا ہے، سو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو کسی سے دھوکا نہیں کرتے''۔ حارث آ کر معذرت کرنے لگے اور انصار کو دیت دی اور کہنے لگے: ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں حسان کی زبان سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں''۔

۱۴۶۳ حارث بن عوف

انہیں عوف بن حارث اور حارث بن مالک لیثی ابوواقد بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کے حالات کنیتوں میں آئیں گے۔

۱۴۶۴ حارث بن عیسیٰ

بقول بعض باء سے عبس عبدی ثم صباحی (صاد کے پیش اس کے بعد باء مخفف ہے) وفد عبدالقیس کے ایک فرد ہیں۔ ابوعبیدہ نے ان میں ذکر کیا ہے۔ ابن الامین اور ابن بشکوال نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۴۶۵ حارث بن غزیہ انصاری

انہیں غزیہ [۱] بن حارث بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن، باوردی اور ابن مندہ کتاب الصحابہ میں اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ (جو متروک راوی ہے) کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن رافع نقل کیا ہے، انہوں نے بحوالہ حارث بن غزیہ بتایا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا فتح مکہ کا دن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فتح کے بعد ہجرت نہیں رہی''۔ [۲] (حدیث)

---

[۱] اسد الغابة (۹۴۲) استیعاب (۴۴۴) [۲] المعجم الکبیر (۲۶۳/۱۸) کنز العمال (۳۰۱۶۴)

۱۳۶۶ حارث بن غُطَیف [1] (غین سے تصغیر ہے)

سکونی شامی۔ ان کی حدیث معاویہ بن صالح نے بحوالہ یونس بن سیف ان سے نقل کی ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ابوصالح اور حماد بن خالد فرماتے ہیں، معاویہ سے یہ روایت ہے: ''میں اس بات کو نہیں بھولا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھے دیکھا''۔ [2] اسے بغوی اور سمویہ نے بھی نقل کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی اور زید بن حباب بحوالہ معاویہ اسی طرح نقل کرتے ہیں، البتہ انہوں نے شک کی بنا پر کہا: ''غُطیف بن حارث یا حارث بن غُطیف''۔ اسے ابن ابی شیبہ اور ابن السکن نے نقل کیا ہے۔ ابن وہب اور رشدین بن سعد نے بحوالہ معاویہ ابوصالح کی روایت کی طرح بلاشک روایت کی ہے۔ لیکن یونس اور حارث کے درمیان ابوراشد حبرانی کا اضافہ کر دیا۔ ابن مندہ باوردی اور ابن شاہین نے اسے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: ابن راشد نے اس میں اضافہ نقل کیا ہے۔ معین بحوالہ معاویہ فرماتے ہیں: غضیف بن حارث (ضاد نقطے والا) اسے ابن مندہ نے نقل کر کے کہا: پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ ابن السکن بحوالہ ابن معین روایت کرتے ہیں: درست نام حارث بن غطیف ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: جس نے غضیف لکھا، اس نے لفظی غلطی کی ہے اس لیے کہ غضیف بن حارث دوسری شخصیت ہیں جن کی کنیت ابواسماء تھی۔

۱۳۶۷ حارث بن فروہ [3]

بن شیطان بن خدیج بن امری القیس بن حارث بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن ثور کندی، ابن کلبی، ابن سعد، اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ [4] ابن الاثیر فرماتے ہیں: ابوموسیٰ کے ذیل میں: حارث بن قرہ (قاف سے) لکھا ہے۔ اور جمہرہ میں فروہ فا اور واؤ کے اضافہ سے ہے جو صحیح ہے۔ لکھا ہے کہ ان کے دادا کا نام خوبصورتی کی وجہ سے ''شیطان'' پڑ گیا تھا۔

۱۳۶۸ (ز) حارث بن ابی قارب قرشی سہمی

موسیٰ بن عقبہ نے جنگ اجنادین میں شہید ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۳۶۹ حارث بن قیس [5]

بن حارث بن اسماء بن مرّ بن شہاب بن ابی شمر غسانی، شہسوار و شاعر تھے۔ ابن کلبی نے نبی ﷺ کے پاس بصورتِ وفد آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور ابن الامین اور ابن فتحون نے بحوالہ ابن دباغ اپنے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (۹۴۳) استیعاب (٤٤٤) [2] جامع المسانید والسنن (۲۳۲/۳) [3] اسد الغابة (۹٤٤)

[4] اسد الغابة (۳۸۹/۱) [5] اسد الغابة (۹٤٥)

۱۴۷۰ حارث بن قیس

بن خلدہ انصاری ثم زرقی ، کنیت سے مشہور ہیں۔ ابو خالد کنیت تھی ، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۷۱ حارث بن قیس*

بن عدی سہمی۔ ان کے والد حارث کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ رہے یہ تو ابن ابی خیثمہ نصر بن مزاحم کے طریق سے، بحوالہ معروف بن خربوذ روایت کرتے ہیں، فرمایا: جاہلیت میں شرافت دس قریشی آدمیوں پر ختم تھی، پھر اسلام سے مل گئی۔ پھر ان لوگوں کا تذکرہ کیا، فرمایا: بنی سہم حارث بن قیس، جنہیں حکومت و اموال میسر تھے۔

میں کہتا ہوں: ممکن ہے ان کی اس بات ''پھر اسلام سے مل گئی'' سے مراد ان کی اولاد سے مل گئی ہو۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ صحابی تھے لہٰذا غور کر لینا چاہیے۔

پھر مجھے ابن عبد البر کی کتاب میں ابن ابی خیثمہ جیسی روایت ملی لیکن اس میں اضافہ ہے کہ وہ اسلام لے آئے اور اپنے بیٹوں حارث، بشر اور معمر کے ساتھ حبشہ ہجرت کی۔ ابن الاثیر ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زبیر اور ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ ان میں یہ اضافہ ہے کہ سوائے ابو عمر کسی نے ان کا اسلام لانا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ابو عبید، مصعب اور طبری وغیرہ نے اسلام لانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ وہ تائب ہو گئے ہوں اور شرفِ صحابیت حاصل کر کے ہجرت کر لی ہو۔ لہٰذا دونوں اقوال میں کوئی منافات و تعارض نہیں۔ رہا ارشادِ باری تعالیٰ: ''ہم استہزاء و مزاح کرنے والوں سے آپ کی کفایت کرنے والے ہیں''۔ (سورۃ الحجر: ۹۵) کسی کی توبہ نہ کرنے میں واضح نہیں ہے، جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن اسحاق نے استہزاء کرنے والوں میں سے ہر ایک کی موت کا ذکر کیا ہے کہ وہ کیسے مرا۔ حارث بن طلاطلہ کی موت کا ذکر کر کے پھر عکرمہ اور سعید بن جبیر کے طریق سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: حارث بن عطلہ، رہے عکرمہ تو انہوں نے حارث بن قیس کہا۔ اور ابن اسحاق نے یزید بن رومان سے بحوالہ ان کا نسب خزاعی ذکر کیا ہے جو سہمی کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم

۱۴۷۲ حارث بن قیس

انہیں قیس بن حارث بھی کہا جاتا ہے، قاف میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۷۳ (ز) حارث بن قیس الفہری

ابن عبد القیس میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۴۷۴ حارث بن کرز

عبد الصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان سے مہاجر بن حبیب روایت

---

* اسد الغابۃ (۹۴۸) استیعاب (۴۴۵)

کرتے ہیں۔ تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا نقل کیا ہے۔

۱۴۷۵ حارث بن کعب

بقول بعض یہ اسلع کا نام ہے جن کا ذکر ہمزہ میں ہو چکا ہے۔

۱۴۷۶ حارث بن کعب [1]

بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار انصاری، بخاری ثم مازنی۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: صحابی ہیں اور یمامہ میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی عدوی کا قول ہے جس سے تجرید کے قول ''کہ صرف کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے'' کی تردید ہو جاتی ہے۔

۱۴۷۷ حارث بن کلدہ [2]

بن عمرو بن ابی علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن عبیدہ بن عوف بن قصی ثقفی عرب کے طبیب، مغازی میں ابن اسحاق [3] فرماتے ہیں: مجھے ایسے شخص نے بتایا جس پر مجھے کسی قسم کا شبہ نہیں۔ عبداللہ بن مُکرّم سے وہ ثقیف کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا کہ جب اہل طائف مسلمان ہوئے تو ان غلام لوگوں کے بارے میں ایک جماعت نے لب کشائی کی۔ یعنی جو نبی ﷺ کی طرف اتر آئے اور اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ''یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں''۔ ان کے متعلق گفتگو کرنے والے حارث بن کلدہ بھی تھے۔ ان کے علاوہ کا قول ہے کہ ازرق مولی حارث بھی ان میں شامل تھے۔

ابوداؤد [4] نے ابن ابی نجیح کے طریق سے بحوالہ مجاہد، سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں بیمار ہوا تو نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا: ''تمہیں دل کی تکلیف ہے۔ ثقیف کے بھائی حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ علاج معالجہ کرتا ہے اسے کہنا کہ سات کھجوریں لے اور انہیں کوٹ لے''۔ ابن مندہ نے اسمٰعیل بن محمد بن سعد کے طریق سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: حضرت سعد بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کرنے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صحت یاب کرے گا''۔ پھر حارث بن کلدہ سے فرمایا: ''سعد کی بیماری کا علاج کرو''۔ [5] پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن ابی حاتم [6] فرماتے ہیں ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ صحیح نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذمیوں سے طب و علاج میں امداد لینا جائز ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کے متعلق ایک روایت ملی ہے، جسے ہم نے امالی محاملیہ کے جزء تاسع (نویں) میں روایت کیا ہے اور عسکری کی کتاب ''تصحیف'' میں شریک بن عبدالملک بن عمیر کے طریق سے حارث بن کلدہ سے مروی ہے جو عرب کے بڑے طبیب تھے۔ وہ اپنی ایک سایہ دار جگہ میں بیٹھا کرتے تھے، اس کے متعلق کسی نے ان سے پوچھا، انہوں نے کہا: ''دھوپ ہوا کو آلود کرتی،

---

[1] اسد الغابة (۹۵۱) [2] اسد الغابة (۹۵٤) [3] السيرة النبوية (۱۰۱/٤)

[4] ابوداؤد كتاب الطب باب ترمة العجوة (۳۸۷۵) [5] السنن الكبرىٰ (۱۸/۹) الطبقات الكبرىٰ (۱۸/۹)

[6] الجرح والتعديل (۸۷/۳)

کپڑے بوسیدہ کرتی اور چھپی بیماریاں پیدا کرتی ہے“۔

طب میں حارث کی باتیں بہت زیادہ ہیں جن میں سے جوہری نے صحاح میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حارث بن کلدہ سے (جو عرب کے طبیب تھے) پوچھا: علاج کیا ہے؟ اس نے کہا: پرہیز۔ پھر مجھے یہ روایت ابراہیم حربی کی کتاب ”غریب الحدیث“ میں ابن ابی نجیح کے طریق سے ملی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا.... پھر اسے ذکر کیا۔

عبدالملک بن حبیب کی کتاب الطب النبوی میں عروہ بن زبیر کی مرسل روایت بحوالہ عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ اور داؤد بن رشید نے بحوالہ عمرو بن معروف روایت کیا ہے: حارث کے آخری وقت لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور کہا ہمیں کوئی وصیت کرو۔ اس نے کہا: صرف جوان لڑکی سے شادی کرنا، صرف پکا ہوا پھل کھانا، جب تک کسی کا بدن بیماری برداشت کر سکے ہرگز علاج نہ کرنا، ہر ماہ چونے کا استعمال کرنا، اس سے بلغم ختم ہو جاتی ہے، جو دوپہر کا کھانا کھالے وہ سو جائے اور جو رات کا کھانا کھائے اس کے بعد چالیس قدم چلے“۔ کسریٰ کے ساتھ اس کا مشہور قصہ ہے جسے ہم بیان کر کے کتاب کو لمبا نہیں کرنا چاہتے۔ بقول بعض اس کی موت کی وجہ یہ بنی کہ اسے ایک سانپ نظر آیا۔ تو کہنے لگا بعض دفعہ عالم کا علم تریاق (زہر کا توڑ) کا سا کام کرتا ہے۔ تو کسی نے اس سے کہہ دیا: ابووائل! کیا تم اس سانپ کو نہیں پکڑتے؟ تو تکبر نے اسے سانپ پکڑنے پر مجبور کیا۔ ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سانپ نے اپنی فطرت ظاہر کی اور اسے ڈس لیا جس سے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کچھ ہی دیر بعد چل بسا۔

۱۴۷۸ حارث بن مالك

ابوواقد لیثی کنیتوں میں تذکرہ ہوگا ان کے والد کا نام بھی واقدی نے یہی بتایا ہے۔

۱۴۷۹ حارث بن مالك [1]

بن قیس بن عوذ بن جابر بن عبد مناف بن شجع بن عامر بن لیث بن بکر کنانی لیثی، ابن برصاء سے مشہور ہیں۔ برصاء ان کی والدہ ہیں، بقول بعض ان کی دادی ہیں۔ پہلے مکہ پھر مدینہ رہائش پذیر ہوئے۔ ترمذی [2] اور ابن حبان نے ان کی حدیث نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور دارقطنی نے شعبی کے طریق سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے موقع پر فرماتے سنا: ”آج کے بعد قیامت تک مکہ پر چڑھائی نہیں ہوگی“۔ اور زبیر بن بکار نے مسور بن عبدالملک یربوعی سے بحوالہ ان کے والد وہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ ابن برصاء لیثی مروان بن حکم کے ہمنشینوں میں سے تھے، اس کے ساتھ رات کو بات چیت کرتے ایک رات مالِ غنیمت کا تذکرہ ہوا، لوگوں نے کہا مالِ غنیمت تو اللہ تعالیٰ کا مال ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس کی جگہ صرف کیا اس پر مروان نے کہا: مالِ غنیمت امیر المومنین معاویہ کا مال ہے جہاں چاہیں صرف کریں۔ تو ابن البرصاء وہاں سے چلے گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے ملے اور انہیں ساری بات بتائی۔ سعید فرماتے ہیں: میں مسجد کے ارادے سے جا رہا تھا کہ حضرت سعد سے ملاقات ہوگئی۔ فرمایا: میرے ساتھ آؤ، میں آپ کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ مروان کے پاس جا پہنچے۔ آپ نے اسے

---

[1] اسد الغابة (٩٥٦) استيعاب (٤١٨)

[2] ترمذی كتاب السير باب ما قال النبی ﷺ يوم فتح مكة ان هذه لا تغزى ... (حديث ١٦١١)

سخت سست کہا، پھر قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں کہ مروان نے کہا: آپ نے کب دیکھا؟ یہ بات اس شیخ سے کس نے کی ہے؟ لوگوں نے کہا: ابن البرصاء نے۔ چنانچہ انہیں لایا گیا۔ ابھی کوڑے مارنے کے لیے ان کے کپڑے اتروائے ہی تھے تو اتنے میں دربان حکیم بن حزام کے لیے اجازت لینے آ گیا۔ مروان نے کہا: اسے اس کے کپڑے واپس دے دو۔ اور باہر نکال دو، ہمارے لیے اس دوسرے بوڑھے کو نہ بڑھکا دے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حارث خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے۔ یہی ان کی نسبت کے متعلق مشہور ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں جب ان کی مرفوع حدیث بحوالہ سفیان نقل کی تو فرمایا وہ خزاعی ہیں۔

۱۴۸۰ حارث بن مالك انصاری [1]

ابن المبارک نے کتاب الزہد میں ان کی حدیث بحوالہ معمر، صالح بن مسمار سے نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حارث بن مالک! صبح کیسے ہوئی؟ عرض کیا: ایمان و یقین سے۔ آپ نے فرمایا: ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ [2] عرض کیا: میں نے اپنے آپ کو دنیا سے روکا جس کے نتیجہ میں رات بیدار رہا، دن کے وقت پیاسا رہا، گویا مجھے اپنے ربّ کا عرش نظر آ رہا ہے اور مجھے اس میں اہل جنت ایک دوسرے کی زیارت کرتے نظر آ رہے ہیں۔ اور گویا میں جہنمیوں کا شور سن رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''مومن کا دِل اللہ تعالیٰ منور کر دیتا ہے''۔ یہ روایت معضل ہے۔

اسی طرح عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ صالح بن مسمار اور جعفر بن برقان نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث سے فرمایا، اور اسے تفسیر میں ثوری سے بحوالہ عمرو بن قیس ملائی، زید سلمی سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث سے فرمایا: حارث! صبح کیسے ہوئی؟ عرض کیا: ایمان والوں میں سے؟ آپ نے فرمایا: جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟ پھر اسی طرح کے مفہوم کی روایت نقل کی۔ اس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے شہادت کی دعا فرمایئے۔ آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی، انہی دنوں مدینہ کے مویشیوں پر حملہ ہوا تو یہ بچاؤ کے لیے نکلے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

دوسرے طریق سے یہ حدیث موصولاً بھی مروی ہے۔ طبرانی [3] نے سعید بن ابی ہلال کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابی الجہم روایت کی ہے جبکہ ابن مندہ نے سلیمان بن سعید کے طریق سے بحوالہ ربیع بن لوط، دونوں حارث بن مالک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یقیناً ایمان والوں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: دیکھو کیا کہہ رہے ہو؟ (الحدیث) اس کے آخر میں ہے: ''جو کسی ایسے شخص کو دیکھنے کا خواہشمند ہو جس کا دِل اللہ تعالیٰ نے منور کر دیا ہے تو وہ حارث بن مالک کو دیکھ لے''۔ [4]

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے زید بن ابی انیسہ نے عبدالکریم بن حارث سے انہوں نے حارث بن مالک کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اور جریر بن عقبہ بن عبدالرحمٰن نے بحوالہ اپنے والد، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں حارث بن مالک تھے، جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں سے حرکت دی۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

---

[1] اسد الغابة (۹۵۷)

[2] المصنف لابن ابی شیبه (حدیث ۴۲/۱۱) اتحاف السادة المتقین (۳۲۷/۹) کنز العمال (حدیث ۳۶۹۸۹)

[3] المعجم الکبیر (۳۳۶۷/۳) [4] کنز العمال (۳۳۲۴۴) اتحاف السادة المتقین (۳۲۷/۹)

اور بیہقی نے ''شعب'' میں یوسف بن عطیہ الصفار کے طریق سے (جو بے حد ضعیف راوی ہے) بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ ایک دِن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حارث بن مالک سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا: حارث! صبح کیسے ہوئی؟ عرض کیا: میں نے ایمان و یقین کی حالت میں صبح کی ہے۔ حدیث طویل ہے۔ جس کے آخر میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حارث! جب تم پہچان گئے تو اسے نہ چھوڑنا''۔ بیہقی ✿ فرماتے ہیں: یہ روایت منکر ہے، جس میں یوسف کو خبط ہوگیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ اس نے حارث کہا اور دوسری بار حارثہ کہہ دیا۔

ابو عاصم خشیش بن اصرم نے اپنی کتاب الاستقامہ میں عبدالعزیز بن ابان سے بحوالہ مالک بن مغول، فضیل بن غزوان لکھا ہے کہ مدینہ کے مویشیوں پر حملہ ہوا، جس کے لیے حارث بن مالک نکلے اور ان کے آٹھ آدمی مار ڈالے پھر خود شہید ہوگئے۔ یہ وہی ہیں جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''حارثہ! صبح کیسے ہوئی؟'' ابن ابی شیبہ ✿ نے، ابن نمیر سے بحوالہ مالک بن مغول یہ روایت مرفوع نقل کی ہے جس میں فضیل بن غزوان کا ذکر نہیں کیا۔ ابن صاعد اس روایت کو حسین بن حسن مروزی سے بحوالہ ابن المبارک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: میرے علم میں صالح بن مسمار نے صرف ایک حدیث مسنداً نقل کی ہے اور یہ حدیث موصولاً ثابت نہیں۔

۱۴۸۱ حارث بن مُحاشن ✿

ابو عمر فرماتے ہیں: قاضی اسمٰعیل نے علی بن مدینی کے حوالہ سے مہاجرین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی قبر بصرہ میں ہے۔

۱۴۸۲ (ز) حارث بن مرّہ الجهنی ✿

سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے خلافت صدیقی میں قضاعہ کا امیر مقرر فرمایا تھا اور اس وقت خود عراق کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ وہ جنگجو صحابہ میں سے تھے۔ ان کی ایک روایت کا بھی ذکر کیا ہے جو ارطاۃ بن ابی ارطاۃ نخعی کے ذریعہ ان سے بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

۱۴۸۳ حارث بن مسعود ✿

بن عبدہ بن مُظَہّر (میم کے پیش اور ظا کے زبر ھاء مشدد زیر والی ہے) ابن قیس بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے یوم جسر کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۴۸۴ حارث بن مسلم تمیمی

ان شاء اللہ تعالیٰ مسلم بن حارث میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۸۵ حارث بن مسلم حجازی ✿

ابو المغیرہ مخزومی، امام بخاری لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم ✿ نے بحوالہ اپنے والد لکھا ہے،

✿ الزهد الكبير (٩٧١) ✿ المصنف لابن ابی شیبه حدیث (٤٣/١١) ✿ اسد الغابة (٩٥٩) استیعاب (٤١٩)

✿ استیعاب (٣٥٤/١) ✿ اسد الغابة (٩٦١) استیعاب (٤١٩) ✿ اسد الغابة (٩٦٣) ✿ الجرح والتعدیل (٩٠/٣)

ابن دباغ اور ابن فتحون نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر کی کتاب میں ان کے دادا کا نام مغیرہ لکھا ہے اور یہ وہم دیا ہے کہ ابن ابی حاتم کی کتاب میں یونہی لکھا ہے، جبکہ ان کے ہاں ابوالمغیرہ ہی لکھا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہے اس سلسلہ میں ابن عبدالبر نے جو کچھ حارث بن سوید کے حالات میں لکھا ہے، وہ پہلے گزر چکا ہے۔

۱۴۸۶ حارث بن مضرس ✿

بن عبد بن رزاح انصاری۔ بغوی لکھتے ہیں: درخت والی بیعت میں شریک تھے اور قادسیہ میں شہید ہوئے، ان کی اولاد ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر نے حارث بن عبد بن رزاح کا ذکر کیا ہے، شاید وہ یہی ہوں۔

۱۴۸۷ حارث بن معاذ انصاری ظھری

ابوذرہ۔ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۱۴۸۸ حارث بن معاذ

بن نعمان بن امرئ القیس، بن زید بن عبدالاشہل انصاری اشہلی سعد بن معاذ کے بھائی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شرکاء بدر ✿ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھتیجے حارث بن اوس بن معاذ کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

۱۴۸۹ (ز) حارث بن معاویہ ✿

السکونی۔ بنی ہاشم کے حلیف، ابن حبان لکھتے ہیں: شرف صحابیت رکھتے ہیں، جب حضرت حسین اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح ہوئی اس وقت کوفہ میں انتقال کیا۔

۱۴۹۰ حارث بن معاویہ ✿

بن زمعہ الکندی، ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے ابن مندہ نے کتاب الصحابہ میں اور ابونعیم نے انہی کے اتباع میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کا تعلق مقدام رہاوی کی حدیث سے ذکر کیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ عبادہ بن الصامت، ابودرداء اور حارث بن معاویہ اکٹھے بیٹھے تھے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بولے: تم میں سے کسے یاد ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے ایک اونٹ کو سترہ بنا کر نماز پڑھی تھی؟ تو عبادہ رضی اللہ عنہ بولے: مجھے یاد ہے، پھر حدیث ذکر کی۔ ✿

ابونعیم لکھتے ہیں: اس روایت کو ابوسلام نے مقدام کندی سے نقل کیا تو حارث بن معاویہ کندی نے کہا۔ ابن سعد اور ابوزرعہ دمشقی نے شام کے طبقۂ اولیٰ کے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابومُسہر نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اکابر شاگردوں میں ان کا شمار کیا ہے۔ عجلی لکھتے ہیں: اکابر تابعین سے ہیں۔ امام بخاری، ✿ مسلم، ابوحاتم ✿ ابن سمیع اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابووہب کلاعی بحوالہ مکحول حارث بن معاویہ کندی سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور ابوجندل بن سہل وضو کر رہے تھے، پھر

✿ اسد الغابة (٩٦٤) ✿ اسد الغابة (٩٦٥) ✿ المعجم الكبير (٣٣٧٩/٣) ✿ اسد الغابة (٩٦٦)

✿ المصنف لابن ابی شیبه (٣٨٥/١) جامع المسانيد (٢٣٧/٣) ✿ التاريخ الكبير (٢٨/٢) ✿ الجرح والتعديل (٨٩/٣)

موزوں پر مسح کرنے کا قصہ ذکر کیا۔

یعقوب بن سفیان سلم بن عامر کے طریق سے بحوالہ حارث بن معاویہ روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: کس وجہ سے آنا ہوا؟ اہل شام کس حالت میں ہیں؟ پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ مخضرمین ہیں۔ پہلی حدیث ان کے صحابی ہونے کے متعلق واضح نہیں۔ واللہ اعلم

۱۴۹۱ حارث بن معلّی

بقول بعض حارث بن نفیع بن معلّی۔ یہ وہی ابوسعید ہیں جو اپنی کنیت سے شہرت رکھتے ہیں کنیتوں میں ذکر آئے گا۔

۱۴۹۲ حارث بن معمّر[1] (تشدید سے)

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح الجمحی حاطب کے والد اور حارث بن حاطب کے دادا جن کا ذکر قریب ہی گزرا ہے۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ سب مہاجرین حبشہ کے سلسلہ میں آتے ہیں۔ حارث، ان کے والد حاطب اور ان کے دادا حارث۔

رہی وہ روایت جو ابن عائذ نے نقل کی اور انہی کے طریق سے ابن مندہ نے اور عطاء خراسانی کی روایت سے بحوالہ ان کے والد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مہاجرین حبشہ کے بارے میں نقل کی ہے: حارث بن معمر حبشہ میں تھے کہ ان کے ہاں حاطب بن حارث پیدا ہوئے، بالکل غلط ہے۔ وہاں تو ان کے بیٹے حاطب کے ہاں ولادت ہوئی اور پیدا ہونے والے حارث بن حاطب ہیں جیسا گزر گیا اور آئے گا بھی۔

۱۴۹۳ حارث بن نُبیہ[2]

انس بن حارث کے والد، انہیں اور ان کے بیٹے کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے بیٹے کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اصحاب صفہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے ان سے ان کے بیٹے انس ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انس بن حارث[3] میں بھی ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۱۴۹۴ حارث بن نضر سہمی

یا، حارث بن سہم بصری، زبیر بن بکار نے مُوفقیات میں محمد بن اسحاق کے طریق سے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں انصار کے بارے میں ان کے اشعار ذکر کیے ہیں، جن کا مطلع یہ ہے: میری قوم کے لوگ کم عقلی کی وجہ سے اور لغزش کے انتظار کی وجہ سے اس سے پہلے اللہ اور رسول کی طرف بلانے والے تھے۔ اور اسلام کی باگیں تھے، ہمارے سامنے حکومت والے قریش ہی ہیں۔ اور قریش ہی عقلمند ہیں''۔ وثیمہ نے ذکر کیا کہ جب خلافت کے بارے مہاجرین و انصار کا تنازعہ ہوا تو حارث بن نضر کھڑے ہو کر اپنی قوم سے مخاطب ہوئے جس میں پہلے اور تیسرے شعر کے ساتھ یہ اضافہ ذکر کیا: ''اے اوس وخزرج کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گناہوں کے

---

[1] اسد الغابة (٩٦٨) [2] اسد الغابة (٩٧٠) [3] جامع المسانيد (٢٤٠/٣)

انجام سے بچو!'' ان کے دوسرے اشعار کا ذکر بھی کیا جو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے یمامہ میں مرتدوں کے ساتھ جنگ کرنے کے موقع پر امیر مقرر کرنے کے سلسلہ میں کہے تھے۔ یہ بات اس کے خلاف ہے جو زبیر نے ان کے والد اور ان کی نسبت کے متعلق لکھی ہے۔ واللہ اعلم

۱۴۹۵ حارث بن نضر

بن حارث انصاری، عدوی نے ''نسب انصار'' میں لکھا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور قداح نے لکھا ہے کہ وہ بیعت رضوان میں شریک تھے، ان کے والد صحابی ہیں۔ جیسا کہ آئندہ آئے گا ان کے نام کو قلم بند کرنے میں اختلاف ہے۔

۱۴۹۶ حارث بن نعمان[1]

بن اساف بن نضلہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار انصاری نجاری۔ ابن اسحاق[2] نے شہدائے موتہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ کہا ہے۔ عدوی لکھتے ہیں: وہ بدر و اُحد اور باقی غزوات میں شریک رہے۔ بالآخر موتہ میں شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: صحیح یہ ہے کہ بدر میں شریک ہونے والے ان کے بعد والے ہیں۔

۱۴۹۷ حارث بن نعمان[3]

بن امیہ بن امرئ القیس بن البرک بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ابن سعد[4] فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق کے علاوہ موسیٰ بن عقبہ، ابن عمارہ، ابومعشر اور واقدی نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: کہ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے عبیداللہ بن ابی رافع کے طریق سے ذکر کیا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرکاءِ صفین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔

۱۴۹۸ حارث بن نعمان[5]

بن خزمہ بن ابی خزمہ، بقول بعض خزیمہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ عبدان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں اور حارثہ بن نعمان میں فرق کیا ہے۔

۱۴۹۹ حارث بن نعمان[6]

بن رافع بن ثعلبہ بن جشم اوسی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث سلیمان بن عبیداللہ نے بحوالہ عبیداللہ بن عمرو، عبدالکریم جزری سے انہوں نے حارث بن نعمان کے کسی بیٹے سے انہوں نے اپنے والد سے[7] نقل کی ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ (۹۷۱) [2] السیرۃ النبویۃ (۲۵/٤) [3] اسد الغابۃ (۹۷۲) استیعاب (٤۲۲) [4] الطبقات الکبریٰ (٤٤/۳)

[5] اسد الغابۃ (۹۷۳) استیعاب (٤۱۳) [6] اسد الغابۃ (۹۷٤) [7] السیرۃ النبویۃ (۲۵۱/۲)

۱۵۰۰ حارث بن نعمان
حارثہ بن نعمان میں ذکر ہوگا۔

۱۵۰۱ حارث بن نفیع
بقول بعض ابوسعد بن معلّٰی کا نام ہے۔

۱۵۰۲ حارث بن نوفل [1]

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ عبداللہ جن کا لقب ببہ ہے (دو باؤں سے جن میں سے دوسری مشدد ہے)۔ ابن حبان [1] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں مکہ کے بعض کاموں کا نگران بنایا تھا۔ ایسا ہی زبیر بن بکار نے کہا ہے۔

ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں: ہمیں مصعب نے بتایا کہ حارث بن نوفل صحابی ہیں اور روایت بھی کرتے ہیں۔ نبی ﷺ کے دور میں ان کے ہاں عبداللہ پیدا ہوا جس کا لقب ببہ تھا۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ نوفل اپنے والد کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ان کا ایک بیٹا حارث تھا جس سے وہ اپنی کنیت رکھتے تھے جوان کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ امام بخاری نے تاریخ میں عبداللہ بن حارث کے طریق سے نقل کیا کہ ان کا والد مکہ کا گورنر تھا۔ ابن السکن اور طبرانی [1] عاصم بن عبید اللہ کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن حارث بن نوفل وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب مؤذن کی آواز سنتے تو وہی الفاظ دہراتے، جب مؤذن حی علی الصلاۃ کہتا، آپ ﷺ فرمایا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" [2] ان کی اور بھی احادیث ہیں۔ نسائی نے ابومجلز کے طریق سے بحوالہ حارث بن نوفل، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: میں آپ ﷺ کے کپڑوں سے منی کے داغ کھرچ دیا کرتی تھی۔

مزی نے ذکر کیا کہ وہ یہی حارث ہیں، اور ابن حبان کے ہاں وہ کوئی اور ہیں۔ اس واسطے کہ انہوں نے حارث بن نوفل بن حارث کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ یہی زیادہ ظاہر ہے۔

ابن کلبی لکھتے ہیں یہی اس آیت کا سبب نزول بنے: "اللہ ایسا نہیں کہ آپ کے ان میں ہوتے ہوئے انہیں عذاب دے"۔ (الانفال: ۳۳)

ابوحاتم [3] فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور بصرہ میں فوت ہوئے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: مجھے علی بن عیسیٰ بن عبداللہ بن حارث نے بتایا کہ حارث نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔ آپ نے انہیں مکہ میں کسی کام پر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے انہیں اسی پر برقرار رکھا۔ پھر وہ بصرہ منتقل ہوگئے، وہاں ایک حویلی بنائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں وہیں فوت ہوئے۔ ان کے علاوہ ان کے گھرانے کے کسی شخص نے بتایا: امیر معاویہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ رہے زبیر بن بکار تو یہ آخری بات ان کے بھائی عبداللہ بن نوفل کے سوانح میں ذکر کی ہے۔

۱۵۰۳ حارث بن ابی ہالہ

ہند بن ابی ہالہ، پروردۂ نبی ﷺ۔ ان کا نسب ان کے بھائی کے حالات میں آئے گا۔ ابن کلبی اور ابن حزم نے ذکر کیا ہے

---

[1] اسد الغابۃ (۹۷۶) استیعاب (۴۲۱) [1] الثقات (۹۱/۳) [1] المعجم الکبیر (۳۲۶۵/۳)

[2] بخاری کتاب الاذان باب ما یقول اذا سمع المنادی (حدیث ۶۱۳) المعجم الکبیر (حدیث ۲۹۱/۱۳) الدر المنثور (۲۲۳/۴) کنز العمال (۱۷۷۱) التاریخ الکبیر (۱۰۰/۱)

[3] الجرح والتعدیل (۹۱/۳)

کہ یہ پہلے شخص ہیں جو رکن یمانی کے نیچے اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ کتاب ''الاوائل'' میں عسکری لکھتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم الٰہی پر ڈٹ جانے کا حکم دیا تو آپ ﷺ مسجد حرام میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''لا الٰہ الا اللہ کہہ لو، کامیاب ہو جاؤ گے''۔ [1] تو لوگ آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ ﷺ کے گھر کسی نے چیخ کر کہا: رسول اللہ ﷺ! اتنے میں حارث بن ابی ہالہ موقع پر جا پہنچے، آپ نے ان سے لڑنا شروع کیا تو وہ سارے ان پر پل پڑے اور شہید کر دیئے گئے۔ آپ پہلے شہید ہیں۔ سیف کی فتوح میں ہے: سہل بن یوسف بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حارث بن ابی ہالہ شہید ہوئے اور ہم لوگ اہل توحید صرف چالیس افراد تھے آپ ﷺ نے ہمیں پہلی وصیت فرمائی، پھر حدیث ذکر کی۔

۱۵۰۴ حارث بن ہانی [2]

بن ابی شمر بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ کندی۔ ابن کلبی نے لکھا ہے: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور مدائن میں جنگ ساباط میں شریک ہوئے۔ حکومتی وظیفہ میں وہ ڈھائی ہزار (۲۵۰۰) میں تھے۔ ابن شاہین نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابوموسیٰ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۰۵ حارث بن ہشام

ابوعبدالرحمٰن الجہنی۔ کنیت سے مشہور ہیں کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۵۰۶ حارث بن ہشام [3]

بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم۔ ابوعبدالرحمٰن قرشی مخزومی، ابوجہل کے بھائی اور خالد بن ولید کے چچازاد بھائی۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ ہیں۔ صحیحین [4] میں ان کی حدیث آتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی ﷺ سے پوچھا آپ کے پاس وحی کس کیفیت میں آتی ہے؟ (حدیث) امام احمد اور بغوی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ حارث بن ہشام سے روایت کرتی ہیں۔ ابن ماجہ [5] نے ان کی دوسری حدیث محمد بن اسحاق کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن ابی بکر، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام وہ اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے شوال میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی....(حدیث) زبیر فرماتے ہیں: صاحب شرافت و تذکرہ تھے۔ کعب بن اشرف یہودی نے (اسلام لانے سے پہلے) ان کی مدح سرائی کی حارث بن ہشام بدر کے معرکہ میں مشرکین کے ساتھ تھے اور ان میں تھے جنہیں شکست ہوگئی تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ انہیں عار دلاتے ہوئے فرمانے لگے:

> ''جو بات تو کہہ رہی ہے اگر تو جھوٹی ہے تو تجھے ایسے ہی نجات ملے جیسے حارث بن ہشام نے نجات پائی۔ وہ اس طرح کہ اس نے اپنے ساتھیوں کے سامنے لڑنا ترک کر دیا اور تیز رفتار گھوڑے کی لگام تھامے بچ نکلا''۔ [6]

---

[1] مسند احمد (حدیث ۴۹۲/۳) [2] اسد الغابۃ (۹۷۷) [3] اسد الغابۃ (۹۷۹) استیعاب (۴۵۲)

[4] کتاب بدء الوحی باب ۲ (حدیث ۲) مسلم کتاب الفضائل باب عرق النبی ﷺ فی البرد و حین یاتیہ الوحی (حدیث ۶۰۱۳)

[5] ابن ماجہ کتاب النکاح باب متی یستحب البناء بالنساء (۱۹۹۱) [6] دیوان حسان (۳۶۶) مختصر تاریخ دمشق (۱۷۰/۶)

حارث نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:۔

''اللہ جانتا ہے کہ میں نے جنگ نہیں چھوڑی تھی۔ یہاں تک مدمقابل گروہ نے میرے گھوڑے پر سرخ جھاگ والے نیزے برسائے۔ میں بھانپ گیا اگر اکیلا لڑا تو مارا جاؤں گا اور میری شرکت کی وجہ سے میرا دشمن نہیں روئے گا اس لئے میں وہاں سے بھاگ نکلا اگرچہ میرے ساتھی ان میں تھے۔ اس امید پر کہ اس کے بدلہ ایک خون خرابے اور فساد والا دن ہوگا۔''

بقول بعض بھاگنے کی معذوری کے لیے سب سے بہترین اشعار ہیں۔ زبیر لکھتے ہیں: اُحد میں مشرکانہ حالت میں شریک ہوئے بالآخر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے۔ پھر اسلام خوب سنوارا، زبیر لکھتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بتایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حارث اپنے اہل وعیال اور مال لے کر مکہ سے شام چلے گئے، اہل مکہ نے ان کا پیچھا کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر میں تمہارے گھر سے گھر بدل بھی لوں تو مجھے وہ بدل عوض پسند نہیں۔ میرا مقصد تو اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہونا ہے تو وہ شام میں مہاجر ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا خاتمہ خیر پر فرمایا۔

سہیل بن عمرو کے حالات میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔ واقدی کہتے ہیں ہمارے اہل سیرت علماء کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ حارث بن ہشام طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے۔ مدائنی لکھتے ہیں: جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی ابن سعد نے حبیب بن ابی ثابت سے ذکر کیا ہے۔ رہی وہ روایت جو ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے بحوالہ زہری، انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے نقل کی ہے کہ حارث بن ہشام نے اپنے ایک غلام سے عقد مکاتبت کیا، پھر اس کا قصہ ذکر کیا، جس میں ہے: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں مقدمہ پیش ہوا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حارث خلافت عثمان تک زندہ رہے۔ لیکن ابن لہیعہ ضعیف راوی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ فیصلہ حارث کی وفات کے بعد ہوا ہو۔

زبیر لکھتے ہیں: کہ حارث نے صرف اپنا بیٹا عبدالرحمٰن چھوڑا پھر اہل خرد انہیں اور ناجیہ بنت عتبہ بن سہل بن عمرو کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لاکر کہنے لگے: باقیماندہ کی باقیماندہ سے شادی کردو امید ہے اللہ تعالیٰ ان سے نسل پھیلائے۔ چنانچہ ان سے بہت اولاد ہوئی۔ حارث سرداری کی ضرب المثل بن گئے تھے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:۔

جب تو نے مجھے گالی دی تو تو یہ سمجھا شاید تیرا باپ حارث بن ہشام کی طرح عزت والا ہے جو قریش اخلاق اور عطاء میں بلند تھا جاہلیت میں رہا تب بھی اور اسلام لایا تب بھی۔ موفقیات میں زبیر محمد بن اسحاق کے طریق سے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں لکھتے ہیں: حارث بن ہشام اٹھے جوان دنوں بنی مخزوم کے سردار تھے۔ اس وقت کھڑے ہو کر کہنے لگے اس کی برابری صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سبقت کرنے والے تھے، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہ ہوتا ''امام قریش سے [1] ہوں''۔ تو انصار اس سے دور نہ تھے کہ وہ اس کے اہل ہوتے لیکن یہ ایسی بات ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں۔ اللہ کی قسم! اگر قریش کا صرف ایک مرد رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اسے یہ چیز عطا کر دے گا۔ حارث کفار کی لڑائی میں حملہ کرتے وقت یہ اشعار پڑھتے تھے۔

[1] مسند احمد (۱۸٤/۳) السنن الکبریٰ (۱۲۱/۳) المستدرک (۷٦/٤) المعجم الکبیر (۲۲٤/۱)

''میرا اپنے رب اور نبی ﷺ پر ایمان ہے اور مر کر جی اٹھنے پر میرا یقین ہے اس کا برا ہو جو زندگی کو وطن بنائے''۔

۱۵۰۷ (ز) حارث بن ابی وجزہ

بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن امیہ اموی، بلاذری لکھتے ہیں: ابو وجزہ کا نام تمیم تھا انہوں نے لمبی عمر پائی۔ واقدی اور زبیر نے ذکر کیا کہ وہ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ابو حاتم بجستانی نے کتاب المعمرین میں لکھا ہے: لوگ کہتے ہیں کہ حارث سخت طبیعت گندم گوں، لمبے آدمی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے یہ آیت پڑھی ''گویا وہ سہارا دی ہوئی لکڑیاں ہیں''۔ ❶ کہنے لگے: میرا والد ابن خطاب سے معترض ہوا ہے میں تمہارے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھوں گا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ان کے پاؤں بے کار ہو گئے۔ اسی کے متعلق وہ کہتے ہیں: میں اتنا بوڑھا ہو گیا کہ زمانے نے مجھے مبتلا کر دیا۔ جتنا میں زندہ رہا اگر کوئی رہے تو وہ وسواسی اور اپاہج ہو جائے گا، اور جیسے میری انتہاء ہوئی ہے۔ اگرچہ میں مزید بیس سال زندہ رہوں۔ فناء ہے۔ زمانہ کسی کو ہمیشہ رہنے والا نہیں رکھتا۔ بلاذری نے ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حارث بن ابی وجزہ خالد بن ولید کی مدح کر رہے ہیں آپ نے انہیں منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا: فخر کی محبت دین کے لیے فساد کا ذریعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان حارث کے بارے میں صحابہ پر لکھی گئی کسی کتاب میں ذکر نہیں ملا، اگرچہ یہ ان کی شرط کے مطابق ہے۔ اس لئے کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں جوان مرد تھے۔ اور خلافت فاروقی تک زندہ رہے۔ اور جیسا پہلے گزر چکا ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی قریشی کافر نہیں رہا۔ بلکہ سب حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ موجود تھے جیسا کہ ابن عبد البر نے اس کی وضاحت کی ہے۔

۱۵۰۸ (ز) حارث بن وحشی

بن مالک الجنبی ابو ظبیان اور حصین بن جندب کے دادا، جندب بن حارث میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۵۰۹ (ز) حارث بن وہب ❷

انہیں وھبان از بنی عدی بن دئل بھی کہا جاتا ہے۔ وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے جو اسید بن ابی ایاس کے سوانح میں حرف ھمزہ میں گزر چکا ہے، حارث بن وہب کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ایک قصہ بھی ہے جسے زبیر نے موفقیات میں یحییٰ بن محمد بن عبد اللہ بن ثوبان سے بحوالہ محرز بن جعفر مولی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کیا ان کے ساتھ یہ لوگ بھی تھے۔ قدامہ بن مظعون، ابو ہریرہ، حارث بن وہب جو بنی لیث بن بکر کے ایک فرد ہیں۔ اور ان کا آدھا مال تقسیم کر لیا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے آپ نے حارث سے فرمایا: میں کیا عبادت کروں تم نے اونٹنیاں سو دینار کی بیچ ڈالیں؟ انہوں نے کہا میں اپنے ساتھ جو خرچ لے گیا تھا اس میں تجارت کی تھی آپ نے فرمایا: ہم نے تمہیں

---

❶ سورة المنافقون : ٤ ❷ اسد الغابة (٩٨٠)

مسلمانوں کے مال میں تجارت کرنے نہیں بھیجا تھا۔ پھر انہیں حکم دیا کہ اس پر سوار ہوں اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! آئندہ تمہارا کوئی کام نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اب تبدیل ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں کوئی کام سونپوں۔" [1]

۱۵۱۰ حارث بن یزید [2]

بن انیسہ، ابن نبیشہ بھی کہا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے ابن ابی انیسہ از بنی معیص بن عامر بن لؤی قرشی عامری ہیں۔ ابن اسحاق نے سیرت میں عبدالرحمٰن بن حارث بن عبداللہ بن عیاش کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے قاسم بن محمد نے کہا: یہ آیت "کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ جان بوجھ کر کسی ایماندار کو قتل کرے ہاں غلطی سے ہو جائے تو اور بات [3] ہے" تمہارے دادا عیاش بن ابی ربیعہ اور حارث بن زید بنی معیص بن عامر کے بھائی ہیں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مکہ میں جب وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے تھے جب ان کے ساتھیوں نے ہجرت کر لی تو حارث مسلمان ہو گئے، لیکن انہیں ان کے اسلام لانے کا پتہ نہ تھا۔ اور ہجرت کر کے چل پڑے۔ ابھی حرہ کے میدان میں ہی پہنچے تھے کہ عیاش بن ابی ربیعہ کی ان سے ملاقات ہو گئی وہ انہیں ابھی تک مشرک ہی سمجھ رہے تھے اور تلوار بڑھا کر انہیں شہید کر دیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اسے بلاذری، ابویعلی، حارث بن ابی اسامہ اور ابومسلم الکجی نے نقل کیا ہے سب حماد بن سلمہ کے طریق سے، بحوالہ محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ لیکن عبدالرحمٰن بن قاسم نے بحوالہ اپنے والد ان کا نام حارث بن یزید بن ابی انیسہ بتایا اور ان کے متعلق فرماتے ہیں: حارث نے عیاش بن ابی ربیعہ کو باندھنے میں (ابوجہل کی) مدد کی تھی تو انہوں نے قسم کھا لی اگر مجھے اس پر دسترس حاصل ہو گئی تو اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ اسی قصہ کو کلبی نے اپنی تفسیر میں طویل انداز سے لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عیاش سے ملے بغیر نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آ گئے تھے۔ اور ابن جریر نے ابن جریج کے طریق سے بحوالہ عیاش وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حارث بن یزید بن ابی انیسہ ابوجہل کے ساتھ عیاش بن ابی ربیعہ کو سزا دیتا تھا..... پھر اسی سے ملتا جلتا قصہ نقل کیا۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں سعید بن جبیر کے طریق سے نقل کیا ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور حارث بن یزید مولی بنی عامر بن لؤی کو قتل کریں گے..... پھر اسی جیسا واقعہ نقل کیا ہے۔

طبرانی نے سدی کے طریق سے یہ قصہ طویل ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔ اور مجاہد کے طریق سے بھی نام ذکر نہیں کیا۔ جس کے بیان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اسلام لانے کے بعد نبی ﷺ سے ملے تھے پھر جب وہاں سے نکلے تو عیاش نے انہیں قتل کر دیا۔ واللہ اعلم

اس بنا پر ان کا صحابی ہونا صحیح ہے "جرح و تعدیل" میں [4] ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: حارث بن یزید بن ابی انیسہ وہی ہیں جنہیں جنگ اُحد کے بعد، مدینہ آ جانے کے بعد بقیع میں عیاش بن ابی ربیعہ نے قتل کر دیا تھا۔ اسے ابن عبدالبر [5] نے دو جگہ لکھا ہے جن میں سے ایک جگہ ان کے والد کا نام زید اور دوسری میں یزید لکھا ہے انہوں نے سمجھا شاید دو شخصیتیں ہیں۔ حالانکہ دونوں ایک

---

[1] كنز العمال (حديث ٣٦٨٢٣) [2] اسد الغابة (٩٨٢) استيعاب (٤٥٥) [3] سورة النساء ٩٢

[4] الجرح والتعديل (٣/٩٣) [5] استيعاب (١/٣٦٧)

ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۵۱۱ حارث بن یزید عامری [1] (دوسرے ہیں)

نبی ﷺ کے بعد فتوحات میں شریک ہوئے۔ سیف نے ان کا ذکر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی طرف پیام بھیجا کہ وہیب قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لیے جو لشکر جا رہا ہے اس کے اگلے دستہ میں عمرو بن مالک بن عتبہ بن وہیب کو شامل کر لیں چنانچہ عمرو نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور آدھے لشکر کا نگران حارث بن یزید عامری کو مقرر کر دیا۔ پھر وہ قرقیسیاء کی طرف پیش قدمی کرنے لگے اس کے بعد وہ قصہ ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: یہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ صرف صحابہ کو امیر بنایا جاتا تھا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۱۲ حارث بن یزید جهنی [2]

عبدان فرماتے ہیں: میں نے احمد بن سیار کو فرماتے سنا: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں البتہ حدیث ابی الیسر میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ اور اس روایت کی طرف اشارہ کر دیا جو انہوں نے اور عبدالغنی بن سعید نے مبہمات میں ابن وہب کے طریق سے نقل کی ہے۔ جس میں بحوالہ یونس، ابن شہاب سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں: کہ ابوالیسر نے کہا: میرا حارث بن یزید جہنی کے ذمہ کافی مال تھا۔ جسے اس نے بہت عرصہ مجھ سے روکے رکھا'' حدیث، اس کے رجال (راوی) ثقہ ہیں اگرچہ روایت منقطع ہے۔ اصل صحیح مسلم میں ہے۔ [3] عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد انصار کے اس قبیلہ میں علم طلب کرنے گئے۔ سب سے پہلے ہم ابوالیسر سے ملے تو ابوالیسر نے کہا: میرا قبیلہ حرام کے فلاں شخص کے ذمہ مال تھا..... پھر حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: حَرامی حاء راء سے قلمبند ہے جو انصار کی شاخ ہے۔ احتمال ہے کہ ہوں جہنی لیکن انصار کے حلیف ہوں۔ مجھے ان کی روایت کی ایک حدیث ملی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے جسے ابوموسیٰ نے ذیل میں بشر بن عمارہ کے طریق سے بحوالہ احوص بن حکم، حارث بن زیادہ سے انہوں نے حارث بن یزید جہنی سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صاف ستھرے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے''۔ [4]

۱۵۱۳ حارث بن یزید البکری : حارث بن حسان میں پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۱۵۱۴ (ز) حارث [5]

(کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہیں ہیں) ابن ابی حاتم [6] بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ نسائی

---

[1] اسدالغابۃ (٩٨٥) استیعاب (٤٥٤) [2] اسدالغابۃ (٩٨٣)

[3] مسلم کتاب الزھد باب : حدیث جابر الطویل و قصة ابی الیسر (حدیث ٧٤٣٧)

[4] بخاری کتاب، الوضوء باب البول فی الماء الدائم (حدیث ٢٣٩) مسلم کتاب الطھارۃ باب النھی عن البول فی الماء الراکد (حدیث ٩٤) ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب البول فی الماء الراکد (حدیث ٦٩)

[5] اسدالغابۃ (٩٨٦) [6] الجرح والتعدیل (٩٤/٣)

نے حبیب بن سبیعہ کے طریق سے بحوالہ حارث روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص تھا وہاں سے ایک اور شخص گزرا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس سے محبت ہے...... حدیث [1] اور حماد بن سلمہ کے طریق سے بحوالہ ثابت ان سے نقل کیا ہے مبارک بن فضالہ اور حبیس بن واقد وغیرہ ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۵۱۵ (ز) حارث [2] (بے نسبت)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر یہ ابن نوفل نہیں تو میں نہیں جانتا کہ کون ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے۔
ابن عبدالبر لکھتے ہیں! ابو عبداللہ حارث نبی ﷺ سے نماز جنازہ روایت کرتے ہیں ان سے علقمہ بن مرثد عبداللہ بن حارث بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: وہ حارث بن نوفل ہیں جن کی ابو عمر نے بلا فائدہ تکرار کی ہے۔ اس پر اعتماد کرنا کہ وہ ابن نوفل ہیں عجیب بات ہے۔ کیونکہ حدیث بغوی ابن شاہین، باوردی اور طبرانی [3] وغیرہ کے ہاں جن طرق سے مروی ہے ان کا مدار لیث بن ابی سلیم پر ہے جو بحوالہ علقمہ، عبداللہ بن حارث، ان کے والد سے مروی ہے۔ کسی روایت میں یہ نہیں آیا ہے کہ وہ حارث بن نوفل ہیں۔ لیکن مؤرخین نے انہیں حارث بن نوفل کے حالات میں شامل کر دیا ہے جو احتمال پر مبنی ہے مگر اس پر اعتماد و یقین نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ابن عبدالبر پر کسی قسم کا قدغن نہیں۔ [4]

۱۵۱۶ حارث ملیکی [5]

ابن عبدالبر [6] نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی ایک روایت سعید بن سنان کے طریق سے بحوالہ یزید بن عبداللہ بن حارث ملیکی وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت پیوست کر دی گئی ہے''۔

میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے کہ ان سے لفظی غلطی نہ ہوئی ہو کیونکہ طبرانی [7] نے اسی حدیث کو اسی سند سے نقل کیا ہے۔ جس میں فرماتے ہیں: یزید بن عبداللہ بن غریب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، بالکل برابر برابر ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے آخری قسم میں ان کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ یہ احتمال تھا کہ راوی کے ہاں دونوں سندوں سے ہو۔

۱۵۱۷ (ز) حارث النهمی

عین میں ''عریان'' میں ذکر ہوگا۔

۱۵۱۸ (ز) حارث طائفی

ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے حکیم بن حارث کے سوانح میں آئے گا۔

۱۵۱۹ حارث غامدی

ان کے حالات ان کے بیٹے حارث بن حارث کے سوانح میں گزر چکے ہیں شاید یہ حارث بن یزید ہیں جن کا قریب ہی

---

[1] ابوداؤد کتاب الادب باب اخبار الرجل، الرجل بمحبته اياه (حديث ٥١٢٥) المستدرك (حديث ١٧١/٤)
[2] اسد الغابة (٩٨٦) [3] المعجم الكبير (حديث: ٢٦٨/٣) [4] استيعاب (٣٥٥/١) [5] اسد الغابة (٩٦٩) استيعاب (٤٥٦)
[6] استيعاب (٣٦٨/١) [7] المعجم الكبير حديث (٣٨٥/٢)

ذکر ہوا ہے۔

حارثہ نامی حضرات

۱۵۲۰ حارثہ بن اضبط

انہیں حارثہ ضبط سلمی بھی کہا جاتا ہے همزہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۱۵۲۱ (ز) حارثہ بن جابر عبدی

از عبدالقیس، وفد میں شامل تھے جس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ صحار بن عباس عبدی کے حالات میں آئے گا۔

۱۵۲۲ حارثہ بن جبلہ [1]

بن حارثہ ابن شرحبیل کلبی۔ جیم میں ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے رہے یہ تو عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے بھی ان کی اتباع کر کے یونہی ذکر کیا ہے۔

۱۵۲۳ حارثہ بن حمیر اشجعی [2]

بنی سلمہ کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور یونس بن بکیر نے بحوالہ ابن اسحاق [3] بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابراہیم بن سعد لکھتے ہیں۔ خارجہ خا پھر جیم سے ہے ان کے والد کا نام قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔ پہلے لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ جمیرہ جیم سے تصغیر ہے اور طبری لکھتے ہیں: حاء سے تصغیر تشدید والی بلا ھاء ہے۔ ابوموسیٰ نے ابن ابی حاتم سے نقل کیا کہ وہ جیم اور زا سے ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۲۴ حارثہ بن ربیع انصاری [4]

عبدان اور ابوبکر بن علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں۔ لیکن مجھے خدشہ ہے کہ یہ کہیں حارثہ بن سراقہ نہ ہوں جن کا ذکر ان کے بعد ہوگا۔ اپنی والدہ کی طرف نسبت کر دی گئی۔ جو ربیّع ہیں جیسا کہ آئے گا۔

۱۵۲۵ (ز) حارثہ بن زید [5]

بن ابی زہیر بن امرئ القیس انصاری خزرجی۔ میتیی نے محمد بن فلیح سے بحوالہ موسیٰ بن عقبہ شرکائے بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ابراہیم بن منذر نے بحوالہ محمد بن فلیح ان کے خلاف نقل کر کے کہا: خارجہ (خا نقطے والی اور جیم سے ہے)۔

۱۵۲۶ (ز) حارثہ بن سراقہ [6]

بن حارث بن عدی بن مالک بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری نجاری۔ ان کی والدہ ربیّع بنت نضر انس بن مالک کی

---

[1] اسد الغابۃ (۹۸۸) [2] اسد الغابۃ (۹۹۰) استیعاب (۴٦۵) [3] السیرۃ النبویۃ (۲/۲۵۷)
[4] اسد الغابۃ (۹۹۱) [5] اسد الغابۃ (۹۹۲) [6] اسد الغابۃ (۹۹۳) استیعاب (۴۵۹)

پہنچی ہوتی ہیں۔ وہ بدر میں شہید ہوئے۔ امام احمد [1] اور طبرانی [2] نے حماد بن سلمہ کے طریق سے بحوالہ ثابت بن انس اور امام بخاری [3] اور نسائی نے کسی اور سند سے بحوالہ حمید، حضرت انس سے جبکہ ترمذی [4] نے سعید کے طریق سے بحوالہ قتادہ حضرت انس سے نقل کیا ہے سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بدر میں شہید ہوئے۔ ثابت کی روایت میں ہے کہ وہ تحقیقات کرنے نکلے تو شہید کر دیئے گئے۔ ان کی والدہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے اپنے بیٹے حارثہ سے کس قدر پیار ہے ...... حدیث۔ اسی میں ہے کہ وہ جنت الفردوس میں ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور ابوالاسود نے شرکائے بدر اور وہاں شہید ہونے والے مسلمانوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس میں اہل مغازی کا کوئی اختلاف نہیں۔ ابن مندہ نے اس بات پر بھروسا کیا ہے جو حماد بن سلمہ کی روایت میں آئی ہے۔ فرمایا وہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔ جس کا ابونعیم نے انکار کیا اور اپنی عادت کے مطابق مبالغے سے کام لیا ہے۔ طبرانی کی روایت میں بحوالہ حماد اور بغوی کی روایت میں بحوالہ حمید کے طریق سے مروی ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔ پہلی بات زیادہ قابل اعتماد ہے۔

۱۵۲۷ حارثہ بن سہل [5]

بن حارثہ بن قیس بن عامر بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف انصاری، طبری ابن شاہین اور ابن القداح نے شہدائے اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ باوردی فرماتے ہیں: اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ وہ احد میں شریک تھے۔ ابوموسیٰ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۲۸ حارثہ بن شراحیل [6]

بن کعب بن عبدالعزیٰ بن زید بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عبدودّ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ کلبی، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے والد اور اسامہ بن زید کے دادا، ان کے پوتے حارثہ بن جبلہ بن حارثہ کا تذکرہ قریب ہی گزرا ہے۔ ابن مندہ اور حاکم [7] نے یحییٰ بن ایوب بن ابی عقال کے طریق سے بحوالہ ان کے چچا زید وہ اپنے والد ابوعقال وہب بن زید سے وہ اپنے والد زید بن حسن سے وہ اپنے والد اسامہ بن زید سے وہ اپنے والد زید بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے والد حارثہ بن شراحیل کو اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے۔

ابن مندہ کہتے ہیں: غریب روایت ہے صرف اسی سند سے پہچانی جاتی ہے اسی روایت کو ہم نے فوائد تمام میں تقریباً دو ورقوں میں روایت کیا ہے اس کی سند کے راوی یحییٰ سے زید بن حسن بن اسامہ تک مجہول ہیں۔ کتابوں میں جو محفوظ سند سے بات ملی ہے وہ یہ ہے کہ حارثہ اپنے بیٹے زید کی تلاش میں مکہ آئے تو نبی ﷺ نے حضرت زید کو اختیار دیا تو انہوں نے نبی ﷺ کا ساتھ پسند کیا: جس کا ذکر زید رضی اللہ عنہ کے سوانح میں آئے گا۔ مجھے حارثہ کے اسلام لانے کا ذکر صرف اسی سند میں ملا ہے۔

---

[1] مسند احمد (۲۶۴/۳) [2] المعجم الکبیر (۳۲۳۴/۳) [3] بخاری کتاب المغازی باب فضل من شهد بدرا (۳۹۸۲)
[4] ترمذی کتاب التفسیر باب و من سورة المؤمنون (۳۱/۴) [5] اسد الغابة (۹۹٤)
[6] اسد الغابة (۹۹۵) [7] المستدرك (۲۱٤/۳)

۱۵۲۹ حارثہ بن عدی ❶

بن امیہ بن الضُبَیب جذامی ضبیبی (ضاد باء سے تصغیر ہے) ابن ابی ❷ حاتم کا بحوالہ اپنے والد قول ہے: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے ایسا ہی ابن ماکولا ❸ نے کہا ہے۔ ابو بشر دولابی اور ابن مندہ ان کے بیٹے کے طریق سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں: فرمایا: میں اور میرا بھائی وفد میں تھے پھر حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے ''اے اللہ حارثہ کے کھانے میں برکت پیدا فرما'' ❹ ان کے بھائی مخرمہ کے سوانح میں یہ حدیث آئے گی۔ ابو عمر ❺ لکھتے ہیں: مجہول ہیں مشہور نہیں، بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۳۰ حارثہ بن عمرو انصاری ❻

الساعدی، اُحد میں شہید ہوئے۔ ابو عمر ❼ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے احتمال ہے کہ یہ خارجہ بن عمر ہوں جن کا ذکر خاء نقطے والی میں آرہا ہے۔

۱۵۳۱ حارثہ بن قطن ❽

بن زابر بن حصن بن کعب بن عُلیم بن جناب کلبی، ابن شاہین نے ہشام بن کلبی کے طریق سے ان کی سند سے روایت کیا ہے کہ حصن اور حارثہ فرزندانِ قطن نبی ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہوئے۔ آپ نے ان دونوں کے لیے ایک پروانہ لکھوایا، پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ حصن نے یہ اشعار کہے: اے ساری مخلوق سے بہترین شخص میں نے دیکھا کہ آپ نے کعب کی شاخ میں بڑی عزت سے پرورش پائی ہے۔

ابن سعد نے ہشام بن کلبی سے دوسری سند سے ایک قصہ نقل کیا ہے۔ جس میں مذکورہ حارثہ کے آنے کا ذکر ہے جس کی سند ان شاء اللہ تعالیٰ حمل بن سعد کے حالات میں آئے گی کہ وہ کلبی ہیں۔ اس میں ہے کہ آپ نے حارثہ بن قطن کے لئے ایک پروانہ لکھوایا: یہ تحریر محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے دومۃ الجندل والوں اور ان کے نزدیکی کلب کے قبیلوں کے لئے ہے جو حارثہ بن قطن کے پاس ہے۔ ہمارے لئے شور مچاتے خچر اور تمہارے لئے خاموش کھجوریں ہل والی زمین میں عشر اور آباد زمین میں نصف عشر ہے۔ ❾ پھر تحریر کا ذکر کیا۔

۱۵۳۲ (ز) حارثہ بن قعین

بن جلید بن حدید طائی از بنی طریف بن مالک، ابن شاہین زید الخیل کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے اور اپنی سند سے بحوالہ ہشام بن کلبی نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا تذکرہ زید کے ساتھ آنے والوں میں کیا ہے۔ ابن شاہین کے ایک پرانے نسخہ میں، میں نے یہ نام جیم سے لکھا دیکھا ہے درست حائے بے نقطی سے ہے۔

---

❶ اسد الغابۃ (۹۹۷) استیعاب (٤٦٤) ❷ الجرح والتعدیل (۲۵٤/۳) ❸ الاکمال (۱۱۳/۱)
❹ لسان المیزان (۷۱۳/۲) کنز العمال (۳۷۰۰۲) ❺ الاستیعاب (۳۷۱/۱) ❻ اسد الغابۃ (۹۹۸) استیعاب (٤٦۱)
❼ استیعاب (۳۷۱/۱) ❽ اسد الغابۃ (۹۹۹) استیعاب (٤٦۲) ❾ الطبقات الکبریٰ (٦۹/۱)

۱۵۳۳ (ز) حارثه بن مالك : حارث بن مالک میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۵۳۴ حارثه بن نعمان[1]

بن نفع ابن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، موسیٰ بن عقبہ اور ابن سعد[2] نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے بھی ان کا تذکرہ تو کیا لیکن ان کے دادا کا نام رافع لیا ہے۔ بقول ابن سعد ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ نسائی نے زہری کے طریق سے بحوالہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے: ''میں جنت میں گیا تو مجھے قراءت کی آواز آئی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے کہا گیا: حارثہ بن نعمان، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک شخص ایسا ہی ہوتا ہے۔'' وہ اپنی والدہ سے اچھا برتاؤ کرتے تھے۔ یہی روایت امام احمد کی کتاب میں معمر کے طریق سے بحوالہ زہری عروہ یا کسی اور سے مروی ہے اس کے الفاظ ہیں: ''وہ اپنی والدہ سے سب سے بڑھ کر اچھا برتاؤ کرتے تھے'' اس کی سند صحیح ہے۔ امام احمد[3] اور طبرانی[4] نے زہری کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، حارثہ بن نعمان سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزر ہوا آپ کے ساتھ جبرائیل بھی تھے۔ آپ نشستوں پر تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا، جب میں واپس آیا تو آپ نے پوچھا: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا: ''وہ جبرائیل تھے انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا ہے''۔ اس کی سند بھی صحیح ہے۔ ابن شاہین مسعودی کے طریق سے بحوالہ حکم، قاسم سے روایت کیا کہ حارثہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کسی شخص سے سرگوشی کر رہے تھے۔ وہ آ کر بیٹھ گئے اور سلام نہیں کیا۔ جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے: اگر یہ ہمیں سلام کرتا تو ہم اس کا جواب دیتے۔ آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: جی ہاں یہ ان اَسی (۸۰) افراد میں سے ہیں جنہوں نے حنین کے روز ثابت قدمی دکھائی جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو جنت عطا کی ہے۔

حارث نے اسے دوسری سند سے نقل کیا ہے جو مسعودی سے بحوالہ قاسم، حارث بن نعمان سے ایسا ہی کہا ہے۔ اور طبرانی[5] نے ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے بحوالہ حکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ ان کی امام احمد وغیرہ کے ہاں ایک اور حدیث بھی ہے۔ اور بخاری نے تاریخ میں ثابت کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن رباح روایت کیا ہے کہ حارثہ بن نعمان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو بچانے کے لئے لڑ پڑیں۔ مقسم بن سعد نے کہا: انہوں نے خلافت معاویہ کا زمانہ پایا ہے اور اسی میں جب ان کی نظر چلی گئی وفات پائی۔ طبرانی[6] اور حسن بن سفیان نے محمد بن ابی فدیک کے طریق سے بحوالہ محمد بن عثمان، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے: کہ حارثہ بن نعمان اور ایک روایت میں ہے حارثہ بن نعمان سے مروی ہے: ان کی نظر چلی گئی تھی۔ تو انہوں نے اپنے حجرے سے نماز کی جگہ تک ایک دھاگہ باندھ رکھا تھا تو کوئی مسکین آتا تو ان کی زنبیل میں رکھی کوئی چیز لے کر ان کی ڈوری بھی لے جاتا، ان کے گھر والے ان سے کہتے کہ ہم آپ کی کفایت کر دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ''مسکین کو دینا بری موت سے بچاتا ہے''۔

---

[1] اسد الغابۃ (۱۰۰۳) [2] الطبقات الکبریٰ (۵۱/۳) [3] مسند احمد (۱۵۲/۶) [4] المعجم الکبیر (۳۲۲۶/۳)
[5] المعجم الکبیر (۳۲۲۵/۳) [6] المعجم الکبیر (۲۵۸/۳)

۱۵۳۵ حارثہ بن وہب خزاعی ❶

ان کی والدہ ام کلثوم بنت جرول بن مالک خزاعیہ ہیں اور وہ خود عبیداللہ بن عمر کے ماں شریک بھائی ہیں اور انہیں نبی ﷺ، حضرت حفصہ بنت عمر وغیرہ سے روایت کرنا حاصل ہے۔ صحیحین میں ان کی چار احادیث ہیں۔ ان میں ایک یہ کہ نبی ﷺ نے ''ہمیں منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں جب تک لوگ تھے''۔ ان سے ابواسحاق سبیعی اور معبد بن خالد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

حرف حاء کے باقی ناموں کا ذکر

۱۵۳۶ حازم بن حرملہ ❶

بن مسعود غفاری ان کی زیادہ ''لاحول ولا قوۃ'' پڑھنے کی ایک حدیث ہے۔ ان سے ان کے مولیٰ ابو زینب روایت کرتے ہیں۔ جسے ابن ماجہ ❷ اور ابن ابی عاصم نے وحدان میں اور طبرانی ❸ وغیرہ نے نقل کیا ہے سب نے یہ نام حاء بے نقطی سے لکھا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ ابن قانع نے خائے نقطی میں ذکر کر کے غلطی کی ہے۔

۱۵۳۷ حازم بن حرام جذامی ❶

شام کے دیہات والے۔ باوردی، دولابی اور عقیلی نے سلیمان بن عقبہ بن شبیب بن حازم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے وہ اپنے والد حازم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس اردن سے ایک شکار کر کے لایا اور اسے آپ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا آپ نے اسے قبول فرمایا اور مجھے عدن کا عمامہ باندھنے کے لئے دیا۔ مجھ سے فرمانے لگے: تمہارا نام؟ میں نے عرض کیا! حازم، آپ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم مطعم ہو''۔ ❹ اسے بعض نے مختصر کیا ہے۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے بقول بعض حا اور را سے ہے اور کسی نے شروع کا زیر پھر زا لکھی ہے۔ اس پر البتہ اتفاق ہے کہ وہ جذامی ہیں۔ (جیم کے پیش پھر ذال نقطے والی)۔ ابوعمر ❹ لکھتے ہیں: خزاعی خاء کے پیش پھر زا سے، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

۱۵۳۸ حازم ❺ (بے نسبت)

عبدان اور انہی کے طریق سے ابوموسیٰ نے بروایت محمد سعدی۔ جو عطیہ کے بھائی ہیں۔ عاصم بصری سے انہوں نے حازم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''روزہ دار کو لغویات اور فضولیات سے پاک کرنے کے لیے صدقۂ فطر مقرر کیا ہے''۔ ❺

---

❶ اسد الغابۃ (۱۰۰۵) استیعاب (٤٦٠) ❶ اسد الغابۃ (۱۰۰۸) استیعاب (٤٦٦)

❷ ابن ماجہ کتاب الادب باب ماجاء من قول لا حول و لا قوۃ (حدیث (۳۸۲٤ ـ ۳۸۲۵)

❸ المعجم الکبیر (٤٢١/١٩) ❸ اسد الغابۃ (۱۰۰۹) استیعاب (٤٦٧)

❹ کنز العمال (۳٦۹۸٤) جامع المسانید والسنن (۲٤۹/۳) ❹ استیعاب (۳۷۳/۱)

❺ اسد الغابۃ (۱۰۱۰) ❺ الترغیب والترہیب (۱۵۱/۲) نصب الرایۃ (٤١/٢)

۱۵۳۹ (ز) حاصر (جنّ)

نصیبین کے وفد کے ایک فرد ارقم جن کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۵۴۰ حاطب بن ابی بَلْتعہ

ابن عمرو بن عمیر بن سلمہ بن صعب بن سہل لخمی، بنی اسد بن عبدالعزی کے حلیف، بقول بعض انہوں نے زبیر سے عہد کیا تھا۔ کسی نے کہا وہ عبیداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد کے غلام تھے ان سے مکاتبت کر کے مال ادا کر دیا۔ مؤرخین اس پر اتفاق کرتے ہیں کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ جس کا ثبوت صحیحین [1] میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ملتا ہے جو حاطب رضی اللہ عنہ کی اہل مکہ سے خط و کتابت کر کے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کی طرف روانگی کے متعلق آگاہی کے بارے میں ہے۔ جس کے لیے یہ آیت نازل ہوئی "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنانے کی کوشش نہ کرو"۔ [2] جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اتار دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ حضرت حاطب نے یہ معذرت کی کہ ان کا مکہ میں کوئی رشتہ دار نہ تھا جو ان کے گھرانے والوں کا دفاع کرتا" آپ نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا:

ابن مردویہ نے ان کا قصہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم میں نقل کیا ہے جس میں ہے "آپ علیہ السلام نے فرمایا: حاطب تم نے ایسا کس وجہ سے کیا؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گھر والے وہاں تھے میں نے ایسا خط لکھا جس میں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کی کوئی چیز شامل نہ تھی۔ [3]

ابن شاہین، باوردی طبرانی اور سمویہ نے زہری کے طریق سے بحوالہ عروہ، عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: حاطب ایک یمنی آدمی تھے جنہوں نے زبیر سے عہد و پیمان کیا تھا صحابی رسول تھے اور بدر میں بھی شریک ہو چکے تھے ان کے بیٹے اور بھائی مکہ میں تھے تو حاطب نے مدینہ سے سرداران مکہ سے خیر خواہی کے طور پر ایک خط لکھ دیا" پھر حدیث ذکر کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث جیسی ہے۔ اس کے آخر میں ہے: حاطب نے کہا: اللہ کی قسم! جب سے میں مسلمان ہوا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی شک نہیں کیا واقعہ یہ ہے کہ میں ایک اجنبی شخص تھا اور مکہ میں میرے بھائی بیٹے تھے...... حدیث۔ اس نے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنانے کی کوشش نہ کرنا"۔ [4]

ابن مردویہ نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس میں آیت کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ اور ابن شاہین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قوی سند کے ذریعہ نقل کی ہے۔ امام مسلم وغیرہ نے ابوزبیر کے طریق سے بحوالہ جابر روایت کی ہے کہ حاطب کا ایک غلام حاطب کی شکایت کر کے کہنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حاطب تو ضرور جہنم میں جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، وہ بدر و حدیبیہ

---

[1] بخاری كتاب المغازی باب فضل من شهد بدرا (حدیث ۳۹۸۳)
مسلم كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعة و اهل بدر (حدیث ٦٣٥١)

[2] سورة الممتحنة : ١ [3] الدر المنثور (٢٠٣/٦) اتحاف السادة المتقين (١٣٧/٧) [4] سورة الممتحنة : ١

میں شریک ہو چکا ہے''۔ [1]

ابن السکن نے محمد بن عبدالرحمٰن بن حاطب کے طریق سے بحوالہ اپنے والد وہ حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''مسلمان مرد جنت میں بہتر عورتوں سے شادی کرے گا جن میں سے ستر جنتی ہوں گی اور دو دنیا کی عورتیں ہوں گی''۔ [2] ابو عمر نے بہت انوکھی بات کی ہے کہ مجھے ان کی ایک حدیث کے علاوہ کسی حدیث کا علم نہیں جو یہ ہے ''جس نے مجھے میری وفات کے بعد دیکھا''۔ [3] (حدیث)

میں کہتا ہوں: مجھے اس کے علاوہ جیسا کہ تم دیکھو گے ان کی حدیث مل گئی۔ اس کے علاوہ ان کی تین اور احادیث بھی مجھے ملی ہیں۔ اوّل: کو ابن شاہین نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب کے طریق سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے روایت کیا ہے، فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا، میں آپ کا خط لے کر اس کے پاس گیا۔ (حدیث) دوم کو ابن مندہ نے اسی سند سے مرفوع روایت کیا ہے: ''جس نے جمعہ کے روز غسل کیا''۔ [4] سوم کو حاکم نے صفوان بن سلیم کے طریق سے بحوالہ انس، حاطب بن ابی بلتعہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھانک کر دیکھا، آپ انتہائی تکلیف میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک ڈھال تھی جس میں پانی تھا''۔ (حدیث) مؤطا میں امام مالک رحمہ اللہ نے ان کا اپنے دوست کے ساتھ خلافت فاروقی میں پیش آمدہ ایک قصہ لکھا ہے۔ مرزبانی معجم الشعراء میں لکھتے ہیں: وہ جاہلیت کے شہسوار اور شاعر تھے۔ ابن ابی خیثمہ بحوالہ مدائنی لکھتے ہیں: حاطب کا انتقال ۳۰ھ خلافت عثمانی میں ہوا۔ ان کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال تھی۔ ایسا ہی طبرانی نے بحوالہ یحییٰ بن بکیر نقل کیا ہے۔

۱۵۴۱ حاطب بن حارث [5]

بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی ثم الجمحی۔ ابن اسحاق [6] نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یونس بن بکیر نے اکیلے اپنی روایت میں ان کے دادا کا نام مغیرہ بتایا ہے۔ دیگر مؤرخین نے اسے غلط کہا ہے۔ واقدی وغیرہ نے ان کا ذکر کر کے کہا: انہوں نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ طبرانی نے حبشہ وفات پانے والوں میں ان کا اور ان کے بھائی حطاب [7] کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۴۲ حاطب بن عبدالعزّیٰ [8]

بن ابی قیس بن عبدودّ بن نصر بن مالک، حسل بن عامر بن لؤی قرشی عامری بعد والی شخصیت (حاطب بن عمرو بن عبدشمس) کے چچازاد بھائی۔ ابو موسیٰ نے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن اجلح بحوالہ اپنے والد، بشر بن تمیم وغیرہ سے روایت کر کے انہیں

---

[1] مسلم كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل اهل بدر (٦٣٥٣)
ترمذى كتاب المناقب باب فيمن سب اصحاب النبى ﷺ (حديث ٣٨٦٤)

[2] كنز العمال (٣٩٣٧٦) الدر المنثور (٣٩/١) [3] المعجم الكبير (٤٢/٤) السنن الكبرىٰ (٨٦/١٠) كنز العمال (١٤٦٩٠)

[4] ابوداؤد كتاب الطهارة باب فى الغسل يوم الجمعة (٣٤٣) مسند احمد (١٩٨/٥) [5] اسد الغابة (١٠١٢)

[6] السيرة النبوية (٦/٤) [7] الاكمال (٢٥٢/١) [8] اسد الغابة (١٠١٣)

مؤلفة القلوب (جن کی تالیف قلب کی گئی ان) میں شمار کیا ہے۔

۱۵۴۳ حاطب بن عمرو [1]

بن عبد شمس بن عبدود قرشی ثم عامری، سہیل [2] کے بھائی۔ حاطب سابقین میں سے تھے، بقول بعض حبشہ سب سے پہلے ہجرت کی، جس پر زہری نے اعتماد کیا ہے۔ اور اس سے تو سب متفق ہیں کہ وہ بدر [3] میں شریک ہوئے۔ اور کسی نے کہا: جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے سب سے آخر میں نکلے۔ بلاذری کہتے ہیں: یہ غلط ہے مؤرخین نے یہ بات لکھی ہے کہ انہوں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مدینہ ہجرت سے پہلے حبشہ سے آ چکے تھے۔

۱۵۴۴ حاطب بن عمرو [4]

بن عتیک بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک انصاری پھر اوسی۔ بقول ابوعمر [5] بدر میں شریک ہوئے جبکہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: نہ مجھے ان کے علاوہ کسی اور کے ہاں یہ نام اس طرح ملا بلکہ سب کے ہاں حارث بن حاطب ہے جیسے گزر چکا۔ البتہ ان کے دادا کا نام عبید ہے نہ کہ عتیک شاید یہاں غلطی ہوئی ہے۔ فاللہ اعلم۔ حاطب صحابی ہیں یا نہیں؟

۱۵۴۵ حامد الصائدی [6]

ازدی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے سوائے ابواسحاق کسی نے روایت نہیں کی۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری [7] نے یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ صحابی ہیں۔ رہے ابن ابی حاتم [8] تو وہ کہتے ہیں: حامد الصائدی، انہیں شاکری بھی کہا جاتا ہے جو ہمدان کا ایک قبیلہ ہے وہ سعد بن ابی وقاص سے اور ان سے ابواسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔ ابن مدینی فرماتے ہیں: سعد رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے لیکن ہمیں ان کا حال معلوم نہیں۔ تجرید میں فرماتے ہیں: حضرت سعد سے سماع تو کیا ہے لیکن معروف نہیں۔ اور میزان [9] میں اس بنا پر ان کا ذکر کیا ہے کہ تابعی ہیں۔

۱۵۴۶ (ز) حامیہ بن سبیع اسدی

کتاب الردّۃ میں واقدی نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم کی زکوٰۃ کی وصولی پر انہیں مقرر فرمایا تھا۔

---

[1] اسد الغابة (١٠١٤) استیعاب (٤٧٠) [2] الطبقات الکبریٰ (٢٩٤/٣) [3] السیرة النبویة (٢٥٠/٢) (٥/٤)
[4] اسد الغابة (١٠١٥) استیعاب (٤٦٩) [5] استیعاب (٣٧٣/١) [6] اسد الغابة (١٠١٦)
[7] التاریخ الکبیر (١٢٤/١) [8] الجرح والتعدیل (٣٠٠/٣) [9] میزان الاعتدال (٤٤٧/١)

باب الحاء جس کے بعد باء ہے

۱۵۴۷ حُباب [1]

ابن جبیر، بنی امیہ کے حلیف، ان کے بیٹے عرفطہ ہیں۔ طائف کی جنگ میں شہید ہوئے۔ صرف ابوعمر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری نے ان کے والد کا نام حبیب بتایا ہے اور ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: ابن عبدمناف بن سعد بن حارث بن کنانہ بن خزیمہ اور ازد تک ان کا نسب بیان کیا۔ شہدائے جنگ طائف میں ان کے بیٹے عرفطہ کے سوانح میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے ''اوہام استیعاب'' میں ذکر کیا ہے کہ ابوعمر نے کہا: وہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ اور عرفطہ کے حالات میں لکھا ہے: وہ حباب بن حبیب کے بیٹے ہیں اور موسیٰ بن عقبہ کی طرف اس بات کی نسبت کی ہے۔ اسی طرح ابن فتحون نے ان کے نام میں اختلاف ذکر کیا ہے کہ وہ حائے مضمومہ بے نقطی سے ہے یا نقطے والی مفتوحہ ہے جس کے ساتھ باء مشدد ہے؟ جسے میں نے خاء نقطہ والی میں بیان کیا ہے۔

۱۵۴۸ حباب بن جزء [3]

بن عمرو بن عامر بن عبد رزاح بن ظفر انصاری ثم ظفری۔ ابن ماکولا [4] کا بیان ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاہین اور طبری نے شرکاءِ اُحد اور شہدائے یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے ابن القداح نے ان کے والد کا نام جُزَی بتایا ہے۔

۱۵۴۹ حباب بن زید [5]

بن تیم بن امیہ بن خفاف بن بیاضہ بن خفاف بن سعد بن مرہ بن مالک بن اوس انصاری۔ ابن شاہین کا بیان ہے کہ وہ احد میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے یہ نقل نہیں کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۵۰ حباب بن عبداللہ

بن ابی بن سلول عبداللہ نامی لوگوں میں ذکر آئے گا۔

۱۵۵۱ (ز) حباب بن عبدالفزاری

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اور ابراہیم حربی نے عبداللہ بن حاجب کے طریق سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے کہ حباب بن عبد نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: آپ مجھے کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام لاؤ اور پھر ہجرت کرو''۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اپنے اہل وعیال اور مال کے پاس آئے اور لے کر ہجرت کر گئے۔

۱۵۵۲ (ز) حباب بن عمرو انصاری [6]

ابوالیسر کے بھائی اور عبدالرحمن کے والد نبی ﷺ کے عہد میں فوت ہوئے۔ امام احمد، [7] ابوداؤد، دارقطنی اور طبرانی [8] نے

---

[1] اسد الغابة (١٠١٧) استيعاب (٤٧٧) [2] استيعاب (٣٧٨/١) [3] اسد الغابة (١٠١٨) استيعاب (٤٧٦) [4] الاكمال (٩٢/٢)
[5] اسد الغابة (١٠١٩) استيعاب (٤٧٥) [6] اسد الغابة (١٠٢١) [7] مسند احمد (٣٨٠/٦) [8] المعجم الكبير (٣٥٩٦/٤)

ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ خطاب بن صالح وہ اپنے والد سے وہ سلامہ بنت معقل سے جو قیس عیلان کی ایک خاتون ہیں، روایت کرتی ہیں، فرمایا: جاہلیت میں مجھے میرے چچا لائے اور مجھے حباب بن عمرو کے ہاتھ بیچ دیا۔ انہوں نے مجھے اپنی خوابگاہ کے لیے مخصوص کرلیا، تو میرے ہاں ان سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ اور وہ خود فوت ہوگئے۔ ان پر قرض تھا، مجھے ان کی بیوی کہنے لگی، تمہیں ان کے قرضے میں فروخت کردیا جائے گا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ساری بات بتادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالیسر سے فرمایا: ''اسے آزاد کردو، جب تم کسی غلام لونڈی کے متعلق سنو کہ وہ میرے پاس آئی ہے تو مجھ سے اس کا عوض لے لیا کرو''۔ انہوں نے ایسے ہی کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک لڑکا دیا اور فرمایا: ''یہ اپنے بھتیجے کے لئے لے لو''۔

تنبیہ: دارقطنی نے ذکر کیا کہ انہوں نے ان حباب بن عمرہ کو علی بن مدینی کی کتاب میں شروع کے پیش اور دو تاؤں سے لکھا دیکھا ہے جبکہ مشہور یہ ہے کہ وہ دو باؤں سے ہے۔

۱۵۵۳ حباب بن قیظی [1]

بن سہل بن عمرو سہل انصاری ثم الاشہلی، موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں اور ابن اسحاق نے بھی ان میں ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا [2] لکھتے ہیں: بقول بعض ابن اسحاق سے جیم مفتوحہ پھر نون منقول ہے یعنی جناب جبکہ محفوظ بے نقطی حاء ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوعمر [3] نے ان کا ذکر حاء بے نقطی میں کرنے کے بعد حائے بانقطہ میں کیا ہے، ابوموسیٰ نے نقطے والی میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان سے وہم میں ہوگیا ہے اس لیے کہ ابن مندہ نے بے نقطی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۵۵۴ حباب بن منذر [5]

بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی ثم سلمی۔ ابن سعد [6] وغیرہ نے لکھا ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ ان کی کنیت ابوعمر تھی یہ وہی ہیں جنہوں نے سقیفہ کے روز کہا تھا: ''میں تجربہ کار اور واقف کار ہوں''۔ [7] اسے عبدالرزاق [8] نے معمر سے بحوالہ زہری، عروہ سے روایت کیا ہے۔ سیرت میں ابن اسحاق [9] نے فرمایا: مجھے یزید بن رومان نے بحوالہ عروہ وغیرہ بدر کا قصہ بیان کیا اور پھر حباب کا قول نقل کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتارا ہے تاکہ ہم اس سے آگے نہ بڑھیں یا اس میں رائے کو دخل ہے اور جنگ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں رائے کو دخل ہے اور جنگ ہے۔ تو حباب عرض کرنے لگے: تو پھر یہ پڑاؤ کا مقام نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مشورہ قبول کیا۔

ابن شاہین نے ضعیف سند سے بطریق ابوالطفیل روایت کیا ہے کہ مجھے حباب بن منذر نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مشورے دیئے، آپ نے دونوں قبول فرمالیے۔ غزوۂ بدر میں آپ کے ساتھ نکلا۔ پھر سابقہ واقعہ کی طرح ایک قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: وفات کے وقت آپ کو اختیار دیا گیا، آپ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا سب نے کہا: آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ مجھ

---

[1] اسد الغابۃ (۱۰۲۲) استیعاب (۴۷۴) [2] السیرۃ النبویۃ (۹۶/۳) [3] الاکمال (۷۵/۷) [4] استیعاب (۳۷۸/۱)

[5] اسد الغابۃ (۱۰۲۳) استیعاب (۴۷۳) [6] الطبقات (۵۶۸/۳) [7] مسند احمد (۵۶/۱) المعجم الکبیر (۳۵۹۷/۴)

[8] المصنف لعبدالرزاق (۹۷۵۸) [9] السیرۃ النبویۃ (۱۹۷/۲) (۱۹۸/۲)

سے مشورہ لیا تو میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! جیسا آپ کا رب پسند کرتا ہے ویسا کریں، آپ نے یہ بات قبول کر لی''۔ ابن سعد ❶ لکھتے ہیں: خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ عمر پچاس سال سے زائد تھی۔ مندرجہ ذیل حباب بن منذر کے اشعار ہیں:

''تمہارے باپ کا بھلا ہو کیا تم دونوں کو معلوم نہیں کہ لوگ مادر زاد اندھے اور آنکھ والے ہوتے ہیں۔ میں اور نبی محمد (ﷺ) کے دشمن شیر جو دھاڑتے رہتے ہیں۔ ہم نے نبی ﷺ کی اس وقت مدد کی اور آپ ﷺ کو ٹھکانہ دیا جب دونوں ملتوں میں سے کوئی بھی آپ کا مددگار نہ تھا''۔

۱۵۵۵ جباب (بے نسبت)

عبداللہ نامی لوگوں کے اخیر میں ان کا ذکر ہوگا، بقول بعض وہ ابن عبدالبر ہیں۔

۱۵۵۶ (ز) حَبَّان ❷

ابن مُنقذ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار انصاری خزرجی، امام احمد، ❸ امام شافعی، ابن خزیمہ، ابن جارود، حاکم اور دارقطنی ❹ نے ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حبان بن منقذ ایک کمزور آدمی تھے ان کے سر میں ایک چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے نبی ﷺ نے انہیں خریداری میں تین دن کا اختیار دیا تھا۔ نیز ان کی زبان بوجھل ہوگئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: سامان بیچ کر کہا کرو: ''دھوکا نہ ہو''۔ فرماتے ہیں: میں ان سے سنتا تھا تو وہ کہتے: ''لا خیابة و لا خیانة'' صحیح میں یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے دوسری سند سے مروی ہے جس میں حبان کا نام نہیں لیا گیا۔

دارقطنی نے ابن اسحاق کے طریق سے یہ اضافہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بتایا کہ وہ میرے دادا تھے ان کے سر میں چوٹ لگی تھی پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اور امام بخاری نے ابن اسحاق کے طریق سے اپنی تاریخ میں اسے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''وہ میرے دادا ہیں منقذ بن عمرو'' اور حسن بن سفیان نے اپنی سند میں دوسری سند سے بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا، فرماتے ہیں: محمد بن یحییٰ بن حبان اپنے چچا واسع بن حبان کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا منقذ بن عمرو کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال تھی۔ وہ جب سودا کرتے نقصان اٹھاتے، جس کا نبی ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سودا کیا کرو تو یوں کہا کرو: نقصان نہ ہو اور تین دن تک تمہیں اختیار ہے''۔ ❺

ابن شاہین نے عبداللہ بن یوسف کے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ، حبان بن واسع بن حبان سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی نظر کمزور تھی تو نبی ﷺ نے انہیں تین دن کا اختیار دیا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: لوگو! مجھے تمہاری سوداگری میں اس جیسا کوئی شخص نہیں ملتا جیسا نبی ﷺ نے حبان بن منقذ کے لیے اختیار دیا ہے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں اور دارقطنی

---

❶ الطبقات الکبریٰ (۳/۱۰۹) ❷ اسد الغابة (۱۰۲۵) استیعاب (۴۸۲) ❸ مسند احمد (۲/۶۱)
❹ السنن الکبریٰ (۳/۵۵) ❺ بخاری کتاب البیوع باب ما یکرہ الخداع فی البیع حدیث (۲۱۱۷)
ابوداؤد کتاب الاجارة باب الرجل یقول فی البیع لا خلاب (۳۵۰۰) دارقطنی فی سننہ (۳/۵۵)

نے یحییٰ بن بکیر کے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں مجھے حبان بن واسع نے بحوالہ محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ بتایا کہ انہوں نے خرید وفروخت کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی پھر اس کا ذکر کر کے کہا: یہ روایت صرف محمد سے مروی ہے۔ اصحاب السنن نے سعید کی روایت سے بحوالہ قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص خرید وفروخت کرتا تھا یا اپنے والد کے لئے ایسا کرتا تھا۔ اس کی دماغی قوت میں کچھ کمی تھی۔ (حدیث) لیکن اس میں نام نہیں لیا گیا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ قصہ میں اختلاف ہے کہ وہ حبان بن منقذ بن عمرو کے ساتھ مجھے حبان کی ایک اور حدیث میں روایت ملی ہے جو طبرانی [1] نے رشدین کے طریق سے بحوالہ قرہ، ابن شہاب سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے اپنے والد سے وہ حبان بن منقذ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا: ''میں اپنی دعا کا تہائی حصہ آپ کے لیے مقرر کرنا چاہتا ہوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹھیک ہے اگر تم چاہو''۔ (حدیث) مؤرخین لکھتے ہیں: حبان کا انتقال خلافت عثمانی میں ہوا۔

۱۵۵۷ حِبّان [2]

(حا کے زیر سے مشہور ہے بقول بعض زبر ہے جو با سے بقول بعض تا سے ہے) ابن بُحّ (باء کے پیش اس کے بعد حا تشدید والی ہے) ان کی حدیث بغوی ابن ابی شیبہ، باوردی اور طبرانی [3] نے ابن لہیعہ کے طریق سے بحوالہ بکر بن سوادہ، زیاد بن نعیم سے انہوں نے حبان بن بح صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے، فرمایا: میری قوم مسلمان ہو چکی تھی۔ مجھے اطلاع ملی کہ آپ ان کی طرف ایک فوج بھیج رہے ہیں، میں نے خدمت میں آ کر عرض کیا: میری قوم مسلمان ہے۔ پھر حدیث ذکر کی، جس میں آپ کی اجازت اور آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹنے کا ذکر ہے اور اسی میں ہے: ''امیر و گورنر بننے میں مسلمان کے لیے بہتری نہیں''۔ نیز ہے صدقہ (کا کھایا ہوا مال) سر میں درد اور پیٹ میں آگ ہے''۔ [4] طبرانی نے اسی سند سے ان کی ایک اور حدیث نقل کی ہے اور ابن الاثیر [5] نے ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے۔ لیکن مجھے ان کے اصول میں یہ بات نہیں ملی، البتہ ابن عبدالبر [6] نے کہا ہے وہ مصر فروکش ہونے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔

۱۵۵۸ حبان بن حکم [7] سلمی

ابراہیم بن منذر نے محمود بن لبید کے طریق سے نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: بنی سلیم! تمہارا جھنڈا کس کے پاس ہوگا؟ [8] لوگوں نے عرض کیا: حبان بن حکم فرّار کو دے دیں۔ آپ کو ان کی یہ بات فرّار (بھگوڑا) اچھی نہ لگی اس کے بعد آپ نے انہیں جھنڈا دے دیا لیکن پھر واپس لے کر یزید بن اخنس کو عطا کر دیا۔ وہ حنین میں بھی شریک ہوئے وہ الحکم کے بیٹے معاویہ اور علی کے بھائی ہیں۔ ابو علی غسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (٤٢/٤) [2] اسد الغابة (١٠٢٦) استیعاب (٤٨٠) [3] المعجم الکبیر (٤٢/٤)

[4] مسند احمد (١٧٥٤٤) المعجم الکبیر (٤٢/٤) کنز العمال (١٦٥٤٩) [5] اسد الغابة (٤١٣/١)

[6] استیعاب (٣٧٩/١) [7] اسد الغابة (١٠٢٧) [8] اسد الغابة (٤١٦/١)

۱۵۵۹ حبحاب ❶

بقول بعض دو باؤں سے مشہور دو ثاء ہیں، جیسا کہ آئے گا۔

۱۵۶۰ حُبشی (حاء کا پیش با ساکن پھر شین پھر یاء)

نسب کی صورت میں نام ہے۔ ابن جنادہ بن نصر بن امامہ بن حارث بن معیط بن عمرو بن جندل بن مرہ بن صعصعہ سلولی (سین کا زبر لام مخفف پیش والا) سلول کی طرف نسبت ہے جو بنی مرہ بن صعصعہ کی والدہ ہیں۔ صحابی ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے۔ پھر کوفہ فروکش ہوئے ابوالجنوب کنیت تھی (جنوب جیم کے زبر نون مخفف پیش والا آخر میں باء ہے)۔ نسائی اور ترمذی ❷ نے ان کی حدیث نقل کی ہے اور صحیح کہا ہے ان سے ابواسحاق سبیعی اور عامر شعبی روایت کرتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے سماع کی صراحت کی ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی جنگوں میں شریک ہوئے۔

۱۵۶۱ حبلہ بن مالک داری جیم میں ذکر ہوا ہے۔

۱۵۶۲ حبّہ (باء سے) **ابن بعکک** بقول بعض ابوسنابل کا نام ہے۔

۱۵۶۳ (ز) حبّہ بن جوین قسم رابع میں ذکر ہوگا۔

۱۵۶۴ حبّہ بن خالد خزاعی ❶

بقول بعض عامری، سواء بن خالد کے بھائی، صحابی ہیں جو کوفہ میں فروکش ہوئے۔ ابن ماجہ ❷ نے صحیح سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے جو بطریق اعمش ابوشرحبیل سے بحوالہ حبہ اور سواء صاحبزادگانِ خالد مروی ہے، فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز درست کر رہے تھے''۔ (حدیث)

حبیب (بروزن عظیم) نامی حضرات کا تذکرہ

۱۵۶۵ حبیب بن اسلم انصاری

ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا کہ بدری ہیں اور اپنے والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے ان کے بارے معلومات ہیں۔ ابوعمر حبیب مولی انصار کے حالات میں لکھتے ہیں: دیگر حضرات کا کہنا ہے: وہ حبیب بن اسلم، جشم بن خزرج کے مولیٰ ہیں۔

۱۵۶۶ حبیب بن اسود خاء نقطے والی میں ذکر ہوگا۔

---

❶ اسد الغابۃ (۱۰۲۹) استیعاب (۵۹۰) ❷ ترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء من لا یحل الصدقۃ (۶۵۲)

❶ اسد الغابۃ (۱۰۳۳) استیعاب (۴۸۴) ❷ ابن ماجہ کتاب الزھد باب التوکل والیقین (۴۱۶۵)

۱۵۶۷ حبیب بن اَسید ✿ (زبر سے)

بن جاریہ (جیم سے) ثقفی، بنی زہرہ کے حلیف، بنی نصر کے بھائی۔ ابوعمر ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے، یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۶۸ (ز) حبیب بن اوس

یا، ابن ابی اوس ثقفی۔ ابن یونس نے شرکاءِ فتح مصر میں ان کا ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں زمانۂ نبوی حاصل ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر کوئی بھی ثقیف کا شخص کافر نہیں رہا۔ بلکہ مسلمان ہو کر اس میں حاضر ہوا۔ اس بناء پر یہ صحابی ہوئے۔ ابن حبان ✿ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۶۹ حبیب بن بُدَیل ✿

بن ورقاء خزاعی۔ انہیں، ان کے والد اور ان کے بھائی عبداللہ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عقدہ نے کتاب الموالاۃ میں ضعیف سند سے بروایت ابومریم، زرّ بن حبیش سے نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے یہاں کوئی ہے؟ تو بارہ آدمی کھڑے ہوئے۔ ان میں قیس بن ثابت اور حبیب بن بدیل بن ورقاء بھی تھے۔ انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: ''جس کا میں دوست اس کا علی دوست ہے''۔ ✿

۱۵۷۰ (ز) حبیب بن بغیض

حبیب بن حبیب میں ذکر ہوگا۔

۱۵۷۱ حبیب بن تیم انصاری

ابن ابی حاتم ✿ نے ذکر کیا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔ عنقریب حبیب بن زید بن تیم کا ذکر ہوگا شاید وہ یہی ہوں۔

۱۵۷۲ (ز) حبیب بن جندب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ''چاند کی بعض شکلیں بعض سے بڑی ہوں گی''۔ سعید بن سکن نے اس کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی میں نے مسودہ میں دیکھا ہے، ابن السکن کی ''الصحابہ'' کی مراجعت کی تو اس میں مجھے یہ نام نہیں ملا۔

۱۵۷۳ حبیب بن حارث ✿

ان کا نسب مذکور نہیں، ابن مندہ نے محمد بن عبدالرحمٰن طفاوی کے طریق سے بحوالہ عاص بن عمرو طفاوی، حبیب بن حارث

✿ اسد الغابۃ (۱۰۳۷) الاستیعاب (۴۸۹) ✿ اسد الغابۃ (۱۰۳۷) استیعاب (۴۸۲/۱)

✿ الثقات (۱۳۹/۴) ✿ اسد الغابۃ (۱۰۳۸) ✿ المستدرك (۱۱۰/۳) المعجم الکبیر (۱۹۹/۳) کنز العمال (۳۶۴۲)

✿ الجرح والتعدیل (۹۷/۳) ✿ اسد الغابۃ (۱۰۳۹) استیعاب (۴۹۴)

اور ابوالغادیہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ ہجرت کے لیے نکلے، ہمارے ساتھ ابوالغادیہ کی والدہ تھیں۔ پھر یہ لوگ اسلام لے آئے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ فرمایا: ''کان کی بری بات (سننے سنانے) سے بچنا''۔ ❶
ابونعیم نے دوسری سند سے طفاوی سے بحوالہ عاص بن عمرو نقل کیا، فرماتے ہیں: وہ نکلے... پھر مرسل روایت ذکر کی۔ عاص مجہول راوی ہے۔ حبیب بن حارث کا ذکر مجھے ایک اور روایت میں ملا ہے۔ اسماعیلی نے اپنے مجموعہ میں حدیث یحییٰ بن سعید انصاری، حسن جعفری کے طریق سے بحوالہ یحییٰ سعید بن المسیب سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد کو حمص کا گورنر بنا کر بھیجا۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حبیب بن حارث نامی ایک قاصد وہاں روانہ فرمایا۔ ابونعیم نے ''حلیہ'' میں اسے دوسری سند سے نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: آپ نے حارث نامی ایک شخص وہاں بھیجا۔ واللہ اعلم

۱۵۷۴ حَبِیْب بن حُبَاشہ ❷

بن حویرثہ بن عبید بن عنان بن عمر بن خطمہ انصاری اوسی ثم خطمی ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جنازہ پڑھایا ہے۔ عبدان نے کہا ہے: ان کے ایک زخم آیا تھا جس سے فوت ہوئے تھے۔ رات کے وقت دفن کر دیئے گئے۔ تو آپ علیہ السلام نے ان کی قبر پر جنازہ پڑھا۔ ''التصحیف'' میں عسکری نے لکھا ہے: یہ نام خبیب خاء نقطے والی سے تصغیر ہے، لیکن کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

۱۵۷۵ حبیب بن حبیب

بن مروان بن عامر بن ضباری بن حُجَیّہ بن حُرقُوص بن مالک بن مازن بن عمرو بن تمیم تمیمی ثم مازنی، ابن کلبی فرماتے ہیں: انہیں حبیب بن بَغِیض بھی کہا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم حبیب بن حبیب ہو''۔ رشاطی لکھتے ہیں: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔
میں کہتا ہوں: ان کے علاوہ کسی نے بحوالہ ہشام بن کلبی ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے والد کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ دونوں آئے تھے۔

۱۵۷۶ (ز) حبیب بن حبیب

شاید یہ پہلے والے ہیں۔ حاکم ❸ نے عمرو بن زیاد کے طریق سے بحوالہ غالب بن عبداللہ وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، آپ نے حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ''ابوبکر کی شان میں کچھ کہو''۔ (حدیث) حاکم فرماتے ہیں: غالب کے دادا کا نام حبیب بن حبیب ہے۔
میں کہتا ہوں: غالب سے روایت کرنے والا شخص متروک ہے۔ عقیلی فرماتے ہیں: اس کی اکثر سند مجہول ہے۔

۱۵۷۷ حبیب بن حماز اسدی ❹

ابوموسیٰ بحوالہ عبدان فرماتے ہیں: یہ صحابی رسول ہیں۔ آپ کے ساتھ اسفار میں شریک رہے۔ پھر بطریق اعمش ان کی

❶ مسند احمد (۷۶/٤) مجمع الزوائد ❷ اسد الغابۃ (۱۰٤۰) ❸ مستدرك (٦٤/٣) ❹ اسد الغابۃ (۱۰٤۱)

ایک روایت بحوالہ عمرو بن مرہ، عبداللہ بن حارث انہوں نے حبیب بن حماز سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے ایک جگہ آپ نے (مدینہ کے قریب) پڑاؤ کیا (کوچ کے وقت) لوگوں نے مدینہ [1] پہنچنے کے لئے جلدی کی.... (حدیث) اوروں نے اسی سند سے نقل کی تو کہا: حبیب نے ابوذر سے نقل کیا ہے اوران حبیب کو تابعین میں بخاری، [2] ابوحاتم، [3] دارقطنی اور ابن حبان [4] وغیرہ نے شمار کیا ہے۔ خالد بن عُرفطہ جن کا ذکر آئے گا ان کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ ہوگا۔

۱۵۷۸ حبیب بن حَمامہ [5]

انہیں ابن ابی حمامہ، ابن حماطہ سلمی شاعر بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا ذکر ایک حدیث میں آتا ہے جس میں ہے: ابن حمامہ سلمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے رب کی تعریف کی ہے.... (الحدیث) ابوموسیٰ بحوالہ عبدان لکھتے ہیں: ان کا نام حبیب تھا۔ واللہ اعلم

۱۵۷۹ حبیب بن خراش العصری [6]

بقول ابن مندہ: ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے اور ایک متروک سند سے بطریق محمد بن حبیب بن خراش، بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''مسلمان بھائی بھائی ہیں''۔ [7] (حدیث)

۱۵۸۰ حبیب بن خراش [8]

بن حریث بن الصامت بن کُباس (کاف کا پیش با مخفف) بن جعفر بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیمی حنظلی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے کہ وہ اپنے مولیٰ صامت کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے انصار سے بنی سلمہ کے حلیف تھے۔ ابن سعد، طبری اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۸۱ حبیب بن خُماشہ [9]

الخطمی۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں واقدی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرفہ میں نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''عرفہ سارے کا سارا موقف ہے''۔ [10] ابوجعفر کے دادا حبیب بن عمیر بن خماشہ کا ذکر آئے گا شاید وہ یہی ہیں جو اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ اس پر ابوعمر نے بھروسہ کیا۔ قریب ہی حبیب بن حباشہ کا ذکر ہوا ہے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس لئے کہ اُن کا انتقال نبی ﷺ کے عہد میں ہوا تھا۔

---

[1] المستدرك (٤٢٦/٤) [2] التاريخ الكبير (٣١٥/٢) [3] الجرح والتعديل (٣٧٦/٣) [4] الثقات (١٩١/٤)

[5] اسد الغابة (١٠٤٢) [6] اسد الغابة (١٠٤٥)

[7] المستدرك (١٩٣/١) المعجم الكبير (٣٠/٤) مجمع الزوائد (٤٨/٨) الدر المنثور (٩٩/٣) كنز العمال (٧٤٣)

[8] اسد الغابة (١٠٤٤) [9] اسد الغابة (١٠٤٦) استيعاب (٤٩٦)

[10] ترمذی كتاب الحج باب عرفة كلها موقف (حديث ٨٨٥) ابن ماجه كتاب المناسك باب الموقف بعرفات (حديث ٣٠١٠) المعجم الكبير (حديث ٤٩/١١) السنن الكبرىٰ (١١٥/٥)

۱۵۸۲ حبیب بن رُبَیّعہ (تشدید سے) سلمی

ابوعبدالرحمٰن کے والد۔ ابن حبان فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن مندہ اور خطیب نے وہب کے طریق سے بحوالہ زہیر بن معاویہ، ابو اسحاق سے نقل کیا ہے عبداللہ بن حبیب ابوعبدالرحمٰن نے کہا: میرے والد صحابی رسول ﷺ تھے اور آپ کے ساتھ تھے۔ خطیب اور ابونعیم نے عطاء بن سائب کے طریق سے بحوالہ ابوعبدالرحمٰن روایت کی ہے، فرمایا: میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ''آج میدان ہے اور کل مقابلہ ہوگا''۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا کیا آپ مقابلہ میں لوگوں کے ساتھ شریک ہوں گے؟ فرمایا: ''اعمال میں مقابلہ مراد ہے''۔

۱۵۸۳ حبیب بن ربیعہ[1]

بن عمرو ثقفی۔ ابوعلی جیانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۸۴ (ز) حبیب بن ریاب سہمی

ان کا ذکر ان کے بھائی وائل کے حالات میں آئے گا۔

۱۵۸۵ حبیب بن زید[2]

بن تمیم بن اسید بن خفاف انصاری بَیَاضی، ابن شاہین نے بحوالہ اپنے رجال نقل کیا ہے کہ وہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے ابوموسیٰ نے ان کا ذکر اپنے استدراک میں کیا ہے۔

۱۵۸۶ حبیب بن زید[3]

بن عاصم بن عمرو انصاری مازنی عبداللہ بن زید کے بھائی۔ ابن اسحاق[4] نے بیعت عقبہ میں شریک انصار میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہی نے مسیلمہ کو پکڑ کر قتل کیا تھا۔ پھر اس قصہ کی سند یوں بیان کی، محمد بن یحییٰ بن حبان وغیرہ سے مروی ہے۔ ابن سعد[5] فرماتے ہیں: حبیب احد، خندق اور باقی معرکوں میں شریک کار رہے۔ ابن ابی شیبہ عبداللہ بن ادریس سے بحوالہ محمد بن عمارہ، ابوبکر بن محمد یعنی ابن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب بن زید کو مسیلمہ کذاب نے قتل کیا تھا پھر جب جنگ یمامہ ہوئی تو ان کے بھائی عبداللہ بن زید اور ان کی والدہ اس جنگ میں نکلیں۔ انہوں نے نذر مانی تھی کہ جب تک مسیلمہ قتل نہیں ہو جاتا وہ غسل نہیں کریں گی۔

۱۵۸۷ حبیب بن زید کندی[6]

ابوموسیٰ فرماتے ہیں: علی بن سعید عسکری وغیرہ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے، پھر علی بن قرین (جو ایک متروک راوی ہے) کے طریق سے بحوالہ حسین بن زید کندی روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عبداللہ بن حبیب سے بحوالہ ان کے والد فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو اس کے لیے کیا (میراث) ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر اولاد نہ ہو تو اس

---

[1] اسد الغابة (١٠٤٧) [2] اسد الغابة (١٠٤٨) استيعاب (٤٨٦) [3] اسد الغابة (١٠٤٩) استيعاب (٤٨٧)
[4] السيرة النبوية (٨٣/٢) [5] الطبقات الكبرى (١١١/٤) [6] اسد الغابة (١٠٥٠)

کا چوتھائی حصہ بنتا ہے"۔ ✿ اسے اسمٰعیلی نے نقل کیا ہے اور عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ (جو ایک متروک راوی ہے) کے طریق سے بحوالہ حسین بن زید اسی سند سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے وضو کے متعلق پوچھا..... (حدیث)

۱۵۸۸ حبیب بن سعد ✿

انصار کے مولیٰ۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کا قول ہے: حبیب بن اسود بن سعد اور بقول بعض حبیب بن اسلم، مولی جشم بن خزرج، لہٰذا مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ ایک شخصیت ہے یا دو شخصیتیں ہی؟

۱۵۸۹ حبیب بن ضحّاك الجهنی ✿

بقول بعض الجُمَحِی۔ ابونعیم، عبدالعزیز عُمی کے طریق سے بحوالہ مسلمہ بن خالد ان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آ کر کہنے لگے: مجھے رشتہ داری عرش باری کے ساتھ چمٹی ہوئی نظر آئی، جو اسے توڑنے والوں کے لیے بددعا کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا: کتنے تک؟ انہوں نے کہا: "پندرہ پشتوں تک"۔ ✿ اس کی سند مجہول ہے میرے خیال میں یہ مرسل روایت ہے۔

۱۵۹۰ (ز) حبیب بن عبدالله انصاری

وثیمہ نے ردّۃ میں ذکر کیا ہے وہ مسیلمہ کذاب اور بنی حنیفہ کے درمیان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قاصد تھے، وہ انہیں اسلام کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان کے سامنے خط پڑھ کر انہیں بڑے احسن انداز سے نصیحت کی لیکن مردود مسیلمہ نے انہیں قتل کروا دیا۔

میں کہتا ہوں: اسی قصہ جیسا قصہ حبیب بن زید جو عبداللہ کے بھائی ہیں اور جن کا ذکر گزر چکا ہے، ان کے متعلق بھی آتا ہے شاید وہ دوسرے ہوں۔

۱۵۹۱ (ز) حبیب بن عبدشمس

بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ولید کے بھائی، وثیمہ نے ذکر کیا ہے کہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۹۲ حبیب بن عمرو ✿

بن عمر بن عوف بن عُیَر ہ ابن عوف بن ثقیف ثقفی۔ ابن جریر نے عکرمہ کے طریق سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق نقل کیا ہے:

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود کا باقی معاملہ چھوڑ دو"۔ (سورة البقرة: ۲۷۸)

فرماتے ہیں: یہ آیت ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی جن میں سے مسعود، حبیب، ربیعہ اور عبدیالیل بنی عمرو بن عمیر تھے۔

✿ جامع المسانید (۲۶۲/۳) ✿ اسد الغابة (۱۰۵۲) استیعاب (۴۸۵) ✿ اسد الغابة (۱۰۵۵)

✿ لسان المیزان (۲۴۸/۳) میزان الاعتدال (۳۳۹۱) ✿ اسد الغابة (۱۰۵۸)

ایسا ہی امام مقاتل نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے جسے ابن مندہ نے بطریق کلبی، ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے۔

۱۵۹۳ (ز) حبیب بن عمرو [1]

بن محصن بن عمرو بن عتیک بن مبذول انصاری۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی پیروی ابوعمر [2] نے بھی کی ہے، اور فرماتے ہیں: وہ یمامہ جاتے ہوئے شہید ہوئے۔

۱۵۹۴ حبیب بن عمرو السلامانی [3]

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن السکن کا قول ہے: اپنی قوم کے قریب رہتے تھے۔ ان کا تعلق بنی سلامان بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن قضاعہ سے تھا۔ واقدی فرماتے ہیں: مجھے محمد بن یحییٰ بن سہل نے بتایا کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد کی لکھی ایک تحریر میں دیکھا ہے کہ حبیب بن عمرو سلامانی بیان کرتے تھے: سلامان کا وفد بنا کر ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم سات افراد تھے۔ مسجد کے دروازے کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمنا سامنا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر ایک جنازے میں شرکت کے لیے جا رہے تھے۔ ہم لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی کہا: اللہ کے رسول! السلام علیک..... پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثوبان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مہمانوں کو ٹھہرائیں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں رملہ بنت حارث کی حویلی میں ٹھہرایا۔ جب ظہر کی اذان سنی تو مسجد میں نماز پڑھنے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''سب سے افضل عمل کونسا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بروقت نماز پڑھنا''۔ [4] نیز انہوں نے آپ سے آنکھ لگنے کی جھاڑ پھونک کی اجازت مانگی، آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: عبدالجبار بن سعید، محمد بن صدقہ سے بحوالہ محمد بن یحییٰ بن سہل وہ اپنے والد سے وہ حبیب بن عمرو سلامانی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت اسی سند سے ابن السکن نے طویل ذکر کی ہے۔ اور بطریق واقدی روایت کی ہے کہ ان کی آمد ہجرت کے دسویں سال شوال میں ہوئی تھی۔

۱۵۹۵ (ز) حبیب بن عمرو الطائی ثم الأجئ

رشاطی نے علی بن حرب عراقی سے کتاب التیجان میں بحوالہ ابوالمنذر ہشام بن کلبی، جمیل بن مرثد سے نقل کیا ہے کہ اجئیین کا ایک شخص جس کا نام حبیب بن عمرو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھوائی: ''محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے یہ تحریر بنی اجأ کے ایک فرد حبیب بن عمرو اور اس کے ساتھ مسلمان ہونے والے اس کی قوم کے لوگوں کے لیے، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں۔ اس کا پانی اور مال محفوظ ہے''۔ (حدیث)

---

[1] اسد الغابة (۱۰۵۹) استیعاب (۴۹۰) [2] استیعاب (۳۸۵/۱) [3] اسد الغابة (۱۰۵۷) استیعاب (۴۹۸)

[4] بخاری کتاب مواقیت الصلاة باب فضل الصلاة لوقتها (حدیث ۵۰۴)
مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال (حدیث ۲۴۸)
ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی الوقت الاوّل من الفضل (حدیث ۱۷۳) جامع المسانید (۲۹۷/۱)

۱۵۹۶ (ز) حبیب بن عمرو

ان کا نسب مذکور نہیں۔ عبدان نے علاء بن عبدالجبار کے طریق سے بحوالہ حماد بن سلمہ ابو جعفر خطمی سے، انہوں نے حبیب بن عمرو سے نقل کیا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ وہ حبیب بھی کسی قوم سے گزرتے تو کہتے السلام علیکم' اس روایت کے رجال ثقہ ہیں۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں: احتمال ہے کہ وہ حبیب بن عمیر، ابو جعفر کے دادا ہوں یعنی بعد والی شخصیت۔

۱۵۹۷ حبیب بن عمیر ❶

بن خماشہ خطمی انصاری۔ عبدان نے عبدالصمد بن عبدالوارث کے طریق سے، حماد بن سلمہ سے بحوالہ ابو جعفر خطمی وہ اپنے دادا حبیب بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور بے وقوفوں کی مجلس اختیار نہ کرنا''۔ ❷ (حدیث)

۱۵۹۸ حبیب بن فُوَیک ❸ (فا واؤ سے تصغیر ہے)

بقول بعض واؤ کی جگہ دال اور بعض کا قول ہے کہ را ہے۔ بغوی اور ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی شیبہ ❹ وغیرہ نے عبدالعزیز بن عمر کے طریق سے بحوالہ بنی سلامان کے ایک شخص سے وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے ماموں حبیب بن فویک نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو چکی تھیں جن سے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا: ''میں اپنا اونٹ سدھار رہا تھا کہ ایک سانپ کے انڈوں پر میرا پاؤں پڑا جس سے میری نظر چلی گئی''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب لگایا تو وہ بینا ہو گئے۔ فرماتے ہیں: میں دیکھتا کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے جبکہ ان کی عمر اسی سال تھی اور آنکھیں سفید تھیں۔ ابن السکن کہتے ہیں: اسے محمد بن بشر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور نہ مجھے حبیب کی کوئی روایت معلوم ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے عبدالعزیز بن عمر کے طریق سے بھی بحوالہ حُلَیس سلامانی، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا حبیب بن فویک بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنکھ لگنے سے بچاؤ کی جھاڑ پھونک پیش کی تو آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی اور ان کے لیے دعائے برکت کی۔ تو یہ دوسری حدیث ہے لیکن یہ معلوم ہو گیا کہ یہ وہی حبیب بن عمرو سلامانی ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے شاید وہاں اپنے دادا کی طرف نسبت کی ہو۔ واللہ اعلم

۱۵۹۹ حبیب بن مخنف غامدی ❺

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ابن جریج نے بحوالہ عبدالکریم، حبیب بن مخنف سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں عرفہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا..... (حدیث) صحیح روایت وہ ہے جو عبدالرزاق ❻ وغیرہ نے ابن جریج سے بحوالہ عبدالکریم

---

❶ اسد الغابة (١٠٦١) ❷ اسد الغابة (٤٢٣/١) ❸ اسد الغابة (١٠٦٣) استيعاب (٤٩٣)

❹ المصنف لابن ابی شیبہ (٤٠٢/٧) ❺ اسد الغابة (١٠٦٥) استيعاب (٤٩٧) ❻ المصنف لعبد الرزاق (٨٠٠١)

حبیب بن مخنف سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے جو مخنف بن سلیم نہیں۔ جن کا تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف میم میں آئے گا۔

۱۶۰۰ حبیب بن ابی مرضیہ[1]

عبدان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے مروی ہے: نبی ﷺ خیبر میں فروکش ہوئے، کسی نے عرض کیا: یہاں سے کسی اور مقام پر پڑاؤ کریں یہاں وباء پھیلی ہوئی ہے۔[2] (حدیث) عبدان لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوموسیٰ نے اپنی سند سے بیان نہیں کیا۔ اور تجرید میں لکھتے ہیں: یہ منکر روایت ہے۔

۱۶۰۱ حبیب بن مروان تمیمی[3] ثم المازنی

ان کا نام بغیض تھا آپ علیہ السلام نے ان کا تبدیل کر کے حبیب کر دیا۔ اس کا تذکرہ ان کے بیٹے حبیب کے سوانح میں ہو چکا ہے۔

۱۶۰۲ حبیب بن مَسلمہ[4]

بن مالک بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر ابوعبدالرحمٰن الفہری الحجازی، شام میں فروکش ہوئے۔ امام بخاری[5] فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ مصعب زبیری فرماتے ہیں: انہیں حبیب الروم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ زیادہ تر ان سے جہاد میں مصروف رہے ہیں۔ ابن سعد بحوالہ واقدی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر بارہ سال تھی اور ابن معین کا قول ہے: اہل شام انہیں صحابی بتاتے ہیں جبکہ اہل مدینہ انہیں صحابی شمار نہیں کرتے۔ زبیر لکھتے ہیں: دہرے بدن کے آدمی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: تم بہترین نوجوان ہو۔ طبرانی[6] نے ابن ہبیرہ کے طریق سے بحوالہ حبیب بن مسلمہ روایت کیا ہے وہ مستجاب الدعوات تھے۔ سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: ان کی دعا قبول ہوتی تھی جس قصیدے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ[7] نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا ہے اس میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اگر عفان کے بیٹوں کی حویلی خالی ہو جائے تو ایک دروازہ بند ہوگا اور ایک ٹوٹا ہوا ویران ہوگا۔ بسا اوقات خیر کے طلبگار کی اس میں ضرورت پوری ہو جاتی اور یہاں ذکر و حسب آ کر پناہ لیتے تھے۔ لوگو! اپنے آپ کو ظاہر کرو اللہ تعالیٰ کے ہاں سچ اور جھوٹ برابر نہیں، اگر تم اللہ کے حکم کے لیے رجوع نہیں کرو گے تو ایسی جماعتوں کا اعتراف کرنا پڑے گا جنہوں نے پٹیاں باندھ رکھی ہوں گی اس میں حبیب بھی ہوگا جو جنگ کا ستارہ ہے وہ ان کی سپہ سالاری کرے گا وہ یوں نمایاں ہوگا کہ اس کے چہرے کا غصہ صاف نظر آئے۔ ابن حبیب فرماتے ہیں: وہ حبیب بن مسلمہ نہیں جنہوں نے ارمینیہ فتح کیا تھا۔ ابن سعد کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں ان کے ساتھ رہے پھر انہیں ارمینیہ کا حاکم بنا کر بھیجا جہاں ۴۲ھ میں پچاس سال سے کم عمر میں فوت ہوئے۔ ابوداؤد ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نفل (جنگی انعام)[8] کے متعلق ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

---

[1] اسد الغابة (١٠٦٦) [2] اسد الغابة (٤٢٥/١) [3] اسد الغابة (١٠٦٧) [4] اسد الغابة (١٠٦٨) استیعاب (٤٨٨)

[5] التاريخ الكبير (١١٠/٢) [6] المعجم الكبير (٣٥٢٩) [7] ديوان حسان (٢٢)

[8] ابوداؤد كتاب الجهاد باب فيمن قال الخمس قبل النفل (حديث ٢٧٤٩) ابن ماجه كتاب الجهاد باب النفل حديث (٢٨٥٣) ابن حبان فی صحیحه (٤٨٣٥)

ان کا ذکر صحیح بخاری میں دو فیصلہ کرنے والوں کے قصہ میں آتا ہے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے لگے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے چاہا کہ میں کہوں اس کا اہل وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمہارے والد سے اسلام پر سوتے ہوئے جنگ کی تھی لیکن مجھے خدشہ ہوا کہ میں کوئی ایسا بات نہ کہہ دوں جس سے جمعیت تفرقہ میں پڑ جائے۔ تو حبیب بن سلمہ نے ان سے کہا: اس وجہ سے آپ محفوظ و مامون رہے۔

۱۶۰۳ حبیب بن مَلّة الکنانی

اسید بن ابی ایاس کے سوانح میں ذکر ہوا ہے۔

۱۶۰۴ (ز) حبیب بن یزید انصاری

از بنی عمرو بن مبذول، وثیمہ نے ذکر کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۶۰۵ (ز) حبیب بن ابی الیسر

بن عمرو انصاری، ابوعلی الجیانی لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور حرہ میں شہید ہوئے اسی طرح ابن الامین نے اپنے استدراک میں اور ابن فتحون دونوں نے بحوالہ عدوی ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۰۶ (ز) حبیب السلمی

عبدالرحمٰن کے والد۔ حبیب بن ربیعہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۱۶۰۷ (ز) حبیب العَنَزی[1]

عبدان نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور یونس بن خباب کے طریق سے بحوالہ طلق بن حبیب وہ اپنے والد سے ان کی ایک روایت نقل کی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، انہیں بندش تھی تو آپ نے انہیں یہ پڑھنے کا حکم دیا "ربنا اللہ الذی فی السماء..."[1] (حدیث) فرماتے ہیں: اسے شعبہ نے یونس سے بحوالہ طلق، بواسطہ ایک شامی آدمی کے روایت کیا ہے جو اپنے والد سے نقل کرتا ہے، یہی زیادہ صحیح ہے۔

۱۶۰۸ حبیب کلاعی[2]

ابوضمرہ، ابن السکن نے عبدالعزیز بن ضمرہ بن حبیب کے طریق سے بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "باجماعت نماز ایک اکیلے آدمی کی نماز سے پچیس درجے زیادہ (ثواب رکھتی) ہے"۔[2] (حدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے حبیب کا ذکر صرف اسی روایت کے حوالہ سے ملا ہے۔ ابوعلی جیانی اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (۱۰۶۲) [1] ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی (حدیث ۳۸۹۲) المستدرك (حدیث ۳۴۴/۱) کنز العمال (۲۸۴۱۲)

[2] اسد الغابة (۱۰۵۶) [2] مسند احمد (۱۰۲/۲) البدایہ والنہایہ (۵۲/۱)

۱۶۰۹ حبیش الاشعر ✿

انہیں ابن الاشعر بھی کہا جاتا ہے، اشعر لقب۔ نام حبیش بن خالد بن سعد بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضُبَیس ابن حرام بن حُبْشیہ بن کعب بن عمرو خزاعی۔ کنیت ابوصخر تھی۔ ام معبد کے بھائی ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کا قول ہے کہ فتح مکہ کے روز شہید ہوئے۔ امام بخاری بطریق ہشام بن عروہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ حبیش بن اشعر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح مکہ کے روز لڑتے لڑتے شہید ہوئے جس کا ذکر کرز بن جابر رضی اللہ عنہ کے حالات میں آئے گا۔

بغوی، ابن شاہین، ابن السکن، طبرانی اور ابن مندہ بحوالہ حبیش روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے ارادے سے نکلے، ✿ پھر ام معبد کا لمبا قصہ ذکر کیا۔ امام احمد بحوالہ ہشام بن حبیش روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میرے دادا فتح مکہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

۱۶۱۰ (ز) حُبَیش بن یَعْلی بن امیہ

نسب یونہی ہے۔ ابن کلبی اور ہیثم بن عدی نے مثالب (عیوب) میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ابن کلبی باب السرقہ کے بیان میں لکھتے ہیں: ام عمرو بنت سفیان بن عبدالاسد مخزومی رات کے وقت نکل کر مدینہ کے اطراف میں ایک قافلہ میں جا گھسیں... پھر ان کے ہاتھ کاٹنے کا واقعہ ذکر کیا۔ تو ابن یعلی بن امیہ جو بنی نوفل کے حلیف تھے جن کا تعلق بنی حنظلہ اور پھر تمیم سے تھا اس کے متعلق کہا: رات کے وقت وہ ان کے صندوق اپنے ہاتھ سے کھینچنے لگی۔ یہاں تک کہ پوروں والی کے علاوہ نے اقرار کرلیا۔ پھر وہ ایک غلام کے قریب ہوئے اور تمہارے باپ کی پیروی کی۔ اے بنی سفیان! متکبرانہ چال چھوڑ دو''۔ اس قصے اور ان اشعار کو ابن سعد نے طبقات میں فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد کے سوانح میں لکھا ہے وہ ابوعمرو بن سفیان کی چچا زاد ہیں۔ جن کے متعلق حبیش بن یعلی بن امیہ کہتے ہیں پھر ان کے اشعار ذکر کیے اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ حجۃ الوداع کا موقع تھا۔

ابن کلبی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب ان کا ہاتھ کٹا تو وہ اسید بن حضیر کے گھر داخل ہوگئیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ میں پیش آیا۔ یعلی بن امیہ مشہور صحابی ہیں۔ اور اس قصہ سے ان کے بیٹے کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مجھے نظر نہیں آیا کہ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو حالانکہ وہ ان کی شرط کے مطابق ہیں اور انہوں نے ان جیسوں کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۶۱۱ حبیش بن شریح الحبشی

ابوحفصہ قسم اخیر میں ذکر ہوگا۔

۱۶۱۲ حبیلہ بن عامر

تھوڑی دیر بعد ذکر ہوگا۔

۱۶۱۳ حُبّی ✿

یہ لفظ حُبّی، حُبّی اور حِبّی تینوں طرح ہے۔ ابن جاریہ (جیم یا سے بقول بعض حا اور تشدید سے) پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ابن

✿ اسد الغابۃ (۱۰۷۵) استیعاب (۵۸۹) ✿ جامع المسانید (۲۷۶/۳)

✿ اسد الغابۃ (۱۰۷۳) استیعاب (۵۸۸)

اسحاق اور واقدی وغیرہ نے شہدائے یمامہ میں اور طبری نے مسلمانانِ فتح مکہ میں ذکر کیا ہے، جیسے میں نے لکھا اسی طرح ابن ماکولا [1] نے درج کیا ہے البتہ اس کے خلاف بھی نقل کیا ہے۔

حا جس کے بعد تا ہے

۱۶۱۴ حُتات [2]

ابن زید بن علقمہ بن حُوی بن سفیان بن مجاشع بن دارم تمیمی مجاشعی۔ ابن اسحاق [3] اور ابن کلبی نے بنی تمیم کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے اور اسلام قبول کیا۔ ابن ہشام لکھتے ہیں: وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں: تیرے باپ کی زندگی کی قسم! تم ہرگز جھوٹ نہ بولنا۔ اس لئے کہ بھلائی تھوڑی بہت کے علاوہ اکثر ختم ہو چکی ہے، لوگوں کو دین میں فتنے پڑے ہیں۔ اور ابن عفان نے لمبا شر چھوڑ دیا ہے۔

دار قطنی نے مؤتلف میں اور انہی کے طریق سے ابوعمر نے نصر بن علی کی روایت سے بحوالہ اصمعی، حارث بن عمیر سے انہوں نے ایوب سے نقل کیا ہے کہ حتات مجاشعی، حارثہ بن قدامہ اور احنف ایک جنگ میں نکلے جن میں سے حتات واپس آ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے آپ نے جلانے والے اور ساتھ چھوڑنے والے کو میرے مقابلہ میں فضیلت دی ہے۔ امیر معاویہ نے فرمایا: میں نے ان کی ذمہ داری مول لی ہے۔ حتات بولے: میری ذمہ داری بھی خرید لو۔ نصر کا بیان ہے کہ جلانے والے سے ان کی مراد حارثہ بن قدامہ تھی جنہوں نے بصرہ میں دارالامارہ جلایا تھا اور ساتھ چھوڑنے والے سے مراد احنف تھے کیونکہ انہوں نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ابن عبدالبر [4] لکھتے ہیں: ابن اسحاق، [5] ابن کلبی، اور ابن ہشام نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے امیر معاویہ اور حتات کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا تھا۔ پھر جب حتات کا انتقال امیر معاویہ کی خلافت میں ہوا تو معاویہ رضی اللہ عنہ بھائی چارے کی وجہ سے اس کے وارث بنے، جس کے متعلق فرزدق نے آئندہ یہ دو اشعار کہے ہیں۔ ابن ہشام فرماتے ہیں یہ اشعار ان کے قصیدے میں ہیں مدائنی فرماتے ہیں: حتات امیر معاویہ کی جنگوں میں ان کے ساتھ تھے ایک دفعہ ان کی خلافت میں ان کے پاس آئے تو ان کے لئے تحائف لائے گئے۔ پھر حتات نے وہیں قیام کر لیا۔ بالآخر وفات پائی تو امیر معاویہ نے ان کے مال پر قبضہ کر لیا"۔ فرزدق کو معلوم ہوا تو وہ ان کے ہاں جا کر کہنے لگے اس وقت وہ نوجوان لڑکے تھے۔

معاویہ! آپ کے والد اور میرے چچا نے میراث چھوڑی ہے جسے اس کے رشتہ دار جمع کر رہے ہیں۔ حتات کی میراث کا کیا ہوا جسے آپ نے کھا لیا اور حرب کی میراث کی پگھلاہٹ [6] آپ کے لئے منجمد ہے۔

تو آپ نے اسے اس کی میراث دے دی: ابوعمر [7] کہتے ہیں کہ حتات کے عبداللہ اور عبدالملک وغیرہ بیٹے بھی تھے، حتات کی اولاد بنی امیہ کے حکومی عہدوں پر فائز رہی ہے۔ دیکھا جائے تو اسے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان کی میراث جمع کرنے والا واقعہ کیسے کیجا کیا جا سکتا ہے؟

---

[1] الاکمال (۲۳۲/۱) [2] اسد الغابة (۱۰۷۸) الاستیعاب (۶۰۵) [3] السیرة النبویة عن ابن اسحاق (۱۵۷/۴)
[4] استیعاب (۴۵۹/۱) [5] السیرة النبویة (۱۵۸/۴) [6] السیرة النبویة (۱۵۸/۴) [7] استیعاب (۴۵۹/۱)

۱۶۱۵ حتات بن عمرو انصاری ابوالیسر کے بھائی۔ حباب میں ذکر گزر چکا ہے۔

باب حاء جس کے بعد ثاء ہے

۱۶۱۶ حثیلہ بن عامر حمیلہ میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

باب حاء جس کے بعد جیم ہے

۱۶۱۷ (ز) حجّاج بن حارث✿

بن قیس بن عدی بن سہم قرشی سہمی، سائب، عبداللہ اور ابوقیس کے بھائی اور عبداللہ بن حذافہ کے چچا زاد بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق✿ وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کر کے (ماسوائے ابن سعد✿ اور سیف) نے کہا ہے: جنگ اجنادین میں شہید ہوئے، وہ دونوں فرماتے ہیں: ۱۵ھ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ اور ابن کلبی نے ان کی ہجرت تک کا انکار کیا ہے اور لکھا ہے ابھی تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے ایسا زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ بدر میں وہ قید ہوئے تھے بعد میں اسلام لائے تھے۔

۱۶۱۸ حجاج بن خَلیّ سُلَفی

ابن یونس فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے: صحابی ہیں لیکن مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۱۹ حجّاج بن ذی عُنُق احْمَسیّ

ابن السکن بطریق طارق بن شہاب، قیس بن ابی حازم سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے جتھے میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ فتوح میں سیف نے لکھا ہے کہ وہ ان حاضرین میں سے ایک تھے جو اس عہد میں تھے جسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ عراق میں لکھا تھا اور حیرہ کے بعض مقامات پر وہ حضرت خالد کی طرف سے مامور بھی تھے۔

۱۶۲۰ حجّاج بن سفیان

بن نبیرہ قریعی۔ زید بن معاویہ نمیری کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ہوگا۔

۱۶۲۱ حجّاج بن عامر ثمالی✿

اہل حمص میں ان کا شمار ہوتا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ابن عبداللہ شام فروکش ہوئے اور انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ امام احمد بن محمد بن عیسیٰ حمصی تاریخ حمصیین میں لکھتے ہیں: حجاج بن عامر صحابی ہیں، یہ بات مجھے ان لوگوں نے بتائی جنہوں نے حمص میں ان کی اولاد دیکھی تھی۔

✿ اسد الغابة (۱۰۸۰) استیعاب (۴۹۹) ✿ المعجم الکبیر (۳/ ۳۲۲۰) مجمع الزوائد (۵/ ۱۶۷) السیرة النبویة (۳/ ۵)

✿ الطبقات الکبریٰ (۴/ ۱٤٤) ✿ اسد الغابة (۱۰۸۱) استیعاب (۵۰۲)

طبرانی [1] نے خالد بن معدان کے طریق سے بحوالہ حجاج بن عامر ثمالی (جو صحابی رسول اللہ ﷺ تھے) اور عبداللہ بن عامر ثمالی (وہ بھی صحابیٔ رسول اللہ ﷺ ہیں) روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سورۂ انشقاق پڑھی جس میں سجدۂ تلاوت فرمایا۔ بغوی، ابن السکن، باوردی اور طبرانی [2] اسمٰعیل بن عیاش کے طریق سے بحوالہ شرحبیل بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے صحابیٔ رسول حجاج بن عامر سے سنا، پھر ایک حدیث کا ذکر کیا۔

ابن ابی عاصم، بیہقی [3] اور ابونعیم نے اسی طرح اسمٰعیل کے طریق سے بحوالہ شرحبیل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے پانچ اصحاب رسول ﷺ کو دیکھا جو اپنی مونچھیں کاٹتے تھے۔ (حدیث) پھر ان کا بھی اُن میں ذکر کیا۔

۱۶۲۲ حجّاج بن عبداللہ نضری [4]

ابن عیسیٰ تاریخ حمص میں لکھتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا دیدار کیا ہے، ان سے ابوسلام الاسود روایت کرتے ہیں۔ بغوی، باوردی، حسن بن سفیان اور ابن ابی شیبہ بطریق مکحول روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حجاج بن عبداللہ نے بتایا: مجاہدین کے لیے زائد انعام مقرر کرنا جائز ہے۔ آپ علیہ السلام نے انعام مقرر کیا ہے۔ [5] ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: [6] ابوزرعہ سے کسی نے پوچھا: کیا حجاج بن عبداللہ نضری صحابی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے ان کے بارے میں معلومات نہیں۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: وہ تابعی ہیں۔ اور ابن ابی حاتم سفیان بن مجیب کے حالات میں لکھتے ہیں: حجاج بن عبداللہ صحابی ہیں۔ ابن حبان [7] نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے جبکہ انہیں صحابہ میں بھی ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ مطین اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۶۲۳ حجّاج بن عبداللہ

بقول بعض ابن عبد یا ابن عتیک ثقفی۔ خلیفہ بن خیاط نے بصرہ اور پھر کوفہ میں فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حذیفہ اسحاق بن بشر نے ''مبتدا'' میں ذکر کیا ہے کہ وہ ام جمیل ہلالیہ کے خاوند تھے، جو انہیں بیوہ چھوڑ مرے تھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ان کے ہاں آنا جانا تھا جس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹوکا۔ پھر ان کے خلاف گواہی دینے کا جو واقعہ ہوا، یہ ۱۷ھ کا واقعہ ہے۔

عمر بن شبہ نے اخبار بصرہ میں اپنی سند سے لکھا ہے، جس عورت کی مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگی وہ ام جمیل بنت عمرو افقم ہلالیہ تھی۔ کہا جاتا ہے اصلاً اس کے والد ثقیف تھے۔ فرماتے ہیں: ان کے (پہلے) خاوند کا نام حجاج بن عتیک بن حارث بن عوف بن وہب بن عمرو جشمی تھا۔ جو عتبہ بن غزوان کے دور میں بصرہ آئے اور زیاد کے دور حکومت میں مسجدِ بنی سُلَیم کے قریبی باغ کے نگران مقرر ہوئے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ پیش آیا اس کی وجہ سے وہ اپنی بیوی سمیت کوفہ کوچ کر گئے۔ پھر ابوموسیٰ کے دور گورنری میں واپس آ گئے انہوں نے انہیں کسی کام پر مقرر کر دیا۔

---

[1] المعجم الکبیر (۳/۳۱۹۸) [2] المعجم الکبیر (۳/۳۱۹۷) [3] السنن الکبرٰی (حدیث ۱/۱۵۱)

[4] اسد الغابۃ (۱۰۸۲) [5] جامع المسانید (۳/۲۸۴) [6] الجرح والتعدیل (۳/۱۶۳) [7] الثقات (۳/۸۷)

۱۶۲۴ حجّاج بن علاط

ابن خالد بن ثُوَیْرہ ابن ہلال بن عبید بن ظفر بن سعد سلمی ثم الفہری کنیت ابوکلاب اور بقول بعض ابومحمد یا ابوعبداللہ تھی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی خیبر موجودگی میں آ کر اسلام لائے۔ مدینہ منورہ کے رہائشی تھے، وہیں اپنی حویلی اور مسجد بنائی۔ عبدالرزاق فرماتے ہیں: ہمیں معمر، ثابت سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو حجّاج بن علاط نے نبی ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مکہ میں میرے اہل وعیال اور میرا مال ہے میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں اگر آپ کے متعلق کوئی ایسی ویسی بات کہہ دوں تو مجھے اجازت ہے؟ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ حدیث لمبی ہے۔ اسے احمد اور ابواسحاق نے عبدالرزاق سے اور نسائی نے اسحاق سے جبکہ ابویعلی، طبرانی اور ابن مندہ نے عبدالرزاق کے طریق سے روایت کیا ہے۔

ابن اسحاق نے سیرت میں فرمایا: مجھے مدینہ کے کسی شخص نے بتایا: جب حجاج بن عِلاط اسلام لے آئے تو نبی ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک ہوئے۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جیسا لمبا قصہ ذکر کیا۔ ابن ابی دنیا نے **ھواتف الجان** (جنات کے خفیہ پیغامات) میں واثلہ بن اسقع کے طریق سے نقل کیا کہ حجاج بن علاط کے مسلمان ہونے کی وجہ یہ بنی کہ وہ اپنی قوم کے قافلہ میں مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ رات ہوئی تو وحشت محسوس کر کے اپنے ساتھیوں کی نگرانی کرنے لگے۔ ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھ رہے تھے: ''میں اور میرا قافلہ سلامتی کے ساتھ لوٹ نہیں جاتے تب تک میں اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو پناہ میں دیتا ہوں''۔ تو انہوں نے کسی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: ''اے گروہ جن وانس! اگر تم آسمان وزمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ''۔ (سورۃ الرحمٰن : ۳۳) جب مکہ آئے تو قریش کو بتایا وہ کہنے لگے: یہ وہ کلام ہے جس کے بارے محمد (ﷺ) کا گمان ہے کہ ان پر نازل ہوتا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے آپ علیہ السلام کے متعلق پوچھا پتہ چلا کہ آپ مدینہ میں ہیں۔ چنانچہ وہ مدینہ آ کر مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام سنور گیا۔

موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب ذکر کیا ہے: یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بنی سلیم کی کان سے رسول اللہ ﷺ کی طرف زکوٰۃ بھیجی۔ بقول ابن السکن حجاج بن عِلاط حمص فروکش ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے عبیداللہ بن حجاج کو حمص کا گورنر بنا دیا۔ اور بطریق مجاہد شعبی سے نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو لکھا: اپنا معزز ترین شخص میری طرف بھیجو تو انہوں نے حجاج بن عِلاط کو روانہ کیا۔ ابوالاعور سلمی کے سوانح میں ان کا ذکر ہوگا۔ ابن حبان لکھتے ہیں: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔ یعقوب بن شیبہ بطریق جریر بن حازم روایت کرتے ہیں کہ معرض بن علاط جنگ جمل میں شہید ہوئے تو ان کے بھائی حجاج بن علاط نے ان کے مرثیہ میں اشعار کہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خلافت علی رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے لیکن ان کے بیٹے نصر بن حجاج کے سوانح سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ دارقطنی نے لکھا ہے کہ جنگ جمل میں قتل ہونے والے ان کے بیٹے معرض بن حجاج تھے

اسد الغابۃ (۱۰۸۳) استیعاب (۵۰۰) طبقات (۱۴/۴) المستدرک (۴۸۳/۱) السنن الکبریٰ (۳۲۰/۵)
السیرۃ النبویۃ (۲۶۷/۳) مختصر تاریخ دمشق (۱۹۷/۶) جامع المسانید (۲۸۰/۳) الثقات (۸۶/۳)

اور مرثیہ کہنے والے مقتول کے بھائی نصر تھے۔ یہ بات زیادہ درست لگتی ہے۔ حجاج بن علاط کا صالح نامی ایک بھائی تھا میرے خیال میں وہ جاہلیت میں فوت ہوگیا تھا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ [1] نے اپنے قصیدہ طائیہ میں اس کا ذکر کیا ہے: ''ایسا چتکبرا گھوڑا گویا وہ پیٹ کا خون ہے جو سلافۂ انباط سے چھوڑا گیا۔ پھر انہیں اس نوجوان نے جمع کرلیا جو ان کے لیے مال بے قدر کردیتا ہے۔ اور میں صالح بن علاط کا ہم مجلس رہا''۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کے وہ اشعار لکھے ہیں جن میں جنگ جمل کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی کرتے ہیں: ''تیری تلوار خونریزی میں بلند ہوئی جب تک وہ سیراب نہیں ہو چکتی تو اسے نیام میں ڈالنے والا نہیں''۔

۱۶۲۵ حجّاج بن عمرو [2]

بن غزیہ بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن غنم بن مازن بن نجار انصاری خزرجی۔ اصحاب السنن نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں نبی علیہ السلام سے حج کے موقع پر ان کے سماع کی صراحت ہے، ابن المدینی لکھتے ہیں: یہ وہی ہیں جنہوں نے مروان کو مارا تھا جس سے وہ گر پڑے تھے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ ان سے ضمرہ بن سعید عبداللہ بن رافع وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ جبکہ عجلی، [3] ابن البرقی اور ابن سعد [4] نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۱۶۲۶ حجّاج بن عمرو [5]

انہیں حجاج بن مالک بن عمیر، بقول بعض عویمر بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ کہا جاتا ہے۔ کنیت ابوحدرد تھی۔ ابن سعد [6] نے صحابہ میں ان کا ذکر کرکے کہا: ابن عمروان کے علاوہ کسی کا قول ہے: ابن مالک، ان سے ان کا بیٹا حجاج عروہ روایت کرتے ہیں۔ تین اصحاب سنن نے رضاع میں ان کی حدیث روایت کی ہے جس میں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے۔ [7]

۱۶۲۷ حجّاج بن مالك اسلمی سابقہ عنوان میں ذکر ہوا ہے۔

۱۶۲۸ حجّاج بن مُنَبّه [8]

بن حجاج بن حذیفہ بن عامر بن سعد بن سہم قرشی سہمی۔ دارقطنی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد اُحد میں کفر پر مارے گئے۔ ابن قانع نے احمد بن ابراہیم کریزی کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن منبہ بن حجاج سلمی انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے تم دیکھو کہ وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی برائی کرتا ہے تو وہ (اپنے دین سے) اسلام سے مرتد ہوکر ہی ایسا کرے گا''۔ [9] اس کی سند میں کئی ایک مجہول راوی ہیں۔ ابن الامین اور ابن الاثیر نے بحوالہ غسانی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] الابیات فی دیوانہ (۲۳۵) [2] اسد الغابۃ (۱۰۸٤) استیعاب (۵۰۱) [3] تاریخ الثقات (۱۰۸)
[4] الطبقات الکبرٰی (۱۹۷/۵) [5] اسد الغابۃ (۱۰۸۷) استیعاب (۵۰۳) [6] الطبقات الکبرٰی (۱٤۷/٤)
[7] ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الرضخ عند الفصال (۲۰٦٤) ترمذی فی کتاب الرضاع باب ماجاء ما یذھب مذمۃ الرضاع (۱۱۵۳) نسائی کتاب النکاح باب حق الرضاع و حرمۃ حدیث (۳۳۲۹)
[8] اسد الغابۃ (۱۰۷۷) [9] جامع المسانید (۲۸۷/۳) اسد الغابۃ (٤۳٦/۱)

(۱۶۲۹) حجاج باھلی

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کی سند سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی ہیں، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق شعبہ روایت کیا ہے میں نے حجاج بن حجاج باہلی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج کیا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر ایک حدیث ذکر کی۔ اور بغوی اور باوردی وغیرہ کی روایت میں اسی سند سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے: وہ صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی کوئی روایت نہیں ملی۔

(۱۶۳۰) (ز) حُجر بن حَنظله

بقول بعض دعبل کا نام ہے جن کا تذکرہ دال میں ہوگا۔

(۱۶۳۱) حُجر ابن عدی[1]

بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی، المعروف حجر بن ادبر، حجر الخیر، ابن سعد[2] اور مصعب زبیری نے حاکم کی ان سے روایت کو ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کا بھائی ہانی بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور حجر بن عدی جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنگ جمل وصفین میں شریک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور وہ آپ کے مددگاروں میں سے تھے۔ تقدیر کا نوشتہ دیکھیں جس علاقہ مرج عذراء کو انہوں نے فتح کیا تھا وہیں حجر امیر معاویہ کے حکم سے قتل ہوئے۔ اس سب کا ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان نے صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن وغیرہ ابراہیم بن اشتر کے طرق سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ مقام ربذہ میں وہ اور حجر بن ادبر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر حاضر تھے۔ البتہ امام بخاری، ابن ابی حاتم[3] بحوالہ اپنے والد، خلیفہ بن خیاط اور ابن حبان[4] نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن سعد[5] نے کوفہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو شاید یہ ان کے گمان میں دوسرے شخص ہیں یا ان سے چوک ہوگئی ہے۔

ابن قانع نے ان کے سوانح میں شعیب بن حرب کے طریق سے بحوالہ شعبہ، ابوبکر بن حفص سے انہوں نے صحابی رسول حجر بن عدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ایک گروہ ایسا ہوگا کہ شراب کا نام بدل کر اسے پیئے گا''۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زہد'' میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن سیرین کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: ایک دفعہ زیاد نے خطبہ لمبا کر دیا تو حجر نے اس سے کہا: نماز کا وقت نکل رہا ہے۔ لیکن اس نے خطبہ جاری رکھا۔ جس پر حجر اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے اسے کنکریاں ماریں۔ زیاد منبر سے اتر آیا اور امیر معاویہ کو لکھا آپ نے لکھا کہ اسے میری طرف بھیج دیا جائے۔ جب وہ ان کے سامنے ہوئے تو یوں گویا ہوئے: ''السلام علیک امیر المومنین!'' انہوں نے فرمایا: کیا میں امیر المومنین ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر ان کے قتل کیے جانے کا حکم دے دیا۔ تو حجر فرمانے لگے: نہ مجھ سے لوہا دور کرنا اور نہ خون دھونا، اس لئے کہ میں (قیامت میں) راستے کے درمیان معاویہ سے ملوں گا اور مقدمہ (بدرگاہ الٰہی) پیش کروں گا۔

---

[1] اسد الغابۃ (۱۰۹۳) الاستیعاب (۵۰۵) [2] الطبقات (۱۵۶/۶) [3] الجرح والتعدیل (۲۶۶/۳)
[4] الثقات (۱۷۶/٤) [5] الطبقات الکبریٰ (۱۵۱/٦)

رویانی، طبرانی اور حاکم ابواسحاق کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حجر بن عدی کو کہتے دیکھا: سنو! میں اپنی بیعت پہ قائم ہوں نہ اسے توڑوں گا اور نہ اسے توڑنے کا مطالبہ کروں گا۔ ابن ابی الدنیا، حاکم اور عمر بن شبہ ابن عوف کے طریق سے بحوالہ نافع روایت کرتے ہیں کہ جب حجر بن عدی کو حکومت کے بندے لے گئے بعد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ ان کی پوچھ گچھ کرتے رہتے تھے۔ وہ بازار میں احتباء باندھے بیٹھے تھے کہ ان کے قتل کیے جانے کی خبر ملی۔ انہوں نے احتباء (پٹکا) کھولا اور روتے ہوئے واپس ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابوالاسود کے حوالہ سے نقل کیا ہے فرمایا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ نے انہیں حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بارے میں ڈانٹ پلائی۔ اور فرمانے لگیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ''میرے بعد ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے ناراض ہوں گے''۔ ✿ اس کی سند میں انقطاع ہے۔ ابراہیم بن جنید نے کتاب الاولیاء میں منقطع سند سے روایت کیا ہے: کہ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو غسل واجب کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے داروغہ سے کہا ہمیں غسل کے لیے پانی دے دو، کل کچھ نہ دینا، وہ کہنے لگا: مجھے ڈر ہے کہ تم پیاس سے نہ مر جاؤ اور معاویہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پانی کا بھرا بادل گھر آیا جس سے انہوں نے اپنی ضرورت کا پانی جمع کر لیا۔ ان کے ساتھی کہنے لگے: اللہ تعالیٰ سے رہائی کی دعا کریں۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ! ہمارے تو جو پسند فرمائے! فرماتے ہیں: پھر وہ اور ان کے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ خلیفہ، ابوعبید اور کئی لوگوں کا کہنا ہے وہ اکاون (۵۱ھ) میں قتل ہوئے۔ جبکہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد کا قول ہے: کہ وہ ترپن (۵۳ھ) میں قتل ہوئے۔ بقول ابن کلبی: حجر بن عدی کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن تھے جو مختار کے ساتھ اس وقت قتل ہوئے جب مصعب کا اس پر غلبہ ہوا، ان کا چچازاد بھائی معاذ بن ہانی بن عدی شام بھاگ گئے۔ جبکہ ان کا چچازاد بھائی ہانی بن جعد بن عدی کوفہ کا معزز شخص تھا۔

۱۶۳۲ حجر بن نعمان ✿

بن عمرو بن عرفجہ بن عاتک بن امرئ القیس بن ذہل بن معاویہ بن حارث الاکبر الکندی ابن کلبی نے لکھا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ اسے ابن السکن نے نقل کیا اور ابوموسیٰ و ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۳ حجر بن یزید ✿

بن سلمہ بن مرہ ابن حجر بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کندی۔ ابن سعد نے چوتھے طبقہ میں لکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ صاحب شرافت انسان تھے ان کا لقب حجر شرّ اس وجہ سے تھا کہ سابقہ حجر بن ادبر حجر الخیر کہلاتے تھے تاکہ دونوں میں فرق ہو جائے۔ حجر بن یزید صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حکمین کے ایک گواہ تھے پھر حضرت معاویہ سے جا ملے انہوں نے انہیں ارمینیہ کا گورنر بنا دیا۔ یعقوب بن سفیان نے جنگِ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ ابن شاہین اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا۔ اور ابن الاثیر ✿ و ابن الامین نے بحوالہ ابن کلبی ذکر کیا ہے: جمھرہ میں

✿ کنز العمال (۳۱۱۹۲) ✿ اسد الغابۃ (۱۰۹۶)

✿ اسد الغابۃ (۱۰۹۷) استیعاب (۵۰۵) ✿ اسد الغابۃ (۴۳۸/۱)

اکثر ان کی وہی تعریف کی گئی ہے جو یہاں ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں: یہ حجر بن یزید شرّیر تھے یوں انہوں نے دونوں ناموں میں فرق کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔ ان کا وہ قصہ بھی ذکر کیا جو عمارہ بن عقبہ ابن ابی معیط کے ساتھ کوفہ میں پیش آیا تھا۔

۱۶۳۴ حجر بن یزید

بن معدی کرب بن سلمہ بن مالک بن حارث کندی، بنی ھند کی چوتھائی غنیمت وصول کرنے والی شخصیت، طبری نے ان کا ذکر کر کے کہا: وہ اور ان کے بھائی ابوالاسود نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۵ حجر (بے نسبت) : عبداللہ کے والد، حرف جیم میں جھر میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۶۳۶ حجر والد مَخْشی : حجیر میں ذکر ہوگا۔

۱۶۳۷ حَجْن ✿

ابن المرقع بن سعد بن عبدالحارث ازدی غامدی ابن کلبی کا ذکر ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے ابن ماکولا نے ان کا نام قلمبند کیا ہے اور ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۸ حُجَیر ✿ (تصغیر ہے)

ابن ابی اِھاب بن عزیز (بروزن عظیم) تمیمی بنی نوفل بن عبدمناف کے حلیف۔ ابن ابی حاتم ✿ اور ابن حبان ✿ کا قول ہے: کہ صحابی ہیں، فاکہی نے کتاب مکہ میں عبداللہ بن خُثیم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد حجیر ابی اھاب سے مروی ہے فرمایا: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا اور میں بوانہ نامی بت کے پاس تھا وہ سورج کے ڈھلنے کا انتظار کر رہے تھے جب سورج ڈھل گیا تو کعبہ رخ ہو کر ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے پھر کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ ابراہیم کا قبلہ ہے اور مرتے دم تک اسے نہیں چھوڑوں گا۔ ابوعمر کہتے ہیں ان سے ان کی آزاد کردہ باندی ماریہ روایت کرتی ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ اس ام یحییٰ کے بھائی ہیں جس سے عقبہ بن حارث بن نوفل نے شادی کی تھی۔ ان کی حدیث صحیح بخاری میں اس خاتون کے قصہ میں آتی ہے۔

۱۶۳۹ حجیر بن بیان ✿

باوردی اور ابوعمرو نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی حدیث داؤد بن ابی ھند کے طریق سے بحوالہ ابوفزعہ، حجیر بن بیان سے نقل کی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ آیت "جو لوگ بخل کرتے ہیں" ✿ یاء سے پڑھی۔ ✿

✿ اسد الغابۃ (۱۰۹۸) ✿ اسد الغابۃ (۱۰۹۹) استیعاب (۵۰۷) ✿ الجرح والتعدیل (۲۹۰/۳)

✿ الثقات (۹۴/۳) ✿ اسد الغابۃ (۱۱۰۰) استیعاب (۵۰۹) ✿ آل عمران (۱۸۰)

✿ ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورۃ آل عمران (حدیث ۳۰۱۲)

نسائی کتاب الزکاۃ باب التغلیظ فی حبس الزکاۃ (حدیث ۲۴۴۰)

ابن ماجہ کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی منع الزکاۃ (۱۷۸۴)

ابوعمر لکھتے ہیں: اہل عراق میں شمار ہوتے ہیں۔ ابوفزعہ ان سے ایک مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں جس میں رشتہ دار سے زکوۃ روکنے کے بارے میں سختی ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں، اسے کسی نے ذکر کردیا ورنہ صحیح نہیں ہے ابن ابی حاتم ❶ فرماتے ہیں: حجیر بن بیان وہ ربیض سے اور ان سے ان کا بیٹا ابوقزعہ سوید بن حجیر روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ ذھلی ہیں اس واسطے کہ ابوقزعہ ذھلی تابعی ثقہ ہیں۔

۱۶۴۰ حجیر بن ابی حجیر هلالی ❷ یا حنفی

انہیں حجر بھی کہا جاتا ہے۔ طبرانی ❸ نے عکرمہ بن عمار کے طریق سے بحوالہ مخشی بن حجیر انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا: ''تمہارے (باہمی) خون، مال اور تمہاری عزتیں (آپس میں محرم ہیں ان میں خون ریزی، لوٹ کھسوٹ اور ہتک) حرام ہیں۔ (حدیث) اسے اسی سند سے جو صحیح ہے ابن مندہ نے روایت کیا ہے۔ عبدان نے اس کا ذکر کر کے کہا: حجر مخشی کے والد جسے بلا تصغیر ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب استدراک میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ استدراک کی کوئی وجہ نہیں بنتی اس واسطے کہ انہوں نے ان کا ذکر کیا اور ان کی حدیث بھی نقل کی اور کہا: کہ یہ غریب روایت ہے۔

باب حاء جس کے بعد دال ہے

۱۶۴۱ حذرجان بن مالك ازدي : ان کے بھائی اسود کے سوانح میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۶۴۲ حدرد بن ابی حدرد ❹

بن عُمیر اسلمی کنیت ابوخراش مدنی، ابوداؤد ❺ نے عمران ابن ابی اَنس بحوالہ ان کے ایک حدیث ہجرت (قطع تعلق) کے متعلق روایت کی ہے۔ جسے امام بخاری نے الادب المفرد میں اور حارث بن ابی اسامہ، اور ابن مندہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ لیکن بعض کے ہاں نام نہیں لکھا گیا۔

۱۶۴۳ حُدیر ❻

تصغیر ابوفوزہ اسلمی بقول بعض سلمی یہی زیادہ درست ہے کسی نے کنیت ابوفروہ بتائی ہے جو وہم پر مبنی ہے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے صحابہ میں ذکر کیا ہے جبکہ ابن حبان ❼ نے تابعین میں تذکرہ کیا ہے ابن وھب بحوالہ معاویہ بن صالح، ابوعمرہ ازدی وہ بشیر مولی معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سماع کیا ہے ان میں سے ایک ابوفوزہ حدیر ہیں یہ لوگ جب ہلال (نیا چاند) دیکھتے تو فرماتے اللّٰهم بارك لنا .... حدیث۔ ❽

اسے ابن مندہ نے بطریق عثمان بن ابی العاتکہ روایت کیا ہے کہ مجھے میرے زیاد نامی بھائی نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ہلال

---

❶ الجرح والتعديل (۲۹۰/۳) ❷ اسدالغابة (۱۱۰۱) استيعاب (۵۰۸) ❸ المعجم الكبير (۳۵۷۲/٤)
❹ اسدالغابة (۱۱۰٤) استيعاب (۲۹۲) ❺ ابوداؤد كتاب الادب باب فيمن يهجر اخاه المسلم (حديث ٤٩١٥)
❻ اسدالغابة (۱۱۰٦) ❼ الثقات (۱۸۳/٤) ❽ تهذيب تاريخ دمشق (۹۳/٤) كنزالعمال (٤٩٤٤)

دیکھتے تو فرماتے: پھر وہ حدیث ذکر کی [۱] اس دعا پر چھ صحابہ اور ساتویں حدیر ابوفوزہ سلمی کا عمل ہے۔ امام بخاری اپنی تاریخ میں اور ابن عائذ مغازی میں بطریق یونس بن میسرہ، بحوالہ ابوفوزہ حدیر سلمی سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں حضرت عثمان کی خلافت کے آخری دور میں حاضر ہوا پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

۱۶۴۴ حدیر [۲] (دوسرے ہیں)

کسی قبیلہ کی طرف نسبت نہیں رکھتے۔ ابن مندہ بطریق مغیرہ بن صقلاب، بحوالہ عبدالعزیز بن ابی روّاد، نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حدیر [۳] نامی ایک شخص تھا پھر حدیث ذکر کی۔

باب حاء جس کے بعد ذال ہے

۱۶۴۵ حُذَافة بن نَصر

بن غانم بن عامر ابن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب قرشی عدوی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ زبیر بن بکار قریش کے نسب میں فرماتے ہیں: نصر بن عاصم کے ہاں پھر ان کا نسب بیان کیا: صحر یا صحیر اور حذافہ پیدا ہوئے جو سارے کے سارے طاعون عمواس میں فوت ہو گئے۔ اس بنا پر وہ صحابہ ٹھہرے اس واسطے کہ فتح مکہ کے بعد ہر قریشی مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا خصوصاً عدی بن کعب کا خاندان۔

۱۶۴۶ حذیفة بن أسید [۴] (زبر سے)

بقول بعض امیہ بن اسید بن خالد بن اغوز بن واقعہ بن حرام بن غفار غفاری ابوسریحہ بروزن عَجِیبَة کنیت سے ہی شہرت رکھتے ہیں۔ حدیبیہ میں شریک ہوئے اور درخت تلے بیعت کرنے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ پھر کوفہ فروکش ہوئے۔ [۵] کئی احادیث کی روایت کی ہے امام مسلم اور اصحاب السنن نے ان کی روایات درج کی ہیں۔ حضرت ابوبکر، ابوذر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرنا حاصل ہے۔ ان سے حضرت ابوالطفیل اور تابعین میں سے شعبی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوسلمان مؤذن کا قول ہے جب یہ فوت ہوئے تو حضرت زید بن ارقم نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ اور بقول ابن حبان: [۶] بیالیس (۴۲ھ) میں فوت ہوئے۔

۱۶۴۷ حذیفہ بن اوس [۷]

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبداللہ بن ابان بن عثمان کے طریق سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے میرے والد، ان سے ان کے والد نے بیان کیا وہ اپنے دادا حذیفہ بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے لیے بھلائی کا کوئی دروازہ کھل جائے تو وہ اس کے لیے تیار ہو جائے اس واسطے کہ اسے معلوم نہیں کہ کب بند ہو جائے۔'' [۸]

---

[۱] السنة لابن ابی عاصم (۱۶۵/۱) [۲] اسد الغابة (۱۱۰۵) [۳] اسد الغابة (۴۳۹/۱)
[۴] اسد الغابة (۱۱۰۸) استیعاب (۵۱۱) [۵] الطبقات الکبریٰ (۱۵/۶) [۶] الثقات (۱۱/۳)
[۷] اسد الغابة (۱۱۰۹) [۸] کنز العمال (۴۳۱۳۴) موارد الظمان (۳۸) المغنی عن حمل الاسفار (۳۲۹/۳)

فرماتے ہیں: اس اسناد سے کئی احادیث ہیں۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۴۸ حُذیفہ بن مِحصن قلْعانی ❁

خلیفہ کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمان کا گورنر بنایا جب وہاں سے عکرمہ کو معزول کر دیا تھا۔ ایسا ہی ابوعمر کا قول ہے البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک وہیں رہے۔ ابوعبیدہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اہل عمان کو اسلام کی دعوت دی تو سوائے اہل دبا کے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ فتوح میں سیف نے سہل بن یوسف سے بحوالہ قاسم بن محمد نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فتنۂ ارتداد میں انہیں امیر مقرر کیا تھا۔ عمر بن شبہ کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یمامہ کا گورنر بنایا تھا۔ ''المنثور'' میں ابن درید نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو ان الفاظ میں وصیت کی کہ میں نے علاء بن حضرمی کو حکم دیا ہے کہ وہ عرفجہ بن ھرثمہ کے ذریعہ تمہاری کمک کرے اس لیے کہ وہ دشمن کا مقابلہ اور مجاہدہ کرنے والا شخص ہے۔ ایسا ہی ابن کلبی اور قلعانی نے ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر ❁ لکھتے ہیں: ابوعمر نے ان کا نام قاف، لام اور عین سے قلمبند کیا ہے جبکہ طبری نے غلفانی غین لام اور فاء سے لکھا ہے۔ واللہ اعلم

۱۶۴۹ حذیفہ بن یمان عَبْسی ❁

اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کا نسب ان کے والد حسل کے سوانح میں عنقریب ہی آئے گا۔ ان کے والد سے ایک قتل ہو گیا تھا تو وہ مدینہ بھاگ آئے۔ جہاں بنی عبدالاشھل سے عہد و پیمان کیا۔ یمانیوں سے معاہدہ کرنے کی وجہ سے ان کی قوم انہیں یمانی کہنے لگی تھی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے شادی کر لی جن کی ولادت مدینہ میں ہی ہوئی۔ حضرت حذیفہ اور ان کے والد دونوں اسلام لے آئے تھے۔ بدر میں شرکت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے انہیں منع کر دیا، البتہ دونوں اُحد میں شریک ہوئے اور وہیں حضرت یمان شہید ہو گئے۔ ان کی احد میں شرکت اور وہاں شہید ہونے کی حدیث امام بخاری نے روایت کی ہے۔ حضرت حذیفہ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے جس میں ان کا اچھا تذکرہ ہے۔ اور بعد کے مشاہد میں بھی ان کی شرکت ہوئی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت لیتے ہیں ان سے جابر، جندب، عبداللہ بن یزید اور ابوطفیل رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں جبکہ تابعین میں سے ان کا بیٹا بلال، ربعی بن خراش زید بن وہب، زرّ بن حبیش اور ابووائل وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

عجلی فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا جس پر وہ تازیست قائم رہے بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فوت ہوئے۔ جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کے چالیس روز بھی گزر چکے تھے۔ ❁

میں کہتا ہوں: یہ چھتیس (۳۶ھ) کا واقعہ ہے۔ علی بن یزید، سعید بن المسیب سے بحوالہ حذیفہ روایت کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت و نصرت میں اختیار دیا تو میں نے نصرت کو اختیار کیا۔ امام مسلم عبداللہ بن یزید خطمی سے بحوالہ حذیفہ رضی اللہ عنہ

❁ اسد الغابة (۱۱۱۲) استیعاب (۵۱۲) ❁ اسد الغابة (۴۴۲/۱)

❁ اسد الغابة (۱۱۱۳) استیعاب (۵۱۲) ❁ جامع المسانید (۳۹۳/۳)

روایت کرتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے جو باتیں ہوگئیں یا جو ہوئی ہیں قیامت تک سب بتادی ہیں۔ ✿ صحیحین ✿ میں ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ سے کہا: کیا تم میں وہ بھیدی شخص نہیں جس بھید کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا؟ مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے تھی۔ صحیحین ہی میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فتنہ کے متعلق پوچھا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عراقی فتوحات میں شریک ہوئے جن میں ان کے اچھے کارنامے ہیں۔

۱۶۵۰ (ز) حذیفہ بن یمان ازدی

ابن سعد ✿ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں ازد سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا جس کا لمبا قصہ ہے۔ واقدی نے کتاب الردۃ میں دبا کے اس وفد میں ذکر کیا ہے جو اسلام کا اقرار کرتے تھے۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف حذیفہ بن یمان ازدی کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے لیے بھیجا۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو یہ لوگ مرتد ہوگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو بھیجا، وہاں ازدیوں کا سردار لقیط بن مالک تھا۔ یہ سب لوگ شکست کھا گئے۔ حضرت حذیفہ اور ان کے ساتھی مضبوط ہوگئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک جماعت گرفتار کرلی اور ایک جماعت کو قتل کرنے کے بعد قیدیوں کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کردیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ مقیم رہے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کردیا۔

۱۶۵۱ حذیفہ ازدی بارقی

قسم ثالث میں، میں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۵۲ (ز) حِذیم بن حارث

بن اقرم، بن عامر بن مناف بن کنانہ کے ایک فرد، فتح کے غزوہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی حذیفہ کی جانب بھیجا۔ آپ نے ان سے فرمایا: اسلام لے آؤ! وہ کہنے لگے: ہم مسلمان ہیں، آپ نے فرمایا: ہتھیار اتار دو، تو حذیم بن حارث نے ان سے کہا: ایسا نہ کرنا، ہتھیار اتارنے کے بعد تو قتل ہی ہونا ہے۔ یوں ایک جماعت ان کے زیر نگیں آگئی اور ایک جماعت نے بات نہ مانی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی، جس کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم نے انہیں منع کیا تھا۔

۱۶۵۳ حِذیم بن جَنیمۃ حنفی

بقول بعض مالکی، حنظلہ کے والد، ان کا ذکر ان کے بیٹے حنظلہ کے سوانح میں ہوگا۔

۱۶۵۴ (ز) حذیم بن عمر سعدی ✿

زیاد کے والد، ان کی حدیث نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح میں موسیٰ بن زیاد بن حِذیم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا:

✿ دلائل النبوۃ (۳۱۲/۶) ✿ بخاری کتاب الفضائل باب مناقب عمار و حذیفۃ رضی اللہ عنہما، حدیث (۳۷۴۳)

✿ الطبقات الکبریٰ (۸/۶) ✿ اسد الغابۃ (۱۱۲۶) استیعاب (۵۱۳)

''بے شک تمہارے خون، اموال باہمی طور پر حرام ومحترم ہیں''۔ (1) (حدیث) ابوعمر نے یہ نکتہ نکالا کہ وہ تمیمی ہیں اور بصرہ میں رہتے تھے۔

باب حاء کے بعد راء

۱۶۵۵ (ز) حَرَام (2) انصاری

ایک صحیح حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے نسائی، ابویعلی اور ابن السکن نے عبدالعزیز بن صہیب کے طریق سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرتے تھے، حرام مسجد میں داخل ہوئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اپنے نخلستان کو سیراب کریں۔ لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز لمبی کر دی تو وہ اپنی نماز مختصر کر کے نخلستان چلے گئے۔ (حدیث) اسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اے معاذ!) کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو، انہیں لمبی نماز نہ پڑھایا کرو''۔ (3) خطیب اور ان کا اتباع کرنے والوں نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ یہ حرام وہی ابن ملحان ہیں جن کا ذکر اس کے بعد ہوتا ہے لیکن مجھے اس کے جتنے طُرق بھی ملے سب میں انہی کا نام ہے، ان کے والد کا نام مذکور نہیں۔ اس واسطے مجھے تو یہ شبہ ہے کہ یہ دوسری شخصیت ہیں۔ ابوعمر نے حزم بن کعب کے سوانح میں تاریخ بخاری سے ان کا قصہ نقل کرنے کے بعد ذکر کیا ہے، اس روایت کے علاوہ میں حضرت معاذ والے شخص کا نام حرام بن ابی کعب ہے، یوں کہنے کے بعد وہ حرام کے سوانح میں لکھتے ہیں: عبدالعزیز بن صہیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حرام بن ابی کعب، اھ۔ جیسا پہلے بھی گزر چکا ہے کہ عبدالعزیز کی روایت میں ان کے والد کا نام درج نہیں۔

ادھر ابوداؤد (4) نے حدیث جابر سے بحوالہ حزم بن ابی کعب روایت کیا ہے کہ وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں سے گزرے پھر اسی قصہ کے قریب قریب ایک واقعہ ذکر کیا۔ لہٰذا احتمال ہے کہ قصہ ایک ہو اور ایک ہی شخص کا دوسرا نام غلط لکھ دیا گیا ہو۔

۱۶۵۶ حرام بن ملحان انصاری (5)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ماموں۔ ام سلیم کے سوانح میں ان کا نسب آئے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ (6) بطریق ثمامہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت حرام بن ملحان جو حضرت انس کے ماموں ہوتے ہیں۔ جب بیر معونہ کے موقع پر انہیں نیزہ لگا، تو فرمایا: **فزت و رب الكعبة** (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا)۔ (حدیث) طبرانی (7) نے اسی سند سے یہ روایت طویل ذکر کی ہے اور امام مسلم نے بھی ثابت بن انس کے طریق سے طویل روایت ذکر کی ہے۔ اہل مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بیر معونہ میں شہید ہوئے۔ ابوعمر (8) نے کسی مؤرخ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیر معونہ سے زخمی حالت میں لائے گئے

---

(1) مسند احمد (٤٠/٥) السنن الكبرى (١٦٦/٥) تهذيب تاريخ دمشق (٥٨/٦) الدر المنثور (٢٢٦/١)

(2) اسد الغابة (١١٢٢) استيعاب (٥١٦)

(3) فتح الباری (١٩٥/٢) جمع الجوامع (٣٦٧٣) كنز العمال (٢٠٤٤٥)

(4) ابوداؤد كتاب الصلاة باب فی تخفيف

(5) اسد الغابة (١١٢٤) استيعاب (٥١٥)

(6) بخاری كتاب المغازی باب غزوة الرجيع (٤٠٩٢)

(7) المعجم الكبير (٣٦٠٧/٤)

(8) استيعاب (٣٩٥/١)

تھے۔ ضحاک بن سفیان کلابی، جو خفیہ طور پر مسلمان تھے، نے اپنی قوم کی ایک عورت سے کہا: کیا تمہیں ایسے شخص کے بارے میں کوئی رغبت ہے جو تندرست ہو جائے تو بہترین نگران ثابت ہو؟ اس نے ہامی بھر لی اور انہیں اپنے پاس ٹھہرا لیا اور ان کا علاج معالجہ کرنے لگی۔ ایک دفعہ اس نے انہیں یہ اشعار کہتے سنا: ''اے عامر! تو ہم سے محبت کی اُمید رکھتا ہے، عامر تو ایک غافل دشمن ہے۔ اگر ہم واپس لوٹے تو ہماری تلواروں اور نیزوں سے عامر کے بارے میں جنگ نہیں ہوگی''۔ تو گھر کے افراد ان پر ٹوٹ پڑے اور شہید کر دیا۔

۱۶۵۷ (ز) حرام الجهنی یا مزنی، حلال میں ذکر ہوگا۔

۱۶۵۸ (ز) حرب بن حارث محاربی

طبرانی [1] اور ابونعیم وغیرہ نے یعلی بن حارث محاربی سے بحوالہ ربیع بن زیاد محاربی، حرب بن حارث سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے جمعہ کے روز نبی ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے سنا: ہمیں عورتوں کے متعلق رنگ لگانے کا حکم ہے۔[2] امام بخاری [3] نے تاریخ میں لکھا ہے: حرب بن حارث نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے ان کا یہ قول ان سے ربیع بن زیاد نے نقل کیا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں غور کر لینا چاہیے جو یہاں لکھا ہے۔ شاید موقوف روایت اس مرفوع کے علاوہ ہو۔

۱۶۵۹ حرب (بے نسبت)

بقول بعض ابوالورد کا نام ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام عبید بن قیس ہے۔

۱۶۶۰ حرب (بے نسبت)

مؤطا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ [4] نے یحییٰ بن سعید سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دودھیا اونٹنی کے متعلق فرمایا: اسے کون دوہے گا؟ ایک شخص اٹھا: آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ ایک اور صاحب اٹھے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے عرض کیا: یعیش۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ دھو۔ اس روایت کا ایک طریق خاء میں خلدہ کے سوانح میں بھی ہے جو دوسری سند سے مروی ہے کہ اس پہلے شخص نے حرب کی جگہ اپنا نام جمرہ بتایا تھا۔ واللہ اعلم

۱۶۶۱ حرب بن ریطہ

بن عمرو بن مازن ابن وہب بن ربیع بن حارث بن کعب از بنی سامہ بن لؤی اپنے رشتہ داروں کے ایک جتھے سمیت نبی ﷺ کے پاس جحفہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام پر آئے، جن میں سے بعض فوت ہو گئے اور بعض بیمار پڑ گئے، جس سے ان لوگوں نے نحوست کا وہم کیا پھر وہ اپنے علاقوں کی طرف واپس چلے گئے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق اشعار کہے تو حرب بن ریطہ نے ان اشعار میں جواب دیا۔ تم دونوں میری طرف سے رسول محمد (ﷺ) کو پہنچا دو، اس شخص کا پیام جو آپ ﷺ کی صحبت و معیت کا دلدادہ ہو گیا ہے۔ مجھے ان اونٹنیوں کے رب کی قسم! جو کھلے میدان سے رقص کرتی ہوئی شام کے وقت نکلیں جسے وہ راستہ سمجھ

---

[1] اسد الغابة (۱۱۲۵) استیعاب (۵۹۵) [2] المعجم الکبیر (۳۸/٤) [3] التاریخ الکبیر (٦٠/١)

[4] مؤطا مالک کتاب الاستیذان باب ما یکرہ من الاسماء (۱۸۱۹)

رہی تھیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی محمد (ﷺ) کو حق اور ہدایت کا ایسا نشان دے کر مبعوث فرمایا ہے جس سے غم دور ہو جاتا ہے۔ یہ اشعار میں نے ابن سید الناس کی کتاب "فتح منح المدح" سے نقل کیے ہیں۔

۱۶۶۲ (ز) حرثان بن عامر

بن عمیلہ قضاعی۔ ابن فتحون نے ذیل میں مغازی اموی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر شرکاءِ بدر میں کیا ہے۔

۱۶۶۳ حُرقوص[1] ابن زہیر سعدی

فتوحاتِ عراق میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابوعمر کا گمان ہے کہ یہی ذوالخویصرہ تمیمی خوارج کا سردار ہے جو نہروان میں قتل ہوا تھا۔ اس کے سوانح میں ان لوگوں کا قول آئے گا جو اس کے قائل ہیں۔ طبری نے ذکر کیا کہ عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا: کمک بھیجیں، انہوں نے حرقوص بن زہیر کو روانہ فرمایا جنہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ تو جب تک غالب رہے انہیں جنگ کا امیر بنایا بالآخر اھواز کا بازار فتح ہو گیا۔ ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ خوارج کا گمان ہے کہ حرقوص بن زہیر صحابی رسول ﷺ ہیں جو ان (خوارج) کے ساتھ نہروان میں قتل ہوئے۔ لکھتے ہیں: میں نے اس کے متعلق کئی لوگوں سے پوچھا تو مجھے کوئی بھی ایسا نہ ملا جو اسے جانتا ہو۔ معجزات پر کسی نے کتاب لکھی ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "شرکاءِ حدیبیہ میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا"۔ اور وہ حرقوص بن زہیر ہوئے۔ واللہ اعلم

۱۶۶۴ حرملہ بن ایاس

بقول بعض ابن اوس، ابن عبداللہ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۶۵ حِرملہ بن خالد[2]

بن ہوذہ بن خالد بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری، عدّاء بن خالد کے بھائی۔ ابوعمر[3] لکھتے ہیں: امام اصمعی کا قول ہے کہ عدّاء، ان کے بھائی حرملہ اور ان کے والد اسلام لائے تھے۔ دونوں بھائی اپنی قوم کے سردار تھے۔ ابن کلبی نے مؤلفۃ القلوب (جن کی تالیف قلبی کی گئی ان) میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۶۶ حرملہ بن زید انصاری

بنی حارثہ کے ایک فرد ہیں۔ طبرانی نے حدیث ابن عمر سے روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں حرملہ بن زید انصاری آ کر کہنے لگے: یا نبی اللہ! ایمان یہاں ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا: نفاق یہاں ہوتا ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ! حرملہ کی زبان کو سچا بنا دے"۔[5] (حدیث) اس کی سند میں کوئی حرج والی بات

---

[1] اسد الغابۃ (۱۱۲۷) [2] فتح الباری (۴۴۳/۷) [3] اسد الغابۃ (۱۱۳٤) استیعاب (۵۱۷)

[4] استیعاب (۳۹۷/۱) [5] کنز العمال (۱۰۳۷۲)

نہیں۔ اسے ابن مندہ نے بھی نقل کیا ہے۔ ہم نے فوائد ہشام بن عمار میں احمد بن سلیمان بن زبان کی روایت سے حدیث ابی درداء سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔

۱۶۶۷ حرملہ بن سلمی [۱]

سیف اور طبری [۲] کا قول ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب ۱۲ھ عراق میں داخل ہوئے تو انہیں امیر بنایا۔ ان کے اور مثنی بن حارثہ، مذعور بن عدی اور سلمی بن قین کے ساتھ آٹھ ہزار (۸۰۰۰) اور حضرت خالد کے ساتھ دس ہزار (۱۰۰۰۰) سپاہی تھے۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ امراء صرف صحابہ ہی بنائے جاتے تھے۔

۱۶۶۸ حرملہ بن عبداللہ [۳]

بن ایاس بقول بعض ابن اوس عنبری، بصرہ فروکش ہوئے۔ ابو حاتم [۴] لکھتے ہیں: صحابی ہیں ان سے ان کے بیٹے عُلَیبہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں: حرملہ بن ایاس صحابی ہیں۔ اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی الادب المفرد، مسند ابوداؤد طیالسی وغیرہ میں ان کی حدیث صحیح سند سے منقول ہے۔ بعض دفعہ نسب میں دادا کی طرف منسوب لکھے جاتے ہیں تو اس وقت انہیں حرملہ بن ایاس کہا جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے جیسے بغوی وغیرہ نے ان میں فرق کیا ہے جس کی ذہبی [۵] نے تردید کی ہے، بغوی کنیٰ میں لکھتے ہیں: ابو علیبہ عنبر بصرہ رہائش پذیر رہے۔ اور اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ حرملہ ان نمازیوں میں سے ایک تھے جن کی مخصوص جگہ تھی اور لمبے قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں کے وہاں نشان پڑ گئے تھے۔

۱۶۶۹ حرملہ بن عمرو [۶]

بن سنہ اسلمی۔ ابن السکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور ینبع میں فروکش ہوئے۔ طبرانی [۷] نے عبدالرحمٰن بن حرملہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: مجھ سے یحییٰ بن ہند وہ میرے والد حرملہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، مجھے میرے چچا نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا رکھا تھا۔ آپ ﷺ کو نزدیک سے دیکھا تو آپ نے اپنی ایک انگلی پر دوسری انگلی رکھی تھی۔

میں کہتا ہوں: ان کے چچا کا نام سنان بن سنہ ہے، جس کا ذکر دراوردی وغیرہ کی روایت میں صراحت سے ہے۔ یہ روایت اسی سند سے خلیفہ نے روایت کی ہے جس میں ہے: میں نے حجۃ الوداع میں شرکت کی، میں اپنے والد کے پیچھے سواری پر سوار تھا۔

۱۶۷۰ حرملہ بن مریطہ تمیمی [۸]

طبری [۹] نے ذکر کیا کہ وہ بصرہ میں عتبہ بن غزوان کے ساتھ تھے۔ تو انہوں نے ۱۷ھ میں انہیں اہل فارس سے جنگ کرنے کے لیے میسان بھیج دیا وہ صحابی بھی ہیں۔ اور نبی ﷺ کی طرف ہجرت کا شرف بھی حاصل ہے۔ عتبہ نے ان کے ساتھ سلمی بن

---

[۱] اسد الغابۃ (۱۱۳۹) [۲] تاریخ طبری (۴۹۴/۲) [۳] اسد الغابۃ (۱۱۳۰) استیعاب (۵۱۸)
[۴] الجرح والتعدیل (۲۷۳/۳) [۵] تجرید (۳۷) [۶] اسد الغابۃ (۱۱۳۱) استیعاب (۵۲۰)
[۷] المعجم الکبیر (۳۴۷۳/۴) (۳۴۷۴/۴) [۸] اسد الغابۃ (۱۱۳۳) [۹] تاریخ الامم والملوک (۴۹۴/۲)

قین جو مہاجر صحابی ہیں۔ دونوں حضرات تمیم ورباب کی چار ہزار نفری میں تھے۔

میں کہتا ہوں: حرملہ بن سلمی کے بارے میں قریب ہی اس سے ملتا جلتا تذکرہ گزرا ہے، احتمال ہے کہ دونوں ایک ہوں۔

۱۶۷۱ (ز) حرملہ بن معن ھذلی

معن بن حرملہ میں ذکر ہوگا۔

۱۶۷۲ حرملہ بن نعمان

ابن قانع نے ان کا ذکر کر کے محمد بن سوقہ، میمون بن ابی شبیب بحوالہ حرملہ بن نعمان روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولا د والی محبت کرنے والی عورت اللہ تعالیٰ کے ہاں بانجھ عورت سے زیادہ بہتر ہے، میں تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا''۔ [1] دارقطنی نے ان کا ذکر کیا اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۷۳ حرملہ بن ھوذہ

بن خالد العامری۔ عدّاء بن خالد کے چچا، ابن شاہین نے محمد بن یزید سے بحوالہ ان کے رجاؔل نقل کیا ہے کہ انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ حرملہ بن خالد میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: خالد اور حرملہ، ہوذہ بن خالد بن ربیعہ بن عمرو کے بیٹے ہیں جو دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے خزاعہ کی طرف ایک خط لکھوایا جس میں انہیں ان دونوں کے اسلام کی خوشخبری دی۔

۱۶۷۴ حرملہ بن ولید

بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم، مخزومی، سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: ابوحسین رازی نے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن صالح ذکر کیا ہے کہ دمشق میں دیر البقر کے پاس دو عبادت خانے ہیں، ان میں سے ایک خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جو انہیں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے نامزد کر دیا تھا۔ دوسرا ان کے بھائی حرملہ بن ولید کا ہے جو گاؤں کی قریبی زمین غوطہ میں عبادتخانۂ حرملہ کے نام سے مشہور ہے جس کے متعلق ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت کر کے اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

۱۶۷۵ حرملہ مُدلجی [2] ابوعبداللہ

ابن سعد [3] کا قول ہے وہ بیع فروکش ہوئے، نبی ﷺ سے حدیث سنی ان سے اس کی روایت کی جاتی ہے۔ لوگوں کا کہنا

---

[1] ابوداؤد کتاب النکاح باب النهی عن تزویج من یلد من النساء (۲۰۵۰)
نسائی کتاب النکاح باب کراهیة تزویج العقیم (۳۲۲۷) المعجم الکبیر (۲۲۹/۱۰)
الصحیح لابن حبان (۱۸۵۸) تهذیب تاریخ دمشق (۲۹۳/٤)

[2] اسد الغابة (۱۱۳۲) استیعاب (۵۱۹) تجرید (۱۲۷/۱) [3] الطبقات الکبریٰ (۸۸/۳)

ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں کئی اسفار کیے۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن حرملہ کے سوانح میں بھی ان کا ذکر آئے گا۔ نیز ان کے پوتے خالد بن عبداللہ بن حرملہ کا تذکرہ آئے گا۔

۱۶۷۶ (ز) حَرمی بن عمرو واقفی ان شاء اللہ تعالیٰ ہرمی ہاء میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۷۷ (ز) حُریث بن ابی حُریث وہ ابن عمرو ہیں، ان کا تذکرہ آگے آئے گا۔

۱۶۷۸ حریث بن حسان بکری وہی حارث جن کا تذکرہ ہوگیا ہے۔

۱۶۷۹ حریث بن زید*

بن ثعلبہ بن عبدربہ بن زید بن حارث خزرجی موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شرکاءِ بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: یہ ان عبداللہ بن زید بن ثعلبہ کے بھائی ہیں جنہیں خواب میں اذان کی تعلیم دکھائی دی۔ محمد بن زید نے بحوالہ اپنے رجال لکھا ہے بدر و اُحد میں شریک ہوئے۔ ابوعمر* لکھتے ہیں: سب کا اتفاق ہے کہ وہ اُحد میں شریک ہوئے تھے۔ ابوعمر نے عبدربہ کو ثعلبہ سے مقدم ذکر کیا باوجودیکہ وہ ان عبداللہ کے بھائی ہیں جنہیں اذان کا خواب دکھائی دیا۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

۱۶۸۰ حریث بن زید*

الخیل بن مُہَلْہِل الطائی۔ دارقطنی فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ہشام بن کلبی بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: زید الخیل کے دو بیٹے تھے: مُکَنِّف اور حُریث، دونوں مسلمان اور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ فتنۂ ارتداد کے خلاف جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ واقدی نے اپنی اسناد سے لکھا ہے یہی حُریث بن زید الخیل ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے قاصد بنا کر زربہ کے علاقہ نجبہ اور اہل ایلہ کی طرف بھیجا تھا۔ بقول مرزبانی: مُخضَرمی ہیں نبی ﷺ کا ساتھ نصیب ہوا اور مرتدوں سے جنگ میں شریک ہوئے، انہی کے یہ اشعار ہیں: میں حریث ہوں، جو زید الخیل کا بیٹا ہے، نہ جھکنے والا اور نہ کمزور دِل ہوں۔ واقدی نے فتنۂ ارتداد میں ان کے یہ اشعار پڑھے ہیں: خبردار! بنی اسد کے پورے قبیلے اور مجھ سے پہلے غطفان کے اس قبیلہ کو یہ پیام پہنچا دو کہ طلیحہ کذاب اللہ کا دشمن اور راہ سے برگشتہ ہوگیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کا ایک قصہ بھی ہے جو اوس بن خالد طائی کے حالات میں گزر چکا ہے۔ بقول بعض عبیداللہ بن حرجعفی نے اس جنگ میں جو مصعب بن زبیر کی جانب سے ان کے درمیان تھی اس میں مبارزت (مقابلہ کے لئے میدان میں بلانے) کے دوران انہیں شہید کر دیا تھا۔

۱۶۸۱ حریث بن سلمہ*

بن سلامہ ابن وقش بن زُغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل انصاری اشہلی، ان سے محمود بن لبید روایت کرتے ہیں۔

---

* اسد الغابة (۱۱۳٦) استیعاب (٥٢١) * استیعاب (٣٩٨/١)

* اسد الغابة (۱۱۳۷) * اسد الغابة (۱۱۳۸) استیعاب (٥٢٤)

ابوعمر ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۸۲ حریث بن عمرو ✿

بن عثمان بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، سعید اور عمرو کے والد، ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں ان کی حدیث جعفر بن عمرو بن حریث کے طریق سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے نقل کی ہے، فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانی کی تلاش میں نکلے۔ (حدیث) اور ابن ابی خیثمہ، فطر بن خلیفہ کے طریق سے بحوالہ ان کے والد، عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے میرے والد نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئے آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ (حدیث) اسے ابوداؤد نے مختصراً روایت کیا ہے۔ مسدد نے اپنی مسند میں عطاء بن سائب کے طریق سے بحوالہ عمرو بن حریث وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھمبی من کی قسم ہے''۔ ✿ ابن السکن کا قول ہے: شاید عبدالوارث سے اس میں غلطی ہوئی ہے۔ ادھر دارقطنی ''افراد'' میں لکھتے ہیں: اس میں عبدالوارث متفرد ہے۔ حریث کے متعلق صحابی ہونے اور روایت کرنے کا کچھ علم نہیں، اس روایت کو تو عمرو بن حریث نے سعید بن زید سے نقل کیا ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: حدیث سعید ہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: پہلی اور دوسری حدیث کی بنا پر ان کے صحابی ہونے پر اعتماد ہے۔

۱۶۸۳ حُرَیث بن عَوف

ان کے بھائی جمرہ کے حالات میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۶۸۴ (ز) حریث بن غانم شیبانی

طبری نے ان کا ذکر کیا اور ان کی ایسی حدیث نقل کی جو پہلی شخصیت حریث بن حسان کی حدیث کے عین مشابہ ہے اس واسطے احتمال ہے کہ دونوں ایک ہوں۔

۱۶۸۵ (ز) حریث بن یاسر عبسی

عمار بن یاسر کے بھائی۔ طبری اور ابوبکر بن درید نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ''جمہرہ'' میں ابن کلبی لکھتے ہیں: مکہ کے بنی دئل نے انہیں قتل کیا تھا۔

۱۶۸۶ (ز) حریث اسدی

ابن فتحون بحوالہ واقدی لکھتے ہیں کہ یہ ۹ھ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔

✿ اسد الغابة (۱۱۳۸) استیعاب (٥٢٤)

✿ اسد الغابة (۱۱٤۱)

✿ مسلم کتاب الاشربة باب فضل الکمأة و مداواة العین بها (۱۵۷) مسند احمد (۱۸۷/۱) المعجم الکبیر (۳٤۷/۳) السنن الکبریٰ (۲٤٥/۹)

۱۶۸۷ (ز) حریث عذری

ابن عساکر فرماتے ہیں: صحابی ہیں اور بطریق واقدی روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب حضرت اسامہ بن زید خلافت صدیقی میں وادی قریٰ میں فروکش ہوئے تو بنی عذرہ سے ایک جاسوس حریث نامی روانہ کیا، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اور ابن قانع بطریق ابن بسطاس بحوالہ اپنے والد، عمرو بن حریث عذری سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ وفد کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس گئے آپ ﷺ سے میں نے سنا آپ فرمارہے تھے: ''سائمہ بکریوں پر زکوۃ ہے''۔ [1] (حدیث)

تاریخ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] لکھتے ہیں: مسلم بن ابراہیم، وہب، اسمٰعیل یعنی ابن امیہ ان کے سلسلۂ سند میں ابوعمرو بن حریث سے وہ اپنے دادا حریث سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ابن عیینہ وغیرہ ان کے برخلاف روایت کرتے ہیں۔ وہ اسمٰعیل، ابوعمر، بحوالہ ان کے دادا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو صحیح سند ہے۔

میں کہتا ہوں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے صاحب عنوان کے علاوہ کوئی شخص ہیں میں نے ان کا ذکر اس لئے کیا ہے تاکہ انہیں ایک نہ سمجھ لیا جائے۔

۱۶۸۸ حریث ابوسلمی راعی

کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۸۹ حریز [3]

بن شرحبیل کندی۔ ان کے متعلق اختلاف ہے، ابن مندہ لکھتے ہیں: ولید بن مسلم، عمرو بن قیس سکونی، حریز بن شرحبیل ان کے سلسلۂ سند میں ایک صاحب سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے، ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: یہی زیادہ صحیح سلسلۂ سند ہے۔ ابن ماکولا [4] فرماتے ہیں: وہ جنگ خازر میں ۶۶ھ میں قتل ہوئے۔

۱۶۹۰ حَرِیز [5]

یا ابوحریز۔ کسی قبیلہ کی جانب منسوب نہیں۔ عبدالغنی بن سعید نے حاءِ بے نقطی سے جبکہ ابن مندہ نے جیم سے ذکر کر کے ابوسعید رازی کا حوالہ دیا ہے۔ طبرانی نے اس میں دونوں صورتیں لکھی ہیں۔ بغوی اور طبرانی [6] نے قیس بن ربیع کے طریق سے بحوالہ عثمان بن مغیرہ، ابولیلیٰ کندی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے اس گھر والے حریز یا ابوحریز نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا، آپ خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے پاؤں پر رکھ دیا۔ آپ کے پاؤں دھرنے کی جگہ جلد والا اون تھا۔ بغوی اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسے کنیتوں میں درج کیا ہے اور ابن مندہ نے حرف جیم سے کنیتوں میں لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ روایت ثابت نہیں۔

---

[1] تهذيب تاريخ دمشق (١١٥/٤) [2] تهذيب تاريخ دمشق (٧١/١) [3] اسد الغابة (١١٤٣)
[4] الاكمال (٥٨/٢) [5] اسد الغابة (١١٤٤) استيعاب (٥٨٠) [6] المعجم الكبير (٣٥٧٨/٦)

۱۶۹۱ حَرِیش [1]

سابقہ نام کے وزن پر البتہ اس کے آخر میں شین ہے عبدان اور خطیب نے ''مؤتلف'' میں ابوبکر بن عیاش کے طریق سے بحوالہ حبیب بن خُدرہ، حریش سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں اس وقت والد کے ساتھ تھا جب نبی ﷺ نے ماعز رضی اللہ عنہ کو سنگسار کیا۔ جب انہیں پتھر لگنا شروع ہوئے تو مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا آپ کا پسینہ خوشبو کی طرح مجھ پر بہہ پڑا تھا۔ [2]

۱۶۹۲ (ز) حریش تمیمی عنبری

ان کی حدیث ابوالشیخ اور عمر بن شبہ دونوں نے ملقام بن تلب کے طریق سے کتاب النکاح میں روایت کی ہے، تلب نے ان سے بیان کیا کہ جب بلعنبر کے قیدی لائے گئے تو ان میں ایک خوبرو عورت تھی۔ آپ ﷺ نے اسے شادی کی پیشکش کی لیکن اس نے ٹھکرا دی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا خاوند سیاہ فام ٹھگنے قد والا بھی آ گیا جس کا نام حریش تھا، پھر حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے مسلمانوں نے اس پر لعن طعن کرنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ وہ اس کا چچا زاد اور اس سے پاکیزہ محبت کرنے والا ہے۔ اس عورت کا نام نعامہ تھا، محمد بن علی بن حمدان وراق نے اپنی روایت میں اس حدیث کو اسی سند سے بیان کرتے ہوئے بتایا ہے۔

۱۶۹۳ الحُرّ بن خضرامه [3]

ضبی ابوالہلالی۔ ابن شاہین نے سیف بن عمر کے طریق سے بحوالہ صعب بن ہلال ضبی انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حر بن خضرامہ جو بنی عبس کے حلیف تھے۔ بکریاں اور غلام لے کر مدینہ میں نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں کفن اور خوشبو عطا فرمائی۔ کچھ ہی دنوں بعد وہ فوت ہو گئے ان کے ورثاء آئے، انہیں بکریاں دیں اور آپ علیہ السلام نے غلاموں کو مدینہ میں فروخت کر کے انہیں ان کی مالیت دینے کا حکم دیا۔ ابوموسیٰ مدائنی فرماتے ہیں: دارقطنی سے بحوالہ ابن شاہین کے شیخ سے مروی ہے ان کے متعلق فرمایا: حارث بن خضرامہ۔ واللہ اعلم

۱۶۹۴ (ز) الحرّ بن قیس [4]

بن حصن ابن حذیفہ بن بدر الفزاری عیینہ بن حصن کے بھتیجے۔ ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور ابن شاہین نے ابن ابی ذئب سے بحوالہ عبداللہ بن محمد بن عمر بن حاطب، ابو وجزہ سلمی سے روایت کی ہے، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے لوٹے تو آپ ﷺ کے پاس بنی فزارہ کے دس (۱۰) سے زائد افراد پر مشتمل ایک وفد آیا۔ ان میں خارجہ بن حصن حارث بن قیس، عیینہ بن حصن کے بھتیجے جو سب سے کم عمر تھے شامل تھے۔ [5] پھر حدیث ذکر کی۔

امام بخاری [6] بطریق زہری، عبیداللہ بن عبداللہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، فرمایا: عیینہ بن حصن آئے تو

---

[1] اسد الغابة (۱۱٤٥) [2] جامع المسانيد (۳/٤٥٤) الاكمال (۳/۱۲۸) [3] اسد الغابة (۱۱۱۷)

[4] اسد الغابة (۱۱۱۸) استيعاب (٥٨٦) [5] اسد الغابة (۱/٤٤٥)

[6] بخاری كتاب العلم باب ما ذكر فی ذهاب موسی علیہ السلام (٧٤) (١٢٢)

اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس ٹھہرے، وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روانہ فرمایا تھا۔ (حدیث) شیخین [1] نے اسی سند سے یہ روایت نقل کر کے کہا: ابن عباس اور حر بن قیس کا موسیٰ علیہ السلام سے ملنے والی شخصیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا، ان کے پاس سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ گزرے۔ (حدیث) امام مالک نے عتبیہ میں فرمایا: عیینہ بن حصن مدینہ آئے تو اپنے نابینے بھتیجے کے ہاں فروکش ہوئے تو وہ رات کے وقت نماز پڑھنے لگے۔ صبح ہوئی تو مسجد چلے گئے۔ اس پر عیینہ نے کہا: "میں نے قریش سے بڑھ کر کوئی قوم زیادہ مرتبے والی نہیں دیکھی، میرا بھتیجا چالیس میرے پاس رہا، میری بات نہیں مانتا تھا"۔ [2]

باب حاء جس کے بعد زاء ہے

۱۶۹۵ حُزابہ [1]

ابن نعیم بن عمرو بن مالک بن ضبیب ضبابی۔ بقول ابو عمر: [2] تبوک کے سال اسلام لائے۔ اسحاق رملی نے "کتاب الافراد" میں لکھا ہے: شام کی دیہاتی احادیث سے بطریق معروف بن طریف وہ اپنے والد وہ اپنے دادا حزابہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ "دار العرب میں سوائے کھڑے کھجور کے درخت، بہتے چشمے اور آباد کنویں کے کسی کو کسی کے خلاف جگہ کی حد بندی کرنا جائز نہیں"۔ ابن مندہ بطریق نعیم بن طریف بن معروف بن عمرو بن حزابہ وہ اپنے والد سے وہ معروف سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا حزابہ روایت کرتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تبوک میں ایک جماعت کے ساتھ آیا، آپ پڑاؤ کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اپنے نگران (ناظم) مقرر کرو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو دین زکوٰۃ دینے سے ہی (قائم رہتا) ہے"۔ [3] اس پر ابو یزید لقیطی نے کہا: یا رسول اللہ! کس کس کی زکوٰۃ؟ آپ نے فرمایا: "سواری کے جانوروں اور اموال کی زکوٰۃ"۔ اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۱۶۹۶ (ز) حُزابہ سُلمی ابوقطن

یحییٰ بن سعید اموی نے مغازی میں بنی سلیم کے وفد میں ان کا ذکر اور عباس بن مرداس کے اشعار کا ذکر کیا ہے، ان کا ذکر اس جماعت میں کیا ہے جو حنین [4] کے دن آنے والوں کے بارے میں انہوں نے کہے:

"اس وفد جیسا کوئی وفد نہیں جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی رسی سے رسی باندھ دی ہے جو ٹوٹنے والی نہیں۔ ایک وفد جس میں ابوقطن حزابہ ہے اور ابن غیوث، واسع اور مقنع ہیں"۔

۱۶۹۷ (ز) حِزام بن عوف [1]

از بنی جعل، محمد بن عبید اللہ بن ربیع جیزی نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن عفیر سے مروی

---

[1] بخاری کتاب العلم باب سابق حدیث (٦٦٧٣) (٤٧٢٧) مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الخضر (٦١١٨)

[2] بخاری کتاب الاجارة (٢٢٦٧) مسلم کتاب الفضائل فضائل الخضر (٦١١٣)

[1] اسد الغابة (١١٤٧) استیعاب (٥٨١) [2] کنز العمال (١٥٧٨٧) [3] کنز العمال (١٥٧٨٧)

[1] السیرة النبویة (٩٧/٤) [4] اسد الغابة (١١٤٨)

ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ درخت تلے بیعت کی تھی۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''نہ صخر ہے اور نہ جعل تم سب اللہ کے بندے کے بیٹے ہو!'' ابن فتحون نے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۹۸ حزام (بے نسبت)

عبدان، ہارون بن سلمان مولی عمرو بن حریث کے طریق سے بحوالہ حکیم بن حزام وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے ہمیشہ کے روزے کا مسئلہ پوچھا....[1] (حدیث) ابوموسیٰ لکھتے ہیں اسی طرح علی بن یزید صدائی نے روایت کی ہے جو غلط ہے جبکہ ابونعیم وغیرہ نے ہارون، مسلم بن عبیداللہ، بحوالہ ان کے والد نقل کیا، فرمایا: میں نے پوچھا۔ جو درست ہے۔
میں کہتا ہوں: اس کا احتمال ہے۔ ابن الاثیر انہیں حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد کے والد سمجھ بیٹھے اور استدراک میں ان کا عنوان قائم کر دیا جس کا ذہبی نے تعاقب کرتے لکھا ہے، فرمایا: اس شخص سے غلطی ہوئی ہے جس نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔

۱۶۹۹ (ز) حِزام (بے نسبت)

قیلہ بنت مخرمہ کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے جو ان کی والدہ ہیں میں نے ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔

۱۷۰۰ (ز) حَزم[2]

بن عبد عمرو خثعمی، بقول بغوی حزم بن عبد میرے گمان میں مدنی ہیں لیکن مجھے ان کے صحابی ہونے یا نہ ہونے کا علم نہیں؟ بغوی، طبرانی اور ابن شاہین نے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے بحوالہ ابوسہل بن مالک، حزم بن عبد عمرو سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: خلیفہ کی بات سننا اور اسے ماننا لوگوں پر لازم ہے''۔ (حدیث) ابن ابی حاتم[3] اور ابن حبان[4] نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۱۷۰۱ حزم بن عمرو واقفی

ابومعشر نے انہیں ان بے حد رونے والوں میں شمار کیا ہے جن کے متعلق یہ آیت: ''جب وہ جانے لگے تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ رہی تھیں'' (توبہ: ۹۲) نازل ہوئی، اسے ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان نقل کیا لیکن مجھے نہ ہی تجرید میں اور نہ ہی اس کی اصل میں اس کا سراغ ملا ہے۔

۱۷۰۲ حزم بن ابی کعب انصاری[5]

ابوداؤد طیالسی نے موسیٰ بن اسمٰعیل سے بحوالہ طالب بن حبیب روایت کی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن جابر سے بحوالہ حزم بن ابی کعب کے بارے میں بیان کرتے سنا کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ اپنی قوم کی امامت کرا رہے تھے۔[1] پھر

---

[1] ابوداؤد کتاب الصیام (۲۴۳۲) ترمذی کتاب الصوم (۷۴۸) کنز العمال (۲۴۲۱۵) الترغیب والترھیب (۱۲۷/۲)

[2] اسد الغابۃ (۱۱۵۰) [3] الجرح والتعدیل (۲۹۳/۳) [4] الثقات (۱۸۷/۴) [5] اسد الغابۃ (۱۱۵۱) استیعاب (۵۸۳)

[1] ابوداؤد کتاب الصلاۃ (۷۹۰) جامع المسانید (۴۵۶/۳)

حدیث ذکر کی، جس میں ان کے لمبی نماز پڑھانے اور نبی ﷺ کا انہیں تخفیف کرنے کا ذکر ہے۔ اسی روایت کو بزار نے طیالسی کے طریق سے بحوالہ طالب، ابن جابر انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، یہی زیادہ مناسب ہے۔ پرانے لوگوں میں سے سوائے ابن حبان کے ✿ انہوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ کسی نے حزم بن کعب کا عنوان قائم نہیں کیا۔ پھر انہیں تابعین ثقات میں بھی ذکر کیا ہے شاید کوئی اور تابعی ہیں جن کے والد کا نام ان کے والد کے نام جیسا ہو۔ ورنہ قصہ سے ان کا صحابی ہونا ظاہر ہے۔ ابن مندہ وابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے ابن عبدالبر کا کلام ان کے متعلق "حازم" میں گزر چکا ہے۔

۱۷۰۳ حزن ✿

ابن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔ سعید بن المسیب کے دادا۔ امام بخاری ✿ اور ابوداؤد ✿ نے زہری کے طریق سے بحوالہ سعید بن المسیب وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ نے پوچھا: تمہارا نام؟ عرض کیا: حزن۔ آپ نے فرمایا: تم سہل ہو۔ (حدیث) حزن فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شریک ہوئے۔ ان کی اس روایت کے ماسوا جوان سے ان کا بیٹا کرتا ہے کوئی اور روایت مشہور نہیں۔ زبیر بن بکار نے "موفقیات" میں محمد بن اسحاق کے طریق سے لکھا ہے: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ پھر سقیفہ کا لمبا قصہ ذکر کیا، جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت ہونے کا ذکر ہے۔ اسی میں ہے: پھر حزن بن وہب اٹھے یہ وہی ہیں جن کا نام نبی کریم ﷺ نے سہل رکھا تھا۔ جب انہوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو اس کے متعلق اشعار کہے:

> "قریش کے بہت سے مرد کھڑے ہوئے لیکن خالد کی طرح کوئی نہ اٹھا، اے خالد تمہارا اس (سقیفہ) میں کھڑے ہونا لوئی بن غالب کی عدم موجودگی کا احساس نہ دلائے جب پتھر پھینکے جا رہے ہیں۔ تمہیں ولید بن مغیرہ نے اپنی عزت کا لباس پہنایا ہے اور دو بوڑھوں نے تمہیں سروں کے پچھلے حصوں پر ضرب لگانا سکھائی ہے۔ تم مخزوم بن یقظہ کی ڈھال ہو، ایسا ہی اس میں تمہارا نام عزت والا اور عزت والے کے بیٹے کی طرح ہے"۔

۱۷۰۴ (ز) حزن

بقول ابن حبان: سہل بن سعد ساعدی کا نام حزن تھا، آپ نے ان کا نام سہل رکھ دیا تھا۔

باب حاء جس کے بعد سین ہے

۱۷۰۵ حسّان بن اسعد حُجَری

ابن یونس کا بیان ہے کہ صحابی ہیں اور فتح مصر میں شریک ہوئے تھے۔

✿ الثقات (۱۸۷/٤) ✿ اسد الغابۃ (۱۱۵۲) استیعاب (۵۷۷) ✿ بخاری کتاب الادب (٦۱۹۰) (٦۱۹۳)

✿ ابوداؤد کتاب الادب (٤۹۵٦)

۱۷۰۶ حسّان بن ثابت ❶

بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری خزرجی ثم نجاری، شاعر رسول ﷺ ان کی والدہ فُرَیعَہ بنت خالد بن حبیش بن لوذان وہ بھی خزرجیہ ہیں انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا تو مشرف با اسلام ہوئیں اور بیعت سے سرفراز ہوئیں۔ بقول بعض وہ خالد کی بہن ہیں نہ کہ بیٹی۔ حضرت حسان کی کنیت زیادہ مشہور تو ابوالولید تھی لیکن ابوالمضرّب، ابوالحسام اور ابوعبدالرحمٰن بھی تھی۔ نبی ﷺ سے کئی ایک احادیث روایت کی ہیں جبکہ ان سے روایت لینے والوں میں سعید بن المسیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عروہ بن زبیر شامل ہیں۔ ابوعبیدہ لکھتے ہیں: حضرت حسان کو دوسرے شعراء کے مقابلہ میں تین وجوہات سے فضیلت حاصل ہے، جاہلیت میں وہ انصار کے شاعر تھے اور دورِ نبوت میں نبی ﷺ کے شاعر رہے اور جب سے مسلمان ہوئے پورے یمن کے شاعر بن گئے۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ کمزور دِل انسان تھے۔

صحیحین ❷ میں سعید بن المسیب کے طریق سے مروی ہے، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو حضرت حسان مسجد میں اشعار سنا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں گھورنے لگے، جس پر حضرت حسان کہنے لگے: میں اس وقت بھی اسی مسجد میں اشعار سناتا تھا جب اس میں تم سے بہترین شخصیت موجود تھیں پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: ابوہریرہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، بتاؤ تم نے نبی ﷺ کو یہ الفاظ فرماتے نہیں سنا: ”میری طرف سے جواب دو! اے اللہ! روح القدس سے اس کی امداد فرما“۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر حسان رضی اللہ عنہ سے ہوا تو وہ مسجد میں اشعار سنا رہے تھے۔ فرمانے لگے: کیا تم مسجد نبوی میں بیٹھ کر اشعار سنا رہے ہو؟ حضرت حسان نے جواباً کہا: میں اس وقت بھی اشعار سناتا تھا جب اس میں تم سے بہترین شخصیت ہوتی تھی۔

صحیحین ❸ میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حسان سے فرمایا: ”ان مشرکین کی ہجو کرو، جبرائیل تمہارے ساتھ ہے“۔ ابوداؤد ❹ فرماتے ہیں: لوئی، ابن ابی زِناد، بحوالہ ان کے والد ہشام بن عروہ، ان کے سلسلۂ سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے جس پر وہ کھڑے ہوتے اور ان لوگوں کی ہجو بیان کرتے جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”روح القدس حسان کے ساتھ ہے جب تک وہ اللہ کے رسول کا دفاع کرتا رہے گا“۔ مغازی میں ابن اسحاق نے روایت کی ہے، یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر وہ اپنے والد سے، فرمایا کہ صفیہ بنت عبدالمطلب حسان بن ثابت والے قلعہ کی اونچائی پر تھیں، فرماتی ہیں: حسان بن ثابت ہمارے ساتھ تھے اس قلعہ میں بچے اور عورتیں بھی تھیں۔ وہاں سے ایک یہودی گزرا جو قلعہ کے پاس گشت کرنے لگا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسان سے کہا: مجھے اس یہودی سے اطمینان نہیں کہ یہ ہمارے خفیہ ٹھکانے کا کسی کو بتا دے، اتر کر اسے موت کے گھاٹ اتار دو۔ حضرت حسان نے کہا:

---

❶ اسد الغابة (۱۱۵۳) استیعاب (۵۲۵)

❷ بخاری کتاب الصلاۃ (۴۵۳) (۳۲۱۲) کتاب الادب (۶۱۵۲) مسلم کتاب فضائل الصحابة (۶۳۳۴)

❸ بخاری کتاب الادب (۶۱۵۳) مسلم فضائل الصحابة (۱۵۳)

❹ ابوداؤد کتاب الادب باب ما جاء فی الشعر (۵۰۱۵)

عبدالمطلب کی بیٹی! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے تمہیں معلوم ہے کہ یہ میرے بس کا کام نہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ان کی یہ بات سن کر میں نے ایک کھونٹا لیا اور قلعہ سے اتر کر اس یہودی کا کام تمام کر دیا۔ دوبارہ انہوں نے حضرت حسان سے کہا: اس کے کپڑے اور ہتھیار اتار لو تو وہ بولے: مجھے اس کے سلب وسامان کی ضرورت نہیں۔

بقول خلیفہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا انتقال ۴۰ھ سے پہلے ہوا، ایک قول چالیس کا ایک پچاس ایک ۵۴ھ کا ہے۔ یہ ابن ہشام کا قول ہے جو ان سے ابن البرقی نے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال یا اس کے لگ بھگ ہوگی۔ ابن اسحاق [1] کا بیان ہے: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حسان کی عمر ساٹھ سال تھی۔

میں کہتا ہوں: شاید یہ اس قول کی بنا پر ہو جو کسی نے اختیار کیا ہے کہ ان کا انتقال چالیس ہجری میں ہوا اور سو سے کم عمر تک پہنچے ہوں یا پچاس میں ایک سو دس سال کی عمر میں، یا چون ہجری میں ایک سو چودہ سال کی عمر میں۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے جس پر ابن ابی خیثمہ نے بحوالہ مدائنی اعتماد کیا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ساٹھ سال جاہلیت کے دور میں اور ساٹھ سال حالت اسلام میں گزارے، یوں مجموعی طور پر ایک سو بیس سال کا عرصہ زندہ رہے۔

۱۷۰۷ حسان بن جابر [2]

بقول بعض ابن ابی جابر سلمی، ابن السکن فرماتے ہیں: اس کی سند میں تامّل ہے۔ یہ مشہور نہیں ہیں۔ انہوں نے اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابن ابی عاصم [3] نے "الآحاد" میں سعید بن ابراہیم بن ابی العطوف کے طریق سے روایت کی ہے، فرمایا: ہمیں ابو یوسف نے بیان کیا، انہوں نے دور نبوی پایا تھا، فرماتے ہیں ہم اصخر میں تھے، ہمارے پاس ایک صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جنہیں حسان بن ابی جابر سلمی کہا جاتا تھا۔ میں نے ان سے سنا، فرماتے تھے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کر رہے تھے آپ نے مڑ کر جو دیکھا تو کچھ لوگوں نے زرد خضاب داڑھیوں پہ لگا رکھا تھا اور کچھ لوگوں نے سرخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سرخ اور زرد رنگ لگانے والوں کو خوش آمدید"۔

۱۷۰۸ حسّان بن خُوط [4]

بن مِسْعَر بن عَنُود بن مالک بن اعور بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر شیبانی یہ ابن کلبی کا بیان کردہ نسب ہے۔ فرماتے ہیں وہ اپنی قوم کے صاحب شرافت انسان تھے اور بکر بن وائل کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قاصد بن کر آئے تھے۔ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل میں اپنے دونوں بیٹوں حارث و بشر اور بھائی بشر بن خوط اور دیگر رشتہ داروں سمیت شرکت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا حسین بن مَخدوج بن بشر بن خوط کے پاس تھا وہ قتل ہوئے تو ان کے بھائی حذیفہ نے لے لیا وہ قتل ہوئے تو ان کے چچا اسود بن بشر بن خوط نے سنبھال لیا وہ قتل ہوئے تو عنبس بن حارث بن حسان بن خوط نے جا پکڑا وہ قتل ہوئے تو وہیب بن عمرو بن خوط نے لے لیا وہ قتل ہوئے تو بشر بن حسان نے کہا: میں حسان بن خوط کا بیٹا ہوں جو

[1] السیرة النبویة (۱۸۰/۳) [2] اسد الغابة (۱۱۵٤) استیعاب (۵۲٦)
[3] الآحاد والمثانی (۱٦/۳) [4] اسد الغابة (۱۱۵٦) استیعاب (۵۲۷)

پورے بکر قبیلہ کی جانب سے نبی ﷺ کی خدمت میں قاصد بنا تھا۔ [1] عمر بن شبہ نے "وقعة الجمل" میں قتادہ کے طریق سے ایک روایت نقل کی ہے کہ بکر بن وائل کا جھنڈا بنی ذہل میں حارث بن حسان کے پاس تھا وہ قتل ہوئے ان کے ساتھ ان کا بیٹا اور پانچ بھائی بھی قتل ہوئے۔ حارث کہتے تھے: "میں رئیس حارث بن حسان ہوں جو آلِ ذہل اور آلِ شیبان کا سردار ہے"۔ [2]

۱۸۰۹ (ز) حسّان بن دَحْدَاح / دحداحه

میرے گمان کے مطابق یہ ابن دحداح ہیں جن کا تذکرہ مبہمات میں آئے گا اور ان کی وفات نبی ﷺ کی حیات میں ہوئی تھی۔

۱۸۱۰ حسّان بن شدّاد [3]

بن شہاب بن زہیر بقول بعض اس کے برعکس ہے۔ ابن ربیعہ بن ابی سود تمیمی، ثم طُہوِی۔ طبرانی [4] اور ابن قانع وغیرہ نے بطریق یعقوب بن عُضَیدہ ابن عِفاس ابن حسان بن شداد روایت کی ہے، فرمایا: مجھے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا حسان کے حوالہ سے بیان کیا کہ ان کی والدہ انہیں نبی ﷺ کے پاس لے گئیں۔ کہنے لگیں: یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس اپنا یہ بیٹا اس لیے لائی ہوں تاکہ آپ اس کے لئے برکت کی دعا کریں۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا باقیماندہ پانی ان کے چہرے پر مل کر فرمایا: "اللہ! اس بچہ کو اس عورت کے حق میں برکت والا بنا دے"۔ اسے ابن مندہ نے بطریق یعقوب نقل کیا تو اسناد میں ایک اور شخص کا اضافہ کیا جو نہشل ہے جسے عفاس اور حسان کے درمیان شامل کر دیا۔ ان کے ہاں عفاص سین کے بجائے صاد سے لکھا ہے۔ علائی "الوشی المُعْلَم" میں لکھتے ہیں: اس کی سند میں ایک اعرابی ہے جس کی روایت کا کسی تاریخی کتاب میں ذکر نہیں ہے۔

۱۸۱۱ حسان بن قیس

بن ابوسود، تمیمی کنیت ابوسود تھی، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۸۱۲ حسان بن یزید عبدی

ثم الحاربی۔ ابوعبیدہ نے وفد عبدالقیس کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں عباد بن نوفل بن خراش، ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور عبدالحکیم دونوں حبان کے بیٹے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ارقم، فضالہ بن سعد، حسان بن یزید، عبداللہ اور عبدالرحمٰن فرزندانِ ہمام، اور حکیم بن عامر شامل تھے۔ یہ لوگ عبدالقیس کے سردار معزز اور شہسوار افراد تھے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۸۱۳ حسان الاسلمی

طبری نے ان کا ذکر کیا کہ وہ اور خالد بن یسار غفاری نبی ﷺ کی سواری چلاتے تھے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں

---

[1] اسد الغابة (۱۰/۲) [2] الکامل لابن الاثیر (۱۲۹/۳)

[3] اسد الغابة (۱۱۵۸) [4] المعجم الکبیر (۳۵۹۶/۶)

ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۱۴ حسان جن

نصیبین کے جنات میں سے ایک، ارقم کے حالات میں تذکرہ گزرا ہے۔

۱۷۱۵ حسحساس ✿

ابن بکر بن عوف بن عدی بن عمرو بن مازن ازدی۔ ابن ماکولا ✿ نے ان کا نسب بیان کر کے لکھا ہے: صحابی ہیں۔ ان کے فرزند ابوالفیض بن حسحساس بن بکر بن حسحساس بن بکر ہیں۔ ابن ابی حاتم ✿ نے بحوالہ اپنے والد ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ جو سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے متعلق ہے۔ ابوعمر ✿ فرماتے ہیں: ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر حاءِ بے نقطی میں جبکہ دیگر حضرات نے خاء میں کیا ہے۔ اس صورت میں وہ عنبری ہوئے۔ اور اس طرف اشارہ کر دیا کہ خاء میں ان کا تذکرہ وہم پر مبنی ہے، کیونکہ یہ ان کی حدیث نہیں۔

میں کہتا ہوں: عبدان نے نقطے والی خاء میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے۔ ابن ماکولا نے ان کی تحقیق کی ہے، ابوموسیٰ نے عجیب کام کیا کہ ان حسحساس ازدی اور دوسرے حسحساس بے نسبت میں فرق کر کے دوسرے سوانح میں بقیہ کے طریق سے بحوالہ یونس بن زہران، حسحساس سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو پانچ کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوگا جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا جائے گا وہ کلمات یہ ہیں: سبحان اللہ والحمدللہ''۔ (حدیث) ✿

درست یہ ہے کہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔ سواس حدیث کے راوی وہی ہیں جن کا ابن ابی حاتم ✿ نے بحوالہ اپنے والد ذکر کیا ہے، تعجب کی بات ہے کہ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر ابن ابی حاتم کے طریق سے ان کی سند سے جو بقیہ تک ہے کیا ہے۔ لہٰذا ظاہر ہوا دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔ باوردی نے حاء بے نقطی کے اخیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور حدیث یونس بن زہران کے طریق سے بیان کی ہے۔

۱۷۱۶ حَسحساس بن فُفَیل

بن عائذ الحنظلی، ابواسحاق بن ثابت نے تاریخ ہرات میں ان کا ذکر کیا اور بطریق حسان بن قتیبہ بن حسحساس بن عیسیٰ بن حسحساس ان کی ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کے دو ٹھکانے ہیں، ایک ٹھکانہ جنت میں دوسرا جہنم میں''۔ ✿ (حدیث) اس کی سند کے رجال مجہول ہیں اور یہ خالد بن ہیاج متروک راوی کی روایت ہے۔

۱۷۱۷ (ز) حَسکة حنظلی

سیف فرماتے ہیں: خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے حیرہ کے بعض نواحی علاقوں کے گورنر تھے۔

✿ اسد الغابة (١١٦٢) استيعاب (٦٠٧) تجريد (١٢/١) ✿ الاكمال (٢٥٠/١) ✿ الجرح والتعديل (٣١٣/٣)

✿ استيعاب (٤٦٠/١) ✿ كنز العمال (٣٩٤٠٤) ✿ الجرح والتعديل (٣٣٧/٣) ✿ كنز العمال (٣٩٤٠٤)

میں کہتا ہوں: یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ اس وقت صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۱۶۱۸ (ز) حِسل

ابن جابر عبسی حضرت حذیفہ کے والد، حسیل میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۱۹ حسل بن خارجه اشجعی

ان کا بھی حسیل تصغیر میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۲۰ (ز) حِسل

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ عبشمی کا نام ہے جو ابن حبان نے لیا ہے۔ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۲۱ حسن بن علی [1]

بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف الہاشمی، نواسۂ رسول ﷺ۔ آپ ﷺ کے پھول امیر المومنین ابومحمد۔ ہجرت [2] کے تیسرے سال رمضان کے وسط میں ولادت ہوئی۔ یہ ابن سعد اور ابن البرقی وغیرہ کئی ایک کا قول ہے۔ بقول بعض شعبان میں ایک قول ہے، ہجرت کے چوتھے سال ایک قول ہے، پانچویں سال پہلا ثابت ہے۔ آپ ﷺ سے جو احادیث روایت کی ہیں انہیں یاد ہیں۔ ان میں سے سنن اربعہ کی ایک حدیث ہے، فرمایا: ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے وتر میں پڑھے جانے والے کلمات سکھائے۔'' [3] (حدیث) ایک روایت ابوالحوراء سے مروی ہے، فرمایا: میں نے حضرت حسن سے پوچھا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات یاد ہے؟ فرمایا: ''ایک دفعہ میں نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی تو آپ ﷺ نے اسے لعاب سمیت نکال لیا''۔ [4] اسی قصہ کو اصحاب الصحیح نے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد، اپنے بھائی حسین اور اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ اُن سے اُن کا بیٹا، حسن، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ان کے بھتیجے علی بن حسین اور ان کے دونوں بیٹے عبداللہ اور باقر، عکرمہ، ابن سیرین، جبیر بن نفیر، ابوحوراء (جن کا نام ربیعہ بن شیبان ہے) ابومجلز، ہبیرہ بن یریم بروزن عظیم اور سفیان بن اللیل وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ [5] نے حدیث اسامہ بن زید سے روایت کی ہے، فرمایا: میں رات رسول اللہ ﷺ کے ہاں کسی کام سے آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں میرے بیٹے ہیں، میری بیٹی کے لخت جگر ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں آپ بھی ان سے

---

[1] اسد الغابة (١١٦٥) استيعاب (٥٧٣) [2] اسد الغابة (١٣/١)

[3] ترمذی كتاب الصلاة باب ما جاء فی صلاة القنوت فی الوتر (٤٦٤)

[4] مسند احمد (٢٠٠/١) المعجم الكبير (٢٧١١/٣) المصنف لعبدالرزاق (٤٩٨٤)

[5] ترمذی كتاب المناقب (٣٧٦٨)

رکھیں اور جوان سے محبت رکھے اسے بھی محبوب رکھیں''۔ اسمٰعیل بن ابی خالد کے طریق سے مروی ہے فرمایا: میں نے ابوجحیفہ سے سنا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے مشابہ تھے''۔ [1] ترمذی [2] میں حدیث بریدہ سے مروی ہے، فرمایا: نبی ﷺ خطاب فرمار ہے تھے اتنے میں حسنین سرخ قمیص پہنے گرتے پڑتے چلے آ رہے تھے۔ آپ ﷺ منبر سے اترے اور ان دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے لے گئے۔ (حدیث) زہری کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: ''حسن رضی اللہ عنہ [3] سے زیادہ نبی ﷺ کے مشابہ کوئی نہیں تھا''۔ اور معمر کی ان سے روایت میں ہے چہرے میں مشابہت تھی۔ بخاری میں اسامہ سے مروی ہے: نبی ﷺ مجھے اور حسن بن علی کو بٹھا کر فرماتے: ''اے اللہ! مجھے ان دونوں سے محبت ہے آپ بھی ان سے محبت فرمائیے''۔ [4]

بخاری میں ابن ابی ملیکہ، بحوالہ عقبہ بن حارث مروی ہے، فرمایا: ہمیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی، باہر نکلے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو کھیلتے دیکھا تو انہیں اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور فرمانے لگے: ''میرے والد قربان ہوں، تو نبی ﷺ کے مشابہ ہے علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دیکھ کر مسکرار ہے تھے۔ مسند میں زمعہ بن صالح کے طریق سے بحوالہ ابن ابی ملیکہ مروی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حسن رضی اللہ عنہ سے لاڈ پیار کرتے وقت اسی طرح کہتی تھیں۔ زبیر بحوالہ اپنے چچا روایت کرتے ہیں کہ کسی سے یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ ہم لوگ اس بات کا تذکرہ کر رہے تھے کہ نبی ﷺ کے گھرانے سے ان کا زیادہ مشابہ کون ہے؟ اتنے میں ہمارے پاس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آ گئے، فرمانے لگے: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ نبی ﷺ کے زیادہ مشابہ اور انہیں زیادہ کون محبوب تھا۔ وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما تھے۔ میں دیکھتا کہ وہ آتے اور نبی ﷺ سجدے میں ہوتے تو گردن پر سوار ہو جاتے یا پیٹھ پر (راوی کو شک ہے)۔ آپ ﷺ انہیں نہ اتارتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اتر جاتے۔ میں دیکھتا کہ وہ آتے اور نبی ﷺ رکوع میں ہوتے تو آپ ﷺ ٹانگیں کشادہ کر لیتے تا کہ وہ دوسری جانب سے نکل جائیں (جیسے عموماً بچے کرتے ہیں)۔ ابن سعد نے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ جویزید بن ابی زیاد کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بھی مولی زبیر مروی ہے۔ طبرانی [5] فرماتے ہیں: عبدان، قتیبہ، حاتم بن اسمٰعیل معاویہ ابن ابی مزرد وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا، آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حسن یا حسین کو اٹھایا ہوا تھا، ان کے قدم آپ ﷺ کے قدموں پر تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: حُزُقَّة حُزُقَّة ترق عين بقّة (پستہ قد! پستہ قد! مچھر کی نظر کا دم کر دے)۔ یوں بچے کو نظر بد کا دم کرتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے قدم رسول اللہ ﷺ کے سینہ پر رکھ دیتے۔ پھر آپ ﷺ فرماتے: کھولو! پھر انہیں چومتے پھر فرماتے: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت کیجئے!''

اسی روایت کا مفہوم خیثمہ نے ابراہیم بن ابی عنبس سے بحوالہ جعفر بن عون، معاویہ سے نقل کیا ہے۔ اور امام احمد [6] کے ہاں زہیر بن اقمر کے طریق سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن خطاب کر رہے تھے کہ ازد کا ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ ﷺ نے انہیں اپنی کوکھ پر اٹھا کر فرمایا: ''جسے مجھ سے محبت ہے وہ اس

---

[1] بخاری كتاب المناقب (٣٥٤٣) مسلم كتاب الفضائل (٦٠٣٤) ترمذی (٣٧٧٧) ترمذی (٣٧٧٤)

[2] ترمذی (٣٧٧٤) [3] المصنف لعبد الرزاق (٢٠٩٨٤) [4] المعجم الكبير (٣٩/٣) السنن الكبرىٰ (٢٣٣/١٠)

[5] المعجم الكبير (٤٣/٣) [6] مسند احمد (٣٦٦/٥)

سے محبت رکھے! حاضر غائب تک پہنچا دے‘‘۔ اور عبدالرحمٰن بن مسعود کے طریق سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسنین بھی ایک اس کندھے پہ دوسرا اس کندھے پہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اسے چومتے اور کبھی اسے چومتے یہاں تک کہ ہمارے قریب پہنچ گئے۔ فرمایا: ’’جسے ان دونوں سے محبت ہوگی وہ مجھ سے بھی محبت کرے گا اور جسے ان دونوں سے بغض ہوگا اسے مجھ سے بھی بغض ہوگا‘‘۔ [1] ابویعلیٰ کے ہاں عاصم کے طریق سے بحوالہ زر، عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے جب سجدے میں جاتے تو حسنین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پہ بیٹھ جاتے، لوگ انہیں منع کرنے لگتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ سے روک دیتے کہ انہیں کھیلنے دو۔ جب نماز پڑھ لیتے تو انہیں گود لے لیتے، فرماتے: ’’جسے مجھ سے محبت کا دم ہے وہ ان دونوں سے محبت رکھے‘‘۔ [2]

سنن اور صحیح ابن خزیمہ میں اس روایت کا شاہد بحوالہ بریدہ موجود ہے اور معجم بغوی میں اسی سے ملتا جلتا مفہوم صحیح سند سے شداد بن الہادی سے مروی ہے۔ مسند میں حدیث ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی، فاطمہ اور حسنین تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام نے بچوں کو اپنی گود میں بٹھا لیا، ایک بازو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھام کر سب پر منقش کالی چادر ڈال کر فرمانے لگے: ’’اے اللہ! تیری طرف رجوع کرتے ہیں نہ کہ جہنم کی طرف‘‘۔ [3] اس روایت کے کئی طرق ہیں، بعض میں مطلق چادر ہے اس کی اصل مسلم میں ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے روایت ہے: ’’حسن اور حسین نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں‘‘۔ اس کے بھی کئی طرق ہیں۔ اس باب میں حضرت علی، جابر، بریدہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بخاری [4] میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا آپ کے ساتھ حسن بن علی تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف۔ پھر فرمانے لگے: ’’میرا یہ بیٹا سردار ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروں میں صلح کرائے گا‘‘۔ امام احمد [5] فرماتے ہیں: ہاشم بن قاسم نے ہمیں بحوالہ مبارک بن فضالہ، حسن بن ابی حسن سے بحوالہ ابوبکرہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر چڑھ جاتے۔ ایسا کئی بار کیا۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے: آپ اس بچہ سے وہ رعایت کرتے ہیں جو کسی سے نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ فرماتے ہیں: جب وہ والی مقرر ہوئے تو اپنی خلافت میں کسی کا خون نہیں کیا۔

اسمٰعیل خطمی بطریق حماد بن زید، علی بن زید اور ہشام سے بحوالہ حسن اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف دیکھا کہ وہ پہاڑوں کی طرح لوہے (تلوار، نیزے، برچھوں اور تیروں) سے لیس ہیں۔ فرمایا: کیا میں انہیں دنیا کی بادشاہت کے لئے آپس میں لڑا دوں؟ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ عباس دوری فرماتے ہیں: علی بن حسن بن شقیق، حسین بن واقد، ان کے سلسلۂ سند میں عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ فرمایا: آج میں آپ کو

---

[1] مسند احمد (۲/۲۸۸) [2] السنن الکبریٰ (۲/۲۶۳) الصحیح لابن خزیمہ (۸۸۷) المطالب العالیۃ (۳۹۹)

[3] المعجم الکبیر (۳/۴۸) المصنف (لابن ابی شیبہ ۱۲/۷۳)

[4] بخاری کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی رضی اللہ عنہما (۲۷۰۴) [5] مسند احمد (۵/۴۴)

ایسا تحفہ دوں گا جو نہ آپ سے پہلے کسی کو دیا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دوں گا، پھر انہیں چار لاکھ دینار دیے۔ ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں: ہارون بن معروف نے ہمیں بحوالہ ضمرہ، ابن شوذب سے نقل کر کے بتایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت حسن اہل عراق کے ساتھ اور امیر معاویہ اہل شام کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہو گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جنگ کو مناسب نہ سمجھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اس شرط کے ساتھ بیعت کر لی کہ وہ اپنے بعد انہیں ولی عہد بنائیں گے۔ بعد میں حضرت حسن کے ساتھی آپ کو کہتے امیر المومنین کے لیے عار! فرماتے عار نار (جہنم) سے بہتر ہے۔

ابن سعد بطریق مجالد شعبی وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حسن بن علی سے بیعت کی۔ اور اہل شام کی جانب چل پڑے آپ کے لشکر کے آگے قیس بن سعد بارہ ہزار کی نفری میں تھے ان لوگوں کو لشکر کے پولیس والے کہا جاتا تھا۔ قیس، انبار کے ایک علاقہ میں اترے جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن میں پڑاؤ کیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر میں یک منادی نے اعلان کیا کہ قیس بن سعد قتل ہو گئے ہیں تو حضرت حسن کے لشکر میں لوٹ کھسوٹ شروع ہو گئی حتیٰ کہ بنی اسد کے ایک کم بخت نے آپ کو خنجر سے زخمی بھی کر دیا آپ کے خیمے میں بھی لوٹ ماری پہنچ گئے۔ آپ نے عمرو بن سلمہ ارجی کو بلایا اور انہیں امیر معاویہ کے پاس شرائط طے کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ ادھر سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا جنہوں نے حضرت حسن کو حسبِ مراد چیزیں عطا کیں۔ پھر امیر معاویہ ان کے لیے منبج سے مسکن کی طرف آئے دونوں کوفہ میں داخل ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ محل میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نخیلہ میں اترے۔ حضرت معاویہ نے ان کے لئے ہر ماہ دس لاکھ درہم جاری کیے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس کے بعد دس ماہ زندہ رہے۔

ابن سعد لکھتے ہیں: عبداللہ بن سہمی، حاتم بن ابی صغیرہ، ان کے سلسلۂ سند میں عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ فتنے کو ناپسند کرتے ہیں، ان سے خط و کتابت کی اور آپس میں صلح کر لی اور یہ معاہدہ کر لیا کہ اگر حسن کے جیتے جی معاویہ فوت ہو گئے تو انہیں ولی عہد بنائیں گے۔ فرماتے ہیں: عبداللہ بن جعفر نے کہا: حضرت حسن نے فرمایا: میری ایک رائے ہے اگر اس سلسلہ میں میری بات مانو تو کہوں؟ میں نے عرض کیا: فرمائیے! فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ مدینہ فروکش ہو کر حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونپ دوں، کیونکہ فتنہ کافی طویل ہو گیا جس کی وجہ سے خونریزیاں ہوئیں اور رہزنیاں ہوئیں۔ فرماتے ہیں: میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جزائے خیر عطا فرمائے پھر انہوں نے حضرت حسین کی طرف پیام بھیجا اور ان سے اس کا ذکر کیا وہ فرمانے لگے: میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں (کہ تم ایسا کام کرو) خیر کئی بار کے اصرار سے وہ راضی ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے بحوالہ عون بن موسیٰ بتایا کہ میں نے ھلال بن خیاب سے سنا: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن کے اس محل میں اہل عراق کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: کہ تم نے مجھ سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ جس سے میں صلح کروں تم بھی اس سے صلح کرو گے اور جس سے میں جنگ کروں گا تم بھی اس سے لڑو گے سو میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ہے تم لوگ ان کی بات سنو اور ان کا کہا مانو! واقدی [1] فرماتے ہیں: ہمیں داؤد بن سنان سے بحوالہ

[1] اسد الغابۃ (۲/۱۷ ـ ۱۸)

ثعلبہ بن ابی مالک بیان کیا کہ جس دن حضرت حسن فوت ہوئے میں اس دن موجود تھا وہ بقیع میں دفن ہوئے لوگوں کی اتنی بھیڑ تھی کہ اگر سوئی بھی گرتی تو وہ کسی نہ کسی کے سر پر گرتی۔ واقدی فرماتے ہیں: وہ انچاس (۴۹ھ) میں فوت ہوئے، مدائنی کا قول ہے۔ پچاس (۵۰ھ) میں فوت ہوئے بقول بعض اکاون (۵۱ھ) میں ہیثم بن عدی فرماتے ہیں: چوالیس (۴۴ھ) میں، ابن مندہ کا قول ہے سینتالیس (۴۷ھ) میں ایک قول اٹھاون (۵۸ھ) کا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں زہر دیا گیا۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے بحوالہ ابن عون، عمیر بن اسحاق سے نقل کر کے بتایا فرمایا: میں اور میرا ایک دوست حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، آپ فرمانے لگے: میں نے اپنے جگر سے ایک ٹکڑے کو پھینکا ہے اور مجھے کئی بار زہر پلایا گیا لیکن اب کی بار جیسا پہلے نہیں پلایا گیا، حسین بن علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے پوچھا بتایئے کس [1] نے پلایا ہے؟ تو انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔ (آمین)

۱۶۷۲ حُسَیل [2]

ابن جابر بن ربیعہ بن فروہ بن حارث بن مازن بن قطیعہ بن عبس، یمان عبسی کے نام سے مشہور ہیں۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے والد، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی شہید ہو گئے تھے صحیح مسلم [3] میں بطریق ابوطفیل، بحوالہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ان کا ذکر آتا ہے فرمایا: غزوۂ بدر میں شرکت کرنے سے میرے لیے یہ رکاوٹ بنی کہ میں اپنے والد حُسیل کے ہمراہ نکلا کہ کفارِ قریش نے ہمیں آ لیا وہ کہنے لگے تم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جانا چاہتے ہو، ہم نے کہا: ہمارا تو کوئی ایسا ارادہ نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان لیا کہ تم لوگ ضرور مدینہ لوٹ جاؤ گے اور آپ کی معیت میں نہیں لڑو گے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو ساری بات بتائی، آپ نے فرمایا: واپس چلے جاؤ......الحدیث۔ مغازی میں ابن اسحاق [4] فرماتے ہیں: عاصم بن عمرو بحوالہ محمود بن لبید مروی ہے: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد کی جانب نکلے تو ٹیلوں پر سے حسیل بن جابر والد حذیفہ بن یمان اور ثابت بن وقش عورتوں کے ساتھ نظر آئے۔ حدیث۔ امام بخاری [5] اس قصہ کا کچھ حصہ ہشام بن عروہ کے طریق سے بحوالہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث میں نقل کیا ہے جس کی ابتداء میں ہے: غزوۂ احد کے روز جب مشرکین کو ہزیمت ہوئی تو ابلیس نے ایک چیخ لگائی: اللہ کے بندو! پیچھے پلٹو! حضرت حذیفہ نے جب دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھے: اللہ کے بندو! میرے والد، میرے والد ہیں، اللہ کی قسم! وہ نہ رکے یہاں تک کہ انہیں (غلطی سے) قتل کر دیا گیا۔ حضرت حذیفہ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ عروہ فرماتے ہیں: اس کی وجہ سے حضرت حذیفہ میں ہمیشہ بھلائی رہی یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔

سراج نے اپنی تاریخ میں بطریق عکرمہ روایت کی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان کے والد غزوۂ احد میں ایک مسلمان شخص کے ہاتھوں (غلطی سے) قتل ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خون بہا دیا۔ اگر چہ روایت مرسل ہے لیکن اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس کا ایک شاہد بھی ہے جسے ابو اسحاق فزاری نے کتاب السیر میں اوزاعی سے بحوالہ زہری نقل کیا ہے: کہ اُحد میں مسلمانوں نے غلطی

---

[1] جامع المسانید (۴۷۲/۳) [2] اسد الغابة (۱۱۶۶) الاستیعاب (۵۲۸) [3] مسلم کتاب الجهاد (۹۸)
[4] السیرة النبویة (۹۶/۳) [5] بخاری کتاب فضائل المدینة باب: المدینة تنفی الخبث (۱۸۸٤)

سے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد کو قتل کر دیا تھا۔ جس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ بولے: تمہیں اللہ معاف کرے وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ کے ہاں ان کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی اور آپ نے اپنی طرف سے انہیں خون بہا عطا کیا۔

۱۶۲۳ حسیل ❀ ابن خارجہ

بقول بعض ابن نویرہ اشجعی ابن مندہ نے نقل کیا ہے کہ انہیں حسین (ن سے) بھی کہا جاتا ہے بظاہر لگتا ہے وہ اور ہیں۔ جیسا کہ قسم ثالث میں آئے گا۔ طبرانی ❀ وغیرہ نے ابراہیم بن حُوَیّصۃ حارثی کے طریق سے بحوالہ ان کے ماموں معن بن حَوِیّۃ حسیل بن خارجہ اشجعی سے نقل کیا ہے فرمایا: میں مدینہ سامانِ تجارت (بنجاری کے طور پر) بیچنے کے لیے لایا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: حسیلؓ! کیا تم میرے ساتھیوں کو اس شرط پر خیبر کا رستہ بتاؤ گے کہ میں تمہیں بیس صاع کھجوروں کے دوں؟ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور آپ نے حسب وعدہ مجھے کھجوریں دیں۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں پھر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ابن مندہ اسی طریق سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں: فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں شریک ہوا آپ نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور گھوڑے والے کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا: اور عمر بن شبہ نے ان کے حوالہ سے اسی طریق سے نقل کیا ہے کہ فدک کے یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ باغ آپ کا ہے۔ آپ نے ان کی طرف حویصہ کو قبضہ کرنے کے لئے بھیجا، تو وہ خاص کر آپ کے لئے تھا۔

۱۶۲۴ (ز) حسیل بن عَرفطہ ❀

بن نھلہ ابن الاشتر بن حجوان بن فقعس اسدی ثم الفقعسی، ابن شاہین بحوالہ ابن عقدہ، داؤد بن محمد بن عبدالملک بن حبیب بن تمام بن حسین بن عرفطہ سے نقل کرتے ہیں فرمایا: ان کا نام حسیل تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے حسین رکھ دیا۔ دارقطنی نے بواسطہ ابن عقدہ اسی سند سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جب تم نماز شروع کرو تو اس طرح کہا کرو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ یہاں تک کہ سورت ختم کر دو ❀ ..... (حدیث) اس سند کے راوی غیر معروف ہیں۔

۱۶۲۵ حسین بن عرفطہ سابقہ شخصیت ہے۔

۱۶۲۶ حسین بن علی ❀ رضی اللہ عنہما شہید کربلا

بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمی ابوعبداللہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پھول۔ زبیر وغیرہ کا قول ہے چار (۴ ھ) شعبان میں پیدا ہوئے۔ بقول بعض چھ (۶ ھ) اور ایک بے حد کمزور قول سات (۷ ھ) کا ہے۔ جعفر بن محمد فرماتے ہیں: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بعد اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حمل ٹھہرنے میں صرف ایک طہر (پاکی) گزرا ہے۔

میں کہتا ہوں: جب رمضان میں حضرت حسن پیدا ہوئے اور شعبان میں حضرت حسین کی ولادت ہوئی تو یہ احتمال ہے کہ

❀ اسدالغابۃ (۱۱۶۷) استیعاب (۵۲۸) ❀ المعجم الکبیر (۳۵۶۸/٤)

❀ اسد الغابۃ (۱۱۷۲) ❀ کنزالعمال (۱۹٦۸۷) ❀ اسدالغابۃ (۱۱۷۳) استیعاب (۵۷٤)

ان کی ولادت ۹ ماہ میں ہوئی ہوگی۔ اور نفاس سے طہارت دو ماہ بعد ہی ہوئی ہوگی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں یاد رکھی ہیں اور ان کی روایت کی ہے۔ اصحاب السنن نے ان کی چند ایک حدیثیں نقل کی ہیں۔ ابو یعلی [1] اور ابن ماجہ [2] ان سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے: ''جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اگر چہ اس کا کافی وقت گزر گیا ہو لیکن یاد آنے پر وہ از سرنو کلمۂ استرجاعیہ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ) کہہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا ثواب عطا کرتے ہیں'' مگر اس سند میں ضعف ہے۔

اپنے والد، والدہ، ماموں ہند بن ابی ہالہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے بھائی حضرت حسن اور ان کے بیٹے علی زین العابدین، فاطمہ، سکینہ آپ کے پوتے باقر، شعبی، عکرمہ، سنان دؤلی اور کرز تیمی اور کئی دیگر افراد شامل ہیں۔ ابو یعلیٰ محمد بن زیاد کے طریق سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ حضرات حسنین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کشتی لڑ رہے تھے، آپ علیہ السلام فرمارہے تھے شاباش حسین، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: آپ نے حسن کیوں نہیں کہا؟ آپ نے فرمایا: جبرائیل کہہ رہے تھے شاباش حسین۔

صحیح بخاری [3] میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ سے ایک شخص نے مچھر کے خون کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''یہ دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں'' بعض حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور ابن سیرین کی حدیث سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ مروی ہے: کہ حسن اور حسین سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ یحییٰ بن سعید انصاری بحوالہ عبید بن حنین فرماتے ہیں: مجھ سے حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بچپن میں مسجد نبوی میں آیا حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے میں منبر کے پاس پہنچ کر کہنے لگا: میرے نانا کے منبر سے اترو اور اپنے ابا کے منبر پر جاؤ، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میرے ابا کا منبر نہیں۔ پھر انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور میں اپنے سامنے رکھی کنکریوں سے کھیلنے لگا۔ منبر سے اتر کر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور فرمانے لگے: یہ بات کس نے سکھائی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے کسی نے نہیں سکھائی، فرمایا: میری جان! تم جب چاہو ہمارے پاس آ جایا کرو، فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں ایک دن ان کے پاس گیا تو وہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں کوئی بات کر رہے تھے اور ابن عمر دروازے پر تھے۔ ابن عمر واپس ہوئے تو میں بھی لوٹ آیا۔ بعد میں مجھ سے ملاقات ہوئی، کہنے لگے: میں نے تمہیں نہیں دیکھا؟ میں نے کہا: امیر المومنین! میں آیا تھا لیکن آپ معاویہ کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ میں ابن عمر کے ساتھ واپس آ گیا، فرمایا: تم ابن عمر سے بڑھ کر اجازت کے مستحق ہو۔ جو کچھ تم ہمارے سروں پر دیکھ رہے ہو اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر تم لوگوں نے قائم رکھا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے جو خطیب کے ہاں موجود ہے۔

یونس بن ابو اسحاق بحوالہ عیزار بن حریث روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دفعہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے کہ اچانک حسین رضی اللہ عنہ آ گئے آپ نے فرمایا: اس وقت یہ تمام زمین والوں میں سے آسمان والوں کے ہاں پسندیدہ شخصیت ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قیام مدینہ ہی رہا۔ پھر اپنے والد کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے اور جنگ جمل وصفین میں پھر خوارج سے قتال کرنے میں شریک رہے۔ اور ان کی شہادت تک ان کے ساتھ رہے پھر اپنے بھائی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ انہوں نے حکومت

---

[1] مسند ابویعلی (٦٧٨١/١٢) [2] ابن ماجه كتاب الجنائز (١٦٠٠) [3] بخاري كتاب المناقب (٣٧٥٣)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ دے دی تو اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ منتقل ہو گئے اور امیر معاویہ کی وفات تک وہیں رہے۔ اس کے بعد مکہ روانہ ہوئے جہاں آپ کی طرف امیر معاویہ کی وفات کے بعد اہل عراق کے بیعت کرنے کے متعلق خطوط آنے لگے آپ نے اپنے عم زاد مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو ان کی طرف روانہ کیا جنہوں نے ان سے بیعت لی، اور عراقیوں کی طرف پیام بھیجا کہ میں آ رہا ہوں پھر ان کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

عمار بن معاویہ ذہنی فرماتے ہیں: میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسن سے کہا: حضرت حسین کی شہادت کا واقعہ میرے سامنے ایسے بیان کرو جیسے میں اس میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جب امیر معاویہ کا انتقال ہوا تو مدینہ کا گورنر ولید بن عتبہ بن ابی سفیان تھا تو اس نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف راتوں رات بیعت لینے کا پیام بھیجا، اس نے مہلت مانگی اس نے نرمی کا برتاؤ کرتے ہوئے وقت دے دیا۔ آپ مکہ چلے گئے جہاں کوفیوں کے خط آنے لگے کہ ہم نے آپ کی وجہ سے اپنے آپ کو روک رکھا۔ حکمران کے ساتھ جمعہ میں شرکت نہیں کرتے، لہٰذا آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ فرماتے ہیں کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر تھے۔ حضرت حسین نے ان کی طرف مسلم بن عقیل کو بھیجا کہ کوفہ جاؤ اور جو کچھ انہوں نے مجھے لکھا ہے اس کا جائزہ لے کر آؤ اگر سچ ہوا تو میں بھی آ جاؤں گا۔ مسلم وہاں سے نکل کر مدینہ آئے اور وہاں سے دو رہنما لیے جو انہیں لے کر جنگل کی طرف سے نکلے راستے میں انہیں سخت پیاس لگی جس کی وجہ سے ایک رہنما جاں بحق ہو گیا، مسلم کوفہ پہنچے اور عوسجہ نامی شخص کے ہاں ٹھہرے۔ کوفیوں کو جب آپ کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ آپ کے پاس پہنچنا شروع ہو گئے جن میں سے بارہ ہزار نے بیعت کی۔ جو شخص یزید بن معاویہ کو چاہتا تھا وہ نعمان بن بشیر کے پاس جا کر کہنے لگا: آپ کمزور اور ناتواں ہیں۔ جبکہ شہروں میں فتنہ وفساد برپا ہو چکا ہے، تو نعمان نے اس سے کہا: اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رہتے ہوئے میں کمزور رہوں یہ مجھے اس کی نافرمانی میں طاقتور بننے سے زیادہ پسند ہے۔ میں کسی کی پردہ دری اور ہتک نہیں کر سکتا۔

اس شخص نے یہ بات یزید کو لکھی یزید نے اپنا غلام سرحون نامی بلایا اس سے مشورہ کیا وہ کہنے لگا کوفہ کے لیے عبیداللہ بن زیاد ہی جچتا ہے حالانکہ یزید عبیداللہ بن زیاد سے ناراض تھا کیونکہ اس نے یزید کو بصرہ سے معزول کرنے کی مہم چلائی تھی۔ پھر بھی یزید نے اپنی رضامندی کا پروانہ لکھ بھیجا اور اسے کوفہ سونپ دیا اور حکم دیا کہ مسلم بن عقیل کو تلاش کرے جونہی کامیابی ہوا سے قتل کر دے۔

عبیداللہ بن زیاد اہل بصرہ کے سربرآوردہ لوگوں کے ساتھ چل نکلا اور نقاب ڈالے کوفہ آ گیا، وہ سلام کرتے ہوئے جس مجمع سے گزرتا لوگ اسے کہتے تم پر سلام ہو اے نواسۂ رسول! لوگ سمجھ رہے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ جب عبیداللہ محل میں اترا تو اپنے غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دیئے اور کہا: جاؤ! اس شخص کے متعلق لوگوں سے پوچھو جو ان سے بیعت لیتا پھرتا ہے اس کے پاس پہنچ کر اپنے آپ کو اہل حمص سے ہونا ظاہر کرنا اور مال اسے دے کر اس سے بیعت کر لینا۔ وہ غلام مسلسل چھپتا پھرتا رہا بالآخر لوگوں نے اسے ایک بوڑھے شخص کا پتہ بتایا جو بیعت لیتا ہے۔ اس نے اپنا حال کہہ سنایا۔ اس نے کہا: مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی اور اس سے پریشانی ہوئی کہ ہمارا کام ابھی مستحکم نہیں ہوا۔ پھر مسلم بن عقیل اسے اندر لے گئے اور اس سے بیعت لی۔ اور اس نے آپ کو وہ مال دے دیا۔ وہ شخص وہاں سے نکل کر عبیداللہ کے پاس پہنچا اسے اطلاع دی اتنے میں کہ عبیداللہ پہنچتا مسلم اس حویلی سے دوسری جگہ منتقل ہو چکے تھے وہ ہانی بن عروہ مرادی کے ہاں جا ٹھہرے۔ عبیداللہ نے اہل کوفہ سے

کہہ رکھا تھا کہ ہانی بن عروہ کو کیا ہوا کہ وہ ہمارے پاس نہیں آتا؟ تو محمد بن اشعث چند کوفیوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہنے لگا: گورنر نے تمہیں یاد کیا ہے اور تمہاری تاخیر کا ذکر بھی کیا ہے لہٰذا ان کے پاس چلو۔ چنانچہ وہ سوار ہو کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچا وہاں قاضی شریح موجود تھے۔ جب اسے دیکھا تو عبید اللہ نے قاضی شریح سے کہا: ہلاک ہونے والا خود چل کر تمہارے پاس آ گیا۔ جب اس نے عبید اللہ کو سلام کیا تو اس نے پوچھا: ہانی مسلم بن عقیل کہاں ہے؟ وہ کہنے لگا: مجھے کچھ پتہ نہیں، تو اس نے وہ غلام باہر نکالا جس نے مسلم کو دراہم دیئے تھے۔ اسے دیکھا تو بڑا شرمندہ ہوا کہنے لگا: امیر! اللہ کی قسم! میں نے اسے اپنے گھر نہیں بلایا تھا وہ خود ہی میرے سر پڑ گیا۔ عبید اللہ نے کہا: جاؤ اسے لے آؤ تو وہ ہچکچایا، کہا اسے میرے قریب کرو لوگوں نے اسے نزدیک کیا اسے لاٹھی مار کر قید کرنے کا حکم دے دیا۔ لوگوں کو معلوم ہوا انہوں نے محل کے دروازے پر جمگھٹا بنا لیا، عبید اللہ نے شور کی آواز سن کر قاضی شریح سے کہا: جاؤ انہیں بتاؤ کہ میں نے اسے صرف مسلم بن عقیل کے متعلق پوچھنے کے واسطے قید کیا ہے باقی اسے کوئی خطرہ نہیں یوں وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ مسلم بن عقیل کو جب اپنے بارے میں ان اقدامات کی خبر ہوئی تو آپ نے اعلان کیا اور چالیس ہزار کوفی آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ سوار ہو گئے۔ ادھر عبید اللہ نے کوفہ کے بڑے بڑے لوگوں کو محل میں جمع کیا اور ہر ایک کو یہ حکم دیا کہ اپنے رشتہ داروں کی نگرانی کریں اور انہیں جواب دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا یوں لوگ آہستہ آہستہ کھسکنا شروع ہو گئے۔ شام ہوئی تو مسلم بن عقیل کے ساتھ معمولی سی نفری تھی۔ تاریکی چھائی تو وہ بھی غائب ہو گئے جب اکیلے رہ گئے تو رات گلیوں میں بھٹکنے لگے ایک عورت کے دروازے پر آئے اس سے پانی مانگا، اس نے پانی پلایا تو سیدھے کھڑے ہوئے۔ وہ کہنے لگی: بندۂ خدا! تم تو مجھے خوفزدہ لگتے ہو کیا بات ہے؟ فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں: کیا تمہارے پاس کوئی ٹھکانہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آ جائیں۔ اندر چلے گئے۔ اس کا بیٹا محمد بن اشعث کا غلام تھا اس نے فوراً اسے جا بتایا، اچانک اس وقت مسلم کو پتہ چلا جب سارا گھر گھیرے میں آ چکا تھا۔ آپ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اپنا بچاؤ کرنے کے لیے اپنی تلوار سونتتے باہر نکلے۔ محمد بن اشعث نے امان کا جھانسا دے کر گرفتار کر کے عبید اللہ کے حوالے کر دیا۔ محل لے جا کر وہاں شہید کر دیئے گئے۔ ہانی بن عروہ بھی قتل ہو گیا۔ پھر دونوں کو سولی چڑھا دیا۔ اس کے متعلق ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

''اگر تو نے کبھی موت نہیں دیکھی تو آ، آ کر دیکھ لے بازار میں ہانی اور ابن عقیل کی لاشیں موت کی علامت ہیں۔''

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مطلقاً اس کی اطلاع نہ ہوئی کیونکہ قادسیہ اور آپ کے مقام کا درمیانی فاصلہ تین میل بنتا تھا حر بن یزید تمیمی آپ سے ملا اس نے کہا: خدارا واپس چلیے! میں نے وہاں آپ کے لئے کوئی بھلائی نہیں چھوڑی اور آپ کو سارا واقعہ بتایا۔ آپ نے پلٹنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن مسلم کے بھائی کہنے لگے: جب تک ہم بدلہ نہیں لے لیتے یا قتل نہیں ہو جاتے واپس نہیں جائیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ چل پڑے۔ عبید اللہ نے ان سے مڈبھیڑ کے لئے ایک لشکر چوکس کر رکھا تھا۔ مقام کربلا پر آمنا سامنا ہوا آپ نے وہاں پڑاؤ کیا آپ کے ساتھ پینتالیس گھڑ سوار اور سو کے قریب پیدل افراد تھے۔ حضرت حسین نے ان سے ملاقات کی ان کا امیر عمر بن سعد بن ابی وقاص تھا عبید اللہ نے اسے ری کا والی بنایا ہوا تھا اور ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ حسین سے جنگ پر کامیابی کے بعد اسے اسی عہدہ پر برقرار رکھا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس سے ملاقات کی فرمایا: میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لو! یا کسی سرحد پر چلا جاؤں۔ یا مدینہ لوٹ جاؤں یا یزید بن معاویہ سے بیعت کر لوں۔ عمر نے آپ کی یہ بات تسلیم کر لی۔ اور عبید اللہ کو ساری صورتحال

لکھ بھیجی۔ تو جواباً اس نے کہا: جب تک وہ مجھ سے بیعت نہیں کر لیتے میں ان کی کوئی شرط ماننے کے لیے تیار نہیں۔ ادھر حضرت حسین اس کی بیعت کرنے سے باز رہے جس کی بناء پر انہوں نے آپ سے جنگ کی اور آپ اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ جس میں آپ کے گھرانے کے سترہ نوجوان بھی شامل تھے۔ پہلے یہ لوگ فرداً فرداً شہید ہوئے۔ آخر میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کا سر عبیداللہ کے پاس لایا گیا۔ تو اس نے آپ کا سر مبارک اور آپ کے باقیماندہ اہل خانہ کو یزید کی طرف روانہ کر دیا۔ زندہ رہ جانے والوں میں علی بن حسین تھے جو اس وقت بیمار تھے اور ان کی پھوپھی زینب تھیں۔ جب یزید کے پاس آئے تو اس نے اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچا دیا پھر انہیں ساز وسامان کے ساتھ مدینہ بھجوا دیا۔

میں کہتا ہوں: سابقہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شہادت حسین پر کئی ایک کتابیں لکھی ہیں جن میں سچ جھوٹ، صحیح غلط سب کچھ شامل ہے اور جو قصہ میں نے لکھا ہے اس میں ایسی چیزوں سے بچاؤ ہے۔ ابراہیم نخعی سے یہ صحیح قول ثابت ہے کہ اگر میں (نعوذ باللہ) قاتلین حسین میں شامل ہوتا اور پھر جنت بھی داخل ہو جاتا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھنے سے شرم آتی (کس منہ سے آپ کا سامنا کرتا)۔

حماد بن سلمہ، عمار بن ابی عمار سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: میں نے دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال بکھرے اور غبار آلود ہیں آپ کے ہاتھ میں خون کی ایک شیشی ہے، میں نے فوراً پوچھا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پہ قربان! آپ کے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ فرمایا: ''یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے یہ میں اس دن سے جمع کر رہا ہوں''۔ [1] تو یہ وہی دن تھا جس دن آپ شہید ہوئے۔ عمار، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: میں نے جنوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق نوحہ کرتے سنا ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: حضرت حسین رضی اللہ عنہ دس محرم اکسٹھ (۶۱ ھ) میں شہید ہوئے یہی جمہور کا قول ہے اس کے علاوہ جس نے کوئی قول اختیار کیا ہے، تو اس کی اپنی رائے ہے۔

باب حاء جس کے بعد شین ہے

۱۷۲۷ حَشْرَج [2] (بے نسبت)

بروزن جعفر آخر میں جیم ہے۔ بغوی وغیرہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں: ہمیں ترجمانی نے بحوالہ ابوالحارث مولی بن ھبار بتایا ہے کہ میں نے صحابیٔ رسول ﷺ حشرج کو دیکھا نبی ﷺ نے انہیں گود لیا اور ان کے حق میں دعائے برکت فرمائی تھی۔

باب حاء جس کے بعد صاد ہے

۱۷۲۸ حِصن : ابن قطن، حارثہ بن قطن میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] مستدرك (٣٩٨/٤) المعجم الكبير (١٨٥/١٢) مشكاة المصابيح (٦١٧٢)

[2] اسد الغابة (١١٧٤) استيعاب (٦٨١)

۱۷۲۹ (ز) حِصن بن ابی قیس

بن اسلت انصاری۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے والد کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے شادی کر لی تھی جس پر یہ آیت "ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ دادوں نے نکاح کیا ہو" [۱] ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ثعلبی نے لمبا قصہ ذکر کیا ہے جسے مفسرین کی طرف بغیر سند ہی منسوب کیا ہے اور واقدی نے بھی بلا سند اس واقعہ کو لکھا ہے۔ دونوں کی روایتوں میں آتا ہے کہ وہ عورت کبشہ بنت معن تھی۔ اور حرف قاف میں آئے گا کہ ان کا نام قیس تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۷۳۰ حُصَین [۲]

بن اوس، بقول بعض ابن اویس ایک قول ابن قیس بن حجیر بن بکر بن صخر بن نہشل بن دارم کا ہے۔ خلیفہ اور عسکری کا قول ہے: ابن اوس بن صخیر بن طلق بن بکر، باقی سب اسی طرح ہے۔ کنیت ابوزیاد۔ ان کی حدیث نسائی [۳] نے بطریق غسان بن اغر بن حصین نہشلی روایت کی ہے فرمایا: مجھ سے میرے چچا زیاد بن حصین نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا: میرے قریب آ جاؤ! قریب ہوئے آپ نے ان کے بالوں پر ہاتھ رکھا اور دعا دی۔ طبرانی [۴] نے دوسری سند سے بحوالہ غسان بن اغر نقل کیا فرمایا: کہ مجھے میرے چچا زیاد بن حصین نے بحوالہ حصین بن قیس بتایا پھر وہ روایت ذکر کی۔ اور عبداللہ بن معاویہ جمحی کے طریق سے بحوالہ نعیم بن حصین سدوسی وہ اپنے چچا زیاد سے وہ اپنے دادا سے اسی جیسا قصہ نقل کرتے ہیں جس کے الفاظ یوں ہیں: میں مدینہ آیا، نبی ﷺ بھی وہیں تھے۔ میرے پاس میرے اونٹ تھے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! باہر کے لوگوں سے فرمایئے کہ میرے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور میری مدد کریں۔ فرماتے ہیں: وہ لوگ میرے ساتھ چل پڑے، جب اونٹ بکے تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: "قریب ہو جاؤ"۔ آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور مجھے تین بار دعا دی۔ اوسط میں طبرانی لکھتے ہیں: نعیم بن حصین سے اس روایت کو صرف عبداللہ بن معاویہ نے (جو نعیم بن فلاں بن حصین ہے) نقل کیا ہے۔ ان کے دادا حصین سدوسی ہیں۔ چونکہ نسبت اور حوالے دونوں مختلف ہیں اس لئے احتمال ہے کہ یہ اور شخص ہوں۔ اختلاف ان کے والد کے نام میں ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۷۳۱ حصین بن بدر تمیمی : وہی زبرقان ہیں زا میں تذکرہ ہوگا۔

۱۷۳۲ حصین بن جندب [۵]

ابو جندب ابن مندہ بطریق عبداللہ بن حارث لیثی بحوالہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں کوفہ میں ان سے ملا وہ جندب بن حصین سے بحوالہ اپنے والد حصین بن جندب روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک

---

[۱] سورۃ النساء : ۲۲ [۲] اسدالغابۃ (۱۱۷۷) استیعاب (۵۳٤) [۳] نسائی کتاب الزینۃ (۵۰۸۰)

[۴] المعجم الکبیر (۳۵۵۸/٤) [۵] اسدالغابۃ (۱۱۷۹)

گروہ نے آ کر آپ سے شکایت کی کہ ہم لوگ سوتے رہ گئے اور سورج طلوع ہو گیا آپ نے انہیں اذان و اقامت [1] کہہ کر نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۱۷۳۳ حصین بن حارث [2]

بن عبد المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی عبیدہ کے بھائی۔ ابن اسحاق [3] نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبد الغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ یہ آیت ''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے اور نماز قائم کرتے ہیں'' [4] ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایک قول ہے کہ یہ آیت ''جسے اپنے رب سے ملنے کا یقین ہو'' [5] ان کے بارے نازل ہوئی۔ ابو عمر فرماتے ہیں بقول بعض تینتیس (۳۳ھ) میں اور ایک قول ہے اس سے پہلے فوت ہوئے۔ طبرانی نے بطریق عبید اللہ بن ابی رافع نقل کیا ہے کہ وہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ جبکہ عبید اللہ تک کی سند ضعیف ہے۔ میری اس کتاب میں ان کا ذکر بہت آیا ہے۔ ان حصین کا ایک بیٹا بھی ہے جس کا مرزبانی نے معجم الشعراء میں تذکرہ کیا ہے۔

۱۷۳۴ (ز) حصین بن ابی الحرّ

خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے حیرہ کے کسی علاقے کے گورنر تھے۔ سیف اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ حصین بن ابی الحر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جانب سے میسان کے گورنر تھے وہ حجاج کے دور حکومت تک زندہ رہے۔ میں کہتا ہوں: اور یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ امیر صرف صحابہ ہی بنائے جاتے تھے۔

۱۷۳۵ حصین بن حُمام [6]

ابن ربیعہ بن مُساب ابن حرام بن واثلہ بن سہم بن مرہ بن عوف مرّی شاعر مشہور ہیں۔ کنیت اَبُو مَعِیَّۃ تھی۔ بقول بعض تصغیر ہے۔ ابن ماکولا [7] فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابو عمر [8] نے لکھا ہے: یہ انصاری ہیں جبکہ ابن الاثیر نے اس کی تردید کی اور کہا وہ مری ہیں۔ میں کہتا ہوں: شاید انہوں نے انصار سے معاہدہ کیا ہو ان کا ایک بھائی معیہ نامی اور دو بیٹے معیہ اور یزید تھے۔ نیز یزید کا معیہ نامی بیٹا ہے سب کا بنی مرّہ کے شعراء میں تذکرہ آتا ہے۔ بلاذری لکھتے ہیں وہ وفادار سردار تھے۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں: مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جاہلیت کے سب سے کم شعر کہنے والے تین افراد تھے۔ مسیّب بن علس، حصین بن حمام اور متلمس، ابو عبیدہ شرح الامثال میں لکھتے ہیں انہوں نے اسلام کا دور پایا ہے اور ان کے مندرجہ ذیل اشعار کو بطور دلیل ان کے مسلمان ہونے کے بارے میں پیش کیا ہے۔

''میں رسوائی کی باتوں سے اپنے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔ جس دن سب اپنے اعمال دیکھیں گے کافروں کو ترازو لے جھکیں گے اور زمین میں سخت زلزلہ آئے گا''۔

---

[1] کنز العمال (۲۲٦۸۳) جامع المسانید (۵۲۱/۳) [2] اسد الغابۃ (۱۱۸۰) استیعاب (۵۳۰)
[3] السیرۃ النبویۃ (۲٦٤/۲) [4] سورۃ فاطر : ۲۹ [5] سورۃ الکھف : ۱۱۰ [6] اسد الغابۃ (۱۱۸۲) استیعاب (۵۳۸)
[7] الاکمال (۲۱۹/۱) [8] استیعاب (٤۱۰/۱)

مرزبانی نے معجم الشعراء میں مشہور اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

''ہم ایسے مردوں کی کھوپڑیاں پھاڑتے ہیں، جو اگر ہم پر غالب آ جاتے تو حد سے زیادہ ظالم اور نافرمان ہوتے''۔

یہی اشعار یزید نے اس وقت کہے تھے جب اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی ابوالفرج اصبہانی [1] نے لکھا ہے: کہ وہ اپنے ایک سفر میں فوت ہوئے ایک رات ان کی قوم نے انہیں یہ اشعار پڑھتے سنا:

''سنو! شیریں کلام اور ساتھ رہنے والا ہلال ہو چلا، جس کی گرہ احتیاط، ارادہ اور پہنچ ہوتی تھی''۔

ان کے بھائی نے سن لیا تو چونک کر بولے: اللہ رے! حصین فوت ہو گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ان کا مرثیہ کہا جس میں چند اشعار یہ ہیں:

''اے حصین تو دور نہ ہو۔ اس لیے کہ ہر زندہ کسی نہ کسی وقت زمانے کی گردش سے دو چار ہوتا ہے۔ حصین پر رونے والیوں کی عمر کی قسم! ہمارے لیے اس کی وفات بہت بڑی مصیبت ہے۔ ان کا ایک اور مرثیہ بھی ہے جو معیہ میں مذکور ہے''۔

۱۷۳۶ حصین بن ربیعہ [2]

بن عامر بن ازور احمسی ابوارطاۃ، کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ مسلم [3] نے جریر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ذوالخلصہ سے راحت نہیں پہنچاتے؟ تو میں احمس کے ایک سو پچاس (۱۵۰) گھڑ سواروں کے ساتھ چلا وہ گھوڑوں والے تھے۔ ہم نے جا کر اسے آگ لگا دی۔ جریر اور ابوارطاۃ نبی ﷺ کے پاس خوشخبری لے کر آئے، عرض کرنے لگے: جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہم نے اسے یوں کر چھوڑا ہے جیسے خارشی اونٹ ہوتا ہے۔

امام بخاری [4] نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا البتہ یوں کہا: انہیں ابوارطاۃ کہا جاتا ہے مسلم کے بعض نسخوں میں حسین ہے جو غلط ہے۔ ابن السکن نے ذکر کیا کہ انہیں ربیعہ بن حصین کہا جاتا ہے۔ شاید یہ قلب ہے یہ پہلے گزر چکا ہے کہ انہیں ارطاۃ بھی کہا جاتا ہے۔

۱۷۳۷ حصین بن عبید [5]

بن خلف خزاعی عمران کے والد، ان کے مسلمان ہونے میں اختلاف ہے چنانچہ امام احمد [6] اور نسائی [7] صحیح سند سے ربعی سے بحوالہ عمران بن حصین روایت کرتے ہیں: کہ حصین نبی ﷺ کے پاس آئے جب وہ اسلام نہیں لائے تھے۔ حدیث۔ اسی میں ہے پھر حصین اسلام لے آئے۔ نسائی دوسری سند کے ذریعہ بحوالہ ربعی عمران بن حصین سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمد! عبدالمطلب تمہاری قوم کے لئے تم سے زیادہ بہتر تھے۔ جب جانے لگے تو کہا: میں کیا کہا کروں؟ آپ نے فرمایا: کہا کرو: اے اللہ! مجھے میری جان کے شر سے بچا اور میرے درست کام کا فیصلہ فرما.... پھر وہ چلے گئے۔ اس

---

[1] الاغانی (۱/۱٤) [2] اسد الغابۃ (۱۱۸۳) استیعاب (۵۳۵) [3] مسلم کتاب فضائل الصحابۃ (٦٣١٥)

[4] بخاری کتاب الجهاد (۳۰۷) [5] اسد الغابۃ (۱۱۸۵) استیعاب (۵۳۲) [6] مسند احمد (٤٤٣/٤)

[7] نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ حدیث (۹۹۳)

وقت نہیں بعد میں مسلمان ہوئے۔ پھر عرض کیا: یارسول اللہ! اب جب کہ میں اسلام لے آیا ہوں اب کیا کہا کروں؟ آپ نے فرمایا: کہا کرو: اے اللہ! مجھے میری جان کے شر سے بچائے رکھنا میرے کام میں سے سیدھے طریقے پر چلائے رکھنا، اے اللہ! میری وہ خطائیں معاف فرمانا جو میں نے پوشیدہ طور پر کیں یا بظاہر کیں غلطی سے کیں یا جان بوجھ کر کیں، مجھے ان کا علم تھا تب یا میں ان سے ناواقف تھا تب بھی تو میری مغفرت فرما۔

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ وَ اعْزِمْ لِیْ عَلٰی اَرْشَدِ اَمْرِیْ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ وَ مَا اَخْطَاْتُ وَ مَا عَمِدْتُّ وَ مَا عَلِمْتُ وَ مَا جَهِلْتُ.

نسائی کی روایت میں ہے اب جبکہ میں مسلمان ہوں تو کیا کہا کروں؟ دونوں طریق سے اس کی سند صحیح ہے۔ ابن السکن اور طبرانی نے داؤد بن ابی ھند کے طریق سے بحوالہ عباس بن ذریح، عمران بن حصین سے نقل کیا ہے کہ میرے والد حصین بن عبید نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمد! ایک شخص صلہ رحمی کرتا ہے مہمان نوازی اور دوسرے نیکی کے کام کرتا ہے لیکن آپ سے نہیں ملتا (یعنی اسلام نہیں لاتا) کیا اسے کوئی فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، حدیث۔ اسی میں ہے کہ ابھی بیس روز نہیں گزرے تھے کہ وہ حالت شرک پر ہی مر گئے۔

طبرانی لکھتے ہیں صحیح یہ ہے کہ حصین اسلام لائے تھے۔ ابن خزیمہ فرماتے ہیں: کہ ہمیں رجاء العذری نے بحوالہ عمران بن خالد بن طلیق بن محمد بن عمران بن حصین نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے والد اپنے دادا سے نقل کر کے بتایا۔ قریش حصین کے پاس آئے ان کی تعظیم کرتے تھے کہنے لگے: ہماری طرف سے اس شخص (مراد سیدنا محمد ﷺ) سے بات کرو۔ کیونکہ یہ ہمارے مشکل کشاؤں کا نام لیتا اور انہیں برا بھلا کہتا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے ساتھ آئے اور نبی ﷺ کے دروازے کے قریب بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بوڑھے کو جگہ دو!'' عمران اور ان کے ساتھی بہت زیادہ تھے۔ حصین کہنے لگے: ہمیں آپ کے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے مشکل کشاؤں کو آپ برا بھلا کہتے ہیں جب کہ آپ کے والد پناہ گاہ اور بہتر تھے، آپ نے فرمایا: حصین! میرا اور تمہارا باپ جہنمی ہے، حصین کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ کہنے لگے سات زمین میں اور ایک آسمان میں، فرمایا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کسے پکارتے ہو؟ کہنے لگے: آسمان والے کو۔ فرمایا: جب مال ہلاک ہوتا ہے تو کسے پکارتے ہو؟ کہنے لگے: آسمان والے کو۔ فرمایا: تمہاری دعا تو ایک قبول کرتا ہے دوسرے خواہ مخواہ اس کے شریک بناتے ہو۔ کیا تم شکر میں اس سے راضی ہو یا اس کے غلبہ سے ڈرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ان میں سے کوئی بات نہیں۔ اور آپ جانتے ہیں میں اس طرح کی بات نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: حصین! اسلام لے آؤ سلامتی مل جائے گی۔ کہنے لگے: میری قوم اور خاندان ہے تو میں کیا کہا کروں؟ فرمایا: کہا کرو: ''اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین کی سیدھی راہ کے لیے رہنمائی طلب کرتا ہوں۔ اور مجھے ایسے علم سے نواز جو مجھے فائدہ دے''۔ [1] حصین نے یہ کلمات کہے۔ ابھی اٹھے بھی نہیں تھے کہ اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمران جھٹ سے اٹھے اور ان کا سر چوما ہاتھ پاؤں پر بوسہ دیا، نبی ﷺ نے جب یہ منظر دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے عمران کے اس سلوک پر رونا آ گیا۔ حصین جب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے تو عمران ان کی خدمت کے لیے نہیں اُٹھے اور نہ اس طرف توجہ دی۔ جب وہ اسلام لے آئے تو ان کا حق ادا کر دیا اس وجہ سے مجھ پر ایسی کیفیت

[1] ترمذی كتاب الدعوات باب جامع الدعوات عن النبی ﷺ (۳٤۸۳)

طاری ہوگئی۔'' جب حصین جانے لگے، آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: انہیں رخصت کرو اور گھر تک پہنچا آؤ، جب دروازے سے باہر نکلے قریش دیکھتے ہی کہنے لگے: لو یہ بھی بے دین ہوگیا اور سب اِدھر اُدھر چلے گئے۔

۱۴۳۸ حصین بن عوف خثعمی ✿

امام بخاری اور ابوحاتم لکھتے ہیں: صحابی ہیں ابن ماجہ ✿ محمد بن کریب کے طریق سے وہ بحوالہ اپنے والد وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میرے والد پر حج لازم ہے لیکن وہ حج کر نہیں سکتے۔ حدیث۔ احمد بن منیع، حارث بن ابی اسامہ حسن بن سفیان اور طبرانی ✿ موسیٰ بن عبیدہ وہ اپنے بھائی عبداللہ سے وہ حصین بن عوف سے اسی مفہوم کی روایت کرتے ہیں۔

۱۴۳۹ حصین بن عوف البجلی

بقول بعض یہ ابوحازم کا نام ہے جو قیس کے والد ہیں، کنیتوں میں ذکر آئے گا۔

۱۴۴۰ (ز) حصین بن مالك

بن ابی عوف بجلی، جنگ قادسیہ میں بجیلہ کے سردار تھے، قسم ثالث میں ذکر آئے گا۔

۱۴۴۱ حُصَین بن مُحْصَن

بن نعمان بن عبد کعب بن عبدالاشہلی انصاری، ثم الاشہلی، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نسب بیان کیا ہے۔ البتہ ان کے سوانح میں حدیث کسی اور کی نقل کر دی ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: میں نے احمد بن یسار سے سنا، فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ ابواحمد عسکری نے بھی ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔

۱۴۴۲ حصین بن محصن

بن عامر بن ابی قیس بن اسلت انصاری اشہلی۔ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ لکھا ہے ان کے والد کے چچا حصین کا ذکر گزر چکا ہے۔

۱۴۴۳ حصین بن محصن انصاری خطمی ✿

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ عبدان، ابن شاہین، عسکری اور طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن کہتے ہیں: بعض کا قول ہے کہ صحابی ہیں البتہ ان کی روایت اپنی پھوپھی سے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ لوگوں نے پہلے اس روایت کو نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: حصین بن محصن سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی

✿ اسد الغابۃ (۱۱۸۸) استیعاب (۵۳۳) ✿ ابن ماجہ کتاب الحج (۲۹۰۸)

✿ المعجم الکبیر (۳۵۴۹/۴) ✿ اسد الغابۃ (۱۱۹۰)

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ نسائی نے اس کا ایسے ہی ذکر کیا ہے جیسے ابن السکن نے کہا: یہی صحیح ہے۔ جبکہ امام بخاری [1] ابن ابی حاتم [2] اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۷۴۴ حصین بن مروان [3]

بن الجس۔ یہی اسود بن معدیکرب بن خلیفہ بن ہشام بن معاویہ بن سوار بن عامر بن ذہل بن جشم جشمی ہیں۔ ہشام بن کلبی کا بیان ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور مدینہ میں قیام کیا۔ ابن شاہین نے اس کا ذکر کیا اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۷۴۵ حصین بن مُشمت [5]

شداد بن زہیر۔ ابن حبان [6] وغیرہ کا قول ہے کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری [7] نے اپنی تاریخ میں ابن ابی عاصم حسن بن سفیان ابن شاہین اور طبرانی نے محرز بن ورد بن عمران بن شُعیث ابن عاصم بن حصین بن مشمت کے طریق سے کہ مجھ سے میرے والد نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے والد شعیث نے ان سے ان کے والد عاصم نے ان سے ان کے والد حصین نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بیعت اسلام کی، اور آپ کی خدمت میں اپنے مال کی زکوٰۃ پیش کی۔ آپ علیہ السلام نے انہیں اس شرط پر قطعۂ ارض دیا کہ وہ نہ کسی کو پانی سے روکیں اور نہ زائد چیز سے منع کریں گے۔ اسی کے متعلق زہیر بن حصن کہتے ہیں۔

میرے شہر اتنے ہموار نہیں جہاں قلم سانسوں کی لکیر کھینچے۔ اس (نبی ﷺ) کی طرف سے جو لوگوں کو عطا کرتا ہے اور کوئی شک وشبہ کی چیز نہیں چھوڑی۔ اس کے اکثر راوی غیر معروف ہیں لیکن ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے اور ضیاء نے مختارہ میں نقل کیا ہے۔

۱۷۴۶ حصین بن معلّی [8]

بن ربیعہ بن عقیل عقیلی، ابن شاہین بطریق مدائنی اپنے رجال سے بحوالہ ابومعشر یزید بن رومان سے نقل کرتے ہیں کہ حصین بن معلیٰ نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔

۱۷۴۷ حصین نضلہ اسدی [9]

ابن مندہ نے عتیق بن عبدالرحمٰن کے طریق سے بحوالہ عبدالملک بن ابی بکر بن حزم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا عمرو بن حزم سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے حصین بن نضلہ اسدی کے لئے یہ تحریر لکھوائی کہ ان کے لئے باڑہ اور پناہ گاہ ہوگی جس میں کوئی ان کا حصہ دار نہیں ہوگا اور یہ تحریر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے قلمبند کی۔ ابن مندہ کہتے ہیں یہ روایت صرف اسی سند سے معروف ہے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۵/۱) [2] الجرح والتعدیل (۱۹۷/۳) [3] الثقات (۵۷/٤) [4] اسد الغابۃ (۱۱۹۱)

[5] اسد الغابۃ (۱۱۹۲) استیعاب (۵۳۷) [6] الثقات (۸۹/۳) [7] التاریخ الکبیر (۲/۳)

[8] اسد الغابۃ (۱۱۹۳) [9] اسد الغابۃ (۱۱۹٤)

میں کہتا ہوں: جمہرہ میں ابن کلبی نے خزاعہ کے نسب میں حصین بن نضلہ بن زید کا ذکر کر کے کہا: وہ اپنے وقت کے سردار تھے، اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔

۱۷۴۸ حصین بن نمیر انصاری

ابن اسحاق نے مغازی میں غزوۂ تبوک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جب منافقین نے ثنیۃ الوداع مقام پر رسول اللہ ﷺ سے مزاحمت کرنا چاہی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے اس داؤ سے خبردار کر دیا.... پھر آپ ﷺ کی ان کے حق میں دعا اور انہیں ان کی قلبی باتوں سے خبردار کرنے اور ان میں سے بعض کا اعتراف کر لینے کے متعلق حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا: حصین بن نمیر کو بلاؤ۔ انہوں نے ہی زکوٰۃ کی کھجوروں پر حملہ کر کے چرا لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ارے ناداں! تمہیں اس بات کی کیسے جرأت ہوئی؟'' [1] کہنے لگے: میں نے یہ سمجھتے ہوئے ایسا کیا کہ اللہ آپ کو اس سے خبردار نہیں کرے گا تو اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا اور آپ کو معلوم ہو گیا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں یقیناً اس گھڑی سے پہلے آپ ﷺ پہ ایمان نہیں لایا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا عذر قبول فرما کر انہیں معاف کر دیا۔ اس روایت کو بیہقی نے ''دلائل'' اور ''السنن الکبریٰ'' میں ذکر کیا ہے۔ ان کا تذکرہ بعد والے عنوان میں بھی ہے۔

۱۷۴۹ حصین بن نمیر (دوسرے)

مجھے معلوم نہیں یہ پہلے والے شخص ہیں یا دوسرے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اردن پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے اور ہم پہلے کئی بار بتا چکے ہیں کہ کسی ذمہ داری پر صحابہ ہی مقرر کیے جاتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں یزید بن حصین کے طریق سے بحوالہ ان کے والد روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں بلال کے پاس تھا، جب انہوں نے ان کے بھائی سے رشتہ مانگا تو انہوں نے ایک عربی خاتون سے ان کی شادی کرا دی۔ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح نہیں۔

حافظ ابن عساکر نے ان کے سوانح، حصین بن نمیر سکونی کے ساتھ ملا دیئے ہیں جو یزید بن معاویہ کی طرف سے اہل مکہ سے جنگ کرنے کا امیر مقرر تھا۔ بظاہر وہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

ابوعلی بن مسکویہ نے ''تجارب الامم'' میں لکھا ہے: حصین بن نمیر نبی ﷺ کے کاتبین میں سے تھے۔ ایسا ہی عباس بن محمد اندلسی نے تاریخ کی اس کتاب میں لکھا ہے جو انہوں نے معتصم بن صُمادح کے لئے جمع کی ہے۔ لکھتے ہیں: مغیرہ بن شعبہ اور حصین آپ ﷺ کی ضروری چیزیں تحریر فرماتے۔ اسی طرح متاخرین کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے جن میں سے ایک قرطبی مفسّر ہیں، انہوں نے ''مولد نبوی'' اور قطب حلبی نے شرح السیرۃ میں لکھا ہے اور اس طرف اشارہ کر دیا کہ اصل میں یہ قضاعی کی کتاب ''کاتبین النبی ﷺ'' سے ماخوذ ہے اس میں ہے کہ وہ دونوں قرضہ جات اور معاملات تحریر کرتے تھے۔ مجھے معلوم نہیں اُن کی مراد ان سے ہے یا سابقہ شخصیت؟ لگتا ہے انہوں نے سابقہ شخصیت مراد لی ہے اور جو یزید بن معاویہ کے گورنر تھے۔ ان کا نسب ابن کلبی نے یوں بیان کیا ہے حصین بن نمیر بن فاتک بن لبید بن جعفر بن حارث بن سلمہ بن شکامہ۔ لکھتے ہیں: وہ حمص میں صاحب شرافت تھے، اسی طرح ان کا

---

[1] السنن الکبریٰ (۱۹۸/۸) دلائل النبوۃ (۲۵۸/۵)

بیٹا یزید اور ان کا پوتا معاویہ بن یزید دونوں حمص کے گورنر رہے ہیں۔

۱۷۵۰ (ز) حصین بن نیار

نبی ﷺ کے گورنر، سیف اور طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۷۵۱ حصین بن وَحْوَح [1]

بروزن جعفر، انصاری۔ امام بخاری [2] اور ابن ابی حاتم [3] لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ عذیب مقام پر قتل ہو گئے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہی جمھرہ میں ابن کلبی کا قول ہے اور کہا ہے کہ وہ واقعہ قادسیہ تھا ان کے ساتھ ان کے بھائی محصن بھی قتل ہوئے۔ دونوں کا نسب میں نے محصن کے سوانح میں لکھا ہے۔

ابوداؤد، [4] ابن ابی عاصم اور ابن ابی خیثمہ نے عروہ بن سعید انصاری کے طریق سے وہ اپنے والد سے وہ حصین بن وحوح سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن براء بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کرنے آئے۔ (حدیث) جسے میں نے طلحہ بن براء کے سوانح میں طوالت کے ساتھ لکھا ہے۔ ابن کلبی کے بیان کے مطابق یہ حدیث مرسل بنتی ہے، اس واسطے کہ عروہ کے والد سعد نے قادسیہ کا دور نہیں پایا ہے یا پھر یہ حصین بن وحوح کوئی اور ہیں جنہوں نے سعید کو دیکھا ہو اور یا یہ بھی احتمال ہے جیسا کہ ابن کلبی کا قول ہے کہ وہ قادسیہ میں قتل نہیں ہوئے۔

۱۷۵۲ حصین بن یزید [5]

بن جزی بن قطن کلبی، ابورجاء کنیت تھی، طبری نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ جبکہ ابن قانع نے جبیر اسود حبشی مولیٰ حصین بن یزید کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ان کی عمر ایک سو چونتیس (۱۳۴) سال ہوگئی تھی۔ بحوالہ ابورجاء حصین بن یزید کلبی روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''میں نے جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا مسکراتے دیکھا، آپ ﷺ کبھی کھل کھلا کر نہیں ہنسے''۔ [6]

۱۷۵۳ حصین بن یزید [7]

بن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث بن کعب حارثی ذو غصہ۔ مؤتلف میں دارقطنی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے [8] پاس آئے، ایسا ہی ابن کلبی نے لکھا ہے۔ ان کا یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ ان کے گلے میں پرندے کے پوٹے کی طرح ایک گلہڑ سا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بنی حارث بن کعب کی سو سال سرداری کی۔ ان کے بیٹے قیس بن حصین کا ذکر آئے گا۔

---

[1] اسد الغابۃ (۱۱۹۵) استیعاب (۵۳۶) [2] التاریخ الکبیر (۱/۱) [3] الجرح والتعدیل (۱۹۸/۳)
[4] ابوداؤد کتاب الجنائز (۳۱۵۹) [5] اسد الغابۃ (۱۱۹۶) [6] جامع المسانید (۵۳۰/۳)
[7] اسد الغابۃ (۱۱۹۷) استیعاب (۵۳۹) [8] السیرۃ النبویۃ (۱۸۳/٤)

۱۷۵۴ (ز) حصین بن یعفر عبسی ✿

بنی عبس ✿ کے ان نو (۹) وفود میں سے ایک جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابوعبیدہ، باوردی، طبری اور دارقطنی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن الاثیر نے بحوالہ اشیری ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۷۵۵ (ز) حصین

ملیح بن عبداللہ خطمی کے دادا۔ خوبصورتی کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا۔ ان شاء اللہ مبہمات میں ان کی حدیث آئے گی۔

۱۷۵۶ حصین انصاری سالمی

انہیں ابوالحصین بھی کہا جاتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۷۵۷ حصین سدوسی

حصین بن اوس میں ذکر ہوا ہے۔

۱۷۵۸ حصین عَرَجیّ

ابوعمر: ✿ ابوغوث کے حالات میں لکھتے ہیں: ان کے والد حصین فوت ہوئے تو ان پر حج لازم تھا آپ ﷺ نے انہیں اپنے والد کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا۔ ان کا ذکر (ابوعمر نے) نہیں کیا۔ البتہ ابن الامین نے ان کی کتاب پر اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۷۵۹ (ز) حصین ✿ **(بے نسبت)**

ابن مندہ نے منقطع سند کے ذریعہ بحوالہ حارث بن محمد، حصین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا: ''ہر خاندان کا والی قیامت کے روز طوق پہنے عذاب میں مبتلا یا بخشا ہوا آئے گا''۔ ✿

۱۷۶۰ (ز) حصین انصاری (بے نسبت)

ابوداؤد نے ناسخ و منسوخ میں اسباط بن نصر کے طریق سے بحوالہ سدی اور انہوں نے اوپر تک مسنداً بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''دین میں کوئی سختی نہیں'' ✿ کے متعلق نقل کرتے ہیں: انصار کے حصین نامی ایک شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ شام سے تاجر آئے جنہوں نے ان دونوں کو نصرانیت قبول کرنے کی دعوت دی پھر آئندہ حدیث ذکر کی جس میں ابوالحصین نامی کنیتوں کا ذکر کیا ہے۔ طبری اور قاضی اسمٰعیل بن اسحاق نے کتاب ''احکام القرآن'' میں اسے درج کیا ہے۔ دونوں بطریق سدی روایت کرتے ہیں کہ ابوحصین انصاری کے دو بیٹے تھے۔ (حدیث)

✿ اسد الغابة (۱۱۹۸) ✿ اسد الغابة (۳۲/۲) ✿ التمهيد (۳۸۵/۱) ✿ اسد الغابة (۱۱۹۹)

✿ كنز العمال (۱٤۷۲۸) المغنی عن حمل الاسفار (۳۱۵/۳) اتحاف السادة المتقين (۳۱٤/۸) ✿ سورة البقره (۲۵٦)

واحدی نے ''اسباب النزول'' میں مسروق کے طریق سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے بنی سالم بن عوف کے قبیلہ کے ایک شخص کے دو بیٹے تھے جو نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے نصرانی ہو گئے تھے۔ بعد میں انصار کے ایک گروہ کے ساتھ مدینہ منورہ اناج لائے۔ ان کے والد ان کے پاس پہنچے اور ان کے پیچھے لگے رہے کہ اللہ کی قسم! تم جب تک مسلمان نہیں ہو جاتے میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔ انہوں نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا۔ نبی ﷺ کے سامنے فیصلہ کے لئے گئے، ان کے والد کہنے لگے: یا رسول اللہ! کیا میری اولاد جہنم میں جائے اور میں دیکھتا رہوں؟ جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''کسی کو زبردستی مسلمان بنانا دین میں ضروری نہیں''۔ اسی روایت کو عبد بن حمید نے رَوح بن عبادہ سے بحوالہ موسیٰ بن عبیدہ، عبداللہ بن عبیدہ سے نقل کیا ہے۔ انصار کے قبیلے بنی سالم بن عوف کی شاخ میں ایک شخص تھا جس کے دو بیٹے تھے جو بعثت سے پہلے نصرانی ہو گئے تھے۔ پھر اسی کا مفہوم ذکر کیا۔ موسیٰ ضعیف راوی ہے۔

اس روایت کو طبری نے تفسیر میں محمد بن اسحاق مغازی والے کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابی محمد، سعید بن جبیر یا عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے: ''دین میں کوئی سختی نہیں''۔ یہ آیت انصار کے سالم بن عوف کے حصین نامی شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کے دو بیٹے تھے اور دونوں نصرانی تھے۔ وہ خود مسلمان تھے۔ نبی ﷺ سے عرض کرنے لگے: انہوں نے نصرانیت قبول کر لی ہے، کیا میں ان دونوں پر سختی نہ کروں؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ اس کا کچھ حصہ ان شاء اللہ کنیتوں میں آئے گا جس سے اس عنوان کی تکمیل ہو جائے گی۔

باب حاء جس کے بعد ضاد نقطے والا ہے

(۱۷۶۱) حضرمی بن عامر [1]

بن مُجمع بن مَوَلَہ ابن حُمام بن ضبّہ بن کعب بن قیس بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی۔ ابوکدم کنیت تھی۔ ابن شاہین وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابویعلی و ابن قانع نے محفوظ بن علقمہ کے طریق سے بحوالہ حضرمی بن عامر اسدی جو صحابی ہیں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہوا کے رُخ پیشاب نہ کرے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے''۔ [2]

ابن شاہین بطریق مدائنی ابومعشر، یزید بن رومان، محمد بن کعب، سعید المقبری ان کے سلسلۂ سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سلمہ بن محارب، داؤد، بحوالہ شعبی اور کئی اسانید ہیں، فرماتے ہیں: بنی اسد بن خزیمہ نے حضرمی بن عامر ضرار بن ازور، سلمہ بن حبیش، قتادہ بن قائف اور ابومکعت کو وفد کی صورت میں بھیجا۔ پھر ان کے اسلام لانے کی حدیث ذکر کی ہے۔ نبی ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر لکھوائی، فرماتے ہیں: حضرمی بن عامر نے سورۂ عبس و تولّی سیکھی۔ اس کی قراءت کرتے کرتے اس میں اضافہ کر دیا اور یوں یہ الفاظ بڑھا دیئے: ''والذی انعم علی الحبلی فاخرج منها سنمة تسعٰی''۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس میں اضافہ نہ کرنا''۔ [3] اور اسے منجاب بن حارث کے طریق سے نقل کیا ہے جس میں ہے: وہ سورة سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی

---

[1] اسد الغابة (۱۲۰۰) [2] كنز العمال (۲٦٧٤) [3] الدّر المنثور (٢١٤/٦)

تھی۔ ہشام بن کلبی اور شرقی بن قطامی کے طریق سے اسی قصہ کا مفہوم مروی ہے۔ عمر بن شبہ نے ابووائل تک صحیح سند سے نقل کیا ہے۔ بنو اسد آئے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: تم کس قبیلے کے لوگ ہو؟ وہ کہنے لگے: ہم بنو زِنیہ (آخری بچہ) گھوڑوں کے ٹاٹ والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم بنو رشدہ ہو۔ وہ کہنے لگے: ہم اپنے باپ کا نام چھوڑ نہیں سکتے، پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

فتوح میں سیف نے ابو ماجد اسدی کے طریق سے بحوالہ حضرمی بن عامر روایت کی ہے، فرمایا: ہمیں نبی ﷺ کی بیماری اور یمامہ پر مسیلمہ کذاب کے قبضہ کی خبر ملی۔ پھر ارتداد کا کچھ واقعہ ذکر کیا۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں لکھا ہے ان کی کنیت ابوکدام تھی، جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے عجمیوں کی جنگ میں کہے گئے اشعار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس سلسلہ میں عمدہ اشعار سنائے۔

ابوعلی القالی نے ابن کلبی کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرمی بن عامر اپنے بھائیوں میں سے دسویں تھے، وہ سب فوت ہوئے تو یہ ان کے وارث ٹھہرے۔ اس کے متعلق ان کا عم زاد جزء بن مالک کہتا ہے: "اے حضرمی! تجھ جیسا کون ہوسکتا ہے۔ نو بھائیوں کا وارث ہو کے تو خوش عیش ہوگیا ہے"۔ تو حضرمی نے جواباً یہ اشعار کہے: "اے جزء! اگر تم نے مجھے یہ بات جھوٹا سمجھتے کہی ہے تو (میری دعا ہے کہ) تو بھی بہت جلد ایسی صورت حال سے دوچار ہو"۔

خدا کی کرنی دیکھیں! جزء لوگ بھی دس بھائی تھے ایک دفعہ یہ سب ایک کنویں کے کنارے بیٹھے تھے، کنواں زمین میں دھنس گیا، سوائے جزء کے سب ہلاک ہوگئے۔ حضرمی کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے تقدیر کے موافق اور حسد کو برقرار رکھنے والی بات کہی۔

حاء کے بعد طاء

۱۷۶۲ حِطّاب بن حارث

بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی۔ موسیٰ بن عقبہ نے مہاجرین حبشہ میں ایسا ہی ابن اسحاق اور ذیل میں طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۶۳ حِطّان تمیمی یربوعی

ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن یحییٰ اموی فرماتے ہیں: ہمیں ہمارے والد نے بحوالہ اس شخص کے جس نے حصین بن عبدالرحمٰن سے سنا کہ مجھ سے عمرو بن میمون اودی نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوسری صف میں کھڑا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میرے درمیان صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے تھے۔ پھر آپ کے قتل کیے جانے کا قصہ بیان کیا، فرماتے ہیں جب اسے ایک مہاجر شخص حِطّان تمیمی یربوعی نے دیکھا تو اس پر کنٹوپ ڈال دیا۔ اس بدحواسی میں ابولؤلؤ کو جب یقین ہوگیا کہ وہ مارا جائے گا تو اس نے اسی خنجر سے اپنی گردن کاٹ دی۔

سورۃ الاعلیٰ (۱) جامع المسانید (۵۳۲/۳) الامالی (۶۷/۱)

اسد الغابۃ (۱۲۰۱) استیعاب (۵۷۶)

میں کہتا ہوں: یہ قصہ صحیح بخاری میں حطان کے نام کے بغیر ہے۔ جبکہ دوسرے قصہ میں ہے کہ جس نے اس پر کنٹوپ ڈالا تھا وہ ہاشم بن عتبہ تھے اور دیگر ایک واقعہ کے مطابق وہ عبداللہ بن عوف تھے۔ واللہ اعلم

حاء کے بعد فاء

۱۷۶۴ حِفشیش

جیم میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۷۶۵ (ز) حفص بن حلیمہ سعدیہ (جنہوں نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا تھا)

نبی ﷺ کے رضاعی بھائی۔ مجھے ان کی بحوالہ ان کی والدہ ایک روایت بطریق محمد بن عثمان لخمی، محمد بن اسحاق سے، جہم بن ابی جہم سے عبداللہ بن جعفر سے حفص بن حلیمہ سے وہ اپنی والدہ سے وہ آمنہ بنت وہب مادرِ بزرگوارِ نبی ﷺ سے آپ ﷺ کی ولادت کے قصہ میں ملی ہے۔

۱۷۶۶ حفص بن سائب

ابن شاہین محمد بن جعفر بلخی کے طریق سے بحوالہ ہارون بن حفص بن سائب وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ ''نبی ﷺ نے میرا نام حفص رکھا''۔ [1]

۱۷۶۷ حفص بن ابی العاص

بن بشر بن عبد بن دُہمان بن عبداللہ بن اُبان ثقفی، مشہور صحابی عثمان بن ابی العاص کے بھائی۔ ابن سعد نے چھوٹے طبقہ میں بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کبریٰ میں لکھتے ہیں: ہم نے انہیں ان کے بھائی عثمان اور حکم کے ساتھ لکھا تو ہے لیکن ہمیں ان کے صحابی ہونے کے بارے میں علم نہیں۔ جبکہ خلیفہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بارہا یہ گزر چکا ہے کہ حجۃ الوداع سے پہلے قریش اور ثقیف کا جو شخص بھی بچا تھا وہ اسلام لے آیا تھا اور سب کے سب حجۃ الوداع میں شریک ہوئے تھے۔ اتنا ان کے صحابی ہونے کے لئے کافی ہے۔ بلاذری نے ایک بے تنقید سند سے نقل کیا ہے کہ حفص بن ابی العاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں شریک ہوتے تھے۔ (حدیث)

۱۷۶۸ حفص بن مغیرہ

ابوعمرو مخزومی۔ بقول بعض فاطمہ بنت قیس کے شوہر، ایک قول ہے ان کا نام عمرو بن حفص بن مغیرہ، کنیت ابوحفص ہے۔ کنیتوں میں حرف عین میں عنوان آئے گا۔

---

[1] جامع المسانید (۵۳۳/۳)

باب حاء کے بعد کاف

۱۷۶۹ (ز) **الحکم ابن اقرع** ابن عمرو ہیں، تذکرہ ہوگا۔

۱۷۷۰ (ز) **حکم بن ایوب** بعد والے عنوان میں آ رہا ہے۔

۱۷۷۱ حکم بن حارث سُلَمی [1]

انہیں حکم بن ایوب بھی کہا جاتا ہے۔ امام بخاری [2] اور ابن ابی حاتم [3] فرماتے ہیں: حکم بن حارث صحابی ہیں جن سے عطیہ الدعّاء روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان [4] کتاب الصحابہ میں لکھتے ہیں: حکم بن حارث سلمی صحابی ہیں، پھر فرماتے ہیں: حکم بن ایوب سلمی اور عطیہ الدعاء کے طریق سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے حکم بن ایوب سلمی سے سنا، فرمایا: میں لوگوں کے اگلے حصہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک میری اونٹنی سست رفتار ہوگئی، آپ ﷺ نے اسے جھڑکا تو وہ سب [5] سے آگے نکل گئی۔ حدیث اسی طرح ہے جسے حسن بن سفیان، ابن ابی عاصم اور بغوی نے عطیہ الدعاء سے بحوالہ حکم بن حارث سلمی نقل کیا ہے اسی طرح طبرانی [6] بطریق عطیہ حکم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں تین غزوات کیے۔ اور انہوں نے انہیں وصیت کی کہ جب میری وفات ہو جائے تو دفنانے کے بعد میری قبر پر پانی چھڑکنا اور قبلہ رُخ ہو کر میرے لیے دعا کرنا۔ اسے ابن السکن نے بطریق عطیہ انہی سے ایک دوسری حدیث میں نقل کیا ہے۔

۱۷۷۲ حکم بن حَزن کُلفیّ [7]

از بنی کلفہ بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم، یہ نسب بقول امام بخاری ہے۔ ایک قول ہے بنی کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن، اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خلیفہ کا قول ہے۔ ان کی حدیث امام ابوداؤد اور ابویعلی وغیرہ نے بطریق شعیب بن زُرَیق طائفی نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں حکم بن حزن کلفی کے پاس بیٹھا تھا جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں: میں چھ یا آٹھ آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ ہمارے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ [8] (حدیث) ابویعلی کے الفاظ ہیں، مسلم فرماتے ہیں: ان سے صرف شعیب نے روایت لی ہے۔

۱۷۷۳ حَکم بن ابی حَکم اموی

ابن ابی حاتم [9] نے ان کا ذکر کیا کہ مسلمہ بن علقمہ نے داؤد بن ہند سے بحوالہ شعبی قیس بن حبتر ان سے روایت کی ہے کہ ہم

---

[1] اسد الغابة (۱۲۰۸) استیعاب (۵۵۱) [2] التاریخ الکبیر (۳۳۱/۲) [3] الجرح والتعدیل (۱۱۵/۳)
[4] الثقات (۸۵/۳) [5] مجمع الزوائد (۱۱/۹) [6] المعجم الکبیر (۳۱۷۰/۳) [7] اسد الغابة (۱۲۰۹) استیعاب (۵۵۰)
[8] ابوداؤد کتاب الصلاة باب الرجل یخطب علی القوس (۱۰۹٦) مسند احمد (۲۱۲/٤) [9] الجرح والتعدیل (۱۱۵/۳)

نے آپس میں عہد کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ............(حدیث) طبرانی اور ابن مندہ نے اسی سند سے قیس سے روایت کی ہے کہ حکم کی بیٹی حکم سے کہنے لگی: ''اے بنی امیہ! میں نے تم سے زیادہ بری رائے اور رسول اللہ ﷺ کے کام میں سست قوم نہیں دیکھی''۔ اس پر وہ بولے: بیٹا! مجھے کیوں کوستی ہو، میں نے جو دیکھا تم سے وہی بیان کروں گا۔ پھر یہ بات ذکر کی۔ (لیکن) اس میں ان کے مسلمان ہونے کی تو وضاحت نہیں۔ البتہ اس سلسلہ میں معتبر یہی ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی قریشی غیر مسلم نہیں رہا بلکہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع[1] میں شریک ہوا۔ اس حدیث کو عسکری نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ پھر فرمایا: بعض لوگ کہتے ہیں، اس حدیث میں حکم بن ابی العاصی یعنی حضرت عثمان کے چچا ہیں جن کا ذکر آئے گا، جہاں تک ابوعمر ہیں تو انہوں نے اس پر یقین کیا ہے کہ وہ اور ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: مجہول ہیں، مجھے ان کے متعلق اس حدیث سے زیادہ کسی بات کا علم نہیں، جبکہ ابن الاثیر نے عسکری کی بات کو درست قرار دیا ہے۔

۱۷۷۴ حکم بن ابی الحکم انصاری[2]

غزوۂ تبوک میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ عنقریب کعب بن خزرج کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا کہ وہ غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔

۱۷۷۵ (ز) حکم بن حیان عبدی ثم نجّاری

مؤرخین نے ان کا اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن کا ذکر وفد عبدالقیس میں کیا ہے۔

۱۷۷۶ الحکم بن ربیع

بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ مسعود کے والد۔ عنقریب ان کے بیٹے مسعود کا تذکرہ ان لوگوں میں آئے گا جنہیں دیدار نصیب ہے اور ان کی ولادت عہدِ نبوت میں ہوئی تھی۔ انہی حکم کی ایک روایت ہے جسے ابن مندہ نے میمون بن یحییٰ سے بحوالہ مخرمہ بن بکیر، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے سلیمان بن یسار سے سنا، انہوں نے ابن الحکم زرقی جو مسعود ہیں ان سے سنا فرماتے ہیں، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ وہ منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (حدیث)

ابونعیم فرماتے ہیں: اس سند سے درست روایت ابن وہب کی بحوالہ مخرمہ ہے جو سلیمان سے بحوالہ حکم ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا۔

میں کہتا ہوں: نسائی نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے مخرمہ کی ''حکم'' کہنے میں متابعت کی ہو۔ درست مسعود بن حکم ہے۔ اسی طرح نسائی نے یہ روایت بطریق ابن وہب، عمرو بن حارث، بکیر بن اشج، سلیمان بن یسار، مسعود بن حکم سے انہوں نے اپنی والدہ سے نقل کی ہے۔ اور اسی روایت کو حکیم بن حکیم اور عبداللہ بن ابی سلمہ کے طریق سے ان دونوں نے مسعود بن حکم سے انہوں نے اپنی دادی سے نقل کیا ہے اور یوسف بن مسعود بن حکم کے طریق سے بحوالہ اپنی دادی یہی محفوظ روایت کی ہے۔

---

[1] جامع المسانید (۵۳۹/۳) [2] اسد الغابۃ (۱۲۱۰)

۱۷۷۷ حکم بن رافع ✿

بن سنان انصاری۔ ابونعیم عبدالحکم بن صہیب کے طریق سے بحوالہ جعفر بن عبداللہ بن حکم روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں جب بچہ تھا تو مجھے حکم نے دیکھا کہ میں برتن میں ادھر ادھر سے ہاتھ مار کر کھا رہا ہوں، کہنے لگے: لڑکے! اس طرح شیطان کھاتا ہے آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنے سامنے کی جگہ سے ہاتھ نہ بڑھاتے تھے۔ ✿ اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۷۷۸ (ز) حکم بن سعید طائفی

امام طبرانی ✿ نے ابوامیہ بن یعلی طائفی کے طریق سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے حکم بن سعید سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس بیعت کرنے آیا۔ آپ نے پوچھا: تمہارا نام؟ میں نے عرض کی: حکم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم عبداللہ ہو“۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے حکم بن سعید بن عاص جن کا تذکرہ ان کے بعد آ رہا ہے ان کے سوانح میں ان کا ذکر درج کیا ہے۔ میرے نزدیک وہ اور ہیں۔ اگر یہ طریق محفوظ ہے تو جیسی نامی تبدیلی ان کے متعلق واقع ہوئی ان کے ہمنام کے بارے میں بھی پیش آئی ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ ابوامیہ بن یعلی ثقفی ہیں اور ان کے دادا بھی ثقفی اور ان کے دادا کے چچا دونوں ثقفی ہوئے۔ ثقفی، اموی کے علاوہ خاندان ہے۔ ایک ہی قصہ کئی بار واقع ہو یہ بعید امر نہیں ہے۔ خصوصاً جب حوالوں میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

۱۷۷۹ حکم بن سعید ✿

بن عاص بن امیہ اموی، خالد اور ان کے بھائیوں کے والد، ان کی والدہ ہند بنت مغیرہ مخزومیہ ہیں۔ مسلم مدنی صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ امام بخاری ✿ نے تاریخ میں سعید بن عمرو بن عاص کے طریق سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: مجھے حکم بن سعید نے بتایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تمہارا نام؟ میں نے عرض کی: حکم، فرمایا: ”نہیں بلکہ تم عبداللہ ہو“۔ ✿ اسے ابن ابی عاصم، ابن شاہین، طبرانی اور دارقطنی نے افراد میں سب کے سب عبید بن عبدالرحمٰن بصری کے طریق سے بحوالہ عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن عاص وہ اپنے دادا سعید سے یہی روایت کرتے ہیں۔

بعض کے ہاں حکم بن سعید بن عاص لکھا ہے۔ ترمذی نے تعلیق میں حکم بن سعید سے روایت کی ہے اور زبیر نسب قریش میں لکھتے ہیں: عبداللہ بن سعید بن عاص ان کا نام حکم تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ وہ کاتب تھے، آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ مدینہ میں کتابت سکھائیں۔ بدر کے روز شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے بدریین میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ خلیفہ نے کہا: وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ سعید بن عمرو کی ان سے حدیث روایت کرنے کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات تاخیر سے ہوئی ہے کیونکہ وہ زیادہ قدیم شیخ ہیں جن سے سعید بن عمرو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سماع کیا ہے۔

✿ اسد الغابۃ (۱۲۱۲) ✿ کنز العمال (۱۸۱۷۵) جامع المسانید (۳/۵۴۰) ✿ المعجم الکبیر (۲/۱۰)

✿ اسد الغابۃ (۱۲۱۳) ✿ التاریخ الکبیر (۲/۲۳۱) ✿ المعجم الکبیر (۳/۳۱۶۹)

یہ بھی احتمال ہے کہ یہ صراحت کسی راوی کے وہم پر مبنی ہو۔ یہ معنعن (بالواسطہ) روایت ہے اور ہے بھی منقطع۔ واللہ اعلم

ابوالحسن بن سمیع نے شام فروکش ہونے والے صحابہ میں سے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سرّاج اپنی مسند میں لکھتے ہیں: ابوسائب، ابراہیم بن یوسف بن معمر بن حمزہ بن عمر بن سعد بن ابی وقاص، خالد بن سعید بن عمرو بن سعید۔ ان سلسلۂ سند میں ان کے والد سے روایت ہے کہ ان کے چچا خالد اور ان کے والد عمرو، سعید کی اولاد ہیں۔ یہ سب لوگ نبی ﷺ کی وفات کے بعد اپنی اپنی ذمہ داریوں سے استعفاء دے کر واپس آ گئے۔ نبی ﷺ کے علاوہ یہ لوگ کسی اور کے لیے کوئی حکومتی کام نہیں کرتے۔ سب کے سب شام جہاد میں نکلے اور سب شہید ہو گئے۔ اسی میں ہے کہ حکم حکمت سکھاتے تھے۔

۱۷۸۰ حکم بن سفیان[1]

بن عثمان بن عامر بن مُعَتِّب بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی۔ ابوزرعہ اور ابراہیم حربی کا قول ہے کہ صحابی ہیں۔ اصحاب السنن نے ان کی حدیث وضو[2] کے بعد چھڑکاؤ کے بارے میں روایت کی ہے۔ اس روایت میں مجاہد سے آگے اختلاف ہے۔ بقول بعض ایسے ہی ہے، ایک قول ہے کہ اس کے علاوہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ[3] اور امام احمد فرماتے ہیں کہ حکم صحابی نہیں۔ ابن المدینی، بخاری اور ابوحاتم[4] فرماتے ہیں: صحیح سند حکم بن سفیان بحوالہ اپنے والد ہے۔

۱۷۸۱ حکم بن صلت[5]

بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف۔ بقول بعض حکیم۔ ایک قول ہے: صلت بن حکیم۔ ابن وہب، حرملہ بن عمران سے عبدالعزیز بن حبان سے وہ حکم بن صلت سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ''اپنی نمازوں اور جنازوں میں بے وقوفوں کو آگے نہ کیا کرو''۔[6] اسے ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان نقل کیا ہے بقول بعض وہ خیبر میں شریک ہوئے تھے، محمد بن ابی حذیفہ جب عریش گئے تو مصر میں انہیں اپنا خلیفہ بنا گئے تھے وہ قریش کے پیادوں میں سے تھے۔

۱۷۸۲ حکم بن ابی عاص[7]

بن بشر ابن عبد بن وہمان ثقفی۔ حضرت عثمان بن ابی العاص کے بھائی، ان کے بھائی حفص کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: بقول بعض انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے بھائی حضرت عثمان بن ابی العاص نے انہیں بحرین کا والی مقرر کیا تو انہوں نے بہت سی فتوحات کیں۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ان کے بھائی طائف کے گورنر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا: آؤ اور اپنے بھائی کی نیابت کرو۔ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے جبکہ ان سے معاویہ بن قرہ روایت کرتے ہیں، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ''شہرک'' کے قیدی لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص سے فرمایا: ان کے رشتے کر دو، ابوصفرہ مہلب کے والد بھی موجود تھے۔ وہ کہنے لگے: میں انہی جیسا ہوں۔ تو وہ اگرچہ بوڑھے تھے ان کا رشتہ کرا دیا۔ ان کی بیوی کا ختنہ کیا گیا، اگرچہ وہ بڑھیا تھی۔ اس کے متعلق زیاد بن اعجم نے اشعار کہے ہیں۔

---

[1] اسد الغابة (١٢١٤) استیعاب (٥٤٩) [2] ابوداؤد كتاب الطهارة (١٦٦) نسائی كتاب الطهارة (١٣٤) ابن ماجه كتاب الطهارة (٤٦١) [3] التاريخ الكبير (٣٢٩/٢) [4] الجرح والتعديل (١١٦/٣)

[5] اسد الغابة (١٢١٦) استیعاب (٥٤٢) [6] كنز العمال (٢٠٣٨٩) [7] اسد الغابة (١٢١٨) استیعاب (٥٤٤)

۱۷۸۳ حکم بن ابی العاص [1]

بن امیہ بن عبدشمس قرشی اموی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چچا اور مروان رحمہ اللہ کے والد۔ ابن سعد [2] فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز اسلام لائے، اور مدینہ سکونت رکھی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طائف کی طرف جلاوطن کر دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ لوٹا دیئے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابن السکن کا قول ہے لوگوں کا کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بددعا کی تھی لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ فاکہی بطریق حماد بن سلمہ، بحوالہ ابوسنان، زہری اور عطاء خراسانی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کے صحابہ آپ کے پاس آئے تو آپ حکم بن ابی عاص پر لعنت کر رہے تھے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کا کیا قصور ہے؟ فرمایا: ''میں اپنی فلاں اہلیہ سے مشغول تھا یہ دیوار کے شگاف سے آیا اور مجھے چونکا دیا''۔ انہوں نے عرض کیا: کیا ہم بھی اس پر لعنت نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے یوں نظر آ رہا ہے کہ اس کی اولاد میرے منبر پر چڑھ رہی اور اتر رہی ہے''۔ لوگوں نے عرض کی: کیا ہم انہیں پکڑ نہ لیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں''۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جلاوطن کر دیا۔ [2]

طبرانی [3] نے حدیث حذیفہ سے روایت کی ہے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حکم کے متعلق گفتگو ہوئی کہ مدینہ لوٹا لیا جائے۔ آپ نے فرمایا: ''جو گرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگائی ہے میں اسے کھولنے کا نہیں''۔ اسی طرح حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر سے مروی ہے، فرمایا کہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے آپ جب گفتگو کرتے تو وہ اپنے پپوٹے پھڑکاتے، آپ نے دیکھ لیا تو فرمایا: ''خدا ایسا ہی کرے''۔ چنانچہ وہ مرتے دم تک ایسے ہی کرتے رہے۔ اس کی سند میں تامل ہے۔ اسی روایت کو بیہقی [4] نے دلائل میں اسی سند سے لکھا ہے۔ اس میں ضرار بن صرد رافضیت کی طرف منسوب ہے۔ اسی طرح مالک بن دینار کے طریق سے بحوالہ ہند جو زوجۂ رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کی طرف انگلی سے اشارہ کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھٹ سے دیکھ کر فرمایا: ''اے اللہ! اسے لنگڑا بنا دے''۔ [5] تو وہ اسی جگہ گر گئے۔ ہیثم بن عدی، صالح بن حسان سے روایت کرتے ہیں کہ احنف نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مروان کے لیے یہ کیسی عاجزی پائی جاتی ہے تو انہوں نے فرمایا: کہ حکم ان لوگوں میں سے تھے جو میری بہن ام حبیبہ کی رخصتی کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ ان کے پاس ان کے جوتوں کی ذمہ داری تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں گھورنے لگے۔ کسی نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ حکم کو گھور رہے ہیں؟ فرمایا: ابن المخزومیہ اس کی اولاد جس وقت تیس یا چالیس سال کی ہوگی حکمران بن جائے گی۔ ہم نے ابن نجیب کے جزء میں زہیر بن محمد کے طریق سے بحوالہ صالح بن ابی صالح، نافع بن جبیر بن مطعم بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہاں سے حکم بن ابی عاص کا گزر ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی اولاد سے میری اُمت کے لیے خرابی ہے''۔ [6]

ابن ابی خیثمہ نے حدیث عائشہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے مروان سے فرمایا: (یہ اس وقت کی بات ہے جب عبدالرحمن

---

[1] اسد الغابة (۱۲۱۷) استیعاب (۵۴۷) [2] الطبقات (۲۳۰/۵)

[2] الطبقات الکبریٰ لابن سعد (۴۴۷/۵) التاریخ الکبیر (۳۳۱/۲)

[3] المعجم الکبیر (۳۱۶۶/۳) [4] دلائل النبوة (۲۳۹/۲) [5] اسد الغابة (۳۷/۲)

[6] مجمع الزوائد (۲۴۱/۵) کنز العمال (۳۱۰۶۶) علل الحدیث (۲۷۵۱)

یزید بن معاویہ کی بیعت سے باز رہے تھے) جہاں تک مروان تمہارا تعلق ہے تو میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تمہارے والد پر لعنت بھیجی تھی اس وقت تمہاری پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں: اس قصہ کی اصل بخاری میں اس اضافہ کے علاوہ موجود ہے۔ ابوعمر نے ان کے جلاوطن ہونے کا ایک اور سبب لکھا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا راز افشاء کرتے تھے، بقول بعض وہ نبی ﷺ کی چال کی نقل اتارتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب انہیں مدینہ لوٹا لیا تو یہ عذر پیش کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے حکم کے بارے اجازت مانگی تھی۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق سفارش کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھ سے انہیں لوٹانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ ابن سعد نے بحوالہ واقدی انہوں نے ثعلبہ بن ابی مالک تک اپنی سند سے نقل کیا ہے، حکم کا انتقال خلافت عثمانی میں ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی قبر کی جگہ سخت گرمی کے دن خیمہ لگوایا جس پر لوگوں نے چہ می گوئیاں کیں۔ آپ نے فرمایا: عہد فاروقی میں زینب بنت جحش کی قبر پہ بھی تو خیمہ تنا تھا۔ اس قوت تمہیں کوئی معترض اور نکتہ چینی کرنے والا نظر آیا تھا؟ حکم کا انتقال خلافت عثمانی میں ۳۲ھ میں ہوا۔

۱۷۸۴ حکم بن عبداللہ ثقفی ✿

ابن مندہ نے بطریق اسرائیل، حکم بن عمرو سے بحوالہ یعلی بن مرہ، حکم بن عبداللہ ثقفی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کسی سفر کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک عورت آپ کے پاس اپنا بچہ لا کر کہنے لگی: ''یا رسول اللہ! اسے باری کا بخار ہو جاتا ہے''۔ ✿ پھر حدیث ذکر کی۔ ابونعیم فرماتے ہیں: کئی سندوں سے مروی ہے جو یعلی بن مرہ سے ہے جس میں حکم بن عبداللہ کا ذکر نہیں اور نہ یہ اضافہ صحیح ہے۔

۱۷۸۵ حکم بن عمرو بن شرید ✿

بغوی فرماتے ہیں: بخاری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے، لیکن ان کی کسی حدیث کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حسن بن سفیان نے بطریق عبدالحمید بن جعفر، بحوالہ اپنے والد، ابن شرید سے نقل کی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، ایک شخص چھینکا تو میں نے ''یرحمك الله'' ✿ کہہ دیا۔ حسن بن سفیان فرماتے ہیں: محمد بن المثنی فرماتے ہیں: ان ابن شرید کا نام حکم ہے۔

۱۷۸۶ حکم بن عمرو بن مُجَدّع ✿

بن حِذیم بن حارث بن نُعَیلہ بن مُلَیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ، ابوعمرو غفاری، رافع کے بھائی، انہیں حکم بن اقرع بھی کہا جاتا ہے۔ غفار کی طرف ان کی نسبت اس وجہ سے ہے کہ نعیلہ بن ملیل، غفار کے بھائی ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ان کی حدیث بخاری اور بقیہ چار کتب میں ہے۔ ان سے ابوشعثاء ابوحاجب، عبداللہ بن صامت، حسن اور ابن سیرین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: وہ تا مرگ نبی ﷺ کے ساتھ رہے۔ پھر بصرہ فروکش ہو گئے۔ زیاد نے انہیں خراسان کا والی بنا

✿ اسد الغابۃ (۱۲۱۹) ✿ جامع المسانید (۵۴۹/۳) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۲۲)

✿ جامع المسانید (۵۵۰/۳) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۲۳) استیعاب (۵۴۳)

دیا جہاں ان کی وفات ہوئی۔ اوس بن عبداللہ بن بریدہ سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کسی بات پر ان سے ناراض ہوئے، دوسرا گورنر بھیج کر انہیں بیڑیاں ڈال دیں اور اسی حالت میں ان کا ۴۵ھ میں انتقال ہوا۔ مدائنی فرماتے ہیں: ۵۰ھ میں اور عسکری کا قول ہے کہ ۵۱ھ میں فوت ہوئے تھے۔ [1]

میں کہتا ہوں: کہ جب ان کے پاس زیاد کی طرف سے ناراضگی کا خط پہنچا تو انہوں نے اپنے لیے موت کی دعا کی اور فوت ہو گئے۔ اور ابوعمر نے زیاد کی ولایت کے قصہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ان کے ارادے سے نہ تھی بلکہ ہوا یوں تھا جب ان کی وفات ہونے لگی تو انہوں نے اپنے کام کا نگران انس بن ابی ایاس کو بنا دیا تھا۔

۱۷۸۷ حکم بن عمرو بن معتب [2]

بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی۔ ابوعمر کا قول [3] ہے: اس وفد کے ایک فرد ہیں جو عبدیالیل کے ساتھ ثقیف کے مسلمان ہونے کی خبر لائے تھے۔

۱۷۸۸ (ز) حکم بن عمرو ثعلبی

فتوح میں ان کا ذکر ہے، انہوں نے ہی مکران کا محاصرہ کر کے اس کے بادشاہ کو شکست دی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف فتح کی خوشخبری بھیجی تھی، جس کا لمبا قصہ ہے۔

۱۷۸۹ حکم بن عُمَیر [4] الثمالی

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: ان کی طرف نبی علیہ السلام کی ایسی احادیث مروی ہیں جو منکر کا درجہ رکھتی ہیں، جنہیں عیسیٰ بن ابراہیم جو ضعیف راوی ہے، روایت کرتا ہے وہ موسیٰ بن ابی حبیب سے جو ضعیف راوی ہے وہ اپنے چچا حکم سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے ایک حدیث ابن ابی عاصم [5] نے بقیہ کے طریق سے بحوالہ عیسیٰ اسی سند سے نقل کی ہے اس میں فرماتے ہیں: حکم سے مروی ہے جو صحابیٔ رسول ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: بقیہ نے اسی سند سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ابن ابی خیثمہ نے بحوالہ حوطی، بقیہ سے روایت کی ہے متن کے الفاظ ہیں: دو یا ان سے زیادہ افراد جماعت کا حکم رکھتے ہیں۔ بقیہ فرماتے ہیں: میں نے یہ روایت سفیان کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔ مجھے اس روایت کا راوی موسیٰ کے علاوہ مل گیا۔ ابراہیم بن دیزیل اپنی کتاب صفین میں علاء بن جریر کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں طائف کے بزرگ نے بتایا جس کی عمر اسی سال تھی کہ حکم بن عمیر ثمالی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] جامع المسانید (۵۵۱/۳) [2] اسد الغابة (۱۲۲٤) استیعاب (۵۵۲) [3] استیعاب (۵٤۳)

[4] اسد الغابة (۱۲۲۵) استیعاب (۵٤۵) [5] السنة لابن ابی عاصم (۲۱/۱)

نے فرمایا: ''ابوبکر اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم حکومت کے والی بنو گے؟'' [1] پھر بقیہ حدیث ذکر کی۔ موسیٰ سے ان کی روایت میں مجھے عیسیٰ کا متابع بھی مل گیا جو روایت حکم سے مروی ہے۔ اسے ابن السکن نے نقل کیا ہے اور ابونعیم نے دوسری سند سے موسیٰ سے بحوالہ حکم بن عمیر روایت کی ہے کہ وہ بدری تھے۔ ابوعمر لکھتے ہیں: حکم بن عمیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ''دو یا ان سے زیادہ افراد جماعت کہلاتے ہیں''۔ [2]

ان کی حدیث اہل شام سے ملتی ہے پھر فرماتے ہیں حکم بن عمرو ثمالی، ثمالہ ازد کی شاخ ہے۔ وہ بدر میں شریک ہوئے۔ اہل شام نے ان کی طرف سے ایسی منکر احادیث روایت کی ہیں جو صحیح نہیں۔ یوں انہوں نے ایک کی دو شخصیتیں بنا دیں۔ وہ ثمالی جن کی نسبت سے منکر احادیث مروی ہیں وہ حکم بن عمیر ہیں، شاید ان کے والد کا نام عمرو تھا لیکن مشہور عمیر ہو گیا۔

۱۷۹۰ حکم بن کیسان [3]

ہشام بن مغیرہ مخزومی، ابوجہل کے والد کے غلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے جو پہلی مہم بھیجی اس میں گرفتار ہو گئے اس سریے کے امیر عبداللہ بن جحش تھے۔ چنانچہ گرفتاری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے۔ سیرت ابن اسحاق میں یہ قصہ مشہور ہے۔ واقدی اپنی سند سے، مقداد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ہی حکم کو قید کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن بعد میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان لے آئے۔ اور بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی ابن اسحاق وغیرہ کا بیان ہے۔ ہیثم بن عدی، یونس سے بحوالہ زہری اور ابن عباس اور ابوبکر بن ابی جہم سے روایت ہے، دونوں فرماتے ہیں: حکم بن کیسان مولی بنی مخزوم (جو پچھنے، سینگی لگانے کا کام کرتے تھے) نے حضرت عثمان بن عفان کی بہن آمنہ بنت عفان (جو جاہلیت میں ماما تھیں) ان سے شادی کر لی تھی۔

۱۷۹۱ (ز) حَکم بن مرّہ [4]

ابن مندہ: ان کے صحابی ہونے اور ان کی روایت میں تامّل ہے، حکم بن فضیل، شیبہ بن مساور بحوالہ حکم بن مرہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو برے طریقے سے نماز پڑھتے دیکھا۔ [5] (حدیث)

۱۷۹۲ (ز) حکم بن مسعود

بن عمرو ثقفی۔ ابوعبید کے بھائی جنگ جسر میں اپنے بھائی کے ساتھ شریک ہوئے اور شہادت پائی۔ کنیتوں میں ان کے بھائی کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

---

[1] تنزیہ الشریعۃ لابن عراق (۲۱۸) الموضوعات لابن الجوزی (۲۷/۲)

[2] ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنن فیھا (۹۷۲) السنن الکبریٰ (۶۹/۳) لسان المیزان (۱۱۹۳/٤)

[3] اسد الغابۃ (۱۲۲٦) استیعاب (۵٤۰)

[4] اسد الغابۃ (۱۲۲۷)

[5] کنز العمال (۱۹۰٦۹) جامع المسانید (۵٦٦/۳)

۱۶۹۳ حکم بن مسلم عقیلی

بقول ابو احمد عسکری: صحابی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۹۴ حکم بن منہال ✿

یا ابن مینا ابو یعلی بطریق حویرث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حکم بن منہال سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "میرے لیے قریشیوں کو جمع کرو"۔ (حدیث) اسی میں ہے: "بھانجا قوم میں شامل ہے"۔ ✿ ایسا ہی ابن الاثیر نے بطریق ابو یعلی نقل کیا ہے اور بطریق ابن ابی عاصم ✿ مقدمی سے جو ابو یعلی کے شیخ ہیں ان سے روایت کیا ہے اس میں ہے حکم بن مینا نے کہا: ابو یعلی کی دوسری مستند مسند کے نسخہ میں ایسا ہی ہے شاید وہ بعد والے ہوں۔

۱۶۹۵ حکم بن مینا انصاری ✿

ان کے مولیٰ ہیں۔ ابن سعد ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی اولاد کہتی ہے: ابو عامر راہب جو حنظلہ غسیل ملائکہ کے والد تھے انہوں نے ابوسفیان بن حرب کو مینا دیا، انہوں نے آگے عباس رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا۔ آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔ مینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک میں شریک ہوئے۔ رہے حکم جو ان کے بیٹے ہیں، تو امام بخاری ✿ تاریخ میں اور دارقطنی افراد میں بطریق شبیث بن حکم بن مینا بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں دمشق جامع مسجد کے دروازے پر بلال حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام اور ابو جندل کے ساتھ وضو کر رہا تھا تو اچانک ہم نے مسح علی الخفین (موزوں پر مسح) کا تذکرہ کیا۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ بطریق عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، شبیث بن حکم سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اسلام لایا تو وہ زخمی ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دم کیا۔ ایسا ہی ان کے ہاں شبیث بغیر تصغیر لکھا ہے۔

۱۶۹۶ حکم زرقی ابن ربیع، تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۶۹۷ حکم ابوشبیث ابن مینا، تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۶۹۸ حکم انصاری ✿

مطیع کے دادا، مسعود بن حکم زرقی کے چچاؤں میں سے ایک ہیں۔ بغوی، ابن سکن وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ابو عبداللہ کنیت بتائی ہے اور بطریق محمد بن قاسم، مطیع ابو یحییٰ انصاری (جو عابد زاہد شخص تھے) سے ان کی حدیث نقل کی

✿ ابوداؤد کتاب الادب (۵۱۲۲) مسند احمد (۱۷۱/۳) المعجم الکبیر (۱۴۲/۲) المصنف لعبدالرزاق (۱۹۸۹۷) کنز العمال (۳۰۳۷۶) (۵۶۴۴) الدر المنثور (۳۱۸۳)

✿ الاحاد والمثانی (۲۵۱/۵) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۳۰) ✿ الطبقات الکبریٰ (۲۲۸/۵)

✿ التاریخ الکبیر (۳۴۳/۲) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۲۰)

ہے۔فرمایا: ”مجھ سے میرے والد بحوالہ میرے دادا روایت کی ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہوتے تو ہماری طرف رخ انور فرماتے“۔ ❶ محمد بن قاسم فرماتے ہیں: مجھے ایک محدث نے بتایا یہ مطیع بن فلاں بن حکم، مسعود بن حکم کے عم زاد ہیں۔ حکم اُحد میں شریک رہے تھے۔

حکیم (حا پر زبر کاف کے نیچے زیر) نامی حضرات

۱۷۹۹ حکیم بن اشرف

مقاتل بن سلیمان نے اس آیت ”جو لوگ تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں اور اپنی بیویاں بیوہ چھوڑ جاتے ہیں تو ان کی ازواج کے لئے وصیت ہے“ ❷ کی تفسیر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۰۰ حکیم بن امیّہ ❸

بن حارثہ بن اوقص سلمی بنی امیہ کے حلیف۔ ابن ہشام نے ان کے وہ اشعار ذکر کیے ہیں جن میں بنی امیہ کو نبی ﷺ سے عداوت رکھنے سے روکتے ہیں۔ حکیم حارثہ بن امیہ کی اولاد میں سے اپنے دادا کے مشابہ تھے۔ بعثت سے پہلے، قریش کے اتفاق سے ان کی تادیب وتربیت کیا کرتے تھے جس کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے: ”میں روزانہ بطحا کا چکر اس خوف سے لگاتا ہوں کہ حکیم مجھے ادب سکھا دے“۔ فاکہی نے کتاب مکہ میں بحوالہ ابوثابت زہری اس کا ذکر کیا ہے، ابن الاثیر نے بحوالہ اشیری اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا اور اسے ابن ہشام اور ابن اسحاق کی طرف منسوب کیا کہ وہ بہت پہلے مکہ میں اسلام لا چکے تھے۔

۱۸۰۱ (ز) حکیم بن حارث طائفی

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی اور بچوں سمیت ہجرت کی تھی۔ انہی کے متعلق یہ آیت: ”جو لوگ تم میں سے فوت ہو جاتے اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں“ ❶ نازل ہوئی۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے یہ قصہ ابن اسحاق سے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے، فرمایا: مجھے بحوالہ مقاتل بن حیان اس آیت کی تفسیر میں بتایا گیا کہ ایک شخص جو طائف کا رہنے والا تھا مدینہ آیا، اس کی نرینہ اور مادینہ اولاد تھی۔ اس کے ساتھ اس کے والدین اور اہلیہ بھی تھی۔ مدینہ میں اس کا انتقال ہو گیا، جس کا مقدمہ نبی ﷺ کے حضور پیش ہوا تو آپ ﷺ نے والدین اور اولاد کو دستور کے موافق حصہ تو دیا لیکن بیوی کو محروم رکھا۔ البتہ انہیں یہ حکم دیا کہ وہ سال بھر تک بیوی کو مرحوم خاوند کے ترکہ میں سے خرچ دیں۔

۱۸۰۲ حکیم بن حزام ❷

بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی اسدی، زوجۂ رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے، ان کی والدہ صفیہ ہیں۔ بقول

---

❶ الجامع الكبير (۳۷۵/۲) ❷ سورة البقره (۲۳٤) ❸ اسد الغابة (۱۲۳۱)

❶ سورة البقرة (۲۳٤) ❷ اسد الغابة (۱۲۳٤) استيعاب (۵۵۳)

بعض فاختہ، ایک قول ہے کہ زینب بنت زہیر بن حارث بن اسید بن عبدالعزی ہیں۔ کنیت ابو خالد تھی، کتب ستہ میں ان کی حدیث ہے۔ ان سے ان کا عبداللہ بن حارث بن نوفل، سعید بن المسیب، موسیٰ بن طلحہ اور عروہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابو حبیبہ مولی زبیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حکیم بن حزام کو فرماتے سنا: میں واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوا، اور جب عبدالمطلب نے عبداللہ کو ذبح کرنا چاہا تو اس وقت میں سمجھدار بچہ تھا۔ واقدی نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پانچ سال پہلے، ان کے والد حرب فجار جس میں یہ بھی شریک تھے، قتل ہو گئے تھے۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ حکیم بن حزام کعبہ میں پیدا ہوئے، قریش کے سردار تھے اور بعثت سے پہلے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور بعثت کے بعد بھی انہوں نے اپنی سابقہ دوستی، محبت میں کوئی کمی نہ آنے دی، لیکن (تعجب کی بات ہے) اسلام تاخیر سے قبول کیا حتیٰ کہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔

سیرت کی کتابوں میں یہ روایت ثابت ہے اور صحیح بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جو حکیم بن حزام کی حویلی میں داخل ہو گیا وہ مامون و محفوظ ہے''۔ [1] تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔ حنین میں شریک ہوئے جس کی غنیمت میں سے انہیں سو اونٹ ملے۔ پھر ان کا اسلام سنور گیا۔ اور یہ بھی بدر میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے اور بچ جانے والوں میں یہ بھی بچ نکلے، جب تاکید کے لیے قسم کھاتے تو فرماتے: اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر سے بچا لیا تھا۔ زبیر فرماتے ہیں، اسلام کا ظہور ہوا تو (رفادہ) مرہم پٹی کی ذمہ داری ان کے پاس تھی۔ وہ نیکی کے کام کرتے اور صلہ رحمی کرتے تھے۔

صحیح [2] میں ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ میں جاہلیت میں جو نیکی کے کام کرتا تھا کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نیکی کے سابقہ کاموں سمیت مسلمان ہوئے''۔ دارالندوہ ان کی ملکیت میں تھا جسے انہوں نے بعد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ایک لاکھ دراہم میں فروخت کر دیا۔ جس پر عبداللہ بن زبیر نے انہیں ملامت کی تو فرمانے لگے: بھتیجے! میں نے اس کے بدلہ جنت میں ایک گھر خرید لیا ہے اور تمام دراہم کو صدقہ کر دیا۔ وہ قریش کے نسب و واقعات کے عالم تھے۔

۵۰ھ بقول بعض ۵۴ھ، ایک قول ہے ۵۸ھ، کسی کا قول ہے ۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ ایک سو بیس سال زندہ رہنے والوں میں سے ہیں۔ آدھا عرصہ جاہلیت میں اور آدھا اسلام میں گزارا۔ تاریخ میں امام بخاری [3] فرماتے ہیں: ۶۰ھ میں بعمر ۱۲۰ سال فوت ہوئے۔ یہ ابراہیم بن منذر کا قول ہے جسے بطریق عمر بن عبداللہ بن عروہ، بحوالہ عروہ مسنداً ذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خلافت کے دس سال گزرنے کے بعد انتقال فرمایا۔

۱۸۰۳ حکیم بن حزن [4]

بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم، سعید بن المسیب (مشہور تابعی) کے چچا، بقول ابن اسحاق، عروہ اور ابو معشر: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز اپنے والد اور والدہ فاطمہ بنت سائب مخزومیہ کے ساتھ

---

[1] تهذيب تاريخ دمشق (٤/٤٢٠)

[2] بخاری كتاب الزكاة من تصدق فى الشرك ثم اسلم (١٣٦٩) مسلم كتاب الايمان بيان حكم الكافر اذا اسلم بعده (١٣١٩)

[3] التاريخ الكبير (١١/٣) [4] اسد الغابة (١٢٣٥) استيعاب (٥٥٥)

مسلمان ہوئے۔ ابن مندہ کا بیان ہے: ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

۱۸۰۴ حکیم بن طلیق [1]

بن سفیان بن امیہ بن عبد شمس اموی۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے: تالیف قلبی والوں میں تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں سو اونٹ عطا کیے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں رہی۔ ابوعبید فرماتے ہیں: ان کا ایک مہاجر نامی بیٹا تھا اور ایک بیٹی تھی جس سے زیاد بن امیہ نے شادی کی تھی۔

۱۸۰۵ حکیم بن عامر عبدی ثم محاربی

ابوعبیدہ نے وفدِ عبدالقیس کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۸۰۶ حکیم بن معاویہ نمیری [2]

باوردی بحوالہ بخاری فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ اہل حمص سے ان کی حدیث ملتی ہے۔ ابن ابی حاتم [3] بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور تاریخ میں ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث کا مدار اسمٰعیل بن عیاش پر ہے جسے سلیمان بن سلیم سے بحوالہ یحییٰ بن جابر، معاویہ بن حکیم سے وہ اپنے چچا حکیم بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا دے کر بھیجا ہے؟ (حدیث) یہ ترمذی [4] کی روایت ہے۔ بقول بعض، حکیم بن معاویہ سے بحوالہ ان کے چچا محمد بن معاویہ یہی ابن ماجہ کی روایت ہے، جسے عقبہ نے سلیمان سے بحوالہ یحییٰ، معاویہ اور حکیم سے بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے اور ابن ابی عاصم [5] نے اپنے طریق سے روایت کی ہے، جبکہ ابن ابی خیثمہ نے بطریق سعید بن سنان، یحییٰ بن جابر سے یونہی روایت کرتے ہیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ پہلی روایت سے یہ لازم آتا ہے کہ حکیم ان کے والد اور چچا کا نام ہو۔ ابوعمر [6] کا قول ہے: جس نے بھی صحابہ کے متعلق کوئی کتاب لکھی ہے اس نے ان میں اس شخصیت کا ذکر کیا ہے۔ [7]

۱۸۰۷ حکیم [8] والد معاویہ

ابن ابی خیثمہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے جو میرے نزدیک غلط ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اور جو حدیث ان کے حوالہ سے ذکر کی ہے وہ بہز بن حکیم بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے ہے۔ ان کے دادا معاویہ بن حیدہ ہیں۔ ایسا ہی علامہ ابن عبدالبر [9] نے ذکر کیا ہے۔ پھر بطریق ابن ابی خیثمہ حوطی سے، بقیہ، بحوالہ سعید بن سنان، یحییٰ بن جابر سے، بحوالہ معاویہ بن حکیم وہ اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! (اللہ تعالیٰ) ہمارے رب نے آپ کو کیا احکام دے کر بھیجا

---

[1] اسد الغابۃ (۱۲۳۶) استیعاب (۵۵٤) [2] اسد الغابۃ (۱۲۳۸) استیعاب (۵٦٦) [3] الجرح والتعدیل (۲۰۷/۳)
[4] ترمذی کتاب الایمان حدیث (۲٦۱٦) [5] ابن ماجہ کتاب الفتن (۳۹۷۳) [6] الآحاد والمثانی (۱٤۹/۳)
[7] الجرح والتعدیل (۲۰۷/۳) [8] الجرح والتعدیل (۲۰۷/۳) [9] اسد الغابۃ (۱۲۳۹) استیعاب (۵۵۷)

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے حرمت والا ہے۔ یہی تمہارا دین ہے جہاں بھی تم رہو تمہارے لیے (اس پر عمل) کافی ہے''۔ [1]

پھر بطریق عبدالوارث، بحوالہ بہز بن حکیم، ان کے والدان کے دادا سے روایت درج کی ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس آنے سے پہلے میں نے کئی بار نہ آنے کی قسم کھائی پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اس میں بھی سابقہ مضمون ہے۔ ابوعمر نے اس بات پر بنیاد رکھی ہے کہ راوی کا نام بدل گیا ہے۔ وہ حکیم بن معاویہ تھے نہ معاویہ بن حکیم۔ جبکہ حکیم بن معاویہ مشہور تابعی ہیں۔ اس لیے وہ پورے وثوق سے کہہ گئے کہ یہ غلط ہے۔ لیکن یہ احتمال پھر بھی باقی ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔ اور اس میں کوئی بُعد نہیں کہ دونوں نے ایک جیسا سوال کیا ہو۔ خصوصاً جب حوالہ مختلف ہے ابن ابی عاصم نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث نقل کی ہے جو عبدالوہاب بن نجدہ وہی حوطی سے مروی ہے جو اس میں ابن ابی خیثمہ کے شیخ ہیں۔

۱۸۰۸ حکیم اشعری [2]

مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں جو صحیحین [3] میں حدیث ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اشعری رفقاء کی قرآن پڑھنے کی آوازوں کی پہچان ہے جب وہ رات ہوتے ہی اسے شروع کرتے ہیں (یعنی مساجد میں)۔ ان میں سے حکیم ہے جب وہ لشکر سے مقابلہ کرتا ہے''۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابوعلی غسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن التین اور دیگر شراحِ بخاری کا گمان ہے کہ آپ کا یہ ارشاد ''ان میں سے ایک حکیم ہے''۔ ان میں سے کسی غیر معروف شخص کی صفت ہے۔ ایسا ہی عیاض نے اپنے شیخ ابوعلی صدفی سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

باب حاء کے بعد لام

۱۸۰۹ (ز) حلال (بے نسبت)

جہنی، بقول بعض مزنی۔ امام احمد بطریق سفیان ثوری، ابواسحاق سے وہ بحوالہ جہینہ یا مزینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو ''یا حرام یا حرام'' پکارتے سنا، جوان کا شعار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا حلال یا حلال!''

۱۸۱۰ (ز) حَلْبَس

بروزن جَعْفَر۔ بقول بعض تصغیر ہے۔ بے نسبت۔ ابن مندہ نے بطریق نصر بن علقمہ، اپنے بھائی محفوظ سے انہوں نے ابن عائذ سے بحوالہ حلبس نقل کیا کہ نبی ﷺ نے اپنی ازواج کو یہ حکم دیا تھا کہ جب کوئی سونے لگے تو تینتیس (۳۳) بار الحمدللہ، تینتیس (۳۳) بار سبحان اللہ اور تینتیس (۳۳) بار اور ایک روایت کے مطابق چونتیس (۳۴) بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرے۔ [4]

---

[1] اسد الغابۃ (۴۷/۲) [2] ترمذی کتاب الایمان (۲۶۱۶) الدر المنثور (۵۷۸/۱)

[3] اسد الغابۃ (۱۲۳۱) [4] کنز العمال (۱۸۲۵۷)

۱۸۱۱ حُلَيْس [1]

تصغیر ہے۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوزاہریہ حلیس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریش کو وہ صفات حاصل ہیں جو دوسرے لوگوں کو نہیں ملیں''۔ [2] (حدیث) اسے ابونعیم نے سابقہ شخصیت کے سوانح میں درج کیا ہے اور فرمایا: اہل حمص میں ان کا شمار ہوتا ہے، مجھے تو لگتا ہے وہ اور ہیں۔ تاریخ حمص میں جو ہیں ان سے ابن عائذ روایت کرتے ہیں اور وہ پہلے والے ہیں، یہ نہیں۔

۱۸۱۲ حُلَيْس [3]

یہ بھی تصغیر ہے۔ ابن زید بن صفوان بن صباح بن طَرِیف بن زید بن عامر بن ربیعہ بن کعب بن ربیعہ بن ثعلبہ بن سعد بن ضبہ ضبی۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور سیف بن عمر کے طریق سے اپنی مسند سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے بھائی حارث بن زید بن صفوان کی وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں مظلوم ہوں، کیا میں بدلہ لے سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی ظلم کیا جائے درگزر اس کی زیادہ مستحق ہے''۔ [4] (حدیث)

۱۸۱۳ (ز) حِلْيَه بن جُنَاده

بن سوید بن عمرو بن عُرفُطہ بن نافذ بن مرہ بن تیم بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی۔ ابن کلبی نے ''جمہرہ'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ اسی طرح میں نے ایک تصحیح شدہ نسخہ میں حاءِ بے نقطی، لام اور یاء سے لکھا دیکھا ہے۔

حاء کے بعد میم

۱۸۱۴ حَمَّاد [5]

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے ابوموسیٰ نے بطریق یقظان بن عمار بن یاسر جو ایک ضعیف راوی ہے۔ زہری سے بحوالہ ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا شخص لاٹھی ٹیکتے ٹیکتے آ گیا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا جواباً تمام حاضرین نے سلام کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حماد! بیٹھیے! آپ خیر پر کاربند ہیں''۔ پھر انہوں نے اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی جب چالیس برس کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تین آفات سے محفوظ رکھتا ہے''۔ [6] لمبی حدیث ہے۔

---

[1] اسد الغابة (١٢٤١) استيعاب (٦٠٦) [2] كنز العمال (٣٣٨٠٥) جامع المسانيد (٥٩١/٣)

[3] اسد الغابة (١٢٤٠) [4] جامع المسانيد (٥٩٠/٣) [5] اسد الغابة (١٢٤٢)

[6] كنز العمال (٤٢٦٥٩) اللآلي المصنوعة (٧٢/١) تاريخ بغداد (٧١/٢)

١٨١٥ حِمار ❶

مشہور جانور کے نام پر یہ نام ہے جس کی وجہ کوئی حماقت نادانی نہیں کچھ اور ہے۔ امام بخاری ❷ بطریق زید بن اسلم وہ اپنے والد سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ نامی ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتا اور خوش کرتا تھا۔ اس کا لقب حمار تھا۔ (حدیث) اسی میں ہے، اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے''۔ واقدی کا بیان ہے ان کا یہ قصہ غزوۂ خیبر میں پیش آیا۔ ابویعلی دوسری سند سے، بحوالہ زید بن اسلم اسی سلسلہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی یا شہد کا ڈبہ ہدیے میں بھیجا کرتے تھے۔ پھر اس کا مالک لے کر آتا تو فرماتے: انہیں گھی دو۔

میں کہتا ہوں: ایسا ہی واقعہ نعمان کے ساتھ پیش آیا جو زبیر بن بکار ''کتاب الفکاهة والمزاح'' نے ذکر کیا ہے۔ ابوبکر مروزی اپنی مسندِ ابوبکر میں بطریق زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ جو حمار کے نام سے مشہور تھے، انہوں نے عہد فاروقی میں شراب پی لی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر اور عثمان کو حکم دیا کہ انہیں کوڑے لگائیں۔ (حدیث)

١٨١٦ حِماس ❸

ابن قیس بقول بعض ابن خالد بن قیس بن مالک دئلی، ابن اسحاق اور واقدی کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر یہ مکہ میں تھے۔ اسلحہ تیار کر کے اپنی بیوی سے کہنے لگے میں ان کے مقابلہ میں جاتا ہوں تمہیں ویسے بھی خادم کی ضرورت ہے باہر نکل کر مسلمانوں کا کرّ وفر دیکھا تو الٹے واپس گھر آ گئے۔ بیوی سے کہا اری! دروازہ بند کر لے۔ وہ کہنے لگی: ناس ہو! خادم لینے گئے تھے، کیا ہے؟ اور انہیں ملامت کرنے لگی تو اس موقع پر یہ اشعار کہے:

''اگر تم جنگ کے روز ہوتی تو دیکھتی جب صفوان اور عکرمہ بھاگ نکلے تھے، اور مسلمانوں نے تلواریں لیے ہمیں آ لیا۔ ایسی تلواریں جو مدّ مقابل کے ہر کندھے اور کھوپڑی کو کاٹ کے رکھ دیتیں۔ وہ ان سے ایسا وار کرتے جس سے صرف شور سنائی دیتا۔ تو ملامت کا لفظ بھی منہ سے نہ نکالتی''۔

ابوعمر ❹ نے یہی قصہ صفوان بن امیہ کے حالات میں ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے اِن کا نام خناس بن قیس لیا۔ بہرکیف پہلا نام زیادہ صحیح ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی مغازی میں یہ قصہ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جب بنو بکر کو شکست ہوئی تو قبیلہ ہذیل کا ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا پھر وہ قصہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے، ابن شہاب نے کہا: یہ اشعار حماس، بنی سعد بن لیث کے (بھائی) رشتہ دار نے کہے ہیں۔

١٨١٧ حماس (بے نسبت)

ابن قانع بطریق حماد بن سلمہ، ابوجعفر خطمی، حمید بن حماس، بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے ہم لوگ سو چکے تھے، آپ نے فرمایا: ''بنی حماس! نیکی کا حکم کرتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا''۔ ❺

❶ اسد الغابة (١٢٤٣) ❷ بخاری کتاب الحدود (٦٧٨٠) ❸ اسد الغابة (١٢٤٤) استیعاب (٦٠٤)
❹ استیعاب (٤٥٩/١) ❺ السنن الکبریٰ (٩٣/١٠) حلیة الاولیاء (٢٨٧/٨)

۱۸۱۸ (ز) حمّال بن مالك

بن حمال الاسدی فتوح میں سیف نے لکھا ہے کہ حضرت سعد نے جب عراق کا رُخ کیا تو انہیں پیادہ فوج کا امیر مقرر کیا۔

۱۸۱۹ حمام بن عمر اسلمی ❶

طبرانی ❷ بطریق یزید بن نعیم روایت کرتے ہیں کہ قبیلۂ اسلم کا ایک شخص عبید بن عویم نامی کا بیان ہے کہ زمانہ جاہلیت میں میرے چچا نے ایک باندی سے مقاربت کر لی جس سے اس کے پاؤں بھاری ہو گئے اور اس کے حمام نامی لڑکا ہوا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کی بات کرنے آئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اپنا بیٹا لے جاؤ!'' تھوڑی دیر میں باندی کا آقا بھی آ گیا۔ آپ نے اس کے سامنے دو غلام پیش کیے اور فرمایا: ''ان میں سے جو من بھائے وہ لے لو اور اس شخص کا بیٹا چھوڑ دو!'' تو اس شخص نے رافع نامی غلام لے لیا اور اس کا بیٹا چھوڑ دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بھی اپنا بیٹا پہچان لیا اور اسے اپنے قبضہ میں (کسی بھی طریقے سے) لے لیا تو اس کی آزادی ایک غلام آزاد کرنا ہے''۔ اس کی سند حسن ہے۔ اسے باوردی بقی بن مخلد اور طبرانی نے تہذیب الآثار میں اسی سند سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: قبیلۂ اسلم کا ایک شخص عمر نامی قبیلۂ اسلم ہی کے ایک شخص عبید کے ساتھ ہو لیا۔ پھر اس عمر نے ایک رنڈی باندی سے مقاربت کر لی جس سے حمام نامی ایک لڑکا ہوا۔ یہ سب جاہلیت کی بات ہے، پھر وہ عمر نبی ﷺ کے پاس آئے اس کے بعد وہ حدیث ذکر کی۔

۱۸۲۰ (ز) حمام اسلمی

دوسرے ہیں مبہمات میں ابن حمامہ کے ذیل میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۸۲۱ حُمَام بن الجَمُوح ❸

بن زید انصاری۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۲۲ حمران بن جابر یمامی ❹ ابوسالم

ابن مندہ بطریق محمد بن جابر، عبداللہ بن بدر، وہ اپنی دادی ام سالم سے وہ ابوسالم حمران بن جابر سے جو وفد کے ایک فرد تھے، روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بنی امیہ کے لئے ہلاکت ہے''۔ ❺ تین بار یہ کلمات فرمائے (مراد جو اسلام نہیں لائے)۔

۱۸۲۳ حمران بن حارثہ اسلمی ❻

اسماء کے بھائی۔ بغوی بعض اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ لوگ آٹھ بھائی تھے۔ سب اسلام لائے اور صحابہ میں شامل ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں: (۱) اسماء (۲) حمران (۳) خراش (۴) ذؤیب (۵) سلمہ (۶) فضالہ (۷) مالک (۸) ہند۔ ان میں

---

❶ اسد الغابة (١٢٤٥) ❷ المعجم الكبير (٣٥٩٩/٤) ❸ اسد الغابة (١٢٤٦)
❹ اسد الغابة (١٢٤٨) استيعاب (٥٨٥) ❺ كنز العمال (٣١٠٥٩) ❻ اسد الغابة (١٢٤٩)

سے حمران کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔ ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: طبرانی نے یہ روایت بھی کی ہے کہ آٹھوں کے آٹھ بیعت رضوان میں شریک تھے جس کا کچھ تذکرہ مالک بن حارثہ کے حالات میں آئے گا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کر کے کہا: فزاری ہیں، اسلمی نہیں کہا۔ جو واضح غلطی ہے۔

۱۸۲۴ حُمْرہ

مالک ✿ بن ذی شِعار بن مالک بن منبہ بن سَلمہ بن مالک بن عدی بن سعد بن رافع بن مالک بن جشم بن حاشد بن جشم بن حیوان بن نوف بن ہمدان ہمدانی۔ ابن سعد ✿ بحوالہ اپنے رجال مدائنی سے نقل کرتے ہیں کہ ہمدان کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں حمرہ بن مالک بن ذی شِعار بھی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمدان اچھا قبیلہ ہے''۔ (حدیث) بعض روایات میں حمیرہ بن مالک لکھا ہے، شاید کسی نے تصغیر بنا دی ہو۔ ابن کلبی کا قول ہے: یہ کل تین سو عرب یا تین سو عرب کے گھرانے تھے جنہوں نے آپ سے دوستی کا اقرار کیا۔

۱۸۲۵ حمزہ بن ابی اسید

اسمٰعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے والد کا نام قلمبند کیا ہے۔ یہ بات خطیب نے ''مؤتلف'' میں رشیدی کے حالات میں لکھی ہے اور علی بن معبد، محمد بن سلمہ، محمد بن اسحاق، زہری، محمد بن خالد انصاری ان کے سلسلۂ سند میں حمزہ بن ابی اسید کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں ایک جنازہ کے لیے باہر تشریف لائے، تو راستے میں ایک بھیڑیا بازو پھیلائے بیٹھا تھا۔ پھر حدیث ذکر کی۔ خطیب فرماتے ہیں: یہی لگتا ہے کہ وہ حمزہ بن ابی اسید انصاری ہوں۔ ان کے والد کا نام ہمزہ کے پیش سے ہے۔

میں کہتا ہوں: قسم ثانی میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۸۲۶ حمزہ بن حُمَیّر ✿

بنی عبید بن عدی انصاری کے حلیف، واقدی نے ان کا یہی نام لیا ہے۔ البتہ ابن اسحاق فرماتے ہیں: خارجہ بن حُمَیّر۔ یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہوں۔ حمیّر اسی طرح قلمبند کیا گیا ہے، بقول بعض: جمیر جیم سے تصغیر بلا تشدید ہے۔

۱۸۲۷ حمزہ بن عامر

بن مالک بن خنساء بن مبذول انصاری بقول ابن سعد: احد میں وہ اور ان کے بھائی سعد شریک ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے والد کا نام عمارتھا۔ کبھی دادا کی طرف نسبت کر کے حمزہ بن مالک بھی کہا جاتا ہے۔

۱۸۲۸ حمزہ بن عبدالمطّلب ✿

نام ونسب: بن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی۔ ابوعمارہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی، دونوں کو ثویبہ باندیٔ ابولہب

✿ اسد الغابۃ (۱۲۵۶) اس میں حمزہ کی جگہ حمرہ ہے۔ ✿ الطبقات الکبریٰ (۷٤/۲)

✿ اسد الغابۃ (۱۲۵۰) استیعاب (٥٦١) ✿ اسد الغابۃ (۱۲٥١) استیعاب (٥٥٩)

نے دودھ پلایا تھا جس کا ثبوت صحیحین میں ہے۔ والدہ کی طرف سے آپ کے قریبی رشتہ دار بھی بنتے ہیں، وہ اس طرح کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف بن زہرہ، حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف (والدہ محترمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی چچازاد بہن لگتی ہیں۔

ولادت: آپ علیہ السلام سے دو سال، بقول بعض چار سال پہلے پیدا ہوئے۔

اسلام: آپ بعثت کے دوسرے سال مشرف با اسلام ہوئے اور آپ علیہ السلام کے ساتھ یوں جڑ گئے کہ بس آپ کے حامی و ناصر بن گئے۔ آپ کے ساتھ ہی ہجرت فرمائی۔ ابن اسحاق [1] نے ان کے اسلام لانے کا طویل قصہ ذکر کیا ہے۔

مواخاۃ: کا رشتہ حضرت زید بن حارثہ سے قائم ہوا۔

غزوات میں شرکت: بدر میں شریک ہوئے اور خوب جوہر دکھائے۔ شیبہ بن ربیعہ کو ایک ہی وار میں دولخت کر دیا پھر عتبہ بن ربیعہ کے قتل میں شریک ہوئے یا اس کے برعکس صورتحال پیش آئی۔ طعیمہ بن عدی آپ کے ہاتھوں ہی موت کے گھاٹ اُترا۔

اسلام میں پہلا پرچم: بقول مدائنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا باندھ کر دیا اور انہیں ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ یہ اسلام کا پہلا جھنڈا تھا۔

شہادت: اُحد میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ امام بخاری [2] نے حدیث وحشی سے ان کے قتل کیے جانے کا واقعہ بیان کیا ہے، جو ہجرت کے تیسرے سال نصف شوال میں پیش آیا۔

عمر: آپ نے ساٹھ سے کم سال کی عمر پائی ہے۔

نبوی لقب: "اسد اللہ" تھا۔ آپ علیہ السلام نے انہیں سید الشہداء کا نام عطا کیا۔ ایک قول کے مطابق شہادت سے پہلے انہوں نے تیس (۳۰) سے زائد سورماؤں کو تہِ تیغ کیا تھا۔

جنازے میں اعزاز: بخاری کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہداءِ اُحد کو ایک قبر میں دو آدمیوں کو دفن کرتے تھے۔ (حدیث) (حضرت حمزہ کی میت دھری رہتی اور دوسرے حضرات کے جنازے لائے جاتے تو جتنی بار دوسروں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی حضرت حمزہ کی بھی ساتھ نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی)۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ دونوں ایک قبر میں دفن کئے گئے۔ غیلانیات میں ہم نے حدیث ابو ہریرہ روایت کی ہے کہ شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غور سے دیکھنے لگے، چونکہ آپ کا مثلہ کیا گیا تھا جس سے آپ علیہ السلام کو شدید صدمہ پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چچا جان! اللہ کی رحمت ہو آپ پر آپ بڑے ملنسار اور کارِ خیر میں بڑے تیز رفتار تھے"۔ نیز غیلانیات میں عمر بن شبہ کی روایت سے سری بن عیاض بن منقذ، منقذ بن سلمی بن مالک سے وہ اپنے نانا ابو مرثد سے وہ حلیفہ سے وہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب سے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ دعا نہ چھوڑنا:

اَللّٰھُمَّ انی اسئلك باسمك الاعظم و رضوانك الاكبر۔ [3] (حدیث)

"اے اللہ! میں آپ سے آپ کے سب سے بڑے نام کے ذریعہ اور آپ کی عظیم رضا کے واسطے سے سوال کرتا ہوں"۔

---

[1] السيرة النبوية (۲۳۳/۱، ۲۳۴) [2] بخاری باب الصلوٰة علی الشهيد حديث (۱۳۴۳)

[3] المعجم الكبير (۱٦٦/۳) كنز العمال (۳۲۱۷)

کعب بن مالک نے مندرجہ ذیل اشعار میں آپ کا مرثیہ کہا ہے:

''میری آنکھ روئے اور اسے رونے کا حق ہے۔ لیکن اس صبح اللہ کے شیر پر رونے اور واویلا کرنے سے کیا حاصل
جب لوگوں نے یہ کہا کہ یہ حمزہ شہید ہو گئے''۔

فوائد ابی طاہر میں بطریق حمزہ بن زید، ابوزبیر سے بحوالہ جابر مروی ہے، فرمایا: ''ہم اس دن اپنے احد میں شہید ہونے والے لوگوں پر روئے جس دن معاویہ نے نہر کھدوائی تھی، ہم نے دیکھا ان کی لاشیں تر و تازہ ہیں، ایک شخص کی پھاوڑی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگ گئی جس سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا''۔

۱۸۲۹ حمزہ بن عُمَر [1]

باوردی ان کا ذکر کر کے کہتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ فرماتے ہیں: مطین، منجاب، شریک، ہشام بن عروہ ان کے سلسلۂ سند میں ان کے والد سے وہ حمزہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: ''دائیں ہاتھ سے اور بسم اللہ پڑھ کر''۔ [2]

منجاب فرماتے ہیں: اس میں شریک کو وہم ہوا ہے، درست وہ روایت ہے جو ہمیں علی بن مسہر نے بحوالہ ہشام انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ عمر بن ابی سلمہ سے یہ روایت مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: عمرو بن ابی سلمہ والا طریق، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں درج ہے جو ہشام سے مروی طرق سے منقول ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں: اس میں ہشام سے آگے اختلاف ہے اھ۔

ابونعیم نے یہی عنوان قائم کیا ہے جسے بواسطہ طبرانی مطین سے پورے کا پورا نقل کیا ہے اور ابوموسیٰ نے انہی کے طریق سے درج کیا ہے، فرماتے ہیں: اگرچہ اس میں وہم واقع ہوا ہے پھر بھی ابونعیم کو اس میں وہم ہوا ہے۔ وہ اس طرح کہ طبرانی نے یہ نام حمزہ بن عمرو اسلمی کے حالات میں لکھا ہے علیحدہ عنوان نہیں قائم کیا۔ تو ابونعیم کو یوں وہم ہوا کہ انہوں نے عمرو سے واؤ کم کر کے علیحدہ عنوان دے دیا۔ اسی طرح انہیں دو خطاؤں میں الجھنا پڑا۔

میں پھر کہتا ہوں: اصل میں غلطی ابونعیم سے نہیں بلکہ طبرانی سے ہوئی کیونکہ انہوں نے اس نام کو حمزہ بن عمرو کے حالات کے آخر میں درج کیا، جسے ان سے مطین نے بیان کیا ہے جس کا صحیح گواہ باوردی کی موافقت ہے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ انہوں نے کہا: حمزہ بن عمر انہوں نے خود واؤ استعمال نہیں کیا۔ اگرچہ منجاب نے اس بات کو وثوق سے لکھا ہے کہ اس میں وہم شریک سے ہوا ہے لیکن اس کا احتمال ہے۔ اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ سارا اختلاف ہشام سے آگے ہو، اگر ایسی بات نہ ہوتی تو میں قسم آخر میں ان کا ذکر کرتا۔ یہ ان ناموں میں سے ہے جن کے بارے میں مَیں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے۔

۱۸۳۰ حمزہ بن عمّار

بن مالک، حمزہ بن عامر میں تذکرہ ہو چکا ہے یہاں ابن دباغ نے ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (١٢٥٣) [2] ترمذی كتاب الاطعمة (١٨٥٧) ابن ماجه كتاب الاطعمة (٣٢٦٤) المعجم الكبير (١٧٨/٣)

۱۸۳۱ حمطط بن شریق ✿

بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی ثم عدوی۔ زبیر کتاب نسب میں لکھتے ہیں: فتوحات میں شریک رہے اور طاعون عمواس میں فوت ہوئے۔ ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا اور ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ✿

۱۸۳۲ حَمَل ✿

ابن سعدانہ بن حارثہ بن مَعْقِل بن کعب بن علیم کلبی، دومۃ الجندل والے، حارثہ بن قطن میں پہلے ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ہشام بن محمد، ابن ابی صالح جو بنی کنانہ کے ایک شخص ہیں، ان کے سلسلۂ سند میں ربیعہ بن ابراہیم سے روایت ہے، فرمایا: حارثہ بن قطن اور حمل بن سعدان نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ہم سب لوگ اسلام لے آئے۔ آپ نے حمل بن سعدانہ کے لیے ایک پرچم بنایا۔ اسی پرچم کے ساتھ جنگ صفین میں حضرت معاویہ کا ساتھ دیا۔ رشاطی فرماتے ہیں: حمل بن سعدانہ حضرت خالد بن ولید کی جنگوں میں شریک رہے۔ ابومحمد اسود عندجی فرماتے ہیں: شاعر کے اس شعر میں وہی مراد ہیں: ''ذرا ٹھہر! ابھی حمل جنگ میں شریک ہونے والا ہے''۔

میں کہتا ہوں: انہی اشعار کو حضرت سعد بن معاذ نے بھی پڑھا ہے۔

۱۸۳۳ حمل بن مالك ✿

بن نابغہ بن جابر بن ربیعہ بن کعب بن حارث بن کبیر بن ہند بن طابخہ بن لحیان بن ہذیل بن مدرکہ ہذلی ابونضلہ۔ بصرہ فروکش ہوئے، وہیں ان کا ڈیرہ تھا۔ جنین کے واقعہ میں صحیح کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ اسی حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیٹ کے بچہ کی دیت کے متعلق لوگوں سے نبی ﷺ کی حدیث کا مطالبہ کیا۔ جس پر حمل بن مالک کھڑے ہو کر فرمانے لگے... پھر وہ حدیث ذکر کی ✿ جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خلافت فاروقی تک زندہ رہے۔ اور جو بات عامر بن مرقش کے حالات میں آرہی ہے کہ وہ عہد نبوی میں شہید ہو گئے تھے۔ بے حد کمزور ہے۔ عمران بن عویم کے سوانح میں خود حمل بن مالک کی حدیث سے جنین کا قصہ آرہا ہے۔ اسی میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں ہذیل کی زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر فرمایا تھا۔

۱۸۳۴ حُمَمَه دوسی ✿

ابوداؤد ✿ طیالسی، مسدد اور حارث نے اپنی اپنی مسند میں، ابن ابی شیبہ نے اپنے ''مصنف'' میں اور ابن المبارک نے کتاب الجہاد میں بطریق حمید بن عبدالرحمٰن حمیری روایت کی ہے کہ ایک صحابی جن کا نام حممہ تھا، انہوں نے دورِ فاروقی میں اصبہان کے

✿ اسد الغابۃ (۱۲۵۸) ✿ اسد الغابۃ (۵۵/۲) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۵۹) استیعاب (۵۶۳) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۶۰) استیعاب (۵۶۲)

✿ ابوداؤد كتاب الديات باب دية الجنين (۴۵۷۲) نسائی كتاب القسامة باب قتل المرأة بالمرأة (۴۷۵۳)

✿ اسد الغابة (۱۲۶۱) استیعاب (۵۹۴) ✿ ابوداؤد طيالسی فی مسنده (۵۰۵)

جہاد میں شرکت کی۔ انہوں نے یہ دعا کی: اے اللہ! حممہ کا گمان ہے کہ وہ تیری ملاقات پسند کرتا ہے۔ اللہ! اگر وہ سچا ہے تو اس کی سچائی کو ثابت کر دے اور اگر جھوٹا ہے تو اسی پر ڈال دے اگر چہ وہ نہ چاہے.... (حدیث) اس میں ہے کہ وہ شہید ہو گئے تو ابو موسیٰ نے فرمایا: ''وہ شہید ہیں۔ امام احمد نے کتاب الزہد میں ہرم بن حیان کے طریق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے صحابی رسول حممہ کے قریب رات بسر کی تو دیکھا وہ پوری پوری رات روتے رہتے تھے اور کبھی کبھار دونوں مل بیٹھتے تھے''۔ [1]

۱۸۳۵ حمنن بن عوف [2]

بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب، عبدالرحمٰن بن عوف کے بھائی۔ زبیر نے نسب قریش میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اور تا وفات مکہ ہی قیام رکھا۔ نہ ہجرت کی اور نہ مدینہ میں داخل ہوئے۔

حمنن، میں نے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ (ابن) الامین وغیرہ نے یونہی قلم بند کیا ہے۔ اور نسب للزبیر میں بھی ایسا ہی ہے۔ فرماتے ہیں، حمنن کی وفات پر ایک شاعر کہتا ہے: ''تعجب ہوگا کہ اگر بنی عوف کی عورتیں آنسو نہ بہائیں جب حمنن وفات پا چکا ہے''۔

وزیر ابن مغربی نے اپنی کتاب ''منثور'' میں اسی طرح لکھا ہے، البتہ نون کی جگہ آخر میں زا لکھ دی، حمز کر دیا، اور کہا کہ یہ حمز سے مشتق ہے، جس کے معنی صعوبت و سختی کے آتے ہیں۔ اور اس میں نون زائد ہے۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے قبیلہ میں سخی اور صلح جو آدمی تھے۔

۱۸۳۶ حُمَید بن ثَور [3]

بن حزن بن عمرو بن عامر بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہلالی ابوالمثنی۔ بعض نے کچھ اور کنیت بتائی ہے۔ ابن شاہین اور غریب میں خطابی، عقیلی، ازدی ضعفاء میں اور طبرانی سب کے سب بطریق یعلی بن اشدق (جو ضعیف راوی ہے)۔ روایت کرتے ہیں کہ حمید بن ثور نے ان سے فرمایا کہ جب وہ مسلمان ہو کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو یہ اشعار کہے:

''میرا دل سلیمیٰ سے دور ہو گیا خواہ غلطی سے خواہ عمداً''۔

دوسرے اشعار میں فرماتے ہیں:

''بالآخر میں محمد مصطفیٰ کے پاس پہنچ گیا جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت دینے والی کتاب کی آیات تلاوت فرماتے ہیں''۔

ابن شاہین نے سارے اشعار بیان کیے ہیں۔ یعلی ضعیف اور متروک راوی ہے۔ محمد بن سلام جمحی نے اسلامی شعراء کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے نبی ﷺ سے روایت کرنے والے شعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابراہیم بن منذر فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن ابی فضالہ نحوی نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام شعراء کی جانب یہ حکم بھیجا کہ کوئی بھی کسی عورت کے محاسن والے اشعار نہیں کہے گا، تو حمید بن ثور جن کی ایک محبوبہ تھی اس کے متعلق یہ اشعار کہہ دیئے:

''اللہ کی قسم! مالک کے طویل درخت تمام درختوں کی شاخوں سے خوبصورت ہیں اگر چہ میں اپنے دل کو سرو سے بہلاتا رہوں حالانکہ مجھے اس سرو تک جانے کا راستہ معلوم تھا''۔

---

[1] اسد الغابۃ (۵۶/۲) [2] اسد الغابۃ (۱۲۶۲) استیعاب (۵۸۲)

قاسم نے اسی سند سے دلائل میں ذکر کیا ہے، مرزبانی کا بیان ہے کہ وہ ایک فصیح شاعر تھے، ہجو میں جوان سے مقابلہ کرتا یہ اس سے بازی لے جاتے۔ نبی ﷺ کی خدمت میں بھی آئے، خلافت عثمانی تک زندہ رہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ حمید بن ثور کسی اموی خلیفہ کے ہاں گئے، اس نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے جواباً یہ اشعار کہے:

''مجھے تمہارے پاس وہی اللہ لایا ہے جو تم سے بڑھ کر بھلائی پہچاننے والا ہے۔ تم تک میرا وہی رہنما ہے''۔

زبیر نے ان کے یہ اشعار [1] پڑھے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جوانی اور ہماری اس بات کو ختم نہ کرے کہ جب ہم بچگانہ حرکات کریں گے تو توبہ کرلیں گے''۔

۱۸۳۷ (ز) حمید بن جمیل

عبداللہ بن جمیل میں ان کا تذکرہ آئے گا۔ عبدالعزیز بن برزہ نے ان کا یہ نام بتایا ہے۔

۱۸۳۸ (ز) حمید بن خالد

تہذیب الآثار میں طبرانی بطریق عبداللہ بن ربیعہ، حمید بن خالد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: وہ صحابیٔ رسول ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی۔

۱۸۳۹ (ز) حمید بن زہیر

بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی قرشی اسدی۔ فاکہی کی کتاب مکہ میں مجھے یہ حوالہ ملا ہے کہ کعبہ کی پچھلی طرف بنی اسد کا ایک گھر تھا جو مسجد کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ حمیدی فرماتے ہیں: میرے دادا حمید بن زہیر نے اپنا یہ گھر صدقہ کر دیا اور اپنی تحریر میں لکھا ہے: میں نے اپنی وہ حویلی جس کا سایہ کعبہ پر اور کعبہ کا سایہ اس پر پڑتا تھا صدقہ کر دی۔

میں کہتا ہوں: زبیر نے نسب قریش میں یہ قصہ عبیداللہ بن حمید کے حوالہ سے، جو انہی کی اولاد میں سے ہیں، نقل کیا ہے۔ دونوں میں کوئی منافات نہیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ ہر ایک نے وقف کیا ہو۔

۱۸۴۰ حمید بن عبدالرحمٰن [2]

بن عوف بن خالد بن عُفَیف بن بُجَید بن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری ثم رؤاسی، وہ اور ان کے بھائی جنید اور عمرو بن مالک بن عامر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ حرف جیم جنید میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۸۴۱ حمید بن عبد یغوث بکری [3]

ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ، زیاد بن عبیداللہ سے بحوالہ موسیٰ بن عمرو، حمید بن عبد یغوث سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''ابوبکر میرا اور میں اس کا (اسلامی) بھائی ہوں''۔ [4]

میں کہتا ہوں: عبدالرحمٰن انتہائی ضعیف راوی ہے۔

---

[1] دیوانہ (۵۲) [2] اسد الغابۃ (۱۲۶۵) [3] اسد الغابۃ (۱۲۶۶) تجرید (۱/۱۴۰) [4] کنز العمال (۳۲۵۵۰)

۱۸۴۲ حمید بن مُنہب

بن حارثہ الطائی۔ ابوعمر فرماتے ہیں: ان کی طرف صحابی ہونے کی نسبت کرنا صحیح نہیں۔ البتہ حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما سے سماع حاصل ہے۔ ایک جماعت نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ زکریا بن یحییٰ بن السکن الطائی کے دادا ہیں جو بخاری کے شیخ ہیں۔ یحییٰ وہی عمر بن حصین بن حمید کے بیٹے ہیں۔ وہ ابن منہب بن حارثہ بن خریم بن اوس ہیں۔ اگر حمید صحابی ہوتے تو یہ چاروں بالترتیب صحابہ بن جاتے۔ لیکن کسی نے بھی حارثہ اور منہب کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ اس سے اس شخص کا وہم مزید بڑھ جاتا ہے جس نے حمید کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حرف الف میں اوس بن حارثہ کا ذکر گزر چکا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ پانچ ہیں۔ لیکن یہ انتہائی بعید بات ہے۔

۱۸۴۳ حمید انصاری

بقول بعض یہ وہی ہیں جن کا زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کی نالی میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ وہ حدیث صحیحین میں بطریق زہری عروہ بن زبیر سے مروی ہے، اس میں ان کا نام نہیں لیا گیا۔ اس میں صرف اتنا ہے کہ ایک انصاری کا زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہو گیا۔ اسے ابوموسیٰ نے بطریق لیث بحوالہ زہری نقل کیا ہے جس میں ان کا نام حُمید لیا ہے۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: مجھے ان کا نام صرف اسی طریق میں ملا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان پہ پھر اعتراض ہوتا ہے کہ بعض طرق میں ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ لیکن بدری صحابہ میں حمید نامی کوئی شخصیت نہیں۔ واللہ اعلم

۱۸۴۴ (ز) حمید (دوسرے بے نسبت)

باوردی بطریق عطاء بن سائب، مالک بن حارث سے بحوالہ ایک شخص جبکہ کتاب میں بحوالہ حمید ہے، روایت کرتے ہیں، فرمایا: نبی ﷺ نے ایک شخص کو کسی سریہ کا امیر بنایا۔ جب وہ واپس آیا آپ نے اس سے پوچھا: امارت کیسی لگی؟ انہوں نے عرض کیا: میں تو اپنے آپ کو عام سا آدمی سمجھتا رہا۔ آپ نے فرمایا: ''بادشاہت والا گھاٹی کے دروازے پر ہوتا ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ بچالے''۔ (حدیث) اسے طبرانی نے اسی سند سے نقل کیا ہے، لیکن حمید بن ثور کے حالات میں لکھی ہے اور دوسری سند سے روایت کی تو حمید کی جگہ خیثمہ کہا۔

۱۸۴۵ (ز) ح حُمیّر

ابن عدی القاری خطمی۔ ابن ماکولا نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی کی باندی معاذہ سے شادی کر لی تھی جن کا ذکر خواتین کے حصے میں آئے گا۔ جن سے ام سعید اور پھر جڑواں حارث اور عدی پیدا ہوئے۔ جس کی وضاحت معاذہ کے حالات میں آئے گی، اور ان کا ذکر بھی آئے گا جو بغیر تشدید حمیر کہتے ہیں۔

✿ اسد الغابۃ (۱۲۶۷) استیعاب (۵۶۵) ✿ استیعاب (۴۳۱/۱) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۶۳)

✿ بخاری کتاب المساقاۃ (۲۳۵۹) (۲۳۶۰) مسلم کتاب الفضائل (۶۰۶۵)

✿ المعجم الکبیر (۵۵/۴) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۶۹) استیعاب (۶۰۰) ✿ الاکمال (۵۱۷/۲)

۱۸۴۶ حمیّر (دوسرے) جیسے پہلا نام تھا

اشجعی ہیں اور بنی سلمہ جو انصار کی شاخ ہے اس کے حلیف ہیں۔ پہلے پہل مسجد ضرار والوں میں شامل تھے پھر تائب ہو گئے۔ یہ بات ابن ماکولا ✿ نے بحوالہ غلابی نقل کی ہے عنقریب عبداللہ بن حمیر اشجعی اور مخشی بن حُمَیر کا ذکر آئے گا۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

۱۸۴۷ (ز) حمیزه بن مالك بن سعد حمزہ بغیر تصغیر میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۸۴۸ حُمَیْضه ضاد سے تصغیر ہے۔ ابن ابان خا نقطہ والی میں بعنوان خُمَیضہ تذکرہ ہوگا۔

۱۸۴۹ حمیضه بن رقیم انصاری ✿

از اوس اللہ، عدوی اور قدّاح نے انہیں شرکاءِ اُحد میں ذکر کیا ہے اور اوس اللہ کے چار افراد کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں ہوا، ان میں سے ایک یہ بھی ہیں۔

۱۸۵۰ (ز) حُمَیضه بن النعمان

بن حمیضہ البارقی۔ سیف کا بیان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دستوں کا امیر مقرر کیا تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۱۴ھ کے آغاز میں عراق روانہ کیا تھا۔ طبری نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اس دور میں صرف صحابہ ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

۱۸۵۱ حُمَیْل ✿ (تصغیر ہے)

ابن بصرہ بن ابی بصرہ الغفاری۔ علی بن المدینی کا قول ہے: میں نے بنی غفار کے ایک بوڑھے سے پوچھا: آپ کے قبیلے میں جمیل بن بصرہ نامی کوئی شخص ہے؟ تو وہ بولا: میاں! تم نے یہ نام بالکل غلط بولا ہے، یہ نام تو حمیل ہے۔ اور اپنے پاس کھڑے ایک لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: وہ اس لڑکے کے دادا تھے۔ مصعب زبیری کا قول ہے: حمیل، بصرہ اور حمیل کے دادا ابوبصرہ سب کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کے دادا ابوبصرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں شریک ہوئے، حمیل کی کنیت بھی ابوبصرہ ہے۔

۱۸۵۲ حُمَیْله بن عامر

بن اُنَیف الاشجعی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ احزاب کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کرنے والوں میں سے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ مشہور صحابی نعیم بن مسعود غفاری کے چچا ہیں۔ رشاطی کا قول ہے: ابوعمر اور ابن فتحون نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں حمیلہ کا ذکر نہیں کیا ہے یعنی باوجودیکہ ان کی شرط کے مطابق ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے نام کو قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: جیم سے جمیلہ اور بقول بعض: حمیلہ، اور پھر دوسرے حرف میں بھی اختلاف ہے بعض نے باء سے اور بعض نے ثاء سے لکھا ہے، ہر ایک طرف پہلے اشارہ ہو چکا ہے۔

✿ الاکمال (۵۱۷/۲) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۷۰)

باب حاء کے بعد نون

۱۸۵۳ حنبل بن کعب
حنبل، حرف حاء میں تذکرہ ہوگا۔

۱۸۵۴ احنش ابن عقیل [1]

بنی نضیلہ بن ملیل کے فرد، غفار کے بھائی۔ ان کی ایک طویل حدیث ہے، اسی میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ اسلام لے آئے۔ ابن الاثیر [2] نے اسی طرح بغیر حوالہ ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ''ذیل'' میں قاسم کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ اور ''دلائل'' میں یہ روایت مجھے موسیٰ بن عقبہ کے طریقہ سے بحوالہ مسوّر بن مخرمہ ملی ہے، فرماتے ہیں: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے ارادے سے نکلے، جب مقام عرج پر پہنچے تو کسی آواز دینے والے نے راستے سے آواز دی: ٹھہرو! ہم لوگ ٹھہر گئے۔ وہ پوچھنے لگا: کیا تم میں رسول اللہ (ﷺ) ہیں؟ حضرت عمر نے اس سے کہا: جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: وفات پا گئے ہیں۔ اس نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا، پھر اس نے کہا: ان کے بعد کون والی بنا؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر وہ کہنے لگا کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: وفات پا گئے ہیں۔ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر اس نے کہا: ان کے بعد والی کون بنا؟ آپ نے فرمایا: عمر۔ اس نے کہا: کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہی ہے جس سے تم مخاطب ہو۔ اس نے کہا: مدد! مدد!۔ آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں حنش بن عقیل، بنی نغیلہ بن مُلیل کا ایک فرد ہوں۔ میری رسول اللہ ﷺ سے بنی جعال کے کشادہ میدان میں ملاقات ہوئی تھی، آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں مسلمان ہوگیا۔ آپ نے مجھے اپنے بچے ہوئے ستو میں سے پینے کے لیے دیئے۔ تو آج تک جب بھی میں پیاسا ہوتا ہوں تو اس کی سیرابی اور جب بھوکا ہوتا ہوں تو اس کی سیری محسوس کرتا ہوں۔ پھر میں نے سفید پہاڑ کی چوٹی کا قصد کیا جس میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ دس سال تک رہا، روزانہ پانچ وقت نماز پڑھتا، رمضان کے روزے اور دس ذوالحجہ میں قربانی کے لیے جانور ذبح کرتا، مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی سکھایا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا: ہمیں قحط سالی کی شکایت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں مدد پہنچ چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: پانی کے مقام پر مجھ سے ملنا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہاں سے گزر کر جب ہم واپس آئے پانی والے سے اس شخص کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا: یہ اس کی قبر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبر پر آئے اور اس کے لئے دعا واستغفار کیا۔

۱۸۵۵ حَنْطب بن حارث [3]

بن عبید بن عمرو بن مخزوم قریشی مخزومی ابو عبداللہ۔ بقول ابو عمر: [4] فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ باوردی وغیرہ نے بطریق مغیرہ بن عبدالرحمٰن، مطلب بن عبداللہ بن حنطب بحوالہ ان کے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ابوبکر وعمر کی حیثیت اسی ہے جیسے چہرے میں آنکھیں اور کان ہوتے ہیں''۔ [5] ابو عمر فرماتے ہیں: ان کی اس کے علاوہ

---

[1] اسد الغابۃ (۱۲۷۳) [2] اسد الغابۃ (۵۹/۱) [3] اسد الغابۃ (۱۲۷۵) استیعاب (۵۷۷) تجرید (۱۴۱/۱)
[4] استیعاب (۴۴۸/۱) [5] کنز العمال (۳۲۶۵۵) جامع المسانید (۶۰۱/۳)

کوئی حدیث نہیں۔

میں کہتا ہوں: لیکن اس کی سند میں کافی اختلاف ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ عبداللہ بن حنطب کے سوانح میں آئے گا۔

۱۸۵۶ (ز) حنظله بن ثعلبه

بن سیار۔ نزدیک ہی ابن سیار میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۱۸۵۷ حنظله بن حِذیم [1]

بن حنیفہ تمیمی۔ انہیں اسدی، اسدِ خزیمہ اور مالکی بھی کہا جاتا ہے۔ مالک، بنی اسد بن خزیمہ کا بطن ہے۔ تمیم تک ان کا نسب ان کے دادا حنیفہ کے حالات میں بیان ہوگا۔ یہ، ان کے والد اور دادا، تینوں صحابی ہیں۔ ان کے متعلق عقیلی نے حنظلہ بن حنیفہ بن حذیم کی روایت لکھا ہے اور ادل بدل کر دیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کسی راوی سے نقل کی ہے۔ امام احمد [2] نے فرمایا: ابوسعید مولیٰ بنی ہاشم نے ہمیں بحوالہ ذیال بن عبید بتایا، وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے دادا حنظلہ بن حِذیم سے سنا کہ میرے دادا حنیفہ نے حِذیم سے فرمایا: میرے بچوں کو اکٹھا کرو۔ پھر انہیں وصیت فرمائی۔ فرمایا: یہ جو یتیم میری گود میں ہے اس کے لیے سو اونٹ ہیں۔ اس پر حذیم نے کہا: ابا جان! میں نے آپ کے بیٹوں سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب تک ہمارا باپ زندہ ہے اس کی خوشی کے لئے تو ہم اس کا اقرار کریں گے لیکن جب وہ فوت ہوگیا تو اس سے پھر جائیں گے۔ چنانچہ بارگاہِ نبوت میں یہ مقدمہ پیش کیا۔ حنیفہ، حذیم اور ان کے ساتھ حنظلہ جو ابھی لڑکے تھے، اپنے باپ حذیم کے ساتھ سوار تھے آ گئے۔ حنیفہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ اتنے ناراض ہوئے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرمانے لگے: نہیں۔ بلکہ صدقہ واحسان پانچ یا دس یا بیس حد ہوگئی تیس، اگر بڑھ جائیں تو چالیس۔ فرمایا: پھر انہوں نے آپ کو الوداع کہا۔ یتیم کے پاس ایک لٹھ تھی، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''یتیم کی یہ لٹھ بڑی ہوگئی''۔ حذیم نے عرض کی: میرے بائیس بچے ہیں یہ ان میں سب سے کم سن ہے۔ یعنی حنظلہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: اللہ تجھے برکت دے یا فرمایا: ''تمہیں برکت مل گئی''۔

ذیال فرماتے ہیں: میں نے خود دیکھا کہ حنظلہ کے پاس ایسا شخص لایا جاتا جس کا چہرہ سوجا ہوتا تھا، آپ اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور بسم اللہ پڑھ کر اپنے سر کے اس مقام پر جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک رکھا تھا رکھتے اور پھر ورم والی جگہ پر ہاتھ پھیرتے تو وہ ختم ہو جاتا۔ حسن بن سفیان نے اسے اپنی سند میں دوسری سند سے بحوالہ ذیال روایت کی ہے اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ یتیم کا نام ضریس بن قُطَیعہ تھا جو بالغ کے مشابہ تھے۔ طبرانی [3] نے یہ طویل روایت منقطع نقل کی ہے۔ اور ابویعلی نے اسی سند سے روایت تو کی ہے لیکن مکمل نہیں۔ اسی طرح یعقوب بن سفیان اور منجنیقی وغیرہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے۔

حسن بن سفیان، باوردی اور ابن السکن نے مسلم بن قتیبہ کے طریق سے بحوالہ ذیال روایت کی ہے، فرمایا: میں نے اپنے

---

[1] اسد الغابة (۱۲۷۹) استیعاب (۵٦۸) تجرید (۱/۱٤۱) [2] مسند احمد (٦۷/۵)

[3] المعجم الکبیر (۳۵۰۲/٤)

دادا حنظلہ سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بلوغت کے بعد یتیمی نہیں رہتی اور ماہواری کا خون دیکھنے کے بعد کوئی لڑکی نماز نہ پڑھے“۔

۱۸۵۸ حنظلہ بن ابی حنظلہ انصاری [1]

مسجد قبا کے امام، امام بخاری [2] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی ایک موقوف حدیث بطریق جبلہ بن سحیم روایت کی ہے کہ میں نے حنظلہ انصاری مسجد قباء کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھی، وہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے سورۂ مریم کی قراءت کی، جب آیت سجدہ آئی تو سجدہ کیا۔ اس کی سند صحیح ہے۔

۱۸۵۹ حنظلہ بن ابی حنظلہ ثقفی [3]

عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابن شاہین بطریق ابن عائذ، غضیف بن حارث سے بحوالہ قدامہ اور حنظلہ (جو دونوں ثقفی ہیں) روایت کی ہے، فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب دِن اچھی طرح ہو جاتا، ہر ایک چلا جاتا اور لوگ گھروں کی طرف لوٹ جاتے تو آپ مسجد تشریف لاتے، دوگانہ ادا فرماتے یا چار رکعتیں پڑھتے۔ دیکھتے کیا کوئی دکھ رہا ہے، پھر لوٹ جاتے۔ [4]

ابن السکن فرماتے ہیں: اس کی سند حمصی ہے جو مشہور نہیں۔

۱۸۶۰ (ز) حنظلہ بن راھب ابن ابی عامر میں تذکرہ ہوگا۔

۱۸۶۱ حنظلہ بن ربیع [5]

بن صیفی بن رباح بن حارث بن مخاشن بن معاویہ بن شریف بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم ابو ربعی، انہیں حنظلہ کاتب بھی کہا جاتا ہے۔ اکثم بن صیفی کے بھتیجے ہیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے، نبی ﷺ سے روایت کی اور آپ ﷺ کے کاتب بھی رہے۔ آپ نے انہیں اہل طائف کی جانب سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ کوفہ فروکش ہوئے تو جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا۔ قرقیسیاء ڈیرہ جمایا اور بالآخر امیر معاویہ کی خلافت میں وفات پا گئے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ جنات نے ان کے سوگ میں مرثیہ کہا تھا۔ ان کی بیوی نے ان کے متعلق یہ اشعار کہے تھے:

”حنظلہ کاتب پر آنسو بہاتے بہاتے میری آنکھیں ضائع ہو جائیں گی“۔

ترمذی [6] میں بطریق ابوعثمان نہدی حضرت حنظلہ سے مروی ہے وہ کاتب رسول اللہ ﷺ تھے۔ ان سے عثمان نہدی اور ان کا بھتیجا مرقع بن صیفی بن رباح بن ربیع وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

---

[1] اسد الغابة (١٢٧٧) استيعاب (٥٦٩) [2] التاريخ الكبير (٣٧/١) [3] اسد الغابة (١٢٧٨)

[4] كنز العمال (٢٣٤٤٠) جامع المسانيد (٦١١/٣) [5]

[6] ترمذی كتاب صفة القيامة والرقائق والورع (٥٩) (٢٥١٤)

۱۸۶۲ (ز) حنظلہ بن ربیعہ اسدی

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ تمیم کے وفد میں شامل تھے، نبی ﷺ نے انہی سے فرمایا: ''اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینا''۔ [1]
غالب گمان یہی ہے وہ پہلے والے ہیں، اس لیے کہ ان کے والد کے نام کے متعلق گزرا ہے کہ وہ ربیعہ ہیں وہ اسدی بھی ہیں شاید ان کی اصل اسیدی ہو۔ نیز حنظلہ کاتب کو اسیدیؔ (تشدید سے) اسید بن عمرو بن تمیم کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

۱۸۶۳ (ز) حنظلہ بن سیّار

بن سعد بن جذیمہ بن سعد بن عجل عجلی۔ ابو عبیدہ نے کتاب المأثر میں لکھا ہے وہ جاہلیت میں سردار تھے انہی نے ذی قار کے روز قبہ بنایا تھا جس پر بکر بن وائل نے چڑھ کر فارسیوں کو شکست دی تھی۔ آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے بڑی مسرت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''یہ پہلا دِن ہے جس میں عرب اہل عجم سے آدھے رہ گئے اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی''۔ [2]
اس روز حضرت حنظلہ نے غنیمت کا خمس نبی ﷺ کی طرف بھیجا اور آپ ﷺ کو فتح کی خوشخبری دی جبکہ اس سے پہلے چوتھائی حصے کے باج گزار تھے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ آیت معلوم ہوئی:
''تمہیں علم ہونا چاہیے کہ جو مالِ غنیمت بھی تمہیں حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے''۔ [3]
تو بہت خوش ہوئے۔ اسی کے متعلق وہ فرماتے ہیں: ''ہم نے گھوڑوں کے ساتھ ایک وفد بھیجا جنہیں اونٹنیاں نبی محمد (ﷺ) کی طرف لے جا رہی تھیں۔ ہرمز اور قوم سے جو سابقہ پڑا کہ انہوں نے کیسے جنگ کی اور جو کچھ گھاٹ پر اترنے کے وقت نعمان سے پیش آیا سب کچھ کہلا بھیجا ہے''۔ نعمان بن زرعہ تغلبی مراد ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لائے تھے اس واسطے کہ یہ واقعہ ہجرت کے کافی مدت بعد پیش آیا ہے اور یہ بعید نہیں کہ وہ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے ہوں گے۔ معجم الشعراء میں مرزبانی نے ان کا سرسری ذکر کیا ہے۔ لیکن انہوں نے لکھا ہے: ''حنظلہ بن ثعلبہ بن سیار عجلی'' اور ان کے وہ اشعار درج کیے ہیں جن میں وہ عربوں کو فارسیوں سے جنگ کی ترغیب دیتے ہیں:

''میری قوم جنگ سے خوش رہنا، آج ہی وہ دِن ہے جس میں فارسیوں کے دانت توڑ دو''۔

چند اشعار یہ ہیں:

''ان کی فوجیں اتر آئی ہیں سو ہمت کوشش کرو۔ مجھے کیا بیماری ہے جبکہ میں سخت اور مضبوط ہوں، اور کمان کی تانت ایسی سخت ہے جیسے اونٹ کا بازو یا اس سے بھی زیادہ سخت''۔

ابن ہشام کا قول ہے کہ جنگ ذی قار میں وہ بنی عجل کے سردار تھے البتہ جنہوں نے قبہ لگایا تھا وہ ان کے بیٹے سعد بن حنظلہ تھے۔ واللہ اعلم

---

[1] ترمذی کتاب التفسیر باب سورۃ سبا (۳۲۲۲) المعجم الکبیر (۳۲۵/۸)
[2] المعجم الکبیر (۳۴/۲) کنز العمال (۳۰۳۰۱)
[3] سورۃ الانفال: ۴۱

۱۸۶۴ حنظلہ بن طفیل سلمی

فتوحاتِ شام کے ایک امیر۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بواسطہ عمار، سلمہ سے بحوالہ ابن اسحاق ذکر کیا ہے کہ ۱۵ھ میں ابوعبیدہ بن الجراح حنظلہ بن طفیل سلمی کو حمص روانہ کیا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ فتح کر دیا۔

میں کہتا ہوں: بارہا گزر چکا ہے کہ ان مواقع میں صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۱۸۶۵ حنظلہ بن ابی عامر ✿

بن صیفی بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ غسیلِ (نہلائے) ملائکہ سے مشہور ہیں۔

جاہلیت میں ان کے والد راہب سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ ویسے ان کا نام عمرو بقول بعض عبد عمرو تھا۔ وہ بعث بعد الموت اور دین ابراہیمی کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ لیکن جب نبی علیہ السلام مبعوث ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد وعناد رکھنا شروع کر دیا۔ مدینہ سے نکل کر اُحد میں قریش کا ساتھ دیا۔ پھر انہی کے ساتھ مکہ لوٹ گئے۔ اس کے بعد روم کے لیے پابرکاب ہوئے اور وہیں ۹ھ میں ہلاک ہوگئے۔ ایک قول ہے ۱۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ ہرقل نے ان کی میراث کنانہ بن عبد یالیل ثقفی کو دے دی۔ (آزر کے گھر ابراہیم) ان کے بیٹے حنظلہ مسلمان ہوگئے ان کا اسلام ایسا سنورا کہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

ابن شاہین، ہشام تک کی ایک اچھی سند سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ حنظلہ بن ابی عامر اور عبداللہ بن ابی بن سلول دونوں نے اپنے اپنے باپوں کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو اس سے روک دیا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا اور سرّاج نے اسی طرح ابن اسحاق ✿ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے بحوالہ اپنے دادا اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حنظلہ بن ابی عامر غسیل ثقفی اور ابوسفیان بن حرب آپس میں گتھم گتھا تھے جب حنظلہ ابوسفیان پر قتل کرنے کے لیے چڑھے تو شداد بن شعوب نے انہیں دیکھ لیا، تلوار سے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ورنہ وہ ابوسفیان کو قتل کرنے ہی والے تھے۔ ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے ساتھی (حنظلہ) کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جا کر اس کی بیوی سے (ماجرا) پوچھنا''۔ انہوں نے جواب دیا کہ جونہی ان کے کان شور کی آواز پڑی تو وہ جنابت کی حالت میں نکل گئے۔ اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اسی بنا پر فرشتے انہیں غسل دے رہے ہیں''۔

۱۸۶۶ حنظلہ بن عمرو اسلمی ✿

حسن بن سفیان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور حسین بن مہدی سے بحوالہ عبدالرزاق، ✿ ابن جریج، زیاد بن ربیعہ، ابوالزناد، حنظلہ بن علی اسلمی ان کے سلسلۂ سند میں حنظلہ بن عمرو اسلمی سے روایت کی ہے، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم روانہ فرمائی.... (حدیث) ابونعیم فرماتے ہیں: اس میں حسن سے وہم ہوا ہے۔ درست یوں ہے: ''حمزہ بن عمرو سے مروی ہے''۔

✿ اسد الغابة (۱۲۸۱) استیعاب (۵٦۷) ✿ السیرة النبویة (٦١/٣)

✿ اسد الغابة (۱۲۸٤) تجرید (١٤٣/١) ✿ المصنف لعبدالرزاق (٩٤١٨) عن حمزة بن عمرو الاسلمی

چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [1] عبدالرزاق سے اور محمد بن بکر ابن جریج سے اور ابوداؤد محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی کے طریق سے وہ بحوالہ اپنے والد اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست ہیں لیکن اس سے احتمال کی نفی نہیں ہوتی۔

۱۸۶۷ (ز) حنظلہ بن قسامہ [2]

بن قیس بن عبید بن طریف طائی۔ ابو عمر [3] نے ان کی بیٹی زینب جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے ساتھ آئے تھے۔ جس کی وضاحت زبیر بن بکار کی کتاب النسب کے حوالہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح تفصیل کے ساتھ آئے گی۔

۱۸۶۸ حنظلہ بن قیس [4]

الحنفی الیمامی۔ بغوی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق دہشم، بحوالہ عمران بن جاریہ انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ان میں اور ان کے چچا کی اولاد میں سے جسے حنظلہ بن قیس کہا جاتا تھا بکریاں چرانے کی جگہ پہ جنگ چھڑ گئی۔ حنظلہ نے جاریہ کا ہاتھ ان کی داہنی کہنی کے درمیان (جھٹ سے) وار کر کے کاٹ دیا، دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کیا۔ آپ نے کاٹنے والے سے فرمایا: "اپنا ہاتھ اسے دے دو"۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر دیت دو..."۔ (حدیث) اسی حدیث کو ابن ماجہ [5] نے حدیث دہشم سے نقل کیا ہے۔ اور جس نے وار کیا اس کا اور جس پر وار ہوا دونوں کے نام مخفی رکھے ہیں۔ ابن الاثیر [6] نے ابن دباغ کی کتاب پر اپنے استدراک میں اس کا ذکر کر کے کہا: حنظلہ بن قیس انصاری ظفری کا تعلق بنی حارثہ بن ظفر سے ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا۔ ان کا انصاری کہنا وہم ہے باوجودیکہ اس کی وضاحت موجود ہے کہ وہ جاریہ کے عم زاد ہیں۔ اور جاریہ حنفی ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے۔

۱۸۶۹ حنظلہ بن نعمان [7]

بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصاری۔ عدوی کا بیان ہے کہ وہ اُحد میں شریک ہوئے اور حضرت حمزہ کی اہلیہ خولہ سے شادی کی تھی۔ باوردی اور طبرانی نے حدیث عبداللہ بن ابی رافع سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے انہیں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں شمار کیا ہے۔ البتہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے: حنظلہ بن نعمان انصاری۔ یہ بھی احتمال ہے کہ عدی نے جن کا ذکر کیا ہو یہ ان کے علاوہ ہوں۔

۱۸۷۰ حنظلہ بن ہوذہ [8]

بن خالد بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن صعصعہ۔ عبدان نے ایک منقطع سند سے نقل کیا ہے کہ وہ تالیف قلبی والوں میں تھے۔

---

[1] مسند احمد (٤٠٧/٢) [2] اسد الغابة (١٢٨٥) [3] استيعاب (٤٣٢/١) [4] اسد الغابة (١٢٨٧)

[5] ابن ماجه كتاب الديات (٢٦٣٦) [6] اسد الغابة (٦٤/٢) [7] اسد الغابة (١٢٩٠) [8] اسد الغابة (١٢٩١) تجريد (١٤٢)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۷۱ حنظلہ عبشمی [1]

عسکری نے ان کا ذکر کیا اور بطریق قتادہ، ابوالعالیہ سے بحوالہ صحابی رسول ﷺ حنظلہ عبشمی روایت کی ہے: ''جو قوم کسی جگہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے، اٹھو (تو) تمہارے گناہ معاف اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا ہے''۔ [2] اس کے سلسلۂ سند میں قتادہ تک ضعیف ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۷۲ حُنَیف [3] (تصغیر)

ابن رئاب بن حارث بن امیہ بن زید بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری۔ عدوی اور عسکری کا کہنا ہے: احد میں شریک ہوئے جبکہ مصعب زبیری بحوالہ ابن القداح نقل کرتے ہیں کہ احد اور بعد کی مہمات میں شریک کار رہے۔ [4] اور ان کے بیٹے رئاب بن حنیف بدر میں شریک اور بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ دوسرے بیٹے عصمہ بن رئاب نے بیعت رضوان کی اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ العسکری نے تینوں کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۱۸۷۳ (ز) حَنِیفہ

ابن جبیر بن بکر حِیّ بن سعد بن ثعلبہ بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی۔ حنظلہ بن حذیم کے دادا۔ حنظلہ کی سرگزشت میں ان کا تذکرہ گزرا ہے۔

۱۸۷۴ حَنِیفہ ابوحُرَّہ رقاشی کے چچا [5]

ان کی حدیث ابوداؤد نے حماد بن سلمہ بحوالہ علی بن زید، ابوحرہ سے انہوں نے اپنے چچا سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا مال اس کی قلبی رضا مندی کے بغیر (استعمال کرنا) جائز نہیں۔ [6] باوردی طبرانی اور کئی دوسرے لوگوں نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہ ان کے چچا کا نام حنیفہ ہے۔ بقول بعض: حنیفہ ابوحرہ کا نام ہے۔ ایک قول ہے کہ ابوحرہ کا نام حکیم ہے۔

۱۸۷۵ حنین [7]

عباس بن مطلب کے آزاد کردہ غلام۔ امام بخاری، [8] ابوحاتم [9] اور ابن حبان [10] کا قول ہے کہ صحابی ہیں۔ سَمُّوَیہ نے ''فوائد'' میں اور امام بخاری نے تاریخ میں وضین بن عبداللہ بن حنین سے بحوالہ ان کی بھتیجی وہ اپنے ماموں سے روایت کرتی ہیں: انہیں ابن شاعر کہا جاتا تھا، کہ ان کے دادا نبی ﷺ کے غلام تھے، آپ ﷺ نے انہیں اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا، انہوں

---

[1] اسد الغابۃ (۱۱۸۲) تجرید (۱٤۲) [2] جامع المسانید (۶۱۲/۳) اتحاف السادۃ (۲۷۰)
[3] اسد الغابۃ (۱۲۹۳) [4] الاکمال (۵۵۹/۲) [5] اسد الغابۃ (۱۲۹۵)
[6] مسند احمد (۷۲/۵) مستدرک (۱۹۳/۱) السنن الکبریٰ (۱۰۰/۶) سنن دارقطنی (۲۶/۳) کنز العمال (۳۹۷)
[7] اسد الغابۃ (۱۲۹۶) استیعاب (۶۰۳) [8] التاریخ الکبیر (۱۰٤/۱)
[9] الجرح والتعدیل (۲۸۵/۳) [10] الثقات (۱۸۶/٤)

نے انہیں آزاد کر دیا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کر لیتے تو وضو کا بچا پانی اپنے صحابہ کو دے دیتے۔ حنین نے وہ پانی باہر نہ نکالا تو صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی، جس پر وہ بولے میں نے پینے کے لیے وہ پانی روک لیا تھا۔ (حدیث)

یعقوب بن شیبہ اپنی مسند میں جلاح ابن کثیر کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حنینا عباسی سے سنا: جنگ خیبر میں ہم لوگ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیموں پر سعد بن ابی وقاص اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو مقرر فرمایا۔ اسی میں ہے: ''سونا برابر سرابر ہونا چاہیے''۔ ✿ یہ عبداللہ بن حنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لینے والوں میں شامل ہیں۔ نسائی بھی نافع کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن عبداللہ بن حنین وہ اپنے والد سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ریشمی لباس پہننے کی ممانعت میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض اس کی سند یوں ہے: نافع، عبداللہ بن حنین سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ اور ایک قول ہے نافع، حنین سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ بہر کیف پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

باب حاء کے بعد واؤ

۱۸۷۶ حوشب ✿ (بے نسبت)

مسند میں امام احمد ✿ حسان بن کریب کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک لڑکا حمص میں فوت ہوگیا جس کی وجہ سے اس کے باپ کو بڑا دھچکا لگا۔ (تعزیت کے وقت) صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حوشب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ پھر اس شخص کی فضیلت میں حدیث سنائی جس کا کوئی بچہ فوت ہوا ہو۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں ابن لہیعہ منفرد ہیں، جو ضعیف راوی ہیں۔

۱۸۷۷ حوشب ✿ (دوسرے)

حسن بن سفیان نے اپنی ''مسند'' میں اور ترمذی نے ''نوادر'' میں لیث کے طریق سے بحوالہ یزید بن حوشب انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ''اگر جریج فقیہ (دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا) علم والا ہوتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اپنی ماں کو جواب دینا رب تعالیٰ کی عبادت سے بہتر ہے''۔ ✿ ابن مندہ کہتے ہیں: غریب ہے جسے حکم بن ریان بحوالہ لیث بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

دمیاطی نے اپنے بخاری کے نسخہ پر حاشیہ میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے لیث کی روایت ہے پھر پوری سند سے یہ حدیث نقل کی، پھر لکھتے ہیں: یہ وہی حوشب ہیں ذو ظلیم سے مشہور ہیں اور ان کا نسب بیان کیا۔ عجیب بات ہے کیونکہ ذو ظلیم صحابی نہیں جیسا کہ قسم ثالث میں آئے گا اور ان کے سماع نبوی کی صراحت موجود ہے۔ ایسی ہی تجویز ذہبی کی ہے کہ صاحب عنوان وہی ذو ظلیم ہیں۔ واللہ المستعان

✿ السنن الکبریٰ (۲۷۷/۵) المطالب العالیۃ (۱۲۹۴) الدر المنثور (۳۶۸/۱) ✿ اسد الغابۃ (۱۲۹۹)

✿ مسند احمد (۴٦۷/۳) ✿ اسد الغابۃ (۱۳۰۰) ✿ جامع المسانید (٦۱۷/۳) کنز العمال (٤٥٤٤۱) الدر المنثور (۱۷٤/٤)

۱۸۷۸ حوط بن عبدالعزی

یحییٰ حمانی، مسدد، بخاری، طبرانی، ابن السکن اور بغوی نے بطریق عبدالوارث بن سعید، حسین معلّم سے بحوالہ بریدہ، حوط بن عبدالعزیٰ جبکہ بغوی کی روایت میں حوط یا حویط سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک گروہ گزرا جس میں گھنٹی والے جانور تھے۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ ''گھنٹیاں اتار دو''۔ ابن السکن کا قول ہے: ابن عبدالوارث نے کہا کہ غلطی کی۔ وہ تو حوط بن عبدالعزیز ہیں جو صحابی ہیں۔ اور جو انہیں صحابی کہتا ہے تو اس نے بے تکی ہانکی ہے۔ میں نے اس کے متعلق اپنے والد سے سنا ہے۔ اسی طرح اس سند میں عبدالعزیز ہے شاید اس میں تحریف ہوگئی ہو اس واسطے کہ امام بخاری نے ایک جماعت کی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ وہ حوط ہے۔

۱۸۷۹ حَوْط بن قِرْوَاش

بن حصین بن ثمامہ بن شعیب بن حدرد۔ ابن مندہ نے حاتم بن فضل بن سالم بن جون بن عنان بن حوط بن قرواش کے طریق سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد، ان سے ان کے والد نے بحوالہ جون بن غیاث وہ اپنے والد حوط سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں اور بنی عدی کا واقد نامی شخص نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہ پہلا واقعہ ہے جب وہ اسلام لائے۔ اور لمبی حدیث ذکر کی۔

۱۸۸۰ حوط بن یزید ساعدی

حارث بن زیاد ساعدی کے چچا زاد بھائی، حارث کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۱۸۸۱ حُوَیرث

بقول بعض آبی اللحم کا نام ہے۔

۱۸۸۲ حُوَیرث

مالک کے پدر بزرگوار۔ بعض کا کہنا ہے کہ صحابی ہیں۔ طبرانی، عاصم جحدری کے طریق سے بحوالہ ابوقلابہ، مالک بن حویرث سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے والد کو یہ آیت پڑھائی: ''اس دن کوئی اس کے عذاب جیسا عذاب نہیں دے گا''۔ اسی روایت کو حسن بن سفیان نے خالد الحذّاء کے طریق سے بواسطہ ابوقلابہ، مالک بن حویرث سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھائی لیکن اپنے والد کا ذکر نہیں کیا۔

۱۸۸۳ حوّیصہ بن مسعود

بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری، احد وخندق اور باقی

تجرید (۱/۱٤٤) اسد الغابۃ (۱۳۰۱) استیعاب (۵۹۱) — استیعاب (۱/٤٥٤) — اسد الغابۃ (۱۳۰۳) تجرید (۱/۱٤٤)

جامع المسانید (۳/٦۱۸) — اسد الغابۃ (۱۳۰۸) — سورۃ الفجر: ۲۵ — اسد الغابۃ (۱۳۰۹) استیعاب (۵۹۷)

غزوات میں شریک ہوئے۔ ابن اسحاق [1] حدیث مُحیصہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کعب بن اشرف کے قتل ہو جانے کے بعد فرمایا: "جو یہودی بھی ہتھے چڑھے اس کا کام تمام کر دو"۔ چنانچہ ابھی حویصہ اسلام نہیں لائے تھے کہ ایک سن رسیدہ یہودی تاجر پر کود پڑے اور مار مار کر اسے قتل کر دیا۔ صحیحین [2] میں حدیث سہل بن ابی خیثمہ میں، عبداللہ بن سہل کے قتل کے واقعہ میں ان کا ذکر ثابت ہے، اسی میں قسامہ (جس مقتول کے قاتل کا پتہ نہ ہو تو جس جگہ سے لاش ملے گی وہاں کے رہائشی پچاس آدمیوں سے قسم لی جائے گی کہ نہ ہم نے اسے قتل کیا اور نہ ہمیں قتل کا پتہ) کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس موقع پر عبدالرحمٰن بن سہل بات کرنے لگے جو کم عمر تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا: "بڑے کو موقع دو، بڑے کو بات کرنے دو"۔ تو حویصہ نے گفتگو کی۔ (حدیث)

۱۸۸۴ حویطب بن عبدالعزی [3]

بن ابی قیس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی قرشی عامری ابومحمد یا ابوالاصبغ، فتح مکہ کے سال اسلام لائے اور حنین میں شریک ہوئے۔ تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں حدودِ حرم کی تجدید کی۔ امام بخاری [4] لکھتے ہیں: ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔ واقدی کا قول ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ ابن معین کا بیان ہے: مجھے حویطب کی نبی ﷺ سے روایت کردہ کوئی حدیث یاد نہیں پڑتی اھ۔ جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سائب بن یزید کے طریق سے ان سے بحوالہ مسعودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عمالہ کے بارے میں ایک حدیث روایت کی ہے وہ سلسلہ وار چار صحابہ ہیں۔ نیز ان سے ان کے بیٹے ابوسفیان اور ابونجیح، عبداللہ بن بریدہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ واقدی فرماتے ہیں: ہمیں عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کے حوالہ سے بتایا کہ حویطب فرماتے تھے: میں صلح حدیبیہ سے پلٹا اور مجھے یقین تھا کہ محمد (ﷺ) غالب رہیں گے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

ابن سعد [5] طبقات میں منذر بن جہم وغیرہ کے طریق سے بحوالہ حویطب روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو مجھے سخت خوف دامن گیر ہوا پھر طویل قصہ ذکر کیا۔ اور اپنے اہل خانہ کو ایک محفوظ مقام میں پہنچا کر خود عوف کے باغ میں جا ٹھہرا۔ اتنے میں ابوذر ملے ان سے پہلے سے شناسائی تھی شناسائی و جان پہچان ہمیشہ فائدہ دیتی ہے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور ان سے ساری بات ذکر کی۔ وہ کہنے لگے: اپنے گھر والوں کو لے آؤ تمہیں امن ہے۔ انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی جس سے مجھے کافی اطمینان ہو گیا۔ پھر ابوذر مجھ سے کہنے لگے: ابومحمد! کب تک ایسے رہو گے، تم سے کئی بھلائی کے کام رہ گئے جبکہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر اچھا برتاؤ کرنے والے ہیں۔ سب سے بردبار ہیں۔ ان کی شرافت و عزت تمہاری شرافت و عزت ہو گی۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں۔ وہ کہنے لگے: یاد رکھنا! جونہی نبی ﷺ پہ نظر پڑے تو کہنا: **السلام علیک ایها النبی و رحمة الله**۔ چنانچہ میں نے یہ کلمات کہے، آپ نے فرمایا: وعلیک السلام۔ پھر میں نے شہادتین پڑھیں جس سے آپ ﷺ کو بڑی مسرت ہوئی۔ فرمانے لگے: "اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں ہدایت سے نوازا"۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے مجھ سے قرض مال لیا تو میں نے آپ ﷺ کو چالیس ہزار قرض دیا۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ حنین میں شریک ہوا۔ وہاں سے مجھے غنیمت میں

[1] السيرة النبوية (۴۸/۳، ۴۹) [2] بخاري كتاب الادب باب اكرام الكبير (۶/۴۳) مسلم كتاب القسامة (۴۳۱۸)
[3] اسد الغابة (۱۳۱۰) استيعاب (۵۹۷) [4] التاريخ الكبير (۱۲۷/۱) [5] الطبقات (۳۲۵/۵)

سے حصہ دیا۔ اس کے بعد حویطب مدینہ آ گئے اور وفات تک وہیں رہائش پذیر رہے اور اپنے مکہ والے گھر کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ جنہیں بعض لوگوں نے بہت زیادہ سمجھا۔ تو حویطب بولے: جس کے پانچ عیال ہوں اس کے لیے کچھ بھی نہیں۔

عبدالرزاق، ابونجیح کے طریق سے بحوالہ حویطب روایت کرتے ہیں: ایک مالکن عورت اپنی باندی کو کھینچ رہی تھی، اس نے اسے کہا: تجھ سے بیت اللہ کی پناہ! تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اسلام کا ظہور ہوا تو اس کا ہاتھ اسی طرح شل تھا۔ طبرانی دوسری سند سے ابن ابی نجیح کے طریق سے وہ اپنے والد سے وہ حویطب سے روایت کرتے ہیں، لیکن اس میں ہے کہ پناہ مانگنے والی عورت تھی اور کھینچنے والا اس کا خاوند تھا۔

باب حاء کے بعد یاء

۱۸۸۵ حیّان بن ابجر الکنانی ❀

بقول طبری کہا جاتا ہے کہ صحابی ہیں۔ ابن مندہ بطریق عبداللہ بن جبلہ بن حیّان بن ابجر، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حیّان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، ایک جگہ پڑاؤ کے دوران میں ہانڈی جس میں مردار کا گوشت تھا آگ جلا رہا تھا۔ اتنے میں مردار کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا تو میں نے (بھری) ہنڈیا انڈیل دی۔ ابو احمد حاکم ایک دوسرے طریق سے جو عبداللہ بن سعید بن حیان بن ابجر تک منتہی ہوتا ہے، روایت کرتے ہیں کہ حیان بن ابجر صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ آپ نے ان کی کنیت ابوقعقشر رکھی۔ ❀

۱۸۸۶ حَیّان بن بُجّ ❀ حِبّان میں ذکر گزرا ہے۔

۱۸۸۷ حیّان بن قیس بقول بعض نابغہ جعدی کا نام ہے۔

۱۸۸۸ (ز) حیان بن کرز بلوی فتح مصر میں شریک تھے، بقول ابویونس صحابی ہیں۔

۱۸۸۹ حیان بن ملّہ (انیف بن ملہ کے بھائی)

بقول بعض ان کا نام حسان سین سے ہے۔ امام بخاری ❀ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے جذام کے ایک عالم نے بتایا جس پر مجھے کسی غلط بیانی کی تہمت (کا خدشہ) نہیں کہ حیان، دحیہ کلبی کے ساتھ تھے جب وہ قاصد بن کر قیصر روم کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ انہوں نے انہیں سورۂ فاتحہ سکھائی۔ ان کا تذکرہ ان کے بھائی انیف کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ نیز حکیم بن امیہ اور سعید والدِ ضمرہ کے حالات میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

❀ اسد الغابۃ (۱۳۱۱) تجرید (۱/۱۴۶) ❀ جامع المسانید (۶۲۱/۳) ❀ تجرید (۱/۱۴۵)

۱۸۹۰ حیان بن نملہ انصاری ✿

ابوعمران۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: امام بخاری ✿ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ حسن بن سفیان، بغوی اور طبرانی نے بطریق حمید بن علی، عمران بن حیان سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو خیبر میں دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں کو غنیمت کی تقسیم سے پہلے کسی چیز کی فروختگی سے منع کر رہے تھے۔ لمبی حدیث ہے۔ طبرانی نے یہ روایت لکھی ہے۔ ابن السکن ان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کے والد کا نام نملہ سوائے ابن مندہ کے بتایا ہو۔ رہے دیگر حضرات انہوں نے تو حیان انصاری کہا ہے۔

۱۸۹۱ (ز) حیان بن وهب بقول بعض ابورمثہ کا نام ہے۔

۱۸۹۲ (ز) حیّان (بے نسبت، دوسرے)

ابن مندہ بطریق عبدالملک بن ابجر، حیان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ بیت اللہ کے صحن میں تشریف فرما تھے، آپ کے پٹے نما بال تھے جن پر مہندی کی رنگت چڑھی ہوئی تھی''۔ یہ روایت انہوں نے حیان بن ابجر کے حالات میں درج کی ہے، میرے خیال میں وہ اور ہیں۔

۱۸۹۳ حیّان

مولیٰ قریش ابن السکن نے ان کا تذکرہ کیا کہ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔ اور عبداللہ بن محمد بن علی نفیلی کے طریق سے بحوالہ یحییٰ بن عبداللہ بن اُنیس، عیسیٰ بن سَبُرَہ بن حیان مولیٰ قریش، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نبی ﷺ منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے: ''لوگو! سنو! جب تک وضو نہیں ہوگا نماز نہیں ہوگی اور اس شخص کا وضو (کامل) نہیں جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی''۔ ✿

میں کہتا ہوں: ہمیں ان کی یہ حدیث ابن مندہ کی کتاب ''المعرفہ'' میں عالی سند سے پہنچی ہے لیکن اس میں ان کا نام مذکور نہیں۔ البتہ کنیتوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ابوسبرہ، اور حدیث ابوجعفر عقیلی کے طریق سے بیان کی ہے۔ ایسا ہی ابونعیم نے بحوالہ طبرانی دوسری سند سے نقل کیا ہے۔ دونوں بطریق نفیلی بیان کرتے ہیں۔ جبکہ فوائد سَمُّوَیہ میں ہم نے اسی طرح روایت کی ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم پڑتا ہے ان کا نام صرف ابن مندہ کی اس روایت میں لیا گیا ہے۔

۱۸۹۴ حیان ربعی

ان کا ذکر ان کے بیٹے دینار بن حیان کے سوانح میں آئے گا۔

✿ اسد الغابة (۱۳۱۸) ✿ التاریخ الکبیر (۵۳/۱)

✿ ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی التسمیة علی الوضوء (۱۰۱) ترمذی ابواب الطهارة (۲۵) ابن ماجه کتاب الطهارة (۳۹۹)

۱۸۹۵ حَیدہ بن مُخَرِّم ✿

بن مخرمہ بن قُرط بن جَناب بن حارث بن حمہ بن عدی بن جندب بن عنبر بن عمرو بن تمیم تمیمی، وردان کے بھائی۔ ہشام کلبی فرماتے ہیں: دونوں بھائی نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے۔ بعینہٖ ان دونوں کا ذکر طبری اور ابن ماکولا ✿ نے کیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ حرفِ عین میں عبیدہ بن قرط عنبری کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا کہ نبی ﷺ نے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔

۱۸۹۶ حیدہ بن معاویہ

بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری ثم قشیری، انہیں اور ان کے بیٹے معاویہ بن حیدہ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ بلاذری ان کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ثابت نہیں۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے۔ ہشام فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا کہ میں نے خراسان میں انہیں دیکھا تھا وہ فقیہ بہز بن حکیم کے دادا ہوتے ہیں۔ ابو حاتم سجستانی نے معمرین میں ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: ''انہوں نے دور جاہلیت دیکھا ہے اور عراق پر بشر کی حکمرانی تک زندہ رہے جب ان کی وفات ہوئی تو وہ ہزار مردوں اور عورتوں کے چچا تھے''۔

باوردی اور بیہقی نے ''دلائل'' میں داؤد بن ابی ہند کے طریق سے بحوالہ بہز بن حکیم وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حیدہ بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں وہ عمرہ کرنے روانہ ہوئے۔ مکہ میں بیت اللہ کا طواف کرتے ایک بوڑھا نظر آیا جو یہ اشعار پڑھ رہا تھا: ''اے میرے رب! میرے سوار محمد کو لوٹا دے۔ میرے ربّ! اسے لوٹا کر مجھ پر احسان فرما''۔ میں نے لوگوں سے کہا: یہ بوڑھا کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ قریش کے بزرگ ہیں۔ جن کا نام عبدالمطلب ہے میں نے پوچھا: محمد (ﷺ) ان کا کیا لگتا ہے؟ انہوں نے بتایا: پوتا۔ جو انہیں سب سے زیادہ چہیتا و محبوب ہے۔ فرماتے ہیں: تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ آ گئے۔ اسی سے ملتا جلتا قصہ سعید والد کندیر نے بیان کیا ہے۔ ابراہیم حربی بطریق، بہز بن حکیم سے وہ اپنے والد حکیم سے وہ اپنے والد معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حیدہ کے چھوٹے بیٹے تھے۔ جبکہ تھے وہ بے حد مالدار، جسے انہوں نے ایک بیوی کی اولاد کے لئے مخصوص کر دیا، تو ان کے بیٹے معاویہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر سارا واقعہ بیان کرنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پیر بزرگ کو یہ اختیار دیا کہ یا تو وہ اپنا مال واپس لے لے یا اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا مال واپس لے لیا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بڑوں نے اپنے چھوٹے بھائیوں کے لیے وہ مال استعمال کرنا چھوڑ دیا۔

امام مبرّد فرماتے ہیں: حیدہ لمبا عرصہ زندہ رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسد بن عبداللہ قسری کا دور دیکھا جب وہ خراسان میں اپنے بھائی خالد بن عبداللہ قشیری کی جانب سے گورنر مقرر تھا۔

۱۸۹۷ حیدہ ✿ (بے نسبت)

ابن السکن، اسمٰعیلی اور ابن مندہ طلق بن حبیب کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حیدہ کو فرماتے سنا کہ

✿ اسد الغابۃ (۱۳۱۹) استیعاب (۵۸٤) تجرید (۱/۱٤٦) ✿ الاکمال (۲/۵۷٦) ✿ اسد الغابۃ (۱۳۲۰)

انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے: ''تمہیں قیامت کے روز ننگے پیر ننگے بدن اور بے ختنہ اٹھایا جائے گا، سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی''۔ [1] (حدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: شاید یہ معاویہ بن حیدہ یعنی پہلے والے کے والد ہوں۔

میں کہتا ہوں: میرے گمان میں طلق اور حیدہ کا درمیانی واسطہ چھوٹ گیا ہے۔ اس واسطے کہ یہ روایت معاویہ بن حیدہ سے معروف ہے جسے ان سے ان کا بیٹا حکیم بن معاویہ، بہز بن حکیم بحوالہ اپنے والد کی روایت سے نقل کرتا اور بہز بن حکیم کی روایت کے بغیر بھی مروی ہے۔ واللہ اعلم

۱۸۹۸ (ز) حیر نجرہ اسرائیلی

پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ حاکم، ابوسعید نے ''شرف المصطفیٰ'' میں اور بیہقی نے ''دلائل'' [2] میں ابوعلی بن اشعث کے طریق سے (جو ایک ضعیف راوی ہے) اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حیر نجرہ نامی ایک یہودی تھا جس کے نبی ﷺ کے ذمہ چند دنانیر تھے جن کا اس نے آپ ﷺ سے تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں''۔ وہ بولا: تب تو میں دنانیر لیے بغیر یہاں سے نہ ٹلوں گا اور جم کر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ اسے ملامت کرنے لگے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ذمی پر ظلم کرنے سے منع کیا گیا ہے''۔ جب آفتاب بلند ہوا تو وہ یہودی اسلام لے آیا اور اپنا آدھا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ پھر نبی ﷺ کی سیرت میں لمبی حدیث ذکر کی۔

بعض نسخوں میں مجھے یہ نام جریجرہ دو جیموں سے تصغیر کی صورت لکھا نظر آیا ہے۔ بہرحال پہلا قابل اعتماد ہے۔ اس واسطے کہ میں نے حافظ زکی الدین برزالی کے قلم سے تاریخ ابن عساکر میں تجوید سے لکھا دیکھا ہے۔

۱۸۹۹ حَیْسُمان [3]

ابن ایاس ابن عبداللہ بن ایاس بن ضُبَیعہ بن عمرو بن رمّان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ خزاعی۔ ابن کلبی نے ''نسب'' میں اور ابن سعد نے ''طبقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری کی کتاب میں حیسمان بن عبداللہ بن ایاس تحریر ہے جو انہوں نے عبداللہ کے اضافہ کے ساتھ ابن اسحاق سے نقل کیا ہے اور نسب بھی اسی اضافہ سمیت بیان کیا ہے اور واقدی سے حابس کا اضافہ حیسمان اور عبداللہ کے مابین ہے۔ یوں ابن کلبی کے نسب میں دو شخصیتوں کا اضافہ کیا جبکہ باقی ان کے موافق ہے۔

موسیٰ بن عقبہ واقعۂ بدر میں لکھتے ہیں: بدر کے روز سب سے پہلے جس کی خوشخبری سنی گئی کہ مشرکین شکست کھا چکے ہیں، وہ حیسمان کعبی تھے جو حسن بن غیلان کے دادا ہیں۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: اپنی قوم میں صاحب شرافت شخص تھے بعد میں اسلام لے آئے اور ان کا اسلام خوب سنورا۔ ابوعبیدہ بن سلّام اور طبرانی فرماتے ہیں کہ وہ پہلے شخص ہیں جو قریش مکہ (مشرکین) کے بدر میں مارے جانے کی خبر لائے۔ ابن کلبی کا قول ہے صاحب شرافت انسان تھے۔ [4]

---

[1] بخاری كتاب الرقاق (٦٥٢٧) ترمذی كتاب التفسير سورة عبس (٣٣٣٢)
حاكم فی المستدرك (٢٥١/٢) جامع المسانيد (٦٢٧/٣)

[2] دلائل النبوة (٢٨١/٦) [3] اسد الغابة (١٣٢١) [4] اسد الغابة (٧٤/١)

۱۹۰۰ (ز) حیّ بن ثعلبہ بن ھون

بثینہ کے والد جس کے بارے میں جمیل غزلیں کہا کرتا تھا، ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے جسے میں نے مغلطائی کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۱۹۰۱ حییّ بن حرام لیثی [1]

ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: شرف صحابیت رکھتے ہیں اور مصری صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کی حدیث میں تامّل ہے۔ پھر بطریق ابن لہیعہ، ابوتمیم جیسمانی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ''حیی لیثی صحابی رسول ﷺ تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جب سورج ڈھل جاتا تو اپنے گھر میں ظہر کی نماز پڑھ کر چل نکلتے، مسجد میں آتے ظہر کی نماز مل جاتی تو ان کے ساتھ بنیتِ نفل) پڑھ لیتے''۔ خِطط میں قضاعی لکھتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے کہ شرف صحابیت رکھتے ہیں۔

قسم ثانی نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہونے والے وہ لوگ جنہیں دیدار نبوی نصیب ہوا اور ان کے والدین مسلمان تھے

حاء کے بعد الف

۱۹۰۲ (ز) حارث بن ثابت

بن ثعلبہ بن زید انصاری ابن الجذع (جو ثعلبہ کا لقب تھا اس) سے مشہور ہیں۔ بقول ابن سعد ثابت جنگ طائف میں شہید ہوئے۔ اور حارث، عبداللہ، ام ایاس اولادیں چھوڑیں۔

۱۹۰۳ (ز) حارث بن حمیر

ان کا تذکرہ ان کی والدہ معاذہ کے حالات میں آئے گا۔

۱۹۰۴ حارث بن عباس

بن عبدالمطلب ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ ابوعمر [2] فرماتے ہیں کہ عباس رضی اللہ عنہ کے تمام بیٹوں کو دیدار نصیب ہے۔ جن میں سے صحابی صرف فضل اور عبداللہ ہیں۔ اِن کی والدہ حُجَیلہ بنت جندب بن ربیع ہلالیہ ہیں۔ بقول بعض ام ولد تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے والد ان سے ناراض ہوئے تو انہیں گھر سے نکال دیا۔ یہ زبیر کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے آ کر اپنے ماموں عباس سے سفارش کی۔

ہشام بن کلبی اور ہیثم بن عدی فرماتے ہیں: عباس نے انہیں شام کی جانب نکال دیا تو وہ مصر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس

[1] اسد الغابۃ (۱۳۲۴) استیعاب (۵۹۶) [2] استیعاب (۱۹۵)

جا ٹھہرے۔ اور بعد میں جب زبیر انہیں لے کر عباس کے پاس پہنچے، کہنے لگے: تم میرے پاس ابو عقل کو لے آئے تمہیں رشتہ داری نصیب نہ ہو۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ نابینا ہو گئے تھے۔

۱۹۰۵ حارث بن طفیل [1]

بن سخبرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھتیجے۔ ان کے والد کے تذکرہ میں ان کا حال بیان ہوگا جمہور نے انہیں تابعین میں جبکہ ابن عبدالبر [2] نے صحابہ میں ذکر کیا ہے، انہیں دیدار حاصل ہے۔

۱۹۰۶ حارث بن عبیدہ

بن حارث بن مطلب بن عبد مناف مطلبی، ان کے والد جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ بلاذری نے ان حارث کا ذکر عبیدہ کی اولاد میں کیا ہے اور کہا ہے: ان کی پیچھے اولاد نہیں رہی۔

۱۹۰۷ حارث بن عمر هذلی [3]

واقدی کا بیان ہے۔ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ ابن حبان [4] کا قول ہے: حارث بن عمرو، ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے، اور ان کا ذکر تابعین میں کیا ہے۔

۱۹۰۸ (ز) حازم بن عیسیٰ

عبدالرحمٰن بن عیسیٰ میں ذکر ہوگا۔

باب حاء کے بعد جیم، صاد اور کاف

۱۹۰۹ حجاج بن ایمن بن عبید

ام ایمن ان کی دادی ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں، ایمن جنگ حنین میں شہید ہوئے۔ یوں ان کے بیٹے حجاج کو دیدار نصیب ہوا ہوگا۔ ابن حبان [5] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان سے اسامہ کے مولیٰ حرملہ روایت کرتے ہیں۔ بخاری میں بطریق حرملہ مروی ہے، فرمایا: حجاج بن ایمن مسجد میں آئے۔ جو اسامہ بن زید کے ماں شریک بھائی تھے۔ انہوں نے نماز پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو فرمایا: نماز دہراؤ۔

۱۹۱۰ حُصَیْن بن ام حُصَیْن احمسیہ [6]

ابن مندہ فرماتے ہیں: انہیں دیدار حاصل ہے۔ طبرانی [7] بطریق زہیر بن معاویہ، ابو اسحاق سے وہ یحییٰ بن حصین سے وہ اپنی دادی ام حصین سے روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر سواری پر سوار دیکھا جبکہ حصین میری گود

---

[1] اسد الغابۃ (۹۰۷) استیعاب (۴۱۶) [2] استیعاب (۳۵۴/۱) [3] اسد الغابۃ (۹۳۳) استیعاب (۴۴۲)
[4] الثقات (۱۸۱/۸) [5] الثقات (۲۰۵/۶) [6] اسد الغابۃ (۱۱۸۱) [7] المعجم الکبیر (۳۷۸/۲۵)

میں تھا۔ ابونعیم فرماتے ہیں: اسے ایک جماعت نے ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا: ''حصین میری گود میں تھا''۔ صرف زہیر بن معاویہ ان کا نام لینے میں متفرد ہیں۔ ابوعمر کا گمان ہے کہ وہ حصین بن ربیعہ ابوارطاۃ ہیں جبکہ یہ غلط ہے اس واسطے کہ حصین بن ربیعہ کو تو جریر رضی اللہ عنہ نے ذوالخلصہ کی فتح کا قاصد بنا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ وہ بھلا حجۃ الوداع کے موقع پر اتنے چھوٹے کیسے ہوسکتے ہیں کہ اپنی والدہ کی گود میں ہوں۔ ابن الاثیر [1] نے ابن عبدالبر کے قول کو راجح قرار دیا ہے کہ ''یہ اضافہ زہیر بن معاویہ نقل کرنے میں متفرد ہے''۔ درست دونوں میں فرق ہی ہے۔

۱۹۱۱ حکیم بن قیس [2]

بن عاصم تمیمی۔ ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ انہیں دیدار حاصل ہے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: بقول بعض وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ان کی بحوالہ اپنے والد امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب الادب المفرد اور سنن نسائی میں ایک روایت، مطرِّف بن عبداللہ بن شخّیر کی روایت سے ان سے مروی ہے۔ ابن حبان [3] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب حاء کے بعد میم

۱۹۱۲ حِمَاس بن عمرو [4]

ابوعمرو بن حماس لیثی کے والد واقدی کا بیان ہے کہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ ہم نے حسن بن عفان کے جزء میں یحییٰ بن سعید کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن ابی سلمہ، ابوعمرو بن حماس سے روایت کی ہے، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حماس سے فرمایا: (اور وہ ترکش اور چمڑا بیچا کرتے تھے) اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ یہ حدیث موقوف ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ان حماس دیلی کے علاوہ ہیں جن کا ذکر قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔ اُن کے متعلق واقدی کا قول ہے کہ وہ فتح مکہ میں شریک تھے۔

۱۹۱۳ حمزہ بن ابی اسید ساعدی [5]

عہد نبوی میں پیدا ہوئے، ان کی ایک مرسل روایت ہے اپنے والد سے حدیث نقل کرتے ہیں، ان سے زہری اور عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو مالک تھی۔ ابن حبان [6] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۱۴ (ز) حمزہ انصاری (بے نسبت)

ان کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے جسے ہم نے محمد بن مخلد کے جزء میں عمرو بن دینار کے طریق سے، انصار کے ایک شخص

---

[1] اسد الغابۃ (۲۷/۱) [2] اسد الغابۃ (۱۲۳۷) [3] الثقات (۱۶۰/۴) [4] اسد الغابۃ (۱۲۴۴) استیعاب (۶۰۴)

[5] تجرید (۱۳۹/۱) [6] الثقات (۱۶۸/۴)

سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، فرمایا: میرے ہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی، میں اسے نبی ﷺ کے پاس لایا، میں نے عرض کی: میں اس کا کیا نام رکھوں؟ فرمایا: اس شخص کے نام پر اس کا نام رکھو جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے: حمزہ۔ [1] حاکم نے اسے "اکلیل" میں اور مستدرک میں دوسری سند سے عمرو بن دینار سے اسی مفہوم میں مروی ہے۔ ایک اور طریق سے روایت کر کے فرمایا: عمرو بن دینار، جابر سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ پہلا طریق درست ہے۔ حدیث جابر میں انصاری کے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن بتایا گیا ہے جو اس قصہ کے علاوہ ہے۔

۱۹۱۵ حمید بن عمرو

بن ساحق بن قیس بن ہدم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لؤی قرشی عامری یہی حمید ابن درّہ ہیں۔ دراصل درّہ ان کی والدہ کا نام ہے جو ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ یوں بیان کیا: حمید بن عمیر۔ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ امیر معاویہ کے ایام میں شام میں صاحب شرف آدمی تھے۔

میں کہتا ہوں: میں نے ان کے والد کا صحابہ میں کہیں بھی تذکرہ نہیں دیکھا، لگتا ہے وہ فتح مکہ سے پہلے حالت شرک میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ البتہ ان کے اس بیٹے کو دیدار حاصل ہے۔

باب حاء کے بعد نون

۱۹۱۶ حنظلہ بن قیس

بن عمرو بن حصین بن خلدہ انصاری زُرَقی۔ واقدی کا بیان ہے کہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمرو عثمان وغیرہ صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے زہری، ربیعہ، یحییٰ بن سعید وغیرہ۔ حضرات روایت کرتے ہیں: واقدی بحوالہ زہری روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے انصار میں سے حنظلہ بن قیس سے بڑھ کر زیادہ محتاط اور درست رائے والا آدمی نظر نہیں آیا ہے۔ بحوالہ واقدی ابن سعد کا قول ہے: وہ ثقہ اور کم حدیث والے تھے۔ ابن حبان [2] نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] المستدرک (۱۹۶/۳) کنز العمال (۴۵۲۳۱) تاریخ بغداد (۷۳/۲)

[2] الثقات (۱۶۶/۴)

قسم ثالث از حرف حاء

جن لوگوں نے زمانہ نبوت تو پایا لیکن دیدار کرنے سے محروم رہے

باب حاء کے بعد الف

۱۹۱۷ (ز) حارث بن ازمع همدانی [1]

ابن عبدالبر [1] کا قول ہے کہ صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے، امیر معاویہ کی خلافت کے آخری دور میں فوت ہوئے۔ یہی ان کے متعلق منقول ہے۔ ذیل میں ابوموسیٰ لکھتے ہیں: ابن شاہین اور عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ البتہ ابن شاہین یہ بھی فرماتے ہیں: تابعی ہیں جنہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد [1] نے ان کا یوں نسب بیان کیا ہے: حارث بن ازمع بن ابی بثینہ بن عبداللہ بن مرّ بن مالک بن حرب بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وَدَاعہ۔ انہیں اہل کوفہ کے پہلے طبقہ کے تابعین میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: امیر معاویہ کے آخری دور میں فوت ہوئے۔ امام بخاری، [2] ابن ابی حاتم، [2] مسلم، ابن حبان [2] اور خلیفہ بن خیاط نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۱۸ (ز) حارث بن زهیر

بن عبدالشارق بن لغط بن مطہ بن عامر بن کثیرہ بن دُبَل ازدی۔ بقول ابن کلبی: صاحب شرافت تھے، جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ عمرو بن اشرف سے سامنا ہوا تو ہر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔

۱۹۱۹ (ز) حارث بن ربیعه

بن زین بن عوف بن عامر بن ذہل بن ثعلبہ ذہلی۔ ایک بند کہنے کی وجہ سے ان کا نام کُلَیح بطور لقب پڑ گیا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضرمی ہیں، فتوحات میں شریک رہے۔

۱۹۲۰ (ز) حارث بن سعد

بن ابی ذباب دوسی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا تھا، ان سے یزید بن ہرمز روایت کرتے ہیں۔

---

[1] اسد الغابة (٨٤١) استيعاب (٣٩٩) [1] استيعاب (٣٤٨/١) [1] الطبقات (٨١/٦)

[2] التاريخ الكبير (٢٦٤/٢) [2] الجرح والتعديل (٦٩/٣) [2] الثقات (١٢٦/٤)

۱۹۲۱ (ز) حارث بن سُلَمیٰ

بن روّاس بن والان بن صَعب بن حارث بن مُرہب ہمدانی ثم مرہبی۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ قادسیہ میں شریک ہوئے، وہی یہ اشعار کہتے ہیں: آگے بڑھ مجھے ان کے متعلق کنگنوں کے بارے میں خوف ہے کبھی کبھار دکھائی دینے والے سروں سے نہ گھبرا، تیری مدد تو میدان کی موت نے کردی، جس کے بعد تو لوٹ جائے گا۔

اس مفہوم کے اشعار بنی قشیر کے کسی آدمی سے بھی منقول ہیں، ان میں ہے: ''اس کے بعد جب میں بوسیدہ ہڈیاں ہو جاؤں گا۔ میں قشیری (ہی رہوں گا) جو مہاجرین کا بھائی ہوں''۔ اس میں ہے کہ وہ یرموک کا موقع تھا۔ اساورہ انہوں نے رومیوں کو کہا۔ ان کا وہم تھا کہ وہ فارسیوں کی طرح ہیں اس واسطے کہ رومیوں کو ''بطارقہ'' کہا جاتا ہے۔

۱۹۲۲ حارث بن سوید تمیمی*

ابو عائشہ۔ بقول بعض: دور جاہلیت پایا ہے اور کوفہ فروکش ہوئے۔ حضرت عمر، ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے ابراہیم تیمی اور اشعث بن ابی شعثاء روایت کرتے ہیں۔ ابن معین فرماتے ہیں: ''ابراہیم تیمی حارث سے وہ حضرت علی سے'' یہ کوفہ میں ان کی سب سے اچھی سند ہے۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: میرے والد نے ان کا بڑی تعظیم سے ذکر کیا۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں اونچے درجہ کے لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور ۷۲ھ میں فوت ہوئے۔ ایک جماعت ان کی حدیث روایت کرتی ہے۔

۱۹۲۳ (ز) حارث بن عبد*

بقول بعض: ابن عبدہ الازدی، ابو مخنف نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ وہ یرموک میں شریک ہوئے، فرماتے ہیں: میں لشکر میں تھا۔ ایک رومی مقابلے کے لئے للکارنے لگا: میں مقابلہ کے لیے باہر نکلا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مجھ سے فرمانے لگے، کیا پہلے کسی سے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: واپس ہو جاؤ۔ ابن سعد اور خلیفہ نے صحابہ کے بعد پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور خلیفہ نے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ فلسطین والوں کی پیادہ فوج کے سالار تھے۔ امیر معاویہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

۱۹۲۴ (ز) حارث بن عبد عمرو

بن معاذ بن یزید بن عمرو بن الضعیق بن نفیل بن عمرو بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کلابی، زفر بن حارث کے والد، دورِ جاہلیت پایا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے۔

۱۹۲۵ (ز) حارث بن عمیرہ

حارثی زبیدی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہی اسلام لے آئے تھے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور انہی کے

---

* اسد الغابة (۸۹۸) استیعاب (٤٤٨) * اسد الغابة (۹۳۹) استیعاب (٤٣٩)

ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یمن سے آئے۔ ابن سعد اور یعقوب بن شیبہ بطریق شہر بن حوشب، عبدالرحمن بن غنم ان کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ طاعونِ عمواس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت وہ موجود تھے۔ یعقوب نے ان کی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ معاذ یمن سے تشریف لائے تھے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ''فتوح'' میں سیف بحوالہ داؤد وہ ابن ابی ہند سے وہ شہر سے روایت کرتے ہیں کہ جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ طاعون میں مبتلا ہوئے تو حارث بن عمیرہ زبیدی یمن کے گاؤں ''زبید'' سے آئے، پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ شریک، ابوخلف سے بحوالہ حارث بن عمیرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا کہ وہ سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے''۔ [1] اسے ابواحمد حاکم نے ذکر کیا ہے۔ ہیثم بن عدی کا قول ہے: انہوں نے یزید بن معاویہ کے دور میں رحلت فرمائی۔

۱۹۲۶ (ز) حارث بن عوف عبدی

عہد نبوت پایا ہے اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحرین میں ربیعہ سے جنگ میں شریک رہے، جس میں ان کے نمایاں کارنامے ہیں بقول بعض: انہوں نے ہی ''حطم'' کو مارا تھا۔ ایک قول ہے: نہیں بلکہ ان کے بھائی حبیب بن عوف نے اسے قتل کیا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شماخ نے اسے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

۱۹۲۷ (ز) حارث بن قُمُوم بَهْزِیّ

دورِ نبوی حاصل ہے سعد بن ابی وقاص کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کی شجاعت کی تعریف کرتے ہوئے کہا: میں نے حارث بن قموم جیسا سوار نہیں دیکھا۔ اس نے اپنے اونٹ پر پالان رکھا اور اسے سرتاپا کپڑا اوڑھا دیا، پھر...... انہیں جدا کر دیا، جب کسی سوار کو دیکھتا تو اس پر اتر کر اسے گردن سے دبوچ کر قتل کر دیتا پھر کھڑے کھڑے اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتا۔

۱۹۲۸ (ز) حارث بن قیس کندی

دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مُخَضرمی ہیں اور ان کے قصیدہ تائیہ میں چند اشعار نقل کیے ہیں۔

۱۹۲۹ (ز) حارث بن قیس

ابومحمد بن حزم نے طبقات القرّاء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دورِ نبوت تو پایا ہے لیکن نبی علیہ السلام سے ملاقات نصیب نہیں ہوئی۔

۱۹۳۰ حارث بن کعب

قسم رابع میں ذکر ہوگا۔

---

[1] المستدرک (۱۷۲/٤)

۱۹۳۱ (ز) حارث بن لقیط نخعی

حنش بن حارث کے والد، دورِ نبوت میسر ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں: ہمیں ابونعیم نے بحوالہ حنش بن حارث بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو ذکر کرتے سنا: جب ہم یمن سے آئے تو ہم نے مدینہ میں پڑاؤ کیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے۔ قبیلۂ نخع میں گھوم پھر کر انہیں دیکھا بھالا۔ (حدیث) امام بخاری نے الادب المفرد میں ان کی ایک روایت نقل کی ہے۔

۱۹۳۲ حارث بن مالك طائی ❶

انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا۔ وثیمہ نے ذکر کیا یہ ان لوگوں میں سے تھے جو فتنۂ ارتداد میں دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اور عدی بن حاتم کے ساتھ اپنی زکوٰۃ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ادا کی جس کے متعلق ان کے اشعار ہیں جن کا مطلع یہ ہے:

''ہم نے ایسی وفا کی اس جیسی وفا لوگ نہ کر سکے۔ اور عدی بن حاتم نے ہمیں بزرگی و شرافت کی پوشاک پہنائی''۔

ابن فتحون اور ابن الامیر نے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۳ حارث بن مرّہ

بن دودان نفیلی دورِ نبوت پایا ہے۔ کتاب ''الردۃ'' میں وثیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی وہ نصیحت ذکر کی ہے جو انہوں نے بنی عامر کو کی تھی: ''اے بنی عامر! اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو گے تو تمہاری مدد ہوگی اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور دین سے دشمنی رکھو گے تو بے یار و مددگار چھوڑ دیے جاؤ گے۔ اور اگر تمہیں شکست ہوئی تو بھاگنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا اور اگر اپنی قوم کے لیے تم ڈٹے رہے تو اللہ کی قسم مار دیئے جاؤ گے''۔ ابن فتحون اور ابن الامین نے بھی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۴ حارث بن معاویه کندی

قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۹۳۵ (ز) حارث بن مِیْناء

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا، ابن اسحاق، محمد بن ابراہیم تیمی سے بحوالہ حارث بن میناء روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلسل مجھے بلاتے رہے، پھر ایک قصہ ذکر کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زمانۂ نبوی میں پورے مرد تھے۔ اس قصہ کا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❷ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابن حبان ❸ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۶ (ز) حارث بن نظام

بن جشم بن عمرو بن مالک بن جشم بن خیوان بن نوف بن ہمدان ہمدانی، دورِ نبوت پایا ہے، ان کے بیٹے عبدالرحمٰن وہی

---

❶ اسد الغابة (٩٥٥) ❷ التاريخ الكبير (٢٨٢/٢) ❸ الثقات (١٣٦/٤)

اعشی ہمدانی ہیں جو عبدالملک بن مروان کے دور میں مشہور شاعر تھے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۷ حارث بن نعمان بن قیس۔

۱۹۳۸ حارث (بے نسبت) قسم اوّل میں حبیب بن حارث کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۹۳۹ (ز) حارثہ بن بدر

بن حصین بن قطن بن مالک بن غُدانہ بن یربوع بن حنظلہ بن زید مناۃ بن تمیم تمیمی غدانی۔ ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے کہ وہ احنف بن قیس کی ولادت میں موجود تھے۔

میں کہتا ہوں: اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو انہوں نے دورِ نبوت پایا ہے۔ فتوحات میں ان کی بڑی کارکردگیاں ہیں۔ حضرت عمر، حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بیٹے کی حکومت میں زیاد وغیرہ کے ساتھ کئی قصے پیش آئے۔ حاکم نے تاریخ نیساپور میں سلیمان بن احمد لخمی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: لخمی طبرانی ہیں۔ لیکن یہ بات مجھے ان کی معجم میں نہیں ملی۔ واللہ اعلم

''کامل'' میں مبرّد ذکر کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن حارث ببہ کی عراق پر حکومت کے دوران ۶۴ھ میں ڈوب کر فوت ہوئے جس کا قصہ یہ ہے کہ وہ خوارج سے جنگ کے امیر تھے۔ انہوں نے انہیں نہر تیزی پر شکست سے دوچار کیا۔ جب خوارج نے انہیں زخمی کر دیا تو یہ اپنے باقیماندہ ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ رہے تھے کہ اتنے میں ان کے کسی ساتھی نے آواز دی: حارثہ! مجھ جیسا شخص ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے کشتی بان سے کہا: اس کے قریب کرو۔ تو وہ شخص کشتی میں دھرے اسلحہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ یوں حارثہ اور ان کے ساتھی غرقابی کا شکار ہو گئے۔

۱۹۴۰ (ز) حارثہ بن سفیان بَجَلی

دورِ نبوت میسر ہے اور سلمی بنت جابر احمسیہ کے خاوند ہیں۔ عبداللہ بن مبارک نے کتاب ''البر والصلۃ'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابان بن عبداللہ بجلی نے بحوالہ فلاں بن ابی حازم ہمیں بتایا کہ سلمی بنت جابر، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگیں: میرے خاوند حارثہ بن سفیان اللہ کو پیارے ہو گئے اور طبرستان میں شہید ہو گئے۔ اب کئی طرف سے پیاماتِ نکاح آ رہے ہیں، میں نے اپنے آپ کو اپنے خاوند کے لیے روکے رکھا ہے تاکہ جنت میں اس کی بیوی بن سکوں کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

میں کہتا ہوں: فلاں شخص کا نام کریم ہے اس کا یہ نام احمد زبیری نے بحوالہ ابان بجلی اپنی روایت میں لیا ہے۔ انہوں نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''میری اُمت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی عورت احمس کی ہوگی''۔ [1]

---

[1] جمع الجوامع (٦٣٤١)

۱۹۴۱ (ز) حارثہ بن عبید کلبی

ابوحاتم ✿ سجستانی نے کتاب ''المعمرین'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہشام کلبی فرماتے ہیں: مجھے سلمہ بن معتب (جو اُن کی اولاد سے ہیں) کہنے لگے: میرا جہاں تک اندازہ ہے وہ پانچ سو (۵۰۰) سال زندہ رہے اور ان کے یہ اشعار بھی درج کیے:

''کاش! میں اپنی عمر گزار چکا ہوتا، کیا زمانہ میری آرزو برآری کرے گا۔ زمانے کی گردش نے مجھے موڑ کر رکھ دیا اور حالت یہ ہوگئی کہ میری حیثیت گھر میں پرانے کپڑے کی سی رہ گئی۔ میرے رشتہ دار جب مجھے دیکھتے ہیں تو انہیں اذیت ہوتی ہے کہ میں ابھی تک زندہ ہوں۔ آج میری موت کہاں ہے؟''

ابن ابی حاتم کا قول ہے: ان کی اولاد نے انہیں عرصہ دراز تک چھپائے رکھا۔

۱۹۴۲ حارثہ بن مضرّب ✿ العبدی

انہیں دورِ نبوت حاصل ہے اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ان سے ابن اسحاق سبیعی روایت لیتے ہیں۔ ابن معین وغیرہ ائمہ فن نے ان کی توثیق کی ہے چونکہ انہوں نے دورِ نبوت پایا ہے اس لیے ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۴۳ (ز) حارثہ بن نمر (ابواثال)

دورِ نبوی میسر ہوا۔ اور عہد صدیقی میں جنگ یرموک میں شرکت کی اور مخنف ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مالک بن قسامہ نے مجھے بتایا کہ جنگ یرموک میں مسلمانوں کے شاعر نے کہا: ''قبیلہ جذام اور لخم کو ہر بڑے ڈیل ڈول کی عورت سلام دیتی ہے۔ اور ٹٹوؤں والوں کا قتل مضبوط ہوگیا''۔ تو ابواثال حارثہ بن نمر نے یہ اشعار کہے: ''یرموک میں وہ قوم کیا ہی خوب رہی جس نے روم کے سرکش کی خاندانی شرافت کو پاؤں سے روند ڈالا۔ ان سے وہ گرجے جو شام میں بڑے پتھروں اور سنگ مرمر سے مزین تھے، بے کار ہوکر رہ گئے''۔

۱۹۴۴ حازم بن ابی حازم احمسی (قیس کے بھائی)

ان کا نسب ان کے والد عوف بن حارث کے حالات میں آئے گا۔ ابوعمر فرماتے ہیں: قیس اور حازم دورِ نبوی میں مسلمان تھے۔ آپ کے بعد انہوں نے ہجرت کی، ان میں سے حازم جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہوگئے۔

باب حاء کے بعد باء

۱۹۴۵ (ز) حباب بن عمیر سلمی ذکوانی

دورِ نبوی پایا ہے۔ وثیمہ نے کتاب ''الردّۃ'' میں ان کی وہ وصیت ذکر کی ہے جو انہوں نے بنی حنیفہ کو اسلام نہ چھوڑنے کے

✿ المعمرین (۹٤) ✿ اسد الغابۃ (۱۰۰۲) تجرید (۱/۱٤۱)

بارے میں کی تھی۔ اس کے متعلق ان کا خطبہ اور کافی کلام بھی ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۴۶ (ز) حِبَال

ابن طلیحہ بن خویلد، ان کے والد کا تذکرہ آنے والا ہے۔ رہے وہ، تو جب ان کے والد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یہ موجود تھے۔ چنانچہ ابن درید کا بیان ہے کہ طلیحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: (انہیں سخت پیاس لگی تھی) حبال کے راستہ پر چلو، مثالیں بیان کرو تمہیں پانی مل جائے گا، تو جیسا اس نے کہا تھا انہیں پانی مل گیا۔ "بلال" تھوڑے پانی کو کہتے ہیں۔ جس سے ان کا فتنہ مزید بڑھ گیا۔

۱۹۴۷ حِبّان

ابن ابی جبلہ تابعی ہیں۔ دورِ نبوی دیکھا ہے۔ ابن یونس کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل مصر کی جانب دینی سمجھ بوجھ دلانے کے لئے بھیجا تھا۔ ابن حبان [1] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں عمرو بن العاص اور کئی اور حضرات سے روایت بھی حاصل ہے۔ ابو العرب نے طبقات اہل القیر وان میں ان کا ذکر کیا کہ احمد بن یحییٰ بن وزیر نے کہا: وہ افریقہ میں فوت ہوئے۔

۱۹۴۸ حَبّہ [2]

ابن جُوَین بن علی بن عبدنہم بن مالک بن غانم بن مالک بجلی ثم عرنی ابو قدامہ۔ بقول طبرانی: کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔ ابن عقدہ نے کتاب الموالاۃ میں انتہائی ضعیف سند سے لکھا ہے کہ حبّہ بن جوین سے مروی ہے کہ غدیر خم کے روز نبی ﷺ نے اعلان کیا: "باجماعت نماز تیار ہے"۔ پھر یہ حدیث ذکر کی "جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے"۔ [3] آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا یہاں تک کہ مجھے دونوں کی بغلیں صاف دکھائی دیں (فرماتے ہیں): میں اس وقت تک مشرک تھا۔ ابن الاثیر [4] فرماتے ہیں: یہ حدیث نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حجۃ الوداع کے موقع پر بیان فرمائی تھی اور اس دن کوئی مشرک حج کرنے نہیں آیا تھا۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو وہ صحابی ہوئے لیکن اس پر اتفاق ہے کہ وہ صحابی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ واقعہ صحیح ہو جائے تو یہ احتمال ہے کہ حبّہ نے بالاتفاق آپ کو دیکھا ہے لیکن حج کا ارادہ نہیں کیا تھا، چونکہ سند ضعیف ہے اس لیے صحیح کہاں ہوسکتا ہے۔ حبّہ کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ صرف عجلی نے ان کی توثیق کی ہے جسے امام احمد نے چلایا ہے۔ صالح جزرہ فرماتے ہیں: درمیانے ہیں۔ اور علامہ ساجی کا قول ہے کہ ان کے ضعیف ہونے کے لئے ان کی یہ بات ہی کافی ہے کہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ اسّی (۸۰) بدری صحابہ نے دیا۔ حبّہ کی حضرت علی، ابن مسعود اور عمار رضی اللہ عنہم سے کئی ایک روایات ہیں۔ ان سے سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہیں جو ان کی دینداری اور عبادت گزاری کے بڑے مدّاح تھے۔ حکم بن عیینہ اور بہت سے کوفی حضرات روایت لینے میں شامل ہیں۔ حبّہ کا انتقال ۷۰ھ کے بعد، بقول بعض ۷۱ھ یا اس سے زائد عرصہ بعد ہوا۔ پھر پہلی حدیث جیسی مجھے ان کی ایک اور حدیث مل گئی۔ چنانچہ ابن مَرْدُوْیہ تفسیر میں ابان بن ثعلبہ کے طریق بحوالہ نفیع بن حارث، ابو الحمراء، وہ ابو مسلم مُلائی اور حبّہ عرنی سے روایت کرتے ہیں، دونوں فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ نے مسجد میں کھلنے والی تمام کھڑکیوں کو

---

[1] الثقات (۱۸۱/۴) [2] اسد الغابۃ (۱۰۳۱) [3] جامع المسانید (۲۵۸/۳) [4] اسد الغابۃ (۴۱۷)

بند کرنے کا حکم دیا تو یہ بات بڑی گراں گزری۔ حبہ کہتے ہیں: میں نے حمزہ کو دیکھا کہ وہ سرخ چادر اوڑھے آنسو بہا رہے اور کہہ رہے تھے: ''تم نے اپنے چچا کو نکال دیا...''۔ (حدیث) ابان تک کی سند ضعیف ہے۔ مسلم ملائی بھی ضعیف ہے۔ حبہ کے متعلق جیسا پہلے گزر چکا ہے اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جاتی ہے تو وہ صحابی بن سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اس وقت وہاں موجود تو ہوں لیکن تھے مشرک، جیسا کہ پہلی حدیث میں ہے۔ واللہ اعلم

۱۹۴۹ حبیب بن عاصم محاربی

انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا۔ زبیر بن بکار ہشام بن اسحاق بن کنانہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ جب قحط ختم ہو گیا (جسے عام الرمادہ کہا جاتا تھا) اور خوب بارشیں ہو کر وادیاں بہہ پڑیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عربی گھوڑے پر بیٹھ کر وادی عقیق کی طرف نکلے، وادی کے ایک کونے سے کسی اعرابی نے آپ کو آواز دی ابن خیثمہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ آپ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا: میں حبیب بن عاصم محاربی ہوں، پھر قصہ ذکر کیا۔

۱۹۵۰ (ز) حبیب بن عوف عبدی

ان کا ذکر ان کے بھائی حارث بن عوف کے ساتھ گزر چکا ہے۔

۱۹۵۱ (ز) حبیش اسدی [1]

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ذکر کیا ہے کہ جب بنی اسد میں طلیحہ ظاہر ہوا تو وہ انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب دیتے، طلیحہ کی روبرو تکذیب کرتے۔ اس بارے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، چند اشعار میں سے یہ ایک شعر ہے: ''طلیحہ! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور دین صرف دین محمدی ہے''۔ فرماتے ہیں: پھر حبیش اور ان کے دونوں بیٹے غسان اور عبدالرحمٰن اس قبیلہ سے الگ ہو گئے۔ ابن فتحون اور ابن الاثیر [2] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر تو کیا لیکن کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جس سے پتہ چلے کہ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ہو۔

باب حاء کے بعد تاء

۱۹۵۲ (ز) حتات بن وذیح

بشر میں تذکرہ ہوا ہے۔ مرزبانی کا قول ہے کہ جسر ابی عبید میں شہید ہوئے تو ان کے والد نے ان کا مرثیہ کہا: ''میں حتات کی موت کی خبر دیتا ہوں۔ میں جب تک اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوں کوئی بھی مجھے اس جیسا جوانمرد دکھائی نہیں دیتا۔ حتات کی زندگی تو شہاب ثاقب کی طرح تھی اور ہر شہاب ثاقب بجھنے والا ہے''۔

[1] اسد الغابة (١٠٧٤) [2] اسد الغابة (٤٢٧/١)

۱۹۵۳ حتیت بن شہاب شامی

دورِ نبوت میسر ہوا، زبیر بکار کا قول ہے: بصرہ میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ عبداللہ بن عامر نے انہیں بصرہ کی نہر بطور جاگیر دے دی تھی۔

۱۹۵۴ (ز) حتیت بن مظہّر

بن رئاب بن اشتر بن حجوان بن فقعس کندی ثم الفقعسی، دورِ نبوی نصیب ہوا۔ اور اتنی عمر پائی یہاں تک کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر ان کے چچازاد بھائی ربیعہ بن حوط بن رئاب کے ساتھ کیا ہے۔ ان شاء اللہ حرف راء میں تذکرہ ہوگا۔

باب حاء کے بعد جیم

۱۹۵۵ حجاج بن عبد یغوث

بن عمرو بن حجاج زَبیدی۔ ابوحذیفہ اور امام بخاری نے ذکر کیا ہے کہ وہ یرموک میں شریک تھے، فرماتے ہیں: قبیلہ زبید جو میمنہ میں تھا اس کے پاؤں اکھڑنے لگے تو وہ ایک دوسرے کو پکارنے لگے، ان میں حجاج بن عبد یغوث تھے۔ انہوں نے یکبارگی حملہ کیا تو ان لوگوں کو روم کی جانب سے ہٹا دیا گیا۔ ابن کلبی نے اپنی کتاب ''فتوح الشام'' میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو یمن سے خلافت صدیقی میں جہاد کے لئے وفد کی صورت میں آئے تھے۔

۱۹۵۶ (ز) حجاج بن عبید

انہیں ابن عتیک بھی کہا جاتا ہے۔ دورِ نبوت پایا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ ام جمیل ہلالیہ کے خاوند تھے جس کی تہمت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر لگی تھی۔

۱۹۵۷ (ز) حجّار بن ابجر

بن جابر عجلی۔ دورِ نبوت پایا ہے۔ ابن درید ''اخبار منثورہ'' میں ابوحاتم سے بحوالہ عبیدہ بنی عجل کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: حجار بن ابجر کے والد نصرانی تھے ان سے یہ کہنے لگے: ابا جان! میں نے کئی لوگوں کو دیکھا کہ وہ اسلام لانے کے بعد صاحب شرافت بن گئے۔ میں بھی اس دین میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگے: بیٹا! ذرا صبر کرو! میں خود تمہارے ساتھ عمر کے پاس چلتا ہوں تاکہ وہ تمہیں مشرف با اسلام کرے۔ اس سے بچنا کہ انتہائی منزل سے پہلے کہیں تھک ہار نہ جانا۔ پھر قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے کہ ابجر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حجار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کون منع کر رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میری ٹانگیں قبر میں لٹک رہی ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ ابجر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کی شہادت سے کچھ عرصہ پہلے نصرانیت پر ہی مرا تھا۔ طبرانی نے اسمٰعیل

بن راشد کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابجر کا جنازہ عبدالرحمٰن بن ملجم کے پاس سے گزرا جبکہ حجّار بن ابجر ایک طرف مسلمانوں کے ساتھ چل رہے تھے، جنازہ کے ساتھ نصاریٰ تھے جو اسے لے جا رہے تھے، پھر قصہ ذکر کیا۔

۱۹۵۸ حجر بن عدی بن ادبر ✿

قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔

۱۹۵۹ حجر بن عنبس

انہیں ابن قیس بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ابوالسکن بقول بعض ابوالعنبس حضرمی کوفی ہے۔ طبرانی نے صحابہ میں اور ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن معین فرماتے ہیں: کوفی شیخ ہیں جو ثقہ اور مشہور ہیں۔ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزء رفع یدین میں اور ابوداؤد اور ترمذی نے ان کی روایت نقل کی ہے۔

امام بخاری ✿ نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ انہوں نے جاہلیت میں خون پیا تھا۔ اور طبرانی ✿ نے موسیٰ بن قیس کے طریق سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پیامِ نکاح بھیجا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کیا تمہیں کچھ رغبت ہے؟

میں کہتا ہوں: اس پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ حجر بن عنبس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی، لگتا ہے انہوں نے یہ قول کسی صحابی سے سن کر روایت کیا ہے۔

۱۹۶۰ حجر بن مالك

بن حذیفہ بن بدر فزاری عیینہ بن حصن کے چچازاد بھائی۔ انہیں دورِ نبوت میسر آیا، مرزبانی نے اپنے معجم میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی والدہ وہی ام قرفہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قتل ہوگئی تھیں۔

۱۹۶۱ (ز) حَجْناء بن رُمَیْله نهمی

ان کا ذکر ان کے بھائی اشہب کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۱۹۶۲ (ز) حجیل بن قدامه یربوعی

مغازی میں اموی نے ذکر کیا ہے کہ مرتدوں سے جنگ کے دوران وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ مالک بن نویرہ کے قتل میں بھی شریک تھے، وہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کے قتل کی اطلاع لے کر آئے تھے۔

✿ اسد الغابة (۱۰۹۳) ✿ التاریخ الکبیر (۷۳/۳) ✿ المعجم الکبیر (۶۵۷۱/۴)

باب حاء کے بعد دال

۱۹۶۳ (ز) حدیر بن علقمہ

بن ابی الجون خزاعی سلیمان بن صرد بن ابی الجون مشہور صحابی جن کا ذکر ہوگا، ان کے چچیرے بھائی ہیں۔ اور اکثم بن ابی الجون جن کا تذکرہ گزر چکا ہے ان کے بھتیجے۔ انہیں دورِ نبوت حاصل تھا ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام میسرہ تھا جس کا کثیر عزّہ شاعر خزاعی کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ اسے مخاطب کر کے کثیر کہتا ہے: "اگر ہم نے قریش سے اپنی رشتہ دار کی شاخ کاٹ ڈالی، تو میسرہ! تُو کونسے دراہم سے اس رشتہ داری کو حاصل کرے گا"۔ ابن کلبی نے جمہرہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب حاء کے بعد ذال

۱۹۶۴ حذیفہ بن عبید مرادی [1]

انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ یہ ابن یونس کا قول ہے جو ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ مغلطائی فرماتے ہیں: مجھے ابن یونس کی تاریخ میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۱۹۶۵ (ز) حُذیفہ بَارقی ازدی [2]

بقول ابن مندہ: دورِ نبوت پانے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ واقدی نے ایک مقلوب (الٹی) حدیث ذکر کی ہے جس کی طرف میں نے جنادہ کے سوانح میں اشارہ کر دیا ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: ان کی صحابیت مشکوک ہے۔

۱۹۶۶ حذیم بن حارث

بن ارقم۔ بنی عامر بن عبد مناۃ کے فرد۔ سیرت میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

باب حاء کے بعد راء

۱۹۶۷ حرام بن خالد

بن ربیعہ بن وحید بن کلاب بن ربیعہ عامری ثم وحیدی، انہیں دورِ نبوت حاصل ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی ام البنین سے شادی کی جس سے آپ کی چار اولادیں: عباس، عبداللہ، عثمان اور جعفر ہوئیں۔ سارے کے سارے اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ جس کا ذکر ہشام بن کلبی اور زبیر بن بکار نے کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابة (۱۱۱۱) [2] اسد الغابة (۱۱۰۷) تجريد (۱۲٤/۱)

۱۹۶۸ حرام بن ربیعہ

بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب عامری، ثم جعفری، لبید شاعر کے بھائی انہیں دورِ نبوت ملا ہے۔ ان کے والد اور دادا کا تذکرہ آئے گا۔ ان کا بیٹا مالک سردارانِ کوفہ میں سے تھا۔ جن لوگوں کو مختار بن ابی عبید نے حضرت حسین کے خون کے مطالبہ پر قتل کیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے۔

اکثر ان سے حزام بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن کلاب کا اشتباہ ہو جاتا ہے جو ام البنین زوجۂ علی کے والد ہیں جن سے عباس اور جعفر وغیرہ پیدا ہوئے۔ اس کے والد بھی اسی قسم میں شامل ہیں۔

۱۹۶۹ حرّ بن نعمان

بن قیس بن تیم طائی ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اسلام میں اہل ارتداد سے جنگ میں انہوں نے خوب خوب جوہر دکھائے، یعنی دورِ صدیقی میں۔

۱۹۷۰ حَرْب بن جُنَادب

بقول ابن عساکر: دورِ نبوی پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح دمشق میں شریک ہوئے، وہیں ان کی جائیداد ہے۔

۱۹۷۱ حُرقوص العَنْبری

دورِ نبوت میسر ہے، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح تُستر میں شریک ہوئے یہ حُرقوص بن زہیر سعدی کے علاوہ ہیں۔ ابن ابی داؤد نے ان کا قصہ نقل کرنے کے بعد اس پر یقین کیا ہے کہ وہ ذوالثدیہ ہے جبکہ ذوالثدیہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ذوالخویصرہ اور ذوالخویصرہ کے بارے مشہور ہے کہ وہی حُرقُوص ہے۔

۱۹۷۲ (ز) حَرْمله بن سلمی

از بنی قرد، دورِ نبوت ملا ہے۔ ابوعمر کندی نے کتاب الخندق میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے۔

۱۹۷۳ حرمله بن منذر

بن معدیکرب کندی ابوزبید شاعر، کنیت سے ہی شہرت رکھتے ہیں۔ ''آغانی'' میں ان کے طویل سوانح ذکر ہوئے ہیں۔ مجھے اکثر روایات سے ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ نصرانی تھے۔ ابوعبید بکری ''شرح الامالی'' میں لکھتے ہیں: طبری کا گمان ہے کہ وہ اسلام لایا تھا، جس کی دلیل یہ پیش کی کہ اس نے حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما کی زیارت کی ہے اور ولید بن عقبہ نے وصیت کی تھی کہ اسے اس کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے پتہ چلے کہ وہ اسلام لے آیا تھا۔

۱۹۷۴ حریث بن محفض مازنی

وہی حریث بن سلمہ بن مرارہ از بنی مازن بن عمرو بن تمیم ہیں۔ مرزبانی لکھتے ہیں: مخضرمی ہیں۔ جاہلیت کے دور میں ان کے

بہت سے اشعار ہیں اور حجاج کے دور تک زندہ رہے۔ اس کے ساتھ ان کا ایک واقعہ بھی پیش آیا۔ وہ یوں کہ انہوں نے حجاج کو منبر پر یہ اشعار پڑھتے سنا:

''بزرگی کے بیٹوں کو ان کی مائیں لے کر نہیں بیٹھی رہیں بلکہ ان کے آباء و اجداد ہی سچے تھے، اس لیے وہ شرافت والے ہوگئے''۔

تو یہ کھڑے ہوکر کہنے لگے: امیر! ان کا قائل کون ہے؟ اس وقت بے حد بوڑھے تھے: حجاج نے کہا: حریث بن مُخفص مازنی۔ بعد میں جب حجاج منبر سے اترا تو ان سے کہنے لگا: کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ آپ نے میاں میرا خطبہ رکوا کر یہ سوال کیا؟ تو یہ کہنے لگے: میں ہی حریث بن مخفص ہوں۔ آپ نے میرا شعر پڑھا تو میں سر دھننے لگا۔ راوی کا بیان ہے: پھر حجاج انہیں علیحدہ لے گیا۔ یہی اشعار امیر معاویہ نے پڑھے جب آپ نے بنی عبد مناف کے نوجوانوں کو دیکھا تھا۔ یہ اشعار بھی کہے گئے ہیں:

''کیا تو نے میری قوم نہیں دیکھی جب انہیں ان کا بھائی بلاتا ہے تو لبیک کہتے ہیں۔ اور اگر وہ تلوار اٹھائے تو یہ بھی اٹھا لیتے ہیں''۔

لفظ مخفص میں نے ایک نسخہ میں تشدید سے لکھا دیکھا ہے۔ جبکہ رضی شاطبی نے حاشیہ میں حاء کے سکون اور فاء کے بعد ضاد سے قلمبند کیا ہے۔

۱۹۷۵ (ز) حریث بن عبدالملك

اکیدر دومہ کے بھائی۔ بلاذری بطریق کلبی روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو اکیدر نے زکوٰۃ نہ دی اور جو عہد و پیمان کیا تھا توڑ ڈالا اور دومۃ الجندل سے نکل کر حیرہ جا ٹھہرا تھا۔ جبکہ حریث اپنی تمام تر ملکیت سمیت مسلمان ہوئے جو بعد میں ان کے پاس سلامت رہی۔ راوی کا بیان ہے کہ انہی حریث کی بیٹی سے یزید بن معاویہ نے شادی کر لی تھی، جمہرہ میں یونہی لکھا ہے۔

باب حاء کے بعد زاء

۱۹۷۶ (ز) حزن بن نصر عدوی

عدی تمیم۔ ان کا ذکر ان کے بھائی قُرط کے حالات میں ہوگا۔

باب حاء کے بعد سین اور شین

۱۹۷۷ (ز) حسان بن فائد عبسی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی، انہیں دورِ نبوی حاصل ہوا ہے ان سے روایت کرنے والے راوی مجھے صرف ابواسحاق سبیعی ملے ہیں۔ ابوحاتم [1] فرماتے ہیں: بزرگ تھے۔ ابن حبان [2] نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل (۳/۲۳۶) [2] الثقات (۴/۱۶۳)

۱۹۷۸ (ز) حسان بن کریب

بن یشرح ابن عبد کلال بن عریب بن شرحبیل رعینی۔ کنیت ابوکریب تھی۔ دورِ نبوی نصیب رہا۔ ابوسعید بن یونس لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہجرت کی اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ابوالخیر یزنی واہب معافری، اور کعب بن علقمہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ پھر بطریق واہب بن عبداللہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا تم لوگ اپنے اخراجات کا حساب رکھتے ہو؟ پھر ایک حدیث ذکر کی۔ ابن عساکر ان کے حالات میں عیاش بن عباس کے طریق سے ان کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ امیر معاویہ کے دروازے پر تھے، ہمارے ساتھ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابومسعود بھی تھے۔ پھر ان کا قصہ نقل کیا۔ انہیں حضرت علی، ابوذر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت حدیث کا شرف بھی حاصل ہے۔

۱۹۷۹ حسین بن خارجہ ✽

عبدان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ احمد بن یسار فرماتے ہیں: لوگوں نے ان کے صحابی ہونے کا ذکر نہیں کیا اگرچہ وہ بڑی عمر کے تھے۔ ابن خزیمہ اور یعقوب بن شبہ وغیرہ حضرات بطریق نعیم بن ابی ہند، ابوحازم سے بحوالہ حسین بن خارجہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے جو یورش و فتنہ برپا ہوا مجھے اس کے متعلق بڑی الجھن ہوئی کہ کیا کیا جائے، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: یا اللہ! کوئی ایسی راہ سجھا جسے اختیار کرسکوں۔ پھر ایک لمبا قصہ ذکر کیا جس میں انہوں نے اپنا وہ خواب بیان کیا جو حضرت سعد بن ابی وقاص کو سنایا تھا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں دورِ نبوت ملا تھا۔ یہ جہاں تک مجھے معلوم ہوتا ہے ان حسیل بن خارجہ کے علاوہ کوئی صاحب ہیں جن کا ذکر قسم اوّل میں ہوا ہے۔

۱۹۸۰ حَشرَج بن اشہب

بن ورد بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ الجعدی، دورِ نبوی حاصل ہوا ہے۔ ان کا بیٹا عبداللہ جو بڑا بہادر اور قابل تعریف شخص تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دورِ گورنری میں فارس پر غالب ہوا۔ اسی کے متعلق ''زیاد اعجم'' کا یہ شعر ہے:

''بزرگی مردانگی اور سخاوت اس خیمہ میں ہے جو ابن حشرج پر لگایا ہے''۔

اور ''فرزدق'' اپنے شعر میں انہی کو مراد لیتے ہیں۔

انہوں نے جو اثا میں مضر کے سرداروں میں لوٹ مار مچائی، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا تو ان کے وہ اشعار نقل کیے جو سخاوت پر فخریہ انداز میں انہوں نے کہے ہیں۔ زیاد بن اشہب میں اس کا تذکرہ ہوگا۔

✽ اسد الغابة (١١٦٩)

باب حاء کے بعد صاد

۱۹۸۱ (ز) حُصَيْن بن وَبْرہ

بن عدی بن جابر بن حیی بن عمرو بن سلسلہ بن تمیم طائی۔ دورِ نبوت نصیب ہوا، ان کے بیٹے نویرہ کا ذکر نجدہ حَروری کے زمانہ میں ملتا ہے جس نے یزید بن معاویہ کی موت کے بعد یمامہ میں خروج کیا تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۸۲ (ز) حُصَيْن جدامی

حصین میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۹۸۳ (ز) حُصَيْن بنُ حارث

بن مسلم بن قیس بن معاویہ جعفی۔ دورِ نبوی ملا ہے، ان کا بیٹا جراح، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں میں سے تھا جسے انہوں نے وادی القریٰ کا والی بنا دیا تھا۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے۔ ابن زبیر کے وہاں کثیر تعداد میں کھجوروں کے درخت تھے، جراح نے لوگوں کو لوٹ مار کی کھلی چھوٹ دے دی۔ ابن زبیر کو پتہ چلا تو آپ نے اسے معزول کر دیا۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے کوڑے لگائے اور فرمایا: ''میری کھجوریں ہڑپ کر کے میری نافرمانی پر اتر آئے ہو!'' یہ بات ضرب المثل کی صورت اختیار کر گئی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مخالفین اسے بخیل کہا کرتے تھے، اس واقعہ سے انہیں مزید تقویت مل گئی۔

۱۹۸۴ (ز) حُصَيْن بن حسان

بن شریک بن حذیفہ بن بدر فزاری۔ مرزبانی نے ان کے بیٹے جلہمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ مُخَضرمی ہیں۔

۱۹۸۵ حُصَيْن بن حُدَير

دورِ نبوی میسر ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماعِ حدیث کیا۔ بصرہ فروکش ہوئے، ان سے حسان بن زاہر روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ [1] نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۸۶ حصين بن سبره

دوری نبوی نصیب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا اور کوفہ فروکش ہوئے۔ ان سے ابراہیم تیمی روایت کرتے ہیں ان کا بھی امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں، حصین بن سبرہ نے فرمایا: ''ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر پڑھائی جس میں سورۂ یوسف پڑھی تھی''۔

۱۹۸۷ (ز) حصين بن مالك

بن ابی عوف بن عویف بن مالک بن دینار بن ثعلبہ بن عمرو بن یشکُر بن علی بن مالک بن سعد بن بدر بن قسر بجلی قسری۔

---

[1] التاريخ الكبير (۴/۳)

انہیں دورِ نبوت ملا ہے اور جنگِ قادسیہ میں شرکت کی۔ اس دِن وہ بجیلہ کے امیر تھے یہ ابن کلبی کا بیان تھا۔ یہ عبد شمس بن ابی عوف کے بھتیجے ہوتے ہیں جن کا نام نبی ﷺ نے عبداللہ رکھ دیا تھا۔ انہیں قسم اوّل میں شمار کر لینا چاہیے کیونکہ فتوحات میں صرف صحابہ امیر بنائے جاتے تھے۔

۱۹۸۸ حصین بن ھریم تمیمی

وثیمہ نے کتاب الردۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ زبرقان بن بدر نے انہیں محکم بن طفیل کی جانب اسے ارتداد سے باز رہنے کے لیے بھیجا تھا اور اسے اسلام کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دینے کے لیے روانہ کیا تھا۔ اور پھر ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔

۱۹۸۹ (ز) حصین ھمدانی

ان کا بھی وثیمہ نے ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ان سے اپنی قوم میں کوئی قتل ہو گیا تھا تو یہ بنی سلیم سے جا ملے جب فجاءۃ ان لوگوں کو مرتد ہونے کی دعوت دینے آیا تو حصین رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاں رہنا پسند نہ کیا۔ انہوں نے انہیں نصیحت بھی کی اور مرتد ہونے سے منع بھی کیا لیکن انہوں نے ایک نہ مانی، ان میں سے کسی بدبخت نے ان کے طمانچہ بھی مارا تھا، بہرکیف یہ انہیں چھوڑ کر آ گئے۔ وثیمہ اس سلسلہ میں ان کے اشعار بھی نقل کرتے ہیں۔

۱۹۹۰ (ز) حصین جذامی

دورِ نبوت نصیب ہوا۔ وثیمہ کا بیان ہے کہ وہ بنی حنیفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ مرتد ہو گئے تو یہ خفیہ طور پر اپنے رب کی عبادت کرتے تھے۔ بالآخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان پر دسترس حاصل کر لی۔ آپ نے انہیں قتل کرنا چاہا تو کہنے لگے: اگر آپ اپنے دینی مخالف یا آپ سے مقابلہ کرنے والے کو قتل کرتے ہیں تو میں ان دونوں سے بری ہوں اور اگر آپ مجھے بنی حنیفہ کے کفر کی وجہ سے پکڑیں گے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے مبرا قرار دیا ہے ''کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا''۔ [1] وثیمہ فرماتے ہیں: آپ نے انہیں بری قرار دے کر انہیں چھوڑ دیا، پھر وہ مدینہ چلے گئے۔ اسی کے متعلق ان کا بھائی حصن جذامی کہتا ہے: ''میرا، حصین اور ابن ابوبجرہ سفیان کا دین اسلام ہے''۔ سفیان ان کے تیسرے بھائی ہیں۔ وثیمہ نے تینوں بھائیوں کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے یہ بتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی رہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس کے بعد انہوں نے انصار سے معاہدہ کر لیا تو ان میں شمار ہونے لگے۔

باب حاء کے بعد طاء

۱۹۹۱ حطّان بن حفص

بن مجدّع بن وابش بن عمیر بن عبد شمس بن سعد سعدی، انہیں دورِ نبوت حاصل رہا اور وہ ان کی رہائش دیہات میں تھی۔

---

[1] سورۃ فاطر: ۳۵

ان کا ایک بیٹا ہیردان نامی تھا جو عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں چور ہونے کی مشقت اٹھاتا تھا۔ ان کا مہلب کے ساتھ ایک واقعہ بھی پیش آیا جس کو مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا ہے۔

۱۹۹۲ حطّان بن عوف

دورِ نبوت میسر ہوا اور جابیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں شریک ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کیا۔ ابن عائذ نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یزید بن ابی حبیب انصاری نے ان سے سماع حدیث کیا ہے۔

۱۹۹۳ الحطیئہ شاعر

نام جرول بن اوس بن مالک بن جؤیہ بن مخزوم بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس عبسی ہے۔ مشعور شاعر ہے۔ کنیت ابوملیکہ تھی۔ ابوالفرج اصبہانی [1] لکھتے ہیں: وہ نامور، پیشرو اور فصیح شاعر تھا۔ اور شعر کی تمام اصناف مدح، ہجو، فخر، غزل میں اپنا کلام پیش کرتا۔ اور سب میں عمدہ انداز سے اشعار کہتا۔ بڑا شریر اور بے وقوف ثابت ہوا۔ اس کی عادت تھی جب ایک قبیلہ سے ناراض ہوتا تو دوسرے کی طرف منسوب ہو جاتا۔ ایک بار اسے گمان ہوا کہ اس کا تعلق بنی حارث بن سدوس سے ہے اور وہ عمرو بن علقمہ کا بیٹا ہے اور ایک دفعہ ذہل بن ثعلبہ کی جانب اور دوسری بار بنی عوف بن عمرو کی طرف نسبت کر لی۔ اس کے متعلق اس کی کئی باتیں ہیں جو ہر قبیلہ کے ساتھ پیش آئیں اور جو اشعار اس نے کہے وہ اس کے دیوان میں مذکور ہیں۔

وہ اتنا ہجو گو تھا کہ اس نے اپنے والد، والدہ، بھائی، بیوی اور اپنی ہجو تک کی ہے۔ مخضرمی: جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ عہد نبوی میں ہی اسلام لایا تھا لیکن پھر مرتد ہو گیا۔ جب قید و بند کے مراحل سے گزرا تو دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ ٹھگنے پن کی وجہ سے اس کا لقب ''حطیئہ'' تھا۔

اشعار کے راوی حماد کا قول ہے: حطیئہ کا لقب اس وجہ سے پڑا کہ ایک دفعہ لوگوں میں بیٹھے اس نے زور سے گوز مارا تو کسی نے کہا: یہ کیا کیا؟ اس نے کہا: بوجھ ہلکا کیا ہے۔ تو بس اس کا لقب حطیئہ پڑ گیا۔ امام اصمعی فرماتے ہیں: وہ (سوال پر) بڑا اصرار کرتا اور بے حد بخیل تھا۔ کسی شاعر کے شعر میں تمہیں عیب تو مل جائے گا لیکن حطیئہ کے اشعار میں کم ہی تمہیں یہ چیز ملے گی۔ اسی سے ملتے جلتے الفاظ ابوعبیدہ کے ہیں۔ زبرقان بن بدر کے ساتھ بغیض بن عامر بن شماس کے سوانح میں اس کا قصہ پہلے گزر چکا ہے۔

زبیر بن بکّار کا قول ہے کہ میرے چچا نے فرمایا: حطیئہ مدینہ آیا تو قریش نے اسے ہدیئے، تحفے پیش کیے تاکہ اس کے شر سے بچا جا سکے۔ تو وہ مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگا: مجھے جوتے کون پہنائے گا؟ اسحاق موصلی فرماتے ہیں: میرے خیال میں زہیر کے بعد حطیئہ سے بڑھ کر کوئی شاعر نہیں گزرا۔ زبیر کی روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت حسان کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا: شعر سنیے۔ حضرت حسان نے اس سے فرمایا: تم کیسے سنتے ہو؟ کہنے لگا: میں سن کر بوجھ محسوس کرتا ہوں۔ حضرت حسان غصہ ہو کر فرمانے لگے: تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا: ابوملیکہ۔ فرمایا: میرے نزدیک تجھ سے زیادہ ذلیل و کمزور شخص نہیں آیا۔ کیا تمہیں صرف عورت کی کنیت ملی تھی۔ تیرا نام کیا ہے؟ کہنے لگا: حطیئہ۔ حضرت حسان نے سر جھکا لیا۔ پھر فرمانے لگے: بھئی اپنا راستہ لو۔

---

[1] الأغاني (۲/۱۵۷)

ابوعمر بن علاء فرماتے ہیں: عرب شعراء نے حطیہ کے شعر سے بڑھ کر کوئی سچا شعر نہیں کہا: جو نیکی کرے گا اس کے بدلے سے محروم نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں نیکی رائیگاں نہیں جاتی۔ ابن ابی الدنیا نے "اصطناع المعروف" میں بحوالہ شعبی روایت کیا ہے کہ حطیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور یہی شعر پڑھا جس پر کعب احبار کہنے لگے: یہی بات اللہ کی قسم! تورات میں ہے کہ نیکی اللہ تعالیٰ اور مخلوق میں ضائع نہیں ہوتی"۔ محمد بن سلام "طبقات الشعراء" میں لکھتے ہیں: کعب بن زہیر نے اپنی موت کے وقت یہ اشعار پڑھے: اب جب کہ کعب قبر کے دھانے پہنچ چکا اور جرول (حطیہ) نے اپنا معاملہ سونپ دیا، ہمارے بعد اشعار کو اوزان پر کون کہے گا۔

ابو حاتم سجستانی بحوالہ اصمعی روایت کرتے ہیں: جب حطیہ نے زبرقان کی ہجو کی تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے استدعا کی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے حسان بن ثابت کو بلا بھیجا، ان سے پوچھا: کیا یہ ہجو ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ اس نے اُس پر حملہ کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قید میں ڈال دیا۔ قید خانہ میں اس نے یہ اشعار کہے: "ذی مرخ میں جو چوزے ہیں ان کے بارے تم کیا کہو گے جن کے پوٹے خالی ہیں نہ ان کے پاس پانی ہے اور نہ کوئی درخت، ان کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کو تم نے اندھیری کوٹھڑی میں لا ڈالا۔ عمر تم پر اللہ کی رحمت وسلامتی ہو اب اسے معاف کر دے"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے اس کی سفارش بھی کی۔ چنانچہ آپ نے اسے رہا کر دیا۔ حطیہ امیر معاویہ کی خلافت تک زندہ رہا۔ سعید بن العاص وغیرہ کے ساتھ اس کے کئی واقعات پیش آئے۔ پھر مجھے کوئی ایسی روایت مل گئی جس سے پتہ چلتا ہے اس کی وفات تاخیر سے ہوئی۔ چنانچہ ابوالفرج عبداللہ بن عیاش منتوف کے طریق سے روایت کرتے ہیں: ایک دفعہ ابن عباس (جب وہ نابینا ہو چکے تھے) تشریف فرما تھے آپ کے آس پاس سردارانِ قریش کا ہجوم تھا، اتنے میں ایک دیہاتی نے آ کر سلام کیا۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا جس میں ہے کہ وہ دیہاتی حطیہ شاعر ہی تھا۔

باب حاء کے بعد کاف اور لام

۱۹۹۴ حکم بن عبدالرحمٰن

بن ابی العصماء خثعمی ثم فرعی۔ تمیم بن ورقاء کے سوانح میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۱۹۹۵ حکم بن مغفل

بن عوف بن عمیر بن کلیب بن ذہل بن سیار بن والبہ بن دوُل بن سعد بن مناۃ بن غامد غامدی۔ دور نبوت حاصل ہے۔ یہ سفیان بن عوف بن مغفل بن عوف (جن کا تذکرہ ہوگا) کے چچا ہیں۔ سفیان امیر معاویہ کے ساتھ جبکہ حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جو خوارج کے ساتھ جنگ میں شہید ہو گئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۹۶ حُکَیم [1]

ابن جبلہ بن حصن بن اسود بن کعب بن عامر بن حارث عبدی۔ بقول ابوعمر [2] انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ لیکن مجھے نہ

---

[1] اسد الغابۃ (۱۲۳۳) استیعاب (۵۵۸) [2] استیعاب (۴۲۱/۱)

ان کی کوئی روایت معلوم ہے اور نہ کوئی ایسی حدیث جس سے پتہ چلے کہ یہ صحابی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں سندھ بھیجا تھا۔ پھر یہ بصرہ فروکش ہوئے اور وہیں جنگ جمل میں شہید ہو گئے۔ [1]

۱۹۹۷ حکیم

بن قبیصہ بن ضرار بن عمرو ضبی بشر کے والد۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا کہ مخضرمی ہیں۔ ابن قتیبہ کا کہنا ہے: زیادی، اصمعی سے وہ بحوالہ حارث بن مصرف روایت کرتے ہیں کہ سلمی اور ساحر کے روز شقیق بن جزء بن ریاح باہلی نے حکیم بن قبیصہ بن ضرار ضبی اپنے ہاں سے نکال دیا۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: مجھے اپنے ساتھیوں میں سے کئی لوگوں نے بتایا کہ شقیق نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آیا اور جنگ یرموک میں شہادت پائی۔ فرماتے ہیں کسی اور نے مجھ سے بیان کیا کہ حکیم نے اسلام کا دور پایا تو اسلام لے آئے اور امیر معاویہ کے دور تک زندہ رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم کس دِن کو سخت ترین سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: جس دِن شقیق نے مجھے نکال دیا تھا۔ پوچھا: اور کون سا پسندیدہ دِن تھا؟ فرمایا: جس دِن اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔

۱۹۹۸ حَلبَس بن زیاد

بن غطیف الطائی۔ عدی بن حاتم کے ماں شریک بھائی۔ ملحان میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ اور ہم ابوبکر خرائطی کی ''مکارم الاخلاق'' میں ہیثم بن عدی کے طریق سے بحوالہ ملحان بن عتکی سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا حلبس بن زیاد طائی سے روایت کرتے ہیں (زیاد نے حاتم طائی کی بیوی نوار سے شادی کر لی تھی)۔ ملحان کہتے ہیں: میں نے نوار سے کہا (یعنی اس کی والدہ سے کہا): مجھے حاتم طائی کی کوئی عجیب بات سناؤ، وہ کہنے لگیں: ان کے سارے کام عجیب تھے۔ ایک دفعہ قحط سالی تھی، ہمیں مرنے کا یقین ہو چکا تھا۔ پھر حاتم کی قربانی وایثار کا قصہ ذکر کیا کہ انہوں نے سب کچھ قربان کر دیا حتیٰ کہ اپنا گھوڑا بھی ذبح کر ڈالا اور اپنی ایک پڑوسن سے کہا: بچوں کو جگاؤ اور گوشت سنبھالو۔ وہ لوگ دوڑے آئے اور گھوڑے کا گوشت بھون کر کھانے لگے۔ حاتم نے حسرت بھری آہ نکال کر کہا: افسوس! تم لوگ تو کھا رہے ہو اور محلّہ والے بھوکے ہیں۔ ان کے ہاں گئے، انہیں جگایا، وہ لوگ بھی دھڑا دھڑ آ پہنچے اور حاتم خود ایک چادر اوڑھے کونے میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ لوگ خوب سیر ہو گئے۔ حاتم نے ان کے ساتھ ایک تکا بھی نہ چکھا۔

باب حاء کے بعد میم

۱۹۹۹ حمامیّ

ابن جرو بن واسع بن سلمہ بن حاصر ازدی ابوبکر بن درید بغوی کے دادا۔ ابن درید کہتے ہیں: جو خطیب نے اپنی سند کے ذریعہ ان سے روایت کی ہے: میرے دادا، ہمارے اجداد میں سے پہلے مسلمان ہونے والے شخص ہیں۔ اصل میں یہ ان ستر سواروں میں سے تھے جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمان سے مدینہ کے لیے اس وقت نکلے جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی

[1] اسد الغابۃ (۴۳/۱)

اطلاع ملی۔ بالآخر وہ مدینہ پہنچ گئے۔ اسی کے متعلق ان کا شاعر کہتا ہے:

''ہم عمرو کے ساتھ پہنچ گئے جس پر عمرو ایسا لگ رہا تھا جیسے تیز روی اور عاجزی نے پھینک دیا ہو''۔

۲۰۰۰ (ز) حُمْرَان بن أبان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام، اصلاً نمیر بن قاسط سے تعلق رکھتے ہیں: ''عین تمر'' سے گرفتار ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں میسب بن نجبہ سے خرید کر آزاد کر دیا۔ انہیں حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہ سے سماع حاصل ہے۔ ان سے روایت کرنے والے ابووائل وغیرہ ہیں۔ ابن سعد [1] فرماتے ہیں: وہ بصرہ فروکش ہوئے، ان کے بیٹے نے تمر بن قاسط میں (ہونے کا) دعویٰ کیا۔

میں کہتا ہوں: ابوعمر نے ''تمہید'' میں ''ہشام بن عروہ'' کے حالات میں ان کا نسب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: حمران جلیل القدر، رائے اور شرافت والے عالم تھے۔

قتادہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کو جب اٹکن ہوتی تو وہی لقمہ دیا کرتے تھے۔ بقول ابن معین: اہل مدینہ کے تابعی اور محدث ہو گزرے ہیں۔ خلیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنروں میں ان کا شمار کیا ہے، جبکہ ابن حبان [2] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ۷۰ھ کے بعد بصرہ میں بقول بعض ۷۱ھ، ۷۵ھ یا ۷۶ھ میں فوت ہوئے۔

۲۰۰۱ حُمره بن أيفع

بن ربیب بن شراحیل بن ربیعہ بن یزید بن جشم بن حاشد بن جشم بن خیوان بن نوف بن ہمدان ہمدانی۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ انہوں نے دورِ فاروقی میں شام کی طرف ہجرت کی۔ ان کے ساتھ چار ہزار غلام تھے۔ ان سب کو آزاد کر دیا جنہوں نے ہمدان میں ہی نسبتیں قائم کر لیں۔

۲۰۰۲ (ز) حُمْره

ابن عبدکلال بن عریب رعینی، دور جاہلیت دیکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماعِ حدیث کیا اور اس وقت ان کے ساتھ تھے جب وہ شام کے لیے پابرکاب ہوئے۔ امام بخاری [3] نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوزرعہ نے صحابہ سے قریبی پہلے طبقہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ تھے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا کہ فتح مصر میں شریک تھے۔

۲۰۰۳ حمله بن ابى معاويه كنانى

ان پانچ افراد میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت سعد بن ابی وقاص نے یزدجرد کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے لشکر سے روانہ کیا تھا۔ سیف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

[1] الطبقات (۲۰۹/۵) [2] الثقات (۱۷۹/٤) [3] التاريخ الكبير (۱۲۸/۱)

۲۰۰۴ حَمْلہ بن عبدالرحمٰن عکّی

انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ ''تشہد کے بغیر نماز نہیں ہوتی''۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۵ حمل بن معاویہ

بن مرداس بن صباح نخعی۔ اشتر نخعی کے خاندان سے ہیں۔ اس وقت اشتر کے ساتھ تھے جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، فتوحات میں شریک رہے۔ اشتر کا ایک گھوڑا ''حنتریّہ'' نامی تھا جس سے آگے کوئی نہیں نکل سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے اور اپنے چچازاد کے بارے کہتے ہیں: ''حنتریّہ'' مجھے لے کر لوگوں کی جس جگہ بھی پہنچا تو حمل اس کے لئے تلوار ثابت ہوا۔ وہ بنی صباح کا ایسا نوجوان ہے جو سخاوت سے خوش ہوتا ہے، خوبصورت چہرے والا ہے، کمینہ اور عاجز نہیں۔ ''ابن کلبی'' نے اپنی کتاب ''فتوح الشام'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۶ (ز) حمید بن اعور

بن ابی قرہ عقیلی، از بنی عامر بن عقیل۔ مخضرمی ہیں: مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۷ حُمَیْد بن حَوْراء زبیْدیّ

حوراء ان کی والدہ ہیں، مخضرمی ہیں۔ ان کا بھی مرزبانی نے ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہیں:

''معدّ کی عورتوں میں سنت کو قائم رکھیے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی ان کے والی اور امیر ہیں''۔

باب حاء کے بعد نون

۲۰۰۸ حَنْبَص

ابن الاحوص بن ربیعہ بن سلامان بن کعب بن حارث بن سعد بن عمرو بن ذہل بن مروان بن جعفی بن سَعْد العشیرہ جعفی۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: شہسوار تھے، جاہلیت میں جنگیں لڑیں، اسلام کا دور پایا اور مسلمان ہو کر جنگِ قادسیہ میں شرکت کی جس کے متعلق ان کی اہلیہ کہتی ہے: ''کاش! میری ساری قوم حنبص کی طرح ہوتی''۔

۲۰۰۹ حَنْظَل

انہیں حنظلہ بن ضرار [1] بن حصین بھی کہا جاتا ہے۔ ابن مندہ حمید بن عبدالرحمٰن حمیری کے طریق سے بحوالہ حنظل بن ضرار

---

[1] اسد الغابة (۱۲۷۶)

روایت کرتے ہیں جو جاہلیت کے دور کے تھے پھر اسلام لے آئے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ بقول جاحظ: ان کی عمر اتنی ہو گئی تھی کہ انہوں نے جنگ جمل کا زمانہ دیکھا ہے جبکہ دولابی فرماتے ہیں: وہ جنگ جمل کے روز سو (١٠٠) سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی عمر بن شبہ نے بحوالہ مدائنی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: جب تک ❶ حنظلہ کی آواز آتی رہی میرا اونٹ اعتدال سے چلتا رہا۔

٢٠١٠ (ز) حنظله بن اوس

بن بدر تمیمی، مخضرمی ہیں۔ مرزبانی نے بحوالہ ابن ابی طاہر ان کا ذکر کیا ہے۔

٢٠١١ حَنْظَله بن جُوَيّه كنانى

حافظ ابن عساکر کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور پایا ہے اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ جبکہ ابو مخنف اپنے والد سے بحوالہ ملکیہ بن حنظلہ بن جویّہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ میسرہ (فوجی دستے کی بائیں جانب) میں تھے، ہمارے پاس سے عربوں کا ایک لشکر گزرا۔ پھر اپنا وہ قصہ ذکر کیا جس میں انہوں نے ایک عیسائی عربی سے مبارزت کر کے اسے قتل کر دیا تھا۔ اسی روایت کو دوسری سند سے ہانی بن عروہ کنانی کے طریق سے بحوالہ ملیکہ بن حنظلہ اسی مفہوم کی روایت درج کی ہے۔

٢٠١٢ (ز) حنظله بن ربيعه

بن عبد قیس بن ربیعہ بن کعب بن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب کلابی، انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا۔ ان کا بیٹا "محجاج" کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے محاصرہ میں شریک تھا۔ پھر جرجان کا والی بن گیا اور مروان الحمار کے زمانہ میں قتل ہو گیا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

٢٠١٣ (ز) حنظله بن شرقى

ابوطمحان قینی شاعر "ابوعبیدہ بکری" نے "شرح الامالی" ❷ میں ذکر کیا ہے کہ وہ زمانۂ جاہلیت میں زبیر بن عبدالمطلب کے (شراب نوشی میں) ہم مجلس تھے۔ پھر اسلام کا دور پایا۔ مرزبانی نے ان کا ذکر یوں کیا ہے: طویل عمر پانے والوں میں سے ایک ہیں۔ انہی کے یہ اشعار ہیں:

و انی من القوم الذین هم هم　　　اذا مات فهم سید قام صاحبه

"میں اس قوم کا فرد ہوں کہ جس کی اتفاق کی یہ شان ہے کہ جب ان کا کوئی سردار داعی اجل کو لبیک کہتا ہے تو دوسرا اس کی جانشینی کر لیتا ہے"۔

اضاءت لهم احسابهم و وجوههم　　　دجی اللیل حتی نظّم الجزع ثاقبه

"ان کے حسب اور چہروں نے انہیں اتنا روشن کر دیا کہ رات کی تاریکی میں اگر کوئی مہروں میں سوراخ کرنا

---

❶ التاریخ الکبیر (٦١٨/١) ❷ سمط اللالی (٣٣٢)

چاہے تو آسانی سے کر لے"۔

بقول بعض: دور جاہلیت کی مدح سرائی میں یہ سب سے عمدہ نظم ہے۔ "جمہرہ" میں ابوعبید قاسم بن سلام لکھتے ہیں: جاہلی شاعر ہیں۔ ابو محمد بن قتیبہ اپنی کتاب "کتاب الشعراء" میں لکھتے ہیں: وہ زبیر بن عبدالمطلب کے ہاں قیام کرتے، پھر ان کے وہ اشعار نقل کرتے ہیں جن میں گناہوں مثلاً زنا، شراب خوری، خنزیر کا گوشت کھانے اور چوری چکاری سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

ابن حمدون کی کتاب "تذکرہ" میں لکھا ہے کہ وہ دوسو (۲۰۰) سال تک زندہ رہے۔ یہی بات میں نے ابومخنف کی کتاب "المعمرین" میں دیکھی ہے اور ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

حنتنی حادثات الدھر حتّٰی کانی خاتل یدنو لصید

"مجھے حوادث زمانہ نے ایسا توڑ مروڑ دیا، لگتا ہے میں کوئی تاک والا شکاری ہوں جو شکار کے قریب ہو رہا ہو"۔

قریب الخطو یحسب من رآنی ولست مقیّدا انی بقید

"جب میں چلتا ہوں تو قریب قریب قدم رکھنے کی وجہ سے دیکھنے والا مجھے بیڑی لگا سمجھتا ہے حالانکہ میں قید نہیں ہوں"۔

۲۰۱۴ (ز) حنظلہ بن طفیل

بن مالک بن جعفر بن کلاب انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اہلیہ ام البنین بنت ولید کی والدہ لیلیٰ بنت سہیل بن طفیل کے دادا ہوتے ہیں یہ زبیر بن بکار کا بیان ہے۔

۲۰۱۵ (ز) حنظلہ بن فاتك اسدی

خریم کے بھائی۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔ ان کے گھوڑے کے متعلق ان کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

۲۰۱۶ (ز) حنظلہ بن نعیم غنوی

دورِ نبوت ملا ہے۔ کنی میں دولابی لکھتے ہیں: ابوموسیٰ عنزی، محمد بن حسن عنزی، ابوعاصم وہ اپنے چچا غضبان بن حنظلہ بن نعیم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں ان لوگوں میں تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ ہم میں سے ہر ایک ایک سے حال دریافت کرنے لگے۔ فرماتے ہیں: پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اسی میں وہ حدیث ہے کہ یہاں ایک قبیلہ ہے یعنی عنزہ رہتا ہے جن کے خلاف بغاوت کی جائے گی مگر ان کی جائے گی۔

۲۰۱۷ (ز) حنظلہ

علی کے والد۔ انہیں دورِ نبوت نصیب ہوا۔ عبدالواحد بن زیاد، شیبانی سے وہ جبلہ بن سُحَیم سے وہ علی بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں ہم مدینہ میں تھے، ہم نے سمجھا شاید سورج غروب ہو چکا ہے جس کی بنا پر کچھ

لوگوں نے روزہ افطار کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے روزہ افطار کیا ہے وہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھے۔

۲۰۱۸ (ز) حنیف بن عُمَیر یشکری

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں۔ عمر بن شبہ نے ایک روایت کی ہے کہ جنگ یمامہ میں جب محکم بن طفیل قتل ہوئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

"اے بنت اثال! دِل کے نکتے! میری ران نے مردوں کے فتنہ کو بڑھا دیا۔ اے سعاد! زمانے کی گردش تمہارے لئے دجال کے فتنہ جیسی ہے۔ یہ تم سے کس نے کہہ دیا۔ میرا دین، دین رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے اور قوم میں مجھ جیسے لوگ ہدایت پر قائم ہیں۔ قوم نے محکم بن طفیل کو ہلاک کر دیا اور ان لوگوں نے جو ہمارے شمار میں مرد نہیں ہیں، کئی دفعہ ایسے ہوا کہ دِل کی بات سے ڈرتا رہا کہ کیا ہوگا لیکن اس کا حل یوں ہو جاتا ہے جیسے گرہ کا کھلنا"۔

۲۰۱۹ حُنَیف بن یزید

بن جعونہ عنبری۔ دورِ نبوت نصیب ہوا۔ جاحظ نے ذکر کیا ہے کہ وہ دعبل نسابہ کے ہم عمر تھے۔ دونوں عبداللہ بن عامر کے پاس اکٹھے بیٹھے تھے۔ دعبل نے ان سے کہا: حنیف تم کیسے سجاح کے دام میں پھنس گئے؟ (یعنی جس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں دعویٔ نبوت کیا تھا، حنیف بھی اس کے متبعین میں شامل ہوئے تھے)۔ کہنے لگے: مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر قصہ ذکر کیا۔

باب حاء کے بعد واؤ

۲۰۲۰ (ز) حوشب ذوظلیم [1]

ابن طُخَیّہ، بقول بعض: ابن طُخمہ۔ ابن الساعی بن عتبان بن ظلیم بن ذی استار وغیرہ بھی ان کے نسب کے متعلق کہا جاتا ہے۔ سیف نے فتوح میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع اور ذوظلیم کی طرف بھیجا تھا۔ حوشب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہجرت کی اور جنگ یرموک میں شرکت کی۔

ابن السکن، محمد بن عثمان بن حوشب سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر ظاہر کیا تو میں نے آپ کی طرف عبد شرّ کے ساتھ چالیس گھڑ سوار کو بھیجا، یہ لوگ میرا خط لے کر آپ کے پاس آئے۔ آپ نے اس سے پوچھا: تمہارا نام؟ وہ کہنے لگے: عبد شرّ آپ نے فرمایا: "نہیں تم عبد خیر ہو"۔ پھر ان سے اسلام کی بیعت لی۔ اور انہیں جواب لکھ کر دیا جو حوشب ذوظلیم کے [2] پاس پہنچا، حوشب اسلام لے آئے۔

ابوعمر [3] فرماتے ہیں: اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف جریر بن عبداللہ کو بھیجا تھا تاکہ وہ ذوالکلاع اور

---

[1] اسد الغابۃ (۱۲۹۸) استیعاب (۵۹۹) تجرید (۱/۱٤٤) [2] الجامع الکبیر (۲/۳۸۷)

[3] استیعاب (۱/٤٥۷)

فیروز اسود کذاب کے مقابلہ میں باہمی مدد کریں۔ حوشب شام فروکش ہو گئے تھے اور جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ یعقوب بن شیبہ اور خلیفہ نے اس بارے میں ان کے کئی واقعات نقل کیے ہیں۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ صفین میں شہید ہوئے۔ چنانچہ یعقوب بن سفیان اور ابراہیم بن دیزیل نے کتاب صفین میں اور بیہقی وغیرہ نے دلائل میں صحیح سند سے بحوالہ ابو وائل روایت کی ہے کہ عمرو بن شرحبیل نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوئے وہاں کچھ قبے بنے دیکھے، کہتے ہیں: میں نے پوچھا: یہ کس کے ہیں۔ بتانے والوں نے کہا: ذوالکلاع اور حوشب کے۔ میں نے کہا: عمار کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگے: تمہارے سامنے۔ میں نے کہا: کیسے؟ جبکہ ان لوگوں نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں جنگ کی ہے؟ کہنے لگے: جب ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو اللہ تعالیٰ کو وسیع مغفرت والا پایا۔

۲۰۲۱ (ز) حوط بن رئاب اسدی (شاعر)

ابو عبید بکری نے ''شرح الامالی'' میں لکھا ہے کہ مخضرمی ہیں جو ان اشعار کے قائل ہیں:

دببتَ للمجد والساعون قد بلغوا جَهْدَ النفوس والقوا دونه الازرا

''مرتبہ حاصل کرنے کے لیے تو رینگتی چال چلا جبکہ پوری قوت سے دوڑنے والے پہنچ چکے اور اتنی تیزی سے دوڑے کہ اس سے پہلے ہی اپنے ازار پھینک آئے''۔

مرزبانی نے ان کا یہ شعر نقل کیا ہے:

يعيش الفتى بالفقر يوما وبالغنى وكلّ كأن لم يلق حين يزابله

''نوجوان کبھی فقر و فاقہ سے تو کبھی مالداری سے جیتا ہے لیکن جب ان سے جدائی ہوتی ہے تو یوں لگتا ہے اسے کچھ پہنچا ہی نہیں''۔

۲۰۲۲ حویرث بن رئاب

انہیں دورِ نبوی حاصل ہوا۔ ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس کا تقاضا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قابل اعتماد آدمی تھے۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''مرنے کے بعد جو زندہ رہے'' میں لکھا ہے کہ ابوبکر مدائنی، احمد بن منصور، ابن عفیر، یحییٰ بن ایوب، ابن الہادی، محمد بن ابراہیم ان کے سلسلۂ سند میں حویرث بن رئاب سے مروی ہے، فرمایا: ایک دفعہ میں گھنی جھاڑیوں میں تھا کہ اچانک قبر میں سے ایک انسان ہمارے پاس آ گیا جس کے چہرے پر آگ لگی تھی اور اس کا سر لوہے کی زنجیر سے بندھا ہوا تھا۔ آتے ہی وہ کہنے لگا: چھاگل سے مجھے پانی دینا! پانی دینا! اسی کے پیچھے ایک اور آدمی نکلا، وہ فوراً بولا: کافر کو پانی نہ پلانا! کافر کو پانی نہ پلانا! اور آ کر اسے زنجیر سے پکڑا، اپنی طرف کھینچا اور بیڑی ڈال کر گھسیٹا، بالآخر دونوں اس قبر میں داخل ہو گئے۔

حویرث فرماتے ہیں: میں سواری سے اترا، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور سواری کا رُخ مدینہ کی طرف کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صبح ملاقات ہوئی، ان سے سارا قصہ بیان کیا، فرمانے لگے: مجھے تمہارے متعلق اطمینان ہے لیکن جو بات تم نے بتائی ہے انتہائی

سخت ہے۔ پھر آپ نے اہل صفراء کے ان بوڑھوں کی طرف پیام بھیجا جنہوں نے جاہلیت کا دور دیکھا ہوا تھا، کہ اس نے مجھے یہ واقعہ سنایا ہے مجھے اس پر کوئی شک نہیں۔ حویرث! جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے، انہیں بھی بتاتا۔ میں نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین! ہم اسے (مرنے والے کو) جانتے ہیں۔ یہ بنی غفار کا ایک شخص تھا جو جاہلیت میں مرا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جب انہوں نے یہ کہا کہ جاہلیت میں مرا ہے، جس سے آپ کو خوشی ہوئی۔ پھر ان سے اس کے متعلق پوچھا، وہ کہنے لگے: وہ جاہلیت کے اچھے لوگوں میں سے تھا، البتہ مہمان کی کماحقہ مہمان نوازی نہیں کرتا تھا۔

باب حاء کے بعد یاء

۲۰۲۳ حیاض بن قیس

بن اعور بن قُشَیر بن کعب قُشَیری۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے: جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ ان کے ہاتھوں کافروں کی خوب درگت بنی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے ہزار کافر تہ تیغ کیے اور ایسے انہماک سے لڑ رہے تھے کہ خود ان کا پاؤں کٹ گیا، لیکن انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ (جب ٹانگ نیچے نہ ٹکی) تو اسے تلاش کرنے لگے کہ کہاں گرا ہے۔ جس کے متعلق سوار بن ابی اوفی کہتے ہیں:

"ہمیں سے ابن عتاب اور اپنے پاؤں کو تلاش کرنے والا ہے اور ہمیں سے وہ شخص ہے جس نے قبیلہ کو حاجب دیا"۔

مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں اپنا پاؤں کٹ جانے کے بعد اپنے گھوڑے سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

"حذام! آگے بڑھ وہ تو عجم ہیں۔ نہ ملنے والے پاؤں سے دھوکا نہ کھانا۔ میں قشیری مہاجرین کا بھائی ہوں جو تلوار سے کافروں کی گردن قلم کرتا ہے"۔

میں کہتا ہوں: اسی جیسے اشعار حارث بن سمی ہمدانی کے حالات میں گزر چکے ہیں۔

۲۰۲۴ (ز) حیان بن وبرہ

ابوعثمان مزنی۔ انہیں دورِ نبوی ملا ہے۔ ابوالحسن بن سمیع فرماتے ہیں: انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت حاصل ہے، لیکن ان سے کوئی روایت منقول نہیں۔ ابوزرعہ دمشقی اپنی تاریخ میں عمرو بن شراحیل عبسی کے طریق سے روایت کرتے ہیں: میں اور عمرو بن شراحیل عبسی بیروت آئے۔ جس کے پراگندہ کپڑے ہیں وہ کیا تھے کھردرے کپڑے کی قمیص جوان کی آدمی پنڈلی تک لمبی تھی۔ انہیں حیان بن وبرہ کہا جاتا تھا۔ میں نے عمیر سے پوچھا: کیا یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ وہ کہنے لگے: نہیں۔ البتہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ساتھ نصیب ہوا ہے۔ ابن البرقی نے اسی روایت کو اپنی تاریخ میں اسی سند سے نقل کیا ہے، جس پر ان الفاظ کا اضافہ ہے: عمرو فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حدیث کرتا ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ضرور سنا ہوگا۔ (عامر تقی ندوی)

جبکہ دولابی نے یہ روایت اسی سند سے کنی میں معنًی نقل کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ حسان نامی حضرات میں کیا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: وہ حیان ہی ہیں، فرماتے ہیں: امام مسلم نے اس سلسلہ میں امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع کر کے غلطی کی ہے۔ انہیں اہل شام دوسروں کی بہ نسبت اچھی طرح جانتے ہیں۔ ابن ابی حاتم[1] بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: عبداللہ بن سنان، حیان بن وبرہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا: مجھے کوئی دعا سکھائیں۔ (حدیث) ابوحاتم فرماتے ہیں: یہ مرسل روایت ہے۔

۲۰۲۵ حیویل بن ناشرہ

بن عبد عامر بن ایم بن حارث کنعی، ابوناشرہ، انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا، وہ قرہ بن عبدالرحمٰن بن حیویل کے دادا ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ باسعادت تو دیکھا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے اور جنگ صفین میں امیر معاویہ کا ساتھ دیا۔ انہیں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔ یک چشم گل تھے۔ ابن ابی سرح کے ساتھ ۳۱ھ میں دنقلہ کے روز ان کی آنکھ شہید ہوگئی۔

۲۰۲۶ حیوہ بن جرول

یا جندل بن احنف بن سمط بن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ بن حارث اکبر کندی، رجاء بن حیوہ کے والد، دورِ نبوی نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن عساکر رجاء بن حیوہ کے طریق سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے سمیت آئے اور ان سے عرض کی: اس بچہ کو قرآن سکھایئے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے رجاء رحمۃ اللہ علیہ کا سماع صحیح ہے۔ امرئ القیس بن عابس کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۲۰۲۷ (ز) حیوہ بن مرثد تجیبی

ثم الاندائی از اولاد اندی بن عدی بن تجیب۔ انہیں دورنبوی نصیب ہوا۔ ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر میں شریک تھے لیکن مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں ہے۔

قسم رابع از حرف حاء

ان لوگوں کا ذکر جنہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا گیا حالانکہ وہ صحابی نہیں اور نہ انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا اور اس ضمن میں غلطی کرنے والوں کی غلطی کا بیان

باب الحاء جس کے بعد الف ہے

۲۰۲۸ حاتم[*] (بے نسبت)

کسی جھوٹے نے ان کا نام بنالیا ہے۔ ابواسحاق مستملی اور ابوموسیٰ اپنے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نصر بن

---

[1] الجرح والتعدیل (۲۴۸/۳)

سفیان بن احمد بن نصر سے سنا، میں نے حاتم کو فرماتے سنا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ (۱۸) دینار میں خرید کر آزاد کر دیا پھر چالیس سال تک میں آپ کے ساتھ رہا۔ مستملی فرماتے ہیں: نصر فرماتے تھے کہ ان کی عمر ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) سال [1] ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے گمان کے مطابق حاتم مذکور دو سو (۲۰۰) سال کے آغاز تک زندہ رہے ہوں گے جو بذاتِ خود محال ہے۔

۲۰۲۹ حاتم بن عدی [2]

یا عدی بن حاتم حمصی۔ تابعی ہیں جو مرسل حدیث بیان کرتے ہیں۔ عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور سالم بن غیلان کے طریق سے بحوالہ سالم بن ابی عثمان، حاتم بن عدی یا عدی بن حاتم سے روایت کرتے ہیں فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک میری اُمت جلد افطاری اور تاخیر سے سحری کھائے گی اس وقت تک بھلائی میں رہے گی''۔ یہ روایت انہوں نے ایسے ہی نقل کی ہے جس سے صحابی کا نام رہ گیا ہے۔ مسند احمد [3] میں یہ حدیث اسی سند سے منقول ہے جو حاتم بن عدی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ابن ابی حاتم [4] نے اسی حدیث سے بحوالہ اپنے والد ان کا عنوان قائم کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان سے سلیمان بن ابی عثمان روایت کرتے ہیں۔

۲۰۳۰ حارث بن اوس [5]

بن نعمان انصاری۔ ابن مندہ نے ان میں اور حارث بن اوس بن معاذ بن نعمان میں جو حضرت سعد بن معاذ کے بھتیجے ہوتے ہیں فرق کیا ہے، حالانکہ وہ وہی ہیں، ان کے نسب سے ''معاذ'' رہ گیا ہے۔

۲۰۳۱ حارث بن بَدَل [6]

انہیں حارث بن سلیم بن بدل اور عبداللہ بن حارث بن بدل بھی کہا جاتا ہے۔ تابعی ہیں، صحابی نہیں۔ ان سے ایک روایت مروی ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ ایک جماعت جیسے بغوی، مطین، باوردی اور ابن شاہین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ یہ سب حضرات بطریق معاذ، محمد بن عبداللہ شعیثی سے بحوالہ حارث بن بدل روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ کے ساتھیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا.....۔ (حدیث) [7]

اسی روایت کو بکر بن بکار نے محمد بن عبداللہ سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے کہا: حارث بن سلیم بن بدل اور ایک بار یوں کہا: عبداللہ بن حارث بن بدل۔ ولید بن مسلم بحوالہ شعثی، حارث بن بدل سے وہ اپنی قوم کے کسی شخص سے روایت کرتے ہیں۔ صدقہ بن خالد نے ان کی متابعت کی ہے۔ قاسم بن یزید جرمی بحوالہ شعثی، حارث بن بدل سے وہ سہیل ثقفی سے بحوالہ نبی ﷺ۔ علامہ ابن عبدالبر [8] فرماتے ہیں: شعثی سے زیادہ اضطراب کی وجہ سے یہ حدیث سنداً صحیح نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ [9] اور

---

[1] اسد الغابة (۳۵۹) جامع المسانید (۱۷۸/۳) [2] اسد الغابة (۸۳۸) تجرید (۹۵/۱) [3] مسند احمد (۱۷۴/۵)
[4] الجرح والتعدیل (۲۵۸/۳) [5] اسد الغابة (۸۵۰) تجرید (۹۵/۱) [6] اسد الغابة (۸۵۵)
[7] المعجم الکبیر (۳۳۶۸/۳) الآحاد والمثانی (۱۶۱/۵) مجمع الزوائد (۱۸۱/۶) مختصر تاریخ دمشق (۱۴۷/۶)
جامع المسانید (۱۹۵/۳) التاریخ الکبیر (۲۶۵/۱) [8] الاستیعاب (۲۸۳/۱) [9] ایضًا

ابن ابی حاتم نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابو حاتم ✿ فرماتے ہیں: حارث مجہول ہیں۔ امام شعبی کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: اس میں بکر بن بکّار نے خلط ملط کر دیا ہے۔ ابن سمیع اور ابوزرعہ دمشقی نے اہل شام کے تابعین کے تیسرے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۳۲ حارث بن بلال مزنی ✿

ایک تبدیل شدہ سند میں ان کا نام آتا ہے۔ درست بلال بن حارث ہے۔ بغوی، نعیم بن حماد کے طریق سے بحوالہ دراوردی، ربیعہ سے وہ بلال بن حارث بن بلال سے وہ اپنے والدؓ سے حج کی عمرہ ✿ میں مسخ کی وجہ سے تبدیلی کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اس میں نعیم کو وہم ہوا ہے جبکہ روایت دراوردی سے بحوالہ ربیعہ، حارثہ بن بلال سے، ان کے والد بلال بن حارث سے مروی ہے۔ اسی طرح ایک جماعت نے ان سے نقل کیا ہے، یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو دراوردی نے اپنی مسند میں نعیم سے درست نقل کیا ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ اسے بیان کیا ہو یا بغوی کے شیخ کو وہم ہوا ہو۔ سنن اربعہ میں حدیث دراوردی سے درست منقول ہے۔ اور ابونعیم یعقوب بن محمد زہری، دراوردی سے، اسی سند کے ذریعہ ایک دوسری حدیث روایت کرتے ہیں۔ وہ بھی تبدیل شدہ ہے جسے طبرانی نے دوسری سند کے ذریعہ درست روایت کیا ہے۔

۲۰۳۳ (ز) حارث بن ثولاء

علامہ ابن عبدالبرؒ نے، ابن السکن کی کتاب کے حاشیہ میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جو وہم پر مبنی ہے جسے عبیداللہ بن معاذ کے طریق سے روایت کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بحوالہ محمد بن عبیداللہ بن مہاجر، حارث بن ثولاء سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: درست حارث بن بدل ہے۔ ان کے حالات کی تفصیل اس قسم کی ابتداء میں گزر چکی ہے۔ لگتا ہے ابن عبدالبر اسے بھانپ گئے، اسی بناء پر انہوں نے استیعاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۲۰۳۴ (ز) حارث بن حارث شامی

مرسل حدیث روایت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض حضرات نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ وہ حدیث بروایت شریح بن عبید ان سے قریش میں سے امراء کے متعلق مروی ہے۔ جیسا کہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے انہیں غامدی بھی کہا جاتا ہے۔

۲۰۳۵ حارث بن حَکَم سُلَمیؓ ✿

ان کے نام میں تبدیلی بعض راویوں کی کارستانی ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ درست حکم بن حارث ہے۔

میں کہتا ہوں: درست نام پہلے گزر چکا ہے۔

✿ الجرح والتعدیل (۶۹/۳) ✿ اسد الغابۃ (۸۵۵) ✿ جامع المسانید (۱۹۹/۳) ✿ اسد الغابۃ (۸۷۰)

۲۰۳۶ حارث بن حکیم ضبّی ✿

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کے طریق سے اور اپنی سند کے ذریعہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ان کا نام عبدالحارث تھا، نبی ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: حارث میں انہیں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔

میں کہتا ہوں: ان کے کہنے کا یہ مقصد ہے کہ ان کا تذکرہ ''عبداللہ'' میں کرنا چاہیے اور وہیں عبدالحارث کے بارے میں متنبہ کرنا چاہیے۔

۲۰۳۷ حارث بن رافع ✿

ابن مکیث جہنی ان کی ایک مرسل حدیث ہے جس کی وجہ سے بعض لوگوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ ابوموسیٰ ذیل میں بقیہ کے طریق سے بحوالہ عثمان بن زفر، محمد بن خالد بن رافع بن مکیث وہ اپنے چچا حارث بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''خوش اخلاقی بڑھوتری اور بد خلقی بے برکتی کا ذریعہ ہے''۔ اس حدیث کو ابوداؤد ✿ نے حدیث بقیہ سے نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ حارث بن رافع، بحوالہ رافع کی روایت ہے۔ جبکہ حدیث رافع بن مکیث کے نام سے مشہور ہے جسے معمر نے عثمان بن زفر سے بحوالہ بنی رافع بن مکیث کے کسی فرد، رافع بن مکیث سے نقل کیا ہے۔ وہ حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے۔ ابن حبان ✿ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حاصل ہے۔

۲۰۳۸ حارث بن زیاد شامی ✿

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حسن بن عرفہ نے قتیبہ سے بحوالہ لیث معاویہ بن صالح، یونس بن سیف بحوالہ حارث بن زیاد صحابیٔ رسول ﷺ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا دی:

اللّٰھمّ علمه الکتاب والحساب وَقِهِ العذاب.

''اے اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن مجید) اور حساب سکھا اور اسے عذاب سے بچا''۔ ✿

یہ روایت ابن شاہین نے بغوی سے اسی طرح نقل کی ہے اور ہم نے بھی حسن بن عرفہ کے جزء میں عالی سند سے سنی ہے۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ قتیبہ یا حسن بن عرفہ سے وہم ہوا ہے، پھر اس روایت کو موسیٰ بن ہارون، بحوالہ قتیبہ بیان کیا لیکن اس میں ''صحابیٔ رسول'' نہیں کہا۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح اس روایت کو حسن بن سفیان نے قتیبہ سے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے آدم اور ابوصالح وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ جو لیث سے، معاویہ، یونس، بحوالہ حارث، ابورہم، عرباض بن ساریہ سے مروی ہے۔ ایسے ہی یہ روایت عبدالرحمٰن بن مہدی نے ابن وہب، زید بن حباب اور معن بن عیسیٰ وغیرہ نے معاویہ سے نقل کی ہے۔

✿ اسد الغابة (۸۷۱) تجريد (۹۸/۱) ✿ اسد الغابة (۳۷/۱) ✿ اسد الغابة (۸۷۷) تجريد (۹۹/۱)

✿ ابوداؤد كتاب الادب باب فى حق المملوك (۵۱۶۲) (۵۱۶۳) ✿ الثقات (۱۳۰/٤)

✿ اسد الغابة (۸۸٤) تجريد (۹۹/۱) ✿ المعجم الكبير (٦۲۸/۱۸) الصحيح لابن حبان مناقب الصحابه (۷۲۱۰)

میں کہتا ہوں: ابن مہدی کی حدیث جو صحیح ابن حبان میں ہے وہی درست ہے۔ نیز ابن حبان [1] نے حارث بن زیاد کو ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔

۲۰۳۹ حارث بن سعد [2]

بغوی اور ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں نے بطریق عثمان بن عمر بحوالہ زہری، ابوخزامہ سے انہوں نے حارث بن سعد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! جس دوا سے ہم لوگ علاج معالجہ کرتے ہیں اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟... (حدیث) ابن معین فرماتے ہیں: اس میں عثمان بن عمر سے غلطی ہوئی ہے۔ یہ روایت زہری سے بحوالہ ابوخزاعہ جو بنی حارث بن سعد کے ایک فرد ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہی درست ہے۔ ابوخزامہ کے والد کا نام یعمر ہے جیسا کہ یاء میں آئے گا۔ اس میں ابن شاہین سے ایک اور وہم ہوا ہے جسے میں نے سعد نامی حضرات کے سوانح میں حرف سین کے تحت ذکر کیا ہے۔

۲۰۴۰ حارث بن سوید تیمی [3]

ابو عائشہ کوفی ابن مندہ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور حمید اعرج کے طریق سے بحوالہ مجاہد حارث بن سوید کی ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ مسلمان تھے پھر اپنی قوم کے ساتھ مرتد ہو کر جا ملے لیکن پھر مسلمان ہو گئے۔ یہ حدیث حارث بن سوید انصاری کی ہے جیسا کہ درست گزر چکی ہے۔

۲۰۴۱ (ز) حارث بن سرار خزاعی

طبرانی کے ہاں یونہی لکھا ہے۔ درست ابن ابی ضرار ہے۔

۲۰۴۲ حارث بن ضرار [4]

ابن ابی ضرار خزاعی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عبدالبر [5] نے ان میں اور جویریہ کے والد میں فرق کیا ہے جبکہ ابن فتحون وغیرہ کا اعتماد اس پر ہے کہ جویریہ کے والد صاحب واقعہ کے علاوہ ہیں۔ سب نے کوئی تحقیقی کام نہیں کیا۔ درست یہ ہے کہ وہ ایک شخص ہی ہیں۔

۲۰۴۳ حارث بن عاصم

نووی نے ''اذکار'' میں حدیث ابو مالک اشعری ''طہارت ایمان کا حصہ ہے'' کے دوران ذکر کیا ہے کہ ان کا نام حارث بن عاصم ہے، جو وہم پر مبنی ہے حالانکہ وہ تو کعب بن عاصم یا حارث بن حارث ہیں۔

۲۰۴۴ حارث بن عبداللہ بجلی [6]

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبدان کے طریق سے ان کی سند کے ذریعہ معبد بن خالد جہنی سے روایت کی

[1] الثقات (۱۳۳/۴) [2] اسد الغابۃ (۹۱۱) [3] اسد الغابۃ (۸۹۸) [4] اسد الغابۃ (۹۰۵)، استیعاب (۴۲۴)
[5] استیعاب (۴۲۴) [6] اسد الغابۃ (۹۱۱)

ہے۔فرماتے ہیں: مجھے ضحاک بن قیس نے حارث بن عبداللہ کی طرف بھیجا پھر ان کا وہ قصہ ذکر کیا جس میں یمن جانے کا ذکر ہے۔وہ قصہ حارث بن عبداللہ کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ پھر جہنی کا قصہ ذکر کیا۔ابن مندہ نے ان کا تذکرہ درست نقل کیا ہے لہٰذا ان کے بارے میں استدراک کی کوئی وجہ نہیں۔

(۲۰۴۵) حارث بن عبداللہ [1]

بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، مخزومی۔ایک مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور عبدالکریم نے ابوامیہ کے طریق سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔کسی نے کہا: یارسول اللہ! یہ انصار کے کسی گھرانے کا نوکر ہے، ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی خادم نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔(حدیث) [2] بغوی فرماتے ہیں کہ ہارون حمال نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔جبکہ مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہیں دیدار بھی نصیب نہیں ہوا اس واسطے کہ ان کے والد حبشہ میں پیدا ہوئے۔ابن ابی حاتم [3] فرماتے ہیں: ان کی روایت کردہ حدیث مرسل ہے۔قُباع سے مشہور تھے۔ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا گورنر بنایا تھا۔مسلم نے بطریق ابن جریج، عبداللہ بن عبید بن عمیر ان سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک حدیث کعبہ کی تعمیر کے متعلق نقل کی ہے۔امام بخاری، [4] ابن سعد اور ابن حبان نے تابعین [5] میں ان کا ذکر کیا ہے۔حاکم مستدرک [6] کے حصہ کتاب الجہاد میں ابواسحاق فزاری کے طریق، ابن جریج سے بحوالہ عبداللہ بن ابی امیہ ان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوے میں مزینہ کے کچھ لوگوں کے ہاں سے گزرے تو وہاں کی کسی خاتون کے غلام نے آپ کے ساتھ چلنا شروع کر دیا۔(حدیث) جس میں آپ نے غلام کو اپنی مالکن سے اجازت مانگ کر آنے کا حکم دیا تھا۔فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔ان سے یہ بات مخفی رہی کہ حارث صحابی نہیں ہیں۔اسے بیہقی نے بحوالہ حاکم نقل کیا لیکن اس کے مرسل ہونے پر متنبہ نہیں کیا۔

(۲۰۴۶) (ز) حارث بن عبدالمطّلب

ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جن کے والد کا نام عین سے شروع ہوتا ہے۔فرماتے ہیں: کہ صحبت نبوی سے مشرف ہوئے آپ علیہ السلام نے انہیں مکہ کے کسی کام کی ذمہ داری بھی سونپی تھی۔حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے انہیں مکہ کا والی بنایا تھا۔پھر وہ بصرہ منتقل ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: انہیں اس میں بہت سخت وہم ہوا ہے۔اس واسطے کہ یہ عنوان تو ان کے پوتے حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کا ہے جبکہ حارث بن عبدالمطلب تو دورِ جاہلیت میں وفات پا چکے تھے۔

(۲۰۴۷) حارث بن عُتبہ

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور سوید بن سعید کے طریق سے بحوالہ اسحاق بن ابی فروہ۔عبیداللہ بن ابی رافع سے ان سے

---

[1] اسد الغابۃ (۹۱۲) [2] المصنف لعبدالرزاق (۱۹۸۹۳) المصنف لابن ابی شیبہ (۱۶۷/۱۲) کنز العمال (۳۳۸۴۶)

[3] الجرح والتعدیل (۷۷/۳) [4] التاریخ الکبیر (۲۷۳/۱) [5] الثقات (۱۲۹/۴) [6] المستدرک (۱۰۴/۲)

روایت کی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''فتح مکہ کے بعد (یہاں کے لوگوں کے لئے) ہجرت (لازم) نہیں رہی''۔۔۔(حدیث) ❁ ابن فتحون نے ان کی پیروی کی ہے جو غلطی پر مبنی ہے۔ درست حارث بن غزیہ ہے۔ ابن قانع نے اس کا ذکر یحییٰ بن حمزہ کی روایت میں بحوالہ اسحاق درست ذکر کرنے کے بعد کیا ہے۔ متن کا سیاق، سوید کے سیاق سے زیادہ مکمل ہے۔

۲۰۴۸ حارث بن عتیق ❁

بن قیس انصاری۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ، ان کے والد اور ان کے چچا احد میں شریک ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: درست نام حارث بن عتیک، پہلے درست نام گزر چکا ہے۔

۲۰۴۹ حارث بن قیس ❁

بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری۔ عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بنی فزارہ کے وفد میں تھے، اور فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اور ان کے چچا عیینہ بن حصن کے پاس ٹھہرے تھے۔ اور اس گروہ سے ان کا تعلق تھا جنہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ قصہ صحیحین میں حر بن قیس کا ہے البتہ اس میں ہے کہ عیینہ اپنے بھتیجے حر کے پاس ٹھہرے۔ یہی درست ہے۔ ادھر حر بن قیس کے حالات میں روایت کا سیاق اور ان کا بنی فزارہ کے وفد میں آنا گزر چکا ہے۔

۲۰۵۰ حارث بن کعب

جاہلی دور کے ہیں۔ ❁ عبدان نے ان کا ذکر کیا کہ میں نے احمد بن سیار کو فرماتے سنا: وہ جاہلی دور کے ہیں۔ وہ اپنے بارے میں بتاتے ہیں: وہ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال زندہ رہے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو جن اچھی باتوں کی وصیت کی ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔

میں کہتا ہوں: اس سے ان کا صحابی ہونا لازم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگرچہ وہ بعثت نبوی سے پہلے اور بعد کے ہیں لیکن صحابیت سے محروم ہیں۔ لہٰذا انہیں مخضرمین میں ذکر کرنا چاہیے۔

۲۰۵۱ حارث بن مخلد انصاری زرقی ❁

تابعی ہیں جو مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے ابن شاہین نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ اور سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے والد سے وہ حارث بن مخلد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عورتوں سے مقعد کے مقام سے صحبت کی اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا''۔ ❁ اس حدیث کو اصحاب السنن وغیرہ نے کئی طرق سے بحوالہ سہیل، حارث بن مخلد انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ حدیث تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے اور حارث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

❁ المعجم الكبير (٢٦٢/١٨) مجمع الزوائد (٢٥٠/٥) كنز العمال (١٥٠٥٤) ❁ اسد الغابة (٩٢٥)

❁ اسد الغابة (٩٤٦) ❁ اسد الغابة (٩٥٣) ❁ اسد الغابة (٩٦٠) ❁ جامع المسانيد (٢٣٥/٣)

کے شاگردوں میں سے ہیں۔

تابعین میں انہیں امام بخاری اور ابن حبان وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ بزار فرماتے ہیں: یہ مشہور نہیں۔ عبدان سعید بن سمعان کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے، آپ نے حارث بن مخلد سے فرمایا: ''حارث! اگر مر سکتے ہو تو مر جاؤ''۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اس وجہ سے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا، جو روایت انہوں نے نقل کی ہے اس میں تو ان کے صحابی ہونے کے بارے میں کوئی بات نہیں پائی جا رہی۔

۲۰۵۲ حارث بن وھب

طبرانی نے ان کا ذکر کیا اور اشعث، ابواسحاق، حارث بن وہب یا وہب بن حارث سے نقل کیا، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ (حدیث)[1] اشعث نے ان کا نام یاد نہیں رکھا، وہ حارثہ بن وہب ہیں۔ کئی طرق سے صحیح روایت میں بحوالہ ابن ابی اسحاق یہ نام مروی ہے۔

۲۰۵۳ حارث بن وھب (دوسرے)

الصنابحی سے روایت کرنے والے مشہور تابعی ہیں۔ مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے طبرانی نے ان کا ذکر صحابہ میں کر دیا اور ان کی وہ حدیث نقل کی جو کسی اور نے ان کے طریق سے بحوالہ صنابحی نقل کی ہے، وہی درست ہے۔

۲۰۵۴ حارثہ بن حَرَام

عبدان نے ان کا ذکر کیا اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے طریق سے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شکار ہدیہ میں دیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا۔ (حدیث) درست حازم بن حرام ہے اس قصہ کو ابن مندہ نے بالکل درست نقل کیا ہے، لہٰذا وہم کی وجہ سے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۲۰۵۵ حارثہ بن ظفر[2]

ابن شاہین نے اسی حرف کے تحت ان کا ذکر کیا جس میں ابوموسیٰ ان کے نقش قدم پر چلے۔ جبکہ ان دونوں کے علاوہ لوگوں نے حرف جیم میں عورتوں کے حالات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جو درست ہے۔

۲۰۵۶ حارثہ بن عمرو

بن مؤمّل خواتین کے حصہ میں جیم میں ذکر ہوگا۔

۲۰۵۷ حارثہ بن مالك[3]

بن غضب بن جشم بن خزرج۔ پھر از بنی مُخلّد بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ واقدی نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے

---

[1] المعجم الکبیر (۳/۳۲۵۱) [2] اسد الغابۃ (۹۹۶) [3] اسد الغابۃ (۱۰۰۰) استیعاب (۴۶۳)

اور ابن عبدالبر [1] کا بھی یہی قول ہے۔ ابو احمد حاکم کنیٰ میں ابو عبداللہ حارثہ بن نعمان کے حالات میں رقمطراز ہیں: انصار میں سے حارثہ نامی تین آدمی بدر میں شریک ہوئے۔ حارثہ بن سراقہ جو شہادت سے سرفراز ہوئے، حارثہ بن نعمان جو خلافت معاویہ تک بقید حیات رہے اور حارثہ بن مالک بن غضب۔ پھر واقدی تک اپنی سند سے بدر میں شہید ہونے والوں کا ذکر کیا ہے۔ بنی زریق بن عامر بن عبد سے حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج پھر بنی مخلّد بن عامر بن زریق، یہ ابو احمد کی آخری بات ہے۔ انہی کو سب سے پہلے اس میں وہم ہوا جس کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے واقدی کی کچھ بات نقل کی اور کچھ چھوڑ دی۔ اور یہ سمجھا کہ نسب عبد تک ختم ہوگیا ہے اور بدر میں ان کی حاضری کے بارے میں بتانے والے حارثہ ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔ اس واسطے کہ عبد حارثہ بن مالک، بدر میں شریک ہونے والے جدِ امجد ہیں۔ اصل میں یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے عبد اور حارثہ۔ اسی طرح کا وہم ابن مندہ کو پیش آیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم انصاری کا تعلق بنی بیاضہ سے ہے جو بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے۔ یہی قول ابو الاسود کا بحوالہ عروہ ہے۔ چند تراجم و عنوانات کے بعد وہ لکھتے ہیں: حارثہ بن مالک انصاری کا تعلق بنی حبیب بن عبد سے ہے۔ وہ بدر میں شریک تھے۔ یہی ابن اسحاق [2] کا قول ہے۔ پھر یونس بن بکیر تک اپنی سند سے بحوالہ ابن اسحاق شرکاءِ بدر کا ذکر کرتے ہیں: بنی حبیب بن عبد سے حارثہ بن مالک شریک ہوئے۔ انہیں بھی حاکم جیسا شبہ ہوا۔ کیونکہ ان کا گمان ہے کہ ان کے متعلق بدر میں شرکت کی اطلاع دینے والے حارثہ ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔

ابن اسحاق کی کتاب میں بدر میں شہید ہونے والے انصاری مسلمانوں کے نام کے متعلق ہے کہ بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم سے رافع بن معلیٰ، رافع بن معلیٰ ہی ان کے متعلق بتانے والے ہیں۔ وہ حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب کی اولاد سے ہیں۔ عبد حارثہ ایک مرکب نام ہے جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا۔ اور جو بات ابو الاسود کی طرف بحوالہ عروہ منسوب ہے اس کے متعلق بھی وہی قول ہے جو ابن اسحاق کی طرف منسوب بات کے متعلق ہے۔ ابن مندہ کو اس میں تردد ہوا کہ انہیں دو شخص قرار دیں۔ اس تقدیر کی بنا پر وہ واحد شخص ہیں جو اس نام میں غلطی سے سلامت رہے۔

ابن عبدالبر نے جو کچھ واقدی سے یہ نقل کیا ہے کہ حارثہ بن مالک بن غضب کو شریک بدر قرار دیا ہے، اس پر ''دمیاطی'' نے انتہائی تنقید کی ہے اور کہا: وہ عبد حارثہ ہیں جو کسی صحابی کے آباء و اجداد میں شمار ہوتے ہیں جن کے درمیان کئی پشتوں کا فاصلہ ہے۔ اس میں ابن مندہ کے وہم پر ابو نعیم نے متنبہ کیا ہے۔ اور یہ گمان کیا کہ اس میں پہلے پہل مبتلاءِ وہم ابن لہیعہ ہے۔ ابن الاثیر [3] نے بحوالہ ابن عبدالبر [4] نقل کیا ہے کہ واقدی کو بھی اس میں وہم ہوا ہے۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں: واقدی کی ''مغازی'' میں ان کا ذکر نہیں۔ لگتا ہے انہوں نے ''انساب'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اس میں ابن عبدالبر سے جو وہم ہوا وہ یہ ہے کہ ان کا نسب خزرج تک بیان کیا۔ پھر فرماتے ہیں: از بنی مخلّد اور مخلّد وہی ابن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج ہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ بھلا جدِّ اعلیٰ اپنے بیٹوں کی اولاد میں سے کیسے ہو سکتا ہے؟ واللہ الموفّق

---

[1] استیعاب (۳۷۱/۱) [2] السیرة النبویة (۲۶۵/۲)

[3] اسد الغابة (۴۰۶/۱) [4] استیعاب (۳۷۱/۱)

باب حاء کے بعد یاء

۲۰۵۸ حباب ابوعقیل

طبرانی کے ہاں اسی طرح لکھا ہے۔ درست حباب ہے، قسم اوّل میں صحیح طور پر گزر چکا ہے۔

۲۰۵۹ حبان بن زید ابوخِداش

کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۲۰۶۰ حَبّہ بن حابس تمیمی [۱]

ابن ابی عاصم [۲] نے ان کا ذکر کیا ہے اور یحیٰی بن ابی کثیر کے طریق سے ان کی ایک روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے حبّہ بن حابس نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کھوپڑی میں کوئی چیز نہیں ہوتی، البتہ آنکھ کا لگنا برحق ہے''۔ اس میں دو جگہ غلطی ہوئی ہے۔ اوّل تو یہ نام حیہ یا سے ہے نہ کہ با سے۔ دوم یہ کہ انہوں نے یہ حدیث اپنے والد کے واسطہ سے نقل کی ہے اسی طرح یہ روایت امام احمد، [۳] ترمذی [۴] اور ابن خزیمہ نے کئی طرق سے بحوالہ یحیٰی بن ابی کثیر نقل کی ہے، جو درست ہے۔

۲۰۶۱ حَبّہ بن مُسلم [۵]

عبدان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ وہ تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں جسے عبدان نے عبدالمجید بن ابی روّاد کے طریق سے نقل کیا ہے اس کا ذکر عبدالملک بن حبیب نے بھی کیا ہے۔ دونوں بحوالہ اسد بن موسیٰ، ابن جریج سے فرمایا حبہ بن سلیم نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص شطرنج کھیلے اس پر لعنت ہے''۔ [۶] اسے ابن حزم نے نقل کیا، فرمایا: حبہ مجہول شخص ہیں۔ اور سند منقطع ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: حبہ نامعلوم فرد ہیں۔ فرماتے ہیں: بعض کا کہنا ہے: ان کا نسب یوں ہے: حبہ بن سلمہ، شقیق بن سلمہ کے بھائی، وہ بھی غیر معروف شخصیت ہیں۔

۲۰۶۲ حبیب بن اساف انصاری خزرجی [۷]

طبرانی [۸] اور ابن عبدالبر نے حرف حاء میں ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی ہے۔ یہ نام تو خاء سے تصغیر کے ساتھ خُبَیب ہے۔ خاء میں عبدان نے بھی ذکر کیا ہے کہ خبیب بن اساف قدیم بدری صحابی ہیں۔

---

[۱] اسد الغابۃ (۱۰۳۲)
[۲] الآحاد والمثانی (۳۹۰/۲)
[۳] مسند احمد (۶۷/۴) مجمع الزوائد (۱۰۶/۵)
[۴] ترمذی کتاب الطب باب ما جاء ان العین حق (۲۰۶۱)
[۵] اسد الغابۃ (۱۰۳۴) تجرید (۱۱۶/۱)
[۶] کنز العمال (۴۰۶۳۶) جامع المسانید (۲۶۰/۳)
[۷] اسد الغابۃ (۱۰۳۵) تجرید (۱۶۶/۱)
[۸] المعجم الکبیر (۲۴/۴)

۲۰۶۳ حبیب بن تیم

احد میں شہید ہوئے۔ یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔[۱] اسی طرح ذہبی نے اپنے سے پیشرو لوگوں کی کتابوں سے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ استدراک میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ بنتی تو نہیں، کیونکہ یہی حبیب بن زید بن تمیم ہیں جو اپنے دادا کی جانب نسبت کر کے بلائے جاتے ہیں۔ اپنے مقام پر ان کا صحیح ذکر ہوا ہے۔

۲۰۶۴ حبیب بن حمار اسدی[۲]

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے جس کی وجہ سے انہیں بھی عبدان نے صحابہ میں ذکر کر دیا۔ لکھتے ہیں: صحابیٔ رسول ﷺ ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں شریک رہتے۔ پھر بطریق زائدہ، اعمش سے، بحوالہ عبداللہ بن حارث، عمرو بن مرہ سے حبیب بن حماز یہ روایت بیان کی ہے۔ فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، لوگوں نے جلدی کی۔ (حدیث)[۳] زائدہ کے علاوہ دیگر لوگوں نے اسی سند کے ذریعہ بحوالہ اعمش اس روایت کو نقل کیا ہے تو اس میں حبیب سے بحوالہ ابوذر مروی ہے، فرمایا: ہم سفر میں تھے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ امام بخاری،[۴] ابن ابی حاتم،[۵] ابن حبان اور دارقطنی وغیرہ نے حبیب کو تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۲۰۶۵ حبیب بن شریح

اس میں اخیر دور کے صغانی کو غلطی لگی ہے حالانکہ یہ حبیش بن شریح ہیں، آگے تذکرہ ہوگا۔

۲۰۶۶ حبیب العنزی[۶]

بُصرہ کے عابد طلق کے والد۔ عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ وہم ہے۔ چنانچہ یونس بن حباب کی روایت طلق بن حبیب سے بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، انہیں پیشاب کی بندش کی تکلیف تھی آپ ﷺ نے انہیں یہ کلمات پڑھنے کی تلقین فرمائی: ((رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ)). (حدیث)[۷] عبدان لکھتے ہیں: صحیح وہ روایت ہے جسے شعبہ نے یونس سے بواسطہ طلق ایک شامی شخص سے اس نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

۲۰۶۷ حبیب الفہری[۸]

بعض نے ان کا حبیب بن مسلمہ فہری سے علیحدہ ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ یہی ہیں۔ چنانچہ بغوی بطریق داؤد عطار، ابن جریج سے بواسطہ ابن ابی ملیکہ حبیب فہری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اتنے میں ان کے والد بھی آ پہنچے، کہنے لگے: اللہ کے نبی ﷺ! میرا بیٹا میرا دست و بازو ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "ان کے ساتھ لوٹ جاؤ لگتا ہے یہ فوت ہو جائیں

---

[۱] الجرح والتعديل (٩٧/٣) [۲] التجريد (٣٤) [۳] اسد الغابة (١٠٤١) تجريد (١١٧/١)

[۴] مسند احمد (١٤٤/٥) مستدرك (٤٢٦/٤) [۵] التاريخ الكبير (٣١٥/١)

[۶] الجرح والتعديل (٤٦١/٣) [۷] اسد الغابة (١٠٦٢) [۸] ابوداؤد كتاب الطب باب كيف الرقى (٣٨٩٢)

گئے“۔ فرماتے ہیں: بعد میں وہ اسی سال وفات پا گئے۔ بغوی کہتے ہیں: میرے نزدیک یہ حبیب بن مسلمہ کے علاوہ ہیں۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: بغوی نے ان کا ذکر کیا جو مجھے وہم لگتا ہے۔ ابونعیم نے دو طریق سے ان کا ذکر بحوالہ ابن جریج کیا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں: حبیب بن مسلمہ آئے تو ان کے والد بھی آ پہنچے۔ پھر یہ طویل روایت ذکر کی جس سے ظاہر ہوا وہ یہی ہیں۔

۲۰۶۸ حبیب بن مخنف غامدی

ان کی حدیث ابن جریج نے بواسطہ عبدالکریم، حبیب بن مخنف سے روایت کی ہے فرمایا: میں عرفہ کے روز نبی ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: کیا تم اس دن کو پہچانتے ہو۔ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: بعض کا کہنا ہے کہ یہ وہم پر مبنی ہے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: یہ وہم ہے وہ تو حبیب بن مخنف سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ فرماتے ہیں: عبدالرزاق یہ روایت ایک بار تنہا ذکر کرتے ہیں اور ایک بار ”عن ابیہ“ کے الفاظ بیان نہیں فرماتے۔

ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ”حبیب بن مخنف عمری“ یوں فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ان کی حدیث عبدالکریم بن ابی المخارق نے روایت کی ہے جو صحیح نہیں البتہ عبدالرزاق نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ ان کے والد سے مروی ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ عبدالرزاق سے تیسری سند ہے۔ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابن عون سے بحوالہ ابورملہ، مخنف بن سلیم مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ مشہور روایت امام احمد اور سنن اربعہ کے مصنفین نے اس شخص کی روایت سے نقل کی ہے جس نے کہا: حبیب بن مخنف سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ قسم اوّل میں بعید احتمال کے ساتھ ذکر پہلے ہوا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: اس میں عبدالکریم، ابن جریج کے شیخ ہیں وہ ابن ابی المخارق ہیں۔ ابوامیہ معلم بصری کی حدیث میں کمزوری ہوتی ہے۔

۲۰۶۹ حَبیب بن ابی مُرْضِیَه

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی صحابیت مشہور نہیں۔ صرف ان سے یہ حدیث اس طرح منقول ہے کہ نبی ﷺ ایک وبائی مقام پر فروکش ہوئے تو حبیب نے آپ ﷺ سے عرض کی: اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم یہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو جائیں۔

۲۰۷۰ خُبَیْش بن حَذافه

معمر، زہری سے بحوالہ سالم وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ خنیش بن حذافہ سہمی کے بعد بیوہ ہوگئیں۔ (حدیث) حمیدی فرماتے ہیں: معمر نے اس نام کو حاء اور با سے پھر شین سے ذکر کیا ہے۔ درست خا، نون اور سین ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیحین میں ایسے ہی ہے جو درست ہے۔

۲۰۷۱ حُبَیْش بن شَریح حَبشی

ابوحفصہ۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسحاق بن سوید رملی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ موسیٰ بن سہل نے تابعین میں ان کا

تہذیب تاریخ دمشق (۳۸/٤) الطبقات (۱۳۰/۷) جامع المسانید (۲۷۲/۳)

اسد الغابۃ (۱۰٦٥) استیعاب (٤۹۷) تجرید (۱۱۹/۱) مجمع الزوائد (۱۹/٤) استیعاب (۳۸٤/۱)

المصنف لعبدالرزاق (۸۱٥۹) (۸۰۰۱) مسند احمد (۷٦/٥) اسد الغابۃ (۱۰٦٦) اسد الغابۃ (۱۰۷٦)

تذکرہ کیا اور اسحاق بن سوید کے طریق سے حسان بن ابی معن تک ان کی سند سے، ابوحفصہ حبشی سے جن کا نام حبیش تھا۔ روایت کی ہے، فرمایا: میں اور تیس صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے۔ پھر ان لوگوں نے اذان کہہ کر نماز قائم کی تو میں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ (حدیث)

اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہو۔ ادھر امام بخاری،[1] ابن ابی حاتم[2] اور ابن حبان[3] وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ مشہور بھی ہیں جو حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ صنعانی نے "مختلف فیہ" صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن نام یوں لیا ہے: "حبیب بن شریح"، جو وہم ہے۔

۲۰۷۲ حبیش بن حباشه

بن اوس بن بلال اسدی زرّ کے والد ہیں۔ ابوالقاسم بن ابی عبداللہ بن مندہ نے "تذکرہ" پر مستخرج نامی کتاب میں ان کا ذکر ان صحابہ میں کیا ہے جنہوں نے حدیث لیلۃ القدر کی روایت کی ہے۔ جس میں لفظی غلطی کی وجہ سے انہیں وہم ہوگیا۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے یہ حدیث زرّ بن حبیش کے طریق سے لکھی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے اُبَیّ نے بیان کیا، جو ابی بن کعب ہیں۔ جسے ابوالقاسم نے بغیر تشدید کے ابی سمجھ کر پڑھ لیا۔ جو کھلی غلطی ہے۔ قسم اوّل میں حبیش اسدی کا ذکر گزر چکا ہے۔ میرے خیال میں یہ ان کے علاوہ ہیں۔

باب الحاء جس کے بعد جیم ہے

۲۰۷۳ حجاج بن حجاج اسلمی

ابن حبان[4] فرماتے ہیں: جو یہ سمجھتا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اسے وہم ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری[5] وغیرہ علماء نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۷۴ حجاج بن عمرو اسلمی

ان سے عروہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے اور ذہبی نے بھی اپنے سابقہ لوگوں کی کتابوں پر اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ان کے متعلق استدراک کی کوئی معقول وجہ نہیں بنتی۔ اس واسطے کہ علماء نے حجاج بن مالک بن عویمر اسلمی کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کے نام کے بارے یہی درست روایت ہے۔

۲۰۷۵ حجاج بن قیس[6]

بن عدی سہمی۔ ابن مندہ نے ان میں اور حجاج بن حارث بن قیس میں فرق کیا ہے جبکہ وہ یہی ہیں۔ بعض روایات سے ان کے والد کا ذکر رہ گیا ہے جس پر ابن الاثیر[7] نے متنبہ کیا ہے۔

---

[1] التاريخ الكبير (١٢٣/١) [2] الجرح والتعديل (٣٠٠/٣) [3] الثقات (١٩٠/٤)

[4] الثقات (٢٠١/٦) [5] التاريخ (٣٧١/٢) [6] اسد الغابة (١٠٨٦) [7] اسد الغابة (٤٣٤/١)

(۲۰۷۶) حجاج بن مسعود ❶

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوداؤد طیالسی، شعبہ سے بحوالہ حجاج بن حجاج اسلمی انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ایک صحابی سے میرے گمان میں وہ حجاج بن مسعود تھے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی بڑھ جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو اس واسطے کہ گرمی کی تیزی جہنم کی گرمائش کا حصہ ہے''۔ ❷ انہوں نے یونہی یہ حدیث درج کی ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں یہ روایت اسی سند سے نقل تو کی ہے لیکن اس میں فرماتے ہیں: جنہیں حجاج بن مسعود سمجھ رہے تھے، یہی درست ہے کیونکہ یحسب کا فاعل حجاج اسلمی ہے اور ابن منصوب مفعول ہونے کی بنا پر ہے جس سے مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ حجاج بن مسعود نامی شخص کا سرے سے وجود ہی نہیں۔

یہی حدیث امام احمد ❸ نے بواسطہ غندر، شعبہ سے نقل کی ہے، فرمایا: میں نے حجاج بن حجاج کو فرماتے سنا وہ ان کے امام بھی تھے۔ میرے والد نے فرمایا: انہوں نے نبی علیہ السلام کے ساتھ حج کیا تھا وہ ایک صحابی رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ حجاج فرماتے ہیں: میرے خیال میں وہ عبداللہ بن مسعود تھے۔ اسی طرح یہ روایت ابونعیم نے قواریری کے طریق سے بحوالہ غندر نقل کی ہے، یہی درست ہے۔

(۲۰۷۷) حجاج بن قابوس ❹

ابن قانع نے غلطی سے ان کا ذکر کیا ہے حالانکہ یہ قابوس کی کنیت ہے۔ قابوس کے والد کا نام تو مخارق ہے۔ پھر ابن قانع ہی سماک بن حرب کے طریق سے بحوالہ قابوس بن حجاج وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! ایک شخص میرے مال پہ قبضہ کرلیتا ہے، آپ کی رائے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ ❺ (حدیث) جس کی وجہ سے ان کے ہاں لفظی غلطی ہوگئی، درست یوں ہے: قابوس ابوالحجاج سے مروی ہے۔

(۲۰۷۸) حجر بن ربیعہ ❻

بن وائل۔ علامہ ابن عبدالبر ❼ نے ان کا ذکر کیا ہے جو حجاج بن ارطاۃ کی روایت پر بواسطہ عبدالجبار بن وائل بن حجر موقوف ہے۔ وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو پیشانی اور ناک پر سجدہ کرتے دیکھا۔ مسدد نے اپنی مسند میں اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابوعمر ❽ فرماتے ہیں: اگر ان کی یہ بات ''وہ اپنے دادا سے'' وہم نہیں تو حجر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ احتمال بھی تو ہوسکتا ہے کہ اصل میں ''ابن عبدالجبار بن وائل سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے'' ہو۔ واللہ اعلم۔

---

❶ اسد الغابۃ (۱۰۸۸) تجرید (۱/۱۲۲) ❷ المعجم الکبیر (۳/۳۲۲۲) مجمع الزوائد (۱/

❸ مسند احمد (۵/۳۶۸) ❹ اسد الغابۃ (۱۰۸۵) ❺ المعجم الکبیر (۲۰/۷۴۸)

❻ اسد الغابۃ (۱۰۹۰) استیعاب (۵۰۴) ❼ استیعاب (۱/۳۸۹) ❽ ایضًا

۲۰۷۹ حجر العدوی ❶

ذیل میں موسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور ترمذی ❷ کے طریق سے ان کی سند کے ذریعہ بواسطہ حکم بن جحل، حجر عدوی سے نقل کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ہم نے عباس کی زکوۃ وصول کر لی ہے''۔

میں کہتا ہوں: اس میں ابوموسیٰ سے وہم ہوا ہے۔ لگتا ہے ان کے نسخہ سے ''عن علی'' کا لفظ رہ گیا۔ یوں انہوں نے حجر کو صحابی سمجھ لیا۔ جبکہ ترمذی کی روایت یوں ہے: حجر العدوی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے باوجود سند میں اس علت کے علاوہ اور علل بھی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۰۸۰ حجر المدری

ایک مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے بقی بن مخلد نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے جو وہم ہے۔ اس واسطے کہ یہ تو مشہور ہیں جو حضرت علی اور زید بن ثابت وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ عجلی ❸ فرماتے ہیں: تابعین کے بہترین لوگوں میں سے قابل اعتماد تابعی ہیں۔

باب حاء کے بعد دال

۲۰۸۱ حِذیم ❹ (حنظلہ کے دادا)

نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان کی کنیت ابوحذیم تھی۔ انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے، ان میں حِذیم بن حنیفہ میں فرق کیا ہے۔ ابن الاثیر ❺ فرماتے ہیں کہ ابن مندہ نے جب ان کے نسب میں تقدیم و تاخیر کا اختلاف دیکھا تو سمجھا یہ دو شخص ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے یہ بات تو ابن مندہ کی کتاب میں نہیں ملی۔ ابونعیم نے بھی ان کی پیروی میں ایسا کیا ہے۔ اس میں وہم ابن الاثیر کو ہوا ہے۔ جس کا پتہ ان کی اس بات سے چلتا ہے کہ ان کی کنیت ابوحِذیم ہے۔ اس واسطے کہ ابن مندہ نے یہ بات صرف ابن حنیفہ کے بارے میں کی ہے۔ اگر ایسا ہوتا جیسا ابن الاثیر نے کہا ہے تو ان کی کنیت اور نام ایک ہوتا۔

تجرید ❻ میں ذہبی لکھتے ہیں، بقول بعض: حذیم، ان کے والد، بیٹے اور پوتے صحابی ہیں۔ جو غلط ہے اس لیے کہ انہوں نے یہ بات اس بنا پر کہی کہ یہ حنیفہ کے والد ہیں۔ جب ابن الاثیر نے کہا کہ وہ حنظلہ کے دادا ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔ اور حنیفہ کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ ان کے والد کا نام جبیر بقول بعض بجیر ہے۔ ان کی حدیث کے سیاق میں درست کا واضح پتہ چلتا ہے۔ واللہ اعلم

---

❶ اسد الغابة (۱۰۹۲) تجريد (۱۲۳/۱) ❷ ترمذی كتاب الزكاة تعجيل الزكاة (٦٧٩)

❸ تاريخ الثقات (۱۱۰) ❹ اسد الغابة (۱۱۱٤) استيعاب (٥١٣) ❺ اسد الغابة (٤٤٤/١)

❻ تجريد (٣٦)

باب حاء کے بعد راء اور زاء

۲۰۸۲ حراش بن امیہ کعبی [1]

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن طرخان نے حا میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: یہ لفظی غلطی ہے یہ نام تو خاء سے ہے۔ ابن مندہ نے درست نام ذکر کر دیا ہے اس لئے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۲۰۸۳ حرام بن معاویہ انصاری [2]

بقول بعض عبسی، دمشق میں فروکش ہو گئے تھے۔ ایک مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ ابن ابی حاتم [3] لکھتے ہیں، اور امام بخاری، دارقطنی اور ابن حبان [4] کا قول ہے: ان کی احادیث مرسل ہیں۔ ان سے زید بن رُفیع روایت کرتے ہیں۔ خطیب کا گمان ہے کہ یہ حرام بن معاویہ ہیں جو حرام بن حکیم کہلاتے اور اپنے چچا عبداللہ بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ اصحابِ سنن نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ امام بخاری، [5] دارقطنی اور عسکری وغیرہ نے دونوں میں فرق بیان کیا ہے۔ بہرحال وہ تابعی ہی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۰۸۴ حرب بن ابی حرب ثقفی [6]

بقول بعض ان کے والد کا نام بلال ہے۔ تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ یوں عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا اور بطریق عطاء بن سائب بحوالہ ان کے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ''مسلمانوں پر جزیہ نہیں لگایا جائے گا''۔ [7] (حدیث) اسی روایت کو ثوری نے مذکورہ شخصیت عطاء سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حرب اپنے ماموں جو بنی بکر بن وائل کے ایک فرد تھے ان سے روایت کرتے ہیں۔ جریر لکھتے ہیں: عطاء حرب سے وہ ابوامیہ جو بنی ثعلبہ کے ایک شخص ہیں ان سے روایت کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: بنی ثعلبہ، بنی بکر بن وائل ہی کی شاخ ہے۔ واللہ اعلم

۲۰۸۵ حرب سلمی

حریث میں تذکرہ ہوگا۔

۲۰۸۶ (ز) حرّ خثعمی

تابعی ہیں جو ایک مرسل حدیث کی روایت کرتے ہیں، جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ بلاذری عبدالملک

---

[1] اسد الغابة (١١٢٠) [2] اسد الغابة (١١٢٣) تجريد (١٢٥/١) [3] الجرح والتعديل (٢٨٢/٣)
[4] الثقات (١٨٥/٤) [5] التاريخ الكبير (١٠٢/٣) [6] اسد الغابة (١١٢٦) تجريد (١٢٦/١)
[7] ترمذی كتاب الزكاة باب ما جاء ليس على المسلمين جزية (٦٣٤) جامع المسانيد (٤٤٥/٣)

بن وہب کے طریق سے بحوالہ حرّ خشعمی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب ہجرت کر کے نکلے تو آپ ﷺ کا گزر عاتکہ بنت خالد جو ام معبد تھیں سے گزر ہوا پھر ان کی حدیث نقل کی۔

۲۰۸۷ حریث بن شیبان*[1]

بکر بن وائل کے والد۔ ان کا بھی عبدان نے ذکر کیا اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے، حالانکہ یہ حریث بن حسان ہیں جیسا کہ یہ نام صحیح طرح سے گزر چکا ہے۔ اسی نام سے ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا لہٰذا استدراک کی ضرورت نہیں۔

۲۰۸۸ (ز) حُرَیث ابوفروہ سُلمی*[2]

عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کی کنیت اور نام دونوں غلط لکھ دیئے۔ یہ حدیر ابوفوزہ جیسا کہ پہلے درست نام گزر چکا ہے۔ (۴۰۶۳) میں نے مغلطائی کے قلم سے حرب لکھا دیکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔

۲۰۸۹ حُرَیش*[3]

بن ہلال تمیمی قریعی۔ ابن الاثیر[4] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور دلیل میں ابوتمام نے حماسہ میں جوان کے اشعار نقل کیے ہیں انہیں پیش نظر رکھا ہے: ''نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں نشان زدہ گھوڑے شریک ہوئے جن کے پاؤں خون آلود تھے''۔[5]

میں کہتا ہوں: ان میں تو کوئی ایسی بات نہیں کہ وہ صحابی تھے۔ جبکہ جحّاف سلمی کے سوانح میں پہلے گزر چکا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اس سے بھی ان کے صحابی ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ تو انہوں نے اپنی قوم کے فخر میں کہہ دیئے تھے۔ قسم اوّل میں حریش تمیمی کا ذکر گزر چکا ہے۔ میرے خیال میں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ وہ عنبری ہیں جبکہ یہ قریعی ہیں۔ اگرچہ دونوں کا تعلق بنی تمیم سے ہے۔ ابوالحجاج اعلم نے یہ اشعار شرح حماسہ میں خفاف بن نَدْبَہ کی طرف منسوب کیے ہیں۔ عباس بن مرداس کے حوالہ سے بھی نقل کیے جاتے ہیں۔

۲۰۹۰ حِزام بن خُوَیلد*[6]

بن اسد بن عبدالعزیٰ۔ حضرت خدیجہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بھائی اور حکیم کے والد۔ ابن الاثیر[7] نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے ان کے متعلق قسم اوّل میں گفتگو گزر چکی ہے۔ (۱۲۹۸) (ذہبی لکھتے ہیں: جو انہیں صحابہ میں شمار کرتا ہے اس سے بھول ہوئی ہے)۔

---

[1] اسد الغابة (١١٤٠) [2] اسد الغابة (١١٣٩) [3] اسد الغابة (١١٤٦)

[4] اسد الغابة (٤٥٣/١) [5] شرح ديوان حماسه (١٣٤/١، ١٣٥)

[6] اسد الغابة (١١٤٨) تجريد (١٢٩/١) [7] اسد الغابة (٥/٢)

باب حاء کے بعد سین

2091 (ز) حسان بن ابی سنان بصری [1]

ایک عابد زاہد مشہور تابعی ہیں۔ ان کی ایک مرسل حدیث کی وجہ سے علی بن سعید عسکری نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا اور بطریق ابو عاصم حنظلی، حسان بن ابی سنان روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلوں میں علم کا طالب ایسے ہے جیسے مُردوں میں زندہ''۔ [2] ابن حبان [3] نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ حکایات نقل کرتے ہیں مجھے ان کی کسی مسند حدیث کا علم نہیں۔

میں کہتا ہوں: سلیمان ضبعی نے جو صغار تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا زمانہ پایا ہے۔

2092 حسان بن عبدالرحمٰن ضُبَعی [4]

تابعی ہیں، جنہوں نے مرسل حدیث کی روایت کی جس کی وجہ سے عسکری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ بطریق ہمام، قتادہ سے بحوالہ ان کے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگوں کو مذی کی وجہ سے غسل کرنا پڑتا تو تمہیں حیض سے زیادہ دشوار لگتی''۔ امام بخاری، [5] ابن ابی حاتم [6] اور ابن حبان [7] فرماتے ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔

2093 حسان بن قیس [8]

ابن قانع کا گمان ہے کہ یہ ابو مسعود تمیمی کا نام ہے جس کی بابت کنیتوں میں میں نے ان کی غلطی کی نشاندہی کر دی ہے۔

2094 حسان بن ھلال اسلمی

''انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے'' یہ بات عبدالغنی نے ''کمال'' میں ذکر کی ہے جس پر مزیؒ نے متنبہ کیا کہ یہ لفظی غلطی ہے۔ فرماتے ہیں: درست ابن بلال ہے یعنی ھاء کی جگہ باء۔ نیز یہ اسلمی نہیں ہیں۔

2095 (ز) حسان بن وبرہ

حیان میں، قسم اوّل کے ذیل میں یہ نام درست گزر چکا ہے۔

2096 حسحاس [9] (بے نسبت)

ابو موسیٰ نے ذیل میں حسحاس بن بکر کے عنوان کے بعد ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ان کی حدیث نقل کی: ''جو پانچ اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا تو وہ آگ سے بچ جائے گا''۔ (حدیث) [10] ابن ماکولا [11] نے بھی حسحاس بن بکر کے حالات میں ان

---

[1] اسد الغابة (١١٥٧) [2] جامع المسانيد (٤٦٦/٣) كنز العمال (٢٨٧٢٦) [3] الثقات (٢٢٣/٦)

[4] اسد الغابة (١١٥٩) تجريد (١٣٠/١) [5] التاريخ الكبير (٣١/٢) [6] الجرح والتعديل (٢٣٦/٣)

[7] الثقات (١٦٤/٤) [8] اسد الغابة (١١٦٠) [9] اسد الغابة (١١٦٢) استيعاب (٦٠٧)

[10] جامع المسانيد (٤٦٩/٣) [11] الاكمال (٢٥٠/١)

کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی حاتم [1] نے بھی ایسا ہی کیا ہے، حالانکہ یہ ایک ہی شخص ہے۔

۲۰۹۷ حسیل بن نویرہ اشجعی [2]

ابن شاہین نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ خیبر جانے کے لیے نبی ﷺ کے گائیڈ (رہنما) تھے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا جو وہم ہے۔ اس لیے کہ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ حسیل بن خارجہ میں کیا ہے۔ انہیں حسیل بن نویرہ بھی کہا جاتا ہے، حالانکہ شخصیت ایک ہے۔

۲۰۹۸ حسین بن ربیعہ احمسی [3]

ابوارطاۃ جریر بن عبداللہ بجلی کے قاصد۔ اسی طرح مسند ابی عمر عدنی میں تحریر ہے جبکہ درست حصین صاد سے ہے نہ کہ سین سے جیسا کہ مسلم میں ہے۔

۲۰۹۹ حسین بن سائب [4]

ابن ابی لبابہ انصاری اصاغر تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک مرسل حدیث روایت کرتے ہیں جس کی وجہ سے حسن بن سفیان وغیرہ نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا۔ ابن مندہ رفاعہ بن حجاج کے طریق سے بحوالہ ان کے والد حسین بن سائب سے ان کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بیعت عقبہ یا بدر کی رات تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''تم لوگ کیسے جنگ کرو گے؟'' جس پر عاصم بن ثابت کھڑے ہوئے، پھر حدیث کا ذکر کیا۔ یہ حسین ابن سائب، ان کی رؤیت مشہور نہیں چہ جائیکہ یہ صحابیت سے مشرف ہوں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح ان کے والد سائب بھی صحابی نہیں ہیں۔ بعض نے ان کے متعلق رؤیت و دیدار کا قول اختیار کیا ہے۔ ابن حبان [5] نے ثقات میں تذکرہ کیا ہے۔

باب حاء کے بعد صاد اور طاء

۲۱۰۰ حُصَیب [6]

ابوعمر [7] نے ''افراد'' میں حاء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ کی ذات (ازل سے) تھی اس کے سوا کوئی نہ تھا اس کا عرش پانی پہ تھا اور اس نے لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھ دی پھر سات آسمان پیدا فرمائے''۔ پھر میرے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: ''تمہاری اونٹنی کھل گئی تو میں اس کی تلاش میں نکل پڑا، دور سے سراب چمکتا دکھائی دے رہا تھا کاش! میں آپ کی باقی بات بھی سن لیتا اور اونٹنی کو تلاش کرنا چھوڑ دیتا''۔ پھر ابوعمر فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث

---

[1] الجرح والتعدیل (۳/۳۱۳) [2] اسد الغابۃ (۱۱۶۸) استیعاب (۵۲۹) تجرید (۱/۱۳۰)

[3] اسد الغابۃ (۱۱۷۰) [4] اسد الغابۃ (۱۱۷۱) تجرید (۱/۱۳۳) [5] الثقات (۴/۱۵۵)

[6] اسد الغابۃ (۱۱۷۵) استیعاب (۵۹۸) [7] استیعاب (۱/۴۵۷)

معلوم نہیں۔ اور نہ مجھے ان کا نسب ہی معلوم ہے۔

ادھر ابن فتحون ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: غسانی کا قول ہے: حصیب (باء سے) کو میں نہیں جانتا۔ اور یہ حدیث تو عمران بن حصین سے مشہور ہے۔ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے راوی نے اس میں لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ حصین کو حصیب لکھ دیا۔

میں کہتا ہوں: عمران کے کسی طریق میں یہ نہیں کہ انہوں نے یہ حدیث اپنے والد سے روایت کی ہے اس میں بھی لفظی غلطی ہوئی ہے اور ایسا اضافہ شامل ہو گیا ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں۔ ابن الاثیر [1] نے بھی ان کا تعاقب کیا ہے، فرماتے ہیں: ابوعمر [2] کا وہم ہے۔ کیونکہ امام بخاری [3] نے اپنی صحیح میں یہ حدیث عمران رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، فرمایا: ''میں آیا'' پھر وہ حدیث بیان کی۔ پھر فرمایا: شاید کسی راوی نے غلطی سے حصین کی بجائے حصیب لکھ دیا ہو۔ ''عن ابیہ'' الفاظ سے متنبہ کرنے میں ان سے غفلت ہو گئی۔ یہی حدیث مسند احمد، [4] ترمذی اور نسائی وغیرہ میں عمران سے مروی ہے جس میں ''عن ابیہ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲۱۰۱ (ز) حصین بن محمد سالمی

ایک مرسل حدیث کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے جو اُن سے زہری روایت کرتے ہیں۔ جبکہ امام بخاری، [5] ابن ابی حاتم [6] اور ابن حبان [7] نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ان کی حدیث صحیحین میں بروایت زہری، محمود بن ربیع کی حدیث کے بعد بحوالہ عتبان مروی ہے، فرمایا: میں نے حصین بن محمد سے پوچھا آپ نے اس کی تصدیق کی۔ ابوحاتم رازی لکھتے ہیں: وہ حدیث حصین کی روایت سے بحوالہ عتبان بن مالک مروی ہے۔

۲۱۰۲ حطیم حدانی [8]

بقول بعض باء سے ہے۔ تابعی ہیں جو ایک مرسل روایت نقل کرتے ہیں، جس کی بنا پر عبدان وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ ابوموسیٰ نے بطریق خالد بن یزید الهادی، اشعث حدانی سے انہوں نے حطیم حدانی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مساجد کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے روز نورِ کامل کی خوشخبری سنا دو''۔ [9]

باب حاء جس کے بعد فاء ہے

۲۱۰۳ حفص بن ابی جبلہ [10]

تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ تو عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا اور یسار بن مزاحم تیمی بحوالہ حفص

---

[1] اسد الغابة (٢٦/٢) [2] استيعاب (٤٥٧/١) [3] بخاری بدء الخلق (٣١٩١) [4] مسند احمد (٤٣١/٤)
[5] التاريخ الكبير (٧/١) [6] الجرح والتعديل (١٩٦/٣) [7] الثقات (١٥٩/٤) [8] اسد الغابة (١٢٠٣)
[9] ابوداؤد كتاب الصلاة (٥٦١) ترمذی كتاب ابواب الصلاة (٢٢٣) [10] اسد الغابة (١٢٠٥) تجريد (١٣٣/١)

بن ابی جبلہ جوان کے مولیٰ ہیں، نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ''اے رسولو! پاک چیزیں کھایا کرو''۔ [1] کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں، فرمایا: یہ عیسیٰ ابن مریم تھے، جو اپنی والدہ کی کات سے کھایا کرتے تھے''۔

باب حاء کے بعد کاف

۲۱۰۴ حکَم بن ابی الحَکَم [2]

تجرید میں ان میں اور حکم اموی میں فرق بتایا گیا ہے، حالانکہ دونوں ایک ہی ہے۔

۲۱۰۵ حکم بن عمرو ثمالی [3]

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا اور ان میں اور حکم بن عمیر میں فرق کیا ہے، جبکہ وہ یہی ہیں جیسا کہ گزر گیا۔

۲۱۰۶ حُکیم بن جَبلہ العبدی [4]

ابن عبدالبر [5] نے حاء کے زبر سے ذکر کیا ہے جبکہ یہ حاء کے پیش سے تصغیر ہے۔ پہلے بھی تذکرہ ہوا ہے۔

۲۱۰۷ (ز) حَکیم بن عیاش کلبی الاعور

بنی امیہ کے شاعر تھے۔ ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار سند سے بیان کیے ہیں جن میں بنی تمیم کی ہجو کی تھی، ان میں 'مسجاح'' بھی شامل تھی جس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جبکہ اس میں ابن فتحون کو وہم ہوا ہے اس لئے کہ جو حکیم مذکور جیسا شخص ہو بھلا وہ اپنے زمانے اور اپنے سے پہلے دور کے لوگوں کی ہجو کر سکتا ہے۔ جن لوگوں نے شعراء پر کتابیں لکھی ہیں انہوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں، وہ مصریوں کی برائی بیان کرتے اور یمانیہ کی مدد کرتے، کمیت بن زید و مضر وغیرہ کے شعراء نے ان کی تردید اور مقابلہ کیا۔ کوکبی اپنے فوائد میں اپنی سند سے لکھتے ہیں: ایک شخص حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آ کر عرض کرنے لگا: حکیم بن عیاش کوفہ میں آپ لوگوں کی ہجو کرتا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کی کوئی بات یاد ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں!

> ''ہم نے تمہارے لئے زید کو کھجور کے تنے پر سولی دی، میں نے تنے پر کسی ہدایت یافتہ کو سولی چڑھتے نہیں دیکھا۔ تم لوگوں نے بے وقوفی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ پر قیاس کیا، حالانکہ عثمان، علی سے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہیں''۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ الٰہی میں التجا کی کہ اے اللہ! اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اپنا کتا مسلط کر دے۔ ایک دفعہ حکیم شہر سے باہر جا رہے تھے تو شیر نے انہیں لقمہ بنا لیا۔

میں کہتا ہوں: کہ زید بن علی ۱۲۳ھ میں قتل ہوئے تھے، جس سے پتہ چلتا ہے حکیم بعد تک زندہ رہے اور لگتا ہے انہیں دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] سورۃ المؤمنون (۵۱) [2] اسد الغابۃ (۱۲۱۱) استیعاب (۵۴۵) [3] استیعاب (۳۶)
[4] اسد الغابۃ (۱۲۳۳) استیعاب (۵۵۸) [5] استیعاب (۴۲۱/۱)

۲۱۰۸ حکیم بن معاویہ نمیری ❶

بقول امام بخاری ❷ نبی ﷺ سے حدیث سنی ہے۔ ایسا ہی تجرید میں لکھا ہے قولِ اوّل میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے، تکرار اس لیے کی کہ ان کا گمان ہے کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ کا قول سمع النبی ﷺ، ان کے اس قول ''ان کے صحابی ہونے میں تامّل ہے'' کے متضاد ہو۔ پہلا قول ابو عمر ❸ نے نقل کیا ہے شاید انہوں نے امام بخاری کی کتاب ''الصحابہ'' سے لیا ہو۔ دوسرا قول امام بخاری رحمہ اللہ کی ''التاریخ'' میں ہے۔ اور جس تامّل کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے شاید وہ سند میں ہو کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

باب حاء کے بعد میم

۲۱۰۹ حمزہ بن عمرو ❹ (بے نسبت)

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور بطریق شریک ہشام سے وہ بحوالہ اپنے والد حمزہ بن عمرو سے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا، آپ نے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ''۔ (حدیث) ❺ یہ شریک کے جملہ اوہام میں سے ایک وہم ہے اس روایت میں قلب (الٹ پلٹ) ہوا ہے، روایت تو ہشام سے، بحوالہ ان کے والد، انہوں نے عمرو بن سلمہ سے نقل کی ہے ایسا ہی اسے حفّاظ نے ہشام سے روایت کیا ہے۔ طبرانی ❻ نے ظاہری روش میں یہ حدیث حمزہ بن عمرو اسلمی کے سوانح میں ذکر کر دی جو وہم ہے۔ حمزہ بن عُمر کے حالات میں قسم اوّل کے دوران پہلے ذکر ہوا ہے۔ واللہ اعلم

۲۱۱۰ حمزہ بن عوف ❼

ابن الاثیر ❽ نے اپنے استدراک میں اور ابن عبدالبر نے ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یزید فرماتے ہیں: وہ دونوں آئے، وہاں علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ حرف جیم میں ان کا صحیح تذکرہ ہوا ہے۔

۲۱۱۱ حمزہ بن مالک ❾

بن ذی شِعار۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر زاء سے کیا ہے جو لفظی غلطی ہے حالانکہ یہ نام تو حمرہ (پیش اور راء سے) ہے، ابن ماکولا نے ابن حبیب سے نقل کیا ہے صحیح پہلے گزر چکا ہے۔

۲۱۱۲ حمزہ بن نعمان عذری ❿

ابن شاہین نے ان کا تذکرہ اور ابن بشکوال نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن دونوں نے لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ نام جیم اور راء سے ہے۔ دار قطنی نے اور جمہور نے اسے ہی قلمبند کیا ہے۔ یہی درست ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔

۲۱۱۳ حمید بن منہب قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے۔

---

❶ اسد الغابة (١٢٣٨) استيعاب (٥٥٦) تجريد (١٣٧/١) ❷ اسد الغابة (١٢/١) ❸ استيعاب (٤١٩/١)
❹ اسد الغابة (١٢٥٣) ❺ كنز العمال (٤١٧٠٢) ❻ المعجم الكبير (٢٩٩٨/٣)
❼ اسد الغابة (١٢٥٥) ❽ اسد الغابة (٥٤/٢) ❾ اسد الغابة (١٢٥٦) ❿ اسد الغابة (١٢٥٧)

۲۱۱۴ حمیری بن کراثہ[1] الربعی

تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابن ابی حاتم[2] بحوالہ والد نقل کرتے ہیں: یہ صحابی نہیں ہیں۔

باب حاء کے بعد نون

۲۱۱۵ حنبل[3]

ابن خارجہ۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے ان سے معن بن حُوَیہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں غزوۂ حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھا۔ آپ نے گھوڑے کے دو حصے اور گھوڑے کے مالک کے لیے ایک حصہ مقرر کیا۔ ابن ماکولا[4] نے حویہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اس میں ابن الاثیر نے فحش غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ نام تو حِسل ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ انہوں نے بعینہٖ یہ حدیث ان کے سوانح میں صحیح درج کی صرف نام تصغیر کے ساتھ حُسَیل کہا ہے۔

۲۱۱۶ حنش بن معتمر[5]

بقول بعض ابن ربیعہ ابو معتمر کنانی۔ کوفہ کے تابعی ہیں، ان سے ایک مرسل روایت منقول ہے جس کی وجہ سے ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ پھر لکھا: ان کا صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں۔ عجلی وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام نسائی اور ایک جماعت نے انہیں ضعیف لکھا ہے اور بعض نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

۲۱۱۷ حنظلہ بن علی اسلمی[6]

تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کر دیا۔ اور بطریق حسین معلّم، عبداللہ بن بریدہ سے بحوالہ حنظلہ بن علی اسلمی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے گھبراہٹ میں امن عطا فرما اور میری پردہ پوشی فرما''۔[7] (حدیث) امام بخاری،[8] ابن حبان[9] اور عجلی[10] نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

---

[1] تجرید (۱۴۱/۱)
[2] الجرح والتعدیل (۳۱۵۱۳)
[3] اسد الغابۃ (۱۲۷۲)
[4] الاکمال (۱۵۲/۱)
[5] اسد الغابۃ (۱۲۷۴)
[6] اسد الغابۃ (۱۲۸۳)
[7] جامع المسانید (۶۰۹/۳)
[8] التاریخ الکبیر (۳۸/۲)
[9] التاریخ الکبیر (۱۶۵/۴)
[10] تاریخ ثقات (۱۳۶)

۲۱۱۸ حنظلہ بن عمرو اسلمی

قسم اوّل میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۱۱۹ حنظلہ بن قیس

عبدان نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے والد کے نام اور انہیں صحابی قرار دینے میں غلطی کی ہے۔ چنانچہ بطریق زہری، حنظلہ بن قیس سے بحوالہ نبی ﷺ روایت نقل کرتے ہیں: ''لازماً ابن مریم حج وعمرہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کریں گے''۔ (حدیث) ابوموسیٰ لکھتے ہیں: درست زہری سے بحوالہ حنظلہ بن علی اسلمی، ابوہریرہ سے مروی ہے۔ ایسا ہی مسلم میں ہے۔

۲۱۲۰ حنظلہ بن قیس انصاری

قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۱۲۱ حنظلہ (بے نسبت)

ابن الدباغ، ابن فتحون اور ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور جو روایت ابن قانع نے بطریق ذیال بن عبید حنظلہ سے نقل کی ہے۔ اس پر سب نے بھروسا کیا ہے کہ نبی ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ آدمی کو اس نام سے بلایا جائے جو اسے زیادہ پسندیدہ ہو۔

میں کہتا ہوں: ان کے استدراک کے بارے میں انہیں وہم ہوا، اس لیے کہ یہی وہ حنظلہ بن حذیم ہیں جن کا ذکر قسم اوّل میں پہلے ہو چکا ہے۔ جبکہ ذیال ان کا پوتا ہے جس کی ان سے روایت کردہ احادیث مشہور ہیں۔ یہ حدیث بھی انہی میں سے ایک ہے۔

باب حاء کے بعد واؤ

۲۱۲۲ (ز) حوشب تابعی

ایک مرسل حدیث کی روایت کرتے ہیں جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ چنانچہ ابن ابی الدنیا نے بطریق حوشب ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں ایسی دنیا سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جو آخرت کی بھلائی سے روکے''۔ (حدیث) اسی طرح ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن مبارک کے طریق سے، عمر بن مغیرہ

اسد الغابۃ (۱۲۹۲) مسلم کتاب الحج باب اھلال النبی ﷺ (۳۰۲۰)

اسد الغابۃ (۱۲۹۲) کتاب الزھد للامام احمد (۵۷/۱) اتحاف السادۃ المتقین (۲۴۰/۱۰)

صنعانی سے بواسطہ حوشب بحوالہ حسن بصری دو مرسل حدیثیں روایت کی ہیں، ایک یہ کہ "لوگ رات کے بخار میں گزشتہ گناہوں کے لیے کفارہ سمجھتے تھے"۔

۲۱۲۳ (ز) حویزہ العصری [1]

ابوموسیٰ نے بحوالہ ابن ابی علی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ایک غلطی ہے جو لفظی تبدیلی سے پیدا ہوئی۔ درست جویرہ جیم سے تصغیر ہے۔ ابن مندہ نے درست اندراج کیا ہے۔

۲۱۲۴ حوط العبدی [2]

عبدان فرماتے ہیں: ہمارے بعض احباب نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں جو انہوں نے نبی ﷺ سے نقل کی ہو، البتہ انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔

۲۱۲۵ حوط بن مرہ [3]

بن علقمہ الاعرابی۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر تو کیا لیکن اس میں غلطی ہوگئی ہے۔ اس لئے کہ ان کا تذکرہ ایک موضوع طریق کے سوا کسی اور طریق سے نہیں آتا۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اپنی "کتاب الاطعمہ" میں بواسطہ احمد بن نصر ذارع (جو ایک کذاب راوی ہے) روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابوبکر فرج کے غلام سے سنا وہ یاسین بن حسن بن یاسین سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے ۲۴۰ھ میں حج کیا، پھر ایک حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے میں نے جنگل میں حوط بن مُرّہ بن علقمہ نامی ایک دیہاتی دیکھا، میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بھی کچھ سن رکھا ہے؟ وہ کہنے لگے: ہاں! میں محمد ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا تھا۔ کسی نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے پاس جنت کا کوئی کھانا آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ابھی جبرائیل میرے پاس جنت کا (کھجور گھی کا بنا) حلوہ لائے تھے، جسے میں نے تناول کیا ہے"۔ [4]

۲۱۲۶ حولی [5]

ابوالفتح ازدی نے یکنامی صحابہ میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان سے غلطی ہوئی ہے، اس واسطے کہ وہ ابن حوالہ ہیں ان کا نام عبداللہ ہے پھر ازدی بطریق وکیع، سعید بن عبدالعزیز، ربیعہ بن یزید سے وہ حولی نامی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ لشکروں پر لشکر تیار کرو گے"۔ (حدیث) [6]

حافظ ابن عساکر اپنی تاریخ کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں: اس میں وکیع کو وہم ہوا اور انہوں نے ایک شخص کو درمیان سے ساقط کر دیا اور صحابی کا نام غلط لکھا ہے۔ پھر بطریق ابومسہر، بواسطہ ربیعہ، بحوالہ ابوادریس خولانی عبداللہ بن حوالہ سے

---

[1] اسد الغابة (١٢٩٧) [2] اسد الغابة (١٣٠٢)

[3] اسد الغابة (١٣٠٤) [4] اتحاف السادة المتقين (٣٠٩/٥) لسان الميزان (٨٣٨/٦)

[5] اسد الغابة (١٣٠٦) [6] دلائل النبوة (٣٢٦/٦) كنز العمال (٣٨١٩٦)

روایت کی اور اثناءِ حدیث میں فرمایا: ''حولی نے عرض کی یارسول اللہ! میرے لیے کوئی مقام پسند فرمائیں''۔ (حدیث) ایسے ہی طبرانی نے ابومسہر کے طریق سے روایت کی اور ولید بن مسلم نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز ابن ابی عاصم سے ان کی متابعت کی ہے۔ لگتا ہے یہی لفظی غلطی کا سبب بنا ہے۔ انہوں نے حوالی کو دیکھا جس کا الف رہ گیا تو اسے ان کا نام سمجھ لیا۔ حالانکہ یہ تو ان کے والد کی طرف نسبت ہے جو واؤ کی تخفیف سے ہے۔ اس میں ابن شاہین کو ایک اور وہم ہوا ہے جس کا تذکرہ ان شاء اللہ العزیز میں حرف خاء میں کروں گا۔

باب حاء کے بعد یاء

۲۱۲۷ حَیَّان ✿

الاعرج تابعی، کسی راوی نے ان سے ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کی وجہ سے بعض کو وہم ہوا اور انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ داری بطریق محمد بن یزید خراسانی، حیان اعرج سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں بحرین کی طرف بھیجا تھا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے، درست سند یوں ہے۔ محمد بن یزید سے وہ حیّان اعرج سے وہ علاء بن حضرمی سے روایت کرتے ہیں۔ حیّان اعرج کو امام بخاری ابن ابی حاتم اور ابن حبان ✿ نے تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۲۸ حیان بن ابی جبلہ ✿

وہم سے عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ یہ تو مشہور تابعی ہیں۔ عبدان نے ان کا نام بھی غلط لیا ہے جو حاء کے زیر سے ہے اس کے بعد باء ہے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۲۱۲۹ حیّان بن صَخْر سَلَمیّ ✿

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق شرحبیل بن سعد بحوالہ ان کے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمیں اپنی پوشیدہ باتوں کی تشہیر سے روکا گیا ہے''۔ ✿ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: درست جبّار بن صخر ہیں یعنی جیم با اور آخر میں راء سے ہے۔ واقعی یہ نام اسی طرح ہے جنہوں نے حیّان لکھا ہے انہوں نے لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ عبدان کی کتاب میں اس حدیث میں بعینہٖ حیّان بن ضمرہ لکھا ہے یوں ان کے والد کے نام میں بھی غلطی کی ہے۔ سَلَمی سین اور لام کے زبر سے ہے اس لیے کہ وہ انصار سے ہیں نہ کہ بنی سلیم سے۔

۲۱۳۰ حیّہ بن حابس

بقول بعض عابس۔ قسم اوّل کے حابس نامی عنوان میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

✿ اسد الغابة (۱۳۱۲) ✿ الجرح والتعديل (۲٤٦/۳) ✿ اسد الغابة (۱۳۱٤)

✿ اسد الغابة (۱۳۱٥) تجريد (۱٤٥/۱) ✿ الكامل فى الضعفاء (۱۰۷۸/۳) جامع المسانيد (٦٢٤/۳)

(۲۱۳۱) حُیَی بن حارثہ ثقفی

حلیف بنی زہرہ۔ اموی نے بحوالہ ابن اسحاق (حیی تصغیر کے ساتھ) ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی واقدی نے لکھا ہے، البتہ ان کے والد کا نام حارثہ کی جگہ جاریہ بتایا ہے۔ طبری نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے حی لکھا ہے اس بات سے سب نے اتفاق کیا ہے کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔ ابن الاثیر[1] نے ان لوگوں کی کتابوں سے ان کا نام قلمبند کیا ہے جبکہ ان کی کتب میں ان کا لکھا ہوا نام حروف سے نہیں۔ اس میں سب سے درست یہ ہے کہ یہ نام حُیّ (حا کے پیش یا مشدد آخر میں یاء) سے ہے اور ان کے والد کا نام جیم اور یاء سے ہے۔ ایسا ہی ابن ماکولا[2] نے تحریر کیا ہے۔

[1] اسد الغابة (٧٤/٢) [2] الاكمال (٢٣٢/١)